Gujjars - From Plains To Himalayas Series - II

شاہان گوجر

مؤلفہ

ابوالبرکات مولوی محمد عبدالمالک خان صاحب رح

پنشنر مشیر مال ریاست بہاولپور،

رئیس کھوڑی ضلع گجرات پنجاب

ناشر

گرجر دیش چیری ٹیبل ٹرسٹ جموں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

Gujjars - From Plains to Himalyas - Series - II

شاہانِ گوجر

مؤلفہ

ابوالبرکات مولوی محمدؐ عبدالمالک خان صاحبؒ

مشیر مال ریاست بہاولپور

رئیس کھوڑی ضلع گجرات پنجاب

Complimentary Copy
Not For Sale (G.D.C.T.)

ناشر

گرجر دیش چیریٹیبل ٹرسٹ

جموں

نام کتاب .... شاہان گوجر

طبع اول .... ۱۹۳ء طبع دوم ۱۹۸۶ء

طبع سوم ۲۰۰۱ء

مصنف .... ابوالبرکات مولوی محمد عبدالمالکؒ خان

تعداد .... ایک ہزار

قیمت .... چار سو روپے

ناشر .... گرجر دیش چیرٹیبل ٹرسٹ
۴۸۔ گوجر کالونی، بائی پاس جموں

مطابع .... اے۔ پی۔ آفسیٹ پرنٹنگ پریس نئی دہلی۔ ۲

Shahan - e - Gurjar
Abulbarkat Maulvi Md.Abdul Malik Khan
Price: RS.400/-   (Year of Publication 2001)

Published by:

GURJAR DESH CHARITABLE TRUST
48, GUJJAR COLONY, BYE PASS JAMMU-TAWI

Produced by : Aakif Computer Centre,
2599, Kucha Chellan, Darya Ganj New Delhi-110002
(Phone+Fax: 91-11-3257189 E.Mail aakif@del3.vsnl.net.in

عرض ناشر

ابو البرکات مولوی محمدؒ عبدلمالک خان صاحب سابق مشیر مال ریاست بہاولپور اور رئیس اعظم کھوڑی، گجرات کی کتاب "شاہان گوجر" ان معرکتہ آلارا کتابوں میں سے ہے جس نے ہم سے پہلی اور آج کی گوجر نسل کو اپنے عظیم ماضی اور شاندر کارناموں کا پہلا سبق پڑھایا۔ سچی بات تو یہ ہے کہ گذشتہ ساٹھ ستر سال میں جوان ہونے والی کئی نسلوں نے اسی روشن افق سے شعاعوں کو چن کر اپنے قدیم ماضی میں جھانکا۔ اسی کتاب نے ہمیں اپنی گجری قومیت کے افتخار و اعزاز کا سبق پڑھایا اور ہمارے دلوں میں پھر منزل مراد کو جالینے کی آرزو روشن کردی۔ اس احسان کا بدلہ یہی تھا کہ ہم اس روشن قندیل کے پھر سے فانوس بردار بنیں اور اسکے اُجالے سے اندھیرے میں نئے ستارے ٹانک دیں۔ ہمیں اُمید ہے کہ ان کی پاک روح اس جذبے کو محسوس کر کے جھوم اٹھے گی۔ جس نے ہمیں اس موتی کو تازہ صدف میں محفوظ کر کے پیش کرنے کی تحریک دی ہے۔

خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت راء

مولوی صاحب ایک اعلیٰ درجے کے ادیب ہونے کے علاوہ بڑے قادر الکلام شاعر بھی تھے۔ انہوں نے اپنی تواریخ کے آخر میں درد قومی سے شرابور ایک نظم بھی شامل کی ہے۔ جس میں ان کی روح بولتی ہے۔ یہ نظم بھی کتاب کے آخر میں شامل ہے۔ لیکن اس مرحلے پر ان چند اشعار پر نظر ڈالنے کی زحمت فرمائیے۔

اگر افلاس و ذلت کی یہی حالت رہی اپنی
تو ایسی زندگانی سے کہیں بہتر ہے مرجانا
سنو اس سے زیادہ بد نصیبی ہو نہیں سکتی
اگر تم نے زمانے کی نصیحت کو نہیں مانا
بڑھی جاتی ہیں قومیں تم سے میدان ترقی میں
مگر تم ہو کہ غفلت سے پڑے سوتے ہو بے پرواہ

قیامت ہے کہ جن ہاتھوں میں تلواریں چمکتی تھیں
چمکتا ہے اب ان ہاتھوں میں کشکولِ گدایانہ

یہ حقیقت کڑوی ہے کہ مولوی صاحب کا کھینچا ہوا نقشہ اب بھی مجموعی طور پر ویسے کا ویسا ہی ہے۔ اس کتاب کو شائع ہوئے ۶۷ سال کا عرصہ گذرا مگر ہماری قوم اسی خواب غفلت میں ہے۔ اور زمانہ اسکو روندتا ہوا آگے بڑھ رہا ہے۔

گرجر دیش چیریٹیبل ٹرسٹ نے ایک جگنو چمکا کر اس تیرگی پر حملہ شروع کر دیا ہے۔ اس سلسلہ میں ہمیں مولوی صاحب مرحوم کی یہ کتاب ایک بہت بڑے قومی ترکش کی طرح ہاتھ آئی ہے۔ ہمیں امید ہے اس ترکش سے نکلنے والے شعورِ قومی کے تیر لاعلمی، غریبی اور بے چارگی کی ظلمت کو چندھیا دینگے اور اس طرح سے اس خواب کی تعبیر کا سامان پیدا کرینگے۔ جو مولوی صاحب مرحوم نے دیکھا تھا۔ اس کتاب کی اشاعت جدید کے سلسلے میں ٹرسٹ کے بہی خواہوں نے ہر طرح کا تعاون کیا ہے خصوصاً ہم جناب سردار محمد صاحب پڈھوڑی جموں اور چودھری فردوس احمد چوہان ساکنہ موانہ (تحصیل حویلی ضلع پونچھ) والوں کے شکر گزار ہیں۔ ان حضرات کے تعاون کے بغیر اس کتاب کی اشاعت ثانی ممکن نہیں ہوتی۔

ادارہ کے ٹرسٹی اور دوسرے کارکن عاجزی سے حضرت مولوی صاحب مرحوم کے تئیں خراج عقیدت پیش کر کے اس تصنیف کو آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں اور انکی صالح روح کے لئے خشوع و خضوع کے ساتھ رب العزت سے مغفرت کی دعا مانگتے ہیں۔

مسعود چوہدری
اعزازی ڈائریکٹر
گوجر ریسرچ انسٹی ٹیوٹ جموں

۹ر اپریل ۲۰۰۱ء

Collection Of Advocate Showkat

پیش کلام

علامہ اقبال نے جب کہا تھا کہ

ادب پہلا قرینہ ہے محبت کے قرینوں میں

تو واضح طور پر اُن کا مطلب تہذیب و تمیز اور اطاعت گزاری و وفاداری سے تھا۔ لیکن شعر میں باقی اصنافِ ادب کے مقابلے میں ایک وہی سُر بھی پوشیدہ رہتا ہے۔ اس لئے آج یہ مصرع میرے مقصد کا ترجمان بن گیا ہے۔ یعنی ادب کے نام سے کوئی چیز قلم بند کرنا کسی شخصیت یا کسی قومیت سے محبت کا برملا اور ناقابل تردید اعتراف بھی ہوتا ہے۔

گوجر قوم کے عروج کا آفتاب الفِ اول مسیحی یعنی عیسوی سن کے پہلے ہزار سال میں اپنے عروج پر تھا۔ پھر یہ مہر درخشاں ناسازگار حالات کی آندھیوں سے گہنا گیا اور اس حد تک کہ اسکی دُھندلی دُھندلی بازگشت بھی ناممکن سی لگتی ہے۔ بیسویں صدی جزیرہ نمائے جنوبی ایشیاء میں انگریزوں کی مستقبل شناس حکومت کی وجہ سے کسی قدر اطمینان کا پیغام لیکر داخل ہوئی۔ اردگرد کے جھگڑ کم ہونے لگے تو گوجروں کے دانشورانہ طبقہ و شرفا کے اجتماعی شعور سے عظمت رفتہ کی کرنیں پھوٹ کر اُن کے قلم و کلام میں کھیلنے لگیں۔

ابوالبرکات مولوی محمد عبدالمالک خان صاحب اسی زمانے کے ترجمان ہیں۔ وہ شعوری اور سماجی دونوں حیثیتوں سے اُن معدودے چند گوجروں میں سے ایک تھے۔ جنکی شرافت، رئیسی اور آن بان مُسلّمہ تھی۔ وہ اپنی خاندانی وجاہت اور ذاتی قابلیت سے ریاست بہاول پور میں مشیر مال کے اعلیٰ ترین منصب پر فائز ہوئے۔ عام لوگوں کے لئے یہ سفر کا حتمی پڑاؤ ہوتا ہے اور اس کے بعد اپنی دولت و ثروت اور عشرت و شہرت کے تالابوں میں ہاتھ پیر مار کر اپنی تسکین کا سامان بہم کر لیتے ہیں۔ لیکن عبدالمالک صاحب اپنی قومیت کے توسط سے روح عصر کے مالک تھے اور اسکی ترجمانی کا ولولہ انھیں بیقرار رکھے ہوئے تھا۔ چنانچہ انہوں نے بیسویں صدی کی دوسری چوتھائی میں اس تاریخ کا تانا بانا پھیلایا۔ جب گوجر قومیت

کی ابھی کہیں پو ہی پھوٹ رہی تھی۔ میرا خیال ہے کے اُن کہ شانہ بشانہ بس کے ایم منشی صاحب اپنی تواریخ سوراٹھ یعنی The Glory that was Gurjardesa لکھ رہے تھے۔ مولوی عبدالمالک نے اپنی کتاب پورے غور و فکر سے لکھی لیکن اس سے بڑھ کر یہ کہ ان ابتدائی ایام کے حساب سے بہت اعلیٰ انتظام و انصرام اور تزک و احتشام سے چھاپی۔ لگتا ہے کہ یہ اس زمانے (پہلی اشاعت ۱۹۳ء) کے پیمانوں سے اس وقت کی بہترین چھپی ہوئی کتابوں میں شمار کی گئی ہو گی۔ کاغذ اعلیٰ، چھپائی شاندار، ٹائٹل پاکیزہ ذوق کا اور مُرصّع لیکن پھر بھی شُستہ اور جلد بندی پہلے نمبر کی۔ دراصل یہ قوم نوازی کے ساتھ رومان پرستی کا بھی مظہر تھی۔ جب تک آدمی اور ادیب اپنے موضوع سے ایک عاشق کا سا سلوک نہیں کرتا اس کے رنگ اور رس پوری طرح نہیں چھلکتے۔ آج عبدالمالک صاحب ہمارے درمیان نہیں ہیں لیکن ان کی یہ نفیس سوغات ان کے مقصد کی خوشبو کو لہروں کی طرح بکھیرتی ہے اور پڑھنے والے کو ہی کیا دیکھنے والے کو بھی چاروں طرف سے اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے

رنگِ پیراہن کا خوشبو زلف لہرانے کا نام
موسمِ گُل ہے تمہارے بام پر آنے کا نام

عبدالمالک صاحب کی کتاب کے کچھ عرصہ بعد رانا علی حسن چوہان نے بھی گوجر تاریخ اس سے مدلّل نہ سہی مگر اس سے یقیناً زیادہ مبسوط اور مفصل کتاب لکھی۔ گوجر قبیلے کا صدیوں کے زیر و بم نے جو متضاد اور متنوع منظر دکھایا ہے اس سے اس عقدے کی گرہیں چند در چند ہو گئی ہیں۔ لیکن دونوں مؤرّخوں نے الگ الگ نقطۂ ہائے نظر اور دلائل کے الگ ذخائیر سے استفادہ کرنے کے باوجود گوجر عظمت کی صداقت اور اس کے مستقبل کی بشارت پر ہی اپنی تانیں توڑی ہیں۔ اسی لئے یہ دونوں کتابیں گوجر قومیت کی شناخت کے سلسلے میں جادوئی آئینوں کے دو منفرد شیش محل ابھارتی ہیں۔ اب یہ اپنی اُفتاد اور اپنی استعداد پر موقوف ہے کہ ان دو بہ صورت دگر مگر بہ سیرت ہم آہنگ سیڑھیوں میں سے

Collection Of Advocate Showkat

کس کو جنم لیتا ہے۔ ایک بات طے ہے کہ دونوں کتابوں نے تحقیق و تلاش کی دو نرسریوں کا کام دیا ہے۔ جن کے معاملے سے کئی نسلوں کے گوجر متلاشیوں نے اپنے شعور وذہن کی تربیت کر کے ان کی داد دی ہے۔

جگر کا خون دے دے کر یہ بوٹے میں نے پالے ہیں۔

عبدالمالک صاحب کا طرز تحریر ان کی دل نشین اردو نویسی کا خوبصورت نمونہ ہے۔ وہ جگہ جگہ فارسی اور عربی کے شعر استعمال کر کے اپنے مفہوم و مطالب کو روشن کرتے ہیں اور تواریخ نویسی کو خشک اعداد و شمار کی اُوبڑ کھابڑ بستی سے باہر لے آتے ہیں۔ یہ کلاسیکی طرز کا خاصہ ہے۔ ان کی تواریخ نویسی میں بار بار اس لوک محاورے کی گونج شامل رہتی ہے۔ جس میں کہا گیا ہے کہ جن لوگوں کو اپنی تواریخ کا علم نہیں وہ مہاجر ہیں اور جس آدمی کو اپنا شجرۂ نسب یاد نہیں اس کا سلسلہ تولید مشکوک ہو جاتا ہے۔ گوجر دیش چیریٹیبل ٹرسٹ نے اس سے قبل اور مطبوعات کے علاوہ رانا علی حسن چوہان کی ضخیم تواریخ چھاپی ہے۔ اب اس تاریخ کی اشاعت سے شعر پورا ہو جاتا ہے۔

گرجر ٹرسٹ اور اس کے ٹرسیٹوں نے چوہدری مسعود احمد کی سرکردگی میں جو علمی الاؤ روشن کیا ہے۔ اسکی روشنی میں ابھی سے منزل کا سراغ دکھائی دے رہا ہے۔ مجھے امید ہے کہ اس بھڑکتے ہوئے تخلیقی الاؤ سے اُٹھنے والی چنگاریوں کے رقصِ شرر میں علم و ادب کا ایسا جشن برپا ہوگا جو گوجر تہذیب و تاریخ کے علاوہ اور بہت سی تاریک راہوں میں روشنی کی نئی کرنیں پیدا کر کے منظر کو اُجلا اُجلا کر دیگا۔

سبزہ زاروں پہ برس جائیگی پھر جا کر گھٹا
دھوپ سے پھر پیاس صحرا کی بجھائی جائیگی

وزارت روڈ۔ جموں

محمد یُوسف ٹینگ
ڈائیریکٹر جنرل کلچر (ریٹائرڈ)
جموں و کشمیر۔

۸؍اپریل ۲۰۰۱ء

فہرست

مضامین تاریخ شاہان گوجر

مضمون — صفحہ

دیباچہ و مقدمہ، ۱ تا ۸

تاریخ کی تعریف اور اس کے اثرات، ۹ تا ۱۱

تاریخ کا موضوع، ۱۲ تا ۱۵

تاریخ کن امور سے مرتب ہوتی ہے، ۱۶ تا ۲۰

مبادیات تاریخ، ۲۱ تا ۲۹

غرض تالیف، ۲۹

شکریہ احباب و عزیزان، ۳۰

باب اول

دنیا کی پیدائش اور ذاتوں کا امتیاز، ۳۱ تا ۴۵

باب دوم

گوجروں کے ابتدائی حالات، ۴۶

فصل اول، گوجر کے لفظ کی تحقیقات، ۴۷ تا ۵۰

فصل دوم، گوجر، گجر، گرجر ایک ہیں، ۵۱ تا ۵۴

فصل سوم، مختلف ملکوں میں گوجر کے لفظ کا استعمال، ۵۵ تا ۵۷
فصل چہارم، گوجروں کا ابتدائی وطن، ۵۸ تا ۶۱
فصل پنجم، گوجر کے قبائل کس کس وقت ہندوستان میں آئے، ۶۲ تا ۶۵
فصل ششم، گوجروں کا مذہب، ۶۶ تا ۷۲
فصل ہفتم، دوارکا کے کرشن دیوتا کا بیان، ۷۳ تا ۷۶
فصل ہشتم، گوجروں کی زبان، ۸۰ تا ۷۹
فصل نہم، گوجروں کے اخلاق و عادات، ۸۰ تا ۸۹
فصل دہم، گوجروں کے رسوم ولادت و شادی، ۹۰ تا ۹۷
فصل یازدہم، خاندیش کے ریوا کنبے گوجروں کے رسوم شادی، ۹۸ تا ۱۰۱
فصل دوازدہم، گوجروں کی سپاہ گری، ۱۰۲ تا ۱۰۷
فصل سیزدہم، گوجروں کی زراعت و کاشتکاری، ۱۰۸
فصل چہاردہم، گوجروں کی تجارت، ۱۰۹
فصل پانزدہم، گوجر کہاں کہاں آباد ہیں، ۱۱۰ تا ۱۱۱
فصل شانزدہم، گوجر قوم کی آبادی (مردم شماری)، ۱۱۲ تا ۱۲۵

باب سوم

قبائل گوجر، راجپوت و جاٹ، ۱۲۶
فصل اول، مقابلہ اقوام گوجر راجپوت و جاٹ، ۱۲۶ تا ۱۲۸
فصل دوم، گوجروں کے مشہور گوت، ۱۲۹ تا ۱۳۵
فصل سوم، بعض گوتوں کی تشریح، ۱۳۶ تا ۱۸۱
فصل چہارم، جاٹوں کے مشہور گوت، ۱۸۲ تا ۱۸۸
فصل پنجم، راجپوتوں کے مشہور گوت، ۱۸۹ تا ۱۹۷

فصل ششم جاٹوں کی شجاعت اور ان کے کارنامے، ۱۹۸ تا ۲۰۱
فصل ہفتم، اگنی کل گوجروں کے حالات، ۲۰۲ تا ۲۰۴
فصل ہشتم، چھتری خاندانہائے شاہی کی فہرستیں، ۲۰۵ تا ۲۱۲

باب چہارم

راجگان تومر،

فصل اول، شاہان تومر، ۲۱۳ و ۲۱۴
فصل دوم، راجہ تورمن اور قبیلہ ہن کا تعلق نسبی، ۲۱۵ تا ۲۱۷
فصل سوم، کچھواہیہ کا ذکر، ۲۱۸

باب پنجم

شاہان کسانہ وافتالوی

فصل اول، شاہان کسانہ وافتالوی، ۲۱۹ تا ۲۲۸
فصل دوم، افتالوی گوجر، ۲۲۹ و ۲۳۰

باب ششم

خاندان گوجر چھاوڑی، ۲۳۱ تا ۲۴۲

باب ہفتم

فصل اول، گجرات کے سولنگی گوجر راجے، ۲۴۳ تا ۲۶۴
فصل دوم گمیلہ خاندان کے گوجر راجے، ۲۶۵ تا ۲۶۸

باب ہشتم

واتاپی اور کلیانی کے سولنگی یا چلکیا گوجر راجے

فصل اول، چلکیا خاندان، ۲۶۹ تا ۲۸۹

باب نہم

پرمار (پوار) گوجر راجے، ۲۸۲ تا ۲۸۹

باب دھم،

فصل اول، چوہان گوجر راجے، ۲۹۰ تا ۳۰۰
فصل دوم، چوہان خاندان کی شاخیں، ۳۰۱

باب یازدہم

سمھی اور گلوٹ راجاؤں کے حالات، ۳۰۲ تا ۳۱۰

باب دوازدہم

پریہار یا پرتھار خاندان کے گوجر راجے، ۳۱۱ تا ۳۲۲

باب سیزدہم

فصل اول، بنگال کے خاندان پال کے گوجر راجے، ۳۲۳ تا ۳۲۸
فصل دوم، خاندان چندیل کے راجے، ۳۲۹ تا ۳۳۲

باب چہاردہم

گجرات کاٹھیاوار پر گوجر سلاطین کی حکومت، ۳۲۳ تا ۳۷۱

باب پانزدہم

مختلف اضلاع اور علاقوں کے گوجروں کا بہ ترتیب حروف تہجی) اجمالی تذکرہ، ۳۷۲ تا ۴۴۹

باب شانزدہم

مختلف تواریخ انگریزی، فارسی اور ہندی عربی کے انتخابات، ۴۵۰ تا ۵۲۸

انتخاب رپورٹ مردم شماری ۱۹۳۱ء جس میں تعداد نفوس اقوام گوجر صوبہ پنجاب درج ہیں، ۵۲۹ تا ۵۳۶

خاتمہ تاریخ، ۵۳۷ و ۵۳۸

قومی نظم از مولف، ۵۳۹ و ۵۴۰

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَللّٰھُمَّ مٰلِکَ الْمُلْکِ تُؤْتِی الْمُلْکَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْکَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَتُعِزُّ
مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِیَدِکَ الْخَیْرُ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ
شَیْءٍ قَدِیْرٌ

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا
تَسْلِیْمًا

دیباچہ مقدمہ

دستاں سرائے مجلس دوشینہ ایم ما
از ما فسانہائے کہن میتواں شنید

باہمی تعارف کے اصول پر انسان کئی قسمون پر منقسم ہین، جنس کے لحاظ سے عورت اور مرد، رنگ کے اعتبار سے کالا اور گورا، عمر کی حیثیت سے جوان اور بوڑھا، صفات ذاتی کی رو سے عالم اور جاہل، صفات عارضی کی وجہ سے دولتمند اور مفلس، توانا اور کمزور، مقام کی نسبت سے عربی و عجمی، فرنگی و ہندی، بخاری و مشہدی، کسب و حرفت کی نوعیت سے درزی اور لوہار، جولاہا اور کاشت کار، مذہب کی بنا پر عیسائی اور یہودی، ہندو اور مسلمان، سکھ اور جین، فرقون کے لحاظ سے شیعہ اور سنی، حنفی اور شافعی، مالکی اور حنبلی، نسبی خصوصیت سے سید اور شیخ، گوجر اور جاٹ، مغل اور پٹھان، راجپوت اور اعوان، لیکن ان تمام اقسام کے متعلق تین چیزین قابل بحث ہین،

(۱) اتحاد نسبی (۲) اتحاد مذہبی اور (۳) اتحاد وطنی،

اوّل اتحادِ نسبی

نسب کا اتحاد سلسلۂ تنظیم کو مستحکم کرتا ہے، اور ایتلاف کی خصوصیات کو محفوظ رکھتا ہی، چنانچہ خطبون مین

بجائے اس کے کہ افراد کی تفصیل کی جائے، صرف خاندان یا قوم کا حوالہ کافی ہوتا ہے، سلسلۂ نسب کا محفوظ رکھنا اور اس کو یاد کرنا، انسان کی ضروریاتِ زندگی مین سے ایک ضرورت ہے، عرب کا بچہ بچہ نہ صرف اپنے نسب نامے یاد رکھتا تھا، بلکہ دوسرے خاندانون کے نسب نامے بھی سنا سکتا تھا، نسب کی تعلیم فطری ہے، اور یہ خدا کا بہت بڑا احسان ہے، اوس کا ارشاد ہے،:-

وَجَعَلْنَاکُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا۔ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰکُمْ
ہم نے تمہین شعوب و قبائل مین تقسیم کر دیا تاکہ تم باہم آشنا ہو جاؤ، تم مین سے اللہ کے نزدیک زیادہ معزز وہی جو زیادہ پرہیزگار ہی

قرآن شریف جس طرح اور باتون کی وضاحت کرتا ہے، ایسا ہی نسب کے بارہ مین توضیح کرتا ہے، کہ خدائے تعالیٰ نے تمہاری قومون اور قبیلون مین تقسیم کر کے علیحدہ علیحدہ جماعتین بنا دین، تاکہ تم بیگانہ ویگانہ مین تمیز کر سکو، اگر تمام دنیا کے انسانون کی ایک ہی قوم یا ایک ہی قبیلہ ہوتا تو آج قرابت و اخوت کی جو نعمت ہمین میسر ہے، وہ حاصل نہ ہوتی، اور اقوام و قبائل کے دلون مین مقابلۃً جو جوش مسابقت و مقاومت پیدا ہوتا ہے، وہ نہ ہوتا، کیون کہ زیادہ تر ترقی کا مدار رشک و تقابل پر ہے، انسان کے وجود مین منجملہ دیگر جواہرِ فضیلت کے رشک بھی ایک جوہر ذاتی ہے، جس کے ذریعہ سے انسان مقصود کے اعلیٰ مدارج پر فائز ہوتا ہے، چنانچہ اس آیت مین خدائے تعالےٰ نعمتِ جلیلہ کے نتائج کا ذکر کرتا ہے کہ قبائل اور شعوب کی تقسیم اس لئے ہے، کہ تمہاری معرفت مین اضافہ ہو، معرفت ایک وسیع اور لق و دق بیابان ہے، محبت عشق اور اتحاد اس کے مراحل ہین، ایک انسان دوسرے سے ملتا ہے، اس کا نام ملاقات ہے، اور جب میل جول زیادہ ہوتا ہے، تو محبت پیدا ہوتی ہے، اور محبت سے عشق اور عشق سے اتحاد فی الذات کا درجہ حاصل ہوتا ہے، اس مرتبہ کی تشریح اس شعر مین ہے،

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جان شدی
تا کس نگوید بعد ازین من دیگرم تو دیگری،

جب یہ درجہ حاصل ہو جاتا ہے، تو قوم اور قبائل کے افراد مین وحدتِ اجتماعی پیدا ہوتی ہے، اور جب کوئی جماعت وحدت قومی کی حیثیت حاصل کرتی ہے، تو پھر کوئی دوسری قوم اس کا مقابلہ نہین کر سکتی اور اسی کا نام حقیقی تنظیم ہے، جو دنیا کے مدارج ترقی کی کفیل اور حمایت دینی کی وکیل ہے، اور اسی کی تشریح خدائے پاک اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰکُمْ سے کرتا ہے، پس کسی قوم کا باہمی تعارف اور ہمدردی اور یکبازی اوس کی ترقی کے اسباب اولین ہین،

تعارف باعثِ اتحاد اور اتحاد باعثِ تنظیم افراد ہوتا ہے، اس مین ایک نکتہ مخفی ہے، کہ قومون کی تنظیم کسطرح ہو سکتی ہے، اور فنا فی القوم کا رتبہ افراد کو کسطرح ملتا ہے،؟ اس ادق مسئلہ کے سمجھنے کے لئے

Collection Of Advocate Showkat

ضروری ہے کہ ہم چند مطالب کو بطور اصول بیان کرین،

انسانون کا اتحاد کئی نوع کا ہوتا ہے، ڈاکوؤن کی جماعت مین اتحاد ہوتا ہے، کہ وہ مجتمعاً یک جان ویک دل ہو کر کسی گاؤن پر حملہ کرتے ہین، دو سلطنتون مین رابطۂ موالات ہوتا ہے، کہ وہ ایک دوسری کی حلیف ہو کر تیسری سلطنت کو تباہ کرنے کیلئے لشکر کشی کرتی ہین، مکارون اور فریبیون مین بھی ائتلاف ہوتا ہے، کہ وہ دوسرے لوگون کو دام تزویر مین پھانسنے کیلئے باہمی سازش کے جال پھیلاتے رہتے ہین، چورون کا بھی جتھا ہوتا ہے، کہ وہ کسی کا گھر لوٹنے کے لئے منصوبے باندھتے ہین، ارکان حکومت مین بھی اتفاق ہوتا ہے، کہ وہ اپنی متحدہ پالیسی سے ادنی واعلی (رعایا) پر کسی جدید ٹیکس کا یا مقررہ ٹیکس پر اضافہ کا بوجھ رکھتے ہین، اور جب رعایا کی گردن ایسے بار گران سے ٹوٹنے لگتی ہے، تو وہ مرافعات (اپیلون) کے سہارے ایوان حکومت کے در پر فریاد کرتی ہے، اور جب ہر جگہ سے وہ مایوس ہو جاتی ہے، تو بغاوت پر آمادہ ہو جاتی ہے، رشوت خوارون مین بھی اتفاق ہوتا ہے، کہ ماتحت اہلکار بڑے افسرون کے لئے رشوت کا حصہ مقرر کرتے ہین اور بڑے افسران کی غلطیون اور بے ایمانیون کی پردہ پوشی کرتے ہین، وعلی ہذا القیاس اس قسم کی اکثر مثالین اس زمانہ مین پائی جاتی ہین، مگر یہ اتحاد اور اتفاق حقیقی نہین، اس کا شیرازہ چند دنون مین بکھر جاتا ہے، اور اس کو کبھی ثبات و استقلال میسر نہین آتا، اس کا نام اتحاد فی الشر ہے، ایسی جماعت آخر اپنے منصوبون مین ناکامیاب رہتی ہے، اور ایک دن اس کا خاتمہ ہو جاتا ہے، اس لئے معرفت سے مراد ایسی معرفت ہے جس کا نتیجہ اتحاد فی الخیر ہو، ان اکرمکم عند اللہ مین اسی اتحاد فی الخیر کی طرف اشارہ ہے، اگر کسی قوم کے افراد منہیات سے متنفر اور اوامر کے مطیع ہون تو اس قوم مین اتحاد فی الخیر ہوگا جس کو کوئی قوت جنبش نہین دے سکتی، اتحاد فی الشر کی مثال ریت کی دیوار، اور اتحاد فی الخیر کی تمثیل روئین حصار کی ہے،

جہاز مین مختلف مذہب، ملک اور قوم کے لوگ سوار ہوتے ہین، اگر اس مین رخنہ ہو جائے تو سب کے سب مجتمعاً اس رخنہ کو بند کرنے کیلئے دوڑتے ہین، یا کسی مکان مین آگ لگ جائے تو تمام شہر کے لوگ اس کے فرو کرنے کیلئے اپنی جانون کو خطرہ مین ڈال دیتے ہین، تاکہ شہر آگ کے شعلون سے محفوظ رہے، یہ اجتماع علی الخیر ہے، جس مین سب کی غرض جہاز یا مکان کو بچانے کی ہے، کیونکہ وہ جانتے ہین کہ اگر جہاز اور مکان تباہ ہو گیا، تو وہ بھی تباہ ہو جائین گے، اس کے برخلاف ڈاکوؤن، چورون اور بدمعاشون کا اجتماع اپنی خودغرضی اور دوسرون کو نقصان پہنچانے کے ارادہ سے ہوتا ہے جو اصول تمدن اور فطرت کے خلاف ہے، اور جو فعل یا عمل فطرت کے خلاف ہو، وہ کبھی قائم نہین رہ سکتا، کیونکہ فطرت کے اجزاء و تاثیرات مین تناسب و التصاق ہوتا ہے، ایک جزو دوسرے جزو سے اس طرح ملصق یا ملحق ہو جاتا ہے جس طرح

کوئی ایک چیز قوت مقناطیسی کے اثر سے دوسری چیز سے جا ملتی ہے، اسی وجہ سے کہا جاتا ہے کہ ظالم کی جڑ زمین کے اوپر اور عادل کی جڑ زمین کی تہ مین ہوتی ہے، جس طرح اچھی زمین مین درخت پھلتا پھولتا ہے اسی طرح عادل بادشاہ اور نکوکار شخص اپنی عدالت اور نیکی سے پھلتا پھولتا ہے، اور جس طرح ناقص زمین مین درخت خشک ہو جاتا ہے، اوسی طرح بد کردار آدمی بُری خصلتون سے برباد ہو جاتا ہے،

جس قوم مین صلاحیت ہوگی وہی خدا کے نزدیک مقرب ہوگی، جس کا نتیجہ اقبالمندی و سعادتمندی ہوگا، اگر کوئی قوم اوجِ حشمت و جلال پر قدم رکھنا چاہتی ہے، تو اوس کی اوّلین منزل نیک کرداری اور صلاحیت و تقویٰ ہے، ناتراشیدہ پتھرون سے دیوار چننا دشوار ہے، جب تک ایک ایک پتھر کے تمام پہلو ہموار نہ کر لئے جائین، تاکہ ایک پتھر دوسرے پتھر پر ٹھیک طور پر منطبق ہو جائے، اسی طرح قومیت اور اتحادِ قوم کے لئے لازمی ہے کہ پہلے ان کے اخلاق کی اصلاح کی جائے، جس طرح کہ ناہموار پتھر آپس مین پیوست نہین ہو سکتے، اسی طرح قوم کے ناہنجار افراد اتحادِ حقیقی کے سلک مین منسلک نہین ہو سکتے، مخلص اور منافق کے دل کو کون ملا سکتا ہے؟ مختلف طبیعت کے لوگون مین کس طرح الفت و محبت کا سلسلہ قائم ہو سکتا ہے؟

عرب کی حکومت جس سُرعت کے ساتھ عرب و عجم مین پھیلی، روئے زمین کی تاریخ اس کی کوئی نظیر پیش نہین کر سکتی، اہلِ عرب کے پاس نہ تو دوسرے بادشاہون کے برابر جہاز تھے، اور نہ سامانِ حرب ہی کچھ بڑے پیمانہ پر تھے، ٹوٹی پھوٹی کشتیون پر ستو، اور کھجورون کا زادِ راہ ساتھ لیا، اور بحرِ ہند کو عبور کر کے سندھ کی سرزمین پر اوترے، بجلی کی طرح چمکے، اور دنون مین مشرق سے مغرب تک نورِ اسلام سے دنیا کو منور کر دیا، دنیا اس تنویر سے متحیر اور جہان اس تسخیر سے متعجب ہے، یہ اتحاد فی الخیر کی برکت ہے، کہ عرب کے ہر ایک سپاہی کے دل مین اعلائے کلمۃ اللہ کا شوق اور تبلیغِ اسلام کا ذوق تھا، جس نے ایک لحظہ مین دنیا کی کایا پلٹ دی، اور دشت و جبل اللہ اکبر کے نعرون سے گونج اوٹھے، خدائے تعالیٰ کا ارشاد ہے، اَنَّ الْاَرْضَ یَرِثُهَا عِبَادِیَ الصّٰلِحُوْنَ ۝ زمین کے وارث ہمارے نیک بندے ہوا کرتے ہین، کیونکہ دنیا کی بنیاد نیکی اور بھلائی پر ہے، دنیا ایک گلزار ہے، اس کا باغبان وہی ہو سکتا ہے جو فنِ باغبانی سے واقف ہو، اور اپنی صلاحیت خداداد سے اس کو آراستہ و پیراستہ رکھ سکے، ثمردار درختون کے بڑھنے اور پھولنے کیلئے ان کو مناسب اوقات پر پانی دے، اور ان کے نازک پتون کو بادِ سموم سے بچائے، گھاس پھوس سے تختہ ہائے گلزار کو پاک و صاف رکھے، خشک شدہ شاخون کو کاٹے، ناکارہ درختون کو بیخ و بن سے اوکھاڑے، شاخون مین پیوند لگائے، تاکہ اچھے پھل حاصل ہون، یہی مثال دنیا کی بادشاہت و قومی سیادت کی ہے، قوم مین پوری تنظیم نہین ہوتی، اس کے کئی اسباب ہین، (۱) قوم مین بعض افراد ایسے ہین، جو تن آور بے ثمر درختون کی طرح

اپنی روز افزون بالیدگی کی ہوس مین اپنے زیر سایہ ثمردار بوٹون کی قوت نامیہ کا خون چوستے رہتے ہین، (۲) بعض قبائل کے افراد ایسے ہین جن کے اعمال وکردار کی بدنما صورت قوم کے نیک کردار بچون کے لئے غول بیابانی ہے جس کی شکل سے وہ کوسون دور بھاگتے ہین، جب تک قوم کے افراد خود تقویٰ وصلاحیت کا نمونہ نہ بنین، اس وقت تک قوم ترقی نہین کرسکتی، جو افراد تقویٰ وصلاحیت کے لباس سے عاری ہین، وہ ناتراشیدہ پتھر ہین، جو کسی تنظیمی عمارت مین لگانے کے قابل نہین، وہ ہمیشہ اپنی ہی سربلندی وبالیدگی سے سرمست ہین، اونھون نے کبھی قوم کی افتادگی وپسماندگی پر ہمدردی کے آنسو نہین بہائے،

خانۂ قوم خراب است کہ یاران ہمہ روز
درعمارت گری گنبد دستارِ خود اند

اگرچہ ہم شعوب وقبائل کی دلچسپ تفسیر بیان کرنے مین بموجب ع:- لطیف بود حکایت دراز تر گفتم، کہین سے کہین نکل گئے، لیکن دائرۂ موضوع سے باہر نہین گئے، اور ابھی کئی نکات بیان کرنے باقی ہین، لِتَعَارَفُوْا مین یہ اشارہ ہے، کہ انسان کی شعوب وقبائل مین تقسیم صرف مودت ومحبت کیلئے ہے کسی اور غرض کیلئے نہین، جیسا کہ آج کل لوگون کے مدنظر رہتا ہے، یعنی وہ اپنا نسب اس لئے بیان کرتے ہین، کہ دوسری قومون سے اظہارِ فخر کرین، اس قسم کا اظہارِ فخر شرعًا واخلاقًا ناجائز ہے، حضور علیہ السلام فرماتے ہین، اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ آدَمَ وَلَا فَخْرَ۔ مین اولادِ آدم کا سردار ہون، لیکن مین اس پر فخر نہین کرتا، کیونکہ فخر ذاتی اعمال وافعال پر ہونا چاہئے، عرفی نے ذیل کے اشعار مین دونون پہلوؤن سے اس حقیقت کی شرح کی ہے،

تا گوہرِ آدم نسبم باز نہ استد   زآبائے خود ار شرم اصحابِ کرم را
اما نبود وصفِ اضافی ہنر ذات،   این فتوی ہمت بود اربابِ ہمم را
این برقِ نجابت کہ جہد از گہرِ من   مدح است ولے گوہر ذات اب وعم را
وصفِ گل وریحان ہوا باز نہ گردد   ہرچند ہوا عطر دہد قوتِ شم را
المنۃ للہ کہ نیازم بہ نسب نیست   اینک بشہادت طلبم لوح وقلم را

اگر انسان مین ذاتی وصف نہ ہو، تو اضافی وصف (شرفِ خاندانی) کام نہین آتا، البتہ انسان کے وصف ذاتی سے خاندان کی عزت بڑھتی ہے، یعنی جس انسان مین ذاتی قابلیت ہو، وہ خاندانی نجابت وشرافت کی خود دلیل ہے، اور ایسی حالت مین اس کو خاندانی شوکت وسطوت کے بیان کرنے کی ضرورت نہین ہوتی، بے ہنرون اور بداعمالون کا خاندانی شوکت پر افتخار کرنا کچھ فائدہ نہین دیتا، بلکہ وہ ان کے لئے باعثِ

ننگ و شرم ہے، چنانچہ عربی کے اس شعر مین اس امر کو زیادہ وضاحت سے بیان کیا گیا ہے:-

اِنِ افتَخَرتَ بِآبآءٍ مَضَوا سَلَفاً
قُلنَا صَدَقتَ وَلٰکِن بِئسَ مَا وَلَدُوا

اگر تو اپنے گذشتہ باپ دادون پر فخر کرے تو ہم کہینگے کہ جو کچھ تو کہتا ہے سچ ہے مگر انکی اولاد بہت بری ہے (جو خود تو کوئی قابلیت نہین رکھتی اور اپنے باپ دادون پر فخر کرتی ہے)

قرآن نے قوم و قبیلہ کے دونون پہلو دکھا دیے ہین، اور قومیت و قبیلہ کی تقسیم کے فلسفہ کو ایسے الفاظ مین بیان کیا ہے، جس سے قومی امتیاز کا غرور بالکل مٹ جاتا ہے،

اسی طرح ویدون اور گرنتھ مین قومی اور خاندانی فخر کی مذمت کی گئی ہے، اور وہ تقریباً مندرجۂ بالا تشریح کے حرف بحرف مطابق ہے،

دویم اتحاد مذہبی

قومی اتحاد و ایتلاف کے قائم کرنے مین مذہبی اضافت و مشربی نسبت کو سب سے زیادہ دخل ہے، اور اوس کی قوت و طاقت سب سے زبردست ہے، یہی حقیقی اتحاد ہے، لیکن اس اتحاد کے لئے بھی چند امور کی ضرورت ہے، جن کا ہم نے اتحاد قومی مین ذکر کیا ہے، برائے نام مسلمانون مین کبھی اتحاد پیدا نہین ہو سکتا، جسطرح ناتراشیدہ پتھر، تراشیدہ پتھر کے ساتھ منطبق نہین ہوتا، اور اگر اوسے لگا بھی دیا جائے، تو رخنے رہ جاتے ہین، اسی طرح مخلص مومن و منافق کے دل آپس مین نہین ملتے، اس حقیقت کی بھی قرآنِ کریم توضیح کرتا ہے:-

وَاذكُرُوا نِعمَتَ اللّٰهِ عَلَيكُم اِذ كُنتُم اَعدَآءً فَاَلَّفَ بَينَ قُلُوبِكُم فَاَصبَحتُم بِنِعمَتِهٖ اِخوَانًا ط

اس آیت کی تفسیر یہ ہے:-

"مسلمانون پر خدائے تعالی نعمت کا اظہار کرتا ہے، کہ تم آپس مین ایک دوسرے کے سخت مخالف و دشمن تھے، خدائے تعالی نے تمہارے دلون سے منافقت اور شقاق کا کانٹا نکال دیا، اور تم کو رشتۂ اتحاد و اتفاق مین منسلک کر دیا، اور آج تم خدائے تعالی کی عنایت سے بھائی بھائی ہو گئے"

مسلمان، بھائی بھائی اسی صورت مین ہو سکتے ہین، جب سنتِ نبوی پر ہر ایک کا عمل ہو، یہ وہی اتحاد فی المذہب ہے، جس نے عربون کو تمام دنیا کا مالک بنا دیا، یہ وہی ایتلاف فی الملۃ ہے، جس سے شاہان زمانہ لرزتے رہے، اس طاقت کا کوئی سلطنت مقابلہ نہین کر سکتی تھی، اس اتحاد نے متعدد مخالف سلطنتون کو تباہ و برباد کر دیا، اور پھر ایسے مذہب کا اتحاد جسکی بنیاد اصول فطرت پر ہو، اگر ایسا اتحاد عملی صورت اختیار کرے، تو تمام دنیا مین وحدت کی جلوہ گر ہو جاتی ہے،

تعجب ہو کہ آج مسلمانون کی انجمنین اور مجلسین پے بہ پے اس راز کی دریافت کیلئے منعقد ہو رہی ہین کہ مسلمانون کے تنزل کا کیا باعث ہے، ؟ اور بڑے بڑے مضمون اس عنوان پر لکھے جا چکے ہین، کوئی کچھ کہتا ہے، کوئی کچھ، مگر حقیقت تک بہت کم رسائی ہوئی ہے، دراصل یہ مسئلہ اسلام کی تاریخ پڑھنے سے حل ہو سکتا ہے،

اگر ہم دورِ گذشتہ و حال (ابتداے عروجِ اسلام و انتہاے زوال اسلام) کا مقابلہ کرین، اور اسباب و علل کو بطریق قیاس استقرائی جمع کرین، تو اس مد و جزر کا سبب سوائے اس کے اور کچھ نہین کہ جس زمانہ مین مذہب کی تبلیغ اس حکم کے ماتحت تھی،:-

یَا اَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ
وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ ط وَاللّٰهُ
یَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ط

اے رسولؐ جو کچھ آپ پر نازل کیا گیا ہے، وہ آپ
دنیا کو سنا دین، اگر آپ ایسا نہین کرین گے، تو سمجھا
جائے گا کہ آپنے حق رسالت ادا نہین کیا، اللہ آپ کو
دشمنون (ان کی شرارتون) سے محفوظ رکھیگا

اس وقت اسلام اعلیٰ اوج و عروج پر تھا، اور جس وقت سے تبلیغ کا سلسلہ بند ہو گیا، اس وقت سے اسلام زوال پذیر ہونے لگا،

سوئم اتحادِ وطن

اشتراکِ وطن سے بھی اتحاد ہوتا ہے، لیکن یہ اتحاد، اتحادِ مذہبی و قومی سے کم درجہ کا ہے، اگرچہ زمانہ حال مین ہر جگہ اشتراکِ وطن ہی ہر قوم و ملت کو متحد کر رہا ہے تاہم یہ اشتراکِ وطن مذہبی و قومی اتحاد کو نہین پہنچ سکتا، زمانہ کے حالات سے بعض وقت اتحادِ وطن کو غلبہ ہو جاتا ہے، لیکن اتحادِ مذہب و اتحادِ قوم کا وہ مقابلہ نہین کر سکتا، اس مین کچھ شک نہین کہ اپنا وطن ہر ایک کو عزیز ہوتا ہے، اور طبعاً اس سے محبت ہوتی ہے، پرندے بھی اپنے گھونسلون مین کسی دوسرے پرندے کو گھسنے نہین دیتے، اور وحشی جانور بھی اپنے بھٹون اور بلون مین کسی دوسرے جانور کو پھٹکنے نہین دیتے، وطن کی گدائی دوسرے ملک کی شاہانہ جاہ و حشمت پر غالب ہوتی ہے،

یوسف کہ بمصر بادشاہی می کرد،
می گفت گدا بودن کنعان خوشتر،

عرفی کو نجف سے ارادت تھی، مرنے کے بعد بھی نجف مین پلکون کے بل پہنچنے کی آرزو رکھتا ہے،

بکاوش مژہ از گور تا نجف بروم
اگر بہ ہند ہلاکم کنی وگر بہ تتار،

حضور علیہ السلام نے مکہ چھوڑنے کے وقت فرمایا، "اے میرے پیارے شہر اگر مجبوری نہ ہوتی، تو مین کبھی تجھ کو نہ چھوڑتا"، ہر ایک شخص اسی اصول پر آزادی کا خواہان ہے، کہ اس کے وطن کی خاک اوس کے باپ دادا کے جسم و خون و استخوان کا جزو ہے، وہ گوارا نہین کرتا، کہ اوس کے باپ دادا کے خون و جسم کی جو زاد و بوم ہے، اوس کو دوسرے لوگ پامال کرین، وطن کی محبت مین عرب و ایران و یونان کے شاعرون نے نہایت دلکش نظمین لکھی ہین، جن سے قومی شجاعت کا خون جوش مین آتا ہے، اور باشندگان ملک صعب ترین دشمن کے مقابلہ مین لڑنے مرنے پر تیار ہوجاتے ہین، مصر مین روز مرہ وطن کی آزادی کے لئے اخبارات و رسائل مین مضامین لکھے جارہے ہین، اور بازارون مین ارزان قیمت پر فروخت ہوتے ہین، مین نے ایک رسالہ مین "العیش فی الوطن" کے عنوان سے ایک دلچسپ مضمون دیکھا تھا، تاریخ شاہد ہے کہ کسی ملک پر غیر وطن کا بادشاہ خواہ کیسا ہی زبردست و طاقتور ہو امن سے سلطنت نہین کرسکتا، کیونکہ رعایا کی وطن پرستی کا جوش خواہ کتنا ہی کمزور کیون نہ ہو، شاہی قوت پر خواہ وہ کتنی ہی طاقتور و زبردست ہو، غالب آتا ہے، اسلئے کہ حب الوطن فطری ہے، اور شاہی طاقت اکتسابی ہے، فطرت ہمیشہ اکتساب پر غالب آتی ہی، لیکن یہ غلبہ تب ہوتا ہے جب اتحاد قومی یا مذہبی مکمل ہو،

ابتدا مین ہندوستان مختلف قومون کی وجہ سے مختلف حصون مین منقسم تھا، شاہان اسلام کے تسلط سے یہ فائدہ ہوا، کہ ہندوستان تقسیم در تقسیم کے خطرناک آئین سیاست سے کسی قدر محفوظ ہوگیا، اور انگریزی سلطنت نے چونکہ ہندوستان کے اطراف پر اور زیادہ وسعت سے قبضہ کیا ہے، اس لئے ہندوستان نے اس زمانہ مین اتحاد کی طرف جلد جلد قدم بڑھایا ہی، گویا سلطنت انگریزی نے اوسکے پراگندہ اجزا کو وحدت سیاسی مین جمع کردیا ہے، اور حقیقت مین یہ بہت بڑی ترقی ہی، جو ہندوستان کے حق مین بہت مفید ہے، یہ ایسے سیاسی مسائل ہین، جو فلسفۂ سیاست کی کتابون مین بسط اور تفصیل سے لکھے گئے ہین،

تاریخ کی تعریف

اور اُس کے اثرات

چونکہ ہماری قوم کے اکثر افراد تاریخ کا مفہوم نہیں جانتے اس لئے ضرور ہے، کہ اون کو سمجھایا جائے، کہ تاریخ کیا چیز ہے، تاکہ وہ اوس کے مفہوم سے بخوبی واقف ہوجائین،

محققین نے تاریخ کے متعدد معنیٰ بیان کئے ہین، مگر یہ ایسی بحث ہے، کہ جسمین پوری توجہ کی ضرورت ہے جب تک کہ اوس مین کامل غور و فکر نہ کیا جائے، یہ مسائل سمجھ مین نہین آسکتے،

ایک فاضل نے یہ تعریف کی ہے، کہ نیچر کی خاصیتون نے جو تبدیلی انسان کے حالات مین پیدا کی، اور انسان نے جو اثر فطرت پر ڈالا۔ ان دونون کے مجموعہ کا نام تاریخ ہے،

بعض نے یہ تعریف کی ہے، کہ واقعاتِ گذشتہ و حالاتِ موجودہ سے ایک منطقی قیاس کا مرتب کرنا، اور اس سے نتیجہ نکالنا کہ آیا حالاتِ موجودہ واقعاتِ گذشتہ کے نتائج ہین، یا واقعاتِ گذشتہ حالاتِ موجودہ کے اسباب ہین،

بعض نے لکھا ہے، کہ کسی چیز کے تغیرات کا ذکر اس غرض سے کرنا، کہ اون سے عبرت حاصل کیجائے.

بعض نے یہ لکھا ہے، کہ واقعاتِ ماضیہ سے افرادِ قوم کے حالات جمع کرنا. اور اس سے اصولِ کلیہ کا مرتب کرنا مقصود ہوتا ہے.

مثلاً کتابون مین بادشاہون کے واقعات تمدنی، اقتصادی، مذہبی، آئینی، اخلاقی، طریق جنگ وغیرہ درج ہوتے ہین، اون کو جمع کر کے باصول قیاس استقرائی یہ کلیہ مرتب کرتے ہین، کہ عیاش، بزدل، ظالم بادشاہ کی سلطنت بہت جلد زائل ہوجاتی ہے، مگر بہادر، عادل، محنت کش، پرہیزگار بادشاہ کی سلطنت دیرپا ہوتی ہے، نیز جو کچھ ہو رہا ہے، وہ اسباب و علل کا نتیجہ ہے، اگر کوئی قوم عروج حاصل کرتی ہے، تو اس کے اسباب ہوتے ہین، اور اگر کوئی قوم ذلیل ہوتی ہے، تو اس کے بھی وجوہ ہوتے ہین،

جہان مین علت و معلول کا سلسلہ پھیلا ہوا ہے، کوئی واقعہ یا چیز بلا سبب نہین ہوتی، لیکن اس زمانہ مین عام طور پر تاریخ کا یہ مفہوم سمجھا جاتا ہے، کہ چند کتب تاریخ کو لیکر ان کا انتخاب لکھدیا، اور اون واقعات کو دوسرے الفاظ مین فصاحت و بلاغت کا رنگ دے دیا، لیکن اس پر تاریخ کی تعریف صادق نہین آتی ہے، اسکو نقل یا خلاصہ یا تشریح کہہ سکتے ہین، ایسی تاریخ کا مؤلف، مؤرخ کا لقب نہین پا سکتا، دنیا مین جس قدر انسان ہین، وہ تعلقات کے رشتہ سے وابستہ ہین، ایک قوم کا دوسری قوم سے تعلق ہے، بادشاہ کو رعایا کے ساتھ، اور رعایا کو بادشاہ سے واسطہ ہوتا ہے،

ان تعلقات کی حقیقت کتابون کے پڑھنے سے معلوم ہو سکتی ہے، علوم و فنون کا کوئی شخص خواہ کتنا ہی ماہر کیون نہ ہو، جب وہ اپنی تاریخ سے ناواقف ہے تو سمجھنا چاہیئے، کہ وہ کچھ بھی نہین جانتا، کیونکہ بقا و حیات کے لئے یہ علم ایسا ہی ضروری ہے، جیسا کہ علم معاش، اس سے بڑے بڑے کام نکلتے ہین، تاریخ کے ذریعے سے ملکون کو تسخیر اور فتح کیا جاتا ہے، اور اوسی کے ذریعہ سے مردہ قوم مین روح پھونکی جاتی ہے، تاریخ کے ایک ہاتھ مین غلامی کا گردن گسل طوق اور پاشکن زنجیر ہے، تو دوسرے ہاتھ مین ایسی کلید ہے جو جیل کے قفل کھول کر قیدیون کو طوق و زنجیر کی گرانباری سے نجات دیتی ہے، تاریخ سے وہ کام نکلتے ہین جو توپ اور تفنگ سے نہین نکلتے، جس شخص کو عربی تاریخ پر عبور ہے، وہ جانتا ہے کہ مورخین عرب ہر ایک واقعہ کے ساتھ ساتھ اپنی شوکت و بسالت کا ذکر بھی ضمناً و التزاماً کرتے ہین، تاکہ کسی قوم یا بادشاہ کی جلالت و ابالت کے مقابلہ مین یہ نہ سمجھا جائے کہ عرب کی طاقت کم ہے، مقصود یہ ہوتا ہے کہ عرب کی ہیبت و رعب کا سکہ دلون مین اس قدر گہرا بٹھایا جائے، کہ دوسرے بادشاہ کی شان و شوکت اوس کو محو نہ کر سکے، سلسلۃ التواریخ مطبوعہ پیرس ۱۸۱۱ء مین لکھا ہے،

ملك الجزر و هو كثير الجيش ليس لاحد من الهند مثل خيله و هو عدو العرب غير انه مقر ان ملك العرب اعظم الملوك و ليس احد من الهند اعدى للاسلام منه.

ایک مؤرخ عرب گوجر مہاراجہ کا ذکر کرتا ہے، "اس مہاراجہ گوجر کے پاس اتنا بڑا لشکر ہے جو ہندوستان کے کسی دوسرے راجہ کے پاس موجود نہین، باوجودیکہ وہ مہاراجہ بادشاہ عرب کا دشمن ہے مگر وہ یہ تسلیم کرتا ہے، کہ سلطان العرب دنیا کے سب بادشاہون سے بڑا ہے، جسقدر یہ مہاراجہ اسلام کا دشمن ہے، ہندوستان مین اور کوئی راجہ اسلام کا دشمن نہین ہے،"

مؤرخ عرب گوجر مہاراجہ کی جلالت و ابالت و کثرت لشکر کے واقعات کو تو نہین چھپا سکتا تھا، کیونکہ عرب مؤرخین کسی واقعہ کے اخفا کو گناہ عظیم سمجھتے ہین، مگر اون کے ساتھ دوسرے واقعہ کو منضم کر دیتا ہے کہ

کہ گوجر بھاراجہ لشکر عظیم رکھتا ہی، اور عرب و اسلام کا سخت ترین دشمن ہی، مگر عرب کی سطوت و شوکت سلطانی کو مانتا ہی، اور یہ دونون واقعے صحیح ہین،

سکندر کی جہانگیری کا بڑا راز یہ تھا، کہ وہ جس ملک کو فتح کرتا تھا، وہان اوس کے مدح خوان اسکے جانیکے بعد اوس کے گذشتہ واقعات شجاعت و تسخیر دہراتے رہتے تھے، جس سے مفتوح قوم کے حوصلے پست ہوجاتے تھے، ہندو بلا ضرورت تاریخ ہند کے واقعات کو دہراتے ہین، اور ان پر اس کے سوا اور کچھ اضافہ نہین کرتے کہ شاہان اسلام اور خصوصًا اورنگ زیب کو متہم کرین، کہ ہندو کش تھا، ظالم تھا، ستمگر تھا، اور ان کے فرضی مظالم کو جن کی کچھ اصلیت نہین درد انگیز الفاظ مین بیان کرتے ہین، تاکہ ہندؤن کی مردہ بسالت زندہ ہو، دوسری طرف اسلام کی مقناطیسی طاقت اور اوسکی صداقت و حقیقت کو ایسی عبارت مین پیش کیا جاتا ہی جس سے ہندؤن کو شاہان اسلام اور اسلام سے نفرت ہو، ہر ایک زندہ قوم تاریخ کے حربہ سے کام لیتی ہے، اگرچہ شاعری کو دنیا کی کایا پلٹنے کا دعوی ہے، لیکن تاریخ کا وہ مقابلہ نہین کرسکتی، ایسی تاریخ جس مین واقعات کے خلاف قصے تراشے جائین، اوس کا اثر دلون پر اسی قدر ہوتا ہے، جس قدر کہ دروغ بے فروغ کو ہوا کرتا ہے، اس لئے جدید تاریخین جو اسلام کے خلاف لکھی گئی ہین، اسلام کو نقصان نہین پہنچا سکتین، جو قوم اپنی تاریخ سے واقف نہین ہے، اسمین اور حیوانون مین کچھ فرق نہین، دنیا کی قومین ترقی کررہی ہین، کوئی ایسی قوم اس وقت دنیا مین نہین جسکی تاریخ نہ ہو، اگرچہ بعض اقوام کی تاریخ روے زمین کی تاریخون کا ناتمام خلاصہ یا انتخاب ہے، مگر یہ نہین کہا جاسکتا کہ وہ قوم تاریخ نہین رکھتی، ہر قوم کی ترقی کا اولین زینہ تاریخ ہی، جو قوم تاریخ سے بے بہرہ ہے، وہ دولت و اقبال سے بھی بے بہرہ ہی اور اسکے برابر اور کوئی قوم غافل و ناعاقبت اندیش نہین ہوسکتی، کس قدر جہالت و احسان فراموشی ہی، کہ جس خاندان سے کوئی قوم پیدا ہوئی ہو، وہ اسکے نام و نشان سے بے خبر ہو، دوسری قومونکے بچے دس دس پشت تک اپنا نسب نامہ بتا سکتے ہین، وہان ہماری قوم کے بچون کا ناطقہ، دادے کا نام لیتے ہی بند ہوجاتا ہی، ہم اگر اپنے باپ دادون کے مزارون پر دعائے مغفرت کے گلدستے چڑھانے اور عقیدت و ارادت کی قندیلین روشن کرنے سے محروم ہین، تو یہ ہماری بدقسمتی ہی، مگر یہ بے نصیبی اس بدقسمتی سے کمتر ہے، جب ہم کو یہ بھی معلوم نہ ہو، کہ ہم کس کی یادگار ہین، ہم مذہبی احکام سے غافل، اپنے آبا و اجداد کے کارنامون سے بے خبر ہین، نہ دین کے رہے نہ دنیا کے، اس قوم کے افراد کی مثال بچھڑون کی سی ہی، پیدا ہوئے گائے کا دودھ پیا، بڑے ہوئے، بھوسہ کھا کر موٹے ہوئے، ہل مین جوتے گئے، اور دس سال کسان کے ڈنڈے کھا کر مر گئے، قرآن شریف ایسی ہی قوم کی نسبت اولئک کالانعام بل ھم اضل فرماتا ہی، ایسی قوم چارپایون سے بھی گئی گذری ہی،

تاریخ کا موضوع

اور

مؤرخین کے طبقے،

ایشیائی اور یورپین مؤرخین کو ان کی تاریخون کے اعتبار سے چند طبقون مین تقسیم کیا جا سکتا ہی،

ایک طبقہ وہ ہے، جو بادشاہون کے صرف محاربات کو قلمبند کرتا ہے، نہ تو وہ بادشاہون کے اخلاق سے بحث کرتا ہے، اور نہ اُن کی آئینِ انصاف وغیرہ کا تذکرہ کرتا ہے،

گویا اون کے نزدیک تاریخ اسی کا نام ہے، کہ بادشاہ کس سنہ مین تخت نشین ہوا، کس سے اوس نے جنگ کی، کب قتل ہوا یا مرا،

ایک گروہ محاربات کے ساتھ بادشاہ کے اخلاق و عادات کا بھی ذکر کرتا ہی، لیکن اس کے مذہب و آئین کا ذکر نہین کرتا،

ایک طبقہ مندرجۂ بالا امور پر روشنی ڈالتا ہی، مگر اس قوم کے تمدن کا ذکر نہین کرتا جس پر وہ حکمران ہے، ہمارے تعلیم یافتہ نوجوان جانتے ہین کہ بالعموم تاریخ مین بادشاہون کی اولوالعزمی اور اُن کے معرکون کا ذکر ہوتا ہے، مگر اُن قومون کا جن پر وہ حکمران رہے ہون کوئی ذکر نہین ہوتا، آریہ ایک مشہور قوم ہے، مگر اس وقت تک اس کے ابتدائی حالات کا سورج شک و شبہہ کے گرہن سے نہین نکلا، بڑے بڑے محقق آج تک اس کی تحقیق مین متفکر و سرگردان ہین، مکمل تاریخ کسی بادشاہ یا قوم کی وہ ہے، جسمین مندرجۂ ذیل موضوع سے بحث کی جائے،

(الف) بادشاہ کا حسب و نسب،

(ب) اُس کی مدتِ حکومت، بقیدِ سنین وسعتِ سلطنت، خراجِ دیار و ترتیب و تعدادِ عساکر،

Collection Of Adevcate Showkat

(ج) اس کے اخلاق وعادات ومذہب ومشرب،

(د) اس کے محاربات، اور اُن کے موجبات اور نتائج،

(ہ) اسکی جہانبانی کے قواعد وضوابط،

(و) رعایا کے حالات تمدن واخلاق ومذہب، (جس پر بادشاہ حکمران رہا)

(ذ) من حیث المجموع ملک کی ترقی یا تنزل کا ذکر جو اسکے عہد میں ہوا،

(ح) مندرجۂ بالا امور میں سے بعض کے باہمی تعلقات وتناسب کی تشریح اور اسباب وعلل کی تلاش،

اگر اس معیار کو سامنے رکھکر کسی تاریخ کا مطالعہ کریں تو وہ ناقص ہی نظر آئے گی، شاہان مغلیہ کی تاریخون میں بہت اہتمام ہوا، بعض مورخ موجودہ حالات کے لکھنے پر مقرر تھے، کئی بادشاہوں نے التزام کے ساتھ اپنا روزنامچہ خود لکھا، مگر انکے عہد کی کوئی تاریخ بھی مکمل نہیں ہی،

علامہ ابو الفضل نے آئین اکبری کی تدوین جامعیت کے ساتھ کی ہے، یہاں تک کہ چراغ افروزی، فراش خانہ، آبدار خانہ، مطبخ، کبوتر بازی، خوشبو خانہ، توشکخانہ، قورخانہ، الغرض ہر قسم کے آئین کا ذکر کیا ہے، مگر اصول جہانداری سے آئین اکبری کی بیاض معرا ہے، اکثر ضروری امور کو چھوڑ دیا، اور غیر ضروری کا ذکر کیا ہے، نہ تو ہم اس مجموعہ کو آئین جہانبانی کہہ سکتے ہین نہ تاریخ شہنشاہ اکبر، ہم تو اس کو اگلے وقتوں کی بیاض کہیں گے، جسمیں متقدمین اشعار، طب کے نسخے، سفرنامہ، دیگر مختلف حالات، حساب آمد وخرچ، جو کچھ چاہتے تھے، لکھدیتے تھے، اسوقت تک کسی قسم کی تقیید عائد نہیں ہوئی تھی، کہ تاریخ میں کن امور کو ضبط تحریر میں لانا چاہیئے، بعض مورخین کو امام فن تاریخ کہا گیا ہے، اور بعض نے تاریخ کے اصول وضوابط بھی مرتب کئے ہیں، مگر حقیقت یہ ہے کہ جسقدر خود امام فن یا اس کے متبعین نے تاریخیں لکھی ہیں، اون میں کسی نے امامت وتقلید کا حق ادا نہیں کیا، ممکن ہے کہ ان کو حالات نہ ملے ہون، مگر ہمارا دعوی تو ثابت ہی، کہ کوئی تاریخ مکمل نہین ہے،"

اس تحریر سے یہ نہ خیال کیا جائے، کہ ہم مورخین متقدمین یا موخرین پر اعتراض کر رہے ہیں، بلکہ تاریخ کی تعریف اور مقاصد جو ان مورخین نے قرار دئے ہیں، انکے معیار سے ایک حقیقت کو ظاہر کرنا تھا، اور اس ضمن مین اپنی نارسائی کا اعتراف ہے،

تاریخ کے نامکمل ہونے کا یہ بھی سبب ہی، کہ مورخ کے مذہب وقومیت کی جھلک تاریخی واقعات میں نظر آتی ہے، اور مورخ یا تو خود (یا اوسکی قوم) کسی بادشاہ کی ناقدردانی کا شکار ہوتا ہے، اس لئے وہ اسکی تاریخ نہیں لکھتا، بلکہ مذمت لکھتا ہے، چنانچہ ابن عرب شاہ نے تاریخ تیموری میں تیمور بادشاہ کی

نسبت جو لکھا ہے، وہ اسی قبیل سے ہے،

وکان هو وابوه من الفدادین ومن طائفة اوشاب لا عقل لهم ولا دین وقیل کانا من الحشم الرجالة والاوباش البطالة وکانت ماوراء النهر ماواهم وتلك الضواحی مشتاهم وقیل کان ابوه اسکافا فقیرا جدا. وکان هو شابا حدیدا جلدا ولکنه لما کان به من القلة یتجرم وبسبب تلك الاجرام یتضرر ویتضرم ففی بعض اللیالی سرق غنمة واحتملها. فضربه الراعی فی کتفه بسهم فابطلها وثنی علیه بآخر فی فخذه فاخطلها فازداد کسرا علی فقره ولوما علی شره ورغبته فی الفساد وحنقا علی العباد والبلاد.

(تیمور کے حسب و نسب میں مختلف روایات ہیں،) بعض کہتے ہیں، کہ وہ اور اس کا باپ زمیندار و ولی کے طبقے سے تھے، بعض کہتے ہیں، کہ وہ دونوں غنڈوں کے گروہ سے تھے، جو عقل اور دین سے بے بہرہ ہوتے ہیں، بعض کہتے ہین کہ وہ پیادہ سپاہیوں میں سے تھے، بعض کہتے ہیں، کہ وہ آوارہ اوباش لوگوں میں سے تھے، ماوراالنہر میں رہتے تھے، اور ان اطراف میں موسم سرما بسر کرتے تھے، اور بعض کہتے ہیں کہ اس کا باپ ایک بہت ہی غریب موچی تھا، لیکن تیمور بذاتہ تیز طبع بہادر نوجوان تھا، اور غربت کی وجہ سے جرائم کا ارتکاب کرتا تھا، اور ان جرائم کی وجہ سے نقصان اٹھاتا تھا، اور غصہ سے بھڑک اٹھتا تھا چنانچہ ایک رات بکری چرا کر لئے جا رہا تھا، چرواہے نے اس کے شانے پر تیر مارا، جس نے اس کے شانے کو بیکار کر دیا، دوسرا تیر اس کی ران میں مارا، جس سے اوس کی ران بیکار ہو گئی، اب وہ اپنی تنگدستی کے ساتھ لنگڑاپن میں، اور اپنی برائی کے ساتھ کمینگی مین اور فتنہ و فساد کی خواہش اور بندوں اور شہروں پر غیظ و غضب کرنے میں بڑھ گیا"

کیا اس کو تاریخ کہیں گے؟ ہرگز نہیں، اس قسم کی تحریر نے تاریخ پر بہت برا اثر ڈالا ہے، اگرچہ بعض مسلمان، ہندو عیسائی، اور یہودی مورخین آزادانہ واقعات نویسی کے مدعی ہیں، مگر عملی طور پر یہ دعوی ثابت نہیں ہوتا، یہ ایک فطری بات ہے اور اس آلایش سے پاک ہونے کا بہت کم مورخین دعوی کر سکتے ہیں، اور پھر ہر ایک کی درایت مختلف ہے، کوئی مورخ کسی واقعہ کو کسی نظر سے دیکھتا ہے، کوئی کسی نظر سے، اور بعض مورخین تو محض اسلئے تاریخ لکھتے ہیں، کہ بعض بادشاہون کو جن کے عہد میں ان کی قوم کثرت سے بادشاہ کے مذہب مین داخل ہوئی ہو، برا بھلا کہنے کا موقع ملے، ترقی دین کو ظلم پر محمول کیا جائے، ان امور نے تاریخ کے واضح اور روشن مسائل کو تاریکی میں ڈال کر تاریخ کی اصلیت و حقیقت کو چھپا دیا ہے،

Collection Of Advocate Showkat

ع شد پریشان خواب من از کثرت تعبیرہا

پس ہرایک تاریخ پڑھنے کے وقت اس امر کو مدنظر رکھنا چاہیئے، کہ اسمین کہان تک خارجی خیالات کا دخل ہے، زیادہ تر یہ عیب یورپ کے مورخین مین پایا جاتا ہی، کہ وہ سیاسی امور کی نگہبانی اور مذہبی تعصب سے شاہان اسلام کے کارنامون اور مذہب اسلام کے برخلاف وہ باتین لکھتے ہین جو بالبداہتہ باطل ہین، ہم ایسے جزئیات کی تفصیل سے (جو کثرت سے یورپ کے مورخین کی تاریخون مین پائی جاتی ہین:) دیباچہ کو طول دینا نہین چاہتے، اون کی تاریخون سے اس امر کا ثبوت ملتا ہے، کہ تاریخ کا میدان قومون اور مذہبون کا نبردگاہ ہے، اوس کی آڑ مین جو کچھ چاہین لکھ سکتے ہین،

تاریخون کا ایک ایسا بھی ذخیرہ ہے. جو کسی بادشاہ کے دور حکومت کے چلے جانے کے بعد شائع ہوتا ہے، اور اس خیال سے لوگون کو اسکی طرف متوجہ کیا جاتا ہی، کہ مورخ بادشاہ کے عہد مین صحیح واقعات لکھتا رہا، مگر بادشاہ کے خوف سے شائع نہ کرسکا، لیکن ایسی تاریخین ثبوت کی محتاج ہوتی ہین، اون کو احتیاط سے پڑھنا چاہیئے، یہ وہ امور تھے، جن کے ذکر کو مین اس موقع پر ضروری سمجھتا تھا، اس کا یہ مطلب نہ لیا جائے، کہ کسی نے اور مکمل تاریخ نہین لکھی ہے، اور ہم نے لکھی ہے، بلکہ یہ اس تالیف مین نقائص کے رہ جانے پر ایک قسم کی معذرت ہی،

تاریخ کن امور سے مرتّب ہوتی ہی

جن واقعات کو مؤرخ کسی بادشاہ کی سلطنت یا کسی قوم کی تمدنی حالت کے متعلق قلمبند کرتا ہی، دو قسم کے ہوتے ہین، واقعاتِ مرئیہ، جن کو مؤرخ خود دیکھتا ہے، اور جن کو وہ روایات کے اعتبار پر لکھتا ہی وہ واقعاتِ سماعیہ کہلاتے ہین، سماعی واقعات مین اس امر کی ضرورت ہے، کہ سلسلۂ رواۃ کو دیکھا جائے، کہ ان مین کوئی ایسا راوی تو نہین، جو قوتِ حافظہ نہین رکھتا، یا وہ کسی ایسے مذہب و فریق سے تعلق تو نہین رکھتا، جس سے اس کی روایت قابلِ اعتبار نہین رہتی، یا افترا پردازی اور قصہ سازی سے تو متہم نہین، اگر ایسا ہے تو اس کے بیان کردہ واقعات کچھ وقعت نہین رکھتے، جب دیدہ و شنیدہ واقعات نہین ملتے تو پھر آثار و تمدن سے جن مین ہر قسم کی عمارت، کھنڈر، برتن اور ہتھیار وغیرہ شامل ہین، اور نوشتون سے جن مین کتبے اور سکے، مذہبی اور سیر وغیرہ کی کتابین داخل ہین، تاریخی واقعات کو اخذ کیا جاتا ہی، اور ضرب الامثال اور قصے کہانیون کی تنقید کی جاتی ہے، ان مین سے جو بات شہادتون سے ثابت ہو، تاریخ کا جزو ہو سکتی ہے، تاریخی واقعات کے انکشاف مین الفاظ سے بھی بہت کچھ امداد ملتی ہے، کیونکہ الفاظ اور ان کی ترکیب سے یقینی نتائج حاصل ہوتے ہین، ہم اسی تاریخ کے الفاظ متعلقہ کو بطور مثال پیش کرتے ہین، گجرات، ہزارہ گوجر، گوجر خان، گوجرانوالہ، گوجر گڑھی، گوجر بھٹی، گوجر ٹھٹھہ، گوجرہ، گوجر باٹھ، ہوہڑہ گوجران، پنڈی گوجران، گوجر گڈھ، گوجر جنگ، گنج گجران، واڑہ گوجران، گوجر پور، گوجر نگر، گورجستان[1]، گرج، کے نام پر شہر یا گاؤن جس ملک یا صوبہ یا علاقہ مین پائے جائین گے، فوراً ہمارا ذہن گوجر قوم کی طرف منتقل ہوگا، کہ یہ شہر اور گاؤن گوجرون کا آباد کردہ یا مسکن ہے، اور ضرور ہے کہ یا تو اس وقت اس سرزمین مین گوجر آباد ہین یا گذشتہ زمانہ مین آباد تھے، پھر ہم اس علاقہ کے باشندون کی تاریخ پر نظر ڈالتے ہین، تو ہم کو قوم گوجر کا پتہ ملتا ہے لیکن قیاس استقرائی

---

[1] گورجستان، گرج ایک سا ہین، گوجر لوگ گرجر ایک، ما الاسم کا قلب مکانی ہوگیا ہے، اسکی بحث مفصل آئے گی،

مین مستثنیات بھی ہوتے ہین، ایسا ہی ہمارے اس قیاس استقرائی مین بھی ممکن ہے، کہ کسی گاؤن کا نام گوجر کے نام پر ہو، اور وہ دراصل گوجرون کا آباد کردہ نہ ہو، مثلاً قلعہ گوجر سنگھ، ضلع گوجرانوالہ مین ایک قصبہ سردار گوجر سنگھ کا آباد کردہ ہے، لیکن اس مین بھی ایک نسبت قوم گوجر سے ہے، مہاراجہ رنجیت سنگھ کی عملداری کے بعد جو سکھ سردار مختلف صوبون کے صوبہ دار یا سپہ سالار کی حیثیت سے بڑے بڑے شہرون مین رہتے تھے، اون مین سے بعض نے اپنے لڑکے کا نام اس شہر کے نام پر رکھا جسمین کہ وہ پیدا ہوا، مثلاً پشورا سنگھ، لاہورا سنگھ، جو پشاور و لاہور مین پیدا ہوئے، چونکہ گوجر سنگھ گجرات مین پیدا ہوا تھا اسلئے اس کا نام گوجر سنگھ رکھا گیا، تاہم یہ قصبہ ایک قوم کی اطلاع دیتا ہے، مگر ایسا بہت ہی کم، اور شاذ و نادر ہوتا ہے، جس سے ہمارا کلیہ نہین ٹوٹتا، کیونکہ علم منطق مین یہ تسلیم کیا گیا ہے، کہ قیاس استقرائی ایک حجت ہے، اور وہ دعوی کے اثبات مین قبول کیا جاتا ہے،

اور جہان ہم گوجرون کے گوت پر دیہات کے نام پاتے ہین، اس امر کا ثبوت ملتا ہے، کہ یہ دیہات بھی گوجرون کے آباد کردہ ہین،

ضلع گجرات مین

کولیان، کھاریان، چوہان، باہروال، دھد، لوہسر، کالسن، ہیلو، چھالہ، اوانہ، جیسی، بانٹھ، ڈنگہ، فتالیان، پھنڈر، چھاوڑی، ٹھیکریان، بانیان، چاڑہ، کسانہ، ہیکلہ، ڈوگہ، بجیران، گگنا، گودسی، سانگو، ہمود، راجوہسند، فتامنڈ، بجیلڑوالہ، دھنگڑ، لانبڑہ، کمٹی، آدم ٹوپہ، چھوکر، بسوال، میکن، سومبڑی، بسوٹے، لادیان، بارو، جاگل، ڈونیان، ڈھینڈہ، بوکن، بھلیسر،

مواضع بالا، گوجرون کے گوتون کے نام پر ہین، اور اب بھی ان مین گوجر آباد ہین،

ضلع ہزارہ مین

پڑھانہ، جاگل، دیدڑ، موٹہ، ڈنگے، چیچیان، ڈوڑیان، سرلی، پسوال، بائین گوجری، جاتل، ڈوگہ، داٹمی، النی منگب، وغیرہ وغیرہ، دیہات گوجرون کے گوت پر مشہور ہین،

ضلع جہلم مین

بھلہ، پٹیا، ڈھینڈہ، کول پور، بھاڑا مونن، راٹھی، بوکن، ادانہ، ٹمکریان، تدوکاس، گوجر بانڈہ، ہیسان، کولیان، لوسر، وغیرہ وغیرہ گوجرون کے آباد کردہ ہین،

راولپنڈی مین

بجاڑہ، کاس ججھی، چوہان، ٹمکریان، پپامبڑہ گوجران، گورسی، لودے، بہلیسر بوکن، بھیراہ، سہرا دھنے، ٹھیان، ٹمیلہ، کوٹ کونیان، نون، سود، بوکڑ، وغیرہ وغیرہ گوجرون کے دیہات ہین،

ایبٹ آباد مین

بہلیسر ڈویان، گیلہ کلان، گیلہ خرد، جھیر گر، چک سانگو، تلہ بجاڑ، کولیان، ٹملہ، بانیان، وغیرہ گاؤن گوجرون کے گوتون پر ہین، اسی طرح پنجاب کے تمام ضلعون اور دوسرے صوبون مین گوجرون کے گاؤن موجود ہین، دیکھو ابین بکبری و فہرست دیہات اضلاع پنجاب وغیرہ،

اگر ہم گوجرون کے کل گوت جمع کر لین، اور تمام ہندوستان کے مواضع کی صوبہ وار فہرست کے ساتھ مقابلہ کرین، تو جس جس ضلع مین گوجرون کے گوت کے مواضع ملین گے، ان سے ثابت ہوگا، کہ وہان یا تو اب گوجر آباد ہین، یا زمانہ گذشتہ مین آباد رہ چکے ہین، ہم نے اکثر ضلعون اور ریاستون سے دیہات کی مفصل فہرست منگوا کر تاریخ مین امداد لی ہے،

تاریخ مین حروف کی تبدیلی اور اصوات کے اصول سے بہت کچھ انکشاف ہوتا ہے

الفاظ سے بھی تاریخی واقعات پر بہت کچھ روشنی پڑتی ہے، لیکن بعض الفاظ مین استعداد تعلیل در تعلیل ہوتی ہے کہ لفظ کی اصلی صورت بالکل محو ہو جاتی ہے، اور ایک حرف بھی باقی نہین رہتا، جو

زباندان حروف کی تبدیلی و تغیرات پر وسیع نظر رکھتا ہے، جب اس کے سامنے کسی اسم کی اصلیت بیان کیجاتی ہے تو فوراً تسلیم کرلیتا ہے، لیکن جو لوگ اس علم سے بے بہرہ ہیں، اگر وہ ناموں مین ایک نکتہ کا بھی فرق ہو تو وہ تسلیم نہیں کرتے۔

اسموں کی تبدیل شدہ یا مسخ شدہ صورتوں کے معلوم کرنے کیلئے ضوابط و قواعد مرتب ہوسکتے ہیں، تبدیل حروف و تعلیل کلمات کی کئی قسمیں ہیں،

(اوّل) کسی اسم کا اوسی زبان میں باختلاف مقام یا زمان تبدیل ہوجانا:

(دوئم) دوسری زبان مین جاکر شکل کا متغیر ہوجانا،

اس کی پھر کئی اقسام ہیں، کسی حرف کا اول یا آخر یا وسط میں زیادہ کرنا، اول یا وسط یا آخر سے حذف کر دینا، حرف کو حرف سے بدل دینا، حروف کو آگے پیچھے کر دینا، یہ نہایت ہی دلچسپ فن ہے، ہر ایک زبان کی گرامر میں کچھ نہ کچھ اس کی بحث ہوتی ہے، مصدر سے افعال و اسماء کے اشتقاق کی بحث اسی علم کا شعبہ ہے، اس دیباچہ مین مختصر طور پر اس کا ذکر اسلئے ضروری ہے، کہ اس علم کے بعض مسائل ہماری اس تاریخ کے اجزاء ہیں، اگر ہم ان کی تشریح نہ کریں تو ایسے الفاظ و کلمات کے سمجھنے میں دقت ہوگی،

دریاؤں کے ناموں کو دیکھو، ستلج کی اصل ستدر یا شتدرو ہے، بیاس کی بیاسا، بہت کی بتستا بدستا، وتستا، چناب کی چندر بھاگا، راوی کی اراوتی، پنتی کی تاپی، (آئین اکبری جلد سوئم)

اس سے معلوم ہوسکتا ہے، کہ الفاظ مین کس قدر تبدیلی واقع ہوتی ہے، مگر تبدیل شدہ اسماء سے کسی طرح انکار نہیں ہوسکتا، اس تاریخ مین بہت سے ایسے الفاظ آئین گے، جن کی صورتین بدلی ہوئی ہین، اور اون کی اصلی صورت کو ہم نے بیان کیا ہے، اور اوس سے اپنے دعوی کو ثابت کیا ہے، بعض ایسے الفاظ ہین، کہ اون میں اصلی ایک حرف بھی باقی نہیں رہا، تعلیل در تعلیل کی وجہ سے اون کی اصلیت پر بمشکل سے اطلاع ہوسکتی ہے،

ہم مختصر طور پر چند حرفوں کی تبدیلی کا ذکر کرتے ہیں، مگر تبدیلی صرف یہیں تک محدود نہین ہے۔

الف اکثر حذف ہوجاتا ہے، اور تبدیل بھی ہوجاتا ہے، اسکندر، سکندر اور راوی، اراوتی،

ب ب اور واو، باہم تبدیل ہوتے ہین، جیسے واڑی، باڑی، کھیت کے گرد جو خار بندی کیجاتی ہے، واڑہ، بارہ (قلعہ) ونسا، بنسا،

پ ف، پ باہم تبدیل ہوتے ہین، گوسفند، گوسپند، فوج، پھوج (لشکر)

ج۔ ج اور خ اور ح، باہم تبدیل ہوتے ہین، مثالین کثرت سے ہیں،

چ س، ج سے تبدیل ہوتی ہے، جیسے چین اور صین، جون اور چون، (حرف تشبیہ)

خ سین سے تبدیل ہوتی ہے، جیسے سر اور خسر، اور ک سے جیسے کمند، خمند،

ک سین سے تبدیل ہوتا ہے، جیسے ناک، ناس، باس، (عذاب سختی) معرب باک، فارسی، پاس، پاک،

ق گاف سے تبدیل ہوتا ہے، جیسے قندھار، گندھار؛

وقس علے ہذا القیاس،

* * *

Collection Of Advocate Showkat

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مبادیات تاریخ

جب ہم دیباچہ ختم کر چکے تو سمجھتے تھے، کہ ابتدائی مراحل کو طے کر کے منزل مقصود کی شاہراہ پر پہنچ گئے ہیں، اور اصل موضوع (تاریخ گوجر) پر قلم اوٹھانے کا وقت آگیا ہے۔ لیکن ایک زبردست خیال نے ہمارا قلم روک دیا، کہ جس قوم کے سامنے یہ تاریخ پیش ہونے والی ہے۔ اس کے بعض افراد تاریخ ہند کے واقعات سے بالکل خالی الذہن ہیں۔ اس تاریخ کے مقاصد سمجھانے کیلئے ضرورت ہے، کہ اول ہندوستان کے قدیم باشندوں، اور بعد میں آنے والی قوموں کا مختصر ذکر کیا جائے، جنمیں قوم گوجر بھی شامل ہو، مقابلہ ایسی صورت میں ہو سکتا ہے، جب دوسری قوموں کا علم ہو۔ ایسے خیالات ہمیں آگے چلنے نہیں دیتے، اور ہماری منزل دور ہوتی جاتی ہے، اب اس کے سوا چارہ نہیں ہے، کہ ہمارا قلم قریب و بعید کے سب منازل کو طے کرے۔ قوم کی خاطر اس قسم کی مشکلیں اوٹھانی آسان ہیں، مقصود یہ ہے، کہ تاریخ سے اس کو دلچسپی پیدا ہو، جس سے وہ شاہراہ ترقی کی تلاش کرے، اور اس تاریخ کے مباحث کو سمجھنے کے لائق ہو۔

مقالہ اولیٰ

ہندوستان ایک تماشاگاہ یا نمائش گاہ ہے، جسمیں ہر ملک کی قومیں موجود ہیں۔ مورخین نے ان کی تقسیم مختلف طور پر کی ہے، مثلاً:۔

(الف) باعتبار رنگ و تشخص و قد و قامت۔ (ب) بحیثیت زبان۔ (ج) بخیال رسم و رواج

وتمدن (د) من حیث المذہب والملّت، (ه) بلحاظ حکمرانی ومحکومی،

تشخص ورنگ کے اعتبار سے مؤرخین نے قوموں کو تین انواع پر تقسیم کیا ہے، اسکی نسبت ہم نے اس باب میں کچھ زیادہ تشریح کی ہے،

(الف) پست قامت، سیاہ رنگ، چپٹی ناک والے قدیم باشندے ہیں،

(ب) طویل القامت، سفید رنگ، بلند بینی والے، آریہ نسل ہیں،

(ج) پست قامت، سفید رنگ، چھوٹی ناک والے، منگولین ہیں، (دیکھو گورکھا اور تبتیوں کو جو ہر جگہ پائے جاتے ہیں،)

مندرجہ بالا مختلف قومیں کسی وقت ہندوستان میں شمال مغرب کی سمت (وسط ایشیا) سے وارد ہوئیں، اس زمرہ میں آریہ یونانی، شاک، یوچی، ہن وغیرہ کو شامل سمجھا جاتا ہے،

صحیح طور پر اُن کے آنے کا وقت معلوم نہیں ہے، مؤرخین قیاسات سے کام لیتے ہیں، اور اسمیں اختلاف کا دائرہ بہت وسیع ہو جاتا ہے، مشہور روایات یہ ہیں:

(الف) سکندر کی فوج کے کچھ لوگ ہندوستان کی تسخیر کے بعد یہاں رہ گئے، اور کچھ یونانی جمعیتیں حملہ سکندر سے کئی سال بعد پنجاب اور مغربی سرحد ہندوستان پر مسلط ہو گئیں، ایک جماعت دوسری صدی قبل از مسیح میں وارد ہندوستان ہوئی، جس کو ساکا یا شاک کہتے ہیں، یہ جماعت مختلف خط وخال کا مجموعہ تھی، کچھ سرو قد، سفید رنگ، آنکھ ناک کے خوشنما، اور کچھ کریہ المنظر تنگ چشم تھے،

اسکے بعد ایک اور خانہ بدوش گروہ آیا جس کا لقب یوچی ہے، یہ سیلاب کی طرح دریائے نربدا بلکہ ساحل سمندر تک پہنچ گیا، یہ بلند قامت، تنومند، سفید رنگ اور عالی ہمت تھے، اور بیان کیا جاتا ہے، کہ یہ لوگ ایرانی نسل سے تعلق رکھتے تھے،

پانچویں صدی کے اخیر اور چھٹی صدی کے بعد ایک اور جرار، محنت کش، توانا اور خوبصورت قوم نے جس کو ہن کہتے ہیں، پہاڑوں کے دروں سے نکل کر ہند کی وادیوں اور مرغزاروں پر قبضہ کر لیا، مؤرخین کا خیال ہے کہ راجپوتوں کی بعض شاخیں اور گوجر جاٹ اسی باغ کے پھل پھول ہیں،

اس کے علاوہ عرب، مغل، پٹھان، (حملہ آور قومیں) تاخت وتاراج کے بعد مختلف اطراف ہند میں متوطن ہو گئے، اور رفتہ رفتہ یہ پردیسی قومیں بھی ہندوستان کی قوموں میں مل جل گئیں،

مقالہ دویم

ہندوستان کے اصلی باشندون کی دو قسمین ہین، اول ڈر آوڑ، دویم کولاری، جو ہند کے شمال و وسط مین آباد ہین، اور اون کے کئی گروہ ہین، اول سنتھال جن کی تعداد تقریباً پچیس لاکھ ہے، شمالی بنگال مین متمکن ہین، دویم بھیل جن کی تعداد چودہ لاکھ کے لگ بھگ ہے، وسط ہند کے پہاڑون مین آباد ہین، سوم کانڈیا، گونڈ جن کے نام سے علاقہ گونڈوانہ مشہور ہے، جو اوڑیسہ مین رہتے ہین، اور ان کی تعداد ۱۲ لاکھ سے کم نہین ہے، [1] حقیقت یہ ہے کہ جن قومون کو مورخین نے قدیم باشندہ لکھا ہے، وہ بھی قدیم زمانہ مین دوسرے ممالک سے آئی ہین، چونکہ ان کے زمانہ ہجرت کے پہلے تاریکی ہے، جسمین کسی اور قوم کی صورت نظر نہین آتی، اسلئے ان کو قدیم باشندون کا لقب دیا گیا ہے، آریہ اس لئے قدیم باشندون کے لقب سے محروم رہے، کہ یہ بعد مین آئے، تاریخون نے سب کو گڈریا اور خانہ بدوش لکھا ہے، اور حقیقت بھی یہی ہے، کہ جو قومین دوسرے ملک مین قسمت آزمائی کیلئے ہجرت کرتی ہین، وہ اہل و عیال و مال و مواشی کو ساتھ لاتی ہین، اور ہمیشہ کیلئے اپنے وطن کو خیرباد کہتی ہین، ایسی ہر قوم کو خانہ بدوش، صحرانورد ہی کہنا ہوگا

آریہ پہلے پنجاب کی سرسبز وادیون مین مواشی چراتے تھے، پھر دریائے سندھ کے مرغزارون کو چھوڑ کر مشرق کی طرف بڑھنے لگے، اور بڑھتے بڑھتے وادی گنگ تک پہنچ کر کئی قبائل مین منقسم ہوگئے، مشہور قبیلے بھارت اور پورو ہین، ہندوستان کے ایک حصہ کو بھارت کے نام کی نسبت سے بھارت ورش کہتے ہین، جو قومین گنگا کے پار آباد ہین، وہ یدھ، کورو، کوشل، پنچال کے نام سے معروف ہین، آریہ جب ہندوستان کے اکثر حصص پر قابض ہوگئے تو ان کی طاقت زبردست ہوگئی، اور وہ ہندوستان کے قدیم راجاؤن کو دھمکانے لگے، روز مرہ کی جنگ و جدل سے فن جنگ مین مشاق ہوگئے، اور اپنی اولاد کو آئندہ فتوحات و مدافعات کیلئے تیار کرنے لگے، اس وجہ سے ان کی شوکت و اقبال کا آفتاب ہند کی سرزمین پر طالع ہوا، رفتہ رفتہ وہ کئی علاقون پر حکمران ہوگئے، اور قدیم باشندون کو دباتے دباتے قافیہ تنگ کر دیا، کچھ لوگ تو اون کے مطیع ہوگئے، اور کچھ مختلف اطراف مین جاکر پناہ

---

[1] اس کے علاوہ اور قومین بھی ہین، جو قدیم کہلاتی ہین، مالابار مین قوم نیر مشہور ہے، اور نیل گری مین قوم ٹوڈہ اور کوٹہ آباد ہین، ہندوستان کے شمال مشرق مین قوم منگول پائی جاتی ہے، جو کسی زمانہ مین چین یا منگولیا سے آئی تھی،

پناہ گزین ہوئے، قدیم اصطلاح ہند کے بموجب آریون نے راجہ اور مہاراجہ کا لقب اختیار کیا، اور باقاعدہ لشکرون کی ترتیب اور ملک کے قانون کی تدوین کرنے لگے،

مقالہ سوم،

محققین یورپ کہتے ہین، کہ آریہ پہلے پنجاب مین حملہ آورون کی حیثیت سے نمودار ہوئے، اور اصلی باشندون کو اپنی زبردست طاقت سے اس سرزمین سے بیدخل کر دیا، جس سے اون کی فوجی سطوت بہت بڑھ گئی، اور پنجاب کو مرکز حکومت بناکر ہر طرف سیل مواج کی طرح بڑھنے لگے اور اپنی تمدنی حالت کی بہت کچھ اصلاح کی، ویدون کی ترویج کے ساتھ ساتھ انتظام ملک کے ضوابط و قوانین بھی مرتب کر لئے، اور سرزمین سپت سندھو مین مستقل آزاد و زبردست سلطنتین قائم کین، سپت سندھو اُن کی اصطلاح مین اس علاقہ کو کہتے ہین، جسمین سات دریا سندھ، جہلم، چناب، راوی، ستلج، بیاس، سرستی، جاری ہین، جسطرح کہ پانچ دریاؤن جہلم، راوی، بیاس، ستلج، چناب کی سرزمین کو پنجاب کہتے ہین، سپت سندھو کو ہندو مورخین تین حصون مین تقسیم کرتے ہین،

(الف) سرسوتی کی تختہ بالائی سرزمین (ب) بھارتی یعنی وہ علاقہ جو سرستی کے کنارہ زیرین کے ساتھ ساتھ جاتا ہے، جسمین بھارتی رہتے ہین، (ج) کشمیر کی وادی اعلا،

آریون کے پانچ قبائل بھارتی، ترکستو، انو، دروہوا، تربوشس، (یادو)

یہ پانچ قبائل پانچ جن کہلاتے ہین، اُن کے علاوہ دو اور جماعتین ہین، جو دوابون مین رہتی ہین اور پورا اور چھیدی مشہور ہین، آریون کا ایک اور قبیلہ ہے، جسکو مہذب آریہ دسیو کہتے تھے، یہ آریون کے مذہب و رسم سے آزاد، لوٹ مار پر گذارا کرتا تھا، مغربی محققین کا خیال ہے کہ دسیو ہندوستان کے اصلی باشندے ہین، بعض تاریخون مین لکھا ہے کہ آریون کے ۱۹۰ قبیلے ہین، مگر زمانہ حال کی تفصیلات سے ان کے قبائل کی تعداد چار ہزار تک شمار کرتے ہین، تاریخون سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اس وقت کے آریہ تنگ خیال نہین تھے، یگ مین بیل اور گھوڑے کی قربانی بھی کرتے تھے، جسکو ویدون کے رو سے جائز سمجھتے تھے، ملاحظہ ہو، ہسٹری آف پنجاب مؤلفہ بھائی پرمانند ایم اے۔

اس زمانہ کے راجپوت اپنے آپ کو انہین آریہ کی نسل ظاہر کرتے ہین، آریون کے عالمون کا دعوی ہے، کہ یورپ کی قومین بھی آریہ ہین، مگر ان کے اصل وطن کی نسبت ابتک کسی خاص مقام

کا متفق علیہ طور پر تعین نہین ہوا، زمانہ حال مین جو ہندو عالمون نے اپنے اپنے خیال سے سنگھٹن کی غرض سے تاریخین لکھی ہین، ان مین اختلافِ روایات کی جھیل اسقدر وسیع ہے کہ مین اسکو عبور نہین کر سکتا، اور حقیقت جیسا کہ پہلے تھی اب بھی تاریکی مین ہے،

گنگا دھر تلک کی یہ رائے ہے، کہ آریون کا اصلی وطن بحر منجمد شمالی کے قریب تھا، وہان ہی رگ وید لکھا گیا، اور وہان سے یہ لوگ ہندوستان، یورپ، ایران کو گئے،

بابو اپناش چندر داس کہتا ہے، کہ یہ بالکل غلط ہے، آریہ سپت سندھو، ہفتآب (پنجاب) مین رہتے تھے، اور وہان ہی وید لکھے گئے، کیونکہ سپت سندھو، (ہفتآب) دنیا مین سب سے زیادہ قدیم و ابتدائی زمین ہے، اس پر بابو اپناش چندر آرکیالوجیکل سروے کی دلائل پیش کرتا ہے، الغرض ایک عالم ہیئت سے دوسرا عالم الارض سے اپنے اپنے نتائج کی ثبت پر ثابت قدم ہے، جنمین زمین آسمان کا فرق ہے،

مقالہ چہارم

یہ امر مسلم ہے، کہ ہندوستان کی ابتدائی تاریخ نہایت تاریکی مین ہے جستہ جستہ جو کچھ حالات ہم کو معلوم ہوتے ہین، وہ آثار قدیمہ سکون، کتبون ہتھیارون، غارون، عمارتون، مذہبی اقوال، اور جنگ و جدال کے تذکرون سے اخذ کئے گئے ہین، لیکن یہ تحقیقات ابتک ختم نہین ہوئی، روز بروز نئے نئے واقعات کا انکشاف ہوتا جاتا ہے، جب ہم نے ایک قسم کے پتھرون کے برتن، مکان اور ہتھیار دیکھے، تو سمجھا کہ یہ ایک ہی قوم کا اثاث البیت ہے، اس کو ہم نے زمانہ سنگ کہا، اور جب ہم نے تانبے لوہے کے برتن اور ہتھیار دیکھے تو کہا کہ یہ دوسری قوم کا تمدن ہے، اس کا نام ہم نے دور آہن رکھا، ٹکسیلہ کے شہرون کی بنیادون کے مختلف آثار اور اون کے مختلف سنگ تعمیر اور زیور کے نمونون سے مختلف قومون کی زندگی کی روش معلوم ہوتی ہے، لیکن اس پر بھی ہمارا شک رفع نہین ہو سکتا، کہ یہ قومین فی الحقیقت مختلف ہین، یا ایک ہین، ہم یہ کہہ سکتے ہین، کہ یہ ترقی و تنزل کے مختلف دور ہین، آپ دیکھتے ہین، کہ ایک ہی گاؤن مین ایک ہی قوم کبھی درختون کے سایہ مین رہتی تھی، پھر اوس نے بھلی بری جھونپڑیان بنا لین، پھر کچے مکان، پھر پختہ عالیشان کوٹھیان تعمیر کر لین، اور کوٹھیون کے صحن مین باغ، اور باغ مین روشین بنائین، تو کیا یہ مختلف قومون کا تمدن ہے یا ایک ہی قوم کی ترقی کے مختلف دور ہین، ؟

ہم پہلے بیان کرآئے ہین کہ مورخین شکل وشباہت کے اختلاف سے قومون کی تفریق کرتے ہین، پست قامت چپٹی ناک گول چہرے، چھوٹے پاؤن والی زرد رنگ قوم کو چینی یا جاپانی خیال کرتے ہین، پست قامت سیاہ رنگ، لاغر اندام کو ہندوستان کے قدیم باشندے سمجھتے ہین لیکن یہ بھی یقینی نہین ہے، بسا اوقات قومون کا تشخص آب وہوا، اور خوراک سے بھی تبدیل ہوجاتا ہے، گورکھا قوم جو پنجاب کے پہاڑون مین تین چار پشت سے مقیم ہے، ہم دیکھتے ہین کہ اوس کے قدوقامت وتشخص مین بہت تبدیلی ہوگئی ہے، جس نے ہندوستان، اور کاغان وسوات بنیر کے گوجرون کو دیکھا ہو وہ کبھی نہین کہہ سکتا، کہ ایک ہی نسل کے افراد ہین، کیونکہ کاغان کے گوجرون کی شکل وشباہت اور قدوقامت پٹھانون کی شکل سے ملتی جلتی ہے، اور یہ قدرتی امر ہے کہ ہر ملک کی آب وہوا، وہان کے باشندون پر اثر ڈالتی ہے، اس اصول سے ہم یقینی طور پر قومون کی تفریق نہین کرسکتے، رفتہ رفتہ ایک قوم کا تشخص آبائی دوسرے ملک مین آکر تبدیل ہوجاتا ہے، جیسا کہ کسی جنس کا تخم ایک ملک سے دوسرے ملک مین لاکر بویا جاتا ہے، وہ تیسری چوتھی فصل مین اپنی ابتدائی حالت پر قائم نہین رہتا، کشمیر سے جو پنجاب مین آکر آباد ہوئے ہین، اون کا رنگ روپ تبدیل ہوگیا ہے، ہان ابتدائی زمانہ مین اختلاف رنگ و شکل سے قومون کا کچھ نہ کچھ امتیاز کرسکتے ہین، مگر صدی دو صدی کے بعد یہ امتیاز زائل ہوجاتا ہے، خصوصاً جب قومین باہمی ازدواج سے اپنے خون کا تبادلہ کرتی ہین، تو آئندہ نسلون مین بہت جلد تبدیلی واقع ہوجاتی ہے، ہم پیشہ ہونے کی وجہ سے بھی قومون کی تقسیم نہین کرسکتے، کیونکہ لوگ اپنے پیشے کو بدلتے رہتے ہین، ہم قدیم باشندگان ہندوستان کی تاریخ پڑھتے ہین، کہ ابتدا مین یہ لوگ وحشی جانورون کا شکار کرکے گذارہ کرتے تھے، اس کے بعد مواشی کے گلے پہاڑون کی چوٹیون اور دریاون کی وادیون مین چراتے تھے، اس کے بعد ترقی کرتے کرتے کھیتی کرنے لگے، اور کھیتی پر اون کی زندگی کا مدار ہوگیا، اور پھر ایک دوسرے سے مدافعت کے لئے سوٹا، پتھر، تیر، چاقو، چھرا، تلوار، خنجر، بندوق، توپ کا بالتدریج استعمال کرنے لگے،

الغرض پیشہ وطرز تمدن مین تبدیلی واقع ہوتی رہتی ہے، اس سے ہم اون کو دیکھکر اتحاد قومی کا کا حکم نہین لگا سکتے،

ابتدا مین گاؤن گاؤن کا سرگروہ جدا تھا، پھر چند گاؤن کا علاقہ دار اور چند علاقون کا صوبہ دار، اور چند صوبون کا راجہ، اور چند راجون کا مہاراجہ یا بادشاہ مقرر ہوا، اور بادشاہون مین سے زیادہ طاقتور شہنشاہ کہلانے لگا، اب ایک وہ زمانہ آنے والا ہے، کہ تمام دنیا کا ایک ہی بادشاہ ہوگا، یا سب بادشاہ ایک

کونسل کے ماتحت ہون گے، کیونکہ ہمیشہ کثرت، وحدت مین مدغم ہوجاتی ہے، کوئی ایسی قوم نہین ہے جس نے تمدن کے ان منازل کو طے نہ کیا ہو، ہر ایک بچہ پہلے گہوارہ مین پڑا رہتا ہے، پھر بیٹھنے لگتا ہے، پھر چلتا ہے، پھر دوڑتا ہے، اور نیز ہم دیکھتے ہین، ادنی اور اعلی تمام انسان تربیت اور نشو نما کے ان مدارج کو طے کرتے ہین، اور یہ بدیہی امر ہے، کہ ہمارے ادراک و نظر اور تحقیقات کی حد مقرر ہے، جس حد مقررہ سے آگے ہم جا نہین سکتے، ہندوستان پر کیا موقوف ہے، ہر ملک کی تاریخ کی ابتدائی حالت تاریکی مین ہے، کیونکہ تاریخ کے واقعات پر احاطہ کرنا، اور نتائج کا استخراج ہماری قوت ادراک پر موقوف ہے، اور قوت مدرکہ ناتمام ہے، اگر ہم قومون کی شرافت و رذالت کا سلسلہ چلائین، تو عجیب عجیب حالات معلوم ہوتے ہین، شرافت رذالت سے اور رذالت شرافت سے تبدیل ہوجاتی ہے، جن لوگون کو کسی مورخ نے شریف لکھا ہے، دوسرے دور مین اون کو دوسرا مورخ رذیل لکھتا ہے، شرافت و رذالت کا مدار اخلاق پر ہے، اور اخلاق مین حسب حالات تبدیلی واقع ہوتی رہتی ہے، اور پھر اقوام کے افراد مین شرافت و رذالت اسطرح متبدل ہوتی رہتی ہے، کہ ہر صدی کے بعد قومون کی از سر نو تقسیم ہوسکتی ہے، ہر ایک قوم کے رذیلون کا ایک فرقہ اور اوس کے شریفون کا دوسرا فرقہ انتخاب کرکے ان کی جدا جدا قوم بن سکتی ہے، اسی طرح اوصاف خلقی کے لحاظ سے بہادر قوم بزدل اور بزدل بہادر، عالم جاہل، اور جاہل عالم، پاکباز ناپاک، ناپاک، پاکباز ہوجاتے ہین، بلکہ ایک ہی شخص ایک زمانہ مین شریف اور دوسرے وقت مین رذیل کہلاتا ہے،

توان رسید بیک روز در شمائل مرد کہ تا کجاش رسیدست پایگاہ علوم
ولے ز باطنش ایمن مباش و غرہ مشو کہ خبث نفس نہ گردد بسالہا معلوم

اس اصول سے ثابت ہے کہ ہندوستان کی جدید اور قدیم قومون مین بہت کچھ اشتراک و اختلاط پایا جاتا ہے، فارسی تاریخون مین ایک قوم کے دوسری قوم مین شامل ہونے کی کئی مثالین ہین، اس اشتراک اور اختلاط کیلئے اسباب ہوتے ہین، مذہب کی وجہ سے، دنیاوی اغراض سے ایک قوم اپنا شجرہ نسب دوسری قوم سے ملحق کر دیتی ہے، یہ ایسا بدیہی مسئلہ ہے کہ دنیا مین اس سے کوئی انکار نہین کرسکتا، اب تو بعض ہندو بھی جو ذات پات کے امتیاز کے سخت پابند تھے، اس امر سے انکار نہین کرتے، کہ ان مین دوسری قومون کا عنصر بھی موجود ہے، اسی اصول پر قومون کی تفریق و افتراق کو دیکھنا چاہیئے، جو تاریخین حال مین ہندو مورخین نے لکھی ہین، ان مین علی الاعلان تسلیم کیا ہے، کہ آریہ قوم مین دوسری قومین بھی شامل ہین، اور اسکی اونھون نے متعدد مثالین دیکر اس مسئلہ کو ہر طرح ثابت کر دیا ہے، جس سے

قومیت کا دائرہ بہت وسیع ہوگیا ہے، یہ وہ مسائل ہین جو ہماری تاریخ کے مطالب کے سمجھنے مین کارآمد ہونگے،

مقالۂ پنجم

ہندو چار وید، رگ وید، یجروید، سام وید، اتھروید کو الہامی مانتے ہین، اور اون کے احکام کی تعمیل کو فرض سمجھتے ہین، ان کا خیال ہے کہ جیسا خدائے تعالیٰ قدیم ہے، ویسے وید بھی قدیم ہین،

ہندؤن کے متعدد فرقے ہین، مگر دو زیادہ مشہور ہین، آریہ سماجی، سناتن دھرمی،

آریہ سماجیون کا اعتقاد ہے، کہ ویدون کے حکم سے خدا کے سوا اور کسی کی عبادت جائز نہین ہے، ویدون مین جو متعدد دیوی دیوتاؤن کا ذکر ہے، وہ دراصل اسمائے الٰہی ہین؛ چنانچہ وہ اس کا ثبوت ویدون کے الفاظ و معانی سے دیتے ہین،

اگن، اندر، وُرن، متر جو قابل تعظیم ہین، وہ دراصل اسمائے الٰہی ہین، یہ فرقہ توحید کی طرف مائل ہے، سناتن دھرمی ویدون کے الہامی ہونے مین تو متفق ہین، اور اس امر کو بھی مانتے ہین، کہ قابل پرستش وہی ایک خدا ہے، جس کا کوئی شریک نہین، مگر دیوی، دیوتا خدائے تعالیٰ کے مظاہر ہین، اور وہ علیحدہ ہستی رکھتے ہین، اس لئے اون کی پرستش بھی لازمی ہے،

آریون کی اور بھی کئی ایک مذہبی کتابین ہین، وہ کہتے ہین، کہ برہمن، اُپنشد، اتہاس، پران ویدون کی تفاسیر و تشریحات ہین، مگر اکثر سناتن دھرمی، اون کو بھی وید کی طرح الہامی جانتے ہین، اپنشد کے معنی راز و عرفان کے ہین، اس کے اکثر مسائل اسلام کے تصوف سے ملتے جلتے ہیں، جس طرح عربی مین مختلف علوم ہین، ایسی ہی سنسکرت مین علوم ہین، صرف اجمال و تفصیل کا فرق ہے، البتہ بعض مسائل و اصول مختلف ہین،

مقالۂ ششم

یجروید کے ایک منتر کے رو سے ہندؤن کا یہ اعتقاد ہے، کہ برہمن خدا کے منہ سے اور کھشتری بازو سے اور ویش ٹانگ سے اور شودر پاؤن سے پیدا ہوئے ہین، اور اونھون نے اس اعتقاد پر زمانہ مدید تک ذات پات کا بہت کچھ امتیاز قائم رکھا، مگر چونکہ یہ امتیاز اصول قدرت کے مخالف تھا

اس لئے وہ قدرت کا مقابلہ نہ کرسکا، جب کسی شودر قوم کے راجہ نے زور پکڑا، تو وہ کھشتری ہوگیا، اور جب کسی شودر نے علم عرفان و تصوف مین فاضلانہ معلومات حاصل کئے، تو وہ برہمن ہوگیا، جب کوئی ہمارا راجہ تخت سے گرگیا، تو وہ ادنی قوم مین شمار ہونے لگا، اگر کوئی برہمن برُے کام کرنے لگا، تو وہ شودر سمجھا گیا، ہم اس کی تفصیل بحوالہ آئین اکبری آگے چل کر کرینگے، یہ امور بھی ہماری تاریخ کے بعض واقعات سے مؤید ہین۔

غرضِ تالیف

قوم کے معززین! ہم نے اس تاریخ کو نہ تو بغرض اظہار لیاقت، اور نہ بآرزوئے حصول زر، اور نہ بخیالِ تحسین و آفرین لکھا ہے، ع

نہ ستائش کی تمنا نہ صلہ کی پروا،

بلکہ قوم کے اکابر کے حکم کی تعمیل کی ہے، اور اس ضمن مین یہ بھی مطلوب ہے، کہ قوم کے تعلیم یافتہ نوجوان خواہ کسی مذہب و ملت کے ہون، اس کو پڑھین، اور اون کے دل و دماغ مین آبائی شوکت و عظمت کا خیال پیدا ہو، جس سے وہ راہ ترقی پر چل نکلین، اور یہ بھی مقصود ہے، کہ اس تاریخ کو فضلائے زمانہ تنقیدی نظر سے مطالعہ کرین، اور جو روایت غلط ثابت ہو، اس کی درستی کی جائے، اور جو واقعہ رہ گیا ہو، اوس کو درج کیا جائے، ہم نے اپنی استعداد کے موافق ایک کام کیا ہے، ع

شادم از زندگی خویش کہ کارے کردم،

ہمین یہ اعتراف ہو، کہ اس پر بہت کچھ اضافہ ہوسکتا ہے،

شکریہ

ہم پر واجب ہے، کہ ہم اپنے اون احباب اور عزیزون کا شکریہ ادا کرین، جنہون نے ہمین اس تاریخ کی ترتیب و تالیف مین کسی نہ کسی نوع کی امداد دی، خدائے تعالیٰ اون کی سعی کو مشکور کرے،

۱- مخترمی علامہ سید سلیمان ندوی صدر مصنفین دار المصنفین اعظم گڈہ،

۲- عزیزم علامہ مولوی محمد عبداللہ ایم اے ایل ایل بی مولوی فاضل منشی فاضل ایم او ایل محدث ساکن گھابہ ضلع گجرات حال ایڈوکیٹ پنڈی گھیب ضلع اٹک،

۳- عزیزم چوہدری لعل دین خان بی اے، بی ٹی ہیڈ ماسٹر خلف الرشید چوہدری نظام الدین خان کٹانہ، ساکن موضع لکڑا تحصیل شکر گڑہ، ضلع گورداسپور،

۴- مکرمی سید ارشاد حسین متقی کلارک فارن آفس انڈیا

۵- مکرمی سید اسحاق، منیجر شاہ جہان ہوٹل بمبئی

ہم انکے خاص طور پر ممنون ہین کہ ان صاحبون کو باوجودیکہ ہم سے کوئی تعلق قومی نہین، انہون نے ہمکو بہت امداد دی

۶- فرزندم محمد عبداللہ خان بیرسٹر ایٹ لا ملتان،

۷- فرزندم اختر علی خان اسسٹنٹ منتظم آبادی بہاولپور،

۸- فرزندم اکبر علی خان، بی ایس سی اگریکلچرل اسسٹنٹ لائل پور،

۹- برادرزادہ ام مولوی حاجی احمد، مولوی فاضل، منشی فاضل، پروفیسر بہاولپور کالج،

۱۰- برادرزادہ ام مولوی غلام محبوب سبحانی مولوی فاضل نمبردار چک ۱۳۴ تحصیل ضلع ملتان،

۱۱- حکیم محمد حیات خان، ساکن چک محمد یار علاقہ جمون،

۱۲- عزیزم چوہدری عبدالغفور خان، ہیڈ ماسٹر، بی اے، بی ٹی، جگراؤن ضلع، لودہانہ

۱۳- برادرزادہ ام چوہدری محمد خان کلارک محکمہ زراعت لاہور ساکن کھوڑی،

خادم القوم

ابوالبرکات محمد عبدالمالک چوہان پنشنر مشیر مال ریاست بہاول پور خلف علامۃ الدہر حضرت مولینا مولوی محمد عالم صاحب مرحوم رئیس کھوڑی ضلع گجرات، پنجاب،

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بابِ اوّل

دنیا کی پیدایش اور ذاتون کا امتیاز

الحمد للہ، ہم دیباچہ و مبادیات کے متفرق امور سے فارغ ہو کر شاہراہِ مقصود پر پہنچ گئے ہین، اگرچہ کئی اور امور بھی لائقِ بیان تھے، مگر جس قدر تفصیلات ضروری ہین، وہ بیان کر دی گئی ہین اور اس تاریخ مین اس سے زیادہ بیانات کی گنجائش بھی نہین ہے،

دامانِ نگہ تنگ، گلِ حسنِ تو بسیار
گل چینِ بہارِ تو زداماں گلہ دارد

مذہبِ اسلام تو بہت سادہ اور سیدھا ہے، کہ خدائے تعالیٰ نے کُن کہا، اور کل دنیا ایک آن مین پیدا ہو گئی، انما امرہ اذا اراد شیئا ان یقول لہ کن فیکون، خدائے تعالیٰ کا حکم زبردست ہے جب کسی چیز کے پیدا کرنے کا ارادہ رکھتا ہے، تو حکم کرتا ہے، کہ ہو جا، وہ چیز فوراً عالمِ وجود مین آجاتی ہے حکماء کہتے ہین کہ چونکہ ایک فاعل سے ایک وقت مین ایک ہی فعل ظہور پا سکتا ہے، اسلئے خدائے تعالیٰ نے پہلے عقلِ اول کو پیدا کیا، عقلِ اول سے پہلا آسمان، اور عقلِ دوم، اور عقلِ دوم سے دوسرا آسمان اور عقلِ سوم پیدا ہوئے، اسی طرح دس عقل اور نو آسمان عالمِ وجود مین آئے، یہ نظریہ علت و معلول کے سلسلہ پر مبنی ہے، جو باطل ہے،

مہندس بسے جوید از رازشان
نداند کہ چون کردی آغازشان

بعض فلاسفرون کا خیال ہے، کہ کائنات رفتہ رفتہ مکمل ہوئی، جمادات نے نباتات کا

Collection Of Advocate Showkat

اور نباتات نے حیوانات کا اور حیوانات نے انسان کا مرتبہ بالتدریج حاصل کیا، چنانچہ حیوانون سے بوزنہ شکل و شباہت و فطرت مین انسان کے قریب ہے، یہ منازل ترقی و ارتقاء کے ہین، بعض کہتے ہین کہ زمانہ قدیم ہے، جسکی ابتدا نہین ہے، یہ مذہب دہریون کا ہے، جو خدا کی ہستی کے قائل نہین اور مادہ و ہیولیٰ کو قدیم مانتے ہین، ان تمام خیالات کو علم کلام مین رد کیا گیا ہے،

دریں ورطہ کشتی فرو شد ہزار،
کہ پیدا نشد تختہ بر کنار،

ہندوؤن کے مذہب مین دنیا کی پیدائش کا کچھ اور ہی سلسلہ ہے، حقیقت الامر یہ ہے کہ اسلام کے سوا جس قدر اور مذہب ہین، وہ خدائے تعالیٰ کو قادر علی الاطلاق اور منزہ نہین سمجھتے، سیدھا اور صاف راستہ مذہب اسلام کا ہے، کہ خدائے تعالیٰ کی ہستی مخلوقات کی ہستی سے اعلیٰ اور الگ ہے، خدا اور مخلوق کے درمیان خالقیت اور مخلوقیت کے سوا اور کوئی رابطہ و واسطہ نہین ہے. اور خدا اسباب و علل کا محتاج نہین ہے، بلکہ وہ تمام اسباب و علل کا خالق و مختار کل ہے، جس وقت جس چیز کو چاہے پیدا اور جس آن مین جس شے کو چاہے معدوم کر سکتا ہے، خدا کی ہستی کا اقرار اسی صورت مین صادق و مکمل ہو سکتا ہے کہ اس کو قادر مطلق، خالق، علیم، بصیر، فعال، واجب بذاتہ سمجھا جائے،

علامہ ابو الفضل نے آئین اکبری مین تخلیق عالم اور ذاتون کے قصے کو واضح الفاظ مین لکھا ہے اور یہ الفاظ ہندوؤن کے مذہب کی صحیح طور پر ترجمانی کرتے ہین، ابو الفضل کے وقت مین ہندو مذہب کے بڑے بڑے فاضل موجود تھے، جن سے اس نے تحقیق کرکے مسائل لکھے ہین،

ہندو برہما دیوتا کو دنیا کا خالق سمجھتے ہین، اور اس کے متعدد نائب قرار دیتے ہین، اور یہ علت و معلول کا سلسلہ تقریباً حکما کے اعتقاد سے ملتا جلتا ہے، اگر فرق ہے، تو اصطلاحی ہے، کوئی عقل اول نام رکھتا ہے. کوئی برہما، یہ مفروضات ایک غلط قیاس پر مبنی ہین، وہ یہ ہے کہ ایک فاعل سے ایک وقت مین ایک ہی کام انجام پا سکتا ہے. گویا وہ انسانون کے افعال پر خدا کی شان قدرت کو قیاس کرتے ہین،

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

خدا تعالیٰ جیسا کہ اسباب و سامان کا محتاج نہین ہے. ایسا ہی زمان و مکان کی حدود سے بالاتر ہے، وہ ہستی مطلق ہے، اور ہستی مطلق نہ علت کی محتاج ہے اور نہ سبب کی اس کو ضرورت ہے، خدائے تعالیٰ کی ہستی کے بارہ مین بیشمار صحیح و ترجیح دلائل. اور مذہب ہین جن مین سے سوائے سادہ اصول اسلام کے کوئی بھی درست نہین ہے، آریہ مادہ کو بھی قدیم مانتے ہین، جس سے ان کا مذہب بالبداہۃ

باطل معلوم ہوتا ہے، کہ خدائے تعالیٰ تخلیق عالم مین ذرات کائنات کا محتاج ہے، جب وہ مادہ کو قدیم مانتے ہین، تو خدا کی بارگاہ قدامت مین ایک اور چیز کو شریک کرتے ہین، حالانکہ خدائے تعالیٰ کا کوئی شریک نہین ہے، خدا تعہ اسی صورت مین خدا ہے، جب واجب بذاتہ اور منزہ عن الشرک ہو، اسلام خدا کی شان کو احتیاج و نقص سے اعلیٰ وارفع و مکمل خیال کرتا ہے، اور خدا کے علم و قدرت کو نامتناہی قرار دیتا ہے، یہی وجہ ہے کہ اسلام کی تبلیغ جلد جلد بڑھتی جاتی ہے، اور دوسرے مذاہب آہستہ آہستہ گھٹ رہے ہین،

آریہ جیسا کہ ہم نے کسی اور جگہ ذکر کیا ہے، بت پرستی کی تاریکی سے نکل چکے ہین، اب وہ مادہ پرستی کی ظلمات مین سرگردان ہین، اس کے بعد آفتاب اسلام کی روشنی سے اُن کی آنکھین منور ہون گی، اور یہ نظریہ جلد تر اون کی سمجھ مین آجائے گا، کہ اگر دنیا کا پیدا ہونا، ذرات کی قدامت پر موقوف ہی، تو خدا محتاج الی الغیر ہوا، اور محتاج الی الغیر خدا نہین ہوسکتا،

آریون کا بہت پیچیدہ مذہب ہے، خدا، ذرات، روح، تین چیزون کو قدیم مانتے ہین، اوران تین قدیم چیزون سے دنیا کی آفرینش جانتے ہین۔ اس مذہب کی دو فقرون سے تردید ہوسکتی ہے، کیا یہ تینون چیزین آفرینش عالم مین ایک دوسری کی محتاج ہین یا نہین، اگر محتاج ہین تو خدا محتاج نہین ہوسکتا، اگر محتاج نہین ہین، تو پھر دوسری کی ضرورت ہی کیا ہے، کیونکہ دوسرے کا وجود اس صورت مین ضروری ہے، جب ایک کسی کام کے کرنے کی قدرت تامہ نہ رکھتا ہو، اس باب مین ہماری کتاب الرسالۃ والنبوۃ شائع ہوچکی ہے، جس مین عقلی دلائل سے خدا کی ہستی اور نبوت کو ثابت کیا گیا ہے،

علامہ ابو الفضل آئین اکبری جلد سوم صہ ۴۲ مین لکھتے ہین،

حکیم ہندی نژاد سعادت گرائے را چہار گونہ برشمرد و آن را چار برن گوید (بجیم فارسی والف و فتح با و سکون را و فتح نون،) براہمن (بفتح با و را و الف و سکون ہا و فتح میم و نون) وامروز بہ برہمن زبانزد روزگار، چہتری (بفتح جیم فارسی و ہائے خفی و کسر تائے فوقانی مشدد و را و سکون یائے تحتانی) و درین زبان بہ کہتری مشہور، ویش (بفتح واو و سکون یائے تحتانی و فتح شین منقوطہ) و بہ بیش شہرت دارد، شودر (بضم مجہول شین منقوطہ و سکون واو و دال و را،) واین بسودر برگذارند، و جز اینان را ملیچھ برگویند، (بفتح میم و کسر مجہول لام و سکون یائے تحتانی و فتح جیم فارسی مشدد و ہائے خفی) در سر آغاز آفرینش از دہن برہما کہ نخستین جان او گفتہ آید نخستین پیدائش گرفت، و از بازو دومین و از ران

سومین و از پا چهارمین، پنجمین از گاوِ کام دهین، و همان نام، بر نژاد ایشان گذاشته یابد،

شش چیز را پیشهٔ برهمن دانند، خواندن بید و دیگر علوم، آموزش دیگران، و جاگ کردن (بجیم و الف و کاف فارسی) یعنی برائے دیوتها نقد و جنس دادن، و دیگران را بران داشتن، خیر دادن، و خیر گرفتن، کهتری ازان شش سه کند، خواندن، جاگ کردن، خیر دادن، و خدمتگاری برهمن، و پاسبانی عالم و گرفتن دست مزد آن و نگهبانی دین، و تاوان گرفتن از بدکار و اندازهٔ آن نگهداشتن، و سزا در خور نمودن، و زر اندوختن، و بجائے خرج کردن، و فیل و اسپ و گاو و بندگان خدمتگذار را تیمارداری کردن، و بجا آویزش نمودن، و ناخواستن از مردم و اعتبار افزودن نیکوکاران و مانند آن، و ویش نیز آن سه کار برهمن کند لیکن پرستاری و کشاورزی، و بازرگانی، و گاوبانی و شتربانی و از هنگام آبستن تا زاییدن ده کار، که گفته آمد هر سه کنند، شودر را جز نوکری هر سه سزاوار نبود، پوشیده و پس خوردهٔ آنها پوشد و بخورد، بیگارگاری و زرگری و آهنگری و درودگری و سودائے نمک و شهد و شیر و ماست و روغن و غله خاص او باشد، و پنجمین را بیرون از این دین شمارند چون ترسا و جهود و جز آن،

سلسط

گویند از پیوند یکدیگر شانزده قسم صورت گیرد، اگر پدر و مادر برهمن، برهمن دانند، و اگر مادر کهتری موردهاو (بضم میم و سکون واو و را و دال و های خفی و الف و فتح واو و در کسر سین و سکون کاف و فتح تای فوقانی هندی) و مادر ویش انبشت (بفتح همزه و نون خفی و فتح تائے فوقانی و سکون تائے فوقانی هندی)، و مادر شودر، نشاد (بکسر نون و شین منقوطه و الف و فتح دال)، و اگر پدر و مادر کهتری، کهتری گویند، و اگر مادر برهمن (اگرچه ناروا است) آن را سوت نامند (بضم سین و سکون واو و فتح تائے فوقانی)، و مادر ویش ماهیس (بمیم و الف و کسر مجهول ها و سکون یائے تحتانی و فتح سین)، و مادر شودر اوگر (بضم همزه و سکون واو و کاف فارسی و فتح را) و اگر مادر و پدر ویش بیس، و مادر برهمن (و آن ناروا است) بیدیه (بفتح با و سکون یای تحتانی و کسر مجهول دال و سکون یائے تحتانی و فتح ها)، و مادر کهتری، (و آن هم ناروا است) ماگدھ (بمیم و الف و کاف فارسی و فتح دال و هائے خفی)، و مادر شودر کرن (بفتح کاف و را و نون) و پدر و مادر شودر شودر، و مادر برهمن (و آن ناروا است) چنڈال (بفتح جیم فارسی و نون خفی و دال هندی و الف و فتح لام) و مادر کهتری (و آن هم ناروا است) چهتا (بفتح جیم فارسی و هائے خفی و تائے فوقانی و الف)

---

۱ سوائے آن سه این امور مذکور هم از پیشهٔ چهتری است،

Collection Of Advocate Showkat

وما دربیس آلوگو، (بہمزہ والف وضم یائے تحتانی وسکون واو وفتح کاف فارسی وواو) ہمچنین دیگر فرزند برآوردند وہرکدام را در رسم وپیشہ تفاوت برنہادہ اند وہریکے را بنسبت جائے پیشہ وبزرگی نیاگان شاخ برشدہ وشمارۂ آن بگفت درنگنجد،

ترجمہ

مؤرخ سعادتمند، ہندی نسل کو چار قسم پر شمار کرتا ہے، جسکو وہ چار برن یعنی چار ذاتین کہتا ہے، اول برہمن جو اس زمانہ مین برہمن کے نام سے مشہور ہے، دوم چھتری جو آجکل کھتری کے نام سے مشہور ہے، سوم ویش جو بیش کے لفظ سے شہرت رکھتا ہے، چہارم شودر، جس کو سودر بھی کہتے ہین، ابتدائے پیدائش مین برہما (جس کا کچھ ذکر پہلے ہو چکا ہے) کے منہ سے برہمن اور اس کے بازو سے کھتری، اور اس کی ران سے ویش (بیش) اس کے پاؤن سے شودر پیدا ہوئے، اور اون کے علاوہ ایک اور قوم ملیچھ ہے جسکی نسبت ہندوؤن کا خیال ہے، کہ وہ گاؤ کام دھین سے پیدا ہوئے، ملیچھ مثلاً عیسائی یہودی مسلمان جو بے دین اور ناپاک سمجھتے ہین، اور یہی نام مذکورہ بالا اون کی آیندہ نسلون پر بولے جاتے ہین، گاؤ کام دھین، کام دھین گاؤ کی تعریف ہے، کام دھین ہندی لفظ ہے، کہ وہ گائے جو دنیا کے اکثر کام دیتی ہے، دھین دینے والی، برہمن کا پیشہ چھ چیزین ہین، اول بید وعلوم کا پڑھنا، دوم دوسرے لوگون کو تعلیم دینا، سوم خود جگ کرنا، یعنی دیوتاؤن کیلئے نقد وجنس دینا، چہارم دوسرے لوگون کو جگ کرنے پر آمادہ کرنا، پنجم خیرات دینا، ششم دوسرے لوگون سے خیرات وصول کرنا، اور کھتری کے چھ مذکورہ بالا کامون سے تین کام ہین، اول بید اور علوم کا پڑھنا، دوم جگ کرنا، سوم خیرات دینا، علاوہ اس کے حسب ذیل کام بھی اس کے ذمہ ہین،

اول برہمنون کی خدمت گاری، دوم سلطنت کی نگہبانی اور اسکے معاوضہ مین تنخواہ یا جاگیر کا حاصل کرنا، سوم دین کی حفاظت، چہارم ملزمون سے جرمانہ وصول کرنا، اور اس کا حساب کتاب رکھنا، پنجم حسب حیثیت جرم سزا دینا، ششم محصول جمع کرنا، اور اس کو اپنے محل پر خرچ کرنا، ہفتم ہاتھی گھوڑا، اور گائے اور سپاہ کی ہمدردی کرنا، ہشتم موقع مناسب پر جنگ کرنا، نہم آدمیون سے سوال کرنا، نیکوکار وغیرہ لوگون کی عزت و درجہ بڑھانا، (یہ بارہ کام کھتری کے ہوئے) ویش برہمنون کے تین کام وید اور علم کا پڑھنا، جگ کرنا، خیرات دینے کے علاوہ حسب ذیل کام اس کے ذمہ ہین، خدمت گذاری، کاشتکاری، سوداگری، گائے چرانا، بوجھ کا اوٹھانا، پیدائش سے لیکر جنیو کے باندھنے تک دس کام جن کا بیان اوپر ہو چکا ہے، تینون فرقے کرتے ہین، شودر کا فرض ہے، کہ

Collection Of Addvcate Showkat

وہ تینون فرقِ برہمن، کھتری، ویش کی خدمت کرے، اوران تینون کا جھوٹا کھائے. اوراون کا پھٹا پُرانا کپڑا پہننا. نقاشی، سُنار، لوہار، اور بڑھئی کا کام کرنا، نمک، شہد، دودھ، دہی، روغن اور غلہ بیچنا اس کا خاص کام ہے، ان چار قومون کے باہمی اختلاط وازدواج سے سولہ قسم کی اولاد پیدا ہوتی ہے، اگر برہمن باپ کی اولاد برہمن عورت سے ہو، تو اس کو برہمن[1] کہتے ہین، اگر برہمن باپ کی اولاد کھتری عورت سے ہو، تو اس کو مورددھاوسکت[2] کہتے ہین، اور اگر ویش عورت سے ہو، تو اس کو انبشٹ[3] کہتے ہین، اور اگر سودر عورت سے ہو تو اسکو نشاد[4] کہتے ہین، اور اگر کھتری باپ کی اولاد کھتری عورت سے ہو تو اوسکو کھتری[5] کہتے ہین، اور اگر عورت برہمن ہو، (اگرچہ یہ ازدواج ناجائز ہے) تو اس کی اولاد کو سوت[6] کہتے ہین، اور اگر بیش یعنی ویش عورت سے ہو تو اوس کی اولاد کو ماہیش[7] کہتے ہین، اور اگر سودر عورت سے ہو، تو اولاد کو اُگر[8] کہتے ہین، اور اگر بیش مرد کا عقد بیش عورت سے ہو تو اسکی اولاد بیش[9] کہلاتی ہے اور اگر اولاد برہمن عورت سے ہو، (اگرچہ یہ عقد ناجائز ہے،) تو اس کو بیدیہ[10] کہتے ہین، اور اگر کھتری عورت سے ہو، (اور یہ عقد بھی ناجائز ہے،) تو اس کی نسل کو ماگدھ[11] کہتے ہین. اور اگر سودر[12] عورت سے ہو تو اس نسل کو کرن[13] کہتے ہین، اور اگر سودر مان باپ سے اولاد ہو، تو اس کو سودر کہتے ہین، اور اگر برہمن عورت سے ہو، (اور یہ ناجائز ہے،) تو اس نسل کو چنڈال[14] کہتے ہین، اور کھتری سے ہو (اور یہ عقد بھی ناجائز ہے) تو اس اولاد کو چھتا[15] کہتے ہین، اور اگر بش عورت سے ہو تو اوس اولاد کو آیوگو[16] کہتے ہین،

اور ایسا ہی دوسری کئی شاخون کو منسوب کرتے ہین، اور ہر ایک شاخ کی راہ ورسم وطریق پرستش الگ الگ قرار دیتے ہین، اور پھر ہر ایک شاخ پیشہ ومقام اور باپ داودن کی بزرگی کے لحاظ سے کئی شاخون پر منقسم ہے، جن کا شمار احاطہ تقریر وتحریر سے باہر ہے،

ان روایات سے معلوم ہوتا ہے. کہ ہندؤن کے اصول ذات خلافِ عقل ودرایت ہین، برہما کو (آفرینندۂ جہان) خدا سمجھتے ہین، اگر خدا ان کے نزدیک مجسم ہے، تو ہر ایک عضو مقدس ہونا چاہئے کیونکہ پاک چیز کے سب اجزا پاک ہوتے ہین، اور پاک اجزا سے جو پیدا ہو، وہ مساوی درجہ پر ہونا چاہئے،

یہ کس قدر فضول بات ہے کہ انسان خدائے تعالیٰ کے جسم کا جزو ہے، یعنی اوس کے اعضا، سے پیدا ہوا ہے، اور باعتبار حیثیت اعضا، مخلوق کی حیثیت کو اعلیٰ وادنیٰ قسم دیا، جیسا کہ پہلے مذکور ہوا کہ برہمن برہما کے منہ سے اور چھتری اوس کے بازو سے اور ویش اوس کی ران سے اور شودر اوس کے پاؤن سے اور ملیچھ مسلمان ونصاریٰ، یہودی وغیرہ گائے کے منہ سے

پیدا ہوئے، اسلئے وہ مراتب مین کم و بیش ہین،

یہ تمام تقسیمے برہمنون کے بنائے ہوئے ہین جس پر ہزارہا سال تک ہندو تمدن و مذہب کا مدار رہا، یہ نیچر (فطرت الہی) کے برخلاف ہے، کہ خدائے تعالیٰ ابتدائے آفرینش مین انسان کو اچھا برا بنا دے، اور ہمیشہ کیلئے جو اچھے ہین وہ اچھے، اور جو برے ہین وہ برے ہین، بلکہ فطرت کا یہ حکم ہے کہ لیس للانسان الا ما سعیٰ، انسان کا ترقی یاب ہونا اوسکی کوشش پر موقوف ہے، اور جب ہم روز مرہ دیکھتے ہین، کہ بادشاہ تخت سے گرائے جاتے ہین، اور ادنی قوم کے لوگ بتدریج ترقی کرتے کرتے بادشاہ ہو جاتے ہین، تو ذات کے متعلق ہندوون کا یہ اصول توہم و تخیل سے زیادہ حیثیت نہین رکھتا، کیونکہ ہر ایک مذہب کو قدرت کی کسوٹی پر کسا جاتا ہے،

تاریخ کے صفحون پر سینکڑون اور ہزارون مثالین موجود ہین، کہ شودر راجہ ہو گئے، اور راجہ شودر، اور کئی ہندو راجہ مسلمان یا عیسائی ہو گئے، یہ کس طرح ہو سکتا ہے، کہ جو انسان خدا کے منہ سے پیدا ہوا تھا، اوس کی فطرت بدل کر وہ شودر یا ملیچھ ہو جائے، اور شودر جو پاؤن سے پیدا ہوئے ہین، وہ راجہ ہو جائین، ہیون سانگ لکھتا ہے، کہ جب وہ علاقہ گجرات کی سیاحت کر رہا تھا، تو اوس نے دیکھا کہ ایک علاقہ پر شودر راجہ حکمران تھا، اگر ہندوؤن کا یہ اصول درست ہو، تو پھر برہما کے پاؤن کا پیدا شدہ کس طرح برہمن، کھتری، ویش (جو برہما کے مونہہ، بازو، ران سے پیدا ہوئے ہین) پر حاکم ہو گیا،

چونکہ ہندوؤن کا یہ عقیدہ غلط ہے، اور یہ عقیدہ تفرقہ کا باعث ہے، پس جو اعتقاد فضول امور پر مبنی ہو، وہ اعتقاد بھی باطل ہوتا ہے، اور اس کے بعد برہمن، کھتری، ویش، شودر، ملیچھ کے ازدواج سے جو اولاد پیدا ہوا اوسکو مختلف نام سے موسوم کرنا مجنونانہ خیال ہے،

اسلام نے کیا زرین اور مختصر اصول دئیے ہین، کہ اسلام مین آنے سے ہر ایک قوم کے ساتھ دوسری قوم کا نکاح ہو سکتا ہے، والولد ینسب الی الاب اولاد باپ کی طرف منسوب ہوتی ہے، سب جزئیات ایک اصول کے ماتحت ہین، یہ کیسا برا اصول ہے، کہ شودر جو انسان ہین، اون کو بید (کلام الہی) پڑھنے کا، اور جگ کرنے کا اختیار نہین ہے، حالانکہ کلام الہی پڑھنے کا ہر ایک کو اختیار ہے، اور پھر یہ ظلم ہے، کہ عمارات جن پر مہاراجگان فخر کرتے ہین، اور ایک دوسرے کے مقابلہ مین نفیس ترین محلات فلک بوس تعمیر کرتے ہین، ان کے کاریگرون کو شودر (ادنی ذات) مین شمار کیا گیا ہے، اون کے ہاتھ کی بنی ہوئی چیز شوالے اور مندر اور شاہی عمارتین مقدس خیال کی

جاتی ہین، مگر خود وہ ناپاک ہین، درزی جو راجاؤن کا لباس سیتے ہین جسکو وہ دوسرے راجاؤن کے جلسون مین شان و شوکت کے اظہار کے لئے پہنتے ہین، وہ تو سرمایہ عزت و احتشام ہے مگر درزی کمینہ ہے، آہنگر، جو تیر و تفنگ بناتے ہین، توپ ڈھالتے ہین جن کے ذریعے راجہ مہاراجہ اپنے دشمن پہ فتح پاتے ہین، یا اپنے ملک کو محفوظ رکھتے ہین، حیف ہے کہ ان اسلحہ کو محافظ جان و سلطنت سمجھتے ہین، مگر اون کے بنانے والے کو کمینہ تصور کیا جاتا ہے، گائے کی ہندو پرستش کرتے ہین اور اسکو دیوی جانتے ہین، اور مقدس سمجھتے ہین، یا اس کو ایک مفید جانور سمجھ کر اوس کی تکریم و تعظیم تو کرتے ہین، مگر وہ لوگ جو گائے کی خدمت و حفاظت کرتے ہین، اوس کو چراگاہ مین لیجاکر صبح سے شام تک اسکے ساتھ رہتے ہین تاکہ کوئی اوس کو نہ پھاڑ کھائے، یا اوس کو کوئی اور تکلیف نہ پہنچے، اور وہ سبزہ زارون اور چراگاہون کی کھلی ہوا مین پرورش پائے اوس کو ادنی ذات قرار دیا جاتا ہے، اور یہی عقیدہ آج تک ہندوؤن کے دلون مین مستحکم ہے، جس کی وجہ سے وہ مسلمانون، عیسائیون، یہودیون کو برا سمجھتے ہین، جب اون کا مذہب ہے کہ برہما نے حسب تفاوت انسان کو پیدا کیا، تو گویا یہ برہما کے فعل پر اعتراض ہے، دراصل ذاتون کی یہ تقسیم فطری نہین ہے، بلکہ وضعی و عارضی ہے، دنیا کا انتظام جب تک کہ مختلف جماعتین مختلف پیشے اختیار نہ کرین نہین چل سکتا، اور تمدن و معاشرت کی بنا قائم نہین رہ سکتی، اخلاق کی کتابون مین بھی مختلف پیشون پر مختلف اشخاص کا مقرر ہونا لازمی سمجھا گیا ہے،

علمائے فلسفہ نے انسان کے متعلق حسب ذیل بحث کی ہے:-

انسان کی شکل و شباہت ایک ہی قسم کی ہے، عقل و فکر بھی یکسان ہے، اگر کچھ فرق ہے تو رنگ و قد و قامت مین ہے، انسان کی ذات، یا تعریف حیوان ناطق ہے، صاحب عقل و تمیز ہونے کی وجہ سے وہ دوسرے حیوانات سے ممتاز ہے، ہر ملک کا انسان فطرۃً ایک ہی خصلت و خو رکھتا ہے، اور اس مین شہوانی و روحانی قوتین اور اوصاف حسنہ، سخاوت و شجاعت، علم و رشد یکسان ہین، جب انسان پر صحبت کا اچھا برا اثر پڑتا ہے، تو اوصاف فطری مین تبدیلی واقع ہو جاتی ہے، خدا خالق و عادل ہے، وہ ہر ایک انسان کو اس کی فطرت پر پیدا کرتا ہے، ہر ایک[1] کو اوس نے بالمساوات پاؤن ہاتھ، آنکھین، و دیگر اعضائے متناسبہ دئے ہین، تاکہ وہ اپنے مقاصد و اغراض کو حاصل کر سکے، یہ خدا کو منظور نہین ہے، کہ انسان اپنے قوائے ذاتیہ کو ضائع و بیکار کرے، کوئی لڑکا

---

[1] جو بچے ناقص الاعضا پیدا ہوتے ہین، اس کی نسبت حکما لکھتے ہین، کہ وہ اسکی والدہ کا قصور ہے کہ وہ ایام حمل مین کوئی ایسی تکلیف اوٹھاتی ہے جس سے بچہ کی جسمانی بناوٹ مین نقص آجاتا ہے، اور وہ تکلیف اوس کی خود پیدا کردہ ہوتی ہے (مؤلف)

Collection Of Advocate Showkat

غبی و بے دین پیدا نہین ہوتا، مگر تعلیم کا بُرا طریق اور بُری صحبت اوس کو غبی[۱] و بے دین کردیتی ہی، خدا ہر ایک کو توحید کا راستہ دکھلاتا ہی، مگر وہ خارجی اثرات سے راہ راست پر نہین آتا،

خدا نے کسی واحد قوم کیلئے بادشاہت، علم و فضل، شجاعت، مختص نہین کی، کیونکہ ایسا کرنا، اسکی عدالت کبریائی کے شایان شان نہین ہی، ہر ایک قوم اور شخص کو اختیار ہے، کہ وہ فطرت کے مقررہ راستون پر چلے، اور سب سے زیادہ بڑھ جائے، رذالت و شرافت کسی قوم کا خاصہ نہین ہے، یہ اکتسابی امور ہین، اور اس کا ثبوت اس سے ملتا ہے، کہ دولت و حشمت اور علم و فضل کے ستارہ اقبال و عروج کا مطلع تبدیل ہوتا رہتا ہے، دنیا ایک میدان ہے، جس مین سعادت و حکومت کی گیند رکھی ہی، ہر ایک انسان کو خدائے تعالے نے چلنے دوڑنے کی قوت دی ہے، جو مشاق ہین، بازی لیجاتے ہین، سست کاہل ندامت اوٹھاتے ہین، یہ کب ہوسکتا ہے، کہ خدا قدرۃً ہمیشہ کیلئے ایک کو غلام اور دوسرے کو آقا کردے، جو کچھ ہو رہا ہے، بُرے اچھے اعمال کا نتیجہ ہے، ایک معمولی شخص کا بادشاہ بنجانا معمولی بات ہی، تیمور نادر نپولین کے واقعات روزمرہ ایسی ایسی مثالین پیش کرتے ہین، اور یہ ایسے واقعات ہین، جن سے ہر شخص کا حوصلہ بڑھنا چاہیئے،

کسی خاص قوم یا خاندان کا کوئی حق کسی ملک پر نہین ہے، بلکہ شجاعت، عدالت، صلاحیت اور ہمت سے بادشاہت قائم رہتی ہے، جہان ان اوصاف مین سے کسی وصف کا زوال ہوا سلطنت کا قلع قمع ہوگیا،

انسانون مین جہان اور کئی قسم کے نقائص ہین، وہان ایک نقص یہ بھی ہے، کہ برخلاف فطرت ذات پات کے اعلی و ادنے ہونے پر لڑتے مرتے ہین، اور ان جھگڑون سے اونھون نے دینی، دنیاوی، جسمانی روحانی ترقی کو برباد کردیا ہی، جسقدر قومین ہین، وہ اپنا شجرہ نسب واحد شخص (آدم علیہ السلام) یا کسی اور تک منتہی کرتی ہین، اور پھر افراد قوم آپس مین قومی مباہات و مفاخرت سے ایک دوسرے کو حقیر سمجھتے ہین، اور ان کے نزدیک ہنرمندی اور بے ہنری کا کوئی امتیاز نہین ہے، اس جہالت نے قومون کو ڈبویا، اور خاندانون کو تباہ کیا، بادشاہت کسی کا ورثہ نہین ہے، کہ ہمیشہ ایک ہی خاندان باوجود نااہلیت کے اس کا مالک بنا رہے، انسانون مین رفتہ رفتہ نسبی مباہات کا عیب طبعی ہوگیا ہے، اور اوس نے تمدن و نظام عالم پر بُرا اثر ڈالا ہے، جس زمانہ سے یہ جاہلانہ

---

[۱] میرا یہی عقیدہ ہے، کہ کوئی لڑکا غبی و کند ذہن نہین ہوتا،

مقابلہ شروع ہوا، بعض نے اپنے نسب ہی کو کھو دیا ہی، بعض نے اپنا رشتہ خدا تک پہنچایا، بعض نے سورج چاند تک، کوئی عقلمند ایک لحظہ کیلئے یہ تسلیم نہین کر سکتا، کہ خدائے تعالیٰ کی بیوی اور اولاد ہو سکتی ہے، (استغفر اللہ) اور نہ کوئی یہ تسلیم کر سکتا ہے، کہ چاند اور سورج کے ہان بیٹے پیدا ہو سکتے ہین، وہ اجرامِ سماوی ہین، اور انسان خاکی نژاد ہے. زمین آسمان کا فرق، اس مباہات و مفاخرت کا یہ نتیجہ نکلا، کہ نسب و حسب کی صحت کو لوگون نے درائتہً و روائتہً ضائع کر دیا، اس کے علاوہ ارتقاے قومیت کی نردبان ان لوگون نے اس قدر بلند کر دی ہے، کہ وہان تک وہم و تصور بھی نہین پہنچ سکتا مگر لوگ اس نردبان پر چڑھے جاتے ہین لیکن حقیقت شناسون کی نظرون مین گرتے جاتے ہین، ہزارون دیکھتے دیکھتے سید و قریشی بن گئے، ہزارون جاٹ اور گوجر، نائی، موچی، جولاہے راجپوت کہلانے لگے. بجائے اس کے کہ کوئی نیک نیتی، اور محققانہ طریق سے اپنی حسب و نسب کا علم حاصل کرتا، اور من عرف نفسہ فقد عرف ربہ کے درجہ پر پہنچتا، اپنے آپ کو کسی خاندان سے جس کو اچھا دیکھا، ملصق کر دیا، اپنے باپ دادا کی صحیح النسبی کو کھو دیا، اور یہ سخت گناہ ہے، اور یہ سب کچھ اظہارِ مفاخرت کیلئے ہے، اور پھر یہ جرأت ہے، کہ ایسے اشخاص کے باپ دادا کو لوگ جانتے ہین، اور اس پر آفتاب ماہتاب صادق گواہ ہین، کہ اون کے باپ دادا فلان قوم سے تھے، مگر وہ روز روشن مین اپنی ذات تبدیل کر رہے ہین،

چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد

اس مباہات نے کہان تک دور از عقل روایات و خلافِ فطرت درایات کی بناوٹ پر لوگون کو آمادہ کیا ہے، راجپوتون کا باہمی مقابلہ ہوا، ایک نے اپنا سلسلہ سورج تک پہنچایا، دوسرے نے اون کے مقابلے مین چاند کو اپنا بزرگ فرض کیا، ان تمام فرضی قصون سے راجپوتون کے قومی مدارج مین کچھ ترقی نہین ہوئی، بلکہ اہل دنیا ایسے قصون کو جھوٹ اور لاطائل سمجھ کر اون کی عقل و دانش پر ہنسے، اور کہا کہ راجپوت گو شجاعت مین برتر ہون، مگر عقل و دانش مین کمتر ہین، اور پھر راجپوت کے لفظ کے اختیار کرنے سے تمیز و فوقیت جاتی رہی، اس لفظ کے معنون مین عمومیت ہے، کوئی راجہ کسی قوم کا ہو، اس کا بیٹا راجپوت کہلا سکتا ہے، اس لفظ مین ادنیٰ اعلیٰ راجپوت شامل ہو گئے ہین، جیسا کہ بادشاہزادہ کا لفظ، اس مین خاندان بادشاہان مغلیہ، غوری، غلامان، لودھی، خلجی کے شاہزادگان شامل ہین،

حقیقت یہ ہے، کہ شاہ و گدا، راجہ اور پرجا سب کے سب خاکی ہین، خدائے تعالیٰ کا کوئی

بیٹا نہیں ہے! ور نہ اجرام سماوی کا کوئی فرزند ہو سکتا ہے! ایک طرف برہمن، کشتری، ویش، شودر کی تقسیم، دوسری طرف سورج بنسی، چندر بنسی، سوم بنسی کی تفریق، بنا ء الفاسد علی الفاسد کے قبیل سے ہے، اور یہ ایسے قصے ہیں، کہ آیندہ ان کو کبھی زبان پر نہ لانا چاہیئے، اور اس خواب پریشان کی تعبیر بجز خلل دماغ و فتور عقل کے کچھ نہیں ہے۔ عقلمند تو تب بھی یہاں تک عادی حسب نسب کے گرویدہ ہیں، کہ سورج اور چاند کو استعارہ سمجھکر ان [illegible] سے اطلاق کو جائز سمجھنے لگے، حالانکہ ہندوؤں کی کتابوں میں سورج بنسی اور سوم بنسی کا اطلاق نہ تو بطور استعارہ ہوا ہے اور نہ بسبیل تشبیہ، بلکہ یہ لوگ حقیقۃً اپنے آپ کو سورج اور چاند کی نسل سے بیان کرتے ہیں،

علامہ ابو الفضل جلد سویم صہ۴۲ آئین اکبری میں ذاتوں کی (ہندوؤں کے اقوال کے موجب) تشریح کرتے ہیں،،-

کھتری بر دو گونہ باشد، سورج بنسی بضم سین و سکون واو و فتح را و سکون جیم و فتح با و نون خفی و کسر سین و سکون یای تحتانی، و سوم بنسی بضم مجہول سین و سکون واو و فتح میم نخستین را از نژاد آفتاب دانند، گویند بخواہش برہما برنجہ پدید آمد (بکسر با و را و نون خفی و کسر جیم فارسی و ہای خفی) وازو کشپ بفتح کاف و شین مشدد منقوطہ، و فتح بای فارسی) وازو آفتاب طراز پیدائی گرفت وازو بیوسومن، بفتح با و سکون یای تحتانی و فتح واو و سکون سین و فتح واو و تائے فوقانی، و ہای خفی و میم و ضم نون وازو اکھ مالک بکسر ہمزہ و فتح کاف مشدد و ہائے خفی و با و الف و ضم کاف از راہ بینی بعطسہ پدید آمد وازان پس سلسلہ زائیدن بیرآغاز شد وازین گروہ سہ کس فرمانروائے عالم گشتند و بر ہفت اقلیم دست چیرگی برکشادند راجا سگر، بفتح سین و کاف فارسی و را، و راجا کھٹوانگ، بفتح کاف و ہای خفی و فتح تائے فوقانی ہندی و واو و ہمزہ و نون خفی و فتح کاف فارسی و راجا رگھو، بفتح را و ضم کاف فارسی و ہائی خفی، و دومین را از فرزندان ماہ شمرند از برہما اتر پیدا شد، بفتح ہمزہ و سکون تائے فوقانی و کسر را، واز چشم راست او ماہ خرامش نمود، وازو عطارد وازو سر آغاز توالد شد و کس ازین میان بعالمگیری اختصاص گرفتند راجا جدشٹر بضم جیم و کسر دال و سکون شین منقوط و فتح تای فوقانی ہندی و را، و راجا نہانک بکسر سین و نون و الف و کسر نون و فتح کاف، کھتری از پانصد قوم متجاوز است و پنجاہ و دو ازان امتیاز دارند، و دوازدہ بس معتبر و امروز از کھتری نشانے پیدا نیست، برخے از نژاد آن سپاہی گری و آہنتہ بدیگر معاملات افتادند و بزبان روزگار کھتری این گروہ را گویند و طائفہ شمشیر برگزیدہ

Collection Of Advocate Showkat

دیگر آیین برگذاشتند آنها را بزبان عرف راجپوت، خوانند و بهزاران قسم منقسم، چندے که امروز درین دولت جاوید طراز نامور برمی نویسد. راٹهور، براو الف و فتح تای فوقانی هندی و هائے خفی و سکون واو و فتح را چندگونه از نوکر و ایماق این الوس شصت هزار سوار و دو لک پیاده باشند. چوهان بفتح جیم فارسی و سکون واو و ها و الف و فتح نون، چند شاخ شده اند، سون گرا بضم سین و سکون واو و نون، و کسر کاف فارسی و را و الف. کهیچی، بکسر کاف و هائے خفی و سکون یای تحتانی و کسر جیم فارسی و سکون یای تحتانی، دیوڑا بکسر مجهول دال و سکون یای تحتانی و فتح واو و الف. هاڈا، بها و الف و دال هندی و الف. نربان، بکسر نون و سکون را و با و الف و نون. سپاهی این گروه پنجاه هزار سوار و دو لک پیاده. پنوار، بفتح بائے فارسی و نون خفی و واو و الف و را، پیشین زمان فرمانروائی هندوستان درین گروه بود و فراوان بودند. امروز دوازده هزار سوار و شصت هزار پیاده. جادون بجیم و الف و فتح دال و سکون واو و نون خفی، پنجاه هزار و دو لک پیاده. بهاٹی، ببا و هائے خفی و الف و کسر تائے فوقانی هندی و سکون یائے تحتانی. جادیچه، بجیم و الف و کسر مجهول دال و سکون یای تحتانی و فتح جیم فارسی و هائے مکتوب. جنوهه، بفتح جیم و ضم نون و سکون واو و فتح ها و هائے مکتوب. خانزادهای میوات ازین گروه اند. گهلوت، بکسر کاف فارسی و سکون هائے و فتح سین و سکون واو و فتح تائے فوقانی. بیست هزار سوار و سه لک پیاده. سیسودیا، بکسر سین و سکون یای تحتانی و فتح سین و سکون واو و کسر دال و یای تحتانی و الف. چنداوت، بفتح جیم فارسی و نون خفی و دال و را و الف و فتح واو و تائے فوقانی. روشناس این الوس. کچهواهه، بفتح کاف و سکون جیم فارسی و هائے خفی و واو و الف و فتح ها و هائے مکتوب. بیست هزار و یک لک پیاده. سولنکهی، بضم مجهول سین و سکون واو و فتح لام و نون خفی و کسر کاف و هائے خفی و سکون یای تحتانی، سی هزار و یک لک پیاده. پرهار، بفتح بای و کسر را و ها و الف و فتح را. پنج هزار سوار و ده هزار پیاده. تونور، بضم تائے فوقانی و سکون واو و نون خفی و فتح واو و سکون را. تختے سلطنت این مرز درین گروه بود. ده هزار و بیست و پنج هزار پیاده. بڈگوجر، بفتح با و سکون دال هندی و ضم کاف فارسی و سکون واو و فتح جیم و سکون را. ده هزار سوار و چهل هزار پیاده. و هر کدام را ازین چند لک سال نسب نامها در دست و سرمایه بینش افروزی کارآگهان، و این داستان افزون تر از آنست که بطفیلی گفتار دل ازان واپرداخته آید، و همچنین بیس و شودر شاخ در شاخ، چنانچه یک قوم بیس را که بنک گویند بفتح با و کسر نون و فتح کاف زبان عرف بنیه سرایند، بفتح با و سکون نون و فتح یائے تحتانی و هائے مکتوب

د تازی بقال خوانند، ہشتاد و چہار گونہ است:

(آئین اکبری، جلد سوم صفحہ ۴۳، و ۴۴)

ترجمہ

کھتریون کی دو ذاتین ہین، ایک سورج بنسی، دوسری سوم بنسی، سورج بنسی جن کا یہ خیال ہے، کہ وہ سورج کی نسل سے ہین، اپنی پیدایش کا قصہ اس طرح بیان کرتے ہین، برہما (آفرینندۂ جہان) نے برنچہ (دیوتا) کو پیدا کیا، اور برنچہ سے کشپ دیوتا پیدا ہوا، اور اوس سے سورج نے نقش پیدایش لیا، یعنی سورج نے طلوع کیا، اور سورج سے بوسوتھ من، اور بوسوتھ من کی ناک سے بذریعہ چھینک کے اکھ باک پیدا ہوا، اور اس سے آگے دنیا مین ولادت کا سلسلہ چلا، اور اکھ باک کی اولاد سے تین بادشاہ دنیا کے حکمران ہوئے ہین جنکی سلطنت ہفت اقلیم پر تھی،

اوّل :۔ راجہ سگر، دوم، راجہ کٹوانگ، سوم راجہ رگھ، اور دوسرے یعنی سوم بنسی کو چاند کی اولاد سمجھتے ہین، اور اس کا سلسلہ نسب یون بیان کرتے ہین، کہ برہما سے اترادراتر کی داہنی آنکھ سے چاند نکلا، چاند سے عطارد پیدا ہوا، اور عطارد سے توالد و تناسل شروع ہوا،

اس خاندان مین اوّل راجہ جدشٹر، دوم راجہ سنانک، ہفت اقلیم کے بادشاہ ہوئے ہین،

کھتریون کی ذاتین یون تو پانسو سے زیادہ ہین، مگر ان مین سے باون مشہور و ممتاز ہین، اور پھر باون سے بارہ ذاتین اعلی درجہ (چوٹی) کی ہین، جو رتبہ مین سب سے بڑھکر ہین، اس زمانہ مین اصل کھتری نایاب ہین، کیونکہ اون مین سے اکثر نے پیشہ سپاہ گری کو چھوڑ کر دوسرے پیشے اختیار کرلئے ہین، باوجود اس کے لوگ ان کو اب بھی کھتری کہتے ہین، اور بعض دوسرے فرقون نے اپنے پیشے چھوڑ کر تلوار اوٹھالی ہے، اور فوج مین ملازم ہین، اُن کو عرف مین راجپوت کہتے ہین، ان کی ہزارہا شاخین ہین، ہم ان راجپوتون کے فرقون کی جو اس دولت جاوید نشان (اکبر بادشاہ کی سلطنت) مین معزز و نامور ہو رہے ہین بازوئے سلطنت ہین، تفصیل دیتے ہین،

راٹھور، مختلف صیغون مین جو اس قوم کے نوکر چاکر ہین، ان کی تعداد ساٹھ ہزار سوار اور دولاکھ پیادہ ہے، علاوہ اس کے سونگرا، کھیچی، دیوڑہ، باڈا، (جن کی تعداد ملازمان سلطنت کی تفصیل نہین دی گئی،)

نربان اس قوم کے لوگ لشکر مین پچاس ہزار اور دولاکھ پیادہ ہین:

جادون، پنجاہ ہزار سوار دولاکھ پیادہ ... بھاٹی (بھٹی) جاریجہ ~~جھنبہ~~ (جنجوعہ)

میوات کے خان زادے اسی خاندان سے ہین، (ان کے ملازمان کی تعداد درج نہین ہے،) کچھواہہ، بیس ہزار سوار اور تین لاکھ پیادہ ہین، چندراوت، جسکی شاخین اور تعداد ذیل مین درج ہے، کچھواہہ، بیس ہزار سوار، اور ایک لاکھ پیادہ، سونگی، (سولگی) تیس ہزار سوار اور ایک لاکھ پیادہ، پرہار، پانچ ہزار سوار اور دس ہزار پیادہ، تونور، (عرصہ تک اس ملک پر ان کی سلطنت رہتی ہے یعنی اس ملک کے یہ مہاراجہ تھے،) دس ہزار سوار اور پچیس ہزار پیادہ،

بڈگوجر، دس ہزار سوار، اور چالیس ہزار پیادہ،

ان مین سے ہر ایک لاکھون سال کا شجرہ نسب اور اپنے بزرگون کی دانش وبینش کے کارنامے رکھتا ہے، اور یہ روایات اور داستانین اس قدر طویل ہین، کہ قلم اور زبان سے ادا نہین ہوسکتین، راجپوتون کی طرح بیس اور سودر بھی بے شمار شاخ در شاخ ہین، چنانچہ بیس مین سے ایک شاخ بنک ہے، جس کو ہندی زبان مین بنیا اور عربی مین بقال کہتے ہین، اسکی ۴۸ شاخین ہین،

ابوالفضل کی اس تحریر سے کئی نتایج نکلتے ہین، اول اکبر بادشاہ کے وقت مین بھی راجپوت قوم مخلوط ہوگئی تھی، بعض اصلی راجپوتون نے سپاہ گری کا پیشہ چھوڑ کر نون تیل بیچنا شروع کردیا، اور بعض دوسری قومون نے دوسرے پیشے چھوڑ کر سپاہ گری شروع کردی، جن راجپوتون نے سپاہگری کا پیشہ یا بڑھئی یا جولاہا کا پیشہ اختیار کیا، یا سبزی، بزازی، نون، تیل، آٹا، دال گھی دوکان کھول دی، وہ شودر ہوگئے، اور جن لوگون نے یہ پیشے چھوڑ کر سپاہگری اختیار کی، وہ راجپوت ہوگئے، پس اس منزل مین ذاتون کا امتیاز اعلیٰ وادنیٰ پیشون پر مبنی ہوجاتا ہی، اور اسی وجہ سے کہ مختلف قومون نے سپاہ گری کا پیشہ اختیار کرلیا، اور راجپوت کہلانے لگے، ان کی شاخین ہزار در ہزار ہوگئین، اور اس زمانہ مین بھی یہی صورت ہے، کہ نائی، ساہنسی، مسلی، وغیرہ ادنیٰ قوم کے لوگ رسالہ دار وصوبہ دار وجمعدار ہوگئے، اور اصلی راجپوت ان کی سائیس واردلی ہین، شاید فوجی افسرون کو اس بات کا علم نہ ہو کہ لوگ اپنی ذات بدل کر اعلیٰ عہدے حاصل کرتے ہین،

اسپ تازی شدہ مجروح بزیر پالان   طوق زرین ہمہ در گردن خرمے بینم،

دوم اکبر بادشاہ کے لشکرون مین گوجرون کی بہت بڑی تعداد تھی، اور وہ راجپوتون کی مشہور ونامورتر ۱۲ شاخون مین شمار کئے جاتے تھے،

سوئم راجپوتون کی ذاتین، پانسو سے متجاوز ہین، پس جہاں اس قدر شاخین ہون، وہان ان کا

Collection Of Advocate Showkat

دوسری قومون مین مخلوط ہونے سے انکار نہین ہوسکتا،

یہ نتیجہ تاریخی حیثیت سے نہایت ہی قیمتی ہے، کہ راجپوتون کے پاس اس قدر طویل شجرہائے نسب تھے، جن سے راجپوتون کی قدامت لاکھون سال کی معلوم ہوتی ہے،

پنجم، بادشاہان مغلیہ کی زیادہ تر کشورکشائی ہندوستانی فوج کے ذریعہ سے ہوتی تھی، جسمین مختلف قومین تھین،

نتیجہ یہ کہ گوجر ایک مستقل اور قدیم قوم ہے، اور راجپوت غیر مستقل، جدید قوم اس کی تشریح آیندہ ابواب مین کیجائیگی،

باب دوم

گوجرون کے ابتدائی حالات

یہ باب ہم نے اپنی مقامی تحقیقات اور روایات اور متعدد انگریزی، عربی، فارسی، ہندی تاریخون، اور متفرق مضامین سے جو گوجرون کی تاریخ کے متعلق لکھے گئے ہین، مرتب کیا ہے، اور تبدیلی حروف کی نسبت استقرا اور فارسی اور ہندی کتابون سے امداد لی ہے، اور ہر ایک امر کی نسبت ہمارے پاس سند ہے.

ہم نے بعض بعض مسائل پر اپنی طرف سے اصول مسلّمہ پر تنقید کی ہے، اور چند امور کو جو عرصہ سے زیر بحث چلے آتے تھے، حل کیا ہے،

اس باب نے محققین کے لئے تحقیق کا میدان بہت وسیع کر دیا ہے اگر ہم نے کسی بیان کے مرتب کرنے مین غلطی کی ہے، تو محققین ہمین معاف کرین گے من صنف فقد استہدف یہ کوئی نئی بات نہین ہے، ہمیشہ سے مصنف لوگون کے اعتراض اور ردّ و قدح کا نشانہ بنتے رہے ہین،

فصل اوّل

گوجر کے لفظ کی تحقیقات

گوجر کی وجہ تسمیہ کے متعلق متعدد توجیہات ہین،

گوجر، ایک قدیم قوم کا نام ہے، یہ ضروری نہین ہے کہ ہر ایک اسم کے کچھ نہ کچھ لغوی معنی ہون، انسان نے جو الفاظ اولاً وضع کئے، اور جس جس چیز پر اُن کا اطلاق ہوا، وہی اون کے معنی ہین، تلوار ایک ہتھیار، اور اونٹ ایک جانور کا نام ہے، پس یہی اوس کے معنی ہین، اگر ہر ایک اسم کے معنی تلاش کئے جائین، تو سلسلہ کبھی ختم نہ ہوگا، سوال یہ ہوگا کہ پہلے کون لفظ وضع ہوا، اور بعد مین کون، جسقدر نام رکھے جاتے ہین، ان کے معنی مسمّٰی ہوتے ہین، سرو دین جب ہم کسی کا نام رکھتے ہین، تو اس کے لغوی معنی مقصود نہین ہوتے، بلکہ ایک خاص شکل و شباہت کا شخص مراد ہوتا ہے،

اس لئے "گوجر" کے معنی کی تشریح ضروری نہین ہے، جن لوگون نے گوجر کے معنی گاؤ چرا کیا ہے وہ کسی صورت مین مستند نہین ہے، تاریخ ہندوستان کے تمام جدید و قدیم گروہون کی نسبت لکھا ہے۔ کہ یہ ابتدا، مین جانور چراتے تھے، اور دریاؤن کی وادیون مین اقامت گزین ہوئے تھے، اور اب بھی دیکھو، جاٹ، اہیر، گوجر، راجپوت، سب جانور چراتے ہین، کوئی ایسا ملک نہین ہے، جسمین لوگ جانور نہ چراتے ہون، دنیا کے چارون حصّون، ایشیا، یورپ، امریکہ، افریقہ مین کثرت سے جانور ہین، اور ان کے چرانے والے بھی ہین، لیکن کسی خاص قوم کو گوالا نہین کہا جا سکتا، البتہ انفرادی اور عارضی طور پر گوالا کہا جاتا ہے،

پس یہ کہنا کہ گوجر کا لفظ گاؤ چرا سے نکلا ہے، صریحاً غلط ہے، اگر یہ نام گاؤ چرانے کی وجہ سے ہوتا، تو سب سے پہلے یہ لقب آریا یا منگولی کا ہوتا، جو ابتداءً اپنے جانورون کو لیکر تمام سرسبز وادیون پر یکے بعد دیگرے متسلط ہو گئے تھے، دوسرے گاؤچرا ترکیب فارسی ہے، نہ کہ ہندی، ہندوستان

Collection Of Advocate Showkat

مین یہ فارسی کا لفظ کیون استعمال ہوا، اگر جانور کی پرورش کے لحاظ سے گوجر کا نام ہندوستان مین وضع ہوتا، تو چرواہا، گوالا، گڈریا ہوتا، کیونکہ ہندوستان مین یہ الفاظ قدیم سے موجود، اور استعمال کیئے جاتے تھے، ہندوستان مین کوئی شخص کسی قوم کا ہو، جب جانور چراتا ہے، تو گڈریا یا چرواہا کا خطاب پاتا ہی، جانور چرانے والون کیلئے فارسی و عربی مین الگ الگ متعدد الفاظ موضوع ہین، فارسی مین گلہ بان، فیلبان، شتربان، گاؤبان، عربی مین راعی، سائس فارسی مین گاؤ کے چرانے والے کو گاؤبان کہتے ہین، جیسا کہ خواجہ نظامی رح کا شعر ہے،

چو شیر یکہ آتش بدم در زند
دم گاؤبان را بہم بر زند،

بعض نے لکھا ہے کہ گوجر سنسکرت کا لفظ ہے، مگر سنسکرت کے عالمون نے اس خیال پر تعجب کیا ہے، کیونکہ سنسکرت مین گوجر کا کوئی لفظ نہین ہے، جس کے معنی گوالا ہون (دیکھو مسٹر بنڈارکر کا آرٹیکل دربارۂ قوم گوجر) سنسکرت مین لفظ گورجرا آیا ہے، نیز گوجر کا نام بہ تبدیل بعض حروف دوسرے ممالک مین بھی آتا ہی، مثلاً خزر جزر جُرز گُزر وغیرہ،

پس دوسرے ملکون مین اس لفظ کا پایا جانا، اس امر کی بین دلیل ہے، کہ گوجر کے لفظ کا گاؤ چرا سے کوئی تعلق نہین ہے، بلکہ یہ اور ہی لفظ ہے، متعدد تبدیلیون کے بعد ہندوستان مین پہلے پہل یہ تلفظ گُرجَر استعمال ہوا، اور پھر گُرجَر سے گوجر ہو گیا، گوجر مین واؤ علامت ضمہ ہے، جیسا کہ بعض تاریخون مین خزر کو خازر اور گزر کو گازر لکھا ہے، الف علامت فتح ہے، دیکھو تیمور اصل مین تمر ہے، کسرہ کی جگہ ی اور ضمہ کے واسطے واؤ لکھا ہے،

بعض کا خیال ہی کہ گوجر سکندر کی اولاد ہین، سکندر نے اپنے بیٹے کو فتوحات کے صلہ مین گرز عطا کیا، گرز سے گرج ہوا اور گرج سے گوجر، یہ قابل تسلیم نہین، کیونکہ گوجر تو سکندر سے پہلے کی ایک مشہور قوم ہے، اور اس کا قدیم ہونا اس وجہ تسمیہ کو باطل کرتا ہے، اور نیز گرز تو اس زمانہ مین عام قومون کا ہتھیار تھا، پھر واقعات اور سنین سے بھی یہ ثابت نہین ہو سکتا،

اگر سکندر نامۂ نظامی کو تاریخی حیثیت دی جاتی ہے، تو خزر کا ذکر سکندر نامہ مین بھی آتا ہی، کہ سکندر کے وقت یہ قوم موجود تھی، جو سکندر کے دربار مین حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ جنگلی وحشی ہم کو تکلیف دیتے ہین، پہاڑ کے درون سے نکل کر اُن کے کھیتون کو تباہ کرتے ہین، ان درون کو بند کر دین تاکہ ہم آرام کی زندگی بسر کرین،

Collection Of Adevcate Showkat

اشعار

درین پاسس گاہ رخنہائے کہ ہست — عمارت کنند تا شود سنگ بست

اس محفوظ مقام میں جو رخنے یعنی درّے ہیں، ان کو بادشاہ عمارت کر کے بند کر دی تاکہ یہ مقام مضبوط ہو جائے

مگر زآفت آن بیابانیان — براحت رسد کار خزرانیان

ممکن ہے کہ ان وحشی جنگلیوں کی تکلیف سے خزرانی لوگ آرام پائیں،

بفرمو شاہ تا گزر راہے کوہ، — بہ بندند خزرانیان ہم گروہ

بادشاہ نے حکم دیا کہ پہاڑ کے درے، — خزرانی لوگ اور بادشاہ کا لشکر ملکے بند کردیں،

اس سے ثابت ہوا کہ خزر (گوجر) سکندر کے وقت موجود تھے، پس ہم کس طرح گوجروں کو سکندر کی اولاد کہہ سکتے ہیں،

بعض نے گوجر کے کچھ اور ہی معنی بیان کئے ہیں، کہ گوجر دراصل گرگ تھا، چونکہ یہ قوم سخت جنگ آور اور دلیر تھی، اور دوسری قوموں کو چیرتی پھاڑتی تھی، اور تکلیف دیتی تھی، اس لئے اس کو گرگ (بھیڑیے) سے تشبیہ دی گئی؛

ہمارے ایک فاضل دوست بہت اصرار کرتے ہیں، کہ واقعی گوجر اصل میں گرگ تھا، وہ تاریخ طبقات الامم مطبوعہ مصر صفحہ ۷۰ کا حوالہ دیتے ہیں[1]، بعض مورخین نے خزر کی نسبت لکھا ہے، کہ یہ ترک

---

[1] تاریخ طبقات الامم (اس میں دنیا کے قدیم قومی گروہوں کی تفصیل ہے،) میں علامہ قاضی ابوالقاسم صاعد بن احمد اندلسی جو ۴۶۲ھ میں فوت ہوئے لکھتے ہیں،

والامۃ الخامسۃ

اجناس الترك من الخزلخية،	دنیا کا پانچواں گروہ ترک ہے جس کے قبائل
وكيمات، والتغزغز والخزر، والسرير	خزلخیہ، کیماک، تغزغز، خزر، (گوجر) سریر، جیدان،
وجيدان وخزدان وطيلسان وكشك وبرطاس	خزوان، طیلسان، کشک، برطاس انکی زبان و
كانت لغتهم واحدة ومملكتهم واحدة،	ملک ایک ہے؛

مؤلف: اگر یہ صحیح ہے، تو اس سے یہ مسئلہ بالکل صاف ہو گیا ہے، کہ خزر (گوجر) ترکوں کا ایک قبیلہ ہے اور یہ قدیم قوم ہے،

کا ایک قبیلہ ہے، خزر اور گوجر ایک ہین، اور ترک قوم کو درندہ یعنی گرگ کہتے ہین، اس لئے گرگ اور گوجر ایک ہین، گرگ کا کاف ج سے تبدیل ہوکر گرج ہو گیا اور گرج سے بہ تقدیم ج گجر ہوا،

وکانوا یسمون ملک الترک ملک السباع
لشجاعۃ الترک وشدۃ باسھم،

ترکون کی شجاعت و سخت جنگ جوئی کی وجہ سے
انکے بادشاہ کو درندون کا بادشاہ کہتے تھے،

پس اس سند سے گرجر کے معنی گرگ ہر طرح سے عجیب و معقول ہین، لیکن ہمارا تو یہی خیال ہے کہ ہر ایک اسم کے معنی کی تلاش کرنا ضروری نہین، اور کچھ مفید بھی نہین، اور نہ انسان کی عقل معانی کے مدارج اور وجہ تسمیہ کو کلیتہً طے کر سکتی ہے، کیونکہ اسمین تسلسل اور دور کی اسقدر طویل اور دشوار گذار منازل ہین، کہ ان کا طے کرنا فکر کیلئے آسان نہین، ممکن ہو کہ قدیم زمانہ مین خزر کسی شخص کا نام ہو جسکی نسل کو خزر کہا گیا ہو، اور پھر یہ نام ایک نسل کا ہو گیا ہو، اگر وجہ تسمیہ کا معلوم کرنا لازمی ہو تو ہر ایک نام کیلئے معنی تلاش کرنے پڑتے ہین، ہان یہ ہم تسلیم کرتے ہین کہ بعض قومین کسی وصف یا شہر یا اپنے باپ دادے کے نام پر مشہور ہین، ہمارا خیال یہی ہے جو ہم نے بیان کیا ہے، ہمارے لئے اسی قدر کہنا کافی ہے، کہ گوجر گرجستان سے آئے اور گوجر کہلائے گرجستان کی کئی ہزار سال کی تاریخ موجود ہے، اور گرجستان بہت قدیمی ملک ہے،

Collection Of Advocate Showkat

فصل دوم

گوجر یا گجرا اور گرجارا یا گرجرا ایک ہین،

تاریخ ہند وغیرہ مین ایک فتحمند وظفریاب قوم گرجرا کا ذکر آیا ہے، جس نے ہندوستان کے وسیع علاقون پر سینکڑون سال تک نہایت کر و فر سے سلطنت کی، ہم قارئین کرام کو اس امر سے واقف کرنا ضروری خیال کرتے ہین، کہ گوجر، گرجرا، گرجارا، گجرا ایک ہی لفظ ہے، جہان گرجرا کی سلطنت کا ذکر کسی تاریخ مین ہے، اسکو گوجر کی سلطنت سمجھنا چاہیئے، ہم نے اس کو کئی طرح سے ثابت کیا ہے، ایسے مسائل کا علم الصوت یا علم اللسان کے باب التعلیل والتبدیل سے حل کرنے کا دستور قدیم سے جاری ہے، اور جب یہ مسئلہ اصول کے رو سے ثابت ہو جائے، تو وہ شہادت ناطق ہے جس سے کسی کو انکار کی گنجایش باقی نہین رہتی، ہم نے ایک دفعہ کسی اخبار مین ایک مختصر نوٹ کہ گوجرا اور گرجرا اور گرجرا ایک ہین لکھا تھا، اسکو علما نے تو تسلیم کیا، لیکن ایک شخص نے جو تاریخ او علم التعلیل سے بالکل بے بہرہ تھا، انکار کیا، ممکن ہے اب بھی اس تاریخ کے مطالعہ کے وقت بعض لوگون کا شک رفع نہ ہو، اس لئے ہم اس کو زیادہ تشریح کے ساتھ لکھتے ہین، اور اس کو علم اللسان والصوت کی متعارف مثالون سے اچھی طرح واضح کرتے ہین، تاکہ ادنی سمجھ کا آدمی بھی سمجھ جائے، اور اس کو یہ کہنے کا موقع نہ ملے، کہ میرا شک رفع نہین ہوا. گوجرا اور گرجرا گجرا اور گرجارا کے حروف مین جسقدر نمایان اتحاد ہے، وہ محتاج تشریح نہین، انکے متجانس ہونے کا انکار کرنا، بداہت کا انکار کرنا ہے، اگرچہ پہلے جہالت کی وجہ سے یا تبدیلی کے باعث بعض اوقات مختلف نوشتون مین مختلف الفاظ گوجرا اور گرجرا اور گرجارا گجرا استعمال ہوتے رہتے ہین، لیکن تجانس کی وجہ سے تحقیقات جدیدہ نے ثابت کر دیا ہے، کہ دراصل یہ ایک ہی لفظ اور ایک ہی قوم ہے، الفاظ کا ہیر پھیر اس قدر ہوتا ہے، کہ بسا اوقات ابتدائی اور اصلی حروف بالکل محو ہو جاتے ہین، اور نیز حرکات کے بجائے جو حروف لکھے جاتے ہین، ان سے بھی الفاظ کی ہیئت کچھ نہ کچھ بگڑ جاتی ہے،

مگر علم تبدیل الحروف سے جب ثابت کیا جائے، تو حقیقت کا انکشاف ہو جاتا ہے، اور اس مین کسی طرح کا شک وشبہہ نہین رہتا، چنانچہ خان اور سائین کے لفظا مین بظاہر کوئی تجانس معلوم نہین ہوتا لیکن علم تبدیل الحروف کے بعض محققین کا یہ خیال ہے، کہ سائین اور خان ایک ہی لفظ ہے، سین خا سے تبدیل ہو جاتا ہے، جیسے خسرو سُسر، پس سائین خان ہو گیا، اور درمیان مین جو ہمزہ آ گیا، وہ بوجہ اختلاف تلفظ ہے کہ ہند کے لوگ اس طرح اس لفظ کو ادا کرتے ہین، کہ ہمزہ پیدا ہو جاتا ہے، اور اکثر ایسا ہوتا ہے، کہ ایک لفظ جب دوسری زبان مین استعمال ہوتا ہے، تو اس مین بعض حروف کم ہو جاتے ہین، اور بعض زائد آ جاتے ہین، اور اس تبدیلی کی مثالین مختلف زبانون مین کثرت سے ملتی ہین، اور جس کو اس قسم کی تبدیل الحروف کی مثالین دیکھنے کا شوق ہو، وہ اس قسم کے نوشتون کا مطالعہ کرے، غور سے دیکھو کہ تبدیل الحروف سے کس طرح گرجرا اور گرجارا سے گوجر بن گیا، انگریزی تاریخون مین گرجرا لکھا جاتا ہے، انگریزی رسم الخط مین بعض لفظون کے آگے ای E یا اے A بڑھا دیتے ہین، مگر یہ حرف تلفظ مین نہین آتا، مثلاً لاہور کے آگے ای LAHORE اسی طرح رامائین راجہ کرن، مہابھارت کے اخیر مین (اے) A لکھا جاتا ہے، مگر وہ تلفظ مین نہین آتا، ایسا ہی گرجارا کا اخیر الف زائد ہے، گرجرا دراصل گرجر بلا الف ہے، اسمین اور گُجر مین ایک حرف کا فرق ہے، لیکن بعض وقت حذف کیجاتی ہے، اور اسکی مثالین کثرت سے پائی جاتی ہین، جنکی توضیح ذیل مین کیجاتی ہے،

(۱) کرشن، کشن، (نام)، (۲) چندر، چند، (چاند) (۳) چیتر، چیت (مہینے کا نام ہے،)، (۴) کھیتر، کھیت. (قطعۂ زمین)، (۵) سورج، سج، (آفتاب)، (۶) درم، دام، دم، (سکہ کا نام)، (۷) گرہن، گہن، (چاند گرہن) (۸) گرج، گج، یا گد، (پرندہ کا نام)، (۹) بادل کا گرجنا، بادل کا گجنا، (۱۰) ڈاہر، ڈاہا، (قوم کا نام ہے) (۱۱) برسنا، بسنا، (بادل کا برسنا) (۱۲) کرم، کم، (کام)، (۱۳) سرپ، سپ، (سانپ) (۱۴) سرب، سب، (۱۵) نیند، نیندر، (خواب) (۱۶) کروہ، کوہ، (کوس) (پیمانۂ مسافت)، (۱۷) گرب، گب، (حمل)، (۱۸) چرم، چام، چم، (چمڑا)، (۱۹) سوتر، سوت، (۲۰) کیچڑ، کیچ، (گل،) (۲۱) پُتر، پوت، پُت (پسر، بیٹا)، (۲۲) راٹھور، راٹھ، (قوم کا نام ہے،)، (۲۳) دوہڑا، دوہا، (گیت کی ایک قسم،) (۲۴) سدارنا، سدھانا، (سکھانا) (۲۵) ترک، تکا، ٹاکی، (کپڑے کا ٹکڑا)، (۲۶) چھتری، چھاتا، (۲۷) برہمن، بہمن (قوم کا نام ہے) (۲۸) پرار سال، پرسال (گذشتہ سال)، (۲۹) پردیسی، بدیسی، (۳۰) تریجا، تیجا (تیسرا)، (۳۱) اڑتالیس، اٹھتالی، (۴۸ عدد،)، (۳۲) گراہی، گاہی، (لقمہ) (۳۳) گرنڈا، گنڈا، (پکی کا وہ حصہ جس مین آٹا جمع ہوتا ہے،) (۳۴) گرنڈو، گنڈو، (پرندہ کا نام ہے)، (۳۵) گھروہ، گوہ، (سوسمار،)، (۳۶) ارے، اے، (حرف ندا)

(۳۷) گوتر، گوت، (قوم کی شاخ،)، (۳۸) پرسرور، پسرور، (پنجاب مین ایک قصبہ ہے)

زمانہ سابق کے کاغذات مین پرسرور لکھا ہے، اب پسرور لکھتے ہین، (دیکھو آئین اکبری) علیٰ ہٰذا القیاس کئی مثالین رکے حذف کی پائی جاتی ہین،

واضح ہو، کہ جو الفاظ ہم نے لکھے ہین، وہ ہندوستان کے کسی نہ کسی حصہ مین ضرور استعمال ہوتے ہین خواہ پنجابی مین خواہ ہندی مین. اوران مین سے اکثر الفاظ متعارف ہین، جب ایک ہی ملک کی یہ حالت ہے، کہ اس کی اپنی زبان کے الفاظ مختلف صوبون مین تبدیل ہو جاتے ہین، تو غیر ملک کے الفاظ دوسرے ملک مین اگر کیون تبدیل نہ ہون، ہم نے دیباچہ مین ایک لفظ کی مختلف زبانون مین تبدیل ہونے کی مثالین دیکر جو تشریح کی، اوس سے غرض یہ تھی، کہ ہمارے آیندہ دلائل کو قارئین دلچسپی سے پڑھین، جن لوگون نے ان کو اچھی طرح پڑھا ہے. اُن کے لئے یہ مسائل آسان ہین، گوجر اور گرجرا کی تبدیلی بالکل ایک معمولی تبدیلی ہے، اگر ایسی تبدیلی سے انکار کرکے ان کو علٰحدہ علٰحدہ خاندان سمجھا جائے تو پھر علم الصوت کے مسائل مسلمات کا وجود ہی باقی نہین رہتا، اس امر کی ایک اور بین دلیل ہے کہ گرجرا اور گوجر ایک ہین، اگر گرجرا، گوجر، ایک نہین ہین، تو گرجرا جیسی زبردست قوم جس نے ہندوستان کے اکثر حصص پر عرصہ دراز تک حکومت کی، ضرور تھا، کہ کسی نہ کسی حصہ پر موجود ہوتی، یا کوئی شاخ اس کی ایسی پائی جاتی، جو گرجرا کی طرف منسوب ہوتی، لیکن علٰحدہ اس نام سے ہندوستان کے کسی حصہ مین کوئی قوم نہین ہے، ہر ایک ضلع مین گوجر کے لفظ پر قوم کا نام مشہور ہے، پس گرجرا جب اس وقت تک کوئی علٰحدہ قوم نہین ہے، تو پھر کیون نہ تسلیم کیا جائے، کہ گوجر اور گرجرا ایک ہی ہین، ہم نے متعدد طریقون سے ثابت کردیا ہے، کہ گوجر اور گرجرا ایک ہی ہین، نیز قدیم تاریخ مین گرجرا قوم اور اس کی فتوحات اور کارنامون کے بکثرت واقعات موجود ہین، یہ تمام کارنامے گوجر قوم کے ہین، اس سے ہم گوجرون کی تاریخ کو بہت مبسوط کر سکتے ہین اور زمانہ گذشتہ کے کئی قرنون کی معلومات پر آگاہی حاصل کر سکتے ہین،

مسٹر اے سمتھ اور دوسرے مورخین نے بالتصریح لکھدیا ہے کہ گرجرا اور گوجر ایک ہی، دو نہین، نیز خاندان گجر کے جن بادشاہون کا ذکر انگریزی تاریخون مین ہے، اون کو انگریزی مورخون نے گرجرا لکھا ہے. اور گوجر راجگان کو عربون نے جزر لکھا ہے،

پس یہ مسئلہ بالکل صاف ہوگیا ہے. کہ گوجر اور گرجرا ایک ہین، اگرچہ علما، وفضلا، کے لئے یہ بحث غیر ضروری ہے، مگر کیا کیا جائے، ہمارے مخاطب وہ لوگ ہین، جو یہ کہتے ہین، کہ گوجرون کی حکومت کبھی کسی علاقہ پر نہین ہوئی، اور جس قوم گرجرا کا ذکر تاریخون مین ہے، وہ قوم ہی اَور ہے اور

Collection Of Advocate Showkat

بعض لکھے پڑھے کہتے ہین، کہ گرجر نام ہُن[1] قوم کا ہے جو وسط ایشیا سے آئی، اوس نے ہند پر سلطنت کی، اب اسکا نام ونشان باقی نہین ہے، یا تو وہ تمام کے تمام مارے گئے، یا بقیۃ السیف نے اپنا نام تبدیل کر دیا، ہم نے جو ضروری امور تھے، وہ بیان کر دیے ہین، اور اس کا ثبوت آیندہ ابواب سے اور زیادہ ملے گا،

مؤلف کہتا ہے کہ ہُن کے افراد اس زمانہ مین بھی موجود ہین، گوجرون کا گوت ہے، اور انکی بستیان بھی موجود ہین،

---

[1] ونسنٹ اے سمتھ اپنی تاریخ باب دوازدہم قوم گوجر کے عنوان مین لکھتا ہے:

"کتابون اور کتبون مین ہنون کا ذکر، اکثر ایک اور قوم گُرجر کے ساتھ ساتھ ہوتا ہے جس کا نام آج کل بھی گوجر کی صورت مین باقی رہ گیا ہے جو شمال مغربی ہندوستان مین بہت پھیلی ہوئی ہے، قدیم گرجر معلوم ہوتا ہے، کہ بیرونی آباد کار تھے، اور ان کا بہت قریبی تعلق، اور ممکن ہے، کہ خون کا رشتہ بھی ہنون کے ساتھ ہو، انھون نے راجپوتانے مین ایک بڑی سلطنت قائم کر لی جس کا صدر مقام کوہ آبو کے شمال مغرب مین پچاس میل کے فاصلے پر بھلمال یا سریمال تھا۔

* * *

Collection Of Advocate Showkat

فصل سوم

مختلف ملکوں مین لفظ گوجر کا استعمال

ہر ایک ملک کا تلفظ مختلف ہوتا ہے، اس وجہ سے لفظ گوجر مختلف ملکون مین مختلف تلفظون سے استعمال کیا جاتا ہے، ہندوستان مین گوجر، انگریزی تاریخون مین گُرجرا، چین مین کوسا، روس مین کھوالیس یا خوالیس، روم مین چوزار، آرمینا مین خزر، عرب مین خزر یا جُزر، بحیرۂ آزاف مین گزر، شام مین گھیسر، یا غسیر، کاکیشیا مین غاسر یا گاسر، ایران مین کاجار یا قاچار،

(ملاحظہ ہو بمبئی گزیٹیر، حصہ اول جلد ۹، صفحہ ۴۷۱ و ۴۷۲)

کوسا کا لفظ تو بالکل ہندوستان کے لفظ سے مُلتا جلتا ہے، ایک جنوبی ضلع مین گوجرون کا گوت کُوسا بھی ہے، ہمارے خیال مین یہ لفظ گورسی سے لیا گیا ہے، گورسی کو مختلف اضلاع مین گرس، گورسی کہتے ہین، آئین اکبری مین گراسیہ درج ہے، گورسی مین را حذف ہو جاتی ہے، جیسا کہ ہم نے لفظ گرجرا مین لکھا ہے، اگر را حذف کی جائے، تو گوسی رہ جائے گا، گ، ک، ایک ہی حرف ہین، آخر مین ی، الف سے تبدیل ہو گئی، کوسا ہو گیا، پنجاب مین بعض لوگ گوجر کو گوسی کہتے ہین، پس چین اور سندھ کا ایک گوت کوسا بالکل آپس مین ملتا ہے، کھوالیس اور خوالیس کھ، اور خ ایک ہی حرف ہین، مثلاً خر، (گدھا) کو، کھر بھی کہتے ہین، یعنی خ، کھ سے تبدیل ہو جاتی ہے، کھیس (ایک قسم کا کپڑا) کو فارسی مین خیس کہتے ہین، پس کھوالیس کا خوالیس ہو گیا، مگر خوالیس، اور لفظ گوجر کی مطابقت ہماری سمجھ سے بالاتر ہے، ممکن ہے کہ اس مین تعلیل در تعلیل یا قلب در قلب ہو، یا اس قوم کا تعلق گوجر قوم سے ہو،

چوزار مین واو، الف علامت ضمہ و فتحہ ہے، اوس کو حذف کیا گیا تو چُزر رہ گیا، اور چازار مین دونون الف علامت فتحہ ہین، ان کو حذف کیا تو چزر ہو گیا، گویا دونون ایک ہی لفظ ہین، حرف پہلے

حرف پر ضمہ یا فتحہ ہونے سے اختلاف پیدا ہو گیا ہے، جو قابل لحاظ نہین ہے، چ گاف سے اور زجیم سے بدل جاتی ہے، پس چُزر گجر ہو گیا، خزر بضم خا معجمہ اور جزر بضم جیم معجمہ ایک ہی لفظ ہے، دیکھو لفظ خراس (دانہ پیسنے کی بڑی چکی، جو چشمون یا ندی یا نالہ مین لگائی جاتی ہے،) کو پنجابی مین گھراس یا گھراٹ کہتے ہین، اس مین خ، گاف سے بدل گئی، ایسا ہی ذا و جیم کا تبادلہ ہو جاتا ہے، جٹ (نام قوم) کو عرب زط کہتے ہین، جیم کی جگہ، زا اور ٹ کی جگہ طا۔ گزرمین ز کو ج سے بدل دیا تو گجر ہو گیا، گھیسر غلیہ، گاسر، غاسر تو تقریبًا ایک ہی لفظ ہین، غ و ز گاف و جیم سے تبدیل ہو جاتے ہین، جیسا کہ گیلانی کو جیلانی پڑھا جاتا ہے، اور لگام کو لجام کہا جاتا ہے، دیگر مثالین گلولہ، غلولہ غزنی، گجنی، اسمین غین گاف سے زجیم سے تبدیل ہو گئی ہے، یاد رکھنا چاہئیے، کہ زبان کا مقابلہ عام طور پر کیا جاتا ہے، خواہ تعلیم یافتہ شہری طبقہ کی زبان ہو، یا غیر تعلیم یافتہ دیہاتیون کی زبان ہو، کیونکہ جب ایک زبان کا لفظ دوسری زبان مین آتا ہے، تو بعض الفاظ کی ہیئت مین کچھ نہ کچھ فرق آجاتا ہے، یہ بدیہی امر ہے کہ ایک زبان مین جو لفظ غیر مانوس ہوتا ہے، اس کے تلفظ و کتابت مین اکثر تبدیلی کی جاتی ہے، ایک عرب مجھ سے اردو پڑھتا تھا، وہ اچھی طرح اردو مین تقریر کر سکتا تھا، مگر بعض اردو الفاظ کی ایسی مٹی خراب کرتا تھا، کہ جب تک وہ عربی مین اون کی تشریح نہ کرتا، مین نہین سمجھ سکتا تھا، عرب کے بدوون (بادیہ نشین) کی زبان کا اگر کتابی عربی سے مقابلہ کیا جائے، تو حیرت ہوتی ہے، عرب بدو قُل کو، گُل کہتے ہین، قندھار کو گندھار، اسی طرح وہ ق کو بالعموم گ سے تبدیل کر دیتے ہین، حالانکہ ہم کو اُستاد نے پڑھایا تھا، کہ حروف گاف، چ، ڈ، ڑ، ژ، پ، ٹ، عربی مین نہین آتے، زمانہ کے ساتھ ساتھ زبان بھی بدلتی رہتی ہے، پنجابی زبان کو دیکھو، جاہل لوگ ز کو ج سے بدل دیتے ہین، زبان کو جبان، زر کو جر، زرد، کو جرد، زبردست کو جبردست جبردست کہتے ہین،

بعض نے گوجر کو تغزغز لکھا ہے، ممکن ہے، کہ اس سے لفظ خزر (گوجر) بنا ہو، یا خزر سے تغزغز، مگر موجودہ صورت مین بظاہر کوئی مناسبت پائی نہین جاتی،

عربی تاریخون مین تغزغز کا لفظ آیا ہے، جو ترک قوم کا ایک قبیلہ ہے، مگر خزر بجائے معجمہ بھی ترک قوم کا ایک قبیلہ ہے،

پس ہم خزر و تغزغز مین سے ایک ہی لفظ لین گے، نہ کہ دونون، اور آسان تر ہمارے لئے یہ ہے کہ ہم خزر کو لیکر ثابت کرین کہ یہ گوجر کے تلفظ کو ادا کرتا ہے، نہ کہ تغزغز کو، پس تغزغز کو بظاہر

Collection Of Advocate Showkat

کوئی نسبت گوجر سے نہین ہی، البتہ غرغز ایک تبدیلی سے گرگر اور دوسری تبدیلی سے گوجر ہوسکتا ہے، مگر یہ تعلیل دلپسند نہین ہے، اس مین کچھ شک نہین، کہ علم الصوت وتحلیل بہت ہی عجیب فن ہے، کیونکہ اس سے نئے نئے معلومات حاصل ہوتے ہین، اس تشریح سے ثابت ہوتا ہے کہ چین، روس وغیرہ مین گوجر پائے جاتے ہین، اور یہ ایک قدیم قوم ہے، جن عرب مورخین نے یہ لفظ وسط ایشیا سے لیا، اونھون نے لفظ خزر لکھا، کیونکہ بحیرۂ خزر مین خ، ز اپنی اصلی حالت مین پائے جاتے تھے، جو عربی کی زبان پر ثقیل نہ تھے، اور جن عرب مورخین نے ہندوستان سے لفظ گوجر لیا، اونھون نے گ کو جیم سے اور جیم کو ز سے تبدیل کر کے جزر کہا جیسا کہ بھنگ (ایک بوٹی نشہ دار ہوتی ہی) اس کو عرب بنج کہتے ہین، اور گیلان کو جیلان، انگریز کو انجریز لکھتے ہین، عربی اخبارون مین انگریز کو انکلیز لکھتے ہین، اور بعض اوقات گاف کو قاف سے بدل لیتے ہین، گندھار کو قندھار کہتے ہین، ہر ایک زباندان اپنی سہولت کیلئے غیر ملک کے الفاظ مین حروف کی تبدیل یا تقدم و تاخر کر لیا کرتا ہے، بلکہ خود زبان مین فطرۃً مختلف زمانون مین تبدیلی واقع ہوجاتی ہے، اور اس کی مثالین اس قدر ہین، کہ ہمین اس بارہ مین کچھ زیادہ تفصیل کی ضرورت نہین، حروف کی تبدیل کا میدان اس قدر وسیع ہے، کہ اسکی نسبت کوئی کلیہ قاعدہ مرتب نہین ہوسکتا، میرے بعض دوست اس کو تسلیم نہین کرتے، اس لئے زیادہ تشریح کرتا ہون، مسٹر بھنڈارکر ایم اے نے خزر بخائے معجمہ اور جزر بجیم کو ایک ہی لفظ قرار دیا ہے، اور یہ بھی ہوسکتا ہی کہ ایک تبدیلی کے بعد دوسری تبدیلی واقع ہو، چنانچہ اس کے لئے ان الفاظ کو غور سے دیکھنا چاہیئے، خا، جیم سے بدل جاتی ہے، مثلاً اسفاناخ و اسپاناج مشہور سبزی ہے، اسمین ف، ب سے، اور خا جیم سے تبدیل ہوئی، اور خ، غ کے ساتھ بھی بدل جاتی ہی، دیکھو ستیخ اور ستیغ، (بمعنی سیدھی چیز، مانند تیر یا ستون،) اور قاف کیساتھ بھی جیسے چخماخ، چقماق اور کاف کے ساتھ اس کی تبدیلی کی کئی ایک مثالین ہین، خمان کمان، خمند کمند، خرتا کرتا، اور زا، اور جیم کی تبدیلی اور ایسا ہی زا اور گاف کی تبدیلی مسلمہ ہے، پس خزر، جزر، گجر در اصل ایک ہی لفظ ہے،

(از جواہر الحروف)

فصل چہارم

گوجرون کا ابتدائی وطن

بعض تاریخون مین بالاتفاق یہ بیان کیا گیا ہے کہ دوسری صدی قبل از مسیح کے وسط مین، وسط ایشیا کے خانہ بدوش ترکی خاندانون مین باہم مخالفت پیدا ہوئی، یہانتک کہ آپسمین لڑنے بھڑنے لگے، اور شدید جنگ تک نوبت پہنچی، یہ جنگ چند مہینون تک جاری رہی، اور تمام حلیف قبائل اس جنگ مین شامل ہوئے تھے، دونون طرف کا بہت نقصان ہوا، اور جنگ کی وجہ یہ تھی، کہ ایک علاقہ کی نسبت تنازع پیدا ہوا، کہ یہ کس کا حق ہے، نتیجہ اس کا یہ ہوا کہ ایک خاندان نے، (جس کو چینی مورخ "ہیگ نو" کہتے ہین،) دوسرے خاندان کو جو یوچی کے لقب سے ملقب تھا، ایسی شکست دی کہ وہ وہان رہنے کے قابل نہ رہا، اب اس خاندان کے لئے اسکے سوا چارہ نہ تھا، کہ بموجب "ملک خدا تنگ نیست، پائے گدا لنگ نیست" وہ کسی اور جگہ ہجرت کرے، چنانچہ اوس نے اپنا آبائی وطن علاقہ گن سُہ جو ملک چین کا شمالی مغربی صوبہ تھا، چھوڑ دیا، اور مغرب کی طرف رُخ کیا، تاکہ اپنی قسمت آزمائی کرے، اور شاید اوس کو کسی ملک مین کوئی وسیع سرسبز علاقہ مل جائے، اس گروہ کے سپاہیون کی تعداد دو لاکھ کے لگ بھگ تھی، یہ چلتے چلتے تکلمکان کے صحرا مین پہنچ گئے، اون کو پھر وہی مصیبت پیش آئی، جس کے ڈر سے وہ بھاگے تھے، یعنی ایک اور قبیلہ وُوسن نے جو یوچی کا ہم نسل بیان کیا جاتا تھا، اور جو دریائے ایلی اور اوس کے دو معاون تیکس اور کنگیز کے دوآبہ مین رہتا تھا، مقابلہ ہوا، اگرچہ وُوسن کی تعداد بہت ہی تھوڑی تھی، مگر اوس نے مدافعت مین کوئی دقیقہ اوٹھا نہ رکھا، اور اس کی غیرت قومی نے یہ گوارا نہ کیا، کہ اون کی سرزمین پر یوچی کا عمل دخل ہو، ووسن کے نوجوانون نے حق مردانگی ادا کیا، مگر وہ قلت تعداد کی وجہ سے اس ٹڈی دل کو روک نہ سکے گو اپنے

Collection Of Advocate Showkat

ٹلک پر اپنی جانین نثار کردین، اور اون کا سردار مارا گیا، یوچی ایک تند سیلاب تھا، جس طرف اس کا رُخ ہوتا، کوئی چیز اوس کے آگے ٹھہر نہ سکتی تھی، آخر وہ جھیل السک کل کو عبور کرکے وسیع ترین چراگاہون پر مسلط ہوگیا، اس قوم کا ایک حصہ تو تبت کی سرحد پر آباد ہوگیا اور دوسرا بڑا حصہ مغرب کی طرف بڑھتا چلا گیا، اگرچہ قوم سک" یاسی" نے اس کے روکنے کی ناکامیاب کوشش کی، مگر قوم سک کا بھی قوم دوسن کی طرح بُرا حال ہوا، اور وہ اپنے کشتون کی لاشین میدان کارزار مین چھوڑ کر بھاگ گئی، آخر کار یہی قوم ہندوستان کی سرسبز چراگاہون اور زرخیز زمین کی تلاش مین شمالی درون سے نکلکر منزلِ مقصود (سرسبز چراگاہون) پر پہنچ گئی، پہلے بیان ہو چکا ہے، کہ دوسن قوم کو یوچی قوم نے برباد کردیا تھا، اس وقت سے دوسن کے بہادر انتقام لینے کے لئے پیچ و تاب کھا رہے تھے، اور جنگی تیاریون مین مصروف تھے، اتفاقاً اون کو یوچی قوم کے قدیم دشمن کے ساتھ جنھون اس کو علاقہ کن سے نکال دیا تھا، اتحاد قائم کرنے کا موقع مل گیا،

دوسن قوم کے نوجوان شہزادہ نے یوچی قوم کے قدیم دشمنون کی اعانت سی یوچی قوم پر جارحانہ حملہ کیا اور اپنے باپ کا انتقام لیا اور یوچی کو اس علاقہ سی نکال دیا، جو اوس نے سک قوم سے غصب کیا تھا، اس شکست سے یوچی قوم وادی سیحون کی طرف بھاگ گئی، اور یہان کی ٹاہیا قوم کو مغلوب کیا، رفتہ رفتہ تمام علاقہ باختر پر اس کی شوکت و سطوت کا سکہ بیٹھ گیا، اور اوس کا اثر و اقتدار بہت جلد دریائے سیحون کے جنوب تک بڑھ گیا، یوچی بہادر تو دو تین پشتون تک تو عارضی طور سے یہان متمکن رہے، لیکن جب اون کے پاؤن اس سرزمین پر جم گئے، تو اونھون نے مستقل شہر اور قصبے تعمیر کر لئے، اور متمدن ہو گئے، اور اپنے مقبوضات کو بڑھانے لگے، دریائے سیحون کا جنوبی علاقہ جس مین سغدانیہ اور اوس کے ملحقات بھی شامل تھے، سب کا سب اون کے زیر نگین تھا، جب یوچی قوم متعدد ہو گئی، تو اوس نے بموجب تعداد قبائل علٰحدہ علٰحدہ پانچ ریاستین قائم کرلین، اوس کے بعد ایک سو سال تک یوچی قوم کی نقل و حرکت کا کچھ پتہ نہین چلتا، تاریخ اس کے حالات بیان کرنے سے خاموش ہے، پہلی صدی مسیح کے ابتدا مین یوچی قوم کے سردار اعظم نے جو یورپ مین کڈفائسس اول کے نام سے مشہور ہے، اپنے چھوٹے چھوٹے قبائل کو منظم کر لیا، یعنی سب کو اپنے جھنڈے کے نیچے جمع کر کے عہد و پیمان لیا، اور ہندوکش کی دشوار گذار گھاٹیون کو طے کرتے کابل و کشمیر کو مسخر کر لیا، اور

پھر پنجاب مین قدم جمائے، اس کے بعد کا حال کشان بادشاہون کے باب مین درج ہے، یہ تمہید گوجرون کی ہجرت کو ثابت کرتی ہی جس کا نتیجہ یہ ہی، کہ گوجرون کا اصلی وطن وسط ایشیا تھا جسمین کچھ حصہ چین اور روس وغیرہ کا بھی شامل ہی،

اس امر پر گرجستان جو گوجرون کے نام سے کلی مطابقت رکھتا ہے، قطعی شہادت ہے، کہ گوجر خاندان یوچی ہے، اور یوچی سیتھین ہین، اور چونکہ گوجر کو خزر بھی کہتے ہین، اس لئے بحیرۂ خزر ایک اور شاہد ہمارے خیال کی تائید مین ہے، بحیرۂ خزر کو اس لئے خزر کہتے ہین، کہ اوس کے کنارے پر خزر (گوجر) آباد تھے، اور نیز روس و چین مین گوجرون کا ہونا مزید شہادت ہی، بعض تاریخون سے یہ بھی معلوم ہوا، کہ بیروت کے محاذی سمندر کے دونون[1] کنارون پر گوجر قوم زمانۂ قدیم مین آباد تھی، میجر منگلی نے ایک واضح بیان لکھا ہے، جو ہمارے مندرجۂ بالا دعوی کی تائید و تشریح ہے، بدھ مذہب کے عروج و زوال کے درمیانی عرصہ مین یعنی سنہ ٦٢٤٢ قبل مسیح سے لیکر ۵۰۰ سال تک ہندوستان لگاتار بیرونی حملہ آورون کا دنگل بنا رہا۔ باختر کے یونانیون نے سیتھین اقوام کو نکال دیا، اور وہ پہلی اور دوسری صدی قبل مسیح کے مابین وارد ہندوستان ہوئے، بیان کیا جاتا ہی، کہ وہ پہلے ہی حملے مین اڑیسہ تک فتح کرتے چلے گئے، اس وقت متعدد سیتھین قومین آہستہ آہستہ جیحون کے کنارے سے جنوبی افغانستان کی طرف بڑھ رہی تھین، جہان سے وہ لڑتی بھڑتی درہ بولان اور کوہ سلیمان سے گذر کر سرحد ہندوستان مین داخل ہو گئین، اور بعد ازان اونھون نے پنجاب مین ریاست اقبال نصب کئے، یہ سیتھین قوم تھی، جسکی ایک شاخ قوم یوچی ہے، جس کا ایک قبیلہ موجودہ زمانے کے گوجر اور دوسرا قبیلہ جاٹ ہین، یوچی قوم کے بہادرون نے کابل، کشمیر اور شمالی پنجاب مین اپنا تسلط بٹھایا، جہان اون کی آبادی کا ثبوت گوجرانوالہ اور گجرات وغیرہ سے ملتا ہے، تیسری صدی کے اخیر تک یوچی قوم کے ایک حصہ نے جنوب کی طرف بڑھنا شروع کیا، اور تھوڑے ہی عرصہ کے بعد اپنے شمالی جاٹ بھائیون کے قبائل سے جو ان سے سبقت کرکے درہ بولان کے راستے سے آگے بڑھ گئے تھے) جدا ہو گئے، وہ گوجر جو دریا سندھ کی وادی مین اقامت گزین تھے، بالآخر سوراشٹر یعنی گجرات و کاٹھیاواڑ مین قیام پذیر

---

[1] میری راے مین دونون کنارون پر گوجرون کی سکونت کا ثابت کرنا مشکل ہی، البتہ اپنی روی سمندر پہنچی گوجرونکی حکومت تھی

Collection Of Advocate Showkat

ہوے، اور اونھون نے اصلی باشندون یعنی اہیرون وغیرہ کو مطیع کیا، سندہ کے کنارے سے لیکر سمندر کے ساحل تک تمام علاقہ اون کے قبضے مین تھا، سیتھین ہر طرف ٹڈی کی شکل مین شمالاً جنوباً کوہستانِ نمک سے لیکر ارَوَلی پربت اور چنبل تک اور شرقاً غرباً سندھ اور پنجاب سے دریائے جمنا تک پھیل گئے، اس طرح اونھون نے پنجاب اور شمالی راجپوتانہ اور گنگا کے دوآبہ کا نصف غربی علاقہ آباد کر لیا، ان صوبون کے باشندون کا زیادہ حصہ یقیناً اسی سیتھین نسل سے تھا، کہ طبقات الامم کا مصنف گوجر کو ترک کا ایک قبیلہ قرار دیتا ہے، جس کا ذکر کسی اور جگہ کیا گیا ہے، پس گوجرون کا ترکون یا سیتھین قبائل سے ہونا اور لفظ گوجر کی الفاظ گورجستان اور بحیرہ خزر سے مجانست یہ ایسی شہادتین ہین جن سے ثابت ہوتا ہے، کہ گوجر وسط ایشیا سے آئے تھے،

فصل پنجم

گوجر خاندان کب ہندوستان مین آیا

بعض مورخین کہتے ہین کہ گوجر ہندوستان کے قدیم باشندے ہین، ٹاڈ راجستان باب ۲۱ جلد اول مین لکھا ہی کہ ہندوستان کی قدیم اقوام حسب ذیل ہین، مینا، میر، گونڈ، بھیل، سرہا، سرجا، امیر، گوجر، لیکن وسط ایشیا مین گرجستان کی موجودگی سے یہ ثابت ہوتا ہے، کہ بیرونی قوم ہے، جو گرجستان وغیرہ وسط ایشیا سے آئی تھی، بعض تاریخون سے ثابت ہے، کہ گوجر آریہ قوم سے ہین، کیونکہ وہ بھی کئی فرقون پر مشتمل تھی، یا ان سے پہلے یا بعد مین آئے ہون، ہم نے تاریخون کی بہت کچھ چھان بین کی ہے، تاہم گوجرون کے ہندوستان مین آنے کا زمانہ معین کرنا مشکل ہے، کیونکہ روایات مختلف ہین،

پرانون مین جو ہندوستان کی مقدس کتابین اور ہزار ہا سال کی لکھی ہوئی ہین، اور ہندؤن کے نزدیک اون کے واقعات بہت صحیح ہین، لکھا ہے کہ برہماجی نے پشکر مین گوجرون کے ایک امیر خاندان (جو برہماجی کا معتقد تھا،) کی ایک لڑکی سے شادی کی، اس لڑکی کا نام گاتری تھا، گاتری کا استھان اس وقت تک پشکر مین موجود ہے، جہان ہندو گوجر دور دور سے آکر اپنے مردے جلاتے ہین، یا پشکر مین مردون کی خاکستر لیجا کر پیوند زمین کرتے ہین جس طرح کہ ہندو اس زمانہ مین مردون کی ہڈیان گنگا مین بہاتے ہین،

اس روایت سے یہ ثابت ہوتا ہے، کہ گوجر کئی ہزار سال سے ہند مین موجود ہین، (دیکھو بمبئی گزیٹر و دیگر تاریخ ہند،)

کرنل ٹاڈ تاریخ راجستان مین لکھا ہی:-

میواڑ کے رانا کہتے ہین، کہ ہم سری رام چندر کے فرزند لو کی اولاد ہین، اور بڑگوجر کا بھی یہی دعوی ہے، پس اس روایت سے یہ نتیجہ نکلتا ہے، کہ سری رام چندر بھی گوجر تھے، اور سری رام چندر کا خاندان چند ہزار سال سے وارد ہند ہے، (دیکھو باب پنجم ٹاڈ راجستان)

Collection Of Advocate Showkat

اس سے ثابت ہوتا ہے، کہ گوجر چند ہزار سال سے ہند مین ہین، مورخین مندرجۂ ذیل روایات بھی بیان کرتے ہین، دوسری صدی قبل از مسیح مین سک اور پہلی صدی قبل از مسیح مین یوچی پاکستان، اور پانچوین صدی عیسوی مین ہن وارد ہندوستان ہوئے، اور گوجر انہی قومون کے قبائل وعشائر ہین،

ہم مختلف تاریخون کے مطالعہ سے اس نتیجہ پر پہنچے ہین، کہ دراصل یہ تمام قومین ایک کان کے موتی ہین اور سب سیتھین قوم سے ہین،

گوجرون کا نام اوس وقت روشن ہوا، جب برہمنون نے گوجر کے چارون قبائل، پرمار، پرہار، سولنکی، چوہان کو کوہ آبو پر آگ سے غسل آتشین دیکر پاکیزہ کیا، جس کا مفصل ذکر ہم نے اس تاریخ مین کسی اور جگہ کیا ہے، اور انہون نے راجپوتانہ مین ریاستین قائم کین،

روایات و واقعات کی بنیاد پر اس دعوی سے انکار نہین ہو سکتا کہ گوجر مسیح سے بہت پہلے ہند مین موجود تھے، اور ہند مین ان کی آمد کا سلسلہ اپنے دیگر بھائی بندون کے ساتھ برابر قائم رہا، بعض مورخین کہتے ہین کہ گوجر جارجیا ہین، جو جرجان سے آئے (جرجان بہت قدیم مشہور شہر ہے،) گرگان، جرجان، لفظ گوجر سے صریح طور پر مناسبت رکھتا ہے، اور گرجستان اور جرجان وسط ایشیا مین شامل ہین،

ماحصل یہ ہے کہ گوجر بہت ہی قدیم زمانہ سے ہندوستان مین وارد ہین، اگرچہ ہم ٹھیک تاریخ اون کے آنے کی مقرر نہین کر سکتے، مگر پرانون کی روایت اور ہر گوجر کا دعوی ثابت کرتا ہے کہ وہ قدیم ترین فاتح ہند قوم ہے، نیز ہندوؤن کے نوشتون مین یہ لکھا ہے، کہ سری کرشن کے وقت برج دیس مین گوجر موجود تھے، اور بہت معزز و بہادر سمجھے جاتے تھے، اور یہ لوگ کرشن بھگوان کے سیوک (خادم) تھے، بھارت کے زمانہ مین بھیشم پت جو مشہور تیغ آزما تھا، اوس کے پیدا ہوتے ہی اوس کی والدہ کا انتقال ہو گیا، اب ضرورت یہ پیش آئی کہ اس کی تربیت کسی شریف گھر مین ہو، وہان ایک امیر کبیر گوجر خاندان تھا اوس سے التجا، کی گئی، کہ اس لڑکے کی پرورش کسی معزز خاندان مین مطلوب ہے، چنانچہ اس خاندان نے خود اس کی پرورش کا ذمہ اوٹھایا، یہ مشہور شجاع، تیغ زن، قوی ہیکل تھا، دشمنون کے مقابلہ مین اپنے دودھ کا فخر کیا کرتا تھا، چونکہ گوجر مسلم طور پر بہادر تھے، اس لئے اوس زمانہ مین یہ مثال مشہور تھی کہ گوجر شیر ہوتے ہین، اور اون کی شجاعت ماؤن کے دودھ کی تاثیر سے ہے، پس ان روایات سے بھی

ہند مین گوجرون کی قدامت ثابت ہوتی ہے، اور پہلی یا دوسری صدی قبل مسیح کی روایات کو گوجرون کے مابعد آنے والے قبائل پر اطلاق کیا جا سکتا ہے، اور پانچوین صدی عیسوی مین آمد کی روایات اون کے عروج و اقبال پر مبنی و محمول ہین، کیونکہ گوجرون کے گروہ مختلف زمانے مین آتے رہے، اور سمندر کی مدوجزر کی طرح وہ بڑھتے گھٹتے رہے،

ہم عنوان گذشتہ (گوجرون کا ابتدائی وطن) مین ذکر کر آئے ہین، کہ زمانہ قدیم مین ترکی خانہ بدوش قبائل مین سخت جنگ ہوئی، اور ایک قبیلہ یوچی نے شکست کھا کر ہندوستان کی طرف ہجرت کی، اب ہم دیکھنا چاہتے ہین، کہ یہ جنگ کب واقع ہوئی، مورخین نے اس کی تاریخ سنہ ۱۶۵ قبل از مسیح تحریر کی ہے، اور ڈاکٹر فلیٹ نے واقعات اور کتبون سے یہ ثابت کیا ہے، کہ یہ جنگ سنہ ۱۶۰، ۱۷۰ قبل مسیح کے درمیانی زمانہ مین واقع ہوئی تھی، جس سے ہم ہندوستان کی طرف یوچی قوم کی ہجرت کا سنہ زیادہ سے زیادہ سنہ ۱۷۴ قبل از مسیح قرار دے سکتے ہین، اس سے ثابت ہوتا ہے، کہ گوجر اس کے بعد کسی سال مین ہندوستان پہنچ گئے ہونگے، تاریخون سے یہ بھی پتہ چلتا ہے، کہ سنہ ۱۵ء مین یوچی کا سردار اعظم اپنی قوم کو لیکر یورپ کی طرف روانہ ہوا، اور اس سے معلوم ہوتا ہے، کہ سنہ ۱۰ قبل مسیح مین یوچی قوم دریائے سیحون اور اوس کے متعلقہ علاقون پر قابض تھی، لیکن اس سے یہ ثابت نہین ہوتا، کہ گوجرون کی ہجرت اس کے بعد ہندوستان کی طرف ہوئی، ممکن ہے، کہ اس سے پہلے یوچی کا کوئی اور قبیلہ ہندوستان پہنچ گیا ہو،

ہم میجر منگلے کی رائے، گذشتہ عنوان مین ذکر کر آئے ہین، کہ سیتھین قوم جسکی نسل سے گوجر ہین، قبل از مسیح پہلی یا دوسری صدی مین ہندوستان آئی تھی،

تاریخون کے مطالعہ سے یہ معلوم ہوتا ہے، کہ ہندوستان ایک پُر بہار گلزار ہے، جس مین دوسرے ملکون کے خوشنوا پرندے وقتاً فوقتاً آکر چہچہاتے رہے، یا سبز سبز چراگاہ ہے، جسمین مختلف ولایتون کے ہرن گاہے گاہے چرتے رہتے، متعدد مختلف قومین بار بار اس پر حملہ آور ہوتی رہین، چنانچہ بعض مورخین کے نزدیک گوند اور بھیل اور ڈر اور قومین بھی دراصل دوسرے ملکون کی رہنے والی تھین، جنھون نے کسی قدیم زمانہ مین ہندوستان کو اپنا مسکن بنایا گوجرون کے ہندوستان مین قدیم الایام سے موجود ہونے پر ایک اور دلیل بھی ہے، راجہ رام چند سیتا، راون اور ہنومان کے مشہور قصے مین لکھا ہے، کہ

جب سیتا کو راون لے گیا تو راجہ رام چندر کسکندا پہاڑ پر پہونچا، وہان ایک بہادر سے اوس کی ملاقات ہوئی، جو بانر قوم سے تھا، اور راجہ سگریو کا مدار المہام تھا، اوس نے اپنا نام ہنومان بتایا، وہ اس کو راجہ سگریو کے پاس لے گیا، جس کا گوت بھالوت تھا، یہ دونون گوت آج کل گوجرون کے ہین، بانر اور بھالوت قومون نے رام چندر کو امداد دیکر راون کو پائمال کیا، اس سے ثابت ہوتا ہی، کہ راجہ رام چندر کے وقت مین بھی گوجر موجود تھے، یہ خیال بالکل لغو اور خلاف فطرت ہے، کہ رام چندر کو بندر اور ریچھون سے مدد دی تھی، (ماخوذ از بالمیکی رامائن)

اس تنقید کے بعد ہر سلیم الطبع یہ نتیجہ نکال سکتا ہے کہ گوجر آریہ قبائل و عشائر سے جدا نہین ہین، یا اون کی طرح قدیم زمانہ سے ہند مین موجود ہین،

ٹکشلا کے قریب ڈیری شاہان وغیرہ گاؤن مین بعض گوجر لوگ کہتے ہین کہ ان کے بزرگ قدیم زمانہ سے یہان کے رہنے والے ہین، اور ٹکسلا دراصل ٹکشلا تھا، اوس پر ٹک یا ٹکشک قوم (گوجر) کی حکومت تھی، اگرچہ ہم گوجر کے آنے کا زمانہ آریون کی طرح صحیح طور پر معین نہین کر سکتے، مگر اس مین شک نہین کہ سکندر کے حملے سے پہلے گوجر اس سرزمین مین موجود تھے، اور اس سے بھی کوئی انکار نہین کر سکتا کہ وسط ایشیا سے ان قومون کی آمد و رفت برابر جاری رہی،

فصل ششم

گوجروں کا مذہب

جہاں تک گوجروں کی مذہبی تاریخ کا مطالعہ کیا گیا، اُس سے یہ ثابت ہوتا ہی، کہ گوجر ابتدا میں آفتاب پرست تھے، اور اس وجہ سے گوجروں کو مہرا یا مہر (آفتاب) کہتے ہیں، کہ یہ سورج کی پرستش کرتے تھے، گوجروں میں اِس قدر آفتاب پرستی کی دیوانگی تھی، کہ ہر موقع پر سورج کو مہاراج کہکر یاد کرتے تھے، اور ہر ایک گوجر بات بات پر سورج کا نام لیتا تھا مثلاً جب میں گھر سے نکلا تھا، تو سورج مہاراج میرے سر پر سایہ افگن تھے"، یعنی دوپہر کا وقت تھا، اور جب میں واپس آیا تو سورج مہاراج مغربی پہاڑ پر جلوہ افروز تھے" یعنی شام کا وقت تھا، جب فلاں شخص ہمارے پاس آیا، تو سورج مہاراج کی سواری نکل رہی تھی"، یعنی صبح کا وقت تھا، میں اس وقت گھر سے چلا جب سورج مہاراج کی سواری گذر گئی"، یعنی رات ہو گئی،

اگرچہ عام طور پر لوگ وقت کا اندازہ سورج سے کرتے ہیں، لیکن یہ گروہ آفتاب پرستی کا ایسا شیفتہ تھا کہ ہر گھر میں آفتاب کی پرستش کی ایک جگہ مقرر تھی، جہاں چھوٹا بڑا جاکر صبح و شام آفتاب کی پرستش کرتا تھا، آفتاب کی نسبت ان کا یہ خیال تھا، کہ دنیا و مافیہا کا نظام ہی کی ذات سے وابستہ ہے' در اصل آفتاب پرستی خدا پرستی کا سُراغ ہے. آفتاب آسمانوں کے تاروں میں نیر اعظم ہے، سب سے پہلے جب انسان اپنے معبود کی تلاش کرتا ہی، تو آفتاب کو سب کائنات سے برتر سمجھتا ہے اور خیال کرتا ہی، کہ یہی قابل پرستش ہے قرآن شریف میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قصہ مشہور ہے، کہ آپ نے جب ستارے کو دیکھا، تو کہا کہ یہ میرا خدا ہے لیکن جب وہ غروب ہو گیا، تو کہا یہ خدا نہیں ہو سکتا پھر جب چاند کو دیکھا تو وہ دوسرے ستاروں سے بظاہر بڑا تھا، تو کہا کہ یہ خدا ہے، مگر جب وہ بھی غروب ہو گیا،

تو کہا یہ بھی معبود نہین ہو سکتا، پھر سورج کو دیکھکر کہا کہ یہ خدا ہے، مگر وہ بھی ڈوب گیا، تب آپ نے کہا کہ مین غروب ہونے والون کی پرستش نہین کرنا چاہتا، میرا معبود وہ ہے، جس نے تارون، مہتاب، آفتاب کو پیدا کیا، ایسا ہی حال گوجرون کا ہے کہ بعض قبائل گوجر آفتاب پرستی کی تاریکی سے نکلکر خدا پرستی کی روشنی مین آ گئے، لیکن ابھی تک ایک جماعت آفتاب پرستی و بت پرستی مین مبتلائے ضلالت ہے، ہندو گوجرون کے ہر ایک فرقہ مین آفتاب پرستی کے مختلف رسوم ہین، ہر ایک تقریب شادی و موت و ولادت وغیرہ کے موقع پر سورج کی پوجا کیجاتی ہی، اصول تو ایک ہی، مگر طریقے مختلف ہین، بعض قبائل سونے چاندی کی حمائل پہنتے ہین، جس پر سورج کی تصویر ہوتی ہے، عورتون کی چادر کے اوس حصہ پر جس سے وہ بڑون یا نامحرمون سے اپنا منہ چھپاتی ہین، جس کو گھونگٹ کہتے ہین، سورج مکھی کی تصویر ہوتی ہے،

سورج پوجا کے اوقات بھی مختلف ہین، عام قاعدہ یہ ہے کہ شام کے وقت غروب آفتاب سے پہلے زمین پر ایک فٹ قطر کا دائرہ بنا لیتے ہین، اور اوس کو گائے کے گوبر سے پاک صاف کرکے اس مین سورج مکھی یا چاندی کا پھول اور مختلف سکے اور پانی کا پیالہ اور گیہون کے لڈو رکھتے ہین، قوم کا سردار تھوڑا سا گھی لیکر چمچہ مین ڈالتا ہی، اور سجدہ مین گڑگڑا کر دعا مانگتا ہی، کہ سورج مہاراج اس گھر کی حفاظت کرو، اور ہمارے مال و دولت مین برکت دو، بعض گوجر میٹھے لڈو کی بجائے میٹھی روٹیان، اور بعض ماش وغیرہ کے دانے اور نیم کی شاخ رکھتے ہین، دعا کے بعد لڈو اور روٹیان آپس مین تبرکاً تقسیم کیجاتی ہین،

بعض قبائل دوپہر کے وقت ہر مہینے کی آٹھوین تاریخ کو آفتاب کی پرستش کرتے ہین، اور پرستش کے وقت عورتین سورج مکھی کی حمائل پہنتی ہین، بچہ کی پیدائش کی تقریب پر جو آفتاب کی پرستش ہوتی ہے، اس مین مان اپنے بچہ کو گود مین لیکر چوکے کے گرد چند بار طواف کرتی ہے اور بچہ کی ترقی عمر کیلئے دعا مانگتی ہی،

ایک فرقہ ہندو گوجرون مین سے سفید مینڈھے کی اس لئے پرستش کرتا ہے کہ اس کی قربانی سے ماتا دیوی خوش ہوتی ہے، اور مرادین جلد حاصل ہوتی ہین کیونکہ سفید مینڈھا ماتا دیوی کو زیادہ پسند ہے،

بعض ہندو گوجر گھوڑے کی پوجا کرتے ہین، اُن کا اعتقاد ہے، کہ گھوڑا جنگ کی فتح و نصرت کا ذریعہ ہے،

بعض ہندو گوجر سانپ کی عبادت کرتے ہین، اور خیال کرتے ہین، کہ یہ دیوتا ہے، جو غم و تکلیف کو رفع کرتا ہے، ان کا یہ بھی اعتقاد ہے، کہ سانپ کی پوجا کرنے والے کو سانپ نہین ڈستا، یہ توہمات باطلہ ہین،

جب بحیرہ کیسپین کے مشرقی ساحل پر عیسائی مبلغ آئے، تو کچھ گوجر قبائل حضرت مسیح علیہ السلام کے پیرو ہو گئے، جب آتش پرستون کے مبلغ آئے، تو آفتاب پرستی چھوڑ کر آتش پرست ہو گئے، کیونکہ ہزارہا سال کے آتشکدون کو دیکھکر اون کو یہ یقین ہو گیا، کہ یہ آگ کبھی سرد نہ ہوگی، اور یہ ہمیشہ رہنے والی دیوی ہے، یا بالفاظ دیگر آگ خدا کا مظہر ہے، آتش پرستی کے بھی کئی طریق ہین، آتشکدہ مین سندل وغیرہ کی لکڑیان ڈالنا، اور کئی قسم کا تیل جسمین طرح طرح کی خوشبوؤن کی آمیزش ہوتی ہے، آگ مین ڈال کر سجدہ کرنا اور دعا مانگنا کہ ہماری مرادین جلد حاصل ہون، گوجرون کا اعتقاد ہے، کہ آگ کی پرستش سے تمام گناہ سوخت ہو جاتے ہین، اور انسان پوتر (پاک) ہو جاتا ہے، اسی اصول پر کوہ آبو کا اگنی کنڈ تیار کیا گیا تھا، اور چار نوجوان بہادر گوجرون کو غسل آتشی دیکر (یعنی آگ کے شعلون سے گذار کر) ہندوؤن نے اپنے مذہب مین شامل کیا، جسکی تفصیل ناظرین کسی آیندہ باب مین ملاحظہ کرین گے،

جب گوجر ہندوستان مین مختلف اوقات مین آئے تھے، تو ہر ایک فرقہ کا پیشوا، اُن کے ساتھ تھا، اور یہ عجیب بات تھی، کہ گوجرون مین باوجود اختلاف مذہب کے باہمی مخالفت کم ہوتی تھی، جس کا نتیجہ یہ تھا کہ وہ تمام ہندوستان مین پھیل گئے، اکثر گوجرون نے ہندوستان اگر بدھ مذہب اور جین مت اختیار کر لیا تھا، اور اوس کو اس قدر رواج دیا کہ ہر ایک گوشہ مین اوس کی اشاعت ہو گئی، اگر گوجرون کے حملے ہندوستان پر نہ ہوتے، تو بدھ مذہب کو اس قدر عروج حاصل نہ ہوتا، گوجر راجاؤن کی سلطنت مین جب ملک کشمیر شامل تھا، تو کشمیر کی آمدنی بدھ مذہب کی تبلیغ کے لئے وقف تھی، بدھ مذہب کے ستوپون اور خانقاہون پر کروڑون روپیہ گوجرون نے صرف کیا، بڑی خدمت بدھ مذہب کی گوجرون نے یہ کی، کہ بدھ مذہب کے جو مختلف اصول و فروع تھے، ان کا اختلاف رفع کرنے کیلئے کشمیر کے کسی مشہور شہر مین ایک انجمن پیشوایان مذہب کی قائم کی جس کے لئے مختلف اصول کی کتابون کو جمع کیا گیا، اس انجمن کے ۵۰۰ ممبر تھے جنھون نے تمام اختلافی مسائل کا فیصلہ کر کے متفق علیہ مسائل کی تدوین کی، اور ان مسائل کو تانبے کی چادرون پر کندہ کر کے محفوظ کر دیا، اور اوسکی نقلین

بڑی بڑی خانقاہون مین آویزان کردی گیئین، زیادہ تر خدمت بودھ مذہب کی مہاراجہ کنشک کسانہ سنے کی تھی، کہ جابجا بدھ مذہب کے بیت العلوم اور معبد اور خانقاہین تعمیر کین، اور جہان جہان بدھ مذہب کی روشنی مدھم ہوگئی تھی، اوس کو از سر نو روشن کیا، الغرض گوجر ہر مذہب مین پائے جاتے ہین، ع

معشوق من بشیوۂ ہر کس برابراست　　باما شراب خورد وبزاہد نماز کرد،

گوجرون کا ایک اور دیوتا میواڑ کے علاقہ بیلر تورکا رہنے والا دیوجی تھا، جس کو سات سو سال سے زیادہ عرصہ گذرا ہے، وہ مختلف شعبدے دکھاتا تھا، اجمیر کے گوجر آج تک اوس کی پرستش کرتے ہین،

گوجرون کی مذہبی شیفتگی و پرہیزگاری کی یہ مسلّمہ دلیل ہے، کہ جینی مذہب کے پیرو اپنا پروہت (پیشوائے مذہب) گوجرون مین سے انتخاب کرتے ہین، (خصوصاً چھیچی قوم سے) چھیچی قوم کی پشکر مین ایک مشہور زیارتگاہ ہے، متمول زائرین سے مدت تک چھیچی، سونے کا ٹیکا (دونون مندر کے متولی ہونے کی حیثیت سے وصول کرتے رہے ہین، اور پشکر مین ایک متبرک تالاب بھی ہے، جس کے بانی چھیچی گوجر ہین، اس تالاب پر جو نذر و نیاز چڑھائی جاتی تھی، وہ بھی انکا حق سمجھا جاتا تھا، عام گوجرون کا پیشوائے مذہب چھیچی فرقہ سے منتخب ہوتا تھا، ان روایات سے چھیچی گروہ کا مذہبی تقدس ہر طرح سے ثابت ہوتا ہے،

طبعاً گوجرون کو علم عرفان کا بہت شوق ہے، چنانچہ ہزارون گوجر علم عرفان کی تعلیم پاکر بلند درجہ پر فائز ہوگئے، گور برہمن گوجرون کی ایک شاخ ہے جو علمی و مذہبی فضیلت کی وجہ سے تمام برہمنون سے برتر سمجھے جاتے ہین، بلکہ انھی گوجرون مین سے سیکڑون عرفان و عبادت و ریاضت کی وجہ سے دیوتاؤن مین شمار ہونے لگے،

گوجرون کا صلاح و تقوی کسی زمانہ مین ضرب المثل تھا، جس طرح کہ آج کل نیکوکار آدمی کو صوفی یا عارف کہتے ہین، اسی طرح شریف و خداترس آدمی کو خواہ کسی خاندان کا ہو گوجر کہتے تھے، مثلاً فلان آدمی تو گوجر ہے، اس زمانہ کے مسلمان گوجر اکثر تسبیح رکھتے ہین، اور بعض تسبیح کو صافہ مین باندھ لیتے ہین، گوجرون کا بالعموم کوئی نہ کوئی مرشد پیشوا ہوتا ہے، اگنی کھنڈ سے ایک سولنگی گوجر کا جنیو (زنار) پہنے ہوئے ہاتھ مین وید (الہامی کتاب) لیکر نکلنا اس امر کی دلیل ہے، کہ گوجر زنارپوش اور بید خوان تھے، یعنی مذہب کے مکمل طور پر مقلد تھے اور ہر حالت

مین دین کی عزت وتکریم کو مد نظر رکھتے تھے، میرکل، (مہرگل) جسکی وسعت فتوحات کے کارنامون سے تاریخین پر ہین، ایک ملہم من اللہ (پیغمبر) جسکو تسلیم کیا گیا تھا، گوجر اوس کو فتح کا دیوتا کہتے تھے، اور اوس کے دیوتا ہونے کا یقین یہان تک بڑھ گیا تھا، کہ خود میرکلیا (مہرگل) کو یہ اذعان ہوگیا تھا، کہ وہ فی الحقیقت دیوتا ہے، اون کے عقیدہ مین اس کے لئے غارت و قتل و غضب سب کچھ جائز تھا، اوس کے جان نثار اس کے ان افعال کو (فعل الحکیم لا یخلو عن الحکمۃ) حکمت پر محمول کرتے تھے، اور کہتے تھے کہ اوس کو عام لوگ نہین سمجھ سکتے، اور اس کا خود دعوی تھا، کہ مین خدا کی طرف سے ملہم ہون، یہ سب ظلم و ستم، غضب و قتل اور خلق آزاری خدا کے حکم سے کر رہا ہون، یہ مذہبی جنون تھا جس سے اُسنے دنیا کو برباد اور قوم کو گمراہ کیا،

مین اس روایت سے یہ نتیجہ نکالتا ہون کہ گوجر قوم سریع الاعتقاد ہے، ہندو چوہان گوجر گوگا دیوتا کی پرستش کرتے ہین، اور مالیدہ تیار کرکے اوس کا ثواب اوسکی روح کو پہنچاتے ہین، گوگا چوہان کا نام اب تک مشہور ہے، کہ وہ سانپ کی پرستش کرتا تھا، چوہانون مین روایت ہے کہ گوگا ایک سال کا بچہ گہوارے مین سو رہا تھا، سانپ آیا تو اوس نے اوس کا سر پکڑ لیا، دیر تک پکڑے رکھا، اوس کی مان دیکھکر ڈر گئی، جب گوگا نے سانپ کو چھوڑ دیا، تو سانپ چلا گیا، ایسے واقعے ابھی کبھی دیکھے جاتے ہین، مین نے دیکھا ہے کہ چھوٹے بچون کو کتے نہین کاٹتے اور کوا اون کے ہاتھ سے چیز چھین لیتا ہے، ایک شخص اپنا چشم دید واقعہ بیان کرتا ہے، کہ جہان اوس کا بچہ سو رہا تھا، اوس کے پاس ہی سانپ بیٹھا تھا، بچہ کو اوس نے کوئی تکلیف نہ دی، میرا خیال ہے کہ سانپ اوسی وقت ڈستا ہے، جب اوسکو جان کا اندیشہ ہوتا ہے، ؎

ازان مار برپاے راعی زند، کہ ترسد سرش رابکوبد بسنگ

گوجرون کی چھتیس دیویان ہین، جنکی پرستش مختلف قبائل کرتے ہین، اون مین سے مشہور یہ ہین،

۱- دیوی آساپورنا عرف کالکاجی،
۲- گاجن ماتا،
۳- کھیونوچ ماتا،
۴- سانجر ماتا،
۵- بوانی ماتا،
۶- کل ماتا،
۷- بن ماتا،
۸- کیوائی ماتا،
۹- نوسر ماتا،

علاوہ ازین مقام جوالا مکھی عرصہ مدید تک گوجر قوم کی زیارتگاہ رہا ہے، گوجرون کا ایک کثیر

دیوتا تھا، جسکی نسبت وہ کہتے ہین، کہ اوس کا مقام مکہ معظمہ تھا اور مکشیر یا مکشیشا کی وجہ سے مکہ مشہور ہے یعنی مکشیر کا مکہ ہو گیا، یا مکشیر کی طرف منسوب ہے،

یہ بات تو خدیو مصر کے سکریٹری نے بھی اپنے سفر نامہ مین لکھی ہے، جب وہ خدیو مصر کے ساتھ حج کو گیا تھا، یہ سفر نامہ عربی مین ہے، ہم نے مکہ کے کتبخانہ مین اوس کا مطالعہ کیا ہے، وہ لکھتا ہے، کہ کسی زمانہ مین مکہ ہند کے ہندوون کا زیارت گاہ تھا، جن کا خیال تھا کہ یہ مکشیر دیوتا کی جگہ ہے، گوجرون کی مذہبی تاریخ پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے، کہ گوجرون نے جس مذہب کو اختیار کیا، پروانہ وار اس پر قربان ہو گئے، اس قوم کا ذہن و قوت حافظہ بدرجہ کمال ہے ضلع گجرات و جہلم مین جس زمانہ مین قرآن شریف کے حفظ کا اون کو شوق تھا، تو سینکڑون آٹھ نو سال کی عمر کے لڑکے حافظ قرآن ہو جاتے تھے، اب بھی بہت سے اس عمر کے لڑکے موجود ہین، ضلع گجرات مین علم عرفان کے وارث زیادہ گوجر ہی تھے، ان اضلاع مین بڑے بڑے عالم فاضل اہل معرفت گذرے ہین، اور سیکڑون مقدس خانقاہین مقدس گوجرون کی مختلف اضلاع مین موجود و مشہور ہین، جو اپنے اپنے وقت مین ولی اللہ تھے، اگرچہ گوجرون مین اس زمانہ مین تعلیم کا شوق بہت کم ہے، لیکن جو جوان میدان تعلیم مین نکلتے ہین، وہ دوسری قومون کے مقابلہ مین فی الجملہ ممتاز رہتے ہین، ضلع گجرات مین جس قدر عالم فاضل اس قوم مین ہین اور کسی قوم مین نہین ہین،

سوات بنیر کے اخوند صاحب اور پشاور کے پنجو شاہ صاحب گوجر ہین، جن کے لاکھون مرید ہین، مگر اب اون کے مرید اخوند صاحب کو پٹھان اور پنجو شاہ صاحب کو سید کہتے ہین، اور اون کے شجرہائے نسب مرتب کر لئے ہین، اِن پر ”پیران نمی پرند مریدان می پرانند کی مثل صادق آتی ہے،

بعض تاریخون مین درج ہے، کہ باوا نانک صاحب عارف کے معتقدات کی گوجرون نے کم تقلید کی ہے، یہ غلط ہے، ہزارون سکھ گوجر، باوا صاحب کے سیوک ہین، کیونکہ باوا صاحب کی تبلیغ موحدانہ طریق پر تھی، جس کو لوگون نے جلد قبول کر لیا تھا، مین نے جب مختلف ملکون اور شہرون کے حالات جمع کئے، تو ایک سکھ بھائی گوجر نے جو بہت بڑا معزز سردار ہے، میرے نام پر تعجب کیا کہ کیا چوہان مسلمان بھی ہین،؟ وہ اب تک یہی سمجھتا تھا، کہ تمام چوہان سکھ ہین، مین نے جواب مین لکھا کہ کیا چوہان سکھ بھی ہین، اس زمانہ مین گوجر اسلام بدھ سکھ آریا، سناتن دھرم،

جین وغیرہ مت (ملّت) مین بہت پائے جاتے ہین، اور مسلمانون کے ہر ایک فرقہ شیعہ، اہلسنت جماعت، اہلحدیث، اہل قران، احمدی مین شامل ہین، اور ہر ایک جماعت مین بلحاظ اعتقاد و مذہب و خدمات ملت بمقابلہ دوسری قومون سے بڑھ چڑھ کر ہین، اور جان نثاری و خلوص اعتقاد مین خاص شہرت رکھتے ہین، یعنی سکھ گوجر اور جینی گوجر مقابلۃً مذہبی فرائض شناسی مین اپنے دوسرے ہم مذہبون سے ہر طرح فائق ہوتا ہے،

گوجرون کا ایک قبیلہ گوسالہ کی پرستش کرتا ہے، یہ گروہ چیچی خاندان کا ایک جز ہے، اور اپنے آپ کو نیکدی کہتا ہے، اوس کا یہ خیال باطل ہے، کہ اوس کے بزرگ گپت نیکدا کو خدا نے بوجہ اوس کے تقدس کے گائے کے پیٹ سے پیدا کیا تھا، تاکہ وہ حسباً نسباً پاک ہو، کہا جاتا ہے کہ یہ متھرا مین رہتا تھا، اور گائین چراتا تھا، اسکی بانسری گایون کو مست کرتی تھی، جب یہ بانسری بجاتا تو تمام گائین اس کے گرد جمع ہو جاتی تھین، (اور یہ کوئی نیا شعبدہ نہین، سیٹی اور بولی پر ہر ایک سدھایا ہوا جانور دوڑتا چلا آتا ہے،) گوجرون کی تبدیلی مذہب کی یہ مشہور روایت ہے کہ انھون نے دوارکا کے کرشن کی بجائے متھرا کے کرشن کا مذہب اختیار کیا، جو ایک صغر سن لڑکا تھا، جس کے حالات ہم آئندہ فصل مین لکھتے ہین،

* * *

فصل ہفتم

دوارکا کا کرشن دیوتا یا کرشن کلاں

ہندوستان مین دو کرشن دیوتا ہوئے ہین، پہلا دوسری صدی مسیح مین اور دوسرا چھٹی صدی مسیح مین متھرا مین ہوا ہے، یہ قوم کا گوجر تھا، چونکہ یہ دونون نام مشابہ ہین، ہم ان کے حالات ایشیاٹک سوسائٹی کے رسالون سے نقل کرتے ہین، تاکہ ان دونون کا فرق ظاہر ہو، قدیم زمانہ مین دوارکا کے کرشن کی پرستش، کابل کے پہاڑون اور سندھ کی وادیون مین کی جاتی تھی، یہ دوارکا کا سردار بہت طاقتور تھا، مہابھارت کی رزمیہ نظم سے اوس کے کارنامے روشن ہین، اس کا دوسرا بھائی بالارام تھا، یہ دونون بھائی رتھون مین سوار ہو کر جنگ مین شامل ہوتے تھے، اس کا دعوی تھا، کہ وہ دشمنون کی طاقت کو نگاہون کے تیر سے نیست و نابود کر سکتا ہی، یہ دوسری صدی مسیح مین شمالی مغربی سرحدی علاقہ مین بڑا دیوتا شمار کیا جاتا تھا، ہر وقت مخمور رہتا تھا، اُس کا چہرہ اور آنکھین سُرخ تھین، اور اوسکو دیکھکر خوف پیدا ہوتا تھا،

یونانیون کا دیوتا ہرکلیس تھا جس کی وہ پرستش کرتے تھے، چونکہ ہرکلیس کے عادات اور جنگی کارنامے دوارکا کے کرشن کے کارنامون سے بہت مشابہ تھے، اس لئے یونانی بھی دوارکا کے کرشن کا اکرام و احترام کرتے تھے،

متھرا کا کرشن دیوتا یا کرشن خرد

علاقہ براج یعنی متھرا کے خانہ بدوش گوجرون کا ایک عجیب مذہب تھا، کتاب وشنو پران مین کرشن خانہ بدوش قوم گوجر کو اس طرح خطاب کرتا ہے، شعر:۔ ؎ ہم جنگل کے واسی ہین، اور گئو

Collection Of Advocate Showkat

ہماری دیوی ہے"، ہمین اندر سے کیا غرض و واسطہ ہے، مواشی اور پہاڑ مظہر خداوندی ہونے کے لحاظ سے ہمارے لئے کافی ہین، برہمن لوگ دعاؤن سے پوجا کرتے ہین، مگر ہم جنگلون اور پہاڑون مین اپنے ریوڑ چراتے ہین، ہمارے لئے ان کی خدمت کرنا عبادت مین داخل ہے، دوارکا کا کرشن نہ تو جنگ مین اپنے ہتھیار استعمال کرتا تھا، اور نہ بانسری بجانے کا اوسکو شوق تھا، مگر متھرا کے کرشن کے عادات بالکل اس کے برخلاف تھے، وہ گوبردھن کے گھرانے مین پیدا ہوا، اور اونھون نے اوس کو پالا پوسا، اور اوس کے اکثر خصائل وعادات کا جلوہ اس کی قوم کے اخلاق وعادات کو منور کرتا تھا، اس کی قوم ہمیشہ اپنے مواشی مین رہتی تھی، اور جہان سرسبز چراگاہین دیکھتی، وہان اپنے مواشی لیجاکر جھونپڑیان ڈال لیتی، اس کے افراد نہ تو شہرون مین جاتے، اور نہ شاہی دربار مین شامل ہونے کی خواہش رکھتے، اُن کے آنے سے پہلے علاقہ برآج (متھرا) کچھ متبرک خیال نہین کیا جاتا تھا، مگر جب اوس قوم نے وہان اپنا قدم رکھا، تو یہ علاقہ متبرک شمار ہونے لگا، اس قوم کے نامون سے ظاہر ہوتا ہے، کہ یہ گائے کو قابل تعظیم وتکریم سمجھتے تھے، مثلاً گوکل کے معنی گائیون کا ریوڑ، گوردن، گائیون کا رکھوالا، براج کے معنی ریوڑ کے ہین، یہ لوگ ہندوستان کے باشندے نہین تھے، بلکہ دوسرے ملکون سے آئے تھے،

دشنو پران مین لکھا ہے کہ وہ مکان مین نہین رہتے تھے، بلکہ اپنی گاڑیون مین رہتے تھے، جیسا کہ سیتھین قوم کی عادت تھی، یہ لوگ جنگلون اور پہاڑون مین رہتے تھے، اور اون کو اونچی مقامات کی سکونت مرغوب تھی جس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ وہ کسی پہاڑی علاقہ سے ہجرت کرکے یہان وارد ہوئے، اس وقت بھی علاقہ براج (متھرا) مین بہت سے گوجر اور جاٹ آباد ہین، اس علاقہ مین گوجرون کے آنے سے پہلے دیس والے جٹ یعنی قدیم باشندے موجود تھے، یہ لوگ کاشتکاری کرتے تھے، اور اون کا کرشن دیوتا سے کوئی تعلق نہین تھا، اس کے برعکس گوجرون کو بہت کچھ تعلق کرشن دیوتا سے تھا، اور یہی لوگ اوس کو اپنے قدیم وطن سے متھرا مین لائے تھے، اِن کا ذکر وشنو پران مین مفصل موجود ہے، اور اب تک یہ لوگ آزادانہ زندگی بسر کرتے، اور اپنے مواشی کو جمنا کی سرسبز وادیون مین چراتے ہین، ان کا دلربا نغمہ جس سے جمنا کی وادی گونج اٹھتی رہتی ہے، یہ ہے، شعر:-

جمنا کا ہو کنارہ اس پر کدم[لہ] کی چھیان،

[لہ] کدم ایک سایہ دار بڑے قد کا درخت ہوتا ہے، جس کے سایہ مین آدمی بیٹھ سکتے ہین، جیساکہ پیپل کا درخت،

چرتی پھرین وہان پرکتنی ہزارون گیان

اس مین شک نہین، کہ پہاڑون کی سرسبز وادیون کا چرانا اور چرواہون کا پہاڑ کی چوٹی پر ان کی نگہداشت کرنا، اور مختلف رنگ کی گایون اور اون کے ساتھ خوبصورت بچھڑون کو اچھلتا کودتا دیکھکر ایسا معلوم ہوتا ہے، کہ باغ مین مختلف قسم کی کلیان اور شگفتہ پھول ہین، جن کو باد بہاری وجد مین لارہی ہے، اور پھر وہ نظارہ زیادہ دلکش ہوتا ہے جب بوندین بھی پڑ رہی ہون پہاڑ کی چوٹی پر چرواہے کا بیٹھکر گایون کی تعریف مین نغمے گانا اور اس کے ساتھ پہاڑ کی گھاٹیون کا ہمنوا ہونا ایک دلکش منظر ہے، ہم ان گایون کی کیا تعریف کرین جب خدا اون کی تعریف فاقع لونہا تسر الناظرین، فرماتا ہے، اور پھر رات کو ان کا تازہ دودھ پینا، اور دودھ کی نہرون کا دیکھنا بہشت کا نظارہ ہے،

چرواہون کی مثال بادشاہ کی ہے، جو دربار مین اپنے امرا، کو مختلف لباس اور شکل وصورت مین دیکھکر مسرور ہوتا ہے،

پوگھرن مین جو زیارتگاہ تھی، گوجر گاڈیال زیارت کیلئے آیا جس سے ارجن پرجن پیدا ہوئے، پرجن کی، اولاد بابانند اور بابا اہیر تھے، اور ارجن کی پشت سے اچھرنند، بلیانند اور ڈھنسک پال پیدا ہوئے، جن کے چھیاسی قبائل مشہور ہین، ان کے اکثر قبائل مذہبی پیشرو تھے، (خلاصہ رائل ایشیاٹک سوسائٹی اکتوبر ۱۹۱۳ء لندن)

نیکدری گوجر علاقہ اجمیر مین اب بھی بکثرت پائے جاتے ہین، اور یہ دوسرے گوجرون سے اپنے آپ کو ممتاز سمجھتے ہین، اور وجہ امتیاز یہ ہے، کہ وہ مذہبی رسوم کے پورے مقلد ہین، گوجرون کے کئی گروہ شیوہ کی بندگی کرتے ہین اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے، کہ گوجر جلد جلد اپنا مذہب تبدیل کرلیتے ہین، اور اون کا دل مذہبی تبلیغ سے بہت جلد متاثر ہوجاتا ہے، ہم دیکھتے ہین، کہ بعض گاؤن مین بے نماز، رند، شرابخوار بداعمال اشخاص گوجرون کے پیشوا بنے ہوئے ہین، جن کو یہ لوگ خدا رسیدہ سمجھتے ہین، ایسے عیارون کی نسبت اون کا اعتقاد ہے کہ یہ معصوم ہین اور تکلیفات شرعیہ نماز روزہ سے مستثنیٰ ہین، کیونکہ جب کوئی ولی اللہ خدا کا حقیقی قرب حاصل کرتا ہے، تو اس پر شرعی تکلیفات کی پابندی نہین رہتی، اس قسم کے خیالات باطلہ ان کو گمراہ کرتے ہین، اگر گوجر قوم کو رسوم وبدعات سے روکا جائے تو فوراً رک جاتی ہے، اگر نماز یا حج پر آمادہ کیا جائے، تو جلد آمادہ ہوجاتی ہے، اگر مبلغین اسلام اس کی اصلاح پر توجہ کرین تو یہ قوم جلد اصلاح پذیر ہوسکتی ہے،

Collection Of Advocate Showkat

ہم پہلے ذکر کر آئے ہین، کہ گوجر باوجود اختلاف مذہب کے سیاسی اغراض مین متحد رہتے تھے۔ ہندوستان پر جب حملہ آور ہوئے، تو مختلف المذہب و مختلف النوع تھے، مگر ملکون کے فتح کرنے مین کبھی مختلف نہین ہوئے۔ یعنی اون کے لشکر مین مختلف النسل و مختلف المذاہب مثلاً آتش پرست، آفتاب پرست، مار پرست، دہریہ، یہودی، کسانہ نتالوی فرقون اور قومون کے لوگ تھے، مگر قومی مقاصد مین متحد تھے، اگر اب بھی قوم گوجر مذہبی اختلاف کو نظر انداز کر دے، اور متحد ہو کر سلطنت موجودہ سے دوسری اقوام کے مقابلہ مین اپنا حق مانگے، تو یہ بہت جلد ترقی کے زینہ تک پہنچ سکتی ہے، کیونکہ یہ ایک ہی خون کے قطرے ایک ہی درخت کی شاخین، ایک ہی ہاتھ کی انگلیان، ایک ہی دریا کی نہرین ایک ہی آسمان کے تارے، اور ایک ہی باغ کے پھول ہین، اور ہمارا مقصد اس تاریخ کے لکھنے سے یہی ہے، کہ قوم کے مختلف المذاہب افراد متحد ہو کر اپنی قوم کی بہتری و ترقی کی تجاویز پر متفقہ طور پر غور کرین، ہم پھر اس فقرے کو دہراتے ہین، کہ قوم کے افراد (عیسیٰ بدین خویش و موسیٰ بدین خویش) خواہ وہ کسی مذہب کے مقلد ہون، اس وجہ سے کہ ان کا خون ایک ہے، امور عامہ زندگی مین متفق ہو جاوین، تاکہ اون کی متفقہ کوشش سے اُن کے خاص مطالبات دوسری قومون کے مقابلہ مین بہترین صورت مین سرانجام ہون،

فصل ہشتم

گوجرون کی زبان

جس وقت ابتدا مین گوجر جرگے ہندوستان آئے، تو اون کی زبان سکرزی یا ہرتی وغیرہ تھی جب وہ کئی قرنون تک راجپوتانہ اور گجرات دکن مین اقامت پذیر ہوئے، تو اون کی زبان ہندی ہوگئی، اس امر کا پتہ لگانا، کہ اس وقت ہندی زبان کا معیار کیا تھا، مشکل ہے۔ ۱۸۸۵ء مین محققین السنہ نے وادی سوات کے رہنے والے گوجرون کی زبان کو راجپوتانہ کی زبان کے مشابہ ظاہر کیا ہے کہ راجپوتانہ اور سوات بنیر کے درمیان مین کئی زبانین مختلف علاقون مین بولی جاتی ہین، مگر سوات بنیر اور راجپوتانہ کی زبان کا مشابہ ہونا بظاہر تعجب خیز ہے،

ہم نے خود سرحدی پہاڑی اور میدانی علاقون مین جاکر مختلف قبائل گوجر سے ملاقات کی پونچھ، ایبٹ آباد، کشمیر کے گوجر ایک قسم کی فصیح زبان گوجری جس کا تلفظ بہت نرم ہے، بولتے ہین، ہمارے گاؤن اور گرد و نواح کے دیہات مین اب تک بہت سے آدمی بوڑھے جوان اور بچے موجود ہین، جو اسی قسم کی زبان بولتے ہین، خلاصہ یہ ہے، کہ گوجر قبائل ہندوستان مین اپنی سکرزی زبان لائے، اور پھر اونھون نے رفتہ رفتہ ہندی زبان اختیار کی اور اوس کے بعد جب اونھون نے رجعت قہقری کی، تو وہ ہندی زبان کو ساتھ لیگئے،

پنجاب مین گوجرون نے اپنی زبان کو پنجابی زبان سے تبدیل کرنا شروع کیا، یہان تک کہ بہت کچھ تبدیلی ہوگئی ہے، جہان جہان گوجر قومین مجتمع آباد تھین، وہان تو گوجری زبان عرصہ تک بولی جاتی رہی، اور جہان اون کی آبادی دوسری قومون کے ساتھ مخلوط تھی وہان گوجری زبان ایک دو پشتون مین تبدیل ہوگئی، اب بھی پنجاب مین گوجری زبان اور جنگلی زبانین مشہور ہین، جیسا کہ ملتانی اور گجراتی؛

Collection Of Advocate Showkat

اب پنجاب مین گوجری زبان بولنے والے بعض بعض گاؤن مین ۵ فی صدی کے قریب پائے جاتے ہین، ورنہ بالعموم گوجرون کی زبان ٹھکی یا پنجابی ہو گئی ہے، ہمارے دیکھتے دیکھتے تمام گاؤن کے عمر رسیدہ آدمی گوجری زبان بولتے تھے، اب عام طور پر یہ زبان مٹتی جاتی ہے البتہ بعض گھرون مین بالکل محفوظ ہے، لیکن سوات بنیر، پونچھ، کشمیر، ایبٹ آباد کے پہاڑی علاقہ مین یہ زبان اصلی حالت پر موجود ہے، اوس کی وجہ یہ ہے کہ وہان دوسری زبانون اور دوسرے لوگون کا اختلاط کم ہے، یہ ہم کہہ سکتے ہین کہ اردو زبان کا ماخذ یہی زبان ہے، یعنی راجپوتانہ کی زبان جو گوجری زبان سے ملتی جلتی ہے، اب ہم چند الفاظ اس زبان کے جو خاص ہمارے گاؤن مین بولی جاتی ہے، تحریر کرتے ہین،

۱۔ تھارو نان کیو ہے،	تمہارا نام کیا ہے، تمہارا کی جگہ تھارو، کیا کے بجائے کیو کہتے ہین،
۲۔ تم کت گیا تھا،	تم کہان گئے تھے، تم بالضم کے بجائے تم بالفتح بولتے ہین،
۳۔ مارو باپ دادا دہلی سے آئیو تھا،	ہمارے باپ دادے دہلی سے آئے تھے، ہماری کی بجای مارو، آئے تھے کی جگہ آئیو تھا،
۴۔ ہم نے سوا لاکھ روپیو دیکے گجرات مل لیو تھو،	ہم نے سوا لاکھ روپیہ دے کر گجرات مول لیا تھا، (موجودہ اردو اور گوجری زبان مین گجرات کو مذکر بولتے ہین،)
۵۔ مارو گاؤن اندر پانچ سے گھر گوجران کو ہے،	ہمارے گاؤن مین گوجرون کے پانسو گھر ہین،
۶۔ چیلیانوالہ مین سکھان کی فرنگیان کی لڑائی ہوئی تھی، فرنگیان نے سکھ مار دیا،	چیلیانوالہ مین سکھون اور فرنگیون کی جنگ ہوئی تھی، فرنگیون نے سکھون کو قتل کر دیا تھا،
۷۔ ہم راجپوت ہان مارو وڈ کا بڑا بہادر تھے،	ہم راجپوت ہین، ہمارا بزرگ بہت بہادر تھا،
۸۔ مارو باپ داداو گوجری بولی بولے تھا،	ہمارے باپ دادے گوجری زبان بولتے تھے،

ہمارا ایک دوست اس عنوان مین ہم کو امداد دیتا ہی، کہ اسوقت جو جے پور مین ہندوؤن، راجپوتون کی اعلیٰ قوم کی زبان ہی، تقریبًا وہی زبان سوات بنیر کے گوجر بولتے ہین، کیونکہ اون کی موجودہ زبان مشرقی راجستان کی زبان سے ملتی جلتی ہی، چینبہ کی پست پہاڑیون سے لیکر گڑوال تک بھی زبان ہی، بلکہ پست ہمالیہ واقع سوات اور چینبہ سے لیکر غربی نیپال تک اور مشرقی راجستان کے علاقہ کی زبان آپسمین ملتی جلتی ہے، وہ اس سے یہ نتیجہ نکالتا ہے، کہ جو قبائل ایسی زبانین بولتے ہین، وہ ایک ہی نسل سے ہین، اور سوات کے گوجر اور جے پور کے راجپوت بالکل ایک ہی نسل سے معلوم ہوتے ہین،

(مؤلف) "یہ تو ضروری نہین ہی کہ جو لوگ ایک زبان بولتے ہین، وہ ایک ہی نسل سے ہوتے ہین، البتہ یہ قیاس کیا جاسکتا ہی، کہ جو لوگ ایک زبان بولتے ہین، وہ کبھی ایک ملک مین اکٹھے رہ چکے ہین، جیسا کہ سوات بنیر وغیرہ علاقون کے گوجرون کی نسبت یہ قیاس کیا جاسکتا ہے، کہ وہ کبھی گجرات یا راجپوتانہ مین آباد تھے"

◆

فصل نہم

گوجرون کے اخلاق و عادات

اگر حقیقۃً دیکھا جائے، تو ہم کسی قوم کے اخلاق کی نسبت کلیۃً کوئی رائے قائم نہین کر سکتے، کیونکہ اخلاق و عادات مستقل نہین ہین بلکہ بدلتے رہتے ہین، ایک قوم ایک وقت مین جرائم پیشہ ہوتی ہے۔ اور دوسرے وقت مین صالح ہو جاتی ہے، اور ایسا ہی اس کے برعکس صورتین پائی جاتی ہین؛ بنی نوع انسان کی فطرت خواہ وہ کسی قوم سے ہو، یکسان ہوتی ہے، الصحبۃ موثرۃ، صحبت سے وہ بگڑتی بھی ہے، اور سنورتی بھی ہے، زمانہ اور ضرورت وقتاً فوقتاً اس مین تبدیلی پیدا کرتے رہتے ہین،

خونخوار وحشی قومین متمدن ہو کر اخلاق حسنہ حاصل کر سکتی ہین، اور متمدن قومین وحشی ہو کر گرگ خصلت ہو جاتی ہین، بزدل قوم دوسری قوم کے ظلم و ستم سے (جو اس پر کیا جاتا ہے) بہادر و شجاع ہو جاتی ہے، شجاع و بہادر قومین عیش و آرام سے بزدل ہو جاتی ہین۔ زمانہ کا یہ دور ہمیشہ اپنا پہلو بدلتا رہتا ہے، "مردمان را بچشم حال نگر" کا مقولہ صحیح ہے، البتہ ایک عام نظر سے کسی قوم کی نسبت وقتی نظریہ قائم کیا جا سکتا ہے، انسان بالطبع دوسرے پر غلبہ حاصل کرنے کا متمنی ہوتا ہے؛ اگر وقت و ذرائع اس کی مساعدت کرین۔ تو وہ دوسرون پر غلبہ حاصل کر سکتا ہے،

ہم کسی قوم کے گذشتہ چند صدیون کے حالات سے اوس کے عام اخلاق و عادات کی نسبت ایک مجمل خیال قائم کر سکتے ہین، گوجرون کا وسط ایشیا سے ہندوستان یا یورپ جا کر سبزہ زارون کو تلاش کرنا اس امر کی دلیل ہے۔ کہ یہ ایک اولوالعزم قوم ہے اور دوسری اقوام پر اقدامانہ یا مدافعانہ حملے کرنا اوس کی شجاعت کی دلیل ہے۔ اور ان مین سے بعض افراد کا

مذہبی یا سیاسی علوم مین امتیاز حاصل کرنا اون کی ذہانت کا ثبوت ہی، چنانچہ گذشتہ وموجودہ زمانہ مین گوجرون کا مذہبی پیشوا یا عالم فاضل ہونا، یا دوسری قومون پر فتح پانا اون کی ذہانت خداداد وشجاعت اجداد کی دلیل ہے،

قوم کی مختلف مقامات پر مختلف حالت ہوتی ہے، گوجرون کی حکومت جب گجرات اور راجپوتانہ مین تھی، تو وہ ایک مہذب زبردست قوم خیال کی جاتی تھی، جب یہ قوم منتشر ہوگئی، اور دوسری قومون کے ساتھ رہنے لگی، تو اس کی تہذیب یا طاقت کا دوسری قومون کی کثرت یا قلت یا علم وجہالت کی نسبت سے اندازہ کرنا چاہیئے، قومون کی فضیلت یا رذیلت یا رسم وعادت کی نسبت مقامی حکام کی روایات سے نتیجہ نکالنا، اور اون کی روایات کو کلیتہ قیاس منطقی کا رتبہ دینا صریح غلطی ہے، ایک نوجوان انگریز جو کسی ضلع کے بندوبست پر مقرر کیا جاتا ہے، وہ نہ تو وہان کے رسم ورواج سے واقف ہوتا ہے، نہ باشندون کے اطوار وعادات کا علم رکھتا ہے، جب وہ کسی پہاڑی ضلع کا گزیٹیر لکھتا ہے، تو ظاہر کرتا ہے کہ گوجر اور جاٹ گلہ بانون کا گروہ ہے، جو موسم گرما مین اپنی بکریون کو پہاڑ کی چوٹی پر لیجاتا ہے، اور موسم سرما مین دامن کوہ مین واپس آجاتا ہے، زراعت سے اسکو کوئی سروکار نہین ہے، جب وہی افسر میدانی ضلع کا گزیٹیر لکھتا ہے، جہان کسی قوم کی زمین زیادہ غیر آباد ہوتی ہے، یا وہ قوم زمین کی کثرت اور مزارعین کی قلت کے سبب سے تمام زمین کو آباد نہین کرسکتی تو وہ افسر اس قوم کو برا کاشتکار لکھدیتا ہی، اور جہان زمین تھوڑی ہے، اور قوم کی جمعیت کافی ہے، تو وہ لکھتا ہے کہ یہ قوم اعلیٰ درجہ کی کاشتکار ہے، حالانکہ وہ ایک ہی قوم ہے، جو مختلف مقامات پر آباد ہے، مگر وہ افسر حالات ضلع اور قوم کی کثرت وقلت کے اسباب پر مطلقًا توجہ نہین کرتا، اوسکی نظر سطحی اور اوس کی فکر سرسری اور اوس کا تجربہ ناقص ہوتا ہے، جس کے نتائج صحیح نہین ہوتے (مین بھی بندوبست کا اعلیٰ افسر رہا ہون، ابتداءً مجھ سے بھی ایسی غلطیان سرزد ہوتی رہی ہین حالانکہ مین پنجاب کا رہنے والا تھا،) مدت تک افسران بندوبست بھی خیال کرتے رہے کہ راجپوت اچھے کاشتکار نہین ہوتے، اور ایسا ہی خیال گوجرون کی نسبت رہا، مگر اس غلطی کی وجہ یہی تھی، کہ مقامی وقومی حالات پر غور نہین کیا گیا تھا، ناظرین دیکھین کہ گزیٹیر کے لکھنے والون مین قومون کے اخلاق وعادات ورسوم واطوار کی نسبت بہت اختلاف ہے، ایک افسر گوجرون کی اولوالعزمی کاشتکاری اور اخلاق کی تعریف لکھتا ہے، مگر دوسرا اس کے برعکس رائے

Digltized By eGangotri

پیش کرتا ہے، اس اختلاف کی تشریح مین ہم ایک مشہور مثال دیتے ہین، پانچ اندھون نے ہاتھی کی شکل وصورت دیکھنے کے لئے فیلبان سے تمنا کی، فیلبان نے ایک کو کان دوسرے کو دانت، تیسرے کو سونڈ، چوتھے کو دم، پانچوین کو ٹانگ دکھائی، اب اوہون نے ہاتھی کی شکل کا نقشہ اس طرح کھینچا جسطرح کہ اون کو دکھلایا گیا تھا، ایک نے کہا ہاتھی کی شکل پنکھے کی طرح ہوتی ہے، دوسرے نے کہا نہین تو جھوٹ کہتا ہے، وہ تو گاؤدم لچکدار شاخ کی طرح ہوتا ہے، تیسرے نے کہا، اس کی شکل ڈنڈے کی طرح ہے، جس کے سر پر چوڑی ہوتی ہے، چوتھے نے کہا نہین وہ تو موٹے رستے کی طرح ہوتا ہے، پانچوین نے کہا نہین وہ ستون کی طرح ہوتا ہے،

پس جب افسر کو ایسے افراد قوم سے واسطہ پڑا جو ناشائستہ تھے، اون کی نسبت اون کو جو برے سے برا لفظ مل سکتا تھا، استعمال کیا، مثلاً یہ کہ گوجر وحشی قوم ہے، یہ آبادکاری کی دشمن ہے، اوس کا منشا ہے، کہ تمام ملک غیر آباد ہو جائے، اور اوس کے مواشی کیلئے چراگاہ بنے، گوجر اجڑ یعنی جہان گوجر ہوگا وہ زمین غیر آباد ہو جائیگی، اس سے بھی زیادہ ترش اور بدترین الفاظ اوس کے حق مین لکھے گئے ہین، لیکن ؎

پکڑے جاتے ہین فرشتون کے لکھے پر ناحق
آدمی کوئی ہمارا دمِ تحریر بھی تھا،

اور جن اضلاع مین دیگر اقوام کے ساتھ یہ مشترکہ رہتے ہین، چوری کا الزام، جاٹ اور راجپوت، گوجر پر مشترک لگایا جاتا ہے، اور بعض افسرون نے چوری مین ان قومون کا مقابلہ کیا ہے، حالانکہ مقابلہ خوبیون مین کیا جاتا ہے، اور تینون قوم کی نسبت مذموم الفاظ لکھے ہین، مگر گوجرون پر (نزلہ بر عضو ضعیف میریزد) زیادہ تر قلم کا نزلہ گرایا گیا ہے، جس سے لوگون کے دلون مین اون افسرون کی نسبت نفرت و حقارت کے جذبات پیدا ہوگئے ہین، لیکن اس کے مقابلہ مین بعض افسرون نے گوجرون کو پرامن، راستباز، بہادر، عمدہ کاشتکار، قابل اعتماد، وفادار، بہادر، شریف، معاملہ فہم، مہمان نواز، جو اچھے سے اچھا لفظ مل سکتا تھا، لکھدیا، ہم ان امور کو اس لئے زیر بحث لاتے ہین، کہ ہماری نسبت یہ خیال نہ کیا جائے، کہ ہم اقوام ثلاثہ گوجر، جاٹ، راجپوت کی مدح سرائی کرتے ہین، اور تصویر کے دوسرے رخ کو نہین دکھلاتے، دراصل ہماری یہ تحریر تمام اقوام کے اخلاق کیلئے ایک قسم کی صحیح تحقیقات ہے، جس کی روشنی مین حقیقت حال اپنی اصلی صورت مین جلوہ گر ہوتی ہے، ہم سچ کہتے ہین، کہ ہمیشہ کیلئے یہ معاملہ طے ہو جائے

ورنہ یہ سلسلہ نقل در نقل چلا جائے گا، ہماری بدقسمتی ہے کہ ہمارے رسوم وعادات وخصائل کے لکھنے والے وہ لوگ ہین، جو ہم سے اور ہمارے حالات سے بالکل ناواقف ہین، جن پر یہ مثال "صد سال بادشاہی کردی ہنوز گاؤ را از خر نشناختی" صادق آتی ہے، یا واقف تو ہین، مگر حاکمانہ لہجہ مین کبھی گوجرون کو دھمکاتے ہین، کبھی جاٹون کو، کبھی راجپوتون کو، ہم کہتے ہین، کہ بقول اون کے اگر یہ جرائم ان تین قومون کے ساتھ مختص ہین، تو وہ کم سے کم ہم کو یورپ مین کوئی ایسا ملک دکھلا دین جہان قانون تعزیر رائج نہین ہے، اگر رائج ہے، تو پھر مدعیان تہذیب اور ہم مین کیا فرق ہے، پھر بالتخصیص ہندوستانیون کو کیون مورد الزام بنایا جاتا ہے، اگر انگلینڈ مین چوری ہوتی ہے، اور ضرور ہوتی ہے، اور چوری کی سزا ملتی ہے تو

مصرع:۔ "پس فرق میان من و او چیست بگو"

ہان اگر انگلینڈ ان جرائم سے پاک ہوتا، تو ایک بات تھی؛ ؎

اگرچہ فاسقم و رندم و مست و نامہ سیاہ
ہزار شکر کہ یاران شہر بے گنہ اند

ہم تسلیم کرتے ہین کہ بعض اضلاع مین گوجرون، جاٹون اور راجپوتون کے بعض افراد چوری کرتے ہین، مگر اکثر اضلاع مین عام طور پر یہ اقوام امن پسند اور صلاحیت شعار ہین لیکن حالات مختلف ہوتے ہین، اگر بعض بعض علاقون مین خاص حالات کی وجہ سے مختلف قسم کے جرائم بعض افراد سے سرزد ہوتے ہین، تو اوس سے کسی قوم کیلئے کوئی کلیہ قاعدہ بنانا غلطی اور بڑی غلطی ہے،

یہ مناسب ہوگا کہ ہم اخلاق کی کتابون سے انسانی اخلاق کی نسبت واضح طور پر چند مسلمہ اصول بیان کرین جن سے انسانی فطرت کی تشریح ہو، اور پھر دوسرے جرائم سے چوری کا مقابلہ کرین، اور انسان کے ابتدائی حالات وفطرت سے اون لوگون کو آگاہ کرین، جو دوسری کی آنکھ کے تنکے تو دیکھتے ہین، لیکن اونہین اپنی آنکھ کا شہتیر نظر نہین آتا،

حکمائے اخلاق نے انسان مین تین متباین قوتون کو ثابت کیا ہے، اول نفس ناطقہ اس قوت کے ذریعہ سے انسان فکر وتمیز کرتا ہے، اور ہر ایک چیز کی حقیقت پر آگاہ ہونے کی کوشش کرتا ہے، اور نیک وبد مین فرق کرتا ہے، دوم قوت غضبی یہ درندون کی خصلت ہے، اسی وجہ سے اس کا نام نفس سبعی ہے، اس سے ہر قسم کی مجنونانہ جرأت ودلیری پیدا ہوتی ہے، جس سے انسان نفع ونقصان مین تمیز نہین کرسکتا، آنکھین بند کرکے خطرات مین ہاتھ

کی جلتی ہوئی آگ مین کود پڑتا ہے، اور اوس کے دل مین ناجائز ہوا و ہوس کا جوش موجزن ہوتا ہے جس سے وہ چاہتا ہے کہ سب پر غالب ہو کر رہے، اور تمام دنیا کو پائمال کر کے اہل دنیا کو اپنا غلام بنائے، سوم قوت شہوانی :- یہ بہائم کی خصلت ہے، اور اسی وجہ سے اسکو نفس بہیمی کہتے ہین، یہ قوت انسان کو ہر قسم کی بہیمی خصلت، خورد و نوش عیش و عشرت، ہوا و ہوس، طمع اور لالچ پر انگیختہ کرتی ہے،

اگر تینون قوتین اعتدال پر ہون، تو اون کے نتائج اچھے ہوتے ہین، پھر اگر نفس ملکی مین اعتدال ہو، یعنی انسان کی فکر و غور، شک و گمان و وہم و ظن سے پاک ہو، اور حقیقت نفس الامر سے تجاوز نہ کرے، تو اس قوت کا نتیجہ فضیلت و حکمت ہے، اگر نفس ملکی مین اعتدال نہ ہو، تو نتیجہ دناءت و جہل ہے، اگر قوت غضبی مین اعتدال ہو مثلاً وہ اپنے حق سے زیادہ کا خواستگار نہ ہو، اور ناجائز جبر و تشدد کو کام مین نہ لائے، یا ناجائز حملون کی مدافعت کرے اور خطرناک امور سے پہلو تہی کرے، اور معمولی معمولی باتون سے آگ بگولا نہ ہو جائے، اور بھیڑیے اور شیر کی عادات و خصائل سے (کہ جو اُن کے سامنے آئے اسکو کاٹتے ہین،) مجتنب ہو، تو اس قوت کا نتیجہ شجاعت و جوانمردی ہے، اور اگر قوت غضبی مین اعتدال نہ ہو تو نتیجہ اس کا بزدلی و نامردی ہے، اور قوت بہیمی (حیوانی) مین اگر اعتدال ہو، یعنی جانورون کی طرح شب و روز کھاتا پیتا نہ رہے، اور سور کی طرح شہوت پرست نہ ہو، بلکہ وہ غور و فکر کے تابع ہو کے اس قدر کھائے پیئے، جس سے اوس کی صحت بحال رہے، اور کھانے پینے کی لذتون مین مصروف نہ ہو، تو اس کا نتیجہ عفت و پرہیزگاری ہے، ورنہ اس کا نتیجہ حرص و ہوس ہے اور ان تینون فضیلتون، حکمت، شجاعت، عفت سے فضیلت عدالت جلوہ گر ہوتی ہے، جس کا ضد جور و ستم ہے، کوئی انسان ان قوتون سے خالی نہین ہے، اور ان قوتون کو اعتدال پر رکھنا آسان امر نہین ہے، جو لوگ ان قوتون کو اعتدال پر نہین رکھتے، وہ کسی نہ کسی ذلیل کام کے مرتکب ہوتے ہین، مثلاً چوری کو لیجئے، ہر ایک فرقہ کے بعض مہذب و غیر مہذب افراد مین کچھ نہ کچھ پائی جاتی ہے، بعض اہل علم کتابون کے چور ہوتے ہین، بعض منشیون اور اور کلرکون کو دیکھا ہے، کہ وہ ایک دوسرے کا قلم، نب چرا لیتے ہین، بعض مصنف و شاعر مضمون کا سرقہ کرتے ہین، یہ تو مہذب لوگون کی چوری ہے، پیشہ ورون کو دیکھو درزی کپڑا اور سونار سونا، چاندی چراتے ہین، اسی وجہ سے مثل مشہور ہے، کہ ہر ایک پیشہ ور اپنے پیشہ

Collection Of Advocate Showkat

کا چور ہوتا ہے، دنیا مین کوئی جماعت اور فرقہ ایسا نہین ہے، جس کے بعض افراد مین کم و بیش چوری کی عادت نہ ہو، کیونکہ کوئی قوم خواہ کتنی ہی کوشش کرے، کسی فطری قوت کو اپنے ہر ایک فرد کی طبیعت سے ہمیشہ کیلئے مطیع و منقاد نہین کر سکتی، اس اصول سے ہم کسی قوم کو کلیۃً پاک و مبرہ نہین کہہ سکتے،

چوری دراصل شجاعت کا ایک مذموم طریق ہے، چوری وہی شخص کر سکتا ہے، جو متہور قوی دل ہو، دیکھو چور کس جرأت سے ایک شہر کے اندر (جہان پولیس گشت کر رہی ہے، اور دوکانون پر ساہوکارون کے چوکیدار محافظ ہین) داخل ہوتا ہے، وہ شہر کے گلی کوچون سے واقف نہین ہوتا، اسکو معلوم نہین ہے کہ جس گھر مین نقب لگانی ہے یا جس صحن سے کوئی چیز اوٹھانی ہے، اس کے رہنے والے جاگتے ہین یا سوتے ہین مگر وہ نڈر ہو کے لنگوٹا باندھے، ہاتھ مین سونٹا یا ہتھیار لئے کس جرأت سے دیوار مین یا چھت پر چڑھ کر نقب لگاتا ہے، گویا وہ تن تنہا یا بعض صورتون مین اپنے ہم پیشہ جماعت کے ساتھ شہر کے باشندون اور پولیس کے مقابلے کی پرواہ نہین کرتا، وہ بعض اوقات آنکھون کا کاجل نکال لیتا ہے، اور مواشی کو روز روشن مین اڑا لیجاتا ہے، چورون کے عجیب و غریب قصے سنے جاتے ہین، ہمارا چشم دید واقعہ ہے، کہ سندھ کا ایک ڈاکو موسیٰ خان جو ملتان اور خانپور کے اسٹیشنو کے درمیان چلتی مال گاڑی مین چوری کرتا تھا، اس قدر دلاور تھا، کہ چلتی ہوئی گاڑی پر سوار ہو جاتا تھا، کپڑون کے گٹھے اور غلہ کی بوریان پھینکتا جاتا تھا، اور اس کے ہمراہی جن کے ساتھ وہ سمجھوتا کر لیتا تھا، (کہ فلان فلان جگہ پر مین مال پھینکون گا،) اونٹون اور گدھون پر مال اوٹھا کر لے جاتے تھے، وہ غریبون مین کپڑا اور غلہ مفت تقسیم کرتا تھا؛ اور اسوجہ سے اس کا نام لکھ پال مشہور ہو گیا تھا، پنجاب اور سندھ کی پولیس نے عرصہ تک اس کی گرفتاری کی کوشش کی، مگر وہ گرفتار نہ ہو سکا، آخر اپنے ایک دوست کی مخبری پر گرفتار ہوا، ہم نے اس کو بلا کر دیکھا، معمولی قد و قامت کا خوش پوش، پتلا دبلا چھریرے بدن کا نوجوان تھا، اوس نے اپنی چوری کے (جسکو وہ بہادری سمجھتا تھا،) کئی قصے سنائے، اس کی شجاعت کا اصول یہ تھا، کہ وہ غریب لوگون کی امداد کرے، وہ کہتا تھا یہ ظلم ہے، کہ ایک بھوکون مرے، اور دوسرا گلچھرے اڑائے، اس خیال نے اس کا دل مضبوط اور حوصلہ بلند کر دیا تھا، اور اس قوت دل و بلند حوصلگی نے اس مین شجاعت مذموم کی ذلالت پیدا کر دی تھی،

چلتی گاڑی پر چڑھ جانا اور پھر چلتی گاڑی سے اُتر آنا، گاڑی کے بند دروازون کا کھولنا کپڑے کے گھٹون اور غلے کی بوریون کا پھینکنا باوجودیکہ پولیس کے چند سپاہی بھی ہر ایک مال گاڑی کے ساتھ ان دنون مقرر کئے گئے تھے، معمولی جرأت نہین ہے، اور پھر سب سے زیادہ حیرت انگیز امر یہ ہے کہ میرے لڑکے محمد عبد اللہ خان (بیرسٹرایٹ لاہلتان) جو موسیٰ لکھ پال کے کسی مقدمہ مین وکیل تھے، اور مجسٹریٹ کے ساتھ موقع پر بحث کیلئے گئے تھے، اونھون نے ہم سے خوش طبعی کے طور پر آکر بیان کیا، کہ مین موسیٰ کو رہا کرا آیا ہون، ہم نے تعجب کیا، کہ اُس پر متعدد سنگین مقدمات تھے، وہ کس طرح رہا ہوا، اونھون نے کہا، کہ جب خانیور اسٹیشن پر گاڑی پہنچی، تو گارد پولیس کے افسر نے کہا کہ رات کو ہم سو گئے تھے، موسیٰ لکھ پال بیڑیان توڑ کر چلتی گاڑی سے کود گیا، مجسٹریٹ سے محمد عبد اللہ خان نے کہا کہ میرا مقصود تو موسیٰ کی رہائی تھی، وہ حاصل ہو گیا مجھے اجازت دی جائے کہ واپس جاؤن، مجسٹریٹ نے کہا مین بھی آپ کے ساتھ واپس جاتا ہون، یہ قریب تر زمانہ کا واقعہ ہے، ضلع ملتان مین ان واقعات کا رکارڈ موجود ہے، اس محقق واقعہ کے بیان کرنے سے ہمارا یہ مطلب ہے کہ فطرت انسانی مین کیا کیا متہورانہ قوتین موجود ہین،

پس چوری شجاعت کا ایک جز ہے، جو قوت دل پر مبنی ہے، چور جانتا ہے کہ وہ پکڑا جائیگا قید کیا جائے گا، مارا جائے گا، مگر وہ ان امور کی کچھ پروا نہین کرتا بالعموم چوری اونھین اقوام کا پیشہ ہے، جن کا دل گردہ بڑا ہوا ہوتا ہے، تاریخ شاہد ہے، کہ متعدد چور اور ڈاکو ترقی کرتے کرتے بادشاہ ہو گئے اور بادشاہ ہو کر اونھون نے فضیلت عدالت حاصل کی، اور ملک کا انتظام کرکے اپنا لقب شہنشاہ عادل پایا، یا سلطنت کے بانی وہ انفاس متبرکہ ہوئے، جنھون نے اپنی صلاحیت و تقوےٰ سے لوگون کے دل مسخر کئے، اور اپنا معتقد بنایا، اگر حقیقت مین دیکھا جائے تو چوری اسقدر تباہ کن چیز نہین ہے، جس قدر موجودہ زمانے کے جنگ آور بادشاہون کا طریق جنگ ہے، اگر ایک چور نے ایک شخص کی بھینس چرا لی، تو بمقابلہ اس کے بہت ہی کم نقصان ہے کہ اگر ایک بادشاہ توپون اور ایروپلین سے ایک شہر کو برباد و تباہ کر دے، اس زمانہ کی لڑائیون مین ہزارون بے گناہ عورتین اور بچے جل کر خاکستر اور ہزارون آدمی ہمیشہ کیلئے بیکار ہو جاتے ہین، یتیم بچون اور بیوہ عورتون پر رحم نہین کیا جاتا، مسجد کے نمازیون، مندر کے پجاریون، گرجون کے پادریون، اور دھرمشالون کے بھکشون کو جو اپنے معبود کی

عبادت مین مصروف ہوتے ہین، فنا کیا جاتا ہے لوگون کے گھرون اور عبادت گاہون کی اینٹ سے اینٹ بجا دیجاتی ہے، بے زبان جانورون اور پرندون پر قیامت ڈھائی جاتی ہے، گیسون کے بادلون سے لشکر کے لشکر تباہ کر دیے جاتے ہین، مگر ان پر اس قدر جھاڑ نہین ہوتی، جس قدر کہ چور پر ہوتی ہے، مشین گن، توپ، تفنگ، ایروپلین، گیس سے لڑنا بزدلانہ بے رحمانہ اور غیر مہذبانہ طریق جنگ ہے، جسمین ہر ایک قسم کا گناہ پایا جاتا ہے، مگر چور کو دیکھو، اس کا مقصد کسی کے قتل کرنے یا کسی کے گھر کو جلانے یا کسی کی عبادت گاہ کو گرانے کا نہین ہے، اس کا مطلب روپیہ پیسہ یا مواشی کا حاصل کرنا ہے، جو بالعموم جوش انتقام یا طمع نفسانی سے جماعت کے ایک فرد یا شہر کے ایک گھر کو نقصان پہنچاتا ہے، مگر بادشاہ اور اس کی فوج لشکر کے لشکر، شہر کے شہر تباہ کر دیتے ہین، اور پھر چوری تو غیر مہذب اور شہرون کی غارت گری اور بربادی کو نمونہ تہذیب و شجاعت سمجھا جاتا ہے، اور اس ضمن مین ملک گیری اور دشمن کشی کیلئے بہت سے حیلے تراشے جاتے ہین، اور ہر ایک بادشاہ دوسرے بادشاہ کے مقابلہ مین تہذیب اور امن قائم کرنے کا مدعی ہوتا ہے، بادشاہ سو سال مین لوگون کو اتنا امن نہین دیتا، جتنا کہ وہ اون کو ایک دن مین برباد کر دیتا ہے، سیکڑون بچے یتیم اور ہزارون عورتین بیوہ ہو جاتی ہین، لوگ جلاوطن ہو جاتے ہین، عورتون کی عصمت دری اور مال و متاع کی غارتگری ہوتی ہے، بلاوجہ و بلا سبب بے گناہ قتل ہوتے ہین، سیکڑون خاندان ایسے بے چراغ ہو جاتے ہین کہ دنیا مین انکا نام و نشان تک نہین رہتا، چورون کے الزامات مین افسر اپنی رپورٹون کو کئی کئی صفحون تک طوالت دیتے ہین، لیکن کبھی انھون نے یہ بھی خیال کیا ہے، کہ دورہ مین جو خوراک اون کے گھوڑون کو ملتی ہے، وہ اسی چوری پیشہ گروہ کے کھیتون سے جبراً کاٹ لیجاتی ہے، اور جن گایون بھینسون کے دودھ سے ان کے لئے بالائی تیار کی جاتی ہے، وہ بعض حالت مین چوری کا ہوتا ہے،

ضلع مین اور جماعتین بھی ہین، جو چوری کرتی ہین، مگر اس سختی سے اون کا نوٹس نہین لیا جاتا، جس قدر کہ ان اقوام ثلاثہ کا لیا جاتا ہے، رشوت بھی ایک قسم کی چوری ہے، اور اس کے حصول کیلئے طرح طرح کی صورتین علاوہ نقدی کے ایجاد کی گئی ہین، کبھی غلہ کی شکل مین، کبھی گھی کے نام سے، کبھی جانورون کی صورت مین، یہ رشوت اور یہی چوری کا

جزو ہے، جس کا الزام راجپوت، جاٹ اور گوجر کو دیا جاتا ہے، اور اسکی مالیت کی مقدار بمقابلہ اشیائے مسروقہ کے چند گنا زیادہ ہوتی ہے، ہم دہقانون کی چوری اور اہلکارون کی رشوت مین کچھ فرق نہین سمجھتے، سوائے اس کے کہ یہ کہین، کہ ایک بلاواسطہ ہے اور دوسری بالواسطہ، یا ایک کو خفیہ کہین اور دوسری کو علانیہ، یا بقول شخصے، رشوت چوری تو ہے، مگر ایک مہذب طریق ہے، لوگ بعض امور کو سطحی نگاہ سے دیکھتے ہین، لیکن اگر وہ تعمق کی نظر سے دیکھین تو چوری سے بدتر سیکڑون اعمال ہین، جن سے دنیا تباہ ہوگئی ہے، اور ہوتی جاتی ہے، مگر اُن کی نسبت حکومت کو کم توجہ ہے، ایک راجپوت یا گوجر سے بوجہ بدنامی کے ضمانت لی جاتی ہے لیکن بعض رشوت ستان افسرون پر جنکی بدنامی ضلع کے گوشہ گوشہ مین ہے کوئی نوٹس نہین لیا جاتا، ہمارے خیال مین رشوت ایک قسم کی بزدلانہ اور بدترین چوری ہے، جس سے عام حالت مین فریقین کو نقصان پہنچتا ہے، اور یہ نقصان متعدی ہوتا ہے، گوجر اور راجپوت اور جاٹ کے بعض افراد کی چوری احیاناً بہادرانہ بھی ہوتی ہے، یا تو وہ اپنے دشمن سے انتقام لیتے ہین یا افلاس کی وجہ سے مصارف زندگی کی برداشت کی طاقت نہین رکھتے، اون کی فطری جرأت اور شجاعانہ تہور اون کو اس رذالت پر آمادہ کرتا ہے، اور بسا اوقات خود رشوت ہی چوری کا باعث ہوتی ہے، کہ اون کو آئے دن رشوت دینی پڑتی ہے، اور ان کے پاس چوری کے سوا کوئی ذریعہ اس قدر روپیہ حاصل کرنے کا نہین ہوتا، اور اُس کی مثالین سیکڑون ہین، دیہات مین بنیئے بھی چور ہین، سادہ لوح دیہاتیون کے قرضون کے حساب کتاب مین فرضی رقمون کا اندراج کرتے ہین، اور حساب کو حسب ضرورت تبدیل کر لیتے ہین، اون کے بہی کھاتے کے اوراق رجسٹر انتقال کے اوراق نہین ہین، کہ ایک ہی اڈیشن کے چھپے ہوئے ہون، اور ان پر طبع شدہ نمبر شمار دیا گیا ہو، حساب کے ردّ و بدل مین ہر طرح سے بنیئے کو اختیار ہوتا ہے، دست خود دہان خود کا معاملہ ہے اور پھر جاہل قوم کا انگوٹھا جہان چاہا لگا لیا، اور جو چاہا لکھ دیا،

اس بحث سے ہمارا یہ مقصود نہین ہے کہ ہم چوری کے فعل شنیع کی حمایت کرین یا اوسکو معمولی گناہ قرار دین، اور نہ یہ کہ کسی قوم کے وہ بعض افراد، جن کا پیشہ چوری ہے، قابل سرزنش نہین، چوری بہرحال رذیلانہ اور قبیح فعل ہے، اور اسی لئے وزدی پیشہ افراد کو بہر حال اقوام ثلاثہ کے شرفا، اور خود انہین کے خویش واقارب قابل نفرین سمجھتے ہین، اور چور یہانتک نا قابل اعتبار ہو جاتا ہے، کہ قوم کی پنچایت مین اوسکی قسم تسلیم نہین کیجاتی، قوم علانیہ چورون کو بُرا کہتی ہے، اور شرفا ایسے لوگون

سے اپنے تعلقات قطع کر لیتے ہین، اور نیز قوم کا اعتقاد ہے، کہ چور کا انجام بُرا ہوتا ہی، اسکا مال حرام اور اس کا قول باطل سمجھا جاتا ہی، چوری کی تہمت لگانیکے وقت اس پہلو کو بھی دیکھنا چاہیئے، کہ قوم چورون کو کسقدر بُری نگاہ سے دیکھتی ہے، ہم یہ بھی ظاہر کرتے ہین، کہ گوجر، جاٹ، راجپوت مین چورون کی تعداد ۴ فی صدی سے زیادہ نہین ہے، مگر رشوتخوارون کی تعداد ۵ فی صدی سے کم نہین، پس ان چند افراد سے تمام قوم پر ایک عام حکم لگانا کہان تک جائز ہو سکتا ہی،

نتیجہ یہ ہی کہ تینون قومین عام طور پر اخلاقاً متواضع، وفادار، بہادر، محنتی اور ہمدرد ہین، ان پر مواعظ کا فوری اثر ہوتا ہے، اور ان مین سے جو افراد دزدی پیشہ ہوتے ہین، ان کو قوم بنظر حقارت دیکھتی ہے، یہ ایک واقعہ ہے، جس کو ہم دنیا کے سامنے بلند آہنگی سے پیش کرتے ہین، یہ تینون قومین فطرۃً شریف و اولو العزم ہین، جو الزامات ان پر بطریق کلیۃ عاید کئے جاتے ہین وہ نادرست ہین، باقی رہا فطرت انسانی کا تقاضا تو یہ ہر ایک قوم کے افراد مین کم و بیش پایا جاتا ہی،

ناظرین معاف فرمائین گے، ہم نے اس مضمون کو کچھ طویل کر دیا ہے، مگر یہ امر ہماری تاریخ کے فرائض مین داخل تھا کہ ہم ان غلط فہمیون کا ازالہ کرین، جو بعض اشخاص کی تحریر سے پیدا ہو گئی ہے،

ہمارا مطلب دوسری قومون اور فرقون کے اعمال کے مقابلہ کرنے سے یہ نہین ہے کہ چوری کو ہم جائز سمجھتے ہین، بلکہ مقصود یہ ہے کہ ان اقوام کی نسبت جو کلیۃً بدگمانی کی گئی ہی اسکو غلط ثابت کرین، اس سے بہتر موقع ہمارے لئے اور نہین تھا، کہ ہم علی رؤس الاشہاد ایک حقیقت کو آشکارا کرین،

فصل دہم

گوجروں کے رسوم ولادت وشادی وغیرہ

یہ رسوم باعتبار مذہب و قومیت و مقامی حیثیت جدا جدا ہین، مسلمانوں کے ہاں جب بچہ پیدا ہوتا ہے، تو مسجد کا امام یا اور کوئی مقدس آدمی ایک کان مین اذان، دوسرے کان مین تکبیر کہتا ہے، ساتوین دن بچے کی موتراشی کیجاتی ہے، اور لڑکے کا ختنہ بھی کیا جاتا ہے، اور نام بھی تجویز ہوتا ہے، مگر بعض جہلا ساتوین دن موتراشی نہین کرتے اور نہ ختنہ کرتے ہین، نذر مانتے ہین، کہ کسی پیر کی خانقاہ پر موتراشی کرکے بچے کے بال کے برابر چاندی یا سونا چڑھائین گے، اور ختنہ کیلئے وہ خاص اہتمام کرتے ہین، دوست و اقارب کو بلاکر کھانا کھلاتے ہین، بعض ڈوم، ڈھاریون کا ناچ گانا بھی کراتے ہین، اور بہت کچھ اسراف کرتے ہین، مگر اب شرفا اور تعلیم یافتہ جماعت مین بہت کچھ اصلاح ہوگئی ہے، ان جہلا، کو یہ معلوم نہین ہے. کہ ختنہ سنت ابراہیمی ہے، اوسکو شرعی طریق پر کرنا چاہیئے، جس کی ہدایت ہر ایک مقامی عالم سے مل سکتی ہے، سنت ابراہیمی کو باجے گاجے سے ادا کرنا اصول اسلامی کے مخالف ہے،

ایسا ہی شادی کی تقریب پر کئی بُری رسمین ہین، جن کے نام الگ الگ ہین، اور ہر ایک تقریب پر بہت کچھ خرچ کرنا پڑتا ہے، جہلا دولھا اور دولھن کے ہاتھ پر گانا باندھتے ہین، جو پشم کا ڈورہ ہوتا ہے، اور اس مین لوہے کے چھلے پروئے جاتے ہین، گویا یہ ایک گنڈہ سمجھا جاتا ہے، جس سے دولھا اور دلھن آسیب سے محفوظ رہتے ہین، جہلاء کا خیال ہے کہ شادی کے ایام مین جن، بھوت کا حملہ ہوتا ہے، اور بعض قبائل مین دیکھا گیا ہے، کہ دولھا ہاتھ مین چھری یا کٹار یا لوہے کی چھری رکھتا ہے، اس سے بھی یہی

مقصود ہوتا ہے، کہ دولہا آسیب سے محفوظ رہے، شادی کے دن یا ایک دو دن پہلے چھٹیون کی رسم ادا ہوتی ہے، لڑکیان دولہا کو لیکے گیت گاتی جاتی ہین، اور اوس کے سر پر چھٹی کے دھاگے ماری جاتی ہین، چھٹی کیا ہے، ایک دو فٹ کی لکڑی کے ایک طرف چھ لمبے لمبے دھاگے باندھ کر دھاگون مین کپڑے یا کاغذ کے رنگین پھول پروئے جاتے ہین، لڑکیان دولہا کو لیکر گلیون مین پھراتی ہین، چھٹی کو دولہا کے سر پر مارنے سے یہ خیال کیا جاتا ہے، کہ دنیا کا اقبال و دولت اس پر فدا ہو، یہ بہت بُری رسم ہے، جس مین نامحرم مرد عورتون سے چھیڑ چھاڑ کرتے ہین،

ایک اور رسم گھڑولی[1] کی ہے، کہ یہ ایک عورت ٹھلیا (جھجری) اوٹھا کر، دریا، یا ندی نالہ، یا تالاب سے دولہا کیلئے پانی لاتی ہے، گھڑولی کے وقت لڑکیون کا ایک گروہ ساتھ ہوتا ہے، اور لڑکیان خلاف تہذیب گیت گاتی ہین، گاؤن کے قریب عورتین جھومر کھیلتی ہین، جب لڑکیان پانی بھر کر لاتی ہین، تو دولہا کو ایک ٹوکرے یا چوکی پر بٹھایا جاتا ہے، اور اس کے سر پر ایک رنگین چادر جس کے چارون کنارے چار لڑکیان پکڑ کر دولہا کے سر پر بطور سائبان کھینچے رکھتی ہین، اور دولہا کو نائی یا میراسی نہلاتا ہے، جب وہ نہانے سے فارغ ہو جاتا ہے، تو اوس کے خویش و اقارب مثلاً چچا یا ماموں، یا بھائی اور دوست و احباب جمع ہو جاتے ہین، کوئی کہتا ہے کہ مین تم کو گھوڑا دونگا، کوئی بھینس، کوئی اونٹ دینے کا وعدہ کرتا ہے، لیکن یہ زبانی داد و دہش ہوتی ہے عمل کم ہوتا ہے، اور اسکو کھارا[2] اترائی یعنی وہ انعام جو دولہا کو نہانے کے بعد چوکی سے اُترنے کے وقت دیا جاتا ہے، دیتے ہین، جسوقت دولہا نہا کر چوکی سے اُترتا ہے، تو مٹی کی چھوٹی چھوٹی سات پیالیان زمین پر رکھی ہین، جن پر دولہا زور سے لات مارتا ہے، جسقدر پیالیان ٹوٹ جائین، اُن سے یہ فال لی جاتی ہے، کہ آیندہ وہ اس قدر مشکلات پر غالب آئے گا، اُس کے بعد اوس کو سُرخ کپڑے پہنائے جاتے ہین، اگر تمام سُرخ نہ ہون تو سر کا صافہ بالعموم سُرخ ہوتا ہے،

---

[1] گھڑولی، پنجابی لفظ ہے، گھڑا بڑا ہوتا ہے، اور گھڑی چھوٹی ہوتی ہے، جس کو اردو مین ٹھلیا اور فارسی مین سبوچہ کہتے ہین، [2] کھارا پنجابی لفظ ہے، جسکو پنجابی مین ٹوکرا بھی کہتے ہین، اور اردو مین کھونچا، (بانس کا یا جھاؤ وغیرہ کا بنا ہوا) کہتے ہین،

پھر فرش پر بٹھا کر سہرا باندھا جاتا ہے، سہرا مختلف قسم کا ہوتا ہے مثلاً تانبے وغیرہ کی تارون یا پھولون کا سہرا قریبی رشتہ دار لڑکی باندھتی ہے، مثلاً حقیقی بہن یا پھوپھی یا چچا کی لڑکی سہرا باندھنے والی لڑکی کو اس موقعہ پر دولھا کا باپ یا کوئی اور رشتہ دار، جو شادی کا منصرم ہوتا ہے، گائے بھینس، یا روپیہ دینے کا وعدہ کرتا ہے، یہ بھی فرضی اور یہی انعام ہوتا ہے، اس کے بعد دولھا کے آگے تھال (طشت) رکھا جاتا ہے، جسمین تنبول کا روپیہ ڈالا جاتا ہے، اور بالعموم کوئی ہندو ساہوکار جو تنبول کا خزانچی ہوتا ہے، تنبول لکھتا جاتا ہے، جسوقت کل تنبول جمع ہو جائے، تو بالعموم باستثناے خاص، ساہوکار سب روپیہ اپنی گرہ مین باندھ لیتا ہے، اس کے بعد بارات کی تیاری ہوتی ہے، اس کا عام طور پر کوئی انتظام نہین ہوتا، بعض شادیون مین بیشمار سوار اور پیادے برات مین شامل ہوتے ہین جن کا انتظام اس گاؤن والون سے جہان برات جاتی ہے ناممکن ہوتا ہے جب برات وہان پہنچتی ہے، تو چند رسوم کی ادائیگی کے بعد براتیون کو کھانا کھلایا جاتا ہے، کھانا کھلانے کا کوئی معقول انتظام نہین ہوتا، اگر کسی کے پاس روٹی ہے تو سالن نہین، سالن ہے تو روٹی نہین، اگرچہ کھانا کافی تیار ہوتا ہے، مگر کھلانے کا کچھ انتظام نہین ہوتا، البتہ بعض فہمیدہ لوگ خوب انتظام کرتے ہین، اور کئی قسم کا کھانا دیتے ہین، بالعموم براتی ایک رات رہتے ہین، رات کو ایک رسم بڑا گھوڑی[1] کی ادا کی جاتی ہے، کھٹولی پر تیلیان باندھ کر ان کے سرے باندھ لیے جاتے ہین، اسکی شکل خیمہ کی طرح ہوتی ہے، اس کے اندر آٹے کی کئی مورتین بنائی جاتی ہین، اور کھٹولی کے چارون کونون پر چراغ جلاتے ہین، دولھا کو بلا کر محلہ کی لڑکیان اوس کے باپ یا بہنون یا مان یا پھوپھی وغیرہ کی ہجو بیان کرتی ہین، ایک لڑکی سوال کرتی ہے، دوسری اس کا جواب دیتی ہے، یونہی فرضی قصہ ہوتا ہے،

سوال، یہ دونون عورتین جو آمنے سامنے کھڑی ہین، کون ہین، جواب:- ایک دولھا کا باپ اور دوسری دولھا کی مان ہے، سوال:- یہ کیا گفتگو کر رہے ہین، جواب:- دولھا کی مان نے اپنے شوہر کی داڑھی پکڑی ہے، کہ ہمارا ایک ہی بیٹا ہے، روٹی دو تین گاؤن مین دینی ہے، بھانڈ اور نقارچی ضرور بلانے ہین، دولھا کا باپ کہتا ہے، میری کل زمین دو بیگھہ ہے، اب مجھے توفیق نہین ہے، دولھا کی مان کہتی ہے، مین تو دولھا کی خوشی پوری دیکھون گی، یا گھر سے

---

[1] پنجابی لفظ ہے،

نکل جاؤن گی، مرد ہاتھ جوڑ رہا ہے، کہ برباد نہ کر، اگر زمین بک گئی تو ہمارا کس طرح گذارہ ہوگا عورت کہتی ہے، روز روز شادی نہین کرنا ہے، نہ باپ دادا نے روپیہ جمع کیا نہ ہمین جمع کرنا ہے، **سوال** یہ کون ہے، **جواب** رلیا رام شاہ[1]، **سوال** اس کے ہاتھ مین کیا ہے **جواب** بہی **سوال** یہ کیون آیا ہے، **جواب** یہ بہی پر انگوٹھا لگوانے آیا ہے، عورت مرد کی صلح ہوگئی ہے، آٹھ سو روپیہ قرض لیا ہے، سود رعایتی پچیس روپیہ فی صدی ششماہی مقرر ہوا ہے،

اس قسم کی فضول باتین عام طور پر ہوتی رہتی ہین، مگر بعض نہایت ہی نتیجہ خیز ہوتی ہین، صبح نکاح پڑھایا جاتا ہے۔ اور دلہن کو ڈولی مین بٹھا کر ماچھی (جو غیر محرم ہوتے ہین) دولہا کے گھر پہنچاتے ہین، جہیز کھلے میدان مین لیجا کر دکھلایا جاتا ہے، اور میراسی کھڑا ہوکر جہیز کی تفصیل بیان کرتا ہے، تعلیم یافتہ اور شرفا اب جہیز کی نمایش نہین کرتے، بلکہ محض صندوقون یا بقچون مین رکھ کے دولہا کے باپ کے حوالہ کردیتے ہین، بعض چودھری گوجر بیل بھینس اور ایک بھینسہ جہیز مین دیتے ہین، اور بھینسے کے گلے مین چاندی کی ہنسلی ہوتی ہے، روز بروز جہیز کی مقدار بڑھتی جاتی ہے، لوگ اس سے تباہ ہو رہے ہین، اور بالعموم جو متوسط الحال لوگ جہیز دیتے ہین، وہ زیادہ تر زیر بار قرض ہوجاتے ہین، جب دولہا ڈولی لے کر رخصت ہوتا ہے، تو مراسی اور دوسرے گداگر جمع ہوجاتے ہین، اور سب لوگون کو ایک احاطہ مین داخل کیا جاتا ہے، ایک ایک کو ایک آنہ سے لیکر ایک روپیہ تک حسب حیثیت دیکر احاطہ سے باہر نکالا جاتا ہے، اگر زیادہ مراسی ہون، تو احاطہ بارڑہ[2] کے ایک سے زیادہ دروازے رکھے جاتے ہین، جب تمام مراسی اور گداگر احاطہ سے روپیہ لے کر نکل جاتے ہین، تو دولہا کا باپ اور منصرم کار گھر کو روانہ ہوتے ہین، اور اون کے پیچھے پیچھے ڈھول بجایا جاتا ہے، جسکے یہ معنی ہین کہ اونھون نے میدان جیتا، اور وہ درحقیقت میدان ہارتے ہین، کہ سیکڑون روپیہ کے مقروض ہوجاتے ہین،

شادی کے چند روز کے بعد ساہوکار بہی کھاتا لیکر حاضر ہوتا ہے، اور مبارکباد دیتا ہے

---

[1] پنجاب مین ہندو ساہوکار کو شاہ کہتے ہین، ان لے لئے وہ بادشاہ ہوتا ہے، حالانکہ یہ مخصوص سادات کرام ہے

[2] :- پنجابی مین ایسے احاطہ کو واڑہ یا باڑہ کہتے ہین، بارہ فارسی لفظ اسی کے معنی مین آتا ہے،

اس وقت باصطلاح ساہوکاران دولہا کا باپ بادشاہ ہوتا ہے، اور ساہوکار ایک شاہی ملازم جس نے بادشاہ کی کوئی مشکل ترین مہم سر کی ہو، اوّل خلعت کا فیصلہ ہوتا ہے، ساہوکار کہتا ہے، کہ چودھری صاحب جسقدر آپ مجھے بڑھیا خلعت دین گے، آپ کی اور میری عزت بڑھے گی، یہ خلعتِ کارگذاری عام طور پر حسبِ حیثیت ۲۵ روپیہ سے دوسو روپیہ تک ہوتا ہے، یہ رقم خرچ مین ڈال کر حساب شروع ہوتا ہے، پہلے تو ساہوکار گھی کھانڈ نون تیل، کپڑا زیور کی (جو اس نے چوہدری کو خرید کر دیا ہے،) قیمت لگاتا ہے، چوہدری کو کچھ معلوم نہین ہے، کہ چاندی اور سونے کا نرخ کیا ہے، اور نہ کپڑون ہی وغیرہ کے نرخ کا اس کو کچھ علم ہوتا ہے، ساہوکار کی مثال دستِ خود دہان خود کی ہوتی ہے جو چاہا لکھا اور جو لکھا وہ لے لیا، حساب کے بعد شاذونادر ہی کوئی خوش نصیب ہوگا، جسکی آمدنی تنبول وخرچ شادی برابر ہوتا ہو،

مقدر مین اگر سود و زیان ہے،
تو ہم نے یان نہ کچھ کھویا نہ پایا،

جسقدر تنبول کسی کو حاصل ہوتا ہے، دراصل وہ قرض ہوتا ہے، جسکو اُسے سرکاری لگان سے بھی پہلے ادا کرنا پڑتا ہے، یہ یقینی امر ہے کہ جسکو ایک ہزار روپیہ تنبول وصول ہوتا ہے، اس کو دو ہزار یا ڈھائی ہزار روپیہ دینا پڑتا ہے، اور بعض کم حیثیت ناعاقبت اندیش تو تنبول کے علاوہ ہزار دو ہزار کے مقروض ہو جاتے ہین، جس سے انکی تمام جائداد قرض مین چلی جاتی ہے، جن رسمون کی ہم نے تشریح کی ہے، اُن کی شرفا، اور عاقبت اندیش لوگون نے کچھ کچھ اصلاح کر دی ہے، مگر ایسے لوگ فی صدی سے زیادہ نہین ہین، ہم نے تبلیغ کا سلسلہ بھی شروع کر دیا ہے، جس سے لوگ کم از کم یہ سمجھ گئے ہون گے، کہ یہ رسوم فی الحقیقت تباہ کن ہین، این ہم غنیمت است،

ضلع گجرات کے گوجرون مین ایک اور رسم قابلِ اصلاح ہے، ضلع گجرات مین ۸۵ در ہین، در کے معنی دروازے کے ہین، جو استعارہ ہے ۸۵ خاندانون سے بعض خاندانون کا ایک در ہے، بعض کے ایک سے زیادہ در ہین مگر بعض لوگون کا دروازہ تو نہین ہے، لیکن دریچہ[1] ہے،

---

[1] یعنی بھاجی، یعنی نصف در جن کا نام ہم نے استہزا کے طور پر دریچہ رکھا ہے،

گوجرون کی یہ مخصوص قومین ہین، اور اس امر پر فخر کرتی ہین، کہ ہمارا در ہے، قاعدہ اس کا یہ ہے، کہ شادی کے موقع پر آٹھ آنہ سے لیکر پانچ روپیہ تک یہ خاندانون کے میراسیون کو بطور انعام دیا جائے، اور دھریچہ سے مراد نصف در ہے، یعنی چند گھر ایسے بھی ہین، کہ اون کا نصف در ہے، یہ خاندان شادی کے موقع پر در والے خاندانون کے مراسی کو دوچند دیتے اور یکچند لیتے ہین، مثلاً ایک شخص در کی رسم ادا کرتا ہے، جس خاندان کا ایک در ہے، اوس کا مراسی ایک روپیہ، اور جس کے تین در ہین، تین روپیہ لے گا، اور جس چوہدری کی شادی ہے، وہ مراسی کو دس بیس روپیہ روٹی کے لئے بھی دیگا، کہ جب دوسرے مراسی جمع ہون، تو ان کا مراسی دوسرے مراسیون کو دعوت دے، اور اگر کوئی در نہ کرے، تو وہ گویا خاندانی حیثیت سے گر جاتا ہے، مین نے اس کی بابت تحقیقات کی، کہ یہ بدعت کہان سے شروع ہوئی، تو مجھے معلوم ہوا، کہ اکبر بادشاہ اور اوس کے نورتن سیاسیات مین بڑی مہارت رکھتے تھے، جب گجرات پنجاب آباد ہوا، تو بادشاہ نے گوجرون مین سے ۲۰ معزز اشخاص منتخب کیے جن کی شادیون پر اکبر بادشاہ صوبہ دار علاقہ کو حکم دیتے تھے، کہ بادشاہ کی طرف سے تنبول و خلعت دیا کرے، ایسا ہی جاٹون پر الطاف خسروانہ مبذول ہوا، گوجرون کے ۲۰ چوہدری بادشاہ کے بھاجی دار[1] مقرر ہوئے تھے، جب ہم نے ۲۰ درون کی تحقیق کی، تو ایک تحریر سے معلوم ہوا، کہ یہ بادشاہ درباری تھے، یعنی اون کو شرف حضوری حاصل تھا، تاریخ سے یہ ثابت ہوتا ہے، کہ ابتداً گوجرون کے سات پتے اور ۲۰ توبین مقرر تھین، اس روایت سے ہمین اوس نوشتہ کی تصدیق ہو گئی، جس مین ۲۰ در لکھے ہوئے تھے، اس وقت یہ بیس خاندان اکبر بادشاہ کے اعزاز سے خاص طور پر معزز سمجھے گئے، اکبر بادشاہ کے بعد معلوم نہین، کہ کسی اور بادشاہ نے ان کی تعداد مین اضافہ کیا، یا ۲۰ خاندانون نے اپنے اختیار سے دوسرے چوہدریون کو شامل کرنا شروع کیا، مگر چونکہ اب تک درون کی فہرست کملی ہوئی ہے، اس لیے قیاس یہی ہے، کہ چوہدریون نے اپنے اختیار سے درون مین اضافہ کر لیا ہے، مراسی بیان کرتے ہین، کہ اگر کوئی نیا در تجویز ہوتا ہے، تو نیا چوہدری دوسرے قدیم چوہدریون کو جمع کرکے دعوت دیتا ہے، اور در کی منظوری حاصل کرتا ہے، اور اسکو دس روپیہ فی در ہر ایک میراسی کو دینا پڑتا ہے، اور ۵۰ روپیہ دے کر وہ معزز ہو جاتا ہے، اگر ہمارے

---

[1] بھاجی دار پنجابی لفظ ہے، جو ایک دوسرے کی شادی مین تنبول وغیرہ دین،

Collection Of Advocate Showkat

خاندان کا در نہ ہوتا، تو ہم ضرور یہ سستا اعزازی سودا ۸۵۰ مین خرید لیتے، مگر بزرگون پر یہ حمیت ہو کہ انھون نے دَرْ کا منصب پہلے ہی سے حاصل کر لیا تھا، ہم دیکھتے ہین، کہ در والون کی کوئی خاص عزت نہین ہے، نہ تو یہ امتیاز ہے، کہ اونکو آسانی سے رشتہ مل جائے، نہ اون کو قومی معاملات مین بلایا جاتا ہے، یہ بالکل فضول امر ہے، ظاہر ہے، کہ جن خاندانون کے دَرْ ہین، وہ اون خاندانون مین لڑکیان دیتے ہین، جن کا دَرْ نہین ہے، واڑہ کی طرح دَرْ کی رسم بھی فضول و اسراف ہے، جاٹون مین راٹھاچاری[1] ہے، راٹھاچاری کے خاندانون کی تعداد ۵۴ ہے، جن مین ایک ہندو کا خاندان بھی ہے، اس مین بھی ہر ایک مراسی[2] کو کچھ نہ کچھ دیا جاتا ہے،

ہم ایک ہندو خاندان کی شادی مین شامل ہوئے، اونھون نے تمبول کے شروع کرنے سے وقت پہلے ایک روپیہ اکبر بادشاہ کا فرضی طور پر تھال مین رکھا، پھر پروہت نے باواز بلند کہا، کہ کوتر سو روپیہ (یعنی ایک سو ایک روپیہ) اکبر بادشاہ کا تمبول باعث عزت و فخر ہوا، اس سے معلوم ہوتا ہے، کہ کئی علاقون مین اس قسم کی اکبر بادشاہ کی ہر دلعزیزی کی پالیسی جاری تھی، اکبر بادشاہ جہان ہندوؤن کے طریق پر پرستش کرتا تھا، وہان مسلمانون کی طرح نماز بھی پڑھتا تھا، مقصود اس سے رعایا کے ساتھ اتحاد و موانست کا سلسلہ پیدا کرنا تھا، تاکہ وہ ہمیشہ بادشاہ کے وفادار رہین، یہ سب ابوالفضل اور راجہ ٹوڈرمل سے سبق تھے، ؎

در پس آئینہ طوطی صفتم داشتہ اند،
آنچہ استاد ازل گفت ہمان میگویم

ہمارے خیال مین ایک بیرونی بادشاہ کے لئے یہ بہترین اور ضروری پالیسی ہے، دَرْ کی رسم قوم کی جہالت ہے، اور مراسیون کی ثناگوئی کا جادو، کہ چودہری بے در ہوگئے، مگر دَرْ نہ چھوڑا، تاکہ وہ خاندان سے خارج نہ ہو جائین،

---

[1] راٹھاچاری پنجابی لفظ ہے، راٹھ بمعنی: - شریف،

[2]: - مراسی پنجاب مین ایک قوم ہے، جو ہمارے نسب نامے سناتی ہے، اور بیاہ شادی مین کاروبار کرتی ہے، (مؤلف)

قارئین! آپ خیال کرتے ہون گے، کہ ایسی رسمون کا اس طرز سے لکھنا متانت تاریخی کے خلاف ہے، مگر کیا کیا جائے، جب تک قوم کے رسوم کی شکل قبیح اور اوس کے بُرے نتائج نہ دکھلائے جائین، وہ رسمِ بد کی قباحت نہین سمجھ سکتی، گوجرون مین علم وفن کی کمی ہوگئی ہے، ان کے اعداد شمار مین جہان تک میرا علم ہے، جاہلون کی تعداد بہت زیادہ ہے،

Collection Of Advocate Showkat

فصل یازدہم

خاندیش کے ریوا کنبے گوجروں کے رسوم شادی،

اِن کے مراسمِ شادی عجیب و غریب ہیں، فریقین منجم (ستارہ شناس) کے کہنے پر شادی کی تاریخ مقرر کرتے ہیں، شادی کی پانچ رسمیں مشہور ہیں، اول ہلدی ملنا، دویم : سیمنت پوجن، سوم : ہتیل اور مصافحہ کرنا، (ہاتھ جوڑنا) گانٹھ آگ کی پرستش، جس کو چیرو کی بھوری کہتے ہین، چہارم : سن لکھ، ساس اپنی بہو پر نقدی وغیرہ نثار کرتی ہے، پنجم : جھل، برہمنوں کو ٹوکروں مین کپڑے رکھ کر دیے جاتے ہین ہر ایک رسم کے ساتھ دعوت لازمی ہے، ان مین سے دو دعوتین تیسری اور پانچوین جو بڑے پیمانہ پر ہوتی ہین، دلھن کا باپ دیتا ہے، ہلدی ملنے کی رسم دولھا اور دلھن کے گھر مین الگ ادا کی جاتی ہے،

ایک اور بدعت عمل مین آتی ہے، دولھا کو لکڑی کے تختے پر بٹھایا جاتا ہے، اور اسکے سامنے پانچ لکیرین کھینچی جاتی ہین، اور اُن پر آٹا یا چونہ ڈالا جاتا ہے، اور ان کے اندر تانبے کا پانی بھرا ہوا برتن، (جس پر ایک ناریل اور پانچ پان کے پتے ہوتے ہین،) رکھا جاتا ہے، پانچ عورتین دولھا کے گرد حلقہ باندھتی ہین، اور برہمن منتر پڑھ پڑھ کر پانی مین سپاری ڈالتا جاتا ہے، یہ گن پتی دیوی کی پرستش کہلاتی ہے، جس سے دولھا اور دلھن کے لئے عافیت و آسایش کی دعا مانگی جاتی ہے، اس کے بعد پانچ عورتین، پانچ طشتریان (جنمین چاول، ہلدی اور سرخ رنگ ہوتا ہے،) لیکر گیت گاتی ہوئی دولھا کے چہرے پر ہلدی مل کر، سرخ رنگ کا تلک لگاتی ہین، اور تلک پر چند چاولوں کے دانے چسپان کرتی ہین، اس رسم مین تمام گاؤن کے لوگ جمع ہوتے ہین، اور تمسخر ہوتا ہے، اس کے

بعد برہمن دولھا کو خاندان کی دیوی کے پاس لیجاتا ہے، اور اس کی پرستش کراتا ہے، اس رسم مین برہمن کو دو چار آنون تک دیا جاتا ہے، اس کے بعد برات کی تیاری ہوتی ہے، رتھون مین عمدہ بیل جوتے جاتے ہین، جن کے گلون مین خوبصورت ھار اور پیرون مین گھنگرو ڈالے جاتے ہین، تمام رشتہ دار، دوست احباب، ڈوم، گویئے، پروہت برات مین شامل ہوتے ہین، اور باجے گاجے شان وشوکت سے ساتھ بارات اس طرح روانہ ہوتی ہے، جس طرح کوئی شاہی لشکر کسی مہم پر روانہ ہو، جب دلھن کے گاؤن کے قریب برات پہنچتی ہے، تو مروتی کے مندر مین جو گاؤن کے باہر ہوتا ہے، سمانتی کی رسم ادا کی جاتی ہے، پھر لوگ وہان ٹھہر جاتے ہین، اور گاؤن کی برادری کے سب لوگ برات کا استقبال کرتے ہین، اور دولھا سے آگے کپڑے اور انگشتری پیش کی جاتی ہے، دولھا کا کوئی وارث اون کو اوٹھا لیتا ہے، بدستور سابق دولھا کو تخت پر بٹھا کر برتن اور پان کے پتے رکھکر گن پتی کی تعریف مین برہمن منتر پڑھتا ہے، یہ رسم پہلی دفعہ دولھا کے گھر ادا کی جاتی ہے، دوسری دفعہ اس وقت جب بارات دلھن کے گاؤن سے قریب پہنچتی ہے، اس کے بعد دلھن کا باپ دولھا کو کپڑے اور انگشتری پہناتا ہے، جو پہلی دفعہ پیش کئے گئے تھے، داہنے پاؤن مین کڑا چاندی کا پہنایا جاتا ہے، دولھا کا باپ دلھن کے باپ کو کپڑے دیتا ہے،

پچنا کنبنے گوجرون مین ایک اور رسم ہے، کہ ناریل جس پر ایک سنہری پان کا پتہ رکھتے ہین جس کو بیگد کہتے ہین، نوشہ کے ہاتھ پر رکھا جاتا ہے، تلولا گوجر، اور ڈور کنبون گوجرون مین ناریل کی بجائے نوشہ کو چاقو ملتا ہے، اس کے بعد برات گاؤن مین داخل ہوتی ہے، اور دلھن سے گھر کے سامنے ایک خیمے یا مکان مین دولھا کو اوتارا جاتا ہے، اور گاؤن کے لوگ دولھا کو دیکھنے سے لئے جمع ہو جاتے ہین، اور باقی برات سے لوگ مختلف مکانون مین جہان اون کے قیام کا انتظام ہوتا ہے، چلے جاتے ہین، اور سسرال کی عورتین اور لڑکیان دولھا کے پیچھے پڑ جاتی ہین، اور کچھ دعائیہ اور کچھ اوسکی مذمت کے گیت گا کر اوسکو چھیڑتی ہین،

تزویج کی رسم

ایک مربع چبوترہ پر دو۲ چوکیان رکھی جاتی ہین، اور اون کے درمیان کپڑے کا پردہ لٹکایا جاتا ہے، ایک طرف دولھا اور دوسری طرف دُلھن آکر بیٹھتی ہے، برہمن (نکاح خوان) کوٹھے کی چھت یا کسی درخت پر چڑھ کر غروب آفتاب کا انتظار کرتا ہے، جب آفتاب نصف غروب ہوجاتا ہے، تو برہمن تالی بجاتا ہے، اور بلند آواز سے کہتا ہے کہ ہوشیار ہوجاؤ، (مراد یہ کہ تزویج کا وقت آگیا) برہمن آفتاب غروب ہونے پر اُتر آتا ہے، تب پردہ اوٹھایا جاتا ہے، لڑکی کا کوئی وارث، باپ یا چچا یا بھائی، لڑکی کا ہاتھ دولھا کے ہاتھ مین دیتا ہے، یہی ایجاب وقبول ہے، برہمن اوس وقت اپنا ہاتھ ان دونون کے ہاتھ پر رکھکر کچھ منتر پڑھتا ہے، اسکے بعد پان کے نو پتے نو کھجورین ۹ ناریل رکھکر دولھا دُلھن گنپتی دیوی کی پرستش کرتے ہین، اس حالت مین دولھن کا باپ انکے ہاتھون پر پانی ڈالتا ہے، اس سے کنیادون کی رسم مکمل ہوجاتی ہے، اس کے بعد دولھا دلھن کا ہاتھ چھوڑ دیتا ہے، اور برہمن دولھا کا دامن دولھن کے دامن سے باندھ دیتا ہے، اور کپاس یا کسی اور درخت کی چند سبز شاخون پر تیل یا گھی ڈالکر جلاتا ہے، جب آگ بھڑک جاتی ہے تو دولھا اور دلھن آگ کے گرداگرد سات بار گھومتے ہین، اس کے بعد وہ مکان کے اندر جاکر اپنی قوم کے دیوتا کی پوجا کرتے ہین، جب پوجا سے فارغ ہوتے ہین، تو ان کو پھر آمنے سامنے چوکیون پر بٹھایا جاتا ہے، اور اون کے سامنے کھانے کا طشت رکھا جاتا ہے، اور وہ ملکر کھاتے ہین، کھاکر دونو آپس مین تمسخر کرتے ہین، ہلدی، ناریل کے ٹکڑے ایک دوسرے پر پھینکتے ہین، ایک دوسرے کے منہ سے پان چھینتے ہین، یہ سب امور اس لئے رسوم مین داخل کئے گئے ہین، تاکہ ان کا حجاب دور ہو اور اون کی محبت بڑھے، ان رسوم کے بعد برات رخصت ہوتی ہے، دولھا کلغی لگا کر گھوڑے پر یا رتھ مین سوار ہوتا ہے، اور برات کے سوار و پیادے باترتیب اوسکے پیچھے چلتے ہین، عورتین گاتی ہین، شادیانے بجتے ہین، آتشبازی چھوٹتی ہے، اسوقت یہ معلوم ہوتا ہے، کہ کوئی لشکر کسی مہم یا ملک کو سر کرنے کے بعد واپس جارہا ہے، جب دولھا

دلھن کو لیکر گھر آتا ہے، تو اوسکی ماں رونمائی کی رسم ادا کرتی ہے، اور اپنی بہو کو چند روپئے دیکر اوسکا منہ دیکھتی ہے، پھر دولھا اور دلھن کو چوکیون پر بٹھایا جاتا ہے، اور اون کے آگے مٹھائی کی ٹوکریان کپڑے، زیورات پیش کئے جاتے ہین، اور اس وقت برہمن پھر دولھا دولھن سے گن پتی کی پرستش کراتا ہے، اس کے بعد دولھا کی ماں اپنی انگلی مین شکر لگا کے بہو کے منہ مین ڈالتی ہے، یہ فال اس امر کی ہے، کہ ہمیشہ اس کا منہ میٹھا رہے، یعنی اس کی کل مرادین حاصل ہون، اور وہ مسرور رہے، اس کے بعد دلھن کو زیور اور کپڑے پہنائے جاتے ہین، اور دیگر رشتہ دارون کو حسب مراتب خلعت ملتے ہین، اس کے بعد عام دعوت دیجاتی ہے، اور ایک بڑی ٹوکری (جسکو جُھل[لہ] کہتے ہین، اور اسمین ایک کپڑا، نو کھجورین، نو ناریل، نو ہلدی کی گانٹھین، اور کچھ چاول اور نشاستہ کی نو پنیان (لڈو) ہوتی ہین،) لائی جاتی ہے، دولھا اور دلھن اس کے گرد پانچ چکر لگاتے ہین، اور برہمن کچھ پڑھتا ہے، اور ٹوکری کی اشیا، برہمن کی نذر کیجاتی ہین اسکے بعد بھانڈون، میراسیون اور کمین لوگون کو جنھون نے شادی مین کام کیا ہو، انعام دیکر رخصت کیا جاتا ہے،

شادی کے مصارف حسب حیثیت ۱۰۰ روپیہ سے دو ہزار تک عموماً ہوتے ہین، اسکے بعد سب براتی رخصت ہوتے ہین، یہ نہایت شاندار تقریب ہوتی ہے، ایک طرف لڑکیان الوداعی گیت گاتی ہین، دوسری طرف بھاٹ اور نائی وغیرہ جسکو دولھا کی پارٹی انعام وخیرات دیتی ہے، بہ آواز بلند دعائین دیتے ہین، کوئی رتھ مین بیل لگا رہا ہے، کوئی رتھ پر سوار ہو کر جا رہا ہے، ایک دوسرے کی دعا وسلام کا شور ایک ہمہمہ پیدا کر دیتا ہے، جس سے تمام گاؤن گونج اٹھتا ہے،

* * *

[لہ] جھل ہندی لفظ اصطلاحی ہی،

Collection Of Advocate Showkat

فصل دوازدہم

گوجروں کی سپاہ گری

یورپین فوجی افسرون کو اسوجہ سے کہ گوجرون کی کوئی علٰحدہ فوج یا رسالہ نہین تھا عرصہ تک اس قوم کی بہادری و محنت سے لاعلمی رہی، اور اس قوم کے جو نوجوان فرداً فرداً بھرتی ہوتے تھے، وہ دوسری قومون کے سردارون کے ماتحت کام کرتے تھے، یورپ کی جنگ عظیم کے دوران مین ہمارے عہدہ کے متعلق رکروٹنگ افسر کے فرائض بھی تھے، ہم نے مختلف قسم کے ہزاردن سپاہی بھرتی کئے، مختلف چھاونیون مین جانے سے ہمین معلوم ہوا، کہ دیسی افسران فوج جیسا کہ اپنی قوم کے نوجوانون سے ہمدردی رکھتے ہین، غیر قومون کے جوانون کے ساتھ نہین رکھتے۔ اور یہ ایک قدرتی بات ہے، اس کو کسی اور امر پر مبنی نہین سمجھا جا سکتا، اپنی قوم کے سپاہیون سے اگر کوئی بڑی غلطی یا فرو گذاشت ہو، تو اون سے چندان بازپرس نہین کیجاتی، مگر دوسری قوم کے سپاہیون کو ذرا ذرا سی غلطی پر ٹوکا جاتا ہے، انہین ذرا بھی تک نہین، کہ جو گوجر نوجوان فوج مین فرداً فرداً بھرتی ہوتے تھے، ان کی ہمدردی و غمگساری کم ہوتی تھی، مشہور مثل ہے، کہ جگر جگر است و دگر دگر است" گوجر سپاہیون کی غلطیون کی رپورٹ اعلیٰ افسرون تک پہنچائی جاتی تھی، ایسی صورت مین گوجر نوجوانون کے حوصلے پست ہو جاتے تھے، اور نیز دیسی افسر اپنے امیدوارون کو ترجیح دیکر پلٹن سے بھرتی کرا لیتے تھے، اور گوجر امیدوار محروم رہتے تھے، اور جو گوجر جوان ملازمت سے سبکدوش ہو کر گھر آتے تھے، وہ اپنی تکالیف کو بیان کرتے تھے جس سے نئے امیدوارون کے حوصلے پست ہو جاتے تھے۔ رفتہ رفتہ لوگون مین یہ مشہور ہو گیا، کہ گوجر جوان فوج مین بھرتی ہی نہین ہو سکتا، سینکڑون ایسی مثالین ہین، کہ گوجر نوجوانون نے اپنی ذات بدل کر فوج مین جگہ حاصل کی، چونکہ وہ فطرۃً جوہر شجاعت و قابلیت سپاہگری رکھتے تھے، اعلیٰ فوجی عہدون پر فائز ہوئے اور بعض اپنی اصلی ذات گوجر ہی لکھوا کر سپاہیون مین داخل ہو گئے اور اعلیٰ

Collection Of Advocate Showkat

منصب پر پہنچ گئے، سب سے اول سمالی لینڈ کی جنگ مین گوجر رجمنٹ نے خطرناک موقعہ پر آتشین چادرون کے درمیان پہنچ کر ایسی بہادری دکھلائی کہ اعلیٰ افسران فوج اپنی غلطی پر متاسف ہوئے محاربہ سمالی لینڈ مین گوجرون نے اس غلط فہمی کے نقش کو جو انگریز افسران فوج کے دلون مین ماتحت افسرون کے کہنے پر قائم ہوگیا تھا، مٹایا، یعنی گوجر نوجوانون کو عام طور پر بھرتی کرنا شروع کیا گیا، مگر کوئی خاص رسالہ یا رجمنٹ اون کے نام پر قائم نہ ہوئی، جنگ عظیم مین اونکی جدید رجمنٹین، چونکہ جنگ ختم ہوگئی، اور ضرورت نہ تھی، تخفیف کیگئین، بعض افسران فوج نے لکھا ہے، کہ گوجر اسلئے پیچھے رہ گئے کہ انکا کوئی بارسوخ نمائندہ نہ تھا، جو اون کی ہمدردی کر کے ان کو آگے بڑھاتا، ہم اس کو تسلیم نہین کرتے، کہ گوجرون مین کوئی معزز بارسوخ شخص نہین ہے، ہر ایک ضلع مین بڑے معززین قوم ہین، البتہ اس کوتاہی کو تسلیم کرتے ہین. کہ قوم مین تنظیم نہین ہے. یہان تک کے ایک ضلع کے گوجرون کی دوسرے ملحقہ ضلع مین کچھ زیادہ راہ و رسم اور رشتہ داری نہین ہے، اور قوم کا کوئی ایسا جان نثار بر سر کار نہین آیا، جو اپنی درماندہ قوم کو اٹھائے اور بڑھائے، وہ لوگ جن کا حکام سے کچھ تعارف تھا اپنی ذاتی اغراض کے حصول مین اس حد تک منہمک رہے، کہ وہ اپنے قریبی رشتہ دارون کی بھی امداد نہین کر سکے، اگر کوئی قومی کام ان سے ہوا تو در حقیقت اس لئے ہوا، کہ وہ اس کے ذریعہ سے اپنی ذات کیلئے کچھ حاصل کر سکین،

ع:- این ہمہ از پئے آنست کہ زر میخواہد،

ہماری قوم کا علیحدہ رسالہ یا فوج نامزد نہ ہونا اتنا بڑا نقصان ہے، کہ اس کی تلافی نہین ہو سکتی ہمارا دل پارہ پارہ اور جگر چاک چاک ہوتا ہے، جب انگریزون کے سابقہ ریمارکس مین پڑھتے ہین کہ گوجر کچھ اچھا سپاہی نہین ہوتا. اس سے زیادہ ہم پر اور کیا ظلم و ستم ہو سکتا ہے، کہ ایک حقیقت کو روز روشن مین چھپایا گیا ہے، ہماری اس تاریخ کے پڑھنے سے معلوم ہوگا، کہ گوجر کون ہین، اور اون کی ہستی کیا ہے. اس تاریخ مین ہم نے یورپین مورخین کی تحقیقات کے نتائج درج کئے ہین، تا کہ انگریز افسرون کو معلوم ہو، کہ ہمارا دعویٰ یورپ کے مستند مورخین کی تحقیقات پر مبنی ہے، اسی قرن مین سکون اور کتبون کے صحیح معنی سمجھنے سے یہ امر ثابت ہوگیا ہے، کہ گوجر ایک شاہی قوم ہے، اور اون کے بادشاہ ہندوستان مین مختلف علاقون پر حکمران رہے ہین، مہر بھوج، کنشک، مہرکل، الکھان، وسلاطین گجرات وغیرہ وغیرہ گوجر تھے، جن کی سلطنت کا دائرہ بہت وسیع تھا، ملاحظہ ہون بادشاہان مندرجہ بالا کے حالات، یہ عجیب بات ہے، کہ جس قوم نے

ہزار سال تک بادشاہت کی ہو، آج اوس کے فرزندون کو سُست سپاہی کا خطاب ملتا ہی، سونا اور عود اپنی کان اور جنگل مین کوئی قیمت نہین رکھتے لیکن جب وہ باہر نکلتے ہین، تو اون کی قیمت بڑھتی ہے، ایسا ہی اس قوم کی مثال ہے، عند الرھان تعرف السوابق گھوڑدوڑ مین تیز گھوڑون کی شان ظاہر ہوتی ہے،

یورپین و دیگر مورخین گوجرون کی نسبت لکھتے ہین کہ اونھون نے بادشاہان دہلی اور شہاب الدین غوری اور سلطان محمود سبکتگین کے محاربات مین بہادرانہ و غیرتمندانہ مقابلہ کیا، اور یہ بھی لکھا ہی، کہ ایک ضلع کے گوجرون نے سرکار انگریزی کے فوجی دستون کو ایام غدر مین اون کی چوکیون سے بیدخل کر دیا، اگرچہ اونھون نے دوسرے لہجہ مین یہ واقعات بیان کئے ہین، مگر ہم ان امور کو اون کی بہادری و اولو العزمی کے شواہد مین پیش کر سکتے ہین، اگر یہ شہادتین صحیح ہین، تو بعض فوجی افسرون کا لکھنا، کہ گوجر اچھا سپاہی نہین ہوتا، دروغ گوئی بر روئے من، کی مثال ہے، اگر ہندوستان مین کوئی مسلّمہ جنگی قوم ہے، تو گوجر ہین، برہمنون نے اپنی حکومت کے مستحکم کرنے مین گوجر نوجوانون کو کوہ آبو کے اگنی کنڈ سے پوتر (پاک) کیا، جنھون نے اپنی شجاعت کا ثبوت دیا، مقام تعجب ہے، کہ آج اون کی اولاد، بندوق اوٹھانے کے لائق نہین سمجھی جاتی ہے، ہان اگر یہ خیال ہو کہ گوجر شورہ پشت ہین، جو بادشاہان وقت کا مقابلہ کرتے ہین، اور اس حیثیت سے اون کو فوج مین جگہ نہین مل سکتی، تو یہ اور بات ہے، لیکن یہ تہمت کہ گوجر، برا اور ناقابل سپاہی ہوتا ہے، ہمارے تن کو آگ لگا دیتی ہے، جنگ عظیم مین جس قدر گوجرون نے خدمات انجام دی ہین، ان کے برابر اور کوئی دوسری قوم جان نثاری و شجاعت کا دعویٰ نہین کر سکتی، اونھون نے ہر ایک معرکہ مین یہ ثابت کر دیا ہے، کہ وہ نہ صرف بہادر ہین، بلکہ وفادار بھی ہین، انگریزون کو ہند مین حکمرانی کرتے ہوئے سو سال کا عرصہ ہو چکا ہے، مگر ابتک وہ اقوام ہند کی سپاہگری کا اندازہ نہین لگا سکے اور یہ ہماری قوم کے لئے کچھ کم صدمہ نہین ہے، اور اگر ہماری کسی جماعت نے کسی جگہ بادشاہان دہلی، یا سرکار انگریزی کا مقابلہ خاص حالات مین کیا ہے، تو اس سے تمام قوم پر یکسان حکم نہین لگایا جا سکتا، اور نیز جن قومون نے ہم سے زیادہ مخالفت کی تھی، اون کو تو برابر فوج مین بھرتی کیا جاتا ہے، اس تاریخ نے بہت بڑا کام یہ کیا ہی، کہ گوجر قوم کی بہادرانہ و مدبرانہ خدمات فوجی و ملکی کے بارہ مین مسلّمہ شہادات و واقعات پیش کئے ہین، اور غلط فہمیون کو مٹا دیا ہے، کاش کہ آزاد انگریز فوجی افسرون کی رائے کی تنقید کیجاتی، عیان را چہ بیان،

بعض مورخین یورپ لکھتے ہین، کہ گوجر سپاہی، خوبصورت، سرو قامت، روئین تن ہوتا ہے، اوسان خواص کی نسبت کسی کو اختلاف نہین ہے، کیا سپاہ گری کے یہ اولین اوصاف نہین ہین؟ ہمارے جوان ہر ایک جگہ لڑتے لڑتے یا تو کامیاب ہوتے ہین یا بہادرانہ موت سے مرکر نام پیدا کرتے ہین، اس اتہام کی وہی وجہ ہے جو اوپر بیان کی گئی ہے، کہ غیر اقوام کے سردارون کے ماتحت اون کو چھاؤنیون مین کام کرنا پڑتا ہے، جو اُن کو تھوڑی بات پر ناقابل ثابت کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہین، مگر میدان جنگ مین سب سے زیادہ ان کا جوہر شجاعت چمکتا ہے جس سے رفتہ رفتہ وہ قدیم خیال دور ہوگیا ہے، اور یہ حقیقت کہ گوجر بہترین سپاہی ہوتا ہے، آشکارا ہو چکی ہے، جس کا یہ ثبوت ہے، کہ کرنل منیکلے نے پورے تجربہ و تحقیقات کے بعد اہیر، جاٹ، گوجر کے خواص و اخلاق عامہ اور فوجی سپاہگری کی نسبت مدلل و معقول بحث کی ہے، اوسکی کتاب اہیر، جاٹ گوجر طبع شدہ ہے، وہ گوجرون کے خواص کے عنوان کے ماتحت حسب ذیل رائے لکھتا ہے:۔

گوجر بڑے محنتی، ہوشیار، بُردبار، دلیر، سخت طبیعت کے سپاہی ہوتے ہین، اور سپاہیانہ مزاج کے باعث سپاہگری کے فن کے لئے نہایت موزون ہین لیکن تعلیم کے لحاظ سے بہت پیچھے ہین، اہیر اپنے جاٹ گوجر بھائیون کے مقابلہ مین زیادہ تعلیم یافتہ ہین، اس کے بعد اخلاق اقوام کے ذیل مین کرنل موصوف تحریر کرتا ہے:۔

دیگر اقوام کے مقابلہ مین جاٹ، گوجر، اہیر عیش پرستی سے مستثنیٰ ہین، اُن کا اخلاق اعلیٰ درجہ کا قابل تعریف ہے، دختر کشی کا رواج گوجرون مین بالکل نہین ہے، اگرچہ ان کی نظر مین لڑکیون کی منزلت لڑکون کے برابر نہین ہے، تاہم وہ لڑکیون کی کافی عزت و احترام کرتے ہین، اور اُن کو محبت کی نگاہ سے دیکھتے ہین، وہ اپنے آپ کو ستھرا رکھتے اور صاف لباس پہنتے ہین، برہمنون اور راجپوتون سے دوسرے درجہ پر ہین، باقاعدہ غسل و مسواک کرتے ہین، اور حجامت بنواتے ہین، نوجوان گوجر کشتی لڑنے اور مگدر ہلانے کے بہت شوقین ہوتے ہین، اور دیگر کھیلون مین (جن سے طاقت و توانائی و ریاضت بدنی کا امتحان ہوتا ہے،) بڑے شوق سے شامل ہوتے ہین،

ایک فوجی اعلیٰ افسر کی یہ رائے ثابت کرتی ہے، کہ گوجر ایک اچھا سپاہی ہے، اسی کتاب مین کرنل منیکلے اپنی مجبوری بھی ظاہر کرتا ہے، ملاحظہ ہو اسکی کتاب کا دوسرا باب، گوجرون مین کافی تعلیم یافتہ اور معزز اشخاص کم ہین، اس لئے براہ راست ان کو کمیشن نہین ملسکتا افسرون کے لئے گوجرون کو اعلیٰ عہدون پر ترقی دینے مین تکلیف کا سامنا ہوتا ہے، ورنہ اُن کی

بہادری مین جیسا کہ سمالی لینڈ کی جنگ مین ثابت ہوچکا ہی، کچھ شک و شبہہ نہین ہی.
(مؤلف) مین پہلے ہی لکھ چکا ہون، کہ گوجر قوم کے معزز نمایندے ہر ایک ضلع مین کافی
ہین، لیکن چونکہ وہ اپنی درماندہ قوم کے لئے افسرون کی خدمت مین سفارشین کم کرتے ہین،
اس لئے کرنل مینگلے اس امر کے فرض کرنے مین حق بجانب ہین، کہ اس قوم کا کوئی نمایندہ بارسوخ
نہین ہے، اگرچہ اب اس قوم مین کافی تعداد گریجوائٹون کی ہے، اور بہت وکلا، اور بیرسٹر
اور رای، اے۔ سی، اور تحصیلدار و افسر پولیس ہین، تاہم بمقابلہ مردم شماری کے ان مین تعلیم
کی بہت کمی ہے، گوجر نوجوان انٹرنیس اور مڈل تک تعلیم یافتہ کثرت سے ہین، مگر فوج
مین اون کو بہت کم جگہ ملتی ہے، وہ طریقۂ تعلیم اور پٹواری کا امتحان دے کر اعلیٰ نمبرون مین
پاس ہونے کی وجہ سے اسکولون اور محکمۂ مال اور دفتر کے کلارکون مین ملازمت حاصل
کر لیتے ہین، اور کچھ پولیس مین بھرتی ہوجاتے ہین، اور ہم دیکھتے ہین، کہ مدرسون اور پٹواریون
اور پولیس کے زمرہ مین اچھے اچھے معزز گھرانون کے جوان، جو ہر طرح سے فوجی ملازمت
کے قابل ہین، گمنامی کی حالت مین اوقات بسر کر رہے ہین، اگر یہ نوجوان فوج مین بھرتی
ہون، تو قوم کی عزت و شوکت بڑھتی ہے، تاریخون سے ثابت ہوتا ہے، کہ ہر زمانہ مین
گوجر بالعموم فوجی ملازمت مین برابر حصہ لیتے رہے ہے، اکبر بادشاہ کے وقت گوجرون کے دس
ہزار سوار، اور چالیس ہزار پیادہ سپاہی، ہر وقت جنگ کے لئے چھاونیون مین پابرکاب
و شمشیر بدست رہتے تھے، ملاحظہ ہو آئین اکبری جلد ۳ صہ ۱۴۲.

اس امر کی ضرورت ہے، کہ ہمارے نوجوان کثرت کے ساتھ فوجی ملازمت مین داخل ہون
اور شرف امتیاز حاصل کرین،

اس وقت بھی گوجر قوم کے افسران فوج کافی تعداد مین ہین اور کئی پنشن پا چکے ہین،

ہمارے معززین سول اور ملٹری کے عہدہ دارون کا فرض ہے، کہ وہ ایک باقاعدہ
انجمن بنائین، اور بلا لحاظ مذہب و ملت سب معززین قوم کو جمع کر کے اپنی ترقی کی تجاویز
سوچین، اگر قوم ترقی کرے گی، تو ہر ایک فرد کی ترقی ہوگی، ہم نے اپنی قوم کے
سول اور ملٹری عہدہ دارون کی فہرست مرتب کی ہے، جو تکمیل کے بعد علحدہ طبع
کرائی جائے گی،

ہم نے جو کچھ لکھا ہے، ایک حقیقت کا اظہار کیا ہے، کیونکہ قوم گوجر کی شجاعت و

Collection Of Advocate Showkat

بہادری مین کسی قسم کا شک وشبہ نہین ہے. ہم اس عنوان کو ذیل کے شعر پر ختم کرتے ہین:۔ ؎

فَلَسۡنَا علی الاعقاب تَدۡمی کلومِنا،
وَلٰکِنۡ علی اَقدُامِنا یقطرُ الدَّمَا،

ہم وہ نہین ہین، کہ ہمارے زخمون کا خون ایڑیون پر گرے. (یعنی ہم بھاگ کر پیٹھ پر زخم نہین کھاتے.) بلکہ ہم وہ بہادر ہین، کہ ہمارے زخمون کا خون پاؤن پر گرتا ہے، (یعنی دشمن کے بالمقابل ہو کر لڑتے ہین،) اور ہمارے زخم مُنہ کی طرف ہوتے ہین، نہ کہ پیٹھ کی طرف،

فصل سیزدہم

گوجرون کی زراعت

گوجر قدیم زمانہ مین فرمانروائی اور حکمرانی کے ساتھ ساتھ زراعت کی طرف بھی خاص توجہ رکھتے رہے ہین، جو جو گروہ آئے اپنے راجاؤن کے لشکر مین سلاح بردار تھے، وہ اپنے ہاتھ سے کاشت بھی کرتے تھے، گویا سپاہ گری اور زراعت دونون مین مشہور تھے،

ڈاکٹر کلھارن نے راجہ متھان دیو کے کتبہ مین جو پرہار قوم کا گوجر راجہ تھا، ایک گاؤن کے عطیہ کا ذکر کیا ہے، یہ گاؤن گوجرون کے زیر کاشت تھا جس سے ثابت ہوتا ہے، کہ گوجر قدیمی کاشتکار ہین، (دیکھو مسٹر بھنڈارکر ایم اے کا مضمون،) اور یہ ہر طرح سے ثابت ہے، کہ قدیم زمانہ مین ریاست الور کی سرزمین سب کی سب گوجرون کے زیر کاشت تھی، اور ایسا ہی پنجاب کے قدیم ٹیلے اور جدید آبادیان گوجرون کے نام پر مشہور ہین، اضلاع پنجاب و یوپی مین گوجرون کا زیادہ تر ذریعۂ معاش زراعت ہے، گورنمنٹ کی کوئی نئی آبادی پنجاب مین ایسی نہین ہے جہان گوجرونکا عنصر موجود نہ ہو، کل کی بات ہے کہ نواب محمود خان گوجر کٹھانہ نے ڈیرہ غازیخان اور مظفر گڈھ کے غیر آباد جنگلون کو نہرون اور کنوؤن سے آباد کیا جس کا تذکرہ اب تک ان اضلاع کے جغرافیون مین ہو رہا ہے، انتظام آبادی و کاشت تو گوجرون کا خاصۂ طبیعی ہے موجودہ زمانہ مین تو گوجر کاشتکاری اور فن زراعت مین سب قومون سے سبقت لیگئے ہین، خصوصًا باغات کے لگانے مین اون کی مہارت مسلم ہے، اور نہرون اور تالابون کی تعمیر مین اُن کی شہرت کا تذکرہ بالعموم تاریخون مین پایا جاتا ہے، پہاڑون کی ڈھلوانون مین چھوٹے چھوٹے کھیت بنا کر کاشت کرنا گوجرون کی ایجاد ہے،

Collection Of Advocate Showkat

فصل چہاردہم

گوجرون کی تجارت

تاریخون سے ابتدائی زمانہ مین گوجرون کے بعض گروہون کا تجارت پیشہ ہونا ثابت ہوتا ہے، مگر بہت ہی کم، کسی زمانہ مین اُن کے بعض گروہ کشتیون کے ذریعہ زنجبار، عرب، ہرمز، وغیرہ مختلف ملکون مین جاکر تجارت کرتے تھے، اب بھی ایک گروہ سندہ کا جو درحقیقت گوجر ہین، مگر اب وہ اپنے آپ کو گوجر نہین کہتے، روس اور ایران مین ہر قسم کی دکانین رکھتے ہین، اس زمانہ مین گوجرون کا نشتریان خاندان خاص طور پر تجارت کرتا ہے، عام طور پر اس قوم مین یہ بہت کمی ہے کہ تجارت سے بے بہرہ ہین، اگر کسی کسی جگہ کے مثلاً ضلع گجرات وجہلم کے بعض اشخاص انگلینڈ، امریکہ وافریقہ جاکر تجارت کرتے ہین، تو وہ اس قدر قلیل ہین کہ نہ ہونے کے برابر ہین، اسمین مسلمان، سکھ، ہندو، گوجر سب برابر ہین،

* * *

Collection Of Adevcate Showkat

فصل پانزدہم

گوجر کہاں آباد ہیں

اس زمانہ مین کثیر التعداد گوجر ہندوستان کے شمال مغربی حصہ مین سندھ سے گنگا تک اور کوہستان ہزارہ سے گجرات تک پھیلے ہوئے ہین، بنگال بھی کسی زمانہ مین گوجرون کا مرکز تھا، مگر اب وہ دوسری ذاتون مین تبدیل ہو گئے ہین، دریائے گنگا اور جمنا کے کنارون کے ساتھ ساتھ اور ضلع سہارنپور مین جو کسی زمانہ مین گجرات کے نام سے موسوم تھا، گوجرون کی تعداد زیادہ ہے، جانب مشرق علاقہ بندھیل کھنڈ کی ایک چھوٹی سی ریاست سمتھر مین اور گوالیار کے ایک شمالی ضلع مین جسے آج تک گوجر گڑھ کہتے ہین، گوجر کافی تعداد مین آباد ہین، ریاست رام پور اور بندھیل کھنڈ مین گوجرون کی بہت تعداد ہے، ہندو اور مسلمان دونون قسم کے گوجر پائے جاتے ہین، خاص رام پور مین ایک بہت بڑا محلہ گوجرون کا ہے جسکو گوجر ٹولہ کہتے ہین،

مشرقی راجپوتانہ مین اون کے چھوٹے چھوٹے گروہ وسیع علاقہ مین پھیلے ہوئے ہین، مگر ریاستہائے غربیہ اور گجرات کی طرف آبادی کا زیادہ حصہ اقوام گوجر کا ہے، دہلی سے جانب جنوب راجگان ریواڑی گوجر ہین، پنجاب کے جنوب مین اون کی آبادی تھوڑی ہے، مگر شمالی اضلاع پنجاب مین اون کی تعداد زیادہ ہے، اور وہان کئی اضلاع انھی کے نام سے موسوم کئے جاتے ہین، مثلاً دوآبہ رچنا مین گوجرانوالہ، دوآبہ جچ مین گجرات اور دوآبہ سندھ ساگر مین گوجر خان، ضلع جہلم اور علاقہ حسن ابدال مین نیز ہزارہ مین تمام ضلع مین انکی آبادی کثرت سے ہے، پشاور سے سوات بنیر تک ان کی مسلسل و غیر مسلسل آبادی چلی جاتی ہے، ہزارہ کا تو نام ہی آئین اکبری مین ہزارہ گوجر ہے، ضلع ہزارہ کے تمام پہاڑون مین اور کشمیر اور پونچھ کے پہاڑون مین گوجر آباد ہین، چترال کی وادی شیشی کوہ اور پشگال مین ان کی آبادی کافی ہے، گجرات کاٹھیاواڑ تو گوجرون

کا مدت مدید سے مرکز ہے، (اگرچہ اس وقت اپنی ذات اونھون نے تبدیل کرلی ہے،)

گوجر تمام سمندر کے کنارے دور تک آباد تھے یہان تک کہ بیروت سے محاذی سمندر کا کنارہ بیچپی قوم گوجر کا مستقر تھا، اور اب یہ قوم کئی اور قومون مین مدغم ہوگئی ہے، وادی شیشی کوہ اور شغال مین گوجرون کے گروہ در گروہ موجود ہین، ریاست انبہ اور چترال مین بھی گوجر پائے جاتے ہین، کشمیر اور گوالیار تو گوجرون کا گھر ہے، ٹمسلا کے ارد گرد ڈیری شاہان کے قرب و جوار مین گوجر ایک غالب قبیلہ ہے، سندھ کے پرگنون چلاکس اور ملاس مین اور دریا کے مغربی ملحقہ علاقون مین اُن کی تعداد خاصی ہے، ہندوکش کے جنوبی علاقہ کا نام ہے کوجل کیونکہ گوجر وہان کثرت سے آباد ہین، بنگال مین بھی ابتداءً ایک بڑی جماعت گوجر مہاجرین کی جاکر آباد ہوئی تھی، اور اس مین شک نہین ہی کہ بنگال مین گوران کے نام کو تازہ کرتا ہے،

وسط ایشیا خوارزم آذربائیجان تو ان کا وصل وطن ہی، اور کسی اور جگہ ہم نے بیان کیا ہے کہ دریائے ہلمند کے کنارہ پر گورجستان، گوجر خاشی، دو مشہور مقام ہین، گوجر خاشی ہیستان کی ٹرک پر واقع ہے، اور گورجستان تاریخی مقام ہے، جسکی دس ہزار برس کی تاریخ ہے، اور کابل کے علاقہ مین گرجانی ایک گاؤن ہے، جسمین کبھی گوجر آباد تھے، دوسرے ممالک، روس، چین، ترکستان، ایران تبت، گلگت مصر وغیرہ مین گوجر آباد ہین، بحیرۂ خزر تو اب تک خزر (گوجر) کے نام پر مشہور ہے، گوجر آبادی کی فہرستون سے ان کی تعداد بالتفصیل معلوم ہوسکتی ہے،

Collection Of Advocate Showkat

فصل شانزدہم

گوجر قوم کی آبادی

اس سے کسی کو انکار نہین ہو سکتا کہ جب کوئی قوم کسی مقصد کیلئے انتقالِ مکانی یا ہجرت کرتی ہے، یا دوسرے ملک پر حملہ آور ہوتی ہے، تو اس کا ایک حصہ اصلی مقام مین مقیم رہتا ہے، ہم پہلے بیان کر آئے ہین، کہ گوجر وسط ایشیا سے آئے اس لئے وسط ایشیا مین ابتک یہ قوم موجود ہے، دریار سے بلند پر دو علاقے ہین گرجستان اور گوجر خاشی موجود ہین، اور غزنی کے پاس بھی گوجرون کے ایک گاؤن گرجستان کا پتہ ملتا ہے، گوجر خیل ایک قوم بھی سرحدی ممالک مین پائی جاتی ہے، یہ بھی اصولِ تمدن ہے، کہ جہان کسی قوم کا مرکز ہوتا ہے، اس کے اطراف مین وہ قوم کم و بیش پھیل جاتی ہے۔ اسلئے ہمارا یہ نظریہ کہ چین، روس اور دیگر ملحقہ علاقون مین بھی گوجر موجود ہین، ہر طرح سے صحیح ہے، جیسا کہ ہم نے روس اور چین اور دیگر ممالک کے گوجر کے تبدیل شدہ نامون کوسا، قادر، خزر وغیرہ کا ذکر کیا ہے، ایسا ہی ترکستان، کابل مین بھی یہ قوم پائی جاتی ہے، ممکن ہے، کہ انھون نے باتباع دوسری قوم کے اس زمانہ مین اپنا حسب و نسب تبدیل کر دیا ہو مگر اس مین شک نہین ہے، کہ ایک قوم گوجر خیل اب تک موجود ہے، ہم ان لوگون سے ملاقی ہوئے ہین، جیسا کہ کاغان و کشمیر اور پونچھ کے گوجرون کی ملاقات کا ہمین فخر حاصل ہے، ایسا ہی گوجر خیل کے لوگون سے ملکر ہمین خوشی حاصل ہوئی ہے۔

خوارزم، قسپین، آذربائجان، سیستان، ترکستان وغیرہ وغیرہ ہین، گوجر جرگون کا مقام رہا ہے اور اب بھی ہے،

سال، عرب پر گوجر قوم کا مسلط ہونا تو بہت پہلے سے معلوم تھا، ہمارے لئے قومی تحقیقات کا میدان بہت وسیع ہے، گورجستان کی ہزارون سال کی تاریخ ہے، اگر جنگ کابل نہ چھڑ جاتی تو

اس کے حاصل کرنے مین ہم کامیاب ہوجاتے۔ اس نظریہ کو بھولنا نہ چاہئے، کہ گوجر ترک ہین، جس سے گوجر قوم کی قیام گاہ کا پتہ آسانی سے مل سکتا ہے، اور نیز گوجر گوتون سے اون کے مستقر اور گذشتہ حال کی اطلاع مل جاتی ہے، یہ خیال گورجستان سے لیکر سنٹرل انڈیا تک ہماری رہنمائی کرتا ہی بلکہ سمندر کے ساحل تک،

بعض مورخین نے قوم بروئی اور ہزارہ کو بھی گوجر لکھا ہے، ہم نے مشہور گوتون کی تفصیل کسی اور جگہ درج کی ہے، یہ ایک حقیقت ہے، کہ وسط ایشیا سے لیکر پنجاب اور سنٹرل انڈیا، اور اس سے آگے سمندر کے ساحل تک کم وبیش اس قوم کی آبادی ثابت ہے، بعض بعض علاقون مین یہ قوم دوسری قومون مین مل جل گئی ہے، یا اون نے کوئی دوسرا گوت اختیار کر لیا ہے، چوہان، پرمار، پریہار، سولنگی، تنور گھلوت بلا شک وشبہہ گوجر ہین، لیکن اپنے آپ کو راجپوت لکھواتے ہین،

گوندل اور اوس کی تمام شاخین چوہان ہین، وہ جاٹون مین شامل ہوگئے ہین،

گجرات کاٹھیاواڑ مین جہان گوجر قوم کی سلطنت تھی، لاکھون کی تعداد مین گوجر آباد تھے، لیکن اب اون کی تعداد بہت ہی کم ہوگئی ہے کچھ تو بوجہ قحط شمال کی طرف ہجرت کر گئے ہین، اور بعض افراد نے دوسرے پیشے زرگری، معماری وغیرہ کے اختیار کر لئے، ان کی ذات اسی پیشہ سے مشہور ہوگئی، یہان تک کہ یہ لوگ گوجر کے لفظ کو بھی بھول گئے، ورنہ اس قدر وسیع ملک جس کا نام گوجر کی سلطنت کی وجہ سے گجرات ہوگیا تھا، گوجر کی کثرت سے کیون خالی نظر آتا،

ہمارے بعض ہم قوم بھائی اس وجہ سے کہ گوجر قوم کی عظمت وشوکت سے واقف نہین ہین، یا اس خیال سے کہ بعض گزیٹر کے لکھنے والون نے گوجر قوم کی نسبت اچھے الفاظ نہین لکھے، یا یہ کہ شہرون مین رہنے والے گوجر شیر فروش ہین، گوجر قوم سے متنفر ہوگئے اور کہنے لگے، کہ دراصل ہم راجپوت تھے اس خلط مین آکر گوجرون کی رشتہ داری کی وجہ سے گوجرون مین شمار ہونے لگے ہین، اب یہ اپنے آپ کو مردم شماری مین گوجر نہین لکھواتے، اون کو نہایت غور سے تاریخ پڑھنی چاہئے، وہ گوجر رہ کر بھی راجپوت ہو سکتے ہین، کیونکہ اس تاریخ نے ثابت کر دیا ہے، کہ گوجر شاہی قوم ہے، اور راجپوت اور وہ (گوجر فی الجملہ) ایک ہی ہین، اور اون مین عموم خصوص من وجہ کی نسبت ہے، اور نیز اون کو ہم باادب سمجھاتے ہین، کہ بعض شہرون مین راجپوت اور کشتری بھی شیر فروش ہین جب یہ صورت ہے تو پھر وہ کس قوم مین شامل ہون گے، جس قوم مین شامل ہون گے، وہان یہی مشکل موجود ہے، اھ

اب تو گھبرا کے یہ کہتے ہین کہ مرجائین گے،
مر کے بھی چین نہ پایا تو کدھر جائین گے،

یہ کس طرح ممکن ہے کہ خاندان کا کوئی فرد بھی ادنی پیشہ اختیار نہ کرے، اس زمانہ مین بادشاہ بھی اپنے خاندان کے ہر فرد کے لئے معززانہ معاش کا انتظام نہین کر سکتے ہین اون کے لئے یہی بہتر ہے، کہ اون کے باپ دادا نے جو گوت دفتر سرکاری مین لکھایا ہے، اوس کو برقرار رکھین، اب وہ اس ورطہ سے کس طرح نکل سکتے ہین، جب کہ گوجرون کے ساتھ اون کی رشتہ داری بھی کئی پشتون سے چلی آتی ہے، نہ سرکاری دفتر دھویا جا سکتا ہے، اور نہ اپنے رشتہ دارون ہی سے قطع تعلق کیا جا سکتا ہے، ہمارے خیال مین شیر فروشی کو حقیر اور روغن فروشی کو معززانہ کاروبار سمجھنا، کسی معقول وجہ پر مبنی نہین ہے، آپ نے نہین سنا کہ مہذب ملکون مین بڑے بڑے خاندان دودھ بیچا کرتے ہین، ابھی ابھی ہم ذکر کر آئے ہین کہ بڑے بڑے شہرون مین دوسرے لوگ بھی دودھ بیچا کرتے ہین، اگر ہماری قوم کی کوئی جماعت کوئی ادنی پیشہ اختیار کرے، تو اوس کا علاج یہ ہے، کہ ہم اس کی اصلاح کرین، نہ یہ کہ خود اس قوم سے نکل جائین، آپ سب قومون کو دیکھین، کیا کوئی ایسی قوم ہے، جس کے افراد سب کے سب نیک کردار ہون، اور سب کے سب معزز پیشہ رکھتے ہون، تجارت آزاد ہے، انسان ہر ایک مناسب اور جائز پیشہ اختیار کر سکتا ہے، اس کے لئے آزادی ہے، البتہ ناجائز پیشے چوری، غارت گری باعث ننگ و عار ہین، عربی کی ایک مثل ہے، جس کا مفہوم یہ ہے، کہ انسان کا رتبہ اس کے ذاتی اخلاق سے ہے، نہ کہ اوس کے پیشے سے، اگر ایک شخص جوہر فروش ہے، مگر اوس کے اعمال اچھے نہین تو ایسا شخص ننگ خاندان ہے، اگر ایک مزدور نادار ہے مگر اس کے اخلاق بے عیب ہین، تو وہ فخر قوم ہے، حدیث نبوی مین آیا ہے:۔

لا تاتونی بانسابکم وأتونی	مین تمہارے باپ دادا کی اعلی نسبی کو نہین سننا چاہتا
باعمالکم،	بلکہ تمہارے اعمال حسنہ کو دیکھنا چاہتا ہون،

عربی کا شعر ہے:۔

بجدٍّ لا بجدٍّ کلُّ مجدٍ   وما جدٌّ بلا جدٍّ بمجدٍ

ترجمہ:۔ ہر طرح کی بزرگی کوشش سے حاصل ہوتی ہے، نہ اس وجہ سے کہ اوس کے باپ دادا بزرگ تھے، اور نہ کوئی دادا بزرگی کے بغیر دادا بننے کے قابل ہے یعنی جس شخص مین بزرگی نہین

Collection Of Advocate Showkat

ہے، وہ آیندہ نسلون کا جد بزرگوار کہلانے کا مستحق نہین ہے،

از قوم خویش قطع تعلق ہرا کنی،
این قوم تو ہمان کہ ترا سرفراز کرد،

اس تمہید کے بعد جو بہت ضروری تھی، ہم پنجاب کی مردم شماری سنہ ۱۹۲۱ء کا نقشہ پیش کرتے ہین، باوجود ان حالات کے جو ہم نے تمہید مین ظاہر کئے ہین، گوجرون کی مردم شماری کے اعداد تسلی بخش ہین، اگر ہم ان اقوام کو بھی شامل کرین، جو فی الحقیقت گوجر قوم کا سرمایۂ ناز ہین، مگر دوسری قومون مین مدغم ہوگئی ہین، تو قوم گوجر کی مردم شماری پچاس لاکھ تک شمار ہوسکتی ہے،

Complimentary Copy
Not For Sale (G.D.C.T.)

Collection Of Advocate Showkat

نقشہ نمبر اوّل تعداد گوجران بموجب مردم شماری سنہ ۱۹۲۱ء صوبہ پنجاب

نمبر شمار	نام ضلع	ہندو		مسلمان		سکھ		میزان		جملہ میزان
		مرد	عورت	مرد	عورت	مرد	عورت	مرد	عورت	
۱	حصار	۴۱۸۴	۲۸۴۶	۲۰۶۰	۱۷۲۷	۰	۰	۶۲۴۴	۴۵۷۳	۱۰۸۱۷
۲	رہتک	۳۰۶۷	۲۲۵۵	۱۳۹۶	۱۰۷۰	۱	۰	۴۴۶۴	۳۳۲۵	۷۷۸۹
۳	گوڑگانوں	۱۹۱۲۴	۱۵۳۸۸	۳۶۴	۲۷۴	۰	۰	۱۹۴۸۸	۱۵۶۶۲	۳۵۱۵۰
۴	کرنال	۱۳۴۰۷	۹۹۹۰	۴۳۲۴	۳۵۳۹	۱	۰	۱۷۷۳۲	۱۳۵۳۷	۳۱۲۶۹
۵	انبالہ	۱۱۷۰۸	۹۰۲۸	۱۲۳۲۵	۱۰۳۲۰	۱۲۳	۱۱۴	۲۴۱۵۶	۱۹۴۶۲	۴۳۶۱۸
۶	شملہ	۲۶	۴	۱۷۵	۲۴	۰	۰	۲۰۱	۲۸	۲۲۹
میزان قسمت انبالہ		۵۱۵۱۶	۳۹۵۱۱	۲۰۶۴۴	۱۶۹۵۴	۱۲۵	۱۱۴	۷۲۲۸۵	۵۶۵۸۹	۱۲۸۹۰۲
۷	کانگڑہ	۵۰۹	۵۴۳	۴۶۳۰	۳۹۱۲	۱	۰	۵۱۴۰	۴۴۵۵	۹۵۹۵
۸	ہوشیارپور	۱۲۹۵۲	۱۲۰۱۸	۳۰۲۵۹	۲۷۰۵۳	۸۰۸	۴۵۹	۴۴۰۱۹	۳۹۵۳۰	۸۳۵۴۹
۹	جالندھر	۳۲۵	۵۹	۱۰۲۳۲	۷۹۳۸	۷	۰	۱۰۵۶۴	۷۹۹۷	۱۸۵۶۱
۱۰	لدھیانہ	۴۵۴	۶۷	۱۵۱۲۹	۱۱۸۹۰	۸	۴	۱۵۵۹۱	۱۱۹۶۱	۲۷۵۵۲
۱۱	فیروزپور	۹۱۷	۱۳۸	۶۹۵۳	۵۴۹۷	۵	۱	۷۸۷۵	۵۳۱۶	۱۳۱۹۱
میزان قسمت جالندھر		۱۴۹۳۲	۱۲۷۴۴	۹۶۱۷۰	۵۴۲۴۷	۸۲۹	۴۶۴	۸۲۸۸۳	۶۹۵۷۹	۱۵۲۴۶۲
۱۲	لاہور	۴۰۰	۱۳۰	۵۱۵۶	۳۶۸۲	۴	۰	۵۵۶۰	۳۸۱۲	۹۳۷۲
۱۳	امرتسر	۶۰	۱۴	۲۴۱۱	۱۹۵۳	۱۶	۰	۲۴۸۷	۱۹۶۷	۴۴۵۴

نمبر شمار	ضلع جات	ہندو		مسلمان		سکھ		میزان		کل میزان
		مرد	عورت	مرد	عورت	مرد	عورت	مرد	عورت	
۱۴	گورداسپور	۳۱	۸	۲۷۶۵۴	۲۲۴۹۱	۴	۰	۲۷۶۸۹	۲۲۴۹۹	۵۰۳۸۸
۱۵	سیالکوٹ	۲۶	۳۵	۵۴۶۲	۳۴۸۹	۰	۰	۵۴۸۸	۳۵۲۴	۹۰۱۲
۱۶	گوجرانوالہ	۸۴	۴۸	۲۴۷۷	۱۰۷۰	۰	۰	۲۵۶۱	۱۱۱۸	۳۶۷۹
۱۷	شیخوپورہ	۳۰۱	۱۱	۹۵۲	۴۳۴	۷	۰	۱۲۶۰	۴۴۵	۱۷۰۵
میزان	قسمت لاہور	۱۱۰۲	۲۴۶	۴۳۹۱۳	۳۳۰۱۹	۳۰	۰	۴۵۰۴۵	۳۳۲۶۵	۷۸۳۱۰
۱۸	گجرات	۴۰	۲۶	۵۶۸۵۶	۵۲۵۵۳	۰	۰	۵۶۸۹۶	۵۲۵۷۹	۱۰۹۴۷۵
۱۹	شاہپور	۱۲۸	۰	۱۹۸۵	۱۰۵۵	۴	۳	۲۱۱۷	۱۰۵۸	۳۱۷۵
۲۰	جہلم	۱۷	۹۵	۱۰۴۱۰	۹۳۹۹	۰	۰	۱۰۴۲۷	۹۴۹۴	۱۹۹۲۱
۲۱	راولپنڈی	۱۳۱	۲۰	۱۳۵۶۶	۱۱۰۵۱	۰	۰	۱۳۶۹۷	۱۱۰۷۱	۲۴۷۶۸
۲۲	اٹک	۳	۰	۶۲۶۸	۵۳۵۳	۰	۰	۶۲۷۱	۵۳۵۳	۱۱۶۲۴
۲۳	میانوالی	۲۳	۰	۱۹	۵	۰	۰	۴۲	۵	۴۷
میزان	قسمت راولپنڈی	۳۴۳	۱۱۱	۸۹۱۰۴	۸۰۴۱۶	۴	۲	۸۹۴۵۱	۸۰۵۳۰	۱۶۹۹۸۱
۲۴	منٹگمری	۲۷۰	۷۶	۱۴۳۱	۹۲۳	۰	۰	۱۷۰۱	۹۹۹	۲۷۰۰
۲۵	لائل پور	۴۵۳	۳۵	۶۷۸۰	۴۹۷۲	۱	۲	۷۲۳۴	۵۰۰۹	۱۲۲۴۳
۲۶	جھنگ	۸	۴	۳۱۰	۲۳۱	۰	۰	۳۱۸	۲۳۵	۵۵۳
۲۷	ملتان	۱۴۲	۱۲۴	۵۱۰	۴۲۷	۰	۰	۶۵۲	۵۵۱	۱۲۰۳
۲۸	مظفرگڑھ	۸	۹	۸۳	۱۰۲	۰	۰	۹۱	۱۱۱	۲۰۲
۲۹	ڈیرہ غازیخان	۰	۰	۱۹۵	۱۶۸	۰	۰	۱۹۵	۱۶۸	۳۶۳
میزان	قسمت ملتان	۸۸۲	۲۳۹	۹۴۱۴	۶۸۳۶	۱	۲	۱۰۲۹۷	۷۰۷۷	۱۷۳۷۴
کل میزان	جملہ قسمت ہائے پنجاب	۹۸۸۷۰	۵۲۷۵۳	۲۳۰۱۹۸	۱۹۲۴۸۹	۹۸۹	۷۸۲	۳۳۰۰۹۱	۲۴۶۰۲۰	[illegible]

Collection Of Advocate Showkat

وہ ریاستیں جن کا تعلق حکومت پنجاب سے ہے

نمبر شمار	نام ریاستہا	ہندو		مسلمان		سکھ		میزان		میزان کل
		مرد	عورت	مرد	عورت	مرد	عورت	مرد	عورت	
۱	دوجانہ	۲۹	۲۱	۰	۰	۰	۰	۲۹	۲۱	۵۰
۲	پٹودی	۵	۲	۰	۰	۰	۰	۵	۲	۷
۳	کلسیہ	۱۴۵۸	۱۱۴۰	۱۶۰۱	۱۵۸۶	۳	۳	۳۰۶۲	۲۷۲۹	۵۷۹۱
۴	لوہارو	۵۰	۱۸	۰	۰	۰	۰	۵۰	۱۸	۶۸
۵	ناہن	۶۵۸	۴۵۸	۷۸۱	۶۶۵	۰	۰	۱۴۳۹	۱۱۲۳	۲۵۶۲
۶	بلاسپور	۱۷۶۶	۱۵۲۴	۱۳۸	۱۱	۲	۰	۱۹۰۶	۱۵۳۵	۳۴۴۱
۷	منڈی	۶۸۹	۷۰۷	۳۸۷	۳۴۹	۰	۰	۱۰۷۶	۱۰۵۶	۲۱۳۲
۸	بگلیت	۷۶	۶۳	۲۴	۱۹	۰	۰	۱۰۰	۸۲	۱۸۲
۹	کپورتھلہ	۲۴	۱۳	۳۴۴۴	۲۷۱۶	۷۰	۵۱	۳۵۳۸	۲۷۸۰	۶۳۱۸
۱۰	مالیر کوٹلہ	۵۶	۰	۱۳۸۴	۹۸۹	۰	۰	۱۴۴۰	۹۸۹	۲۴۲۹
۱۱	فرید کوٹ	۱۱۷	۲۱	۵۴۵	۴۳۸	۰	۰	۶۶۲	۴۵۹	۱۱۲۱
۱۲	چنبہ	۰	۰	۱۳۲۷	۱۳۴۸	۰	۰	۱۳۲۷	۱۳۴۸	۲۶۷۵
۱۳	پٹیالہ	۱۰۲۰۰	۷۸۳۹	۹۵۷۸	۷۲۷۳	۱۹۲	۸۳	۱۹۹۷۰	۱۵۱۹۵	۳۵۱۶۵
۱۴	جیند	۸۸۳	۶۳۶	۲۹۰	۲۰۴	۴	۰	۱۱۷۷	۸۴۰	۲۰۱۷
۱۵	نابھہ	۱۹۱۴	۱۶۲۳	۱۶۰۳	۱۳۴۴	۱۲	۸	۳۵۲۹	۲۹۷۵	۶۵۰۴
۱۶	بہاولپور	۲۳	۱۱	۴۹۲	۳۹۳	۰	۰	۵۱۵	۴۰۴	۹۱۹
میزان جملہ ریاستہائے پنجاب		۱۷۹۴۸	۱۴۰۷۶	۲۱۶۹۴	۱۷۳۳۵	۲۸۳	۱۴۵	۳۹۹۲۵	۳۱۵۵۶	۷۱۴۸۱
میزان کل صوبہ پنجاب		۸۹۸۲۵	۷۹۸۳۵	۲۵۱۸۰۹	۲۱۰۸۲۱	۱۴۷۲	۹۲۸	۳۴۹۸۰۹	۲۷۰۵۸۴	۶۱۸۵۷۰

اس نقشہ سے ثابت ہوتا ہے، کہ پنجاب مین گوجرون کی تعداد ۶۱۸۵۷۰ ہے، ہم نے دوسرے صوبون کے نقشے بھی بہ تفصیل ضلع وریاست منگوائے تھے، مگر اون کی اندرونی میزان مین مطابقت نہین تھی، اسلئے ان کو ہم اس تاریخ مین جگہ نہین دے سکتے تھے، ہم شکریہ ادا کرتے ہین، کہ ہمارے مکرم مہربان خانصاحب سردار احمد حسن خانصاحب بہادر ایم اے سپرنڈنٹ مردم شماری صوبہ پنجاب نے از راہ مہربانی ہم کو مجملاً صوبہ وار اعداد اپنی نگرانی مین نہایت صحت سے مرتب کرا کے ارسال کئے ہین،

نقشہ نمبر دوم مردم شماری ہند سنہ ۱۹۲۱ء

آبادی قوم گوجر صوبہ وار و مرد و عورت وار سال سنہ ۱۹۲۱ء

نمبر شمار	نام صوبہ	اشخاص	مرد	عورت
۱	صوبہ جات متوسط و برار،	۵۴۶۸۷	۲۸۸۶۰	۲۵۸۲۷
۲	شمال مغربی سرحدی صوبہ،	۸۵۵۹۰	۴۷۴۷۵	۳۸۱۱۵
۳	پنجاب بمعہ دہلی،	۶۴۰۹۶۹	۳۵۲۴۲۷	۲۸۸۵۴۲
۴	صوبجات متحدہ،	۳۳۷۳۹۱	۱۸۹۵۵۱	۱۴۷۸۴۰
۵	وسط ہند ایجنسی بمع ریاست گوالیار،	۱۸۲۶۹۹	۹۹۲۲۹	۸۳۴۷۰
۶	ریاست کشمیر،	۳۶۲۱۰۷	۱۹۱۰۰۴	۱۷۱۱۰۳
۷	راجپوتانہ ایجنسی بمعہ اجمیر ماروڑا	۵۱۶۰۴۲	۲۸۰۹۴۲	۲۳۵۰۹۹
	کل میزان	۲۱۶۹۴۸۵	۱۱۸۹۴۸۹	۹۸۹۹۹۶

اس نقشہ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ کل ہندوستان کے گوجرون کی تعداد ۲۱۶۹۴۸۵ ہے، اس امر کا ظاہر کرنا ضروری ہے، کہ نقشہ مفصل مین صوبہ پنجاب کی تعداد ۶۱۸۵۷۰ ہے، اور سردار صاحب بہادر کے نقشہ مین تعداد ۶۴۰۹۶۹ ہے، ان دونون نقشون مین ۲۲۳۹۹ کا فرق ہے، وجہ فرق یہ ہے، کہ مفصل نقشہ صوبہ پنجاب مین دہلی کا حلقہ شامل نہین ہے، اور سردار صاحب موصوف کے نقشہ مین دہلی

کا حلقہ شامل ہے، چنانچہ ہر دو نقشون کے مقابلہ سے یہ امر ظاہر ہو سکتا ہے، اس کے علاوہ جو سب بڑھکر قیمتی اطلاع سردار صاحب بہادر نے ہم کو ارسال کی ہے، اس مین مذہب وار گوجرون کی تعداد درج ہے، ملاحظہ ہو نقشہ نمبر سویم:

تمام ہندوستان کی آبادی قوم گوجر مذہب وار بموجب کاغذات مردم شماری ۱۹۲۱ء

نمبر شمار	مذہب	اشخاص	مرد	عورت
۱	ہندو،	۱۱۶۴۲۱۰	۶۵۹۴۰۰	۵۳۴۸۱۰
۲	آریہ،	۲۹	۱۷	۱۲
۳	سکھ،	۲۷۸۰	۱۵۸۳	۱۱۵۷
۴	مسلم،	۹۰۲۲۶۵	۵۲۸۴۸۸	۴۵۲۹۷۷
۵	اشخاص جن کا نام مذہب گوجر درج ہوا	۱	۱	۰
	میزان کل	۲۱۶۷۴۸۵	۱۱۸۹۴۸۹	۹۰۹۹۹۶

اس نقشہ مین جینی اور عیسائی، دہریہ اور آتش پرست کا اندراج نہین، جس سے معلوم ہوتا ہے، کہ جینی مذہب کے لوگون نے ہندو مذہب لکھایا، اور عیسائی گوجرون نے اپنی ذات اڑا دی ہے ایسا ہی دہریہ نے، حالانکہ ہم بالیقین جانتے ہین، کہ گوجرون کی بڑی تعداد ان مذاہب مین شامل ہے، ان کو ہم بذات خود جانتے ہین، لیکن ہمین ایسی دقیق تحقیقات کی ضرورت نہین ہے، ناظرین کیلئے اسی قدر اجمالی علم کافی ہے،

ریاست سوات و نیر کی مردم شماری باقاعدہ طریق پر نہین ہوتی، مگر ایک ذریعہ سے جو صحت کے قریب قریب ہے اکسٹھ ہزار ۶۱ ہے، ممکن ہے، ان مین کوئی اور علاقہ بھی شامل ہوا

ہر صورت مین ہندوستان مین گوجرون کی تعداد بائیس لاکھ کے قریب ہے، جس کا اندراج قوم نے خود کرایا ہے، اگر یہ قوم منظم ہو جائے، تو بہت کچھ اپنے مطالبات گورنمنٹ سے حاصل کر سکتی ہے،

ہماری تاریخ کے لکھنے تک مردم شماری ۱۹۳۱ء کے نقشے مرتب نہین ہوئے، البتہ دو نقشے پنجاب کے موصول ہوئے ہین، جنکو درج کیا جاتا ہے اگر دوسرے نقشے وقت پر مل گئے تو انکو بطور تتمہ درج کیا جائیگا،

نقشہ بابت مردم شماری و تعلیم اقوام گوجر و جاٹ بابتہ ضلع گجرات، دیگر اضلاع پنجاب ماسوائے گجرات اور ریاستہائے پنجاب

بابت مردم شماری سال سنہ ۱۹۳۱ء و سنہ ۱۹۲۱ء

تفصیل	سنہ	گوجر						جاٹ					
		کل مردم شماری			تعداد خواندہ اشخاص			کل مردم شماری			تعداد خواندہ اشخاص		
		مرد	عورت	میزان	مرد	عورت	میزان	مرد	عورت	میزان	مرد	عورت	میزان
پنجاب گجرات	۱۹۳۱	۶۳۹۳۲	۵۵۰۰۶	۱۱۸۹۳۸	۲۲۶۷	۶۴	۲۳۳۱	۱۳۵۰۸۷	۱۱۰۹۱۰	۲۴۵۹۹۷	۳۸۱۲	۲۱۱	۴۰۲۳
	۱۹۲۱	۵۶۸۹۷	۵۳۵۷۹	۱۱۰۴۷۶	۰	۰	۰	۱۲۴۳۰۰	۱۰۱۳۳۹	۲۲۵۶۳۹	۰	۰	۰
دیگر	۱۹۳۱	۲۷۶	۷۳	۳۴۹	۱۸	۰	۱۸	۱۳۱۰	۹۸۹	۲۲۹۹	۶۵	۵	۷۰
	۱۹۲۱	۱۴۱	۲۶	۱۶۷	۰	۰	۰	۱۳۸۵	۱۰۵۸	۲۴۴۳			
[illegible]	۱۹۳۱	۴	۱	۵	۰	۰	۰	۱۴۵۹	۱۲۶۳	۲۷۲۲	۱۴۹	۳۵	۱۸۴
	۱۹۲۱	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۱۴۹۵	۱۲۴۴	۲۷۳۹	۰	۰	۰

تفصیل	مذہب		گوجر						جٹ					
			کل مردم شماری			تعداد خواندہ اشخاص			کل مردم شماری			تعداد خواندہ اشخاص		
			مرد	عورت	میزان	مرد	عورت	میزان	مرد	عورت	میزان	مرد	عورت	میزان
گجرات پنجاب	جین	۱۹۳۱ء	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۱۳	۸	۲۱	۰	۰	۰
		۱۹۲۱ء	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰
	مسلم	۱۹۳۱ء	۶۳۶۵۲	۵۴۹۳۲	۱۱۸۵۸۴	۲۲۴۹	۶۴	۲۳۱۳	۱۳۲۲۰۷	۱۰۸۵۹۳	۲۴۰۸۰۰	۳۵۷۶	۱۵۸	۳۷۳۴
		۱۹۲۱ء	۵۶۷۵۶	۵۳۵۵۳	۱۱۰۳۰۹	۰	۰	۰	۱۳۱۴۲۰	۹۹۰۳۷	۲۳۰۴۵۷	۰	۰	۰
	عیسائی	۱۹۳۱ء	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۹۹	۵۶	۱۵۵	۲۲	۱۳	۳۵
		۱۹۲۱ء	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰
دیگر اضلاع پنجاب ماسوائے گجرات	کل مذاہب	۱۹۳۱ء	۲۶۹۹۴۸	۲۱۹۴۹۱	۴۸۹۴۳۹	۷۸۱۶	۶۱۰	۸۴۲۶	۲۵۵۱۲۴۸	۲۰۵۴۱۴۱	۴۶۰۵۳۸۹	۱۲۲۱۸۹	۱۲۷۲۳	۱۳۴۹۱۲
		۱۹۲۱ء	۲۴۳۱۹۴	۱۹۳۴۴۹	۴۳۶۹۱۳	۰	۰	۰	۲۲۶۶۹۵۹	۱۸۳۸۵۳۱	۴۱۰۵۴۹۰	۰	۰	۰
	ہندو	۱۹۳۱ء	۷۳۷۳۲	۵۶۰۱۷	۱۲۹۷۴۹	۱۳۵۶	۷۸	۱۴۳۴	۴۲۵۹۳۸	۳۴۴۳۰۹	۷۷۰۲۴۷	۱۴۳۵۷	۷۲۸	۱۵۰۸۵
		۱۹۲۱ء	۶۸۷۳۶	۵۲۷۳۳	۱۲۱۴۶۹	۰	۰	۰	۴۶۶۴۸۷	۳۶۵۱۹۴	۸۳۱۶۸۱	۰	۰	۰

Collection Of Advocate Showkat

تفصیل	مذہب		گوجر						جٹ					
			کل مردم شماری			تعداد خواندہ اشخاص			کل مردم شماری			تعداد خواندہ اشخاص		
			مرد	عورت	میزان	مرد	عورت	میزان	مرد	عورت	میزان	مرد	عورت	میزان
ریاستہائے پنجاب و دیگر اضلاع پنجاب ماسوائے گجرات	سکھ	۱۹۳۱ء	۱۸۶۰	۱۴۸۸	۳۳۴۸	۵۰	۳	۵۳	۸۷۳۹۶۷	۶۶۲۳۴۳	۱۵۳۶۳۱۰	۷۰۹۴۰	۸۹۲۶	۷۹۸۶۶
		۱۹۲۱ء	۹۸۹	۷۸۳	۱۷۷۲	۰	۰	۰	۷۴۲۵۳۴	۵۳۷۱۰۵	۱۲۷۹۶۳۹	۰	۰	۰
	جین	۱۹۳۱ء	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۷۳	۵۷	۱۳۰	۳	۰	۳
		۱۹۲۱ء	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۲۲	۵	۲۷	۰	۰	۰
	مسلم	۱۹۳۱ء	۱۹۴۰۴۸	۱۶۱۵۸۴	۳۵۶۰۳۲	۹۴۰۹	۵۲۹	۹۹۳۸	۱۲۵۰۸۰۳	۱۰۴۷۱۹۲	۲۲۹۷۹۹۵	۳۶۷۲۱	۳۰۴۳	۳۹۷۶۴
		۱۹۲۱ء	۱۷۳۴۳۹	۱۳۹۹۳۳	۳۱۳۳۷۲	۰	۰	۰	۱۱۳۷۹۱۶	۹۳۶۲۲۷	۲۰۷۴۱۴۳	۰	۰	۰
	عیسائی	۱۹۳۱ء	۸	۲	۱۰	۲	۰	۲	۴۶۶	۲۷۰	۷۳۶	۶۸	۲۶	۹۴
		۱۹۲۱ء	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰
	کل مذاہب	۱۹۳۱ء	۴۸۷۹۲	۳۹۵۷۳	۸۸۳۶۵	۴۱۵	۱۶	۴۳۱	۶۸۱۳۴۴	۵۳۷۳۰۲	۱۲۱۸۶۴۶	۲۴۸۷۸	۲۲۹۵	۲۷۱۷۳
		۱۹۲۱ء	۴۴۸۱۳	۳۶۰۲۶	۸۰۸۳۹	۰	۰	۰	۵۹۶۵۱۲	۴۵۵۷۶۲	۱۰۵۲۲۷۴	۰	۰	۰

تفصیل	مذہب		گوجر						جٹ					
			کل مردم شماری			تعداد خواندہ اشخاص			کل مردم شماری			تعداد خواندہ اشخاص		
			مرد	عورت	میزان	مرد	عورت	میزان	مرد	عورت	میزان	مرد	عورت	میزان
ریاستہائے پنجاب	ہندو	سنہ ۱۹۱۱	۲۲۲۰۰	۱۸۱۴۱	۴۰۳۴۱	۱۴۰	۲	۱۴۲	۱۲۰۱۰۳	۹۹۶۶۰	۲۱۹۷۶۳	۱۲۹۹	۶۱	۱۳۶۰
		سنہ ۱۹۲۱	۲۰۷۲۲	۱۶۶۹۱	۳۷۴۱۳	۰	۰	۰	۱۲۳۲۳۲	۹۸۰۱۹	۲۲۱۲۵۱	۰	۰	۰
	مسلمان	سنہ ۱۹۱۱	۷۰۷	۵۸۶	۱۲۹۳	۳۰	۱	۳۱	۳۳۹۲۶۲	۲۵۶۳۰۴	۵۹۵۵۶۶	۱۹۵۲۱	۲۱۰۴	۲۱۹۲۵
		سنہ ۱۹۲۱	۵۹۱	۴۱۴	۱۰۰۵	۰	۰	۰	۳۱۲۴۶۵	۲۲۸۶۱۳	۵۴۱۰۷۸	۰	۰	۰
	جین	سنہ ۱۹۱۱	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۳۶۰	۳۲۷	۶۸۷	۰	۰	۰
		سنہ ۱۹۲۱	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۲۲۶	۱۹۴	۴۲۰	۰	۰	۰
	سکھ	سنہ ۱۹۱۱	۲۵۸۸۵	۲۰۸۴۶	۴۶۷۳۱	۲۴۵	۱۳	۲۵۸	۲۲۱۹۱۹	۱۸۱۰۱۱	۴۰۲۹۳۰	۴۰۵۸	۱۳۰	۴۱۸۸
		سنہ ۱۹۲۱	۲۳۵۰۰	۱۸۹۲۱	۴۲۴۲۱	۰	۰	۰	۱۶۰۵۸۹	۱۲۸۹۳۶	۲۸۹۵۲۵	۰	۰	۰
	عیسائی	سنہ ۱۹۱۱	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰
		سنہ ۱۹۲۱	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰

Collection Of Advocate Showkat
Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

Collection Of Advocate Showkat

نقشہ متضمن کل آبادی و تعداد خواندہ اشخاص بابت قوم گوجر و جٹ

مطابق نقشہ نمبر ۹ سال سنہ ۱۹۲۱ء

نام قوم	جائے وقوع	میزان کل			خواندہ			کیفیت
	(اضلاع و ریاستہائے جہاں بکثرت پائے جاتے ہیں)	مرد	عورت	میزان	مرد	عورت	میزان	
گوجر (ہندو)	الف، ب، ج	۸۸۸۲۴	۶۹۱۳۵	۱۵۷۹۵۹	۱۰۷۶	۴۸	۱۱۲۴	
گوجر مسلمان ط۲	الف، ب، ج، د	۲۴۲۲۲۴	۲۱۲۲۵۲	۴۵۴۴۷۶	۵۳۳۱	۲۱۲	۵۵۴۳	
جاٹ (ہندو)	الف، ب، ج،	۵۷۸۸۴۴	۴۵۶۷۳۱	۱۰۳۵۵۷۵	۱۲۷۴۶	۴۶۲	۱۳۲۰۸	
جاٹ (سکھ)	الف، ج، د،	۱۰۵۳۲۹۷	۷۶۹۵۸۴	۱۸۲۲۸۸۱	۸۷۳۰۴	۴۲۹۹	۹۱۶۰۳	
جاٹ (مسلمان)	الف، ج، د	۱۴۱۸۷۷۵	۱۱۶۳۷۲۰	۲۵۸۲۴۹۵	۲۷۲۹۹	۲۰۵۲	۲۹۳۵۱	

ط۱ الف سے مراد مشرقی پنجاب مشمول قسمت انبالہ باسوائے ضلع شملہ و ریاستہائے لوہارو، دوجانہ، پاٹودی، کلسیہ، سرمور،

ب „ ، وسط پنجاب پہاڑی علاقہ مشمول اضلاع شملہ اور کانگرہ شملہ کی پہاڑی ریاستیں و ریاستہائے بلاسپور، منڈی، سکیت، چنبہ،

ج „ „ وسط پنجاب میدانی علاقہ مشمول قسمت جالندھر باسوائے ضلع کانگرہ قسمت لاہور، اضلاع گجرات، لائل پور، جھنگ ریاستہائے پھولکیان، کپورتھلہ، فرید کوٹ، مالیر کوٹلہ،

د „ „ غربی پنجاب مشمول باقی اضلاع قسمتہائے راولپنڈی، ملتان، اور ریاست بہاولپور، مؤلف

ط۲ گوجر مسلمان کی کل آبادی جو اس نقشہ میں دکھلائی گئی ہے، وہ سابقہ نقشہ کے مقابلہ میں بقدر ۲۶ہ کم ہے، جسکی وجہ مردم شماری کے نقشہ نمبر ۹ سنہ ۱۹۲۱ء میں درج ہے، دیگر متفرق اعداد اس نقشہ میں شامل نہیں ہو سکے،

Collection Of Advocate Showkat

باب ۳ سوم

قبائل گوجر و راجپوت و جاٹ

فصل اول

مقابلہ اقوام گوجر و راجپوت و جاٹ،

ہماری تاریخ کا یہ اہم باب ہے، جسمین ہمین جاٹ گوجر، اور راجپوتون کے گوتون کو جمع کرنا اور اون کی بیان کردہ حسبی ونسبی روایتون کا باہم مقابلہ کرنا ہے، ساتھ ہی ساتھ ان کے تعلقات کو بھی دیکھنا ہے، اور حروف کے تغیر وتبدل کی نسبت بحث کرنا ہے، راجپوتون اور جاٹون اور گوجرون کے گوتون کے لئے ہم کو بہت محنت کرنی پڑی، اور جہان تک ممکن تھا، سرکاری اور پرائیوٹ کتب خانون کی کتابون کے اوراق الٹے اور کچھ مقامی مراسیون سے اطلاع حاصل کی، قوم کے گوتون کا اس قدر وسیع سلسلہ ہے، کہ تمام گوتون کو جمع کرنے کے لئے بڑا زمانہ چاہیئے، ہر ہر ضلع وعلاقہ مین یون دورہ کرکے یہ ذخیرہ معلومات جمع ہو سکتا ہے، تحقیقات سے ثابت ہے، کہ گوجر جاٹ، اور راجپوت فی الجملہ ایک ہین، ہم نے گوتون کو جس قدر جمع کیا ہے، وہ ہمارے دعوی کے ثبوت کے لئے کافی ہین، پہلے ہم گوجرون کے گوتون کو لکھین گے، اور جو کچھ حسب ونسب کے بارہ مین اون کے دعاوی ہین، یا لوگون مین مشہور ہین، ان کی تشریح کرین گے، اور جہان جہان ضرورت ہوگی، مورخین کی رایون کو بھی نقل کرین گے، کیونکہ

اس سے نہایت دلچسپ نتائج نکلتے ہین، ہم نے سہولت کے لئے بعض گوتون کو جو دراصل ایک ہی ہین مختلف حرفی شکلون مین لکھا ہے، تاکہ ناظرین کو معلوم ہو جائے، کہ اس گوت کے مختلف تلفظ کیا کیا ہین، مثلاً گھیلہ ایک گیت ہے، اوس کو گھیلہ، واگھیلہ، باگھیلہ، گھیل مختلف صورتون سے لکھا جاتا ہی، جھاوڑی گوت کو جھاوڑی، جاوری، جاورہ، جاڑا، اور گھلوٹ کو گرہلوٹ، پہلوٹ، پلوٹ، بلوٹ، گہلوٹ کی صورتون مین تحریر کیا جاتا ہے، بعض گوت ایسے بھی ہین، جن کو ہم نے درج تو کیا ہے، لیکن ان کا دعوی کہ وہ کس خاندان سے تعلق رکھتے ہین، معلوم نہین ہوا، اس کے بعد جاٹون کے گوت جمع کئے ہین، اور اون کے سامنے اون کے نسبی دعاوی لکھدئے ہین، اس کے بعد راجپوتون کے گوت لکھے ہین، یہ ایسی ترتیب ہے کہ ہر صاحب بصیرت خود بخود موازنہ کرسکتا ہے، دلائل ہم نے کچھ تاریخون اور کچھ پتھون سے اور کچھ روایات متواترہ سے اخذ کئے ہین، تحقیقات سے یہ بھی معلوم ہوا ہے، کہ ایک ہی گوت کے اشخاص ایک ضلع مین اپنا نسب کچھ بتاتے ہین، اور دوسرے ضلع مین کچھ، تاہم اس کی تطبیق کے لئے جہان تک ممکن ہوا صحیح قیاس قائم کیا گیا ہے، ہم کو صحت الفاظ مین بہت مشکلات پیش آئین، بڑی کوشش سے الفاظ کی صحت کی گئی، تاہم ہمین اس کا اعتراف ہے، کہ ایسے الفاظ جو ہم نے پہلے کبھی نہین سُنے، بلکہ کسی کتاب سے نقل کئے ہین، ممکن ہے کہ اُس کتاب ہی مین غلط لکھے گئے ہون، ہمارے لئے ان کا صحیح کرنا مشکل ہے، اس کے بعد ہم نے مصدقہ راجپوتون کی ۶ چھ فہرستین لے کر اون کا مقابلہ کیا کہ راجپوتون کی فہرستون مین کس کس گوت کو جگہ ملی ہے، اور اس سے نتیجہ نکالا ہے، کہ جو گوت اقبال کی یاوری سے اس فہرست مین نمایان ہین، ہندو مورخین کے نزدیک ان کے راجپوت ہونے مین کوئی شک نہین ہے، خواہ وہ گوت جاٹ کا ہو، یا گوجر کا، یا اہیر کا، اس ذخیرۂ معلومات کی قدر و قیمت لوگون کی نگاہون مین خواہ کچھ ہی ہو، مگر بہر حال ایک قابل التفات چیز ہے، ہم جانتے ہین کہ ہمارے بھائی اور خاص خاص قومون کے تاریخ نویس اس بات پر بڑی بحث کرینگے، اور ہم بھی یہی چاہتے ہین، کہ وہ اچھی طرح تنقید کرین، اور ہر عام و خاص کو حق ہے، کہ اس پر بحث کرے جب کوئی نئی بات معلوم ہوگی، تو شکریہ کے ساتھ اس کتاب مین اس کو جگہ دیجائے گی، اور جن امور کے بیان کرنے مین ہم نے غلطی کی ہے، ان کو درست کر دیا جائیگا، ہماری اس محنت و تحقیقات مین چند معلومات بھی علماء و فضلاء کے نزدیک صحیح ہون، تو ہم سمجھینگے کہ اپنی محنت کا ثمرہ پالیا،

غالباً تعلیم یافتہ اصحاب واقف ہونگے، کہ قومون کے شجرہائے نسب مکمل نہین ہین، اور جہان ہمین مکمل ملے جب ان کا مقابلہ کیا گیا، تو بہت فرق نکلا، دو تین سال تو ہم نے اسی خبط مین بسر کئے کہ

شجرون کو مکمل کرین، کچھ مکمل بھی ہوئے، مگر بوجہ اختلاف ہمارے پاس کوئی ذریعۂ ترجیح نہین تھا، کہ کس کو صحیح اور کس کو غلط کہین، اس خبط اور فضول محنت نے ہماری صحت پر برا اثر ڈالا، آخر این دفتر بے معنی غرق مے ناب اولیٰ کہکر مکمل اور نامکمل شجرے پھینک دئے، اور تحقیقات کا دوسرا راستہ اختیار کیا، اگرچہ یہ راستہ بھی مشکل تھا، مگر موصل الی المطلوب تھا، ہمین بے انتہا خوشی ہے کہ ہم تینون قومون کے مشہور گوتونکو ایک جگہ دیکھتے ہین، خدا کرے یہ تینون ایک ہوجائین،

قوم اس تاریخ مین عجیب عجیب گوتون کے نام سنے گی، اور تعجب کرے گی، لیکن اوس کو معلوم ہونا چاہیے، کہ جو کچھ ہم نے اس باب مین جمع کیا ہے، وانہ از انبار و ذرہ از کہسار ہے، گوت روز بروز بڑھتے جاتے ہین، اور بعض اپنا اصلی نسب بھول بھی گئے ہین، واقعی یہ خیال درست ہے، کہ جس طرح کسی بادشاہ کی سلطنت زوال پذیر ہوتی ہے اوسی طرح رفتہ رفتہ اس کا نام بھی صفحۂ ہستی سے مٹ جاتا ہے خواہ کئی دفتر دن مین لکھا ہو، کیونکہ دفتر بھی زوال پذیر ہین ؎

بس نامور بزیر زمین دفن کردہ اند،
کز ہستیش بروے زمین یک نشان نماند

اور اختلافِ انساب کی یہی وجہ ہے، اور حقیقت یہ ہے کہ مین کیا؟ اس کام کو کوئی مؤرخ بھی مکمل نہین کرسکا،

فصل دوم

گوجروں کے چند گوت بہ ترتیب حروف تہجی

الف

اَوَانَہ، آوَانَہ، اَمرَانَہ، اَنبِنی، اَدہانَہ، اووال، آماونا، الکاری، اتاالا، امبک، اتری، اگنی کل،
اسولی، اندروار، اہار، المیچہ، اندوہ، افتالی، یافتالی، یاپنہالی، ابھبر، اندانہ، اٹھوار، اٹکیہ، ہوار، اسیا،
ابہانہ، اچپل، اتلانہ، اہی وال، آنجنا، امولیا، انوہیڑا، انتہ، آنہ، آبیٹ، انندہا، ایڑمی، الیریا، انٹوا،
اوار، امٹ، اودز، ادمر، امروال، اُدنتا، اوگا، اوٹھا، اٹھوال، اوہر

ب

باہروال، برہ، بجیران، بوکن یا بھوکن، برکٹ، بجاڑ، بانٹھ، بانیان، بہانیان، باگڑی، بڈھانہ بنانی
بالا، بسوئیہ یا برسویہ، یا دسویہ، بالاسیہ، یا بانسی، یا بالا، یا بارسی بیلی، بکھن، بسوال، یا پسوال، بورا، بندی
بانسلے، یا بینسلے، بھٹویہ، باگھیلہ، یا واگھیلہ، یا گھیلہ، یا گھیل، ہارو، بڈگوجر، یا بڑگوجر، بیرگوجر، بوگڑہ
بکھاڑ، باگڑا، بربڑ یا بربرا، بنگر، بابر، بہاردوج، بانجی، بلوٹ، یا بہلوٹ، بھالوت، بیلود، بیرپڑ، بیلیز
برگو، بندرا

بھ

بھنبلہ، یا بہپلہ، یا بہکلہ، بھٹی، یا بھاٹی، یا بٹ، بھرگڑ، بھوسن، یا بوسن، بھینٹ، بھبیسر، یا بھلیسر، بھرادی
بھگروت، بھابر، بھڈانہ، یا بھیڈانہ، بھدرویہ، بھارو، یا بارو، بھلوسٹ، بھٹویہ، بھنبڑ، یا بھینڈ، بھبوٹ یا بلوٹ،

Collection Of Advocate Showkat

پ

پانڈہ، پلوٹ، یا پھلوٹ، پسوال، یا پسوال، پلمیر، پوڑ، پوجے، پرمار، یا پرمر، یا پوار، یا پنوار، پرہار
یا پرہار، یا پرتھارہ، یا پرپہیر، پلوان، پٹاؤ، پتیا، پرہ یا گ پہوجہ یا بھوجہ، پنڈار، پونی، پیبا، پوربیہ، پانچر،
پورس، پامر، پرمر،

پھ

پھڈیانہ، پھامبڑہ، پھگنا، یا پگنا، پھلرڑا، یا پھولڑا،

ت

تک یا تاک، یا تانک، یا تمشنک، یا تمبیک یا تاس یا طاس تنور یا طور یا تور یا طوری، تنگار، تمر، یا تومر،
تینجا، تانمتیا، ترک، تیڑدیا، تیرڑوا، تنتری، تیتراول،

تھ

تھکر، یا دھکر،

ٹ

ٹوپہ، ٹونگر، یا ٹوگرو، ٹاٹررا، ٹنبالی، ٹیڑک، ٹونکن، ٹمیٹرا، توڑیوال، ٹیکیا، ٹوریا، ٹانک،

ٹھ

ٹملہ، ٹھکریہ، ٹھوے، ٹھینڈے، ٹھیکلہ، ٹھگ، ٹھگریا، یا ٹھکریا، ٹھاکر،

ج

جادگل، جنگل، جوبہ، جوہر، جنیدھر، یا جنیدھر، یا چھیندر، جاولا، جاورا، جام یا جاما، لانجا، ریحہ، جنجوعہ، جادری،
یا پھاوری،

جھ

جھادری، جھاٹے، یا جاٹے، جھاولا،

چ

چاننے، چانچی، چیچی، چوپڑہ، چرے، چوہٹے، یا جاٹے، یا چھالی، چوہان، چاڑ، چوبرا، چینیر، چیترانہ، چندر، یا چندو، چٹور، بیلوٹیا، چاوک، چندیلہ، چرن، چوندا، یا چوڑا، چوہدری، یا چاہدری، چاپ، چاپنے، چوڑہ، چندیل، یا چندیالہ، چوہر،

چھ

چھاوڑی، یا چاوڑہ، یا چاوڑہ، چھوکر، چھوٹکنا، چھپروال، چھمبر، چھاپے، (یا چاپے)، چھوڑی،

د

دہر، دیدڑ، داہہ، دلوڑا، دسا، دیدا، دودے، دوڑسے، دوندر (یا دھوندر یا دھندر) دیس مکھی، دیبا، دراوتی، دیوڑا،

دھ

دھونچک، دھکر، یا تھکر، دہر، دہل، دھوند (یا دھند) دھوننا،

ڈ

ڈنگے، ڈوگہ، یا ڈوگھ، ڈاگر، ڈگس، ڈولی، ڈیڈسے یا ڈینڈی، ڈونک، ڈورسے، ڈانے، ڈانگی، ڈیپچی، ڈوئی،

ڈھ

ڈھو، ڈھوسے، ڈھینڈا، ڈھروال،

ر

رانگر، راٹھی، راٹھور، رلاسٹے، رومت، رنابہو، یا راونابہو، روسا، ریوا، یا لیوا، راجپوت، رند،

Collection Of Adbvcate Showkat

رانا، راول، روپیہ یا روپیئے زواک، رانکیا،

ژ

زیہان،

س

ساک، یا سک، یا سی، سانگو، سراونہ، یا سرآدنہ، یا سرانده، سانولہ، سونی گر، سراره، سینگل یا سنگل، سپرا، سود، یا سیسود، سنگرانہ، یا سگر، سیلما قنیہ، سونگی، سیلھرٹھ یا سیر، یا سلھر، سنادد، سنگم، سرمال، یا شرمال، سورتھا سمنہ، سامپال، یا سابن پال، سخوما، سنگریچہ، سُرکی، سراویہ، سندھل، سوجہ، سدّن،

ش

شُکل،

ط

طور، یا تور، یا طوری، طاس یا تاس، یا ٹک، یا ٹانک، یا ٹکشک

غ

غزغز،

ف

فاتی یا افاتی، یا پتھالی،

ق

قاچار، یا کاچار، قاذر، یا کاذر

Collection Of Advocate Showkat

ک

کاب، کلموہ، کیچی، کرنانہ، کٹاری، یاکٹاریہ، یاکٹارو، کسانہ، یاکشان یاکوشنی کولی، یاکولن، یاکول، کیسرا،
کمرد، کیپاسیہ، کرانہ، (راجہ کرن کی اولاد) کاس یاکلسان، یاکلسیان یاکلس یاکالس یاکاپوسر، کوٹری، کاہون،
یاکچھیرہ، کالا پیچ، کیہر، کلامور، کیراہنہ، یاکرہانہ، کاہاری، کیتھر، یاکیجر، کلیانہ، کچھواہیہ، کوٹوال، کگنبے، کدوا، کاکھیہ،
کاشیاپ، کوشنک، کاجار، یاقاچار، کوشلیہ،

کھ

کھرسے، یاکھرلیو، کھٹانہ، کھیپٹر، کھوبر، کھاری، یاکھارو، کھرل، کھیرا، کھرسانہ، کھاجر، کھدان، کھاپڑا،
کھدوا، کھینگر، کھوکھر، کھدور، کھرہڈ، کھروارا،

گ

گجگاہیہ، گورسی، یاگرس، یاگراسیہ، یاگورس، گورئی، گمٹی، گادری، یاگاوڑی، یاگادی، گیسے گووا،
گوبی، گدمی، گلہٹ، یاگلوٹ، یاگھلوٹ، گوجرال، گوریاگوڑ، گرگر، گوٹلوال، گیگی، گوریا، گوجر، گہٹر، گوہل،
گوبل، گوگلا، گالگل، گاٹھیلہ، گاتھمیلہ، گراٹیہ، گروریا، گیدرا، گچالیہ، گووالیہ، گڑلا، گروچانہ، گرٹن، گرامی،
گوبلیہ، گوپ، گرڑ، گولہ، گلیریہ، گوگی، گنگوہ، گھورسے روپ،

گھ

گھبلہ، یاواگھیلہ، یاباگھیلہ، گھاکھلا، گرہوال، یاگھروال، یاگھوریال، گھن گس، گھرٹہ، گھندا، گھاگھا،
گھریہ، گھاگل، گھوترا،

ل

لودہ، یالودھی یالادے، لہسر، یالوسر، لالی، لبنوٹر، یالمبنوڑ، لباسیہ، لکھار، لانبڑے یالباڑی، لنالا،
لکھن رائے، لوہر، لیوا یاریوا، لونداری، لاوا، لوا، لوریالوہر، لنگاہ، لکواہن، لانتے؛

م

موتن (آخر ت۔ ن مخفی)، ممیان، موٹے، یا موٹھ سرے، موتلے، مہرمنگ، میروسے، منیا، مولا، مہیسی، ممون، (آخر مین دو نون) مہمو، (یا میاو) ماڑو، مہیترک، مدریچہ، مراڑی، مادھی، مدار، منہر، رامنی، ہاں، ملیاوت، مڈھار، یا منڈھار، مرٹیہ، منڈن، مالی، یا مالانی، میر، مہر، موربی، مکڑ، میانہ، مانگر، یا منگر، مازی،

ن

ناگڑی، نرارا، ندواسیہ، نونن، نکادیا، نورسے، نیپساک، نیمار، نیگدسے،

و

وڈین، وسویہ، یا بسویہ، واگھیلہ، یا باگھیلہ، یا گھیلہ، واشمتہ، وبھی، یا بلبھی، واگہری،

ہ

ہیل، یا ہیبو، ہنگلہ، ہامڑا، ہن، یا ہون، ہنگر، ہرکوٹ، ہر،

ی

یپسیا، یومرا،

ایک تحریر ہماری نظر سے گذری ہے، اس مین ہزار سے زیادہ گوت درج تھے، ہم نے مشہور مشہور گوت لکھے ہین، دراصل گوتون کا شمار نہین ہو سکتا، کیونکہ نئے نئے گوت مشہور ہوتے جاتے، اور کئی قدیم گوت محو ہو گئے ہین، جن کا کوئی قبیلہ اب نہین ملتا، یا تو وہ دوسرے گوت مین شامل ہو گئے، یا اوس گوت کا نام تبدیل ہو گیا ہے، یا حروف مین ایسی تبدیلی ہو گئی ہے، کہ اصل صورت مسخ ہو گئی ہے،

گوت یا تو کسی مشہور باپ یا دادے کے نام پر ہوتے ہین، یا مقام سکونت کی نسبت سے یا کسی اچھی

بُری صفت سے گوت مشہور ہوجاتا ہی، یا کسی کسب و ہنر کی وجہ سے نیا گوت شہرت پاتا ہے، یا مذہب یا فرقہ کی وجہ سے لوگ اپنا گوت نیا مقرر کر لیتے ہین. یا جسمانی بناوٹ سے لوگ ان کا مناسب نام رکھتے ہین، اور یہ تمام قسمین ہماری فہرست سے ظاہر ہوتی ہین،

ہم نے بہت صحت کے ساتھ گوتون کے حروف کو لکھا ہے، مگر ممکن ہی کہ ہم نے غلطی کی ہو، اس لئے ہم مشکور ہون گے، اگر ہم کو ایسی فروگذاشتون کی اطلاع ملتی رہے، تا کہ ہم اوس کی صحت کرتے رہین، اردو مین ہندی نامون کو صحیح طور پر لکھنا مشکل ہے، ابوالفضل ہندی اسما کے ساتھ حروف و حرکات لکھتا ہے، ہم کہان تک حروف و حرکات کا ضبط کرین،

* * *

فصل سوم

بعض گوتون کی تشریح تاریخون یا متفرق مضامین یا بھاٹون اور مراسیون کی روایات، یا سرآوردہ اقوام کے بیان سے معلوم ہوتی ہے، اوس کو درج کیا جاتا ہے، ہر ایک تشریح کی سند موجود ہے!

اسُول

مورخین متفق ہین کہ اسول گوجر ہین، سُلنگی کہتے ہین، کہ ہم آسول کی نسل سے ہین، اسول کا نام آسیانگری کی وجہ سے مشہور ہوا، جوان کا قدیمی مسکن تھا، آسیانگری، جودھپور سے شمال کی طرف ۱۰ میل کے فاصلہ پر ہے، یہ لوگ ابتک بااقتدار و معزز و دولتمند و مہادار و کثیر التعداد ہین، اور نیز اس وجہ سے بھی یہ ممتاز ہین، کہ شروک قوم کا سرداران ہین سے منتخب ہوتا ہے، یہ کہانی کہ آسول دراصل سولنگی ہین، اور جین مت مین اس وجہ سے شامل ہوگئے، کہ ایک سردار کے لڑکے نے سانپ کے کاٹنے سے جینی پیشواؤن کے منتر سے صحت پائی تھی، ایک مسلمہ کہانی ہے، جینی کسی جانور کو تکلیف نہین دیتے، اس لئے ان کا اعتقاد ہے، کہ کوئی موذی جانور ان کو ضرر نہین دے سکتا،

جینی فہرستون سے یہ اخذ کیا گیا ہے، کہ آسول خاندان کے سردار راجہ امان کی نسل سے ہین، جسکی حکومت ۲۴۳ سنہ مین تھی، اون کی قومی تقسیم ابتدائً دو شاخون مین ہے، ایک بڑی اور دوسری چھوٹی

بڑی شاخ مین دس گوت ہین :۔

اُہادہ، چبیدہ، نڈولہ، یاناڈالہ، نیاہتہ، یاناہاٹا، تمیا، اجلپس، جھنگرا، یادوگاڈا، للانہ، لونیان، سوڈھا،

چھوٹی شاخ مین دو گوت ہین، نگدا اور سوڈا،

ایک اور شاخ ہے، کمکا لونہ، یا، کمکولہ، یہی گوت احمد آباد کے ناگر سیٹھون کی ہے،

پنجاب مین یہ گوت پایا نہین جاتا، البتہ ریاست کشمیر اور ہندوستان کے صوبجات متحدہ مین پایا جاتا ہے اوران کو ادسول بھی کہتے ہین،

اوانہ

اس کے تین تلفظ ہین، اوَانہ بفتح اول و ثانی، و اوانہ، الف ممدودہ، و اعوانہ، بفتح الف وسکون عین ہے اعوان کی طرف منسوب، اس خاندان کے بزرگون نے ضلع گجرات کے بندوبست مین لکھایا ہی، کہ ہم کٹھانہ قوم کی شاخ ہین، مگر یہ قابل غور ہے، کیونکہ کٹھانہ کے ساتھ ان کا شجرۂ نسب نہین ملتا، یہ روایت زیادہ معقول ہی کہ یہ اعوان ہین، عام بول چال مین عین حذف ہو گیا ہے، اسکی جگہ الف ممدودہ نے لی، اعوانہ سے آوانہ مشہور ہو گیا، ان کا ایک بزرگ عبدالرحمٰن سلطان محمود کے وقت شہر دیپ (واقعۂ ہندوستان) سے ضلع گجرات مین آیا، اور موضع فتح پور آباد کیا، گجرات کے کئی دیہات مین اوانہ ہین، اور اورا وانہ کے نام پر ضلع گجرات مین دو موضع مشہور ہین،

یہ بہت ذہین و عقلمند قوم ہے، ان کے بعض معزز علما، و فضلا، کا یہ خیال ہے، کہ ہم گوجر نہین ہین، بلکہ اعوان کی اولاد ہین، اعوان و انصار کے فضائل مشہور ہین،

مؤلف :۔ ہم بھی لفظی مناسبت کے قائل ہین جس طرح کہ برہ اپنے آپ کو جنجوعہ کہتے ہین اغلب ہے کہ یہ گوت دراصل اعوان ہو، اور رفتہ رفتہ تبدیلی حروف سے اوان ہو گیا ہو، مگر عام طور پر اوانہ اپنے آپ کو گوجر کہتے ہین، اوران کے بزرگون نے سرکاری دفترون مین اپنے آپکو گوجر لکھوایا ہی اسلیئے ہم نے اس گوت کو گوجرون مین درج کیا ہے، اس خاندان مین حضرت مولینا صدرالدین و مولینا شیخ عبداللہ و مولینا امان اللہ علّامہ عصر جامع العلوم فاضل تھے، جن کی یادگار مولوی سلام اللہ ہین، جو تقوی و ورع مین ایک مثال ہین،

بانیان

یہ سورج بنسی ہین، چونکہ ابتداءً انھون نے سپاہگری کا پیشہ چھوڑ کر، دکانداری کا کام شروع کیا تھا،

Collection Of Advocate Showkat

اس وجہ سے بانیان مشہور ہوگئے، ان کا کوئی مورث ضلع گجرات مین آیا، اور دوکانداری چھوڑ کر زمینداری شروع کی، اس قوم کے نام پر دو موضع بانیان ضلع گجرات مین موجود ہین،

بیلود

یہ میر گوت کی ایک شاخ ہے، اور یہ سب شاخون سے اس لئے اعلے ہین، کہ بیوہ کی شادی نہین کرتے، ہندو رسمون کے پورے طور پر مقلد ہین، اپنے دیوتاؤن کی پرستش مین زیادہ تر اخلاص سے کام لیتے ہین، اور دوسری شاخون مین شاذونادر ہی شادی کرتے ہین، اون کے اخلاق اعلےٰ اور ارادے غیر متزلزل ہوتے ہین، ان کے معززین اور نمایندون کو لوگ میر کہکر خطاب کرتے ہین، انکو اگر کوئی میر نہ کہے تو یہ برا مانتے ہین، خیرپور کی ریاست کے رئیس بھی میر ہین، کشمیر مین کثرت سے یہ میر ہین،

بارو

ان کا شجرۂ نسب خاندان کھوکھر سے ملتا ہے، بارو نامی ان کا مورث، پہلے جوہر کانہ بار مین جانور چراتا تھا، ان کے پاس جانورون کی بہت بڑی تعداد تھی، بار کے قدیم باشندے، ان کے جانور چرا لیجاتے تھے، اس سے تنگ آکر یہ لوگ ضلع گجرات مین چلے آئے، اور اپنے مورث کے نام پر موضع باروآباد کیا، یہ اگرچہ کھوکھر کہلاتے ہین، مگر ان کی رشتہ داری گوجرون سے ہے،

برکٹ

مشہور ہے کہ گوجرون کی ڈھائی ذاتین ہین، اور یہی ڈھائی ذاتین اصل گوجر ہین، باقی سب راجپوت یا جاٹ ہین، روایت یہ ہے کہ راجہ سدگوجر کے تین فرزند، برکٹ گورسی اور کسانہ تھے، گورسی اور کسانہ کو راجہ سدنے سالم سالم پرگنے دیدیئے، اور برکٹ کو آدھا پرگنہ، بعض کہتے ہین، کہ گورسی اور کسانہ کی اولاد زیادہ تھی اور برکٹ کی کم، اس لئے ڈھائی ذاتین مشہور ہین، بعض کہتے ہین کہ گورسی اور کسانہ بہادر تھے اور برکٹ بزدل تھا، ان کا باپ ان کی نسبت کہا کرتا تھا، کہ میرے ڈھائی بیٹے ہین جیسا کہ

اب محاورہ ہے کہ اگر سب اولاد نا قابل ہو تو باپ کہتا ہے کہ وہ لاولد ہے، اور اگر ایک فرزند لائق اور دوسرا نالائق ہو، تو نالائق کو بیٹون مین شمار نہین کرتا، پہلے یہ قوم صوبہ مالوہ مین آباد تھی، ان کا مورث گدی نام ضلع گجرات مین آیا، اور موضع گدھیال آباد کیا، پھر یہ کئی مواضع مین پھیل گئے، واقعی برکت نرم طبع اور مرنج و مرنجان قوم ہے، برخلاف اس کے گورسی اور کسانہ تندمزاج جنگ جو اور بہادر ہین، ان کی حکومت صدیون تک ہندوستان وغیرہ پر رہی ہے، گور، گورسی، گرسی، گرامہ گوسی مخفف گورسی ایک ہین، اور قدیم تاریخون مین جابجا ان کا ذکر آتا ہے، اصل وطن ان کا مالوہ ہے،

بوکن

بوکن، راجہ جگدیو کی اولاد (کھٹانہ) سے ہین، ان کا مورث بوکن نامی تھا، اس کی اولاد ملک دکن سے اس علاقہ مین آئی، اور کئی دیہاتون مین اپنا قدم جمایا، موضع بوکن ضلع گجرات و جہلم مین ان کے نام پر آباد ہے، اور متفرق طور پر ان کی ملکیت کئی گاؤن مین ہے، یہ قوم متواضع اور منکسر المزاج ہے،

بجاڑ

بجاڑ، راجہ جگدیو کی اولاد سے ہین، جگدیو کے خاندان سے بجاڑ نامی ملک پنجاب مین آیا، اور بجاڑ والا (ایک گاؤن) آباد کیا، اوسکی اولاد سے بالیا نامی ایک شخص حضرت میران فاضل گجراتی (جو مشہور اہل اللہ تھے،) کی خدمت مین آیا، اور مسلمان ہوگیا، اور جام شہادت پی کر زندۂ جاوید ہوا، مختلف دیہات مین ان کی ملکیت ہے، اور یہ مختلف اضلاع مین پائے جاتے ہین، بجاڑ والہ اسی قوم کے نام پر دو تین گاؤن ضلع گجرات مین ہین، یہ ایک زبردست شجاع قوم ہے، صاحب سنگھ جو سکھون کا صوبہ دار تھا، اس نے کچھ گستاخانہ کلمات ان کے کسی بزرگ کے حق مین کہے تھے، یہ سب کے سب شمشیر بدست اور سر بکف ہوگئے، اور تین روز تک اسکے لشکر کے مقابلہ مین پہاڑ کی طرح کھڑے رہے، آخر اوسنے تنگ آکر صلح کی،

بجیران

یہ راجپوت، تنور، سورج بنسی ہین، اور اپنے مورث بجیران کے نام سے مشہور ہین، بجر کی اولاد مین سے

Collection Of Advocate Showkat

کوئی شخص قحط کی وجہ سے ضلع گجرات مین آکر اقامت گزین ہوا، پہلے اوس نے کھیر لوال نام ایک گاؤن آباد کیا جس مین مدت تک اس کی چند پشتین رہین، جب وہ گاؤن کسی وجہ سے غیر آباد ہو گیا، تو پھر یہ قوم مختلف جگہ منتشر ہو گئی، اس قوم کے نام پر بجیران نام ایک موضع اب بھی موجود ہے، اس قوم کی ملکیت کئی گاؤن مین ہے. یہ لوگ سادہ دل اور متواضع ہوتے ہین،

بسوہیہ

یہ برون کے بھائی بند ہین، جیسا کہ برہ کے ذکر مین بیان ہوگا، راجہ مل کے پانچ بیٹون مین سے ایک بسوہیہ تھا، ضلع گجرات مین ان کے تین گاؤن ہین، بسوہیہ، سوہیہ، سوہاوہ. دراصل یہ ایک ہی نام ہے، پنجابی مین ب حذف ہو جاتی ہے، جیسا کہ بگیلہ کو گیلہ کہتے ہین، اس قوم کے اشخاص توانا دل اور متحمل مزاج ہوتے ہین،

بانٹھ

یہ اپنا شجرۂ نسب قوم کھٹانہ سے ملاتے ہین، اور بیان کرتے ہین، کہ ان کا مورث ملک گجرات کاٹھیاواڑ سے آیا، اور ضلع گجرات مین موضع بانٹھ آباد کیا، اور اب یہ قوم کئی گاؤن مین مالک زمین ہے، میرا خیال ہے، کہ یہ برہ قوم ہی کے بھائی بند ہین، علیحدہ نہین ہین، راجہ مل کا ایک فرزند بانٹھ تھا، نون غنہ کبھی حذف ہوتا ہے، اور کبھی بحال رکھا جاتا ہے، بانٹھ اور باٹھ الگ الگ قوم نہین ہین، چونکہ ضلع گجرات مین کھٹانون کی کثرت تھی، اس لئے اکثر خاندانون نے اپنے کو کھٹانہ لکھایا،

باہروال

یہ چوہان، سوم بنسی ہین، اور باہروال کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے، کہ میرتھ یا میرٹ چوہان کے چار بیٹے تھے، نانو، بریوا، گھریوالہ، کانو، کانو مسلمان ہو گیا، اس کا کھانا پینا الگ کر دیا گیا، اور اس کو اندر آنے کی اجازت نہ تھی، اس کا نام باہروالا (خارج شدہ) رکھا، اس سبب سے باہروال گوت ہو گیا، باہروال کا مورث سلطان محمود غزنوی کے وقت مین آکر گجرات مین آباد ہوا، باہروال ایک موضع بھی اس قوم کے

تام پر ہے،

ببانیان

یہ اپنا شجرہ نسب کھٹانہ سے ملاتے ہین، اور کہتے ہین، کہ ببانیان کے نام سے ضلع گجرات مین ایک ویران شدہ گاؤن مشہور تھا، اس قوم نے اس کو آباد کیا تھا، اس لئے اس گاؤن کے نام سے مشہور ہو گئے،

(مؤلف) ہماری رائے مین ببانیان دُوب اور بانیان، ایک ب سے ایک ہی ہین، کیونکہ ہندی زبان مین نامون کی پہلی ب بعض وقت حذف کر دیتے ہین، یہ کوئی علیحدہ گوت نہین ہے، چونکہ تلفظ علیحدہ علیحدہ ہے، اس لئے عام لوگ اس کو دو گوت سمجھتے ہین، اور یہ نہین سمجھتے کہ یہ فرق معمولی ہے۔

بٹار

اس گوت کے لوگ بہادر مشہور ہین، پنجاب مین یہ لوگ کم ہین، یوپی مین ان کی تعداد کافی ہے، یہ لوگ بیان کرتے ہین، کہ ہم ملتان اور اوچ کے علاقہ سے سہارنپور وغیرہ کے اضلاع مین آئے، سہارنپور مین اون کے ۵۲ مواضع ہین، یہ معزز زمیندار و کاشتکار ہین،

(مؤلف) ہمارے خیال مین بٹار دراصل بھٹی ہین، اور بٹار بھٹی کی طرف منسوب ہین، جیسے پتہار اپنے کسی مورث راجہ پرتھی کی طرف اور لوہار ہتیار لوہے اور سونے کی طرف منسوب ہین، کشمیر مین یہ قوم بٹ کہلاتی ہے، ملتان مین کوئی بٹار نہین ہے، بھٹی ہین جو بیان کرتے ہین، کہ کچھ زیادہ ہماری قوم کے مختلف ملکون سہارنپور و کشمیر وغیرہ مین چلے گئے، اور دوسرے ملکون کے بٹار سنتے ہین کہ ہم ملتان اور اوچ سے آئے، جہان ہمارے بزرگ حکمران تھے، پس بٹار بھٹی راجپوت ہین،

برہ

یہ جنجوعہ راجپوت کہلاتے ہین، اور اپنا نسب اس طرح بیان کرتے ہین، کہ جنجوعہ کی اولاد مین سے مل نام ایک شخص تھا، اس کے پانچ بیٹے تھے، برہ، بانٹھ، گیلہ، ہنبٹہ، بسوبہ، ہر ایک کے نام پر علیحدہ گوت ہوا، برہ کے سربرآوردہ اشخاص بیان کرتے ہین، کہ اون کے بزرگ گڑھ غمیانہ سے بعہد بادشاہ علاء الدین غوری آئے،

Collection Of Adevcate Showkat

آئین اکبری مین کئی شہرون کی مردم شماری مین بارہ . برار لکھا ہے. دراصل برہ وہی قوم ہے، اور بانٹھ اور گسبلہ، بسویہ گوجرون کی شاخین مشہور ہین، مگر بنبہ کوئی شاخ نہین سنی گئی، ممکن ہے، یہ لفظ دوسری صورت (بانٹھ) مین تبدیل ہوگیا ہو، برہ کے بعض خاندان پیشوا مانے جاتے ہین. اور لوگ انکا ادب و تعظیم کرتے ہین، ضلع گجرات کے دیہات حاصلانوالہ، ڈوگہ، موسی کھالہ، ڈرانچانوالہ دھنی، کلانوالہ، چنن، کالاکھالہ، گراٹیان، چکوڑہ، ڈھنڈالی، ڈھنڈالہ، جاتریا، میانہ کوٹ وغیرہ مین یہ لوگ رہتے ہین ان کے بزرگون کی مقدس قبرین کئی جگہ ہین جن پر لوگ نذرین چڑھاتے ہین. موضع دینا ضلع جہلم مین برہ کا مشہور خاندان ہے، بعض کہتے ہین، کہ چونکہ ان کے بزرگ نیک و ولی اللہ تھے، لوگ انکو بررہ کہتے تھے، جو بر کی جمع ہے، مسلمان بادشاہون کے وقت مین عہدہ قضا ان کے لئے مختص تھا، وہ اپنی مہر مین خادم الابرار لکھتے تھے، جس سے یہ مطلب تھا کہ وہ برہ ہین، چنانچہ شہنشاہ اکبر کے عہد کی ایک سند ہم نے دیکھی، جو تقریباً ۳۵۰ سال کی تحریر شدہ ہے، اس پر قاضی علاقہ کی جو مہر ثبت ہے. اس مین لکھا ہے، خادم الابرار محمدؐ فاضل بن مولینا شاہ محمدؐ، معلوم ہوتا ہے، کہ مولینا محمد فاضل حاصلانوالہ یا ڈرانچانوالہ کے خاندان سے کوئی بزرگ ہین، کیونکہ ان مواضع مین اب بھی ایک خاندان قاضی کے نام سے مشہور ہے، اس قوم کے افراد بالعموم صالح و متقی و حافظ قرآن ہوتے ہین، جنجوعہ قوم چندر بنسی ہے، وہیبت نامی جو ہندوؤن کی روایت کی بموجب ترتیا جگ مین پیدا ہوا تھا، ہند کا زبردست راجہ گذرا ہے، اس نے شہر دہلی اندرپت کے نام سے آباد کیا، اسکی اولاد سے جنجوعہ، راجہ باگر کا پوتا تھا، اس خاندان مین مندرجہ ذیل عالم ہین،

خانصاحب قاضی حافظ محمد شفیع بی اے. ڈرانچانوالہ حکیم مولوی نورالدین، ساکن ڈھنڈالہ، حکیم مولوی ثناء اللہ و مولوی ولی اللہ، ساکنان گلیانہ ضلع گجرات و مولوی حافظ محمد ساکن دنیا ضلع جہلم. مولوی نور عالم ساکن چنن. حاصلانوالہ ایک اور گوجر عالم مونیا، حافظ محمدؒ رحمۃ اللہ علیہ گذرے ہین. جو جامع معقولات و منقولات تھے،

بڑگوجر بڈھ گوجر بر گوجر

یہ راجپوت کہلاتے ہین، اور تعجب یہ ہے کہ راجپوت. باوجودیکہ ان کے ساتھ لفظ گوجر لگا ہوا ہے، ان کو راجپوت جانتے ہین، بادشاہان دہلی کے زمانہ عروج مین یہ شاہی لشکر کے جزو اعظم تھے، بہادر، ذہین اور باغیرت ہوتے ہین. بڈگوجرون کا مصدقہ شجرہ نسب ہمکو نہین ملا، مگر وہ اپنا سلسلہ نسب راجہ

رام چندر سے ملاتے ہین، ایک مشہور خاندان بڑگوجر سے ہم نے خط و کتابت کی، مگر اونھون نے تعجب کیا، کہ ہمکو گوجرون مین شامل کیا جاتا ہے، حالانکہ ان کے بزرگون نے گوجر کے لفظ کی تعظیم بحال رکھی ہے، صرف لفظ راجپوت، لوگون کو اپنی طرف کھینچ رہا ہے، جسکی تشریح ہم نے کئی جگہ کر دی ہے،

بعض تاریخون مین لکھا ہے، کہ دراصل، بڈ، یا ڈا، خزر تھا جس کے معنی خوبصورت گوجر کے ہین، مگر اس تاویل کی کیا ضرورت ہے، بڑگوجر یا وڈگوجر کے معنی گوجر کا عالی خاندان ہین، پنجابی مین وڈا کہتے ہین، بڑے کو جیسا کہ وڈ کسائی، بڑا قصاب جو گائے وغیرہ کا گوشت فروخت کرتا ہے، بیر گر جر ب واؤ سے تبدیل ہو جاتی ہے، بیر، ویر بمعنی دوست یا بھائی، چونکہ یہ زبردست قوم تھی، ہندو راجپوتون نے ان کو بڈ یا بڑگوجر کہکر اپنے ساتھ ملا لیا، اور ادن کو بھائی یا دوست کہکر پکارا، اور ان کا شجرۂ نسب بھی رام چندر یا سری کرشن سے ملا دیا،

اس زمانہ مین بھی بڑگوجر، مشہور و معروف اعلیٰ خاندان مین شمار ہوتے ہین، اور اکثر یو پی مین پائے جاتے ہین، بعض بیر گوجر یا بڈگوجر مین فرق کرتے ہین، ہمارے خیال مین جیسا کہ تاریخون مین دیکھا گیا ہے، بیڈر، بڈھا، بیر گوجر، بڈگوجر ایک ہی ہین، ہم نے ایک دفعہ اس خاندان کی نسبت ایک مضمون لکھکر، ایک فاضل گوجر کی خدمت مین بھیجا تھا، اور عنوان مین بڑگوجر لکھا تھا، لیکن بڑگوجر کو تبدیل کر کے بڈگوجر طبع کرایا گیا، اس سے معلوم ہوتا ہے، کہ ہندوستان مین بھی بڈگوجر کہتے ہین، آئین اکبری مین[1] بڈگوجر بفتح با و سکون دال ہندی درج ہے، ضلع گجرات مین یہ گوت نہین پایا جاتا،

بھڈانہ

بھڈانہ، راجہ جگدیو کی اولاد سے ہین، ان کا کوئی مورث بھڈانہ نام تھا، اس خاندان کا پیشہ پہلے سپاہ گری تھا، چنانچہ اس خاندان کے بہت سے لوگ اکبر بادشاہ کی فوج مین ملازم تھے، اس خاندان مین بعض نے موضع بھگواڑی علاقہ شیر گڑھ ضلع گورداسپور مین زمینداری شروع کی، اس کے بعد مختلف علاقون مین منتشر ہو گئے، چنانچہ سابو نامی ان کا مورث گجرات آیا اور کئی گاؤن مین ملکیت حاصل کی، بھڈانہ ایک موضع انکے نام پر ہے، اس خاندان سے منشی برکت علی شمیم منشی فاضل ایڈیٹر رسالہ گوجر دیتا گر ضلع گورداسپور مین ہین

---

[1] ابوالفضل کا دستور ہے کہ جب وہ کسی ہندی لفظ کو لکھے گا تو حروف اور حرکات سے اسکے تلفظ کو ادا کرتا ہے،

بھنڈ

یہ کھٹانہ کی شاخ اور کامل معروف کی اولاد سے ہیں، بھنڈ پنجابی میں شور و شر اور جھگڑے کو کہتے ہیں، چونکہ ان کا مورث اکثر لوگوں سے لڑتا رہتا، اور چھوٹی چھوٹی بات پر جھگڑے اوٹھاتا تھا، اس لئے اس کا نام بھنڈ مشہور ہوگیا، بعض کہتے ہیں، کہ بھنڈ نقال کو کہتے ہیں، چونکہ یہ لوگون کی نقل کرتا تھا، اسلئے اس کو بھنڈ کہنے لگے، اس قوم کے نام پر فتا بھنڈ، کملا بھنڈ، راجو بھنڈ وغیرہ مواضع ہین، یہ لوگ جنگجو، ناعاقبت اندیش ہین، مگر محنت اور جرأت و تہور کی وجہ سے اچھے سپاہی ہین،

بھٹی

گوجر، جاٹ، راجپوت، سب مین پائے جاتے ہین، پنجاب مین جسقدر مسلّی[1] ہین، سب بھٹی کہلاتے ہین، اکثر خانہ بدوش لوگون سے ہم نے دریافت کیا ہے، کہ وہ اپنی ذات بھٹی بتاتے ہین، ایک طرف تو اس قوم کا معیار اعلیٰ نظر آتا ہے، اور دوسری طرف گرا ہوا ہے، اس قوم کو جوار بھاٹا سے تشبیہ دیتے ہین، کیونکہ اس کے بعض افراد ترقی کے اعلیٰ مدارج پر پہنچکر حکمران ہوئے، اور بعض ادنیٰ دوسری قومون کے خدمتگار بنے، اصلی وطن اس قوم کا گجرات دکن ہے، آئین اکبری مین کئی شہر ان کے نام پر ملتے ہین، جس سے ثابت ہوتا ہے، کہ یہ ایک قدیم قوم ہے، زمانہ قدیم مین کئی قلعے انکے تھے، لیکن جنگ و جدال کی وجہ سے اس قوم کے بعض گروہ صحرا نشین ہوگئے، اور جسقدر وہ آبادی سے دور ہوتے گئے، اسی قدر تہذیب سے بیگانہ ہوگئے، یہ قوم بہادر، اولو العزم جنگجو ہے، اور جادو بنسی خاندان سے اپنا نسب ملاتی ہے، جنکو سوم بنسی بھی کہتے ہین، یہ بیان کرتے ہین کہ ان کا مورث بھٹی تھا، اصلی وطن اس کا بھٹنیر تھا، اور اسی شہر کی طرف منسوب ہونے سے بھٹی مشہور ہوگیا، ٹاڈ راجستان نے اس قوم

---

[1] پنجاب مین ایک قوم مسلّی ہے، اس کے افراد اکثر سیاہ فام ہوتے ہین، اور رہڑا کر کٹ گوبر اٹھاتے ہین، اکثر مزدوری پیشہ ہین، یہ کہتے ہین کہ ہمارا بزرگ راجہ بھٹی قوم کا تھا، وہ مسلمان ہوگیا، اور چونکہ نمازی تھا، اس لئے ہمارا لقب مصلّی ہوگیا، مگر ہم ان کو مسلی سین سے لکھا کرتے ہین، (مؤلف)

Collection Of Advocate Showkat

کے مفصل حالات لکھے ہین،

دُلا بھٹی کے قصے پنجابی مین مشہور ہین. یہ بڑا اولوالعزم اور بہادر تھا، تبلیون والے اوس کے کارنامے سُناتے ہین، اور اسکی مُورت دکھلاتے ہین، کشمیری بٹ جو معزز خاندان ہے، دراصل بھٹی ہین، اور دوسری کشمیری قومون سے بہادر، ذہین، اور اولوالعزم ہوتے ہین. بٹ کا لفظ بھٹی کا مخفف ہے، گوجرون مین نون اپنے آپ کو بھٹی راجپوت کہتے ہین،

(مؤلف) اسمین شک نہین کہ یہ ایک معزز قوم ہے.

بھلوٹ

یہ قوم بنسی ہین، اوران کا سلسلہ نسب پنوار خاندان سے ملتا ہے، ان کا مورث بھلوٹ تھا، اس کی اولاد تغلق کے عہد مین گجرات مین آئی، ان کی کئی گاؤن مین ملکیت ہے، اور کئی بے چراغ دیہات کا نام بھلوٹ ہے، جن کو دوسری قومون نے آباد کیا، مگر نام وہی رہا، یہ قدیم قوم ہے، جو دکن سے آکر پنجاب مین آباد ہوئی، یہ کچھواہیہ بھی کہلاتے ہین،

بھوملہ یا بھنبلہ

یہ پنوار رکھ بنسی ہین، بھومانہ ان کا مُورث راجہ تھا، چتوڑ گڈھ کے راجہ کی مخالفت کے باعث پنجاب چلا آیا، اور لاہور کے مضافات مین ایک ویران شدہ کالانام گاؤن آباد کیا، یہ خاندان کئی پشتون تک وہان رہا، ان کا مورث الوچند بعہد عالمگیر غازی مسلمان ہوا جس کا اسلامی نام عمر بخش رکھا گیا، اسکی اولاد نے ضلع گجرات، موضع ملوانہ وڈاہر، لونگو، ہندو وغیرہ متعدد گاؤن آباد کئے، جو زمانہ قدیم مین بھوملہ کا تپہ کہلاتا تھا اس تپہ مین ملوانہ وڈاہر، دو گاؤن بمقابلہ دوسرے گاؤن کے زیادہ مشہور ہین. یہ روایت کہ موضع ملوانہ کا اصلی نام موہن پال تھا، معقول نہین ہے، کیونکہ جب عمر بخش بانی ملوانہ مسلمان ہوگیا تھا، تو وہ اپنے گاؤن کا نام موہن پال کیونکر رکھ سکتا تھا، بلکہ یہ توجیہ قرین قیاس ہے، کہ چونکہ عمر بخش اور اوس کے جانشین پابند صوم وصلوٰۃ تھے، اذان کہتے تھے، امامت کرتے تھے، اس لئے ان کو لوگ مُلا کہتے تھے، اور اس لئے ان کے گاؤن کا نام ملوانہ ہوگیا، بعض تاریخون مین لکھا ہے کہ یہ راجہ بھملہ کی اولاد ہین، راجپوتون کے شجرہ نسب

مین ایک راجہ بھبلہ کا نام درج ہے، یہ شریف و ذہین قوم ہے، اس قوم مین حافظ ہست رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ نور احمد مغفور اور مولوی غلام محمد مرحوم عالم فاضل تھے، ان کی یادگار حافظ غلام رسول ہین،

بھوجہ

بھوجہ گوجرون کا گوت ہے، ان کا دعوی ہے، کہ وہ راجہ بھوج کی اولاد سے ہین ضلع گجرات مین بہت تھوڑی تعداد مین پائے جاتے ہین،

بھرگڑ

بیان کیا جاتا ہے، کہ یہ شہر بھارا گڑھ کے رہنے والے ہین، (ممکن ہے کہ پہلے زمانہ مین گجرات دکن مین کوئی گاؤن ہو،) مگر موجودہ تحقیقات مین اس کا پتہ نہین ملتا، شاید بہادر گڑھ ہو، پہلے پہل ان کا مورث شیخ جھنڈا، ضلع گجرات مین قاضی مقرر ہو کر آیا، جھنڈانوالہ اسی کا آباد کردہ ہے، پھر یہ مختلف مقامات مین پھیل گئے، لوگ اُن کی بہت تعظیم کرتے ہین، وجع مفاصل کے سیکڑون بیماران کے پاس آتے ہین، اور اکثر شفایاب ہوتے ہین، یہ متعدد دیہاتون مین سکونت رکھتے ہین، مگر زیادہ تر محلہ میانہ چک چکوڑی مین آباد ہین، (سندھ مین ایک معزز قوم بھرگری ہے، ممکن ہے کہ اس خاندان کا تعلق اس قوم سے ہو،) قدیم سے اس خاندان مین اکثر حافظ قرآن ہوتے آئے ہین، جو ان کی ذہانت کا ثبوت ہے، اب بھی اس قوم مین کئی حافظ ہین، اور ان مین حافظ محبوب عالم جید عالم تھے، یہ خاندان باعتبار عزت و شرافت و خدمات دینی بہت معزز ہے، زمانہ حال مین حافظ مولوی محمد امین، حافظ اسماعیل اور حافظ محمد عالم مدیر رسالہ عالمگیر، میان محمد اجلال خان قابل ہستیان ہین،

بھلیسر

یہ چوہان کی شاخ ہین، ان کا مورث بھلو تھا، پہلے پہل یہ لوگ موضع بھلیسر انوالہ ضلع گوجرانوالہ مین رہتے تھے، وہان سے آکر ضلع گجرات مین موضع بھلیسر انوالہ آباد کیا، اب کئی گاؤن مین اُن کی ملکیت پائی جاتی ہے، ہمارے خیال مین یہ گوت بھالوت ہے، جس نے رام چندر کو امداد دیکر راون کو

صفحۂ ہستی سے مٹا دیا تھا، یہ قدیم قوم ہے، جس کا ذکر تاریخون مین بار ہا آیا ہے،

پوڑ

یہ پنوار سوم بنسی ہین، ان کا مورث راجہ پوڑ کی اولاد سے ملک دکن سے اس ملک مین آیا، اور ایک گاؤن اپنی قوم کے نام پر ٹھٹہ پوڑ آباد کیا، ٹھٹہ کے معنی پنجابی مین گاؤن اور بستی کے ہین، ٹھٹہ پوڑ یعنی پوڑون کی بستی۔

لیکن ہماری تحقیقات مین پوڑ کوئی علٰحدہ ذات نہین، یہ پوآر کی بگڑی ہوئی شکل ہے، کیونکہ یہ لوگ اپنے مورث کا نام پوڑ بتاتے ہین، اور نون غنہ کبھی حذف ہو جاتا ہے، اور کبھی بحال رہتا ہے، چونکہ کھٹانہ بھی پنوار ہین، اور یہ بھی اپنا شجرہ نسب ان سے ملاتے ہین، اس لئے ان کا یہ کہنا کہ ہمارا مورث پوار تھا درست ہے، دراصل لفظ ایک ہی ہوتا ہے، مگر مختلف قومون مین جا کر جب اس کا تلفظ مختلف ہو جاتا ہے، تو لوگ خیال کرتے ہین، کہ یہ علٰحدہ علٰحدہ قوم ہے،

پسوال

یہ اپنے آپ کو گوجرون مین شامل نہین کرتے، اور کہتے ہین، کہ ہم حضرت دحیہ کلبی رض کی اولاد ہین، جو حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب مین تھے، ان کا مورث ملک عرب سے ہند مین آیا، اور پھر کئی پشتون تک یہ خاندان علاقہ جمون مین رہا، اور ملک کے رسم و رواج کے مطابق اس کے نام مین تبدیلی ہو گئی، اس خاندان کے نام مین الف لام نسبت کا ہے: جیسا کہ سیال، بنگیال، ننگیال، چکوال، ہندوستان مین بھی پسوال ہین، پوسوال و پسوال ایک ہی لفظ ہے، ہم اس روایت کو اس خیال سے کئی اور اضلاع مین سکھ، ہندو، پسوال اپنے کو گوجر کہلاتے ہین، اور وہ حضرت دحیہ کلبی رض کے نام تک نہین جانتے، اور ضلع گجرات مین بھی یہ گوجرون مین ایسے گڈمڈ ہو گئے ہین، ہم ان کے دعوی کو تسلیم نہین کر سکتے، جب تک کہ وہ کوئی ثبوت پیش نہ کرین، بعض کہتے ہین کہ ان کا کوئی مورث تاس تھا، جو اس سرزمین پر آیا، جہان اب قلعہ رہتاس ضلع جہلم ہے، دراصل علاقہ رہتاس و قلعہ رہتاس اسی قوم کے نام پر ہے، پھر اسکی اولاد مختلف جوانب مین پھیل گئی، ضلع گجرات کے کم سے کم ۳۰ مواضع مین کم و بیش بطور حصہ داری آباد ہین، چونکہ یہ متفرق طور پر آباد ہین، اس لئے کچھ زیادہ طاقتور نہین،

مین ایک راجہ بھلہ کا نام درج ہے، یہ شریف و ذہین قوم ہے، اس قوم مین حافظ ہست رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ نور احمد مغفور اور مولوی غلام محمد مرحوم عالم فاضل تھے، ان کی یادگار حافظ غلام رسول ہین،

بھوجہ

بھوجہ گوجرون کا گوت ہے، ان کا دعوی ہے، کہ وہ راجہ بھوج کی اولاد سے ہین، ضلع گجرات مین بہت تھوڑی تعداد مین پائے جاتے ہین،

بھرگڑ

بیان کیا جاتا ہے، کہ یہ شہر بھارا گڈھ کے رہنے والے ہین، (ممکن ہے کہ پہلے زمانہ مین گجرات دکن مین کوئی گاؤن ہو،) مگر موجودہ تحقیقات مین اس کا پتہ نہین ملتا، شاید بہادر گڈھ ہو، پہلے پہل ان کا مورث شیخ جھنڈا، ضلع گجرات مین قاضی مقرر ہو کر آیا، جھنڈانوالہ اسی کا آباد کردہ ہے، پھر یہ مختلف مقامات مین پھیل گئے، لوگ اُن کی بہت تعظیم کرتے ہین، وجع مفاصل کے سیکڑون بیماران کے پاس آتے ہین، اور اکثر شفایاب ہوتے ہین، یہ متعدد دیہاتون مین سکونت رکھتے ہین، مگر زیادہ تر محل میانہ چک چکوڑی مین آباد ہین، (سندھ مین ایک معزز قوم بھرگری ہے، ممکن ہے کہ اس خاندان کا تعلق اس قوم سے ہو،) قدیم سے اس خاندان مین اکثر حافظ قرآن ہوتے آئے ہین، جو ان کی ذہانت کا ثبوت ہے، اب بھی اس قوم مین کئی حافظ ہین، اور ان مین حافظ محبوب عالم جید عالم تھے، یہ خاندان باعتبار عزت و شرافت و خدمات دینی بہت معزز ہے، زمانہ حال مین حافظ مولوی محمد امین، حافظ اسماعیل او حافظ محمد عالم مدیر رسالہ عالمگیر، میان محمد اجلال خان قابل ہستیان ہین،

بھلیسر

یہ چوہان کی شاخ ہین، ان کا مورث بھلو تھا، پہلے پہل یہ لوگ موضع بھلیسرانوالہ ضلع گوجرانوالہ مین رہتے تھے، وہان سے آکر ضلع گجرات مین موضع بھلیسرانوالہ آباد کیا، اب کئی گاؤن مین اُن کی ملکیت پائی جاتی ہے، ہمارے خیال مین یہ گوت بھالوت ہے جس نے رام چندر کو امداد دیکر راون کو

صفحۂ ہستی سے مٹا دیا تھا، یہ قدیم قوم ہے، جس کا ذکر تاریخون مین بارہا آیا ہے،

پوڑ

یہ پنوار سوم بنسی ہین، ان کا مورث راجہ پوڑ کی اولاد سے ملک دکن سے اس ملک مین آیا، اور ایک گاؤن اپنی قوم کے نام پر ٹھٹہ پوڑ آباد کیا، ٹھٹہ کے معنی پنجابی مین گاؤن اور بستی کے ہین، ٹھٹہ پوڑ یعنی پوڑون کی بستی.

لیکن ہماری تحقیقات مین پوڑ کوئی علحدہ ذات نہین، یہ پوار کی بگڑی ہوئی شکل ہے، کیونکہ یہ لوگ اپنے مورث کا نام پوڑ بتاتے ہین، اور نون غنہ کبھی حذف ہو جاتا ہے. اور کبھی بحال رہتا ہے، چونکہ کھٹانہ بھی پنوار ہین، اور یہ بھی اپنا شجرہ نسب ان سے ملاتے ہین. اس لئے ان کا یہ کہنا کہ ہمارا مورث پوار تھا درست ہے، دراصل لفظ ایک ہی ہوتا ہے، مگر مختلف قومون مین جا کر جب اس کا تلفظ مختلف ہو جاتا ہے، تو لوگ خیال کرتے ہین، کہ یہ علحدہ علحدہ قوم ہے،

پسوال

یہ اپنے آپ کو گوجرون مین شامل نہین کرتے، اور کہتے ہین، کہ ہم حضرت دحیہ کلبیؓ کی اولاد ہین، جو حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب مین تھے، ان کا مورث ملک عرب سے ہند مین آیا، اور پھر کئی پشتون تک یہ خاندان علاقہ جموتن مین رہا، اور ملک کے رسم ورواج کے مطابق اس کے نام مین تبدیلی ہو گئی، اس خاندان کے نام مین الف لام نسبت کا ہے: جیساکہ سیال، بگیال، ننگیال، چکوال، ہندوستان مین بھی پسوال ہین، پوسوال و پسوال ایک ہی لفظ ہے، ہم اس روایت کو اس خیال سے کئی اور اضلاع مین سکھ، ہندو، پسوال اپنے کو گوجر کہلاتے ہین، اور وہ حضرت دحیہ کلبیؓ کے نام تک نہین جانتے، اور ضلع گجرات مین بھی یہ گوجرون مین ایسے گڈمڈ ہو گئے ہین، ہم ان کے دعوی کو تسلیم نہین کر سکتے، جب تک کہ وہ کوئی ثبوت پیش نہ کرین، بعض کہتے ہین کہ ان کا کوئی مورث تاس تھا، جو اس سرزمین پر آیا، جہان اب قلعہ رہتاس ضلع جہلم ہے، دراصل علاقہ رہتاس و قلعہ رہتاس اسی قوم کے نام پر ہے، پھر اسکی اولاد مختلف جوانب مین پھیل گئی، ضلع گجرات کے کم سے کم ۳۰ مواضع مین کم وبیش بطور حصہ داری آباد ہین، چونکہ یہ متفرق طور پر آباد ہین، اس لئے کچھ زیادہ طاقتور نہین،

اُن کے اخلاق عام طور پر پسندیدہ ہین، یہ عجیب بات ہے، کہ یوپی اور صوبہائے متوسط مین سکھ بسوال کثرت سے آباد ہین وہ تو گوجر کہلاتے ہین، اور ضلع گجرات کے بسوال دحیہ کلبیؓ کی اولاد ہین، پشو، بسو ایک لفظ ہے، چونکہ یہ لوگ جانور رکھتے تھے، اس لئے ان کا نام پشو والے ہو گیا، جیسا گوپال، اس خاندان مین مولینا علاؤالدین ساکن امرو ضلع گجرات صوفی مجددی نقشبندی فاضل اجل ہین،

پشکر

پشکر، گوجرون کا گوت ہے، جو پشکر شہر کی طرف منسوب ہے، یہ چیچی کی شاخ ہے، اور پشکر مین گوجرون کے مقدس مقامات یعنی مندر وغیرہ ہین، جن کے یہ لوگ متولی تھے، اور لوگون سے نذرانہ وصول کرتے تھے، پنجاب مین اس گوت کے لوگ نہین ہین، اس قوم کی جدہ کا پشکر مین ایک عالی شان مندر ہے جس پر گوجر مہاراجگان بڑے بڑے نذرانے چڑھاتے تھے،

پرپہار

تاریخون مین پرپہار، پرسےہر، پرپتھار، پرہار، مختلف صورتون سے لکھا ہے، دراصل یہ سب نام ایک ہی ہین،

زبانون کے اختلاف سے اس نام کی مختلف صورتین ہوگئین، یہ اگنی کل ہین، ان کے گوجر ہونیکے صریح دلائل موجود ہین، بعض کتبون مین اونھون نے اپنے آپ کو پرہار گرجر لکھا ہے، اور بعض کتبون مین پرمار، کہوا ہیہ، پھوا ہیہ بلاشک وشبہ گوجر ہین، جیساکہ کسی اور جگہ ثابت کیا گیا ہے، پرتیہارا ایک اور قوم بھی ہے، جو اپنے کسی مورث راجہ پرتھی نامی کی طرف منسوب ہے،

پرمار

پرمرد پرمار کے معنی دشمن کش ہین، یہ اگنی کل ہین، اور وسیع علاقہ پر حکمران رہے ہین، یہ مثل مشہور ہے، کہ دنیا پرمرون کی ہے یعنی وہ تمام دنیا کے مالک ہین، ان کے فتوحات کی وسعت کے دلائل حسب ذیل ہین،

اوّل، ۱، چوڑہ جو مسلمہ گوجر ہین، وہ کہتے ہین کہ ہم پرمار کی نسل سے ہین،

Collection Of Advocate Showkat

دویم :۔ آسول جو گوجر ہین، وہ بھی پرمار کی اولاد کہلاتے ہین،

سویم :۔ ہُن قوم کا وہ راجہ جس نے برولی کا یادگار روزگار مندر تعمیر کیا تھا جب وہ عربون کے برخلاف چیتوڑ کی مدد کیلئے آیا تھا، پرمار نسل سے بیان کیا جاتا ہے، چونکہ ہُن اور گوجر ایک سمجھے جاتے ہین، لہذا پرمار گوجر ہوئے۔ ان کے راجاؤن کا ذکر علیحدہ باب مین کیا گیا ہے،

پٹیل

حاجو مورخ نے اون کے حالات مفصل لکھے ہین، ان کی ۱۲ شاخین ہین، جو گوجر کہلاتی ہین؛ جنکی تفصیل یہ ہے، تین جہالے، چار چنداوت، دو شکناوت، دو راٹھور، ایک سلنگ دیو،
مورخ مذکور یہ بھی بیان کرتا ہے، کہ گوجر اور راجپوت، راجہ رام چندر پر مل جاتے ہین، لیکن سیسودیا اور کچھواہا گوجرون کی بہ نسبت راجہ رام چندر سے زیادہ قریب ہین، وہ یہ لکھتا ہے کہ شجاعت و اولوالعزمی گوجرون کا فطری جوہر ہے،

پھامبڑہ

یہ پنوار سوم بنسی ہین، ان کا مورث پھمان تھا، جسکی اولاد پھامبرہ اور پھامبر کے نام سے مشہور ہے، پھمان کی اولاد مین سے کوئی شخص گجرات دکن سے آکر مغلیہ خاندان کے کسی بادشاہ کی فوج مین ملازم ہوا، پھر ملازمت چھوڑ کر ضلع گجرات مین زمینداری شروع کی؛ پھامبڑہ ایک گاؤن ان کے نام پر ہے، اور کئی مواضع مین یہ قوم پھیلی ہوئی ہے، دینے کلان، دادو برسالہ، ماجرا، ڈھنو، پکمیانہ، اتم سعادت پور مین ان کی ملکیت ہے،

پھگروٹ

اجمیر مین پھگروٹ گوجرون کا ایک گوت ہے جس کا بزرگ بھاگ جی مشہور ہے، اسکی نسبت ایک عجیب حکایت تاریخون مین لکھی ہے، بھاگ جی کا باپ، رام جی سولنگی، حوادث روزگار سے تباہ ہو کر اجی پال چوہان کی خدمت مین ملازمت کیلئے روانہ ہوا، راستہ مین ایک کمہار کا گھر تھا، گیا دیکھتا ہے کہ ایک عورت رو رہی ہے، رام جی نے پوچھا، کیون روتی ہے، اوس نے کہا کہ چند مہینون سے اس شہر پر ایک

شیر حملہ کرتا ہے۔ ہر رات ایک آدمی کو کھا جاتا ہے۔ اور اس کے علاوہ کئی آدمیون کو زخمی کر جاتا ہے، کچھ عرصہ سے راجہ کے حکم سے یہ تجویز ہوا ہے، کہ ہر روز ایک آدمی ہر شام اُس درہ مین پہنچ جایا کرے، جو شیر کے آنے کا راستہ ہے، تاکہ دوسرے لوگ اس کی اذیت سے محفوظ رہین، آج میرے لڑکے کی باری ہے، رام جی نے اس عورت کو تسلی دی، کہ آج شام کو وہ اُسکے فرزند کے عوض خود قربان ہوگا، چنانچہ وہ وقت پر پہنچ گیا، جون ہی شیر نکلا، رام جی نے تلوار سے شیر کے دو ٹکڑے کر دئے، اُس ملک کا راجہ چوہان تھا، اُوس نے اس صلہ مین اپنی بہن کا عقد رام جی سے کر دیا، جس سے ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام باگھ جی رکھا گیا۔ قوت و شجاعت کی وجہ سے اس لڑکے کو شیر سے تشبیہ دی گئی جب جوان ہوا، تو راجہ نے اس کو ایک علاقہ کے محکمہ جنگی کا افسر مقرر کر دیا۔ اس کے پاس ایک ریشمی جھولا تھا، جس پر وہ جھولتا تھا، ایک دن شہر کی ۱۲ راجپوتون کی لڑکیان یہ اطلاع پا کر کہ اسکے پاس ریشمی جھولا ہے، اس کے پاس گئین، اور درخواست کی، کہ وہ اون کو جھولا عنایت کرے، اُس نے کہا کہ مین اس شرط پر دیتا ہون، کہ ہر لڑکی باری باری اس کے ساتھ جھولے، لڑکیون نے منظور کیا، اور اسکے ساتھ بیٹھکر جھولین جب ان لڑکیون کی شادی کا وقت آیا، تو بھاگ جی نے دعوی کیا کہ یہ سب ایک کے سواے اسکے عقد مین آ چکی ہین، اب ان کی شادی دوسری جگہ نہین ہو سکتی، لڑکیون نے تصدیق کی، اور سب لڑکیان اس کو دی گئین، جنمین سے ایک بھاگ جی کے خدمتگار برہمن کو ملی، جو برہمن کے ساتھ جھولی تھی، اتفاقاً ہر ایک لڑکی کے بطن سے دو دو فرزند پیدا ہوئے، جن سے مختلف قبائل کا سلسلہ جاری ہوا، چنانچہ علاقہ اجمیر وغیرہ مین بھگر وٹون کی ۲۴ شاخین بھاگ جی کی نسل سے مشہور ہین،

ہم نے یہ التزام رکھا ہے، کہ بعید از عقل کہانیون کو لکھکر تردید کرین، اس لئے شیر کا قصہ اور جھولے کی کہانی سب فضول باتین ہین، مستند واقعہ یہ ہے، کہ بھگر وٹ گوجر ہین، اور اس کے ۲۴ گوت ہین، اس قسم کی کہانیان بچپن مین مراسی سنایا کرتے تھے۔

ٹوپہ

یہ سورج بنسی ہین، مورث ان کا آدم تھا، جو بعد مین ٹوپہ مشہور ہو گیا، جو ملک دکن سے جلال الدین اکبر بادشاہ کے عہد مین ضلع گجرات مین آیا، یہ وہی قوم ہے، جسکی نسبت بیان کیا جاتا ہے، کہ اوس نے گجرات خریدا تھا، اور روپیون کا اندازہ شمار کرنے کے بجائے ٹوپون سے کیا گیا تھا، اب بھی اس قوم کے افراد اس بات پر فخر کرتے ہین، ہم نے کسی جگہ اسکی تردید کی ہے کہ نہ اسوقت کسی کے پاس اسقدر روپیہ تھا، نہ ٹوپون سے روپیہ کا اندازہ کیا گیا، یہ سب لغو

فضول قصے ہین،

ٹھلہ

ٹھلہ، گوجر کھٹانہ کی شاخ ہے، ان کا کوئی مورث راجہ ٹھلہ تھا، اس کی اولاد پنجاب مین آئی اور کئی جگہ زمین آباد کی، اُن کی ملکیت موضع دہڑ وغیرہ مین ہے، ایک گاؤن ٹھلہ بھی اون کے نام پر ہے،

ٹھیکریہ

ٹھیکریہ، ٹھاکر کی طرف منسوب ہین، ہندوستان مین اب بھی بعض راجاؤن کی اولاد ٹھاکر کہلاتی ہے، ان کا سلسلہ نسب راجہ بکرماجیت تک پہنچتا ہے، ان کا مُورث جگہ نامی لاہور مین آیا، اور حضرت علی ہجویری (جو حضرت داتا گنج بخشؒ کے داماد تھے) کے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوا، کئی پشتون تک اس خاندان کے نوجوانون نے پیشہ سپاہگری اختیار کیا، یہ بہت اچھے سپاہی سمجھے جاتے تھے، رفتہ رفتہ زراعت کی طرف متوجہ ہوئے، تحصیل گجرات مین پہلے موضع پنڈوڑی مین سکونت کی، پھر چک سکندر کے قریب ایک گاؤن آباد کیا، جو ٹھکریہ کے نام سے مشہور ہے، ٹانڈہ موٹا تحصیل گجرات مین ایک مشہور خاندان ٹھیکریہ آباد ہے،

جنگل

جنگل، کھٹانہ کی شاخ ہے، ان کا کوئی مُورث راجہ جنگل تھا، جسکی اولاد نے ضلع گجرات مین اکثر زمین آباد کی، ان کی ملکیت موضع ڈنگہ، بھوجپور، جادہ، بھاگو، موہال، بوریانوالی مین ہے، یہ قلیل جماعت ہے، ایک وجہ سے انکو جنگل کہتے ہین، کہ ان کا بزرگ جنگل مین مواشی چراتا تھا، جب وہ آبادی مین آیا اور کھیتی کرنے لگا تو اسکا نام جنگل ہوگیا، یہ توجیہہ کچھ معقول معلوم ہوتی ہے، کیونکہ نوآبادیون کے قدیم باشندونکو اس زمانہ مین جنگلی کہتے ہین،

جھنیدر

بھنیدڑ، چوہان کی شاخ، اور سورج بنسی ہین، ان کا مورث راجہ جھنیدڑ تھا، جس کی اولاد مین سے

کوئی شخص گجرات آیا، جھینڈر ایک موضع بھی اس قوم کے نام پر ہے، ان کی ملکیت جھینڈر، فتح پور، گنگ، نندوال مین ہے، یہ بھی قلیل جماعت ہے،

چاڑ

چاڑ بھی سورج بنسی ہین، راجہ جگدیو کی اولاد مین سے راجہ چاڑ تھا، اسکی نسل کے چند آدمی چتوڑ گڈہ سے پنجاب آئے، اور کئی علاقون مین پھیل گئے، ان کی ملکیت، باجرہ، ٹھٹھ پور، ساتل، موسیٰ کالا، مرالہ یان، اوجریان، کسانہ، راجو، بھنڈ، بٹی کالس، لونگو، حاصلانوالہ، موجیانوالہ، واڑہ چامیان، ضلع گجرات مین ہے، یہ زبردست قوم ہے، اور بالعموم ہر جگہ اچھی حالت مین ہے،

چوہان

گوجر چوہان چندر بنسی کہلاتے ہین، اور رائے پتھورا کی نسل سے اگنی کل ہین، ہم اس جگہ رائے پتھورا کا مختصراً ذکر کرتے ہین،

تنوار خاندان دہلی مین حکمران تھا، اس خاندان کے پہلے راجہ انگ پال ثانی کا کوئی بیٹا نہ تھا، اس وجہ سے اس کے بعد اس کا نواسہ پرتھی راج، جو اجمیر کے راجہ کا بیٹا، اور چوہان خاندان سے تھا، سنہ ۱۱۷ء مین دہلی کے تخت پر بیٹھا، اس کو رائے پتھورا بھی کہتے ہین، یہ دہلی کا آخری ہندو راجہ تھا، اور شمالی ہند مین سب سے مقتدر خیال کیا جاتا تھا، اسکی دلیری اور شجاعت کی کئی کہانیان مشہور ہین، جنکو ہم نے کسی جگہ لکھا ہے، وسط ہند سے چوہان خاندان کا ایک راجہ گھگ پنجاب مین آیا، اور ایک وسیع علاقہ پر قبضہ کر لیا، منجملہ اس کے ایک قلعہ مانگو ہے، راجہ گھگ کی چار یا پانچ پشتین با اقبال رہین، اور انھون نے وسیع علاقہ پر تصرف کر لیا، اس کے بعد راجہ ملک و راجہ اسیر، قبل از حکومت ہمایون معمولی تعلقہ دار تھے، جب ہمایون تخت نشین ہوا، تو ان کی رہی سہی ہستی بھی مٹ گئی، راجہ ملک تو لاولد مر گیا، اور راجہ اسیر کسی اور ملک کو چلا گیا، جس سے مانگو کے چوہانون کی شوکت وحشمت کا خاتمہ ہو گیا، جو اولاد راجہ گھگ کی باقی تھی، اسکی حیثیت معمولی زمیندارون کی تھی، قلعہ مانگو منہدم ہو گیا، بادشاہ عالمگیر کے زمانہ مین ان کا مورث مسلمان ہوا، اور چوہانون کا پتہ علیحدہ قرار دیا گیا، بادشاہ نے ان کی شجاعت و دلیرانہ زندگی کے باعث اس شاہراہ پر گاؤن آباد کرنے کا حکم دیا، جس شاہراہ سے کہ شمالی غارتگر لوگ اکثر لوگون کو تکلیف دیتے تھے یعنی اس

زمانہ میں پبی (پہاڑ) کی شمالی طرف کی قومیں گوجروں کے دیہات کو لوٹتی تھیں، اس لئے راجو نے راجہ اللہ دتا نے کھوڑی گاؤں آباد کیا، موضع کھوڑی پہلے پہاڑ کے دامن میں واقع تھا، اب دوسری جگہ آباد ہے، مانگو کا ٹیلہ اب کھوڑی کی حدود میں واقع ہے، چوہان متوسط القامت جفاکش اور بہادر ہوتے ہیں، ضلع گجرات میں ان کے کئی گاؤں ہیں، کھوڑی، راجو چک، باہروال، چوہدووال، بوریانوالی وغیرہ وغیرہ یہ قوم پنجاب ہندوستان میں ہر جگہ پھیلی ہوئی ہے خصوصاً راجپوتانہ میں ان کی دو قسمیں ہیں، ایک تو راجپوت کہلاتی ہے، اور دوسری گوجر، فرق یہ ہے کہ جو چوہان بیوہ کی شادی کرتے ہیں وہ ادنیٰ ہو گئے، اور جو شادی نہیں کرتے، وہ معزز ہو گئے، اور نیز جو ہل چلانے لگے، وہ کمتر، اور جو ہل نہیں چلاتے وہ مقتدر، چوہانوں کی کئی شاخیں ہیں، زیادہ تر چوہان ہندو اور سکھ ہیں، مگر وہ زنار نہیں پہنتے، اور نہ ان کے ہاں چوکے کی رسم ہے، جیسا کہ ہندو اپنے باورچی خانوں میں پلستر وغیرہ کر کے چوکا بناتے ہیں جس میں کوئی مسلمان یا غیر قوم کا آدمی نہیں جا سکتا،

ہندو چوہان آپس میں مل کر ایک برتن میں کھا پی لیتے ہیں، ایک گوت ان کا ہاڑا چوہان ہے، جو صوبجات متحدہ آگرہ و اودھ میں کثرت سے آباد ہے، ابتدائے زمانہ میں اجمیر پر انہوں نے سینکڑوں سال تک حکومت کی، لیکن اب وہاں چوہانوں کی تعداد بہت کم ہے، یا تو وہ وہاں سے نکالے گئے، یا دوسری قوموں میں مدغم ہو گئے،

(مؤلف) گوجروں اور راجپوتوں کی یہ عجیب تفریق قومی ہے، کہ بیوہ کی شادی کرنے یا ہل چلانے سے ایک قبیلہ کی حیثیت کم ہو گئی، اب تو عام طور پر ہمارے معزز راجپوت بھائی بیوہ کی بھی شادی کرتے ہیں، اور ہل چلاتے ہیں، اب تو انہیں چوہان گوجروں کو اپنی قوم میں شامل کر لینا چاہئے، ؎

گو واں نہیں پہ واں سے نکالے ہوئے تو ہیں نسبت ہے ان بتوں کو بھی کعبہ سے دور کی

قومیت کسی وصف یا کسی عارضی حیثیت سے تبدیل نہیں ہو سکتی، کیونکہ اصول منطق کی رو سے ذاتی کلی کسی عارضی جزئی سے تبدیل نہیں ہو سکتی، یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ آدھا تیتر ہو آدھا بٹیر ہو یعنی ایک ہی قوم دو حصوں میں تقسیم ہو جائے، اس سے پہلے لوگوں کو گوجر کی عظمت معلوم نہیں تھی، راجپوت کے لفظ پر مرتے تھے، اور ہر ایک یہی چاہتا تھا کہ وہ راجپوت کہلائے اور اس زمانہ میں محققین کے یہ دلائل بہت زبردست ہیں، کہ اگنی کل نسل، انوں کی جب تین تین شاخیں چولکی، پرتھار، یا پرمہار، اور پرمار گوجر ہیں، تو کیونکر ان میں ایک اور اگنی (کل) قوم (چوہان) شامل نہ کیا جائے، اس لئے چوہان کو گوجر تسلیم کرنا قرین قیاس ہے۔ (دیکھو وی اے سمتھ کی تاریخ صفحہ ۲۹ مطبوعہ سنہ ۱۹۱۶ء۔)

ضلع گجرات کے اس خاندان میں بڑے بڑے جامع العلوم فاضل گذرے ہیں جن سے سیکڑوں آدمی مستفید ہوئے۔

حضرت قبلہ والدی علامۃ الدہر استاد الکل مولینا مولوی محمد عالم صاحب تغمدہ اللہ بغفرانہ

الاخ الامجد مولینا مولوی غلام غوث برد اللہ مضجعہ

الاخ الاکرم مولینا مولوی غلام جیلانی ناظم ریاست ٹونک رحمۃ اللہ علیہ۔

الاخ العزیز حافظ قاری عبد الوارث علیہ الغفران،

حضرت ابن عمتی مولینا مولوی صدر الدین رضی اللہ عنہ ساکن ملکہ،

زمانہ حال میں میرے عزیز بڑے رتبہ کے فاضل ہیں جن سے لوگ استفادہ اوٹھا رہے ہیں،

مولوی محمد عبد اللہ المحدث الصوفی الفاضل نقشبندی بن مولینا صدر الدین رضی اللہ تعالے۔

مولوی محمد عبید اللہ مولوی فاضل منشی فاضل بن مولینا صدر الدین علیہ الرحمۃ۔

مولوی حاجی احمد صاحب مولوی فاضل منشی فاضل ابن اخی مولوی غلام غوث برد اللہ مضجعہ۔

مولوی غلام محبوب سبحانی مولوی فاضل ابن اخی مولوی غلام جیلانی۔

مولوی عبد الغنی بن مولوی فیض احمد ساکن ملکہ

مولوی غلام احمد ساکن ڈوگہ،

چھچھی

یہ سورج بنسی راجہ جگدیو کی نسل سے ہیں، راجہ جگدیو کی اولاد میں سے راجہ چھچھی تھا، جسکی طرف یہ لوگ منسوب ہیں، راجہ چھچھی کی نسل کا ایک شخص سلطان مسعود کی فوج میں بھرتی ہوا، اور مسلمان ہو گیا، اوسکی اولاد پنجاب میں پھیل گئی، گجرات میں ایک سے زیادہ مواضع چھچھی کے نام پر ہیں، اس خاندان میں سے لکھن خان جوانمرد ایک چودھری تھا جس نے لکھن والا آباد کیا، لکھن خان کے گیارہ فرزند تھے، بعض نے ضلع گجرات میں گاؤں آباد کرلئے اور بعض صوبہ سرحد اور پنجاب کے دوسرے علاقوں میں چلے گئے، چھچھی کی ایک شاخ ڈانگی چھچھی ضلع انبالہ میں ہے، ان کی نسبت روایت ہے کہ اونہوں نے ایک راجہ کا مقابلہ بجائے تلوار کے ڈانگ (لٹھ) سے کیا تھا، اور غالب آئے، گجرات میں چھچھی اور چوہان کے سپتے بپہلو بپہلو نقشہ انتظامیہ شاہان مغلیہ میں دکھلائے گئے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے، کہ چھچھی اور چوہان میں برادرانہ تعلقات تھے، چھچھیوں کی کسی زمانہ میں وسیع سلطنت تھی جس کا ذکر ہم نے دوسری جگہ کیا ہے، اس خاندان میں راجہ لکھن رائے اول بجے رائے، بھوج دیو، راو چیل وغیرہ

وغیرہ مشہور گذرے ہیں، اس خاندان میں حافظ کریم دین مرحوم ساکن جنجاں بڑے فاضل تھے، اور زمانہ حال میں مولینا محمد شفیق چھچی محدث فاضل ہیں، جو چوترہ ضلع جہلم کے رہنے والے ہیں،

چاپ یا چیپہ و چوڈا گوجر

گوجروں کی دو قومیں مشہور ہیں، اور اعلیٰ طبقہ میں شمار ہوتی ہیں۔ اس امر کا ثبوت کہ چوڈا گوجر ہیں، برہما گپت نامی منجم کا یہ بیان کہ ۶۲۸ء میں بھنمال کا گوجر بادشاہ ورگرمکھ چوڈا خاندان سے تھا۔ ایک ناطق شہادت ہے، چاپہ چیپوٹ کنٹھ، سنسکرت زبان کے الفاظ ہیں جن کے معنی ہیں مضبوط کمان اور چوڈا کو لو بھی کہتے ہیں، غالباً ان اوصاف سے ان کا یہ گوت مشہور ہوا۔ پس چاپ یہ تعریفی اور چوڈا تحقیری لقب گوجروں کا ہے،

چندیل

دوسرے خاندانوں کی طرح چندیل بھی نویں صدی عیسوی میں حکمران ہوئے، راجہ انند چندیل نے سنہ ۸۳۱ء میں ایک پرہار سردار کو مغلوب کیا، اور ملک پر قابض ہو گیا، راجگان چندیل کی مشہور عمارتیں اور تالاب دنیا میں یادگار ہیں، چندیل خاندان کے آخری راجے محض مقامی سرداروں کی حیثیت سے سولھویں صدی تک بندھیل کھنڈ پر حکمران رہے، یہ قوم رفتہ رفتہ کمزور ہو گئی۔ اور یہاں سے دوسرے علاقوں میں منتشر ہو گئی۔ کسی زمانہ میں ان کا سب سے بڑا قابل ذکر نمائندہ بنگال میں مگھیر (مونگھیر) کے قریب گدھور کا راجہ تھا،

(مؤلف ابھی مجھے اطمینان نہیں ہوا کہ چندیل گوجر ہیں،

چرن اور نیساک

کچھ کے علاقہ میں چرن اور نیساک گوجروں کے گوت پائے جاتے ہیں، جو گوجر متمدن ہو چکے ہیں، وہ چرن کہلاتے ہیں، اور جو خانہ بدوش کسی خاص مقام میں بود و باش نہیں رکھتے، اور سرسبز چراگاہوں میں مواشی لیکر ادھر ادھر پھرتے رہتے ہیں، وہ نیساک کہلاتے ہیں، نیساک اس وجہ سے کہ بیوہ سے شادی کر لیتے ہیں چرن خاندان سے کم درجہ خیال کئے جاتے ہیں،

چھالے

یہ پنوار سوم بنسی راجہ چھالا کی اولاد سے ہین، ان کا ایک مورث کسی زمانہ مین پنجاب آیا تھا، پہلے یہ قوم دریائے راوی کی وادی مین جانور چراتی تھی، دوسری قومون نے جب اس کا قافیہ تنگ کر دیا، تو یہ جمون کے علاقہ مین چلی گئی، اور پھر وہان سے کچھ لوگ ضلع گجرات مین آگئے، ان کا ایک موضع چھالی ہے، جو اپنی قوم کے نام پر انھون نے آباد کیا، ضلع گجرات مین ان کی تعداد بہت کم اور مالی حالت کمزور ہے،

چھوکر

یہ تنور خاندان سے ہین، چھوکرن اولاد مین سے ان کا کوئی مورث کھٹانہ خاندان کے ساتھ اس ملک مین آیا، اور اپنی قوم کے نام پر موضع چھوکر آباد کیا، ضلع گجرات مین یہ لوگ کئی موضع مین بود و باش رکھتے ہین، ان کی تعداد کچھ زیادہ نہین ہے، ان کی ملکیت بوریا نوالی، چھوکر، ڈھکر، چھیپیان مین ہے، یہ قوم بلند حوصلہ اور قوی دل ہے، یو پی مین اسکی تعداد زیادہ ہے، اور یہ وسیع رقبون کے مالک ہین، مگر اکثر سکھ ہین،

چوڑے، چھاوڑی، چاوڑا، چاورہ

چھاوڑی، چاوڑا، چاورہ ایک ہی قوم ہے، ملک گجرات مین یہ قوم ۱۹۶ سال تک حکمران رہی ہے، اس قوم کا پہلا راجہ راج پوتر تھا، ہم نے اس کا مفصل ذکر کسی جگہ کیا ہے، اس قوم کے لوگ گجرات وطن احمد آباد سے گجرات پنجاب مین آئے، اور متعدد مواضع مین ملکیت حاصل کی، یہ معزز اور شاہی قوم ہے، جو مختلف علاقون مین آباد ہوئی، تاریخون مین اس قوم کا اکثر نام آتا ہے، آئین اکبری و مرآت محمدی، و مرآت احمدی مین اس کا ذکر ہے، پنجاب مین چھاوڑی قوم کو کمزور خیال کرتے ہین، حالانکہ یہ خاندان گوجرون کا مایۂ ناز ہے، دراصل لوگ موجودہ حالت پر قیاس کرتے ہین، اور قدیم زمانہ کے واقعات کو بھلا دیتے ہین، اس قوم کی ملکیت ٹھکریان، چک بھٹکریان، ندھیر، بھاؤ، گھسیٹ پور، اور پوڑانوالہ وغیرہ مین ہے،

دھدڑ

یہ سٹروبہ خاندان سے ہین، ان کا مورث جو راجہ ویدڑ کی اولاد مین سے تھا ضلع گجرات مین آکر آباد ہوا کھاری بھیسی، وہڑ، آپس مین بھائی بند ہین، اور ان کا سلسلۂ النسب متحد ہے، یہ بیان کرتے ہین، کہ سٹروبہ کے تین بیٹے تھے، وہڑ، کھاری بھیسی، جو گجرات دکن سے آئے تھے، ان کے نام پر ایک موضع دہدڑ آباد ہے، ضلع گجرات کے کم وبیش ۳۰ مواضع مین ملکیت رکھتے ہین، اس قوم کے نوجوان. قوی دل اور محنتی ہین،

دہڑ

یہ بھی قوم کھٹانہ کی شاخ ہے، بعض کہتے ہین، کہ یہ راجہ دھڑ کی اولاد سے ہین، جسکی حکومت ملک سندھ مین تھی، اور قوم دبڑ کی تاریخ مفصل ومکمل ہے، ان کی ملکیت ضلع گجرات مین کئی مواضع مین ہے، دھڑ، ایک موضع بھی اس قوم کے نام پر ہے، دہر. میانہ چک، اٹم مین اس کی کافی جماعت آباد ہے، اور شریف ومعزز ہے،

دُھکڑ

یہ سورج بنسی ہین، ان کا مورث جو راجہ دھکڑ کی اولاد سے تھا، ضلع گجرات مین آیا، اور اس نے دھکڑ اور دھکڑانوالی آباد کیا چپیانوالی. مٹوانوالہ، دھبہل وغیرہ مین بھی اس قوم کے کچھ لوگ موجود ہین. اس قوم کے لوگ جہان کہین آباد ہین، بالعموم شریفانہ خصلتین رکھتے ہین، موضع دھکہ مین مولینا مولوی محمد چراغ بڑے فاضل ہین، جو مدرسہ انوار العلوم گوجرانوالہ کے اعلی مدرس ہین،

دھونچک

یہ قوم گوجرون کی بہت کم مشہور ہے، ضلع گجرات وریاست جمون مین پائی جاتی ہے، یہ تنور سورج بنسی ہین، دراصل یہ کھٹانہ خاندان کی شاخ ہے، لیکن ان کا شجرۂ نسب نہین ملا، دھونچک ایک موضع ان کے نام پر ہے، علاوہ اس کے دیگر مواضع مین بھی مالک زمین ہین،

Collection Of Advocate Showkat

ڈوگہ

یہ تنور سورج بنسی ہین، ان کا مورث ڈوگہ تھا، جس کے نام سے یہ قوم مشہور ہے، اسکی اولاد مین سے کوئی شخص بادشاہ اکبر جلال الدین کے وقت مین پنجاب آیا، رفتہ رفتہ اس قوم نے ضلع گجرات مین ایک موضع آباد کیا، جو اس گوت کے نام پر ہے، علاوہ اس کے دوسرے مواضع مین بھی ان کی ملکیت ہی،

ڈوئیے

یہ کھٹانہ کی شاخ ہین، ان کا مورث ڈوئیے نام تھا، اسکی اولاد مین سے کوئی شخص پنجاب آیا، پہلے موالہ ضلع گجرات مین جو ایک مشہور موضع ہے مقیم رہا، اس کے بعد اسکی اولاد دوسرے مواضع مین پھیل گئی، اس علاقہ مین اس قوم کے نام پر ایک موضع ڈوئیے ہے، اون کی ملکیت موضع رنگٹرہ، دھونی، اور نگینہ وغیرہ مین ہے،

ڈھو

یہ اپنے مورث کا نام ڈھو بیان کرتے ہین، اور اپنا نسب تو خاندان نبی سے ملاتے ہین یہ لوگ گجرات دکن سے ستاشیئے[1] کے قحط عظیم کے وقت مین پنجاب چلے آئے، اور اپنی قوم کے نام پر ڈھو، بٹی ڈھو کو آباد کیا، علاوہ اس کے چند دیگر مواضع مین بھی رہتے ہین، اس قوم کے لوگ نختی، صلاح اندیش، کم ہزار، بیشتر ہوتے ہین، ان کا دعوی ہے، کہ ساگو، ڈھونجیر ان تینون ایک ہی مورث کی اولاد ہین، مگر شجرہائے نسب مین اختلاف ہی، مین نے بہت تحقیقات کی لیکن کوئی صحیح نتیجہ پیدا نہین ہوا،

ڈھینڈہ

یہ منہاس ہین، شجرہ نسب بھی ان کی قوم منہاس سے ملتا ہی، ان کا مورث کوئی ڈھینڈہ تھا جس کے

---

[1] گجرات کاٹھیاواڑ مین ش۔ مین قحط عظیم پڑا تھا، اس وقت سے اس قحط کا نام ستاسیا مشہور ہے، معلوم نہین یہ کس سن کا شال ہے

نام سے یہ قوم منسوب ہی۔ ان کا کوئی مورث ہندوستان سے پنجاب آیا، اور پہلے علاقہ جمون مین مقیم ہوا، پھر ان مین سے کچھ لوگ ہزارہ کی طرف چلے گئے، اور کچھ ضلع گجرات پنجاب مین اقامت گزین ہوئے، چنانچہ ضلع ہزارہ مین ایک ڈھینڈہ گاؤن ان کے نام پر ہے۔ گجرات مین مواضع ذیل ان کے نام پر ہین ڈھینڈہ خرد، ڈھینڈہ کلان، جسن ڈھینڈہ، کوٹلہ ڈھینڈہ اور اس کے علاوہ دیگر مواضع مین بھی ان کی ملکیت پائی جاتی ہے، یہ قوم جری اور دلاور ہے،

رلائٹے

یہ کھٹانہ کی شاخ ہین، ان کے مورث اعلیٰ کی اولاد مین سے بھاگو نام ایک شخص پہلے دیونہ، تپہ کندوال ضلع گجرات مین آیا، اور پھر یہ لوگ علاقہ ڈنگہ تپہ بالا مین چلے گئے، بعض کہتے ہین کہ جو شخص کھیتی مین شریک ہو، اس کو پنجابی مین رلنا کہتے ہین، چونکہ ان کا ایک بزرگ کسی گاؤن مین جاکر شریک کاشت ہوگیا تھا، اس لئے ان کا نام رلائٹہ ہوگیا، اس قوم کے لوگ مختلف مواضع مین رہتے ہین، یہ بہت ہوشیار قوم ہے، ہماری رائے مین رلائٹہ کی یہ وجہ تسمیہ معقول نہین ہے، کوئی اور ہی وجہ ہوگی،

سمّہ

اس گوت کے گوجر کسی زمانہ مین سندھ مین آکر آباد ہوئے، غالباً ان کا بزرگ سمّہ ہوگا، جب انکی طاقت بڑھی تو انھون نے سومرہ قوم کو مغلوب کرکے اپنی ریاست علیحدہ قائم کرلی، ملک سندھ مین رئیس یا حکمران کا خطاب جام ہے، چنانچہ ریاست لس بیلہ کے رئیس کو جام کہتے ہین، اس گوت مین جام اُنڑ اور جام جونہ زیادہ تر مشہور ہین، اور انڑ اور جونہ دو قصبے ان کے نام پر اب تک سندھ مین موجود ہین، جو منجملہ مین اس قوم کے حکمران سلطان علاؤالدین اور سلطان فیروز تغلق سے برسرپیکار رہے، جام خیرالدین و جام صلاح الدین، جام تغلق و جام سکندر وغیرہ کا ذکر سندھ کی تاریخون مین مفصل ہے، اور ان کے دلچسپ حالات قابل مطالعہ ہین، مین نے قوم اُنڑ اور جونہ وغیرہ کے سربرآوردگان سے ملاقات کی ہے، وہ راجپوت کہلاتے ہین، اور گوجر کا نام تک نہین جانتے، یہ واقعہ ہے، کہ یہ گوت رفتہ رفتہ دوسری قومون مین مدغم ہوگئے ہین،

سانگو

یہ راجہ سانگا کی اولاد ہین، جو ہندوستان مین زبردست راجہ گذرا ہے، اور بابر جیسا اولوالعزم بادشاہ اسکے

مقابلہ مین عاجز آگیا، اسی خاندان سے چیتوڑ کے رانے ہین۔ اب بھی اودے پور کے راجے راجپوتانہ کے راجاؤن کے چشم و چراغ مانے جاتے ہین، اس قوم کے بعض لوگ بالکل معمولی حیثیت رکھتے ہین، یہ ناممکن ہے کہ ایک راجہ کی سب اولاد با اقبال ہو، کیونکہ مسند و حکومت ایک ہی کے حصہ مین آتی ہے، باقی بیٹے جاگیردار ہوتے ہین، اور پھر جاگیر کا مالک بھی ایک ہی ہوتا ہے۔ دوسرے اوس سے امداد لیکر اوقات بسر کرتے ہین، اسی طرح تقسیم در تقسیم سے خاندانون کی مالی حالت کمزور ہو جاتی ہے، بڑے بڑے بادشاہون اور مہاراجاؤن کی اولاد زمانہ کی گردش سے بھیک مانگتی پھرتی ہے۔ کجا راجہ سانگا اور کجا غریب کاشتکار سانگو گوجر، مگر چونکہ نسبت قائم رہتی ہے، اسلئے سانگو کی نسبت راجہ سانگا سے اب بھی باقی ہے، بیان کیا جاتا ہے، کہ فطری تہور و شجاعت کے باعث اس قوم کی ایک بہت بڑی جماعت اکبر بادشاہ کے لشکر مین ملازم تھی، گردش فلکی سے اس کے افراد پنجاب آکر زراعت کرنے لگے، گجرات مین اس قوم کے نام کا ایک موضع بھی ہے، اور متعدد مواضع مین ان کی ملکیت ہے، موجودہ اشخاص مین بھی شجاعت و تہور کے جوہر چمکتے ہین، جو ان کی فطرت کی بارگاہ سے عطا ہوئے ہین، راجہ سانگا کے کارنامون اور محاربات کی تفصیل تاریخ ہند سے معلوم ہو سکتی ہے، گوجرون کے مراسی، سانگو ڈھو، بچیر ان کو ایک ہی راجہ کی اولاد قرار دیتے ہین، مگر ان کے اتحاد نسبی کا ثبوت نہین ملتا،

سیٹھر یا سٹھر

سیٹھر سورج بنسی ہین۔ سیٹھر کی اولاد گجرات دکن سے آئی۔ پہلے لنگرپور ضلع جہلم مین آباد ہوئی، اور پھر گجرات مین متفرق طور پر رہنے لگی۔ بنی سیٹھر اور سیٹھر دو مواضع اس قوم کے نام پر پائے جاتے ہین، اور اس کے علاوہ دیگر دیہات مین بھی یہ لوگ آباد ہین، اس خاندان مین مولوی فضل الدین محمد شاہ جامع علوم عقلیہ و نقلیہ فاضل ہین، اور تقوی و ورع مین اپنی آپ مثال ہین، اور کھاریان ضلع گجرات مین رہتے ہین،

سراندہ یا سراندہ

یہ اپنے آپ کو سورج بنسی کہتے ہین، مگر اپنا نسب اچھی طرح بیان نہین کرتے، ان کی تعداد ضلع گجرات مین کم ہے، زیادہ تر موضع پاکا نوان مین آباد ہین، اس شاخ کی اصلیت کی ہم نے بہت تحقیقات کی، مگر کچھ پتہ نہین چلا ہوا ہے، اس لئے کہ یہ اپنے آپ کو گوربہ کہتے ہین،

سود یا سیسود

یہ سورج بنسی خاندان سیسود سے ہین، سیسود کا ذکر بعض علاقون کے ضمن مین آئین اکبری مین آیا ہی سیسود صوبہ اجمیر کے راجپوت ہین جن کا لقب رانا تھا، یہ اپنا سلسلہ نسب نوشیروان سے ملاتے ہین،

علامہ ابوالفضل آئین اکبری مین رانا خاندان کی ایک داستان کے بعد اس خاندان کی وجہ تسمیہ لکھتا ہی۔

چون در موضع سیسود نشیمنگاہ ساختند این الوس را سیسودیہ گفتند و چون در آغاز کار برہمنے بہ تیمار ایشان پرداخت ازان گروہ دانند،

ترجمہ

چونکہ یہ خاندان موضع سیسود مین رہتا تھا اس لئے اس کا نام سیسودیہ ہوگیا، اور اس وجہ سے کہ ایک برہمن ابتدا اس خاندان کا مربی تھا، اسلئے لوگ اس خاندان کو برہمنون مین شمار کرتے ہین، (آئین اکبری جلد دوم، صفحہ ۱۲۸:)

ہم نے دیباچہ مین اس غرض سے نامون کی تبدیلی کی بحث لکھی تھی تاکہ لوگ ہمارے حوالون کو جو اس تاریخ مین ہم جابجا دین گے، اچھی طرح سمجھ جائین، اس اصول سے سود مختف سیسود کا ہے، چنانچہ آئین اکبری مین راجہ دھرم سیسود کو دھرم راج سود لکھا ہے، ملاحظہ ہو ص۱۰۲ جلد دوم آئین اکبری،

سود، سیسود، سیسودیا، سودیا ایک ہی قوم کے نام ہین، جو مختلف تاریخون مین ہماری نظر سے گذرے ہین، چونکہ عوام کی معلومات محدود ہوتی ہے، اور وہ آدمی کی گذشتہ حالت کو موجودہ حالت پر قیاس کرتے ہین، اسلئے اُن کی نظر سطحی ہوتی ہے۔ اور جب کوئی شخص یا قوم کمزور حالت مین ہو اور تاریخ اس کو اعلےٰ رتبہ دے، تو لوگ ایسی تاریخی روایت کو تعجب سے سنتے ہین، اور اس کو غلط کہتے ہین، مگر انکار بے دلیل کی کچھ وقعت نہین ہے،

مہاراجہ رگھوناتھ سنگھ بہادر کے. سی. ای. والی ریاست پرتاب گڈھ سیسود سورج بنسی ہین اس قوم کے نام پر اس ضلع مین موضع سود ہے، ضلع گجرات کے بندوبست مین اونھون نے اپنا نسب کھٹانہ لکھایا ہے. مگر یہ صریحاً غلط ہے، یہ لوگ اپنا نسب نہین جانتے، چونکہ ضلع گجرات مین کھٹانون کی جمعیت اور قوت زیادہ تھی؛ اس لئے کھٹانہ اپنا نسب لکھدیا، اس خاندان مین حافظ علاء الدین مرحوم بڑے فاضل تھے، جن کے قائم مقام اب مولوی محمد کمال ہین،

سنگرانہ

یہ سورج بنسی ہین، اِن کا کوئی مورث راجہ سنگرانہ ہوا ہے، جسکی اولاد کسی زمانہ مین ضلع گجرات مین آئی، ان کی ملکیت چک سکندر، نندوال مراڑیان مین ہے،

سیسودا اور گھلوٹ

اس امر کی زبردست شہادت موجود ہے، کہ سیسودا اور گھلوٹ جو ہندوستان کے اعلیٰ خاندانون مین شمار ہوتے ہین، گوجر ہین، اور اس پر تاریخی دلیل ہے، کہ گھلوٹ اور سیسودکا قدیم مسلمہ اور مشہور لقب بالا ہے، اور بالا خاندان نے رلبجے ولبھی تھے، اور ولبھی بلاشک وشبہہ گوجر ہین، کیونکہ ولبھی خاندان کا بانی میترک یا ہیرا، یا میر، گوجر تھا، اور یہ بھی محقق ہے، کہ جس خاندان نے دار الخلافہ ولبھی پر ۵۲۵ء سے ۷۷۰ء تک حکومت کی، وہ مہیر گوجر تھا، اس خاندان کو ولبھی کا خطاب اسوجہ سے ملا، کہ اوس نے قوم گوجر اور میڈون اور اہیرون کا لشکر جرار لیکر ایک ہی حملہ مین کئی فتوحات حاصل کین، جسکی وجہ سے لوگون نے انکی فتوحات پر ول بی کہا، یہ کلمہ تعجب وتعریف کا ہی، جب کوئی شخص حیرت انگیز کام کرتا ہے، تو لوگ اس موقع پر ول بھی کہتے ہین، پنجابی مین بلّے بھائی، اردو مین بل بے، فارسی مین آفرین باد کہتے ہین.

(مؤلف) اگرچہ یورپین مورّخون نے ولبھی کی وجہ تسمیہ کلمۂ تحسین لکھا ہی، مگر یہ سراسر لغو ہے،

سلنگی یا چلوکیا

سُلنگی یا چولکیا کی سلطنت گجرات کاٹھیاواڑ مین عرصۂ دراز تک رہی، یہ بھی اگنی کل ہین، ان کے گوجر ہونے کے یہ دلائل ہین:۔

اول:۔ سُلنگی اپنے آپ کو آسول کی نسل سے کہتے ہین، اور آسول بالاتفاق گوجر ہین،

دویم:۔ ہمارا سترکاٹھیاواڑ کا نام گجرات اسوقت سے ہوا جب سلنگی اس پر حکمران ہوئے، کیونکہ گوجرون

کے متعدد قبائل مجتمعاً سولنگی کے سایۂ حمایت مین آباد تھے،

سویم :- سورت اور کوتاریو کے گوجر اپنے آپ کو سلنگی کی نسل سے بیان کرتے ہین،

چہارم :- میہ یون اوگن، بڑوا کے کتبون مین جو بھیل کے زمانہ کے ہین، سولنگی کو جنگ مین گرجنے والا گوجر لکھا ہے،

پنجم :- قوم سولنگی کے مدحیہ قصائد مین بہیم سولنگی کو گوجر کہا گیا ہے،

ششم :- انہلواڑہ کے متصل اُنجا مقام پر سدہ راجہ سولنگی، (جس کی سلطنت ۱۰۸۹ء سے ۱۱۴۳ء تک رہی ہے،) کی خدمت مین کھدور گوجرون کا پیشوا حاضر ہوا، اور بوجہ ہم نسل ہونیکے سدہ راج کو چچا کہا اور اس کے غالیچہ پر بیٹھ گیا،

ہفتم :- ویدا، اور واگھری گوجر، اپنے آپ کو سلنگی کی نسل سے بتاتے ہین، اِن روایات سے جو ہمکو تاریخون مین ملتی ہین، یہ ثابت ہوتا ہے، کہ پرمار اور سولنگی نسلاً ایک ہی ہین، بعد مین الگ الگ نام ہو گئے،

شری مال

یہ مشہور قبیلہ گوجرون کا ہے، حکومت بھنمال کے حکمرانون کے ساتھ ان کا رشتہ تھا، اور بھنمال کے راجے شریمالیون کی بیٹیون کے ساتھ عزت وافتخار سے عقد کرتے تھے، یہ قوم فطرۃً بڑی بہادر ہے، شری مال کئی بڑے بڑے راجون سے لڑتے تھے، اور غالب آتے تھے، جب راٹھورون اور شری مالیون کے درمیان جنگ شروع ہوئی، تو شری مالیون نے سولنگی کی امداد چاہی، مگر سلنگی ان کی امداد پر آمادہ نہ ہوئے، شری مالیون نے جب تک کہ سولنگیون نے معافی نہین مانگی، اور شریمالیون کے ساتھ حلیف ومعاون ہونے کا عہد نہین کیا، ان سے تعلقات منقطع رکھے، ملک کچھ مین مسلمان لوگ شری مالیون کو گوجر کہکر پکارتے ہین، بھنمال کے شری مال، پرمار راجپوت کہلاتے ہین، شری مالیون کو تمام لوگ گوجر کہتے ہین، بات ایک ہی ہے، کیونکہ ہمارا یہ دعوی ہر جگہ ثابت ہوتا ہے، کہ گوجر اور راجپوت ایک ہی ہین،

شروک

شروک گوجر ہین، اور ان کے گوجر ہونے کی یہ دلیل ہے، کہ ان کی شاخین گوجر جین اور گوجر وینیان

Collection Of Advocate Showkat

ہین، اور نیز یہ دلیل ہے کہ ان کا سردار، خاندان اسول سے منتخب ہوتا ہے، چونکہ اسول گوجر ہین، لہذا شروک بھی گوجر ہوئے،

فتالی یا افتالی

فتالی یا افتالی ایک ہی قوم ہے، اس قوم کے لوگون کو یہ معلوم نہین ہے، کہ فتالی کون تھے لیکن تاریخ اس پر روشنی ڈالتی ہے، کہ یہ ایک مشہور قوم ہے، اس قوم کے لوگ جو ضلع گجرات مین ہین وہ بیان کرتے ہین، کہ ان کے بزرگ گڑرنہا سے آئے، اور اس علاقہ مین موضع فتالیان آباد کرلیا، ہم کسی دوسری جگہ ذکر کرین گے، کہ کسی زمانہ مین فتالی مالک تخت و تاج تھے،

کولی

کولی مشہور گوجر ہین، ان کا ذکر آئین اکبری مین بھی ہے، ملک گجرات کے کئی صوبون مین یہ قوم پھیلی ہوئی ہے، جس کا ذکر مراۃ احمدی مین کئی جگہ آیا ہے، یہ اپنا شجرہ نسب راجہ بکرماجیت تک پہنچاتے ہین، یہ راجہ کوہل کی اولاد ہین، اس کی اولاد مین سے اٹیا نامی ایک شخص اوجین سے پنجاب آیا، اور مسلمان ہو کر دریائے راوی کے کنارہ پر رہنے لگا، اسکی متعدد پشتین وہین رہین، اس کی اولاد مین سے رترہ، گوبندی، پھورہ، کھونڈہ، بگی ضلع گجرات مین آئے ان کی ملکیت کئی مواضع مین ہے، کولیان ہاشم، کولیان شاہ حسین وغیرہ ضلع گجرات مین ان کے نام پر مشہور گاؤن ہین، کولی شاہ حسین مین مولینا جلال الدین علامۂ عصر گذرے ہین، کولی برہمن بھی ہین، کولی میر بھی کہلاتے ہین، ملاحظہ ہو، عنوان میر وغیرہ، ضلع گجرات مین کھتری کولی بھی ہے، پوربندر واقع صوبہ بمبئی مین میرون کی شاخون مین سے ایک کوہل بھی ہے، اور کوہلی اور گھلوٹ گوجرون کا بھاٹ ایک ہے، اور جن قومون کا بھاٹ ایک ہوتا ہے، وہ بالعموم ایک ہوتی ہین، شادی کے موقع پر کوہل میر اور پوربندر کی کولی کی عورتین دلھا کو میواڑ کا دلھا کہتی ہین، معلوم ہوتا ہے، کہ گھلوٹ اور کولی ایک ہین، جو کبھی میواڑ اور چتوڑ پر حکمران رہے تھے، آئین اکبری سے ظاہر ہوتا ہے، کہ متعدد قلعے ان کے ماتحت تھے، جن کے عوض بادشاہان مغلیہ کو فوج کی امداد دیتے تھے، اس خاندان مین حضرت مولینا جلال الدین فاضل اجل گذرے ہین، جو خانصاحب میان غلام محی الدین خان ذیلدار کولیان شاہ حسین کے بزرگان سے تھے،

کسانہ

گوجروں کی ڈھائی ذاتوں مین سے جیسا کہ پہلے مذکور ہوا کسانہ ایک قوم ہے۔ ان کا کوئی مورث سلطنت مغلیہ کے عہد مین پہلے مناور ضلع جموں مین آیا، اور وسیع رقبہ پر قبضہ کر کے کاشت کرنے لگا. اب بھی علاقہ مناور مین کسانہ قوم کثرت سے ہے، آباد کاروں کی وجہ سے جب وہاں کافی زمین نہ ملی، تو پھر کچھ لوگ اس قوم کے مختلف اوقات مین ضلع گجرات کے ایک دیہات مین پھیل گئے،

کسانہ ضلع گجرات مین تقریباً چالیس مواضع مین آباد ہین، اور کئی گاؤں اس قوم کے نام پر مشہور ہین، یہ حاکم قوم ہے، جس کا حال کسی جگہ مفصل بیان کیا گیا ہے، ضلع ہشیارپور موضع ہتھل مین ایک معزز خاندان کسانہ کا ہے، مولوی کمال الدین اس خاندان مین ایک معزز خیر خواہ قوم گذرے ہین، اس زمانہ مین خان بہادر مولوی فتح الدین بی اے اسسٹنٹ ڈائرکٹر محکمہ زراعت اور مولوی محمد الدین سول سرجن اپنی خاندانی اوصاف علم و فضل سے متصف ہین،

کٹاریہ یا کٹیارو

یہ چوہان کی شاخ ہے، ان کا مورث کٹارہ تھا، (جسکی طرف یہ قوم منسوب ہے،) وہ ہر وقت کٹار اپنے پاس رکھتا تھا، یہ نام ایسا ہے، جیسا شمشیر سنگھ، تیغ بہادر، ذوالفقار علی، جس سے شجاعت کا مفہوم ظاہر ہوتا ہے، کسی زمانہ مین کٹاریہ سلطنت مغلیہ کی سپاہ مین عہدہ دار تھے. بعد ترک ملازمت ضلع گجرات مین اقامت گزین ہوئے، کئی مواضع مین ان کی ملکیت ہے، اور متفرق طور پر رہتے ہین، اور بوجہ متفرق آبادی کے کمزور ہین، انکی بود و باش ضلع گجرات کے مواضع چکوڑی. کوٹلی. کوہانہ. گلیانہ. تھنوال وغیرہ مین ہے.

کاہدری گاہڑی گادری

ان کے مختلف نام ہین. جو کہ عنوان مین لکھے گئے ہین، لیکن دراصل یہ ایک ہی نام ہے، جو تھوڑی سی تبدیلی سے مختلف متلفظ ہو گیا ہے، یہ بھی اپنے کو کھٹانا کہتے ہین، انکی تعداد اس ضلع مین قلیل ہے، یہ بیان کرتے ہین. کہ انکا کوئی مورث گجرات دکن سے گجرات پنجاب مین آیا. موضع مالہ گمٹی مین مقیم ہو گیا، اور کاشتکاری شروع کی،

کالس یا کلسان

یہ بیان کرتے ہین کہ ہم سوم بنسی ہین، سلطان مسعود نے جب ملک دکن پر حملہ کیا، توان کا کوئی مورث اعلیٰ راجہ بدم مسلمان ہوا، اسکی اولاد مین ایک کالس راجہ تھا، اسکی اولاد پنجاب آئی، پہلے اونھون نے چیلیانوالی کے جنگل پر قبضہ کیا، چنانچہ آج تک اوس ٹیلہ کو جسمین انگریزون کا قبرستان ہے، کالسون کا ٹبہ (ٹیلہ) کہتے ہین، مگر یہان کے اصلی باشندون سے (جو غالباً جاٹ ہون گے،) ان کی لڑائی رہتی تھی، اور یہ فارغ البالی سے زمین آباد نہ کرسکے، اور موضع کالس مین آکر آباد ہوئے، (چیلیانوالہ وہ خطہ ہے، جس پر زمانہ حال مین خاندان گجگاہیہ قابض ہے) یہ لوگ فخر کرتے ہین، کہ کوئی گوجر ہمارے سوا یہان جاٹون کے مقابلہ مین نہ ٹھہر سکا. ڈنگہ کے گٹھانہ چودھریون کا بھی یہی دعویٰ ہے. کہ ہم نے ڈنگہ مین آکر جاٹون کو آگے بڑھنے سے روکا. راجہ کالس کی اولاد سے دو شخص کٹاریخان و بلند خان معروف ہین، کٹاریخان تو پونچھ کے مرسبز پہاڑون مین چلا گیا، جسکی اولاد اب بھی وہان موجود ہے، اور بلند خان کی اولاد جہلم، گجرات وغیرہ مین ہے، موضع بنی اسی قوم کے کسی مورث اعلیٰ بنی خان کا آباد کردہ ہے، میرٹھ وغیرہ اضلاع کے کلسان، اور پنجاب کے کالس ایک ہی ہین، یہ ضلع گجرات مین دھامان، اجنالہ وغیرہ چند مواضع مین بودوباش رکھتے ہین، ہندوستان کے اضلاع کے کالس چوہانون سے اپنا شجرۂ نسب ملاتے ہین، یہ لوگ یوپی مین بکثرت پائے جاتے ہین، یوپی کے کالس اپنے بزرگون اور اپنے بھاٹون کی تاریخون سے اپنی تاریخ اس طرح بیان کرتے ہین، کہ مہابھارت کے زمانہ مین راجہ امل یا الیان شہر الل کنڈ سے جو نیل گری پہاڑ پر واقع تھا، فتوحات کی ہوس مین ایک لشکر جرار لیکر روانہ ہوا اور فتح پر فتح کرتا ہوا ایڈر کے مقام پر پہنچا، جو کوہ آبو سے پچاس میل کے فاصلے پر ہے، اس ملک کو خوشنما اور زرخیز دیکھکر وہان اپنی سلطنت کی بنیاد ڈالی، اور متعدد گرج یعنی قلعے تعمیر کئے. جسکی وجہ سے اس قوم کا نام گوجر اور ملک کا نام گرجراسٹر ہوگیا.

اسکی نسل مین ایک طاقتور راجہ اسم بامسمی ہوا جس کا نام چترسیح تھا، اس نے سنبھول گڑھ (زمبھور) کا علاقہ فتح کرلیا، اور اپنی جدا سلطنت قائم کرلی، اس کی نسل سے راجہ چاہیا اول پیدا ہوا، اور اسکی اولاد مین راجہ اجیت ہوا جس نے دہلے کے پاس اجھت پور آباد کیا، اور وہان فلک نما عمارتین تعمیر کین، اس راجہ نے گردُنا کو جو زمانہ کے حوادث سے برباد ہوگیا تھا، آباد کیا، اسکی اولاد سے راجہ گوگا ہوا ہے، جو بہادر راجہ تھا، اس کو گوگا پیر بھی کہتے ہین، اسکی سمادھ موضع ددریڑا ضلع سہارنپور مین ہے. اس کے دو لڑکے راجہ جیوراو

اور راجہ سسم چھپت ہوئے، جیوراؤ کا لڑکا رانا ہر ناؤ تھا، جسکی نسل سے راجہ چاہیا دوم اور راجہ کالس ہوئے، جن کے اولاد کا گوت چوہان اور کالس مشہور ہوا، یوپی مین کالس کے تین چوراسی مشہور ہین، جسکی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ راجہ کالس کی تین رانیان ایک راجہ کرنہ کی، دوسری راجہ سیالکوٹ کی، اور تیسری بلیھی خاندان کی لڑکی تھی، ان تینون کو ۴۵، ۴۵ الگ الگ گاؤن عطا کیئے، یوپی کے چوہان بھی اس بیان سے متفق ہین مگر پنجاب کے چوہان اس قصہ سے متفق نہین ہین،

گور، گورچ یا گزر،

سندہ مین ایک ہندو جماعت ہی جنکی دوکانین، کابل، بخارا، ایران، ماسکو، سینٹ پیٹرزبرگ وغیرہ مین ہین، اور تجارت کرتے ہین، جب ہم نے تاریخ مین پڑھا، تو ہم اس قوم کے بڑے بڑے لوگون سے ملے، یہ بہت با اخلاق ہین، وہ گوجر کی ذات کو نہین جانتے، البتہ اپنی ذات گورچ بیان کرتے ہین، وہ بہت بلند ہمت ہین، دور دراز ملکون مین جاکر تجارت کرتے ہین، کراچی، جیکب آباد، روڑی وغیرہ مین انکی سکونت ہے، یہ اچھے تنومند، بالاقامت شریف ہین، ان کے نمایندون نے ہم کو اپنے حالات بہت کچھ سنائے، یہ قوم بلا شک وشبہ گوجر ہین، مگر اپنے نسب کو بالکل بھول گئے ہین، ان مین سے بعض لوگ اپنا شجرہ نسب گوجر راجاؤن سے ملاتے ہین، اور اصلی وطن گجرات کاٹھیاواڑ ظاہر کرتے ہین،

گھدوا

یہ گوجر قوم کی ایک شاخ ہے، اور اون کے افراد راجپوتانہ مین ملتے ہین، جو گوجر کہلاتے ہین، بہت بڑے محنتی اور قوی دل ہین، مگر ان کی مالی حالت بُری بیان کیجاتی ہے، ہم نے بہت کوشش کی کہ ان کے کسی نمایندے کا نام ملے، مگر کامیابی نہ ہوئی، معلوم ہوتا ہے، کہ یہ قلیل جماعت راجپوتانہ مین کسی دوسری ذات مین تبدیل ہو گئی ہے،

کل ہنیا

کئی تاریخون مین اس گوت کا ذکر آتا ہے، اور ایک تاریخ مین لکھا ہے، کہ ضلع گجرات پنجاب مین جیجی

Collection Of Advocate Showkat

اور چوہان کے ساتھ مشہور. گوت گل ہنیا ہے، یہاں کے مراسیون اور دوسرے واقف بھائی بندون سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ اس نام کی کوئی ذات نہین ہے، ہمارا خیال یہ ہے کہ گل ہنیا شاید دوسری گوت کا بگڑا ہوا نام ہے، جو پہلے کسی مورخ نے غلط لکھا، یا نقل مین غلط ہو گیا، ممکن ہے کہ یہ کھٹانہ ہو، انگریزی تاریخون مین کلھنیا لکھا گیا ہو، پھر دوسری تاریخون مین اسکی نقل ہو گئی ہو، یا کلسان (کالس) ہو، یا کسانہ ہو، یا کٹھانہ ہو، کیونکہ چھیچی اور چوہان کے ساتھ یہ قومین نسبت رکھتی ہین. اگر گجرات پنجاب کا نام نہ ہوتا، اور اس کو چھیچی اور چوہان کا رتبہ نہ دیا جاتا، تو ہم تسلیم کرتے کہ یہ گوت کسی دوسرے ملک مین ہوگا، ممکن ہے کہ ضلع گجرات یا کسی اور ملک مین یہ گوت ہو، اور اب کسی دوسرے گوت مین مدغم ہو گیا ہو، یا اس کا نام تبدیل ہو گیا ہو، یا زمانہ کے انقلاب سے صفحہ ہستی سے ہی محو ہو گیا ہو، ہم نے اس کو اس لئے تاریخ مین جگہ دی. کہ ہماری قوم کے فاضل اسکی نسبت تحقیق کرین، بعض تاریخون مین کال کینہ لکھا ہے، اور گجرات کے چھیچیون کے ساتھ کال کینون کا ذکر کیا ہے ہمارے خیال مین یہ بھی غلط ہے،

کھرہاڑ، معروف (ہاڑا)

یہ گوجرون کا گوت ہے، اس لفظ کی نسبت مختلف روایتین ہین، ایک یہ کہ اس گوت کے افراد سخت تھے، اس لئے، اسکو کارد (چھری) کہا گیا، جو بعد مین کھرہاڑ ہو گیا، دوسری فضول کہانی ہے کہ ایک دیوتا کو لوگ تنگ کرتے تھے، اس نے گدھے کی ہڈی سے ایک شخص کو پیدا کیا، خر اور کھر ایک ہی لفظ ہین، خ کھ سے تبدیل ہو جاتی ہے، ہاڑ، اور ہڈ، ایک ہی ہین، ایسے واہیات روایات کو ہم اسلئے بیان کرتے ہین، تاکہ ان کا بطلان ہو جائے، یہ کب ممکن ہے کہ کوئی دیوتا انسان پیدا کرے، اور پھر گدھے کی ہڈی سے، ممکن ہے کہ اس گوت کا خطاب بوجہ حماقت وضدی ہونے کے کھرہڈ ہو گیا ہو، یا کوئی اور لفظ ہے، راجپوت کے کھرہاڑ اپنی ذات فخریہ گوجر بیان کرتے ہین، کیونکہ وہ جانتے ہین کہ گوجر قوم معزز ہے. وہ کسی کی تابع ہو کر نہین رہتی، کھرہاڑون اور گوجرون کی دیوی اور طریق پرستش ایک ہے. رتناگری کے کھرہاڑ ہندو ہین، اور یہ گوجر النسل سے ہین،

کھاری

اس قوم کے لوگ مختلف روایات بیان کرتے ہین، بعض کہتے ہین، کہ ہم گکھڑ ہین، بعض کہتے ہین،

کہ ہم گوجر پنوار راجپوت ہین، ان کا مورث خیر محمد تھا، جو غلط تلفظ سے کھیرا مشہور ہوگیا، پنجاب مین اکثر جاہل لوگ خیر کو کھیر کہتے ہین. کھیر سے کھاری مشہور ہوگئے، ان کے نام پر ضلع گجرات مین ایک قصبہ کھاریان جسمین تحصیل ہی، مشہور ہے، اس کے علاوہ کئی اور دیہات باسریان، پیچپان، دہر، نونانوالی، دتے وال، جمن کسانہ، چک لشکری، لادیان وغیرہ مین ان کی ملکیت ہے، لیکن خیر محمد سے کھاری ذات کا قائم کرنا، بالکل غلط ہے، یہ قدیم قوم ہے جو اسلام سے بہت پہلے کی ہے، تاریخون مین کھاری قوم کا ذکر ہے، ممالک متحدہ مین کھاری گوجر کثرت سے آباد ہین،

کھوبر

پنجاب مین یہ گوت کم ہے، یوپی مین اس گوت کے بڑے بڑے زمیندار ہین، یہ لوگ کہتے ہین، کہ ہم وسط ایشیا کے رہنے والے ہین، حملہ آور قومون کے ساتھ ہندوستان مین آئے، ہمارا تعلق ترکی قبائل سے ہے، چونکہ ہم خوبرو تھے، اس لئے ہمارا نام ہندی الفاظ مین کھوبر ہوا، خ. کھ سے تبدیل ہوئی، واؤ حذف ہوگئی، خوبرو کا کھوبر ہوگیا،

(مولف) عجیب بات ہی کہ لوگ کچھ نہ کچھ وجہ تسمیہ بنا لیتے ہین، خواہ اصلیت کچھ اور ہی ہو،

کھٹانہ

ضلع گجرات مین زیادہ تر آبادی کھٹانہ گوجرون کی ہی. اور ان کی ملکیت متعدد مواضع مین ہی، چونکہ یہ زیادہ ہین، اکثر ضلع گجرات کے گوجرون نے اپنا شجرہ نسب ان کے ساتھ ملا دیا، جو بظاہر غلط معلوم ہوتا ہی، ملاحظہ ہو تاریخ مرزا اعظم بیگ، یہ سورج بنسی کہلاتے ہین، یعنی تنور، اور اپنا سلسلہ نسب پانڈو تک پہنچاتے ہین،

راجہ جیپال ہندوستان کا مشہور راجہ تھا، اوس نے اپنی طاقت جہانگیری سے سلطنت کو بہت وسعت دی یہان تک کہ شمالی حصہ پنجاب کا بھی اسکی سلطنت کا ایک جزو ہوگیا،

جب سلطان محمود غزنوی ہندوستان پر حملہ آور ہوا، تو راجہ نے غیرتمند گوجرون کا بھاری لشکر لیکر دریائے اٹک کے کنارہ پر شمشیر خون چکان و سنان جان ستان سے اس کا استقبال کیا، دونون مین خونریز جنگ شروع ہوئی، گوجرون نے غزنی نژاد لشکر کے بہادرون کا بہت نقصان کیا، مگر غزنی کے سیلاب کو نہ اٹک کی آسمان پیما موجین روک سکین. نہ گوجرون کی شمشیر کف موجین، آخر سلطان غزنوی کا لشکر

گوجرون کے حصارِ رو ئین پر غالب آگیا، راجہ جیپال نے جان دی، مگر آن نہ دی، بڑے بڑے بہادر گوجر آغشتۂ خاک و خون ہوئے، راجہ جیپال کا فرزند انند پال جب غزنوی شمشیر سے مطمئن ہوا، اور سلطان غزنوی کے فتح و نصرت کا پرچم اڑاتا ہوا غزنی کو چلا گیا، تو اوس نے لاہور کی مسند پر پاؤن جمائے، مگر تھوڑے عرصہ کے بعد سلطان کے خوف سے سب کچھ چھوڑ چھاڑ پنجاب سے چلا گیا، اور راجہ جیپال کا آفتاب اقبال اس سرزمین مین ہمیشہ کے لئے غروب ہوگیا،

اس خاندان کے بقیۃ السیف راجہ کھٹانہ اور راجہ جگدیو، کا نام صفحۂ تاریخ پر نمایان ہوتا ہے، جو پنجاب مین بطور یادگار خاندان جیپال تقدیر کا نوشتہ دیکھنے کیلئے جنگلون اور پہاڑون مین چھپے پھرتے تھے، راجہ کھٹانہ رہنمائی طلب سے حضرت علی ہجویری علیہ الرحمۃ کی بارگاہ مین (جنکی کرامت کی شہرت کوہ ہمالیہ سے لیکر ساحل سمندر تک پہنچ چکی تھی، اور شاہان وقت ان کی آستان عرش نشان پر اپنے تاج رکھتے تھے،) پناہ گزین ہوا، اور کچھ عرصہ تک حضرت کی اعجاز نمائی کے کرشمے دیکھکر، نور ایمان اور شمع اسلام سے اس کا دل و دماغ منور ہو گیا، اور حلقۂ مریدان خاص مین داخل ہوا، اس کے لئے ظاہری سلطنت کے مقابلہ مین یہ باطنی عز و جلال زیادہ قدر و قیمت رکھتا تھا، ع نورِ باطن یافتم گر سلطنت بگذاشتم کے منظر سے اسکی آنکھین روشن ہوگئین، حضرت رح کی توجہ سے بادشاہ نے راجہ کھٹانہ کو ایک وسیع رقبہ جاگیر مین دیدیا، اس نے ایک موضع شاہ پور واقعہ ضلع گجرات آباد کیا، جس کا اب کوئی نام و نشان نہین ہے، بیان کیا جاتا ہے، کہ جہان اب دنیا چک ہے، اس جگہ شاہ پور تھی، راجہ کھٹانہ کی اولاد کئی پشتون تک شاہ پور مین مقیم رہی، آٹھوین پشت مین راجہ جیپال کی نسل سے ۱۲ فرزند مشہور تھے،

بیر[۱]، خوشی[۲]، جیدا[۳]، رنیا[۴]، جاول[۵]، ٹھلہ[۶]، رترا[۷]، اوتیرا[۸]، گورا[۹]، گودلا[۱۰]، لکھن[۱۱]، بھن[۱۲]،

ناسازگاری زمانہ سے ان مین سے کئی دوسرے ملکون مین شاہ پور کو چھوڑ کر چلے گئے، ؎

ما آزمودہ ایم درین شہر بخت خویش،
بیرون کشیدہ باید ازین شہر رخت خویش

اور کچھ محبت وطن کے گرویدہ ہوگئے، اور رفتہ رفتہ اپنے مقبوضات کو وسعت دی،

اکبر بادشاہ کے عہد مین ضلع گجرات کی سرزمین غیر آباد تھی، بادشاہ نے اس خطہ کے آباد کرنے کا حکم دیا، اس خاندان کے چار چوہدریون آگیا، گندو، بالا، ہانڈو، کو چار تپے اور ایک ایک تپہ جہان وچھی کھود یا گیا، ان مین سے بالا اور ہانڈو درویش سیرت اور عارف خصلت تھے، اسی وجہ سے انکو پیر بالا اور پیر ہانڈو کہتے ہین، پیر کے معنی پنجابی مین بزرگ اور مرشد کے ہین،

مؤلف:- ضلع گجرات کے کٹھانہ[1] قوم کی یہ روایت کہ وہ کٹھانہ راجہ کی اولاد ہین، جو حضرت علی ہجویری علیہ الرحمۃ کے ہاتھ پر اسلام لایا، قابل غور ہے۔ لاکھون ہندو سکھ کٹھانے اضلاع یوپی وغیرہ ممالک مین ہین، وہ تو راجہ کٹھانہ نومسلم کی اولاد نہین ہین، وہ کیون کٹھانہ کہلاتے ہین،

اصل بات یہ ہے کہ راجہ دیوت والی گجرات میواست کے پانچ بھائی اور تھے جنھون نے علیحدہ علیحدہ اپنی حکومتین قائم کین، چونکہ اس خاندان کی چھ حکومتین تھین، لہذا ان کو کٹھانہ کہا گیا، کھٹ کے معنی سنسکرت مین چھہ ہین، اور لفظانہ نسبت کا ہے۔ جو مقام یا جگہ کا مفہوم ظاہر کرتا ہے، جیسے گونڈوانہ بیٹھانہ، گونڈ، اور بیٹھی قوم کا دارالخلافتہ یا ملک، اور بعض نے لکھا ہے، کہ یہ راجے کھٹ شاستر کے مقلد تھے، اسلئے اون کو کھٹانہ کہا گیا، ہم کو تمام ہندوستان کے گوجرون کی تاریخ لکھنا ہے، نہ کہ کسی خاص مقام کے گوت کی، کہ اون کی روایات کو مقدم سمجھا جائے۔ اس زمانہ مین انکی ایک ریاست سمتھر خود مختار ہے جس کا ذکر کسی اور جگہ کیا گیا ہے،

کھیچی

کیچ مکران اور چھچھ ہزارہ مین آباد ہین، چھچھ اس قوم کی نسبت بعض کا خیال ہے کہ یہ دراصل چیچی قوم ہی اور یہ بھی وسط ایشیا سے حملہ آورون کے ساتھ آئی، مکران علاقون کے کھیچی، یا چھاچھی اپنی تاریخ کچھ اور ہی بتاتے ہین، جس کی بنا پر یہ کہنا مشکل ہے کہ دراصل کھیچی، اور چھاچھی چیچی ہین، ممکن ہے کہ جدید انکشافات سے ان کا تعلق باہمی ثابت ہو جائے، مگر اسوقت کوئی تسلی بخش دلیل پیدا نہین ہوئی جس سے یہ ثابت ہو کہ یہ تینون ایک ہین۔ اس سوال کا ذکر کرنا ضروری تھا تاکہ یہ سوال زیر بحث آجائے۔ البتہ کسی زمانہ مین کیچ مکران کے علاقہ پر چیچی قوم کی حکومت رہی ہے؛

---

[1] اس خاندان مین بڑے بڑے فاضل گذرے ہین، مولوی محمد عالم مرحوم ساکن گورسیان و مولینا مولوی فقیر محمد مغفور ساکن کنہارہ ریاست جمون مولوی حافظ محمود محدث مرحوم و مولوی سلطان احمد محدث مغفور مولوی فاضل منشی فاضل ساکن گنجہ ضلع گجرات موجودہ زمانہ مین مولوی فضل کریم مولوی فاضل ساکن اسلام ریاست جمون مولوی محمد اشرف محدث مولوی فاضل، منشی فاضل ساکن چکسہ چھمبہ تحصیل جھلم، مستند عالم ہین، طلبہ اون کے علم سے مستفید ہو رہے ہین،

گجگاھیہ

یہ گوجر کھٹانہ کی ایک شاخ ہے. ان کا گاؤن چیلیانوالہ مشہور قصبہ ریلوے اسٹیشن ہے جہان سکھون اور فرنگیون کی جنگ ہوئی تھی، یہ ذہین اور دلیر قوم ہے، جس کا مستقبل شاندار ہے، یہ لوگ بیان کرتے ہین کہ ان کا بزرگ سردار ولی محمد خان، شاہجہان کے عہد حکومت مین مشہور و مقتدر زمیندار تھا، وہ اپنے گھوڑے کے گلے مین گجگاہ ڈالتا تھا، (گجگاہ گھوڑون کا ساز ہے، چند گھنگرو رسی یا چمڑے کی پٹی مین ہار کے طور پر بنا کر، گھوڑے کے گلے مین ڈالے جاتے ہین جو بجتے رہتے ہین، مقصود اس سے اظہار شان و شوکت ہے،) اسوجہ سے اس کا نام گجگاہیہ ہوگیا، اب اسکی قوم بھی اسی نام سے مشہور ہے، جو شخص اس ملک کے رسم و رواج اور تغیرات اسماء و گوت سے واقف ہے، اس کو اس قسم کی تبدیلی عجیب نہین معلوم ہوتی، کیونکہ اس کی کئی مثالین پائی جاتی ہین، زمیندارون مین نئے نئے نام رکھنا، اور گوتون کا پیدا کرنا ہر جگہ کثرت سے پایا جاتا ہے، یہ قوم علاقہ جاٹ کی سرحد پر مقیم ہے. ان کا دعوی ہے کہ اس قوم نے برسون جاٹون سے مقابلہ کر کے اپنے مقبوضات مین سے ایک چپہ بھر زمین جانے نہین دی، ہم نے ایک تاریخ مین پڑھا ہے کہ گج گاہیہ ایک فوج کا نام ہے، جو راجہ پورس کی فوج مین ہاتھیون پر سوار ہو کر سکندر سے لڑی تھی،

گج، ہاتھی، گاہی سوار، گجگاہیہ فیل سوار،

گور برہمن، ناگر برہمن، میر برہمن، پشکر برہمن،

گوجر قوم مین جو افراد، دین و مذہب، عرفان کے عالم و پیشوا تھے، وہ برہمن کہلاتے تھے، برہمنون کی نسبت مختلف روایات ہین،

ایک روایت یہ ہے کہ سیستان کے آتش پرست تھے، دوسری روایت یہ ہے کہ یہ کابل اور قندھار کی وادیون کے برہمن ہین. ایک گروہ مہرکل کے ساتھ جو گوجر راجہ تھا، پنجاب مین آیا، دوسرا گروہ اصول قوم گوجر کے ہمراہ مارواڑ مین وارد ہوا، تیسرا گروہ چاپ قوم گوجر کا پیشوا تھا،

جب آفتاب پرستی کے مذہب کو زوال آیا تو انھون نے ہندو مذہب قبول کیا، اور مندرون

کے پوجاری ہو گئے، یا مذہب جین کے مقلد ہو کر جینیون کے پروہت بن گئے، راجپوتانہ مین بوندی اور بور مین گوجر برہمن، اور مارواڑ مین گوڑ برہمن اور واکوٹ واقعہ یوپی مین میر برہمن کی ذات ثابت کرتی ہے، کہ گوجرون مین برہمن کے گروہ موجود ہین، اور گجاگت کے ناگر برہمن جو نہایت خوبصورت اور ذہین اور عرصہ تک ملکی اقتدار کے لحاظ سے ممتاز رہے ہین، اور نیز پوکرن متصل اجمیر کے پشکر برہمن یہ مانتے ہین کہ اصلی برہمنون کی فہرست سے ان کا نام سہواً خارج ہو گیا ہے، یہ اس امر کی دلیل ہے کہ وہ غیر اور قوم سے ہین، اور چونکہ ان کے نام کے ساتھ گور اور پشکر کا لفظ ہے، اس لئے وہ گوجر ہین، کیونکہ گور گوجر کا مخفف ہے، اور پشکر گوجرون کا مشہور مقدس مقام ہے، جسکی طرف یہ منسوب ہین، اور گوجرون کا ایک گوت بھی پشکر ہے،

ٹاڈ کی روایت ہے، کہ پشکر گوجر بڑے کاریگر تھے، اونھون نے بمقام پوکرن ایک بڑا وسیع باقاعدہ تالاب بنایا جس کے صلہ مین ان کو برہمن کا لقب ملا تھا، یہ ابھی تک گوجرون کی دیوی کی پرستش کرتے ہین، گویا برہمن ان کا ایک علمی اور مذہبی لقب ہے، اور ناگر برہمن کی شکل و شباہت جنگجو طبیعت، انتظام سلطنت کا مذاق رسم و رواج، یہ تمام امور صحیح طور پر دلالت کرتے ہین، کہ یہ اجنبی نسل سے ہین،

نیپال مین ایک ناگری کوتیہ جماعت ہے، قدیم زمانہ مین بیرون ممالک سے آکر آباد ہوئی، تاریخون مین ناگا نام ایک فاتح ہے، جو شمال سے ہندوستان پر حملہ آور ہوا، اور گوجرون کا ایک راجہ ناگا، بہت مشہور ہے،

ناگا اور ناگر کے الفاظ باہم ملتے ہین، اس لیے ناگری بیرونی قوم سے ہین، برہمن ناگر کے لقب کو معزز سمجھتے ہین، یوپی کے گوجرون مین ناگر برہمن ایک مشہور گوت ہے،

گورسی

گورسی، سورج بنسی راجپوت کہلاتے ہین، رائے گورسی کے نام سے یہ قوم مشہور ہے، آئین اکبری مین اس کو گراسیہ لکھا ہے، اور گجرات دکن مین کسی وقت ان کی رفعت و حشمت کا نقارہ بجتا تھا، یہ قوم زبردست، جنگجو اور بہادر ہے، اس قوم کے چند اشخاص گجرات دکن سے آکر پہلے، لاہور کے گرد و نواح مین حکومت کرتے رہے، پھر تمام پنجاب مین پھیل گئے، ہمون کے علاقہ مین گورسی گاؤن مشہور ہے، اسی قوم مین سے ایک شخص بھاگو تھا، جس نے ضلع گجرات مین موضع بھاگو آباد کیا، سلطان مسعود کے عہد حکومت مین مسلمان ہوا، کسی زمانہ مین اس قوم کا ۸۰ محال پر قبضہ حاکمانہ تھا، مگر رفتہ رفتہ اون کے قبضہ

کی وسعت کم ہو گئی، اور دوسرے لوگ شریک ہو گئے، یہ عالم قوم ہے، جس کے متعدد مواضع گجرات میں ہیں، اس قوم کے لوگ توانا، قوی ہیکل، بردبار اور ذہین ہیں، اس خاندان میں مولینا قاری علی محمد مرحوم محدث ادیب جامع العلوم گذرے ہیں، آپ نے ہندوستان کے بڑے بڑے مشہور فضلا سے استفادہ کیا، اور عرصہ تک ریاست کوٹہ کے مدرسہ عربی کے اعلیٰ مدرس رہے، آپ کے بڑے صاحبزادہ محمد عبداللہ محدث ایم اے، ایل ایل بی، مولوی فاضل منشی فاضل ایم او ایل، نہایت متورع متقی پنڈی گھیب ضلع اٹک میں وکالت کرتے ہیں، دوسرے صاحبزادہ مولوی عبدالرحمٰن مولوی فاضل وکیل، اور تیسرے صاحبزادہ مولوی عبدالعزیز بی اے ہیں، این خاندان ہمہ آفتاب است، یہ گنگمر تحصیل کھاریان کے زمیندار ہیں، دراصل یہ برہ خاندان سے ہیں، مگر بوجہ رشتہ داری کے یہ گورسی گوت میں شامل ہو گئے۔ ایک اور صاحب فاضل گورسی مولوی احمد علی مولوی فاضل، او، ٹی، ساکن موضع گورسیان ضلع گجرات رسالہ العدل کے مدیر ہیں،

گرچانی

گرچانی: جو رند بلوچوں کی ایک مشہور شاخ ہے، دراصل گوجر ہیں، اور بلوچوں میں بھی یہ روایت مشہور ہے، کہ گرچانی دوسری قوم سے ہیں، اصل بلوچ فقیان میں ایسا معلوم ہوتا ہے، کہ گوجر قوم کا کوئی اعلیٰ خاندان رند بلوچ میں چلا گیا اور بلوچوں نے انکو اپنا بھائی بند بنا لیا، اور اوس کو گرچانی کا لقب دیا، مگر گرچانی بلوچ اس کو تسلیم نہیں کرتے، اور کہتے ہیں، کہ صرف الفاظ کی باہمی مشابہت ہے، ایک قوم دوسری قوم میں شامل نہیں ہو سکتی، بلوچوں میں گرچانی ایک زبردست شاخ ہے، ان کا تمندار علحدہ ہے،

گیگی

گیگی تنور راجپوت کہلاتے ہیں، اور کھٹانوں کی شاخ سے اپنا شجرہ نسب ملاتے ہیں، یہ مختلف مواضع راجووال، چوہدوال، دسوپ سٹری، خواص پور، سیاگول، مٹھیانوالہ وغیرہ میں رہتے ہیں، گجرات میں دو موضع گیگیاں ان کے نام پر ہیں، یہ مسکین طبع، محنتی جفاکش ہیں، ضلع گجرات میں حضرت شیر شاہ غازی رحمۃ اللہ علیہ اسی خاندان کے درخشندہ گوہر تھے جن کے سجادہ نشین سادات کرام ہیں، اور ان کے ہزاروں

مرید ہیں، کہتے ہیں کہ یہ اپنے زمانہ میں قطب جہان تھے، دور دور گاؤں سے اکر بزرگ انکی بیعت کرتے تھے، ایک سید بھی مرید تھا، جو عالم عارف تھا، اس کو اپنے سجادہ نشین کیا،

گھیلہ واگھیلہ باگھیلہ

ایک ہی ہیں، واو سے بدل کر واگھیلہ کا باگھیلہ ہو جاتا ہے، اور کبھی واو حذف ہو جاتا ہے جیسا کہ واگرد، گرد، ضلع گجرات کے کئی گاؤں میں گھیلہ ہیں، اور راولپنڈی کے ضلع میں ان کے نام پر دو موضع آباد ہیں، گھیلوں کی راجدھانی ناسک دکن گجرات میں تھی، ان کی سلطنت ملک گجرات احمد آباد پر ایک سو چھبیس سال تک رہی، یہ بڑی زبردست قوم گذری ہے، مگر اب پنجاب میں ان کی کوئی حیثیت نہیں ہے،

گوریہ

گوریہ سورج بنسی کہلاتے ہیں، گوریہ، گور ایک ہی ہیں، اور یہ زابلستان سے آئے تھے، گوریہ اپنے آپ کو راجپوت کہتے ہیں، ضلع گجرات میں گوریہ گوجر نہیں پائے جاتے،

لوڈیا لودی یا لادی یا لودھی،

یہ رگھبنسی راجپوت کہلاتے ہیں، ان کا مورث راجہ لودسین تھا، اس کی اولاد میں سے مالا نامی ملک گجرات دکن سے پنجاب آیا، اور اس کی اولاد کئی پشت تک لودھانہ میں رہی، وہاں سے سیالکوٹ آئی، اور حلقہ اسلام میں داخل ہوئی ان میں سے کاظم نامی ضلع گجرات میں اکر اقامت گزین ہوا، موضع لادی اسی قوم کے نام پر مشہور ہے، اور چونکہ لودھانہ سے آئے تھے، اس لئے لادی مشہور ہوئے،

لتالا

یہ گوجروں کا گوت ہے، اس گوت کے افراد، ریاست مالیر کوٹلہ میں پائے جاتے ہیں اس گوت کی دریافت کیلئے بہت کوشش کی، مگر پتہ نہیں ملتا اس خاندان کا پہلا راجہ للتا دیتہ تھا۔ اگرچہ یہ خاندان

مسلمان ہے، لیکن اس کے کچھ خصوصیات بھی ہین، کہ دوسری قومون کے برخلاف انکا کوئی مراسی نہین ہوتا، بلکہ برہمن ہوتا ہے، گویا اس قوم نے اپنی قدیمی رواج کو قائم رکھا ہے، لتالا کا للشا کی اولاد سے ہونا، زیادہ قرین قیاس ہے، اور یہ معمولی تبدیلی ہے،

لکھن رائے

اگرچہ ہم نے اس کا ذکر چھچھی قوم کے ضمن مین مجملاً کیا ہے، مگر چونکہ یہ مستقل گوت ہے اس لئے اس کا علیحدہ ذکر کرنا بھی مناسب ہے، یہ چھچھی قوم کی شاخ ہے، لکھن رائے چھچھی، ڈانگی چھچھی، ایک ہی قوم ہین یعنی چھچھی اور ڈانگی چھچھی اور لکھن رائے، تینون اپنا مورث لکھن کو بتلاتے ہین، ہم پہلے بیان کر آئے ہین، کہ بعض گوت اپنے مورث کے نام سے براہ راست موسوم ہوتے ہین، اور بعض بالواسطہ، چنانچہ جو گوت لکھن رائے سے بلاواسطہ موسوم ہے، وہ لکھن رائے کہلاتا ہے، اور چھچھی بالواسطہ لکھن رائے سے منسوب ہوتے ہین، یہ لوگ اپنے مورث لکھن رائے کو لکھ بخش کہتے ہین، اور اپنی اس سخاوت کی نسبت کی بنا پر سب قومون اور گوتون پر فخر کرتے ہین، اور حقیقت یہ ہے کہ اس قوم مین جوانمردی کا امتیاز قومی اب تک موجود ہے، گجرات مین لکھنوال گاؤن اسی قوم کی یادگار ہے، شاید اب کوئی شخص وہان اس قوم کا نہین رہتا، البتہ دوسرے مواضع مثلاً دمنی، ہرسہ چھچھیان، سید ابراہیم وغیرہ مین آباد ہین، ڈانگی چھچھی، اس ضلع گجرات مین کوئی نہین ہے، انبالہ اور ریاست پٹیالہ وغیرہ مین پائے جاتے ہین،

لمبور

یہ گھٹانہ قوم کی شاخ ہے، ان کا مورث لمبور نامی تھا، اسکی اولاد مین سے شہنشاہ جلال الدین اکبر کے عہد مین کچھ لوگ آئے، اور ضلع گجرات مین مقیم ہو کر زراعت کا کام شروع کیا، اب اس قوم کے لوگ لوہسر، منڈوری، راجو بھنبڈ، چکوڑی، نوشہرہ، جھنڈانوالہ وغیرہ مین پائے جاتے ہین، یہ اچھے قد و قامت کے طاقتور جوان ہین، ان کے نام پر ایک موضع بھی ہے،

لوہسر

یہ بھی گھٹانہ کی شاخ ہے، ان کا بزرگ لوہسر نامی تھا، جس کے نام پر یہ گوت نامزد ہے، لوہسر کی اولاد سے دیپ نامی ایک شخص شہنشاہ اکبر کے لشکر مین بھرتی ہوا، اور کئی کارہائے نمایان انجام دئے،

اور پھر اوس کی اولاد نے ضلع گجرات مین موضع لوہسر آباد کیا، اس قوم کی ملکیت ٹھٹھہ پور، لمبور، اوتم وغیرہ مین پائی جاتی ہے، مگر متفرق ہونے کی وجہ سے ان کی چندان شہرت نہین ہے،

مراڑی یا مراڑیان

یہ تنور سورج بنسی کہلاتے ہین، اور کھٹانہ کی ایک شاخ ہین، ان کے نام پر ایک موضع بھی مراڑی ہے، ان کی ملکیت مہیسی، ڈوگہ، دھوریہ، چک اسماعیل وغیرہ ضلع گجرات مین ہے،

ٹُکّر

یہ بھی اپنے آپ کو کھٹانہ خاندان سے منسوب کرتے ہین، ان کا مورث ٹُکّر تھا، جسکی اولاد ملک دکن سے پنجاب آئی، اس خاندان کے کچھ لوگ قصبہ ڈنگہ وغیرہ مین پائے جاتے ہین،

موٹن

یہ راجہ جگدیو کی اولاد ہین، ان کا مورث موٹن نامی تھا، جسکی اولاد سے کچھ لوگ ملک دکن سے ضلع سیالکوٹ مین آکر آباد ہوئے، پھر ان مین سے بعض لوگ گجرات چلے آئے، یہ مختلف مواضع ڈوگہ، مچھیانہ، کھاریان، ساہن وال وغیرہ مین رہتے ہین،

تہلو

تہلو، سورج بنسی راجپوت ہین، ان کا مورث تہلو تھا، اسکی اولاد مین سے کچھ لوگ علاقہ پنجاب مین آکر آباد ہوئے، اور ان کی ملکیت ضلع گجرات کے ۱۸، ۱۹ گاؤن مین ہے، مثلاً چیچیان، ڈھوک گوجران، کوٹلہ شیخان، قنا بھنڈ، سیکریالی، موجیانوالی وغیرہ

تہیسی

اس گوت کے لوگ کہتے ہین، کہ ہم سٹردیہ راجپوت ہین، سٹردیہ کے تین بیٹے تہیسی، دیدڑ، کھاری تھے،

جو اپنے گوت کے نام پر مشہور ہین، بھیسی کے نام پر ایک موضع ضلع گجرات مین ہے، اور یہ لوگ مختلف مواضع مین رہتے ہین،

موریا موریا

یہ بھی گوجر ہین، بعض مورخین نے سخت دھوکا کھایا، کہ ان کو گوجر سمجھکر موریا خاندان چندر گپت کو بھی گوجر سمجھا، ورنہ سوائے نام کے ان مین کوئی دوسری بھی نسبی نسبت نہین پائی جاتی، یہ اپنے آپ کو خاندان ہن سے خارج کرتے ہین، ۸۲۰ء مین عربون نے ان پر حملہ کیا، تو تمام سردار راجپوت ان کو امداد دینے کیلئے تیار ہوگئے، مور گوجر، اکثر دریاؤن کے کنارون پر رہتے ہین، جو کچھوا اور مچھلی شکار کرتے ہین، اور بہت محنتی اور جفاکش ہوتے ہین، جسطرح سنسی قوم کسی زمانہ مین لشکر شاہی سے نکل کر جنگلون مین پھرتی رہی ہے، اسی طرح یہ قوم بھی اپنی اصلی قوم سے جدا ہوکر، رذیل پیشہ اختیار کرنے پر مجبور ہوئی،

نون

یہ راجہ گنج کی اولاد سے ہین، نون، راجپوت، گوجر، جاٹ، تینون قومون مین مشترک ہین، اور مسلم بھی ہین، ان کا مورث نون نامی تھا، موضع نون اس قوم کے نام پر، نہر جہلم کے کنارہ پر ہے، اور یہ کئی مواضع مین متفرق طور پر آباد ہین، مثلاً ساہن خرد، ڈوگہ، سمن پنڈی وغیرہ اس قوم کے آدمی ذہین، محنتی، قابل اور بہادر ہوتے ہین، اس خاندان مین مولوی فضل الدین مولوی فاضل وکیل بڑے فاضل ہین،

ناگری، منگلا، ہیر، بروہی،

ناگری، یوپی کے گوجرون کی ایک اعلیٰ قوم ہے، اور وہ بلند شہر وغیرہ مین نہایت ہی معزز سمجھی جاتی ہے، ناگری اور منگلا، اور ہیر، جو گوجرون کے گوت ہین، بروہی قوم مین جو راجپوتون کی شاخ ہے پائے جاتے ہین،

ناگر برہمن ریاست بوندی، واقعہ راجپوتانہ مین بڑے بڑے عہدون پر ممتاز رہے ہین، اور اس مین شک نہین ہے، کہ ناگر برہمن گوجر نسل سے ہین،

Collection Of Advocate Showkat

نکاڈی

اجمیر مین گوجرون کی ایک جماعت نکاڈی کے نام سے موسوم ہے، جو ایک معزز و شریف گروہ سمجھا جاتا ہے، ان کی شرافت و اعزاز کی وجہ یہ ہے، کہ وہ بیوہ کا نکاح نہین کرتے، اور نہ ادنی شاخون مین عقد کرتے ہین، اور پکے ہندو ہین،

نیک ڈے

نیک ڈے اجمیر علاقہ مین پائے جاتے ہین، اور اپنے کارنامون اور ذات پر بہت فخر کرتے ہین، اور کہتے ہین، کہ ہم تمام قومون سے برتر ہین،

ولبھی، ہیسودیا، گھلوٹ، کچھواہہ

یہ سب گوجرون کے گوت ہین، اور جہان تک ہم نے تاریخون کا مطالعہ کیا، ان کا باہم نسبی تعلق ثابت ہوتا ہے، اس لئے ہم اِن کو ایک عنوان مین جگہ دیتے ہین، اور ہر ایک کے مختصر حالات لکھتے ہین،

میر، مہیر، مہر، میترک، متراک، مختلف الفاظ استعمال مین آتے ہین، جو دراصل ایک ہی ہین، زبان کے تغیر و تبدل سے یہ فرق پیدا ہوا، جنکی مثالین کثرت سے ناظرین اس تاریخ مین دیکھ چکے ہین، میر کا اعزازی لقب برہمنون کا بھی ہے جو گوجر گوتون مین پایا جاتا ہے، جس سے یہ معلوم ہوتا ہے، کہ ان گوتون مین برہمن بھی ہین، بلکہ برہمن کے ساتھ بھی لفظ میر آتا ہے، جو اُن کو دوسرے برہمنون سے ممتاز کرتا ہے، مثلاً چوہان میر گھلوٹ میر، ہیلو میر، برہمن میر، کولی میر،

گوجرون کے نمایندون کو مہر بھی کہتے ہین، جس سے وہ خوش ہوتے ہین، نمبردار کا لقب زیادہ تر مہر ہے، مہر کے معنی مقدم ہین، پنجابی مین مہر اس شخص کو کہتے ہین، جو کسی قوم کا نمایندہ ہو، اور جس پر فیصلہ کا دارمدار ہو، یا قوم کی طرف سے گفتگو کرے، یا قوم مین ممتاز ہو، بعض مورخین کی رائے مین یہی ان الفاظ کا مأخذ ہے،

یا یہ لفظ امیر سے لیا گیا ہے، امیر کے معنی امر کرنے والا، زبانون کے الفاظ باہم ملتے جلتے ہین، سید کو میر

کہا جاتا ہے، بہر حال یہ لفظ معرزنہ ہے، ہمارا خیال ہے کہ اس قسم کی توجیہات فضول ہیں، قدیم تاریخون کے تتبع مین مابعد کے مورخین نے بھی اس قسم کی رائین ظاہر کر دین،

اجمیر وغیرہ کے علاقون مین جو میر قوم ہے، وہ اپنے آپ کو گوجر کہتی ہے اور اجمیر مین میر گوجرون کا عام خطاب ہے،

ڈاکٹر بھگوان لال جو متفحص آثار قدیمہ ہے، تشریح کرتا ہے کہ مختلف کتبون مین جہان لفظ متراک یا میترک ہے اس سے مراد قوم میر ہے اور میر گوجر ہین، سندھ مین میرون کی مشہور ریاست ہے، مگر یہ گوجر نہین کہلاتے، بعض مورخین اس خیال سے کہ سندھ مین عرصۂ دراز تک گوجرون کا ستارۂ اقبال اوج پر رہا ہے، اور سندھ مین ان کی متعدد ریاستیں تھین، یہ ریاست بھی گوجرون کی ہے؛

مؤلف کہتا ہے کہ صرف لفظ کی مشابہت سے جب تک اور شہادتین نہ ہون اس قسم کا دعویٰ نہین کیا جا سکتا،

البتہ اس مین شک نہین ہے کہ یہ قوم ساتوین صدی سے لیکر گیارہوین صدی تک اس قدر طاقتور رہی، کہ کوئی دوسری قوم اس کا مقابلہ نہین کر سکتی تھی، کشمیر مین میرون کی بہت بڑی آبادی ہے جو بیان کرتے ہین، کہ ہم قحط کی مصیبت کے مارے راجپوتانہ سے کشمیر آئے،

ہند مین ولبھی کے راجے مشہور ہین جن کی نسبت ڈاکٹر بلٹش کی تحقیقات کو سب مورخین نے بہ نظر استحسان دیکھا ہے، اس کی تحقیقات کا یہ نتیجہ ہے، کہ جس راجہ نے ولبھی خاندان کی بنیاد قائم کی میر (مہر) تھا جس نے سنہ ۳۰۰ء سے سنہ ۵۰۰ء تک حکومت کی پہلے ذکر ہو چکا ہے، کہ اوس کو ولبھی کا کیون لقب دیا گیا، مگر حقیقت یہ ہے کہ معقول طور سے اب تک ولبھی کی وجہ تسمیہ معلوم نہین ہوئی ہے یہ بھی بعض تاریخون مین لکھا ہے کہ راجہ بلہرا جس کا ذکر عرب مورخین نے کیا ہے، ولبھی تھا، بظاہر اوس کے الفاظ کچھ کچھ ملتے ہین، بلہرا کے دو جزو ہین، ایک بلہا، دوسرا رائے، یعنی راجہ، بلہا اور ولبھی مین مطابقت ہو سکتی ہے،

اس طویل اور مدلل تحقیقات سے انکار نہین ہو سکتا کہ جس خاندان نے ولبھی پر حکومت کی، وہ خاندان میر و سیسودیا، اور گہلوٹ تھے،

بعض تاریخون مین لکھا ہے کہ میر کی مندرجۂ ذیل شاخین ہین،

چوہان، پنوار، گہلوٹ، یا سیسودیا، پرہار، اسول،

اس روایت اور اگنی کل کی روایت مین یہ فرق ہے کہ بجائے سُلنگی کے گہلوٹ کا لفظ ہے اور سنگی لور گہلوٹ اور سیسودیا، اور کچھواہیہ میرون اور گوجرون کی دیویان ایک ہین، قانون وراثت

بھی ایک ہے پس ان تمام وجوہ سے ثابت ہوا کہ مندرجہ عنوان گوت گوجر ہین ، مارواڑ کے واکوٹ برہمن میر کہلاتے ہین ،

ورما

ورما ایک تعظیمی کلمہ ہے ، یہ گوت پنجاب مین نہین ہے ، مالوہ مین پایا جاتا ہے ، اس کے افراد پشتہا پشت سے معزز چلے آتے ہین ، سکھون اور جینیون مین اس گوت کے افراد ملتے ہین ،

ہکلہ

یہ کہتے ہین کہ ہم راجہ جگدیو کی اولاد سے سورج بنسی ہین ، ان کا مورث ، ہک ، یا ہکل تھا ، اس قوم کا راجہ برن اپنے بھائیون سے لڑ جھگڑ کر ملک گجرات سے متھرا مین اقامت گزین ہوا ، اور پھر متھرا سے بعہد سلاطین چغتائی ضلع گجرات آیا ، چنانچہ اس قوم کے نام پر ایک موضع بھی ہکلہ ہے ، اس خاندان کے لوگ مختلف مواضع دیونا ، ہٹوانوالہ ، باولی ، ہکلہ ، ہنجرائے ، دہدڑ ، لادی ، کراڑیوالہ ، برنالی ، موحیانوالی وغیرہ مین رہتے ہین ،

مسٹر ایسٹ ڈپٹی کمشنر گجرات نے گجرات کی تاریخ مین ہکلہ قوم کو سکندر اعظم کی اولاد قرار دیا ہے اور چوہدری خواجہ دین مرحوم جو اس قوم کے نمایندہ تھے ، وہ بھی یہی بیان کرتے تھے ، کہ ہم سکندر اعظم کی اولاد سے ہین ،

مسٹر ایسٹ کی تحریر کا یہ خلاصہ ہے کہ سکندر اعظم جب پنجاب مین آیا ، تو اوس نے یہان کی ایک راجکماری سے شادی کی ، اس سے ایک لڑکا پیدا ہوا جسکی اولاد سے راجہ کنگ خراسان کا فرمانروا تھا ، اوس نے ہندوستان کے راجاؤن کے ساتھ بھی اتحاد پیدا کیا ، راجہ کنگ کی اولاد مین سے ایک راجہ جگدیو نامی کی شادی متھرا کے ایک راجہ کی لڑکی سے ہوئی ، متھرا کا راجہ لاولد تھا ، اسلئے جگدیو متھرا کا راجہ ہوگیا ، جہان اسکی اولاد ۱۴ پشتون تک حکمران رہی ، ان راجاؤن کے سلسلہ مین ایک راجہ گودام ہوا ہے جسکی نسل ہکلہ کے چوہدری راجہ ہین ، گودام کا بیٹا راجہ بھوان اور اسکا بیٹا سندگانہ متھرا اور نگرکوٹ پر متصرف رہا ، اسکی اولاد مین سے راجہ برن تھا جس نے موضع برنالی کی بنیاد رکھی ، یہ موضع ابتک موجود ہے جو ہکلہ قوم کا صدر مقام ہے ، سکھون کے عہد مین چوہدری احمد خان اور انگریزون کی موجودہ بادشاہت مین چوہدری مہرالدین اور چوہدری خواجہ دین ، معزز اور مشہور رئیس تھے ، موضع برنالی مین مولینا امام الدین مرحوم بہت بڑے فاضل تھے ، اب ان کا قائم مقام ان کا فرزند مولوی عبدالعزیز ہے ،

Collection Of Advocate Showkat

فصل چہارم

جاٹون کے چند گوتون کا ذکر

اچرار،	کھوکھر راجپوت، ان کا مورث اچرار تھا،
امرال،	راجہ کرن سورج کی اولاد سے ہین انکا مورث امرال ہے،
بھریار،	سُورج بنسی راجہ ڈھل کی اولاد ہین،
بانٹھ،	جنجوعہ کہلاتے ہین، ان کا بزرگ بانٹھ تھا،
بدھن،	سترویہ راجپوت مورث ان کا بدھن ہے،
بھٹی،	سورج بنسی قدیم وطن ان کا بھٹیر ہے، بعض نے لکھا ہے، کہ مورث ان کا راجہ بوٹھ تھا،
بنگیال	بھٹی کی شاخ ہے،
بوڑ،	سورج بنسی، بجوہ، یا باجوہ کی نسل سے ہین،
بھوریہ،	سورج بنسی بھٹی ہین،
بھون	سورج بنسی کہلاتے ہین،
بہالو،	کھوکھر راجپوت ہین مورث ان کا بہالو تھا،
بہلے،	راجپوت کہلاتے ہین،
بھنڈ یا بھنڈر،	راجہ کرن کی اولاد سے ہین مورث انکا بھنڈر تھا،

بسرائے،	سورج بنسی مورث ان کا بسرائے تھا، کورڑ، ہرل، بھولن، بھونہ کئی پشتون کے بعد ان سے ملجاتے ہین،
بہلڑ،	گوندل کی شاخ ہین،
بہدر یا پہدر،	مغل برلاس کہلاتے ہین،
بوسال،	گوندل کی شاخ ہے،
بالہ،	کھوکھر راجپوت مورث ان کا بالا تھا،
بھوک،	قوم رانجھا کی شاخ ہین، مورث ان کا بھوک ہے،
بھاگٹ	بھاؤ راجپوت کہلاتے ہین، بھاؤ انکا مورث تھا،
بگووال،	آوان کہلاتے ہین،
بھلم	آپ کو مغل چوغطہ کے خاندان سے تبلاتے ہین،
بھکریل،	جنجوعہ راجپوت کہلاتے ہین،
بڑویا،	اپنے آپ کو سورج بنسی بیان کرتے ہین،

باجوہ،	راجپوت کہلاتے ہین،
پتھو،	سندھو کی شاخ ہین، مورث ان کا پتھو تھا،
پھپھڑہ،	مغل چوغطہ کہلاتے ہین، مورث ان کا پھپھرد تھا،
پونی،	سوم بنسی کہلاتے ہین،
پروے	بھٹی راجپوت ہین،
پوتی،	سورج بنسی ہین،
ستلے،	جنجوعہ کہلاتے ہین، مورث ان کا تتلا تھا؛
تہال.	سوم بنسی، راجہ جگدیو کی اولاد ہین،
تھوتال،	سورج بنسی ہین، ان کے مورث کے دو فرزند تھے، ایک کا نام تھاتو، دوسر کا نام نارو تھا، تھاتو کی اولاد تھوتال اور نارو کی نارو ئے کہلاتے ہین،
تتلے،	راجپوت جنجوعہ کہلاتے ہین؛
تھتل،	راجپوت چوہان کہلاتے ہین، مورث ان کا تھتل تھا،
تنگھر،	تنور راجپوت ہین؛
تارڑ،	راجہ کرن، سورج بنسی کی اولاد سے ہین، سلطان محمود نے بوجہ شجاعت ان کو اپنی فوج مین ملازم رکھا تھا،
تنور،	مختلف اضلاع مین پائے جاتے ہین اور راجپوت کہلاتے ہین، جاٹ گوجر راجپوت تینون مین شامل ہین،

توڑ	راجپوت بھٹی، مورث ان کا توڑا تھا،
توسلے،	گوندل کی شاخ ہین، مورث ان کا دریام تھا، یہ بھی تینون مین شامل ہین،
جم،	قریشی، حضرت عقیل بن ابی طالبؓ کی اولاد کہلاتے ہین،
جادو،	سورج بنسی ہین، تاریخون مین ان کا ذکر بہت آتا ہے،
جھمٹ،	سیرا کی شاخ ہین، ان کے مورث کا نام جھمٹ ہے،
جالی،	کھوکھر راجپوت ہین،
جویہ،	دریائے ستلج کے کنارہ پر آباد ہین اور زبردست قوم ہے، اور یہ قوم گوجرون مین بھی شامل ہے،
جکھڑ،	پنوار، راجپوت سوم بنسی ہین، ان کا مورث جکھڑ تھا،
جیپال،	گوندل ہین، مورث ان کا راجہ جیپال تھا،
جرال،	راجپوت، جرال کہلاتے ہین،
جنجوعہ،	سورج بنسی یا سوم بنسی راجپوت کہلاتے ہین،
چوغطہ،	مغل کہلاتے ہین،
چیمہ چٹھہ،	رائے بتھورا کی اولاد کہلاتے ہین، اور طاقتور قبیلہ ہے،
چوہان	سوم بنسی راجپوت ہین، جاٹ گوجر راجپوت تینون مین شامل ہین،

چھتر،	سٹروبہ راجپوتون کی نسل سے ہین، مورث انکا چھتر تھا،
چیدھڑ،	راجپوت کہلاتے ہین، مگر انکے مورث اعلی کا نام معلوم نہین،
چاچ،	راجپوت لنگاہ کہلاتے ہین، مورث انکا چاچ تھا.
دھاڑیوان،	بھٹی کی شاخ ہین، یہ لوگ فخر کرتے ہین، کہ اکبر بادشاہ نے ان کے بزرگ مرہٹہ نامی کی لڑکی سے نکاح کیا، شادی کے وقت جب یہ راٹھا جاری کرتے ہین، تو ان کے مراسی کو پہلے روپیہ دیا جاتا ہے، انکا کوئی بزرگ میان محمد فاضل مشہور ولی اللہ کی تلقین سے مسلمان ہوا تھا،
دوہدرا.	یہ کہتے ہین، کہ ہم اجودھیا کے راجپوتون مین سے ہین، اور اپنے مورث کے نام پر مشہور ہین،
دہاڑ،	راجہ رام چندر کی اولاد کہلاتے ہین، اور منہاس راجپوت سے اپنا سلسلۂ نسب ملاتے ہین،
دھول	پنوار، راجپوت سوم بنسی ہین، دھول ان کا مورث تھا،
دھمال،	راجپوت بھٹی ہین، مورث ان کا دھم ہے،
دھوتھڑ	راجہ کرن سورج بنسی کی اولاد سے ہین، دھوتھڑ ان کا کوئی بزرگ تھا، بھون اور یہ آپسمین بھائی بند ہین،
ڈھنڈیہ،	سٹرویہ، راجپوت ہین،
ڈھوڈہ	راجہ کرن بنسی کی اولاد سے ہین، مورث ان کا ڈھوڈہ تھا،
ڈب،	اپنے آپ کو جنجوعہ کہتے ہین، مورث انکا گھوگا تھا، یہ کہتے ہین کہ ہم نے اکبر بادشاہ غازی کو ایک ابلق گھوڑا دیا تھا، جسکو پنجابی مین ڈبہ کہتے ہین، اسلئے گوت ڈب ہو گیا،
ڈھلو،	ان کا مورث ڈھلو تھا، یہ گورائیہ جٹ کی شاخ ہے، سپرا خاندان سے نسلی تعلق رکھتی ہے،
ڈھالے،	راجپوت بھٹی ہین، اس خاندان نے اکبر بادشاہ غازی کے حضور مین ڈھال پیش کی، اس لئے ان کا نام ڈھالے ہو گیا،
رندھاوہ	بھٹی راجپوت کہلاتے ہین،
رہنگ	رگ بنسی راجپوت کہلاتے ہین، مسمی رہنگ انکا مورث تھا،
رچھال،	جٹ ہنجرا کی شاخ ہین، یہ لوگ پنجاب ملک دکن سے آئے تھے،
رہسی،	منہاس راجپوت کہلاتے ہین، مورث ان کا رہسن نامی تھا،
رنیال،	راجہ کرن کی اولاد ہین، انکا مورث رنیال تھا،

زان،	راجہ کرن کی اولاد ہین زان دوہد رانہالو تینون بھائیون کے نام سے ایک ایک قبیلہ موسوم ہے،
سوہل،	اپنا سلسلۂ نسب چوہان سے ملاتے ہین، ان کا مورث سوہل تھا،
سگر	وڑائچ کی شاخ ہے، مورث ان کا سگر تھا،
سوہے	چوہان راجپوت ہین ان کا مورث سوہی تھا،
ساہی	راجہ کرن کی اولاد ہین، مورث ان کا ساہی تھا، سندھو اور ساہی آپس مین بھائی بند ہین،
سیال،	راجپوت پنوار سوم بنسی ہین رائے سیال ان کا مورث تھا، مشہور ہے، کہ تین بھائی سیو، گیو، ٹیو تھے، سیو کے سیال گیو کے گیلیے، ٹیو کے ٹوانے یہ سب راجپوت کہلاتے ہین،
سیّان،	اپنا سلسلۂ نسب سٹرویہ راجپوت سوم بنسی سے ملاتے ہین، مورث ان کا سیّان تھا،
سندھو	راجہ جگدیو کی اولاد ہین ان کا مورث رائے ڈاکر تھا، جسکے پانچ فرزند سندھو، نارو، ساہی، ڈدہلو، تلوجرہ تھے، ہر ایک کے نام پر ایک قبیلہ (گوت) مشہور ہے،
سندرانہ	گوندل ہین مورث انکا سندر تھا،
سن،	ڈھوڈہ کی شاخ ہین، مسمّی سن ان کا مورث تھا،
سیکھو،	راجہ کرن کی اولاد ہین، انکا بزرگ سیکھو تھا، جس کے نام سے یہ مشہور ہوئی،
سہوترہ،	راجپوت بھٹی ہین، مورث ان کا سہوترہ تھا،
سِدّہ،	جبٹ ڈھاریوال کی شاخ بھٹی ہین، مورث انکا سدّھ تھا،
سوہال،	راجپوت سوم بنسی مورث ان کا سوہا تھا،
سویہ،	راجپوت بھٹی، مورث ان کا سویہ تھا،
سُرائے	بھٹی راجپوت انکا مورث سرا تھا،
سپرائے،	تحقیقات سے کچھ پتہ نہین ملا، کہ کون ہین، عام طور پر جاٹ ہین، اور جاٹون سے رشتہ ناتہ کرتے ہین، مورث انکا سپرا تھا،
کنجیال،	راجپوت جنجوعہ کہلاتے ہین مورث انکا کنجو تھا،
کلوال،	راجپوت بھٹی ہین،
کوتھڑ،	گکھڑ ڈارا راجپوت کہلاتے ہین،
کریال،	راجپوت سورج بنسی کہلاتے ہین، مورث انکا کریال تھا،
کدھر،	سورج بنسی ہین، ان کا کوئی مورث کدھر نامی پاک پٹن کی طرف سے کسی زمانہ مین پنجاب آیا،

کھرل،	باجوہ کی شاخ ہین، ان کا مورث کھرل تھا جو ملک دکن سے پنجاب آیا،
کھیڑہ،	رنگ پور، کھیڑہ مشہور موضع ان کی ملکیت ہے، مفصل حالات نسبی معلوم نہین ہین،
کنگ،	یہ اپنے آپ کو اجودھیا کے راجپوتون مین شمار کرتے ہین، اس خاندان مین مشہور مقتدر شخص کنگ تھا، جسکی طرف یہ منسوب ہین،
کھیر،	راجپوت بھٹی ہین، ان کا مورث کھیر تھا،
کورڑا،	راجپوت بھٹی ہین، اور سلسلۂ نسب جٹ وریاہ سے ملاتے ہین،
کوروٹانہ،	راجپوت بھٹی کی شاخ ہین،
کلیال	راجہ سالباہن کی اولاد ہین، مورث انکا کلیال تھا،
کنتوار،	راجپوت منہاس ہین، ان کے مورث کا نام کنتوار تھا،
کھنب	یہ رانجھا کی شاخ ہین، مورث انکا کھنب تھا.
کلیر یا کلیار	یہ چوہان راجپوت سے اپنا سلسلۂ نسب ملاتے ہین،
گورایہ،	یہ سٹرویہ راجپوتون کی نسل ہے.
گل،	راے پورب سورج بنسی کی نسل سے ہین، مورث ان کا گل تھا،
گدگور،	قوم رانجھا کی شاخ ہے،
کھلو،	بھٹی راجپوت ہین، لنگاہ، بھوٹہ، ڈہر، نایت یا ناپنج، ہجراے، ان کے بھائی بند ہین،

گوندل،	راجپوت چوہان پنجاب وغیرہ اضلاع مین پائی جاتے ہین،
گدہو،	راجپوت بھٹی، مورث ان کا گدہو تھا،
گھومن،	راجپوت جنجوعہ ان کا اور قوم ویس کا سلسلۂ نسب ملجاتا ہے،
گھوگ،	مورث ان کا گھوگ تھا، قوم گوندل کی شاخ ہین،
گجرال،	بھٹی راجپوت ہین، یہ بیان کرتے ہین کہ مورث ان کا کنو تھا، اور چونکہ وہ یتیم رہ گیا تھا، اور اسکی پرورش ایک گوجر خاندان مین ہوئی تھی، اسلئے گوجرال کے نام سے مشہور ہوا،
گوجھہ،	ان کا سلسلۂ نسب قوم بدھن سے ملتا ہے، یہ راجپوت کہلاتے ہین،
لدڑ،	راجپوت بھٹی مسمّی سنگرا پسر بھیٹہ کی اولاد سے ہین، لدڑ ان کا مورث تھا،
لوہدڑہ،	راجپوت منہاس ہین، مورث انکا لوہدر تھا،
نک.	سورج بنسی ہین، راے بھوٹہ ان کا مورث تھا، ضلع شاہ پور اور ملتان مین اس قوم کی بہت آبادی ہے،
لنگاہ،	راجپوت کہلاتے ہین، اور گوجرون مین بھی شامل ہین،
لنگڑیال	پانڈو کی نسل کہلاتے ہین، ان کے مورث رتن بھولا بابر بادشاہ کے عہد مین پنجاب مین آئے،
مہے،	راجپوت منہاس ہین، منہاس کی اولاد سوا ایک راجہ تجو تھا، اس سے اپنا شجرۂ نسب ملاتے ہین،

جھر	راجپوت بھٹی، مورث ان کا جھر تھا، باپ اس کا رائے جبر اکبر بادشاہ غازی کا ملازم تھا،
ٹلے؛	سورج بنسی ان کا مورث ٹلے نامی مسلمان ہوا، اور اسی کی اولاد ٹلے کے نام سے مشہور ہے،
منڈ،	صرف اس قدر معلوم ہوا ہے، کہ جے سنگھ کی اولاد ہین، جے سنگھ کے خاندان کا حال معلوم نہین ہے،
منٹو،	جٹ دریاہ کی شاخ ہین اور بھٹی راجپوت کہلاتے ہین، ان کے مورث کا نام منٹو تھا،
منوٹہ	بھٹی راجپوت ہین، اور بعض کہتے ہین کہ ہوت قوم بلوچ کی نسل سے ہین؛
مُلانہ،	اپنا نسب مغل برلاس کے خاندان سے بتاتے ہین، ملا ان کا کوئی بزرگ تھا،
ملتانی،	دراصل راجپوت بھٹی ہین چونکہ یہ قوم ملتان سے آئی تھی، اس لئے ان کا نام ملتانی ہوا،
متی،	راجہ کرن کی اولاد سے اپنا نسب ملاتے ہین، مورث ان کا متا تھا، جو ملک دکن سے ہجرت کر کے پنجاب آیا،
منڈیر،	مغل چغتائی کہلاتے ہین، ان کا بزرگ لاہور سے پنجاب آیا،
مڑیال،	جب بڈھن کی شاخ ہین، مورث ان کا مڑی تھا،

مرڑ،	اپنا نسب برلاس بیان کرتے ہین، مورث ان کا مرڑ تھا
میکن،	سورج بنسی ہین، مورث ان کا میکن تھا
مرل،	راجپوت چوہانون سے شجرہ نسب ملاتے ہین،
مایر،	راجپوت منہاس ہین اور بیان کرتے ہین، کہ ان کا کوئی بزرگ شہر بوندی سے پنجاب آیا،
مانگٹ،	پنوار راجپوت سوم بنسی کہلاتے ہین، مانگٹ ان کا مورث اعلیٰ تھا،
مَل؛	ان کا مورث مل تھا، جو ملک دکن سے آیا، یہ معلوم نہین ہے کہ وہ کس خاندان سے تھا،
نت،	یہ اپنا نسب سورج بنسی یعنی خاندان بجوہیا کے راجپوتون سے بیان کرتے ہین،
ننگیال،	راجپوت بھاؤ سے جو منہاس کی شاخ ہے، اپنا نسب ملاتے ہین، مورث ان کا ننگیال تھا.
نارو،	کہتے ہین کہ ہم مغل برلاس کے خاندان سے ہین، ان کا مورث نارو نامی ملک دکن سے پنجاب آیا،
نجرہ،	اپنے آپ کو بھٹی راجپوت کی نسل سے بیان کرتے ہین،
ویس،	یہ حضرت اویس قرنی رح کی اولاد کہلاتے ہین، اور کہتے ہین، کہ جاٹون کے ساتھ ملکر ہم جاٹ ہو گئے،

ورک،	راجپوت منہاس ہین، مورث ان کا ورک نامی تھا،
ووراسے،	جٹ دھارڑ کی شاخ ہین،
وڑایچ	یہ لوگ اپنے کو راجہ کرن سورج بنسی کی اولاد مین شمار کرتے ہین، ان کا مورث اعلیٰ وڑایچ نامی ایک معتبر اور ذی عزت شخص تھا، اب بھی یہ قوم پنجاب مین معزز و نامور ہے اور اس قوم کے افراد ذہین و عقلمند ہین،
ہنجراؤ،	ستر و یہ راجپوتون کی نسل سے ہین، سورج بنسی کہلاتے ہین، مورث ان کا ہجراؤ تھا، جو کثرت استعمال سے ہنجراؤ ہوگیا،
ہرل،	معروف ہرڑ، راجپوت کھوکھر کہلاتے ہین، مورث ان کا ہرل تھا،
ہنبج،	ہنجراور ہنبج ایکہ ہی ہین، صرف تلفظ الگ الگ ہے،
ہیر،	کہتے ہین کہ ہم قطب الدین شاہ کی اولاد سے اوان ہین، ان کا مورث ہیر تھا،
ہونجن،	راجپوت بھٹی ہین، مورث ان کا ہونجن تھا،
ہرمپال،	صرف اس قدر بیان کرتے ہین کہ وہ راجپوت ہین اور ان کا کوئی بزرگ چینبہ پہاڑ سے پنجاب آیا، جس کا نام راجہ ہر دیو تھا، جو بتغیر تلفظ ہر پلل ہوگیا، اور ہر پال سے ہرچھپال ہوگیا
ہیپال،	اپنا نسب مغل چغتائی بیان کرتے ہین، ان کے مورث کا نام اہیپہ تھا، جو دہلی سے اکبر بادشاہ غازی کے لشکر مین پنجاب ہوکر پنجاب آیا،
ہتیار	راجپوت بھٹی ہین، ان کا بزرگ دختر کش ظالم تھا، جسکی وجہ سے قوم کا نام ہتھیار ہوا، ہتھیار کے معنی ظالم جفا کیش ہین،

فصل پنجم

راجپوتون کے چند گوتون کا ذکر

اترس	تاؤنی راجپوتون کی شاخ ہے، اور ریاست پٹیالہ، وانبالہ وغیرہ مین رہتے ہین،
اندوال	ضلع ہزارہ وغیرہ مین رہتے ہین، یہ دراصل دھونڈ کی ایک شاخ ہے، مگر اپنے کو حضرت عباسؓ کی اولاد بیان کرتے ہین، اور ایک روایت یہ ہے کہ ان کا بزرگ تخت خان تیمور بادشاہ کے ہمراہ دہلی آیا، اور اسکی اولاد سے زور آور خان شاہجہان کے عہد مین کہوٹہ مین متوطن ہوا،
باگری،	بیکانیر کے جولستان مین رہتے ہین، راجپوت، جاٹ دونون قومون مین پائے جاتے ہین، ہریانہ، حصار، پٹیالہ، سیالکوٹ مین ان کی تعداد زیادہ ہے، گورداسپور کے باگری سلہریا کہلاتے ہین، علاء الدین خلجی کے عہد مین دہلی سے پنجاب آئے، اور ایک علاقہ پر متسلط ہو گئے،
بڈگوجر،	۳۶ شاہی خاندانون مین داخل ہین، یہ رام چندر، سورج بنسی کے بیٹے لو کی اولاد سے ہونے کا دعویٰ کرتے ہین، گوڑگانون کے بڈگوجر، جالندھر، ہوشیارپور کے علاقہ سے دکن مین گئے، اور ذاتی شجاعت و تہور کے سبب سے راجپوتون مین مل گئے، چناری اور بہابو کے بڈگوجر لال خانی کہلاتے ہین، پہلے ان کی راجدھانی الور کے علاقہ راجور مین تھی، اور اب بھی یہ بلندشہر کے علاقہ مین مین معزز ہین،
بریاہ،	جالندھر کے بریاہ آپ کو سورج بنسی راجہ کرن کی اولاد سے بتاتے ہین، اور سیالکوٹ کے برئی کہتے ہین کہ ہم چندر بنسی ہین، ان کا بزرگ دوہل تھا،
بھکرال برہال	بعض ضلعون مین یہ کہتے ہین، کہ ہم پنوار کی شاخ ہین، بعض مین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اولاد کہلاتے ہین، راولپنڈی، جہلم، گجرات وغیرہ اضلاع مین پائے جاتے ہین،
بھٹی،	شاہی خاندان راجپوت چندر بنسی ہین، گوجر، جاٹ، راجپوت تینون قومون مین پائے جاتے ہین،

	عرصہ تک ضلع سرسہ و حصار پر قابض رہے، ابتک ان کے مقبوضات کا نام بھٹیانہ ہے، بھٹی کے دو فرزند دوسل جیسل تھے، دوسل بھٹانہ کا حکمران رہا، اور جیسل نے جیسلمیر کی راجدھانی قائم کی، سدہو اور برار جاٹ بھی دوسل کی اولاد کہلاتے ہیں، اور وٹو بھی اسی قوم کی شاخ ہیں، ان کے سردار راجہ سالونے، سیالکوٹ آباد کیا، یہ قوم کثیر التعداد ہے، کشمیر اور پنجاب کے اضلاع میں اب تک ان کے دیہات و مقبوضات ہیں ان کا اصلی وطن بھٹنیر ہے، ملتان کے نون اپنا نسب نامہ اسی قوم سے ملحق کرتے ہیں، اور کہتے ہیں، کہ وہ دہلی سے آئے،
پٹھیال	راجپوتوں میں ممتاز اور زبردست شاخ ہے، ضلع کانگڑہ جالندھر، ہوشیار پور، راولپنڈی وغیرہ علاقوں میں پائے جاتے ہیں، گوندل پٹھیال کہلاتے ہیں، مولف:- ہمارے خیال میں بھٹی، پٹھیال، پٹھیانہ، در اصل ایک ہی ہیں، معلوم نہیں کہ یہ کس خیال سے مختلف شاخیں بنیں، اور اگر یہ مختلف النسب ہیں، تو ان کی تحقیقات ہونی چاہئے،
پٹھیانہ،	ضلع گورداسپور، ہوشیار پور، کانگڑہ وغیرہ میں پائے جاتے ہیں، اور معلوم ہوتا ہے، کہ پٹھان کوٹ ان کے نام پر ہے، اور اسی قصبہ کے نام کی وجہ سے پٹھانہ ہو گئے، مولف:- ہمارے خیال میں یہ بھی بھٹی ہیں،
پنڈھیر،	یہ مشہور خاندان راجپوتوں کا ہے، اور ان کا اقتدار آٹھ سو سال سے پہلے اسقدر تھا کہ ان کے اقبال کے گیت گائے جاتے تھے،
پرمار، پنوار،	پرمار، پنوار، اگنی کل خاندان سے ہیں، "دنیا پرماروں کی" مثل مشہور ہے، اور یہ گوجروں میں شامل ہیں،
تاؤنی،	بھٹی کی شاخ ہے، راجہ سالباہن کے پوتے تان کی اولاد سے ہیں، راجہ تان کی نسل سے راجہ امیہ تھا جس نے انبالہ آباد کیا، یہ لوگ انبالہ، کلسیہ، پٹیالہ، سرمور ناہن میں زیادہ ہیں، اور دوسرے اضلاع میں کم و بیش،
تنوار، تنور، طنور	جادوبنسی کی شاخ ۳۶ قبائل شاہی میں داخل ہے، انبالہ، حصار، سرسہ، کرنال وغیرہ میں ہیں، دہلی کی بنیاد ۷۹۲ء میں راجگان تنور نے ڈالی، ان کا آخیر راجہ اننگ پال تھا جس نے اپنی سلطنت اپنے نواسہ پرتھی راج کو دیدی تھی، یہ گوجروں میں شامل ہیں،
ٹوانہ،	شاہ پور میں مٹھا ٹوانہ ایک مشہور قصبہ اس قوم کا ہے، یہ پنوار راجپوت کہلاتے ہیں، تین بھائی سیو، گھیو، ٹیو، تھے ٹیو کے ٹوانہ، گھیو کے گھیبے، سیو کے سیال، اگر یہ روایت درست ہے کہ

	تیال اور ٹوانوان، اور گھیبون کا نسب ایک ہے، تو پھر یہ جاٹ اور راجپوت دونون مین شامل سمجھے جائین، سر لیپل گریفن کی کتاب روساے پنجاب کے صفحات ۵۱۹ و ۵۴۳ اور مہتمم بندوبست کی رپورٹ شاہ پور کے صفحہ ۴۷ حرف الف مین لکھا ہے کہ ٹوانون نے سکھون کی فوجون کا عرصہ تک مقابلہ کیا، اب وہ نیم گلہ بان اور نیم کسان قبیلہ ہین، اور فوج مین اچھے سپاہی ہین، خصوصًا رسالہ مین،
ٹھاکر، ٹھکریہ، ٹھکر،	ایک ہی لفظ ہے، یہ سلہریا راجپوت ہین، اور بعض اپنے خاندان کا شجرہ نسب چوہان سے ملاتے ہین، یہ گوجرون مین بھی شامل ہوتے ہین،
جاٹو،	تنوار سے اپنا شجرہ نسب ملاتے ہین، ضلع حصار و سرسہ اور ریاست رہتک جیند وغیرہ مین پائے جاتے ہین، بعض کہتے ہین کہ یہ لفظ دراصل جاٹ ہی، لیکن جب تنوار راجپوتون نے ان کو رشتہ دیکر اپنے قبیلہ مین شامل کر لیا، تو دوسرے راجپوتون نے تحقیرًا ان کو جاٹو کہا، اور پھر یہ رفتہ رفتہ راجپوتون کی ایک شاخ ہو گئے، جاٹو، راگھو، سترالو تینون بھائی تھے،
جادو،	چندربنسی ہین، ضلع دہلی و پٹیالہ وغیرہ مین رہتے ہین، بعض نے لکھا ہے، کہ یہ بھٹی کی شاخ یا ان کے بھائی بند ہین، تاریخون مین اس قبیلہ کا بہت ذکر آتا ہے، اور جاٹ قوم مین شمار کیا جاتا ہے، مولف :- ہمارے خیال مین جاٹ جٹ، جاٹو، جادو ایک ہی ہین، حروف کا تغیر تبدل ہو گیا ہے،
جاورہ،	راجپوت سورج بنسی ہین، اور گوجرون مین بھی شامل ہین، (مولف) جاوڑہ، چھاوڑی ایک ہی قوم ہے، جسکی سلطنت گجرات دکن مین تھی،
جسوال،	ہشیارپور مین ان کی تعداد کافی ہے، زمانہ سابق مین یہ حکمران خاندان تھا،
جوئیہ،	۳۶ خاندانون مین داخل ہین، اور اگنی کل کہلاتے ہین، (مولف) گوجر جاٹ راجپوت تینون مین شامل ہین،
جنجوعہ،	جنجوا، جنجوعہ، جنجون، سب طرح کا املا تاریخون مین دیکھا گیا ہے، یہ ایک مشہور خاندان جادو بنسی راٹھور کا ہے، یہ جودھپور اور قنوج سے پنجاب آئے، اور کوہ نمک کے مضافات مین متمکن ہو گئے، یہ ہمیشہ گکھڑون اور آوانون کے مقابلہ مین شمشیر بدست و جان بکف رہے، ان کا مورث راجہ مل راٹھور تھا،

چندیل،	۳۶ خاندان شاہی مین سے ہے، کہین راجپوت ہین، کہین کسی دوسری قوم مین شمار ہوتے ہین،
چھبہ،	راجپوتون کا مشہور خاندان ہے، دراب بن بہمن کی اولاد سے نعمان خراسان کا بادشاہ تھا اسکی اولاد مین سے شاہزادہ گوہر شاہ، قسمت آزمائی کیلئے ملک دکن کو گیا، کوکب اقبال نے یاوری کی، ماہر چند کا سپہ سالار ہوا، بوجہ فرط اعتماد راجہ نے اپنی لڑکی اس کے عقد مین دیکر بہت کچھ اسکے مناصب و مراتب مین اضافہ کیا، مگر شرط یہ تھی کہ زوجین اپنے اپنے مذہب کے پابند رہین گے جیسا کہ بادشاہان مغلیہ کے ہان شرط تھی، شاہزادہ گوہر شاہ کا اس رانی کے بطن سے ابدار ایک لڑکا پیدا ہوا، جو والدہ کے مذہب کے موافق ابدار چند موسوم ہوا، راجہ ابدار چند علاؤالدین بادشاہ دہلی کا سپہ سالار رہا، جسکی اولاد سے راجہ جیب چند کانگڑہ کے کسی علاقہ کا حکمران ہوا اسکی اولاد بھمبر وغیرہ مین کچھ مدت تک آباد رہی، ضلع گجرات مین اس خاندان کا مرکزی مقام پوٹھی جیسہ ہے، یہ دریائے جہلم کے بائین کنارے پر دو مشہور گاؤن ہین،
چوہان،	اگنی کل راجپوتون کے سردار ہین، جب چوہان آگ سے نکلا تو بڑے طمطراق سے نکلا، اس کے ہاتھون مین چار مختلف ہتھیار تھے، چھلانگین مارتا، ہتھیار تولتا ہوا باہر آیا، دیوتون نے اسکو بہت دعائین دین، اسی خاندان سے راجہ پرتھی راج راجپوتون کا فخر تھا، چوہان پنجاب کے اکثر اضلاع مین پائے جاتے ہین، اس قوم کے جوان بالعموم پتلے دبلے مگر چست، مستعد اور محنتی ہوتے ہین، نمایان حیثیت رکھتے ہین، یہ گوجر، جاٹ راجپوت تینون مین شامل ہین،
خوجہ،	جنجوعہ راجپوت ہین،
دودوال	یہ ڈوڈوال داتاپور کے قدیم حکمران خاندان سے ہین، ان کا نام دادا (ضلع کانگڑہ) کی وجہ سے مشہو ہے، ضلع ہشیارپور، کوہ شوالک کے پانسوال رانے دودوال کہلاتے ہین،
دھنیال	کوہستان نمک کے پہاڑی قبائل سے تعلق رکھتے ہین، اور بڑے طاقتور، ڈیل ڈول والے اور عالی ہمت ہین، علاقہ دھنی ان کے نام سے مشہور ہے، اور ان مین سے ایک جماعت کوہ مری کے نچلے پہاڑون مین متوطن ہے،
دھونڈی،	ڈھونڈ یا دھونڈی ستلج اور چناب کی وادیون مین آباد ہین، ان کا اصلی وطن میلسی ضلع ملتان ہے، اسی خاندان سے حضرت حاجی شیر محمد ولی تھے، انکی قبر ملتان مین ہے،
دھروال	سورج بنسی راجپوت ہین، اور کانگڑہ کے پہاڑون مین آباد ہین،

ڈھونڈ،	ضلع ہزارہ کی تحصیل ایبٹ آباد اور ضلع راولپنڈی کے شمالی قطعات مین آباد ہین،
راوت،	یہ قوم راوی اور جمنا اور اوس کے اضلاع مین پائی جاتی ہے،
راٹھور،	سورج بنسی ۳۶ خاندان شاہی مین شامل ہین، قدیم زمانہ مین ان کا مرکزی مقام قنوج تھا، بیکانیر اور مارواڑ کے راٹھور مشہور ہین،
رانجھا،	ضلع شاہ پور اور گجرات کی مشرقی آبادی مین متوطن ہین، یہ بھٹی کی شاخ ہین، جاٹون مین بھی شامل ہین،
رگھوبنسی۔	پنجاب کے مختلف اضلاع مین متفرق طور پر رہتے ہین، گورداسپور، سیالکوٹ مین زیادہ اور جمون مین کم و بیش موجود ہین،
سہگل،	مشہور راجپوت ہین، پنجاب مین اکثر ہند و کھشتری کہلاتے ہین، اور بعض جگہ گوجرون مین شامل ہین،
سلہریا،	راجہ سہگل کی اولاد سے ہین، ضلع لاہور، سیالکوٹ وغیرہ مین رہتے ہین، یہ بہلول لودی بادشاہ کے عہد مین مسلمان ہوئے، مگر اب تک ان مین ہنود کی رسوم پائی جاتی ہین، شادی کے موقع پر، دولہا اور دلہن کی پیشانی پر بکرے کا خون لگایا جاتا ہے،
سود،	یہ مشہور راجپوت ہین، گوجرون اور جاٹون مین شامل ہین،
سیال۔	یہ رائے شنکر پنوار راجپوت کی نسل سے ہین، اونھون نے اٹھارہوین صدی کے شروع مین بہت ترقی کی، ابتداءً یہ گلہ بان تھے، مواشی چرانے اور زراعت کی طرف کم متوجہ تھے اور دریاؤن کے کنارون پر مواشی کی خاطر جھونپڑیون مین رہتے تھے، ولی داد و عنایت اللہ کے عہد مین سیال قوم کو بڑا عروج تھا، اب بھی یہ قوم پنجاب مین معزز ہے،
ستی،	ضلع راولپنڈی اور ہزارہ وغیرہ مین رہتے ہین،
کٹوچ،	کانگڑہ مین رہتے ہین، کسی زمانہ مین ان کی ریاست بہت وسیع تھی، جسمین ضلع جالندھر و ہوشیارپور شامل تھا، ان کے کرسی نامون مین مسلسل کئی راجاؤن کا ذکر ہے۔
کتوال،	حضرت شاہ علی کرم اللہ وجہہ کی اولاد کہلاتے ہین،
کلیچی،	منج راجپوتون کا مشہور گوت ہے،
کاہوت	قدیم سے ان کا پیشہ سپاہگری ہے، شاہان مغلیہ کے لشکرون مین ملازم تھے، تحصیل چکوال مین متوطن ہین،

کسر،	پہلے جمون کے پہاڑون مین رہتے تھے، وہان سے ضلع جہلم کے شمالی میدان مین جاگزین ہوے، یہ بہت اچھے سپاہی اور بہادر ہین،
کنیال،	راولپنڈی کے جنوبی مشرقی حصہ مین آباد ہین،
کیتوال.	دھونڈ اور ستی کے قبائل سے ہین، اور بالعموم ان کے ساتھ پہاڑون مین پائے جاتے ہین،
کرول،	اپنے آپ کو جنجوعہ بیان کرتے ہین، زیادہ تر تحصیل کھوٹہ کے مشرقی پہاڑون مین اقامت گزین ہین، یہ عمدہ ڈیل ڈول کے جوان بلند قامت اور طاقتور ہین،
کھچی،	یہ اپنا سلسلۂ نسب چوہان سے ملاتے ہین، انکی ابتدائی جائے سکونت اجمیر اور دہلی ہی، اب پنجاب کے اضلاع مین کم و بیش پائے جاتے ہین، چونکہ قدیم سے اون کو جانورون سے محبت ہی، اسلئے اکثر انکی قوم دریاؤن کی وادیون مین آباد ہے،
گولیریا،	سورج بنسی ہین، ان کے کرسی نامون مین کئی راجاؤن کے نام ہین،
گوریا، گور، گورو،	۲۶ خاندانون مین شامل ہین، انکی سلطنت عرصہ تک بنگال مین رہی، یہ گنگا اور جمنا کی وادیون مین، اور اضلاع دہلی اور گوڑگاؤن مین بھی انکی بستیان ہین،
گوندل،	گوندل بارشاہ پور اور گجرات کے ضلع مین ان کے نام سے مشہور ہے، وہ دریائے جہلم کے ایک حصہ مین واہین کنارے پر کثرت سے آباد ہین، یہ چوہان سے اپنا شجرۂ نسب ملاتے ہین، گونڈال اور گونڈال دراصل ایک ہی ہین، پہلے ہندو تھے، بابا فرید شکر گنج رح کے ہاتھ پر بیعت کر کے مسلمان ہوئے،
گھوڑیواہا،	آج کل ان کا مرکزی مقام جالندھر ہے، اور جالندھر کے ملحقہ اضلاع مین کم و بیش پائے جاتے ہین، ان کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اون کے کسی بزرگ نے غازی شہاب الدین غوری کے حضور مین گھوڑا نذر کیا تھا، غازی شہاب الدین نے اوس کو اس قدر وسیع علاقہ دیا، جسکو ایک دن مین گھوڑا طے کر سکے، غالبًا ۸۴ میل محیط دائرہ کا علاقہ ہوگا، مسٹر بارکلے نے لکھا ہی کہ گھوڑے واہ کے مقبوضات پانچ صدی کے مفتوحہ ہین،
لدھو.	اپنے کو کلیچی کی شاخ کہتے ہین، اور بعض اپنا کچھ اور گوت بیان کرتے ہین،
منج،	ضلع جالندھر لودھانہ اور ضلع راولپنڈی مین پائے جاتے ہین، یہ بھٹی کی شاخ ہین، انکو مخدوم شاہ جہانیان سجادہ نشین اوچ نے مسلمان کیا،

Collection Of Advocate Showkat

منہاس	منہاس اور جموال رام چندر کی اولاد سے سورج بنسی ہین ان کا کوئی بزرگ اجودھیا سے آیا تھا جس نے جمون کا علاقہ فتح کیا، اور شہر جمون کی بنیاد ڈالی، جمون جہلم، راولپنڈی، سیالکوٹ شاہ پور وغیرہ مین پائے جاتے ہین،
منڈاہڑ،	ضلع کرنال انبالہ اور ریاست پٹیالہ وغیرہ مین سکونت پذیر ہین،
نون،	راجپوت مختلف اضلاع مین پائے جاتے ہین، زیادہ تر ملتان اور شاہ پور مین ہین،
نیپال،	بھٹی قبیلہ کا گوت ہے، ضلع فیروز پور مین یہ لوگ ستلج کے کنارے پر آباد ہین،
وٹو	بھٹی کی شاخ ہے، یہ زیادہ تر دریائے ستلج کے کنارے ریاست بہاولپور ضلع فیروز پور مین آباد ہین،
ہیراج،	سیال کا گوت ہے، جو دریائے راوی وچناب کے کنارون پر آباد ہے،

راجپوتون کے کئی ہزار گوت ہین، ہم نے چند مشہور گوتوں کو جمع کیا ہے، کیونکہ ہمارے استدلال کیلئے اسی قدر کافی ہے، گوجر، راجپوت اور جاٹ کے گوتون کی فہرستون سے جو ہم نے بہم پہنچائی ہین ہر ایک معلوم کر سکتا ہے کہ تینون قومین فی الجملہ ایک ہی ہین، تینون قومون کے گوتون کے اکثر نمایندون نے اپنے آپ کو سورج بنسی یا سوم بنسی وغیرہ ظاہر کیا ہے، اور بعض گوت مغل وغیرہ قومون مین شامل ہو گئی ہین، چونکہ فہرستین بہت واضح ہین، اور ہر ایک گوت کے مقابلہ مین اس کا دعوی نسبی لکھا گیا ہے، اسلئے کچھ زیادہ تشریح کی ضرورت نہین، بعض بعض گوتون کے سامنے ہم نے لکھدیا ہے، کہ یہ گوت تینون قومون مین پایا جاتا ہے، یا دو مین، اور جو کچھ تبدیلی حروف بعض گوتون مین پائی جاتی ہے، اسکی طرف بھی مناسب موقع پر اشارہ کر دیا ہے، جس کا ہم نے ابتدا اس عنوان مین وعدہ کیا تھا، ہم نے بارہا مختلف عنوانون مین دہرایا ہے، کہ راجپوت کوئی قوم نہین ہے، یہ مبہم لفظ ہے، اور ایک اصطلاحی، اور وصفی نام ہے، جس قوم کا کوئی بزرگ راجہ ہو گیا، وہ قوم اپنے آپ کو راجپوت کہنے لگی، اہیر، گوجر، جاٹ، کے بزرگ جب راجہ ہوئے، تو ان مین سے بعض گوت راجپوتی کا دعوی کرنے لگے، گوجر جاٹ پر کیا موقوف ہے، اہیر بھی جن کے بزرگ راجہ رہے ہین، راجپوت کہلاتے ہین، قوم بھیل اور ڈرا وغیرہ بھی راجپوت کہلاتی ہیں،

ہندوستان کی تاریخون مین سے جن کتابون کے مصنف ہندو ہین، انھون نے تسلیم کیا ہے کہ ہندو چھتریون مین اور قومین بھی شامل ہین،

ونسنٹ اے سمتھ باب دوازدہم راجپوت قبائل کے عنوان مین لکھتا ہے :-

اس مقام پر مین ایک ایسے امر کی طرف ناظرین کی توجہ مبذول کرنا چاہتا ہون جو ایک عرصۂ دراز سے مشکوک[1]

---

[1] مسٹر سمتھ پر شاید اخیر ایڈیشن مین یہ امر واضح ہوا ہے، یہ تو مدت سے ثابت ہے، کہ حملہ آور قومین کھشتریون مین شامل ہین

حقیقی عظمت اعمال حسنہ پر مبنی ہے، جاٹ اور گوجر اور راجپوت فی الجملہ ایک ہی ہین، اور تاریخی واقعات سے ان کا جدا کرنا مشکل ہے، مگر گوجر کہتے ہین کہ ہم سب سے بڑھکر ہین، راجپوت اور جاٹ اپنی اپنی جگہ دوسری قومون پر اپنی فوقیت ظاہر کرتے ہین، یہ سب فضول اور بے معنی افتخار ہے، یہ تمام گروہ فی الجملہ ایک قوم سے ہین؛ اور آپسمین بھائی بند ہین،

حال ہی مین ایک مورخ تاریخ گوجر نے یہانتک لکھدیا ہے کہ گوجر وہ ہے، جو نجیب الطرفین ہو، یعنی اسکے والدین گوجر قوم سے ہون اور وہ گرز چلانا جانتا ہو، یعنی اگر کسی گوجر کی اولاد راجپوت لڑکی سے بھی ہو تو وہ نجیب الطرفین نہین ہے،

ہمارے خیال مین دوسری قومون پر ایسا حملہ کرنا اخلاقاً درست نہین ہے، ہم اس مورخ سے باصرار کہتے ہین، کہ ایسی تحریرون کو جو کسی تاریخی حوالہ سے ثابت نہین ہین، اپنی تاریخ سے محو کرے اور نیز جو کچھ اوس نے راجپوتون کی نسبت لکھا ہے، وہ سخت اور نامناسب ہے، ہم کو اپنی قوم کی تاریخ لکھنا ہے نہ کہ دوسرون پر حملہ کرنا؛

تو برائے وصل کردن آمدی،
نے برائے فصل کردن آمدی

تاریخ فرشتہ نے جو کچھ راجپوتون کی نسبت لکھا ہے؛ وہ سراسر غلط ہے، وہ کسی اور تاریخ سے ثابت ہوتا ہے؛ اور نہ کسی روایت مسلمہ سے اس کی تائید ہوتی ہے، ہمین یہ نہین دیکھنا چاہیئے، کہ لکھنے والا کون ہے، بلکہ دیکھنا یہ چاہیئے، کہ جو کچھ وہ کہتا ہے، کہان تک معقول ہے، تاریخ فرشتہ مین متعدد واقعات ایسے ہین، جن کا کوئی ثبوت نہین ہے، اگر تاریخ فرشتہ کے مصنف نے یہ لکھ بھی دیا تھا تو مورخ موصوف کو کیا ضرورت تھی کہ ایسا لکھتا اسکو یہ معلوم نہین ہے کہ مسلمان گوجرون سے بہت زیادہ مسلمان راجپوت ہین جن کے دل کو دکھایا گیا ہے، اسی مورخ تاریخ گوجر نے لکھا ہے کہ ابتدا سے گوجر دین حنیفی کے مقلد چلے آئے ہین، انکی اطلاع کے لئے مین یہ لکھنا چاہتا ہون کہ مسلمان گوجرون کے مقابلے مین سہ چند گوجر سکھ اور ہندو وغیرہ ہین، یہ کس طرح تسلیم کیا جائے کہ گوجر ابتدا سے دین حنیفی کے پیرو کار ہین، ایسے اقوال کے سننے سے تعجب آتا ہے، (العاقل تکفیہ الاشارہ،)

تھا، مگر اب شہادتون کی موجودگی سے بالکل صحیح معلوم ہوا ہے، وہ یہ ہے کہ راجپوتانے اور دریائے گنگ کے میدانون مین جو غیر ملکی اقوام نقل مقام کر کے داخل ہوئین، ان کا یہان کے باشندون کے ساتھ لڑتے لڑتے بالکل خاتمہ نہین ہو گیا تھا، یقیناً ایک تعداد کثیر مر کھپ گئی تھی، مگر کچھ تعداد باقی رہ گئی تھی، یہ باقیماندہ لوگ یہان کے باشندون کے ساتھ مل گئے، اور آجکل اُن کی اولاد آبادی کا ایک بڑا جزو ہے، اپنے پیشرو اور یوچی کی طرح یہ غیر ملکی اقوام بھی ہندومت کی دوسری طاقتون کا شکار ہین، اور بڑی تیزی سے انھون نے ہندوؤن کی تہذیب اختیار کر لی، وہ قبائل یا خاندان جنھون نے چھوٹے چھوٹے علاقون کو قبضہ مین کر لیا تھا، بخوشی کشتری یا چھتری قومون مین داخل کر لئے گئے، اور اس مین کسی قسم کا شک نہین ہے کہ شمالی ہند کے بہار، اور دوسرے راجپوت قبائل دراصل انھی قومون کی تبدیل شدہ صورت ہے جو پانچوین یا چھٹی صدی عیسوی مین ہندوستان مین داخل ہوئی تھین، اور ان ہی لوگون مین دوسرے درجہ کے افراد گوجر اور دیگر اقوام بن گئے، یہ قومین عزت کے لحاظ سے راجپوتون سے کم درجہ شمار ہوتی ہین جنوب کی طرف بھی بعینہ اسی طرح ہندوستان کے اصلی باشندون کے قبائل و اقوام نے بھی ہندو تہذیب قبول کر لی، اور دیگر مشہور و معروف قبائل بن گئے، جن کے لئے ایسے شجرہائے نسب گھڑ لئے گئے، جو چاند یا سورج تک پہنچتے ہون۔ (مولف) اس عبارت سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے، کہ راجپوت کوئی مستقل قوم نہین، اگر نائی کا بیٹا راجہ ہو گیا، تو اسکی اولاد راجپوت ہو گئی، مین نے کم سے کم ۵۰ تاریخین دیکھی ہونگی جن کے مصنف ہندو یا انگریز ہین، انھون نے بالاتفاق تسلیم کیا ہے، کہ گوجر، جاٹ، اہیر، بھیل، ڈوگرا وغیرہ قومون سے راجپوت نکلے ہین۔

مولف قومون مین کم درجہ یا اعلیٰ درجہ ہونا ایک اتفاقی اور عارضی امر ہے، جب ایک ادنیٰ قوم کا کوئی شخص آسمانی تائید سے ترقی پاتا ہے، تو اس کی وجہ سے اس کی قوم یا شاخ کی عظمت بھی بڑھ جاتی ہے

(بقیہ حاشیہ ص ۱۹۵) بلکہ زمانہ قدیم کی ہندی تاریخون سے کثرت اور تواتر کے ساتھ یہ شہادت ملتی ہے کہ گوجر کھشتری ہین، اور آریہ قبائل کے جزو اعظم ہین، یہ سب کے سب بھائی بند ہین،

مہر متھر، سمتی عنصر کے عنوان کے ماتحت لکھتے ہین،

نئے اور پرانے مصنفین نے مدت ہوئی اس بات کو سمجھ لیا تھا کہ راجپوت قبائل ایک بڑی حد تک بیرونی یا انکے خیالات کے موافق سمتی نسل کے ہین، زمانہ حال کی مزید تحقیقات کامل نے انکے خیالات کی اور زیادہ تائید کی ہے اور اب کم و بیش صحت کے ساتھ جب بڑے قبائل مین بیرونی خون کی آمیزش کا پتہ لگ سکتا ہے اور ساتھ ہی ساتھ اس کا اندازہ بھی ہو سکتا ہے کہ راجپوت اور ان کے قبائل مین، ان سے کم درجہ کے تصور کئے جاتے ہین، کیا تعلق نسلی ہے،

حقیقی عظمت اعمال حسنہ پر مبنی ہے، جاٹ اور گوجر اور راجپوت فی الجملہ ایک ہی ہین، اور تاریخی واقعات سے ان کا جدا کرنا مشکل ہے، مگر گوجر کہتے ہین کہ ہم سب سے بڑھکر ہین، راجپوت اور جاٹ اپنی اپنی جگہ دوسری قومون پر اپنی فوقیت ظاہر کرتے ہین، یہ سب فضول اور بے معنی افتخار ہے، یہ تمام گروہ فی الجملہ ایک قوم سے ہین؛ اور آپسمین بھائی بند ہین،

حال ہی مین ایک مورخ تاریخ گوجر نے یہانتک لکھدیا ہے کہ گوجر وہ ہے، جو نجیب الطرفین ہو، یعنی اسکے والدین گوجر قوم سے ہون اور وہ گرز چلانا جانتا ہو، یعنی اگر کسی گوجر کی اولاد راجپوت لڑکی سے بھی ہو تو وہ نجیب الطرفین نہین ہے،

ہمارے خیال مین دوسری قومون پر ایسا حملہ کرنا اخلاقاً درست نہین ہے، ہم اس مورخ سے باصرار کہتے ہین، کہ ایسی تحریرون کو جو کسی تاریخی حوالہ سے ثابت نہین ہین، اپنی تاریخ سے محو کرے اور نیز جو کچھ اوس نے راجپوتون کی نسبت لکھا ہے، وہ سخت اور نامناسب ہے، ہم کو اپنی قوم کی تاریخ لکھنا ہے نہ کہ دوسرون پر حملہ کرنا؛

تو برائے وصل کردن آمدی،
نے برائے فصل کردن آمدی

تاریخ فرشتہ نے جو کچھ راجپوتون کی نسبت لکھا ہے؛ وہ سراسر غلط ہے، وہ کسی اور تاریخ سے ثابت ہوتا ہے: اور نہ کسی روایت مسلمہ سے اس کی تائید ہوتی ہے، ہمین یہ نہین دیکھنا چاہیئے، کہ لکھنے والا کون ہے، بلکہ دیکھنا یہ چاہیئے، کہ جو کچھ وہ کہتا ہے، کہان تک معقول ہے، تاریخ فرشتہ مین متعدد واقعات ایسے ہین، جن کا کوئی ثبوت نہین ہے، اگر تاریخ فرشتہ کے مصنف نے یہ لکھ بھی دیا تھا تو مورخ موصوف کو کیا ضرورت تھی کہ ایسا لکھنا اسکو یہ معلوم نہین ہے کہ مسلمان گوجرون سے بہت زیادہ مسلمان راجپوت ہین جن کے دل کو دکھایا گیا ہے، اسی مورخ تاریخ گوجر نے لکھا ہے کہ ابتدا سے گوجر دین حنیفی کے مقلد چلے آئے ہین، انکی اطلاع کے لیئے مین یہ لکھنا چاہتا ہون کہ مسلمان گوجرون کے مقابلے مین سہ چند گوجر سکھ اور ہندو وغیرہ ہین، یہ کس طرح تسلیم کیا جائے کہ گوجر ابتدا سے دین حنیفی کے پیرو کار ہین، ایسے اقوال کے سننے سے تعجب آتا ہے، (العاقل تکفیہ الاشارہ،)

فصل ششم

جاٹون کی شجاعت

خوشتر آن باشد کہ سِر دلبران
گفتہ آید در حدیث دیگران

چونکہ گوجر اور جاٹ فی الجملہ ایک ہی نسل سے ہین، اور شجاعت وبہادری مین مشابہت ومناسبت رکھتے ہین، لہذا جاٹون کی شجاعت کا مختصر ذکر کرنا بھی ضروری ہے، تاریخ ٹاڈ راجستان مین مذکور ہے، کہ امیر تیمور کو جاٹون کی بدولت تخت شاہی ملا تھا، اور انہین کے ذریعہ اس نے تسخیر ممالک مین ناموری حاصل کی، مگر آخر تیمور ہی ان کی بربادی کا باعث ہوا، سلطان محمود غزنوی جیسے سلطان اعظم کو (جس کا لشکر سیلاب عظیم کی طرح تھا، جس طرف رواں ہوتا، ریاستون اور قومون کو خس وخاشاک کی طرح بہالیجاتا) انھین کی آبادیون نے شکست فاش دی، اور یہ ایسی شکست تھی، جس سے تاریخون کے صفحات پر جاٹ کی شجاعت کی نسبت، ع

ثبت ست بر جریدۂ عالم دوام شان

لکھا ہوا ہے، اس شکست سے سلطان محمود کا بہت نقصان ہوا، چنانچہ اس دھبہ کے مٹانے کیلئے وہ خاص تیاری کرتا رہا، اور انتقام کیلئے ایک لشکر جرار مہیا کیا جسمین چیدہ چیدہ بہادر تھے، اور چند مہینون تک اس جنگ کی آگ ملتان کے قریب شعلہ زن رہی، اسوقت جٹ قوم نے دریائے ستلج مشمولہ بیاس کے قریب اپنی حفاظت کیلئے ایسی جگہ تجویز کی، جسکی دونون طرف دریا کی شاخین بہتی تھین، جاٹون کا خیال تھا کہ جب سلطان محمود کسی شاخ کو عبور کرکے حملہ کریگا، تو اس کی کشتیون کو تباہ کردین گے، مگر سلطان محمود کو معلوم تھا کہ جاٹ بحری لڑائی مین خاص مہارت رکھتے ہین، اس نے یہ تجویز کی کہ ہر ایک کشتی مین چھ چھ لمبی برچھیان لگا دین، تاکہ غنیم کے بہادران کشتیون کو پکڑ نہ سکین، ہر ایک کشتی مین ۲۰، ۲۰ مہراب ایسے تجویز کئے، جس مین گندھک اور بارود کے گولے محفوظ رہین، کہ جب غنیم کی فوج زد مین آئے تو ان پر آگ برسائی جائے بہادر

جاٹ اس سے بے خبر تھے، کہ ان کے مقابلہ کیلئے سلطان محمود غزنوی نے کیا اہتمام کیا ہے، جس وقت سلطان محمود کی کشتیان دریا مین ظاہر ہوئین، تو جاٹون نے (جنکی تعداد آٹھ ہزار تھی،) اپنی کشتیون کو کنارے پر دور تک پھیلا دیا تاکہ محمود کی کشتیان جب منجدھار مین آجائین، تو ان پر تینون طرف سے حملہ کرین، اور کچھ کشتیان پوشیدہ طور سے دوسرے کنارے پر متعین تھین، تاکہ جب سلطان محمود کی کشتیان شکست کھا کر پیچھے ہٹین، تو ان کشتیون سے ان کو نرغہ مین لے لیا جائے، اس صورت مین سلطان محمود کا لشکر چارون طرف سے گھر جائے گا، لیکن اس نئی قسم کی جنگ مین بہادر جاٹونکے سینے برچھیون سے چھد گئے، کیونکہ ان کا طریق جنگ یکبارگی حملہ کرنا تھا، تاہم وہ ایک انچ پیچھے نہ ہٹے، اگرچہ ان کا نقصان بہت ہوا مگر صفحات تاریخ پر اپنی شجاعت کا نقش قائم کر گئے،

سلطان محمود کی جنگ کے بعد عرصۂ دراز تک جاٹون کی تاریخ ان کے شجاعانہ کارنامون سے خالی رہی، لیکن جس طرح خاکستر سے دفعۃً چنگاری چمک اٹھتی ہے، اسی طرح ۱۶۵۸ء مین ان کی تلوار چمکی، اور ان کے بہادرانہ نعرون کی گرج آسمان تک پہنچی، یعنی شاہجہان کی معزولی کے بعد اورنگزیب نے جاٹون کی امداد و اعانت سے متمتع ہو کر ان کی خونچکان تلوار اور خارا شگاف سنان کی بدولت چند روئین حصار قلعون کو مسخر کیا کوئی ایسی جنگ خونریز نہین ہوتی تھی کہ اسمین ان کی خون آشام تلوار کا حصہ نہ ہوتا، یہ مختلف قومون سے لڑتے رہے، بلکہ اپنے گوجر بھائیون اور راجپوتون سے بھی ہنگامہ آرا ہوئے چنانچہ بھرت پور کے جاٹون نے سورج مل کی سرکردگی مین گوجرون پر دھاوا کیا، مگر گوجر میدان مین پہاڑ کی طرح ایسے مستحکم اور ثابت قدم رہے کہ راجپوتون اور جاٹون کے متفقہ پر آشوب حملے بھی ان کو مغلوب نہ کر سکے جس طرح سمندر کی لہرین چٹان سے ٹکرا کر پیچھے ہٹتی ہین، اور دور تک ہٹتی چلی جاتی ہین، اسی طرح گوجرون اور جاٹون کی یہ باہمی خونریز جنگ جاری رہی، کبھی ایک فریق دوسرے فریق کو پسپا کرتا کبھی دوسرا فریق، یہ مدوجزر کئی مہینون تک رہا مگر کسی نے پیٹھ نہ پھیری، کیونکہ ان کا طریق جنگ مجتمعاً حملہ کرنا تھا، آخر سورج مل نے الحرب خدعۃ سے کام لیا، اور رات کو جب بہادر نوجوان گوجر ہتھیار اتارے ہوئے سو رہے تھے، اس نے حملہ کر کے محصور کر لیا، اور اپنے مقتولین کا اس طرح انتقام لیا کہ جلتی آگ کے شعلون مین گوجر قیدیون کو ڈال کر ایک تودۂ خاکستر بنا دیا،

نجف خان نے ۱۷۷۴ء مین جاٹون اور مرہٹون کو پسپا کر کے مغلون کے قدم تو جما دئے تھے، مگر جاٹون اور مرہٹون کے ہاتھ سے تلوار نہ چھین سکا تھا، جو مختلف سمتون مین وقتاً فوقتاً بجلی کی طرح چمکتی اور برستی رہتی تھی، جاٹون کے فخر و مباہات کا مشہور کارنامہ وہ ہے، جو انھون نے لارڈ لیک جیسے زبردست

سپہ سالار کے مقابلہ مین اوراق تاریخ پر ثبت کیا ہی، جسکی تفصیل یہ ہے کہ ۱۸۰۳ء مین لارڈ لیک نے اپنی فتوحات کی وسعت کیلئے بندوق اوٹھائی، اور دہلی اور لاسواری کے میدان مین راجہ سندھیا (مرہٹہ) سے نبرد آزما ہوا، راجہ سندھیا نے اس خوفناک جنگ مین جاٹون سے مدد چاہی، جاٹ راجہ سندھیا کی حمایت مین چارون طرف سے جمع ہو گئے، اور لارڈ لیک کی فوج پر اس قدر گولیان برسائین کہ اسکی فوج کا ایک حصہ آتشین چادرون کے کفن مین پیوند زمین ہوا، اور باقی فوج بے تحاشا بھاگ گئی، لارڈ لیک نے جب سے قبضۂ شمشیر پر ہاتھ رکھا تھا ہمیشہ فتح و ظفر اسکی برش شمشیر کی مدح خوان رہی تھی لیکن بھرت پور کے معرکہ مین جاٹون کی متہورانہ جنگجوئی و مجمتعانہ حملہ نے لارڈ لیک کے لشکر کو بہت نقصان پہنچایا، یہ ایسی فتح تھی، کہ جاٹون کے کسی اور بھائی بند کو لارڈ لیک کے مقابلہ مین نصیب نہین ہوئی، اگرچہ بعد مین اونھون نے اسوجہ سے نقصان اٹھایا، کہ غنیم کی جمعیت زیادہ تھی، مگر دنیا پر ثابت کر دیا کہ شجاعت ان کا فطری جوہر ہے،

* * *

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فوج

مین جاٹ اور گوجر

تاریخون سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمرؓ کی فوج مین بھی جاٹ و گوجر (جنکو عرب تغلیباً زط کہتے ہین) بھرتی ہوتے تھے، پہلے ہمارا خیال تھا کہ اس قوم کے سیلاب کو سمندر کی لہرون نے روک دیا تھا، لیکن تاریخ مقریزی وغیرہ سے پتہ چلتا ہے، کہ یہ سیلاب سمندر کی لہرون کو کاٹتا ہوا عرب تک پہنچ گیا تھا، اور ایسا معلوم ہوتا ہے، کہ یہ سندھ کے گوجر جاٹ تھے، جو سمندر یا فارس کے راستہ سے عرب مین گئے ہون گے، حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ نے جب ۲۰ھ مین سوس کا محاصرہ کیا، تو یزدگرد نے اپنے سپہ سالار سیاہ کو حکم دیا، کہ وہ چیدہ چیدہ رسالون کو لیکر حضرت ابو موسیٰؓ کے حلقہ محاصرہ کو توڑ دے، مگر اسلامی سپاہ نے سیاہ کی فوج کو شکست دیکر سوس کو فتح کر لیا، سیاہ اور اس کے ہمراہی سپہ سالارون نے امان طلب کی، چنانچہ سب کو امان ملی اور سپہ سالارون اور انکی فوج کو بصرہ کی چھاونی مین جگہ دیگئی، اس فوج مین سندھ کے زط یعنی گوجر جاٹ شامل تھے، جو سوس کی فتح کے بعد مسلمان ہو گئے تھے، سمندر کے کنارے چونکہ گوجر اور جاٹ دونون قومین آباد تھین اور عرب کے ساتھ ان کا تعلق تھا، اسلئے ان کے سوائے دوسری قوم کون ہو سکتی ہے،

ان واقعات سے یہ ثابت کرنا ہے، کہ گوجر اور جاٹ شجاعت مین ایک سا دل گردہ رکھتے ہین، اور ان کی شجاعت کو عرب کے بہادر بھی تسلیم کرتے ہین، اور یہ دونون قومین ایک زمانہ مین سمندر کے کنارے پر آباد تھین اور دور دور ملکون تک ان کی بہادری کی شہرت تھی،

فصل ہفتم

اگنی کل یعنی آتش نژاد گرجر

ٹاڈ راجستھان مین درج ہے کہ جب راجپوتون کے تشدد بیجا پر پرسرام کو غصہ آیا، تو اُس نے متعدد دفعہ اس سرزمین سے چھتری راجپوتون کا نام ونشان مٹایا، جو لوگ بچ رہے، اونھون نے اپنے آپ کو بھاٹ مشہور کیا، یا عورتون کے لباس مین پردہ نشین ہوئے، اس زمانہ مین ہر جگہ برہمنون کی حکومت قائم ہو چکی تھی، اور ہر طرف اونہین کا دور دورہ تھا، برہمنون کی اس طاقت و توانائی کے باوجود راجہ ہیشر سہسر ارجن نے پرسرام کے باپ کو قتل کردیا، برہمنون کا قدیمی ہتھیار، دعا، بد دعا تھا، لیکن اس ہتھیار سے کوئی کام نہ نکلا، سارے ملک مین بددینی پھیل گئی، مذہبی کتابین پاؤن تلے روندی گئین، بیدینون کا زور ہوا، سری رام چندر کے پیشوا نے تجویز کی کہ چھتری پھر پیدا کئے جائین، انھون نے جگیہ (قربانی) کے لئے آبو کے پہاڑ کی چوٹی متبرک سمجھی، متضرعانہ دعا کے بعد وہ چھیر ساگر مین گئے، دیکھا کہ بشن جی سیس ناگ پر جلوہ افروز ہین، بشن بھگوان نے ہدایت کی کہ جنگجو قوم کو دوبارہ پیدا کیا جائے، رگیشر اندر، برہما، رودر، وشنو، اور دیگر دیوتاؤن کو ساتھ لئے ہوئے کوہ آبو پر واپس آئے، آتشکنڈ (قربانی کی جگہ) گنگا کے پانی سے دھویا گیا، اور حسب دستور اس مین خوشبو وغیرہ ڈالی گئی، منترون کے بعد اندرجی نے قربانی کا آغاز کیا، کُشن کی ایک مجسم شکل پر پانی چھڑک کر پھر اس کو آتشکدہ مین ڈال کر منتر پڑھا، جسکی تاثیر سے ایک انسان پیدا ہوا، اس شخص کے ہاتھ مین نیزہ اور زبان پر مار مار کا نعرہ تھا، اسلئے اس کا نام پرمار رکھا گیا، اُسکو آبو اور اوجین کا ملک سپرد ہوا،

برھما جی نے ایک اور بت آتشکدہ مین رکھا جس سے ایک اور بہادر پیدا ہوا، جس کے ایک ہاتھ مین تلوار اور دوسرے مین وید، اور گلے مین جنیو تھا، اس کو چالک عرف سولنگی کا خطاب دیا گیا، اور بعض مورخین نے لکھا ہے، کہ جس وقت یہ بہادر نکلا، اس وقت دیوتا پانی کے چلو پر دعا پڑھ رہا تھا، اسلئے چلو کی مناسبت سے چلوکیا نام ہوا، اسکو انہلواڑہ پٹن کا ملک عطا کیا گیا، ایک اور مورت پر گنگا کا پانی چھڑک کر دعا مانگی گئی، ایک جوان

تیر و کمان لئے برآمد ہوا، جسوقت اوس نے راچھسون کو دیکھا تو اس کے پاؤن لڑکھڑا گئے، اس سبب سے اسکو پربار کا لقب ملا، اسکو صحرا کی نوآبادی کا راجہ بنایا گیا،

بشن جی نے ایک اور چتربھوجی مورت بناکر قربان گاہ کی نذر کی، آگ کے شعلون سے ایک بہادر نکلا، جس کے ہاتھون مین یا جس کے پاس چار مختلف ہتھیار تھے، وہ چترلوجی چوہان کے نام سے ملقب ہوا، یہ کل پیدائش دیتون کے روبرو عمل مین آئی، جب یہ چار بہادر دیتون کے مقابلہ مین تیغ آزما ہوئے تو خونریز جنگ ہوئی، جسقدر دیت قتل کئے جاتے تھے ان کے خون کے قطرون سے اور راچھس (دیو وغیرہ) پیدا ہوتے جاتے تھے، یہ حالت دیکھکر ان چارون بہادرون کی رانیون نے دیتون کا خون پینا شروع کیا، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دیو کی پیدائش کا سلسلہ بند ہوگیا، دیویون کے نام حسب ذیل ہین،

۱۔ چوہان کی اسٹ دیوی	آسا پورنا،
۲۔ پربار کی	گاجن ماتا،
۳۔ سولنگی کی	کھیونوج ماتا،
۴۔ پرمار کی	سانچر ماتا،

دیتون کے قتل عام پر نعرہ ہائے خوشی بلند ہوئے، آسمان سے پھولون کی بارش ہونے لگی، اور تمام دیوتا اپنے اپنے ہوائی جہازون پر سوار ہو کر بلند فضا پر پہنچ گئے، فتح و نصرت کا جشن نہایت شان و شوکت سے منایا گیا، ملاحظہ ہو ٹاڈ راجستان جلد دوم صفحہ ۱۶۶۲، ۱۶۶۳، اس قصہ پر ٹاڈ نے حسب ذیل حاشیہ چڑھایا ہے:-

اس قصہ کے متعلق ہمکو یہ دیکھنا چاہئے کہ یہ لوگ جو اگنی کل کہلاتے ہین، کون تھے آیا ہند کی اصلی اقوام سے ہین، جنکو برہمنون نے غسل آتشین دیکر یہ عظمت و شوکت دی، یا دوسری قومون سے تھے، جو ان کی ملت و مذہب کے پیرو ہو کر ان مین شامل ہوگئے، اس مسئلہ کا بہترین حل یہ ہے کہ ہم اگنی کل کے لوگون کی صورت و شباہت دیکھین اور علم و قیافہ سے مدد لین،

اس مین کسی قسم کا شک و شبہہ نہین ہے، کہ ہندوستان کے اصلی باشندے، سیاہ فام، پست قامت، زشت رو، اور اگنی کل خاندان کے لوگ، سفید رنگ، بلند قامت، خوبصورت ہین، ان کے خط و خال، پارتھین بادشاہون سے ملتے جلتے ہین، ان کی رزمیہ نظمون مین اہل ستھیا کی بلند پروازی پائی جاتی ہے، جنکو برہمن بھی تسلیم کرتے ہین، چوہان کی سمادھین (مدفن) جنہین رفتگان عدم کی خاک یا ہتھیار دفن ہین، ہندوستان مین خصوصاً گولکنڈہ کے قریب پائی جاتی ہین، ان سے اس بات کا ثبوت ملتا ہے، کہ یہ چوہان وسط ایشیا کے جنگجو، خانہ بدوش مہاجر ہین، ملاحظہ ہو ٹاڈ راجستان. (مؤلف) ہم بھی اس پر کچھ لکھنا چاہتے ہین، یہ قصہ نامعقول ہی، آگ سے بہادرون کا پیدا ہونا

قانون قدرت کے خلاف ہے، ایسا ہی قطرہائے خون سے انسانون کا پیدا ہونا، اور دیوتاؤن کا ہوائی جہاز پر سوار ہونا، اس قصہ کے غلط ہونے کی دلیل ہے، لیکن اسمین شک نہین ہے، کہ جب برہمن کمزور ہوئے، تو اونھون نے یہ حیلہ نکالا، کہ دیتون (مراد دشمن) کو اپنی کرامات (استدراجات) سے خائف کرین، چونکہ پہاڑ مین بالعموم چھوٹے بڑے درخت ہوتے ہین، اونھون نے چار نوجوانون کو درختون مین چھپا دیا ہوگا، اور دعاؤن مین خاص الفاظ کے اشارات سے وہ قربان گاہ کے شعلون مین سے اچھلتے کودتے نکلتے ہون گے، یہ بارہا دیکھا گیا ہے، کہ اکثر لوگ آگ کے شعلون سے صحیح وسالم نکل جاتے ہین، اور ان کو آگ سے صدمہ نہین پہنچتا، کیونکہ اتنی عجلت مین آگ اثر نہین کرتی، جیسا کہ آج کل شعبدہ باز انگارون پر چلتے ہین، اور لوگون کو اپنے پیچھے چلاتے ہین، اور دعوی کرتے ہین، کہ ان کے کلام کا اثر ہے، ممکن ہو کہ اس شعبدہ سے ان کے دشمن ڈر گئے ہون، دراصل ان چارون کا تعلق وسط ایشیا کی جنگجو قوم سے تھا، اور چونکہ پرہار، چوہان، پرمار، سولنکی، قطعاً گوجرون کے گوت ہین، اس لئے یہ گوجر ہین، نتیجہ یہ ہوا کہ راجپوتون مین گوجر بھی شامل ہین، اور ان نامون کی وجہ تسمیہ بھی ان کے مشہور الفاظ سے اس موقعہ کے لحاظ سے بنائی گئی ہے،

مسٹر کرک ایک مورخ کی رائے معقول ہے، کہ اگنی کل کی قربانی سے برہمنون کا یہ مقصود تھا، کہ غیر اقوام کے چار شخصون کو آگ کے ذریعہ سے پاک کر کے اپنے مذہب مین شامل کرلین کیونکہ برہمنون کے نزدیک آگ پاک کرنیوالی چیز ہے، آگ مین سے نکلنا، اس امر کی دلیل ہے، کہ یہ چارون پہلے کھشتریون سے الگ تھے، اسلئے کہ اسوقت کھشتریون اور برہمنون کی آپس مین سخت مخالفت تھی، برہمن ہمیشہ غیر قوم و مذہب کے لوگون کو آگ سے پاک کرتے تھے، پس جب یہ چارون اجنبی اشخاص آگ سے پوترا پاک ہو گئے، تو ہندو مذہب کے معتقد ہو کر کھشتری کہلانے لگے،

ملاحظہ ہو راجپوت اینڈ میرٹھ جنرل رائے انتھرالوجیکل انسٹیٹوٹ سنہ ۱۹۱۱ء صہ ۴۲،

فصل ششم

ہندوؤن نے جو ۳۶ قومین راجپوت کی مقرر کی ہین بموجب مختلف روایات کے ان کی چھ فہرستین باترتیب پیش کی جاتی ہین، بعدازین انکی نسبت بحث کیجائیگی،

چھتری خاندانہائے شاہی یعنی راج کلون کی فہرستین

اول مطابق نوشتجات قدیم				دوم کتب چند کی تحریرات کے مطابق			
۱	اکشواکو،	۹	چاورا،	۱	رو یعنی سورج	۹	سلار
۲	سورج.	۱۰	دودیا،	۲	شش عرف سوم چند	۱۰	ابھیرا،
۳	سوم عرف چندر،	۱۱	راٹھور،	۳	یادو، (جدو)	۱۱	ماکوہن،
۴	جدو،	۱۲	گوھیل	۴	کاکتھ،	۱۲	گوہیل،
۵	چوہان عرف چوہان	۱۳	دالی،	۵	پرمار،	۱۳	گہلوت. گہمٹ،
۶	پرمار.	۱۴	ماکوماہن،	۶	چوہان،	۱۴	پرہار،
۷	چلوک عرف سولنگی،	۱۵	انورکا،	۷	چلوک،	۱۵	راٹھور،
۸	پرہار،	۱۶	اسوریہ.	۸	چندک،	۱۶	دیورا،

اول مطابق نوشتجات قدیم،				دوم کب چندکی تحریرات کے مطابق			
۱۷	سلار، عرف سیلار،	۲۷	جھالا،	۱۷	ٹنک،	۲۷	نکمپ،
۱۸	سسندھ،	۲۸	بھاگدول،	۱۸	سندو،	۲۸	راج پالکا،
۱۹	سنی پٹ،	۲۹	موتدن،	۱۹	اننگ،	۲۹	کانی،
۲۰	ہن، عرف ہون،	۳۰	مدہور،	۲۰	پاٹنک،	۳۰	کاٹھوک، عرف
۲۱	کرجل،	۳۱	کوگھیر،	۲۱	پرتھار،	″	کورچرا
۲۲	ہریہ،	۳۲	کرجبیتو،	۲۲	دویوت،		
۲۳	راجپال،	۳۳	چاولیہ،	۲۳	کرت پال،		
۲۴	دھنڈپال،	۳۴	کوکرا،	۲۴	کوٹ پال،		
۲۵	اگنی پال؛	۳۵	نکمپ،	۲۵	پھبول؛		ٹاڈراجستان،
۲۶	بالا،	۳۶	سانال	۲۶	گور،		صـ ۲۱۷

بحوالہ کمارپال چرتر،

سوم سنسکرت کی کتابون سے انتخاب شدہ				چہارم گجراتی زبان کی کتابون سے مرتب کیگئی،			
۱	اکشوالکو،	۹	گیہوتکٹ،	۱	گوجیرگوہل،	۹	ماکواہن،
۲	سوم،	۱۰	پرتھار۔	۲	بوٹی گوہل،	۱۰	داہم،
۳	یادو،	۱۱	سکرنگ،	۳	کاٹی عرف کاٹھی،	۱۱	ڈوڈیا،
۴	پرمار،	۱۲	کوریاں،	۴	کسیر،	۱۲	پلا،
۵	چوہان	۱۳	چندیل،	۵	نکمپ،	۱۳	نکمبیل،
۶	چالوک،	۱۴	اوہل،	۶	بربیت،	۱۴	یادو،
۷	چندک،	۱۵	پالک،	۷	بادریا،	۱۵	جیتوا،
۸	سلار (راج تانک)	۱۶	تورنی؛	۸	مارو،	۱۶	جہیچا،

سوم سنسکرت کی کتابوں سے انتخاب شدہ

۱۷	مالواہن،	۲۶	پوکر،
۱۸	دھن پال		
۱۹	راج پالکا،		
۲۰	ددہیہ		
۲۱	ترندولیک ،		
۲۲	ہن،		
۲۳	بال،		
۲۴	ہریل،		
۲۵	موکر،		

چہارم گجراتی زبان کی کتابوں سے مرتب کیگئی،

۱۷	جیت	۲۶	مسانیہ
۱۸	سولنگی،	۲۷	پلانی
۱۹	پرمارہ	۲۸	بالا
۲۰	کاب،	۲۹	جھالا،
۲۱	چاورہ،	۳۰	داہریہ
۲۲	چوراسینہا،	۳۱	باہریہ،
۲۳	کہاہنتہ	۳۲	سارویہ،
۲۴	کسمہ،	۳۳	پرہار،
۲۵	راوتی،	۳۴	چوہان،

ٹاڈ راجستان صـ ۲۱۸

پنجم کیچی عرف یوگ جی کبیسر کے بیان کے موافق

۱	گہلوت،	۱۱	کچھواہہ،
۲	پرمار،	۱۲	گودر،
۳	چوہان،	۱۳	سنیگر،
۴	سولنکھی،	۱۴	بلآ
۵	راٹھور،	۱۵	کھروڑا
۶	توار،	۱۶	چاورا،
۷	بیرگوجر،	۱۷	داہم،
۸	پرہار،	۱۸	دہیہ،
۹	جھالا،	۱۹	بابپ،
۱۰	یادو،	۲۰	گمبیروال،

ششم مسٹر ٹاڈ کی تحقیق کے موافق،

۱	اکشواکو کاکتہ عرف سورج	۱۱	پرہار
۲	اندہی اندو سوم عرف چند	۱۲	چورا،
۳	گرہلوٹ پیندر ساوٹ	۱۳	تک توک عرف تکشک
۴	یادو،	۱۴	جٹ عرف جیتی،
۵	توار،	۱۵	ہن عرف ہون،
۶	راٹھور،	۱۶	کاٹی،
۷	کچواہا،	۱۷	بالا،
۸	پرمار،	۱۸	جھالا،
۹	چوہوان عرف چوہان	۱۹	جٹیو عرف کماری،
۱۰	چالوک عرف سولنگی،	۲۰	گیہل،

Collection Of Advocate Showkat

پنجم تسیچی عرف یوگ جی کبیسر کے بیان کے موافق				ششم مسٹر ٹاڈ کی تحقیق کے موافق،			
۲۱	تکمپ،	۲۹	ابھرا،	۲۱	سرویہ	۲۹	بایک،
۲۲	دیوت،	۳۰	کلچورک،	۲۲	سلار	۳۰	ابہ،
۲۳	جوہیہ،	۳۱	اگنی پال،	۲۳	والی،	۳۱	جوہیہ، جویہ،
۲۴	سکروال،	۳۲	اسوریہ عرف سرجا،	۲۴	گور،	۳۲	تکمپ،
۲۵	داہیہ،	۳۳	پھول،	۲۵	ڈوڈ، عرف دوڑ،	۳۳	راج پالی،
۲۶	دودا،	۳۴	مانت وال،	۲۶	کھبیسروال	۳۴	داہم وغیرہ جل، داہریہ،
۲۷	موری،	۳۵	مالیا،	۲۷	بیرگوجر،		
۲۸	موکرا،	۳۶	چاہل،	۲۸	میکروال،		

ٹاڈراجستان صہ ۲۱۹

مندرجۂ بالا فہرستون سے معلوم ہوسکتا ہے، کہ راجپوتون نے نسب مین کیا کچھ ایجادین کی ہین، پہلے اپنا شجرۂ نسب آسمان سے ملایا، یعنی سورج بنسی اور چندر بنسی دو قومین قرار دین، پھر اگ سے سلسلہ ملا کر اگنی کل ہوئے، اس کے بعد جب اور قومون کے افراد راجہ و مہاراجہ ہوگئے، اور ان کے ساتھ ان کا رشتہ ناتا بھی ہوگیا، تو پھر ۳۶ خاندان قرار دیے گئے، یہ تقسیم کسی حسبی و نسبی اعزاز و قدامت کی بنا پر نہین ہے، بلکہ زمانہ شناسی اور آدمی، راجبنشم حال نگر کے اصول پر مبنی ہے، دیکھو سنسکرت کی قلمی کتاب مین اولاً ۲۶ درج ہین، اس سے ثابت ہے کہ پہلے راجپوتون نے ۲۶ خاندان قرار دئے، پھر جون جون دوسرے راجاؤن کا اقتدار بڑھتا گیا، خاندانون مین اضافہ ہوتا گیا یہانتک کہ ۳۴ ہوگئے، پھر دو اور بڑھا کر ۳۶ قرار دئے گئے، اگر راجپوتون کی سلطنت زیادہ عرصہ تک قائم رہتی، تو یقیناً شاہی خاندانون کی فہرست کھلی رہتی، اور انکی تعداد یوماً فیوماً بڑھتی جاتی کیونکہ جو راجہ طاقتور ہوتا بنوک شمشیر اپنا نام درج فہرست کراتا، کیونکہ اس فہرست مین نام لکھوانے کا حق اس راجہ کو حاصل ہوجاتا تھا، جسکی تلوار چمکتی تھی، برہمن کھشتری ویس کا کیا ذکر، شودر قوم کا کوئی شخص ادھیراج ہوجاتا، تو اس کے نام کا طغرا بھی اس سرفہرست پر باعث زینت ہوتا، بس کوئی راجپوت یہ دعوی نہین کر سکتا، کہ ان مین کسی اور خاندان کی آمیزش نہین ہے، راجپوت زبانی جو چاہین کہین، لیکن صداقت و حقیقت کے سامنے وہ اپنے دعوی کو اس بلند آہنگی کے ساتھ پیش نہین کر سکتے، اگر یہ امر کسی حقیقت پر مبنی ہوتا، تو راجپوتون کی ذاتون مین اس قدر زیادتی تبدیلی نہ ہوتی،

مین نے ابھی ابھی گوجرون اور جاٹون اور راجپوتون کے خاندانون کی علحدہ علحدہ فہرستین پیش کر کے ثابت کر دیا ہے، کہ ان مین کسقدر اختلاط و امتزاج ہے، اور جاٹ اور گوجر ابتدا سے چندر بنسی سورج بنسی ہونے کا دعوی کر رہے ہین، اور بڑے بڑے مستند مورخین اور مشہور ترین محققین ان کے اس دعوی کی تصدیق کرتے ہین، پھر معلوم نہین ہے کہ وہ کس دلیل پر جاٹون اور گوجرون سے الگ ہونے کا دعوی کرتے ہین، جاٹ اور گوجر ہماری اس تاریخ کو پڑھکر یقین کرین گے، کہ راجپوتون مین شامل ہونے سے ان کی دستار فضیلت مین طرہ افتخار نہین لگ سکتا، یہ دونون قومین معزز و مقتدر ہین جن کے آباواجداد بادشاہ رہے ہین، اور عرصہ دراز تک وسط ایشیا اور ہندوستان مین اپنے اقتدار و شوکت کا سکہ بٹھا چکے ہین، ہم نے جو کچھ لکھا ہے، اس غرض سے لکھا ہے، کہ ایک حقیقت کو جس پر مدت سے پردہ پڑا ہوا تھا، آشکار کر دیا جائے، طعنہ زن اور نکتہ چین کی زبان سے کون بچ سکتا ہے، ؟ تاہم ہمین یہ کہنا ہے، کہ باوجود اس قدر دیرینہ تعلقات کے ان تین بھائیون کا الگ الگ ہوجانا ایک ایسا سیاسی گناہ ہے، جس کی سزا موت کے سوا کچھ نہین، کاش قوم سمجھتی اور غور کرتی، اب ہم انکی کل فہرستون پر جنمین جاٹ اور گوجر کا اختلاط پایا جاتا ہے مزید روشنی ڈالتے ہین تاکہ ہماری دلیل زیادہ واضح اور دلنشین ہوجاوے،

راجپوتانہ کے راجاؤن کی تاریخون سے مسٹر ٹاڈ نے بہت غور و خوض کے بعد ان فہرستون کو مرتب کیا، اور پھر راجاؤن کے مشورے سے ایک فہرست تیار کی، جس پر اس زمانہ کے موجودہ راجگان کا ہر طرح اتفاق تھا، ہم نے یہ فہرستین اس لئے تاریخ مین درج کی ہین، تاکہ ہم دیکھین، کہ ان متفق علیہ فہرستون مین کہان تک گوجرون کے گوت پائے جاتے ہین، ناظرین غور سے دیکھین گے، کہ فہرست اول نوشتہائے قدیم مین چھتیس قومین درج ہین، ان مین سے مندرجہ ذیل گوجرون کی شاخین ہین، نمبر۵ چوہان، نمبر۶ پرمار، نمبر۷ چلوک، عرف سلنکی، نمبر۸ پریہار، اگنی کل ہین، اور اگنی کل گوجر ہین، ملاحظہ ہو مسٹر اے سمتھ وغیرہ کی تاریخین، نمبر۹ چاوڑا، یہ چاوڑی گوجرون کا مشہور گوت ہے، جو پنجاب مین پایا جاتا ہے، اور ان کی گجرات کاٹھیاواڑ مین وسیع سلطنت تھی، ملاحظہ ہو آئین اکبری صفحہ ۱۰۲ و ۱۰۳، اور اس لفظ کو مورخین نے چاوڑہ، چاورا، چورا، چاوری، چھاوڑی لکھا ہے، چھاوڑی، یا چاورہ گوجر، اضلاع صوبہ پنجاب و دیگر صوبون مین جیسا کہ ہم نے کسی اور جگہ تشریح کی ہے، کثرت سے پائے جاتے ہین، نمبر۲۰ ہن، یا ہون، یہ وہ قوم ہے جس نے وسط ایشیا سے اٹھکر ہندوستان پر حملہ کیا، اور گوجر اس قوم کے جزو اعظم تھے ہن یا تو گوجرون کے نسبی بھائی تھے، یا قرابت و رشتہ داری کی وجہ سے ایک ہی قوم شمار ہوتے تھے، ملاحظہ ہو مسٹر اے سمتھ کی ہسٹری، نمبر۲۱ بالا، یہ ولبھی خاندان کا مورث ہے، اور ولبھی خاندان کو بعض مورخین نے گوجر قرار دیا ہے نمبر۲۲ جھالا، یہ گوجرون کا گوت ہے، جس کو چھالا بھی کہتے ہین، یہ سورج بنسی ہین، اس نام کا ایک ضلع

ضلع گجرات مین ہے،

فہرست دوم مین ۲۰ قومین دکھلائی گئی ہین، ان مین سے نمبر ۵ پرمار، نمبر ۶ چوہان، نمبر ۷ چیلوک، نمبر ۱۴ پرہار کی نسبت فہرست اول مین گوجر ہونے کی تشریح ہو چکی ہے، نمبر ۲۱ پرتھار، پرہار کا بگڑا ہوا نام ہے، علیحدہ نہین ہے، دیکھو ترجمہ ٹاڈ راجستان صفحہ ۲۴۰ پرتھار عرف پرہار لکھا ہے، جو مسلمہ قوم گوجر ہے، نمبر ۲۶ گور، گوجر کا مخفف ہے، اسلئے کہ گور برہمن گوجر نسل سے ہین، ملاحظہ ہو رپورٹ مردم شماری کشمیر بابت ۱۹۱۱ء پس یہ دلیل قطعی ہے۔ کہ گور گوجر کا مخفف ہے، کشمیر کے ضلع مظفرآباد مین گور اور گوجر مین فرق نہین کیا جاتا، نمبر ۳۰ کا لچک عرف کورچرا، کورچرا جو لفظ گوجر سے ملتا جلتا ہے، اور اگر اس کو گورجرا قرار دین تو ہم نے ایک خاص عنوان کے ذیل مین متعدد دلائل سے یہ ثابت کر دیا ہے، کہ گرجرا اور گوجرا ایک ہی ہین ۔ فہرست سوم مین ۲۶ قومون کے نام ہین، نمبر ۴ پرمار، نمبر ۵ چوہان، نمبر ۶ چالوک جسکی نسبت فہرست اول مین بحث ہو چکی ہے، اور نمبر ۱۰ پرتھار کی نسبت فہرست دوم مین ذکر کیا گیا ہے، کہ پرہار اور پرتھار ایک ہی ہین، دو نہین، نمبر ۱۳ چندیل گوجر ہین، میواڑ اور الور کے حالات مین بمبئی گزیٹیر مین لکھا ہے کہ علاقہ میواڑ و الور مین چندیلہ گوجر مشہور ہین، پس کوئی وجہ نہین ہے کہ اس فہرست مین جو چندیل ہین، ان کو ہم گوجر نہ سمجھین، نمبر ۱۶ طور، تور، تنور ایک ہین، تنور گوجر کا گوت ہے، اکثر اضلاع کے کھٹانہ، اپنے آپ کو تنور کہتے ہین، نمبر ۲۲ ہن کی نسبت فہرست اول مین ذکر ہو چکا ہے، بعض اضلاع مین ہن گوجرون کی مشہور شاخ نمبر ۲۵ موکرا، مکرا ایک ہی ہین، یہ گوجرون کی شاخ ضلع گجرات مین موجود ہے، جاٹ اور گوجر مین مشترک گوت ہے، فہرست نمبر ۴ مین چونتیس قومون کا ذکر ہے، نمبر ۱ گوجر، گوہل یہ تو صاف طور پر گوہلی گوجر ہین، گوہلی اپنے مورث کا نام راجہ گوہ یا گوہل بیان کرتے ہین، نمبر ۱۲ گھیل اور داگھیلہ، باگھیلہ، گھیل، گھیلہ ایک ہی نام ہے۔ جو مختلف تاریخون مین استعمال کیا گیا ہے، گھیلہ گوجرون کی شاخ ہے، اور پنجاب کے کئی ضلعون خصوصاً ۔ ونجھنڈی اور گجرات مین پائی جاتی ہے، نمبر ۱۰ موسنگی، نمبر ۵ پرمار، نمبر ۲ چاور، نمبر ۲۹ جھالا، نمبر ۲۸ بالا، نمبر ۲۲ پرہار، نمبر ۲۴ چوہان کی نسبت پہلے بحث ہو چکی ہے،

فہرست پنجم مین ۳۶ قومین مذکور ہین، نمبر ۱ گھموٹ دیہی خاندان کی شاخ ہے، دہی خاندان کے گوجر ہونے پر ہم دلائل دے چکے ہین، نمبر ۲ پرمار، نمبر ۳ چوہان، نمبر ۴ موسنگی، نمبر ۶ توارا تنور ایک ہی ہین، نمبر ۷ ہیر گوجر، نمبر ۸ پرہار، نمبر ۹ جھالا، ۱۱ چھالا، نمبر ۱۲ چاورا کی بحث پہلے مفصل آچکی ہے، نمبر ۲۴ جویہ گوجرون اجالون مین مشترکہ شاخ ہے، آفرین لاہوری جو یہ مشہور شاعر گذرا ہے، تذکرہ نویسون نے گوجر لکھا ہے، جس کا ذکر کسی جگہ کیا گیا ہے، نمبر ۱۱ کچھواہہ گوجر ہین، چنانچہ ٹاڈ راجستان سے کسی جگہ کچھواہہ کی شاخین نقل کی ہین، جسمین

گوجرا اور بیر گوجر دونون ہین، فہرست ششم مین ۴۴ قومین مندرج ہین؛ نمبر ۵ توار، تنور، نمبر ۷ کچواہا یا کچھواہہ، نمبر ۸ پرمار، نمبر ۹ چوہان، نمبر ۱۰ اجپا لوک عرف سونگی، نمبر ۱۱ پرمار، نمبر ۱۲ چورا، نمبر ۱۵ مین عرف ہونی، نمبر ۱۷ بالا، نمبر ۱۸ جھالا، نمبر ۲۰ گھیل، نمبر ۲۴ گور، نمبر ۲۷ بیر گوجر، نمبر ۳۱ جوبیہ کی بحث ہو چکی ہے، یہ سب گوجر ہین،

ہم اس تنقید کو محققین کے غور و فکر کے لئے پیش کرتے ہین کہ ٹاڈ نے جو فہرستین راجپوتون کی اعلیٰ ذاتون کی پیش کی ہین، ان مین گوجرون کے متعدد گوت شامل ہین، ان فہرستون مین سے کسی مین ۱/۳ اور کسی مین ۱/۲ گوجر ہین؛ ہم پر دو اعتراض وارد ہو سکتے ہین، ایک یہ کہ ہم صرف لفظی تناسب سے گوجرون کو راجپوت ثابت کرتے ہین؛ یعنی جہان گوجرون اور راجپوتون کے گوتون کے الفاظ مطابق یا قریب التلفظ ہین، ہم لکھ دیتے ہین کہ یہ گوجر ہین، دوسرا یہ کہ الفاظ کی مطابقت یا تناسب اتفاقی بھی ہوتا ہے؛ دنیا مین ہزارون لفظ مختلف زبانون کے ایک ہی صورت و تلفظ رکھتے ہین، یہ کوئی قطعی دلیل اس بات کی نہین ہو سکتی، کہ بعض اسمون کے تلفظ اور تحریری شکل کی مشابہت کے سبب سے ان کو متحد خیال کیا جائے، ان اعتراضات کے جوابات یہ ہین،

ہم نے ۳۶ قومون مین جن گوتون کو ثابت کیا ہے، صرف ظاہری شکل و صورت حروف اور قریب التلفظ ہونے پر انحصار نہین رکھا، بلکہ اس کے متعلق تاریخی شہادات اور عقلی تائیدات بھی پیش کی ہین، اور مختصر طور پر ہر گوت کے ساتھ حوالہ دیا ہے، اس لئے یہ اعتراض ایسے قطعی دلائل کے مقابلہ مین نہین ٹھہر سکتے مثلاً جن تاریخی حوالون سے ثابت ہے، کہ گوجران کے متعلقین سے ہین، چوہان، پرمار، پرہار، سولنگی تاریخی اسناد سے گوجر ثابت ہین، اور وہ چند ضلعون مین اپنے آپ کو گوجر ظاہر کرتے ہین، جھالا، گھیلہ، چاوڑی، ٹکرہ، تنور، گوجرون کی مشہور شاخین ہین، اور پنجاب مین پائی جاتی ہین، گہلوٹ، بالا، ولبھی خاندانون کے متعلق محققین نے لکھا ہے، کہ یہ گوجر ہین، چندیل میواڑ مین گوجر ہین، ملاحظہ ہو بمبئی گزیٹیر، گوجیہ، گوہل، کوریرا، بلحاظ الفاظ اور دیگر تاریخی حوالون کے گوجر ہین، ہم نہ تو رکیک تاویلون سے اپنا مدعا ثابت کرتے ہین، اور نہ الٹی بلٹی دلیلین پیش کرتے ہین، پہلے الفاظ کی شکل و صورت اور تلفظ کو دیکھتے ہین، اور پھر تنقید کرتے ہین، کہ یہ مطابقت لفظی یا قریب التلفظ ہونا اتفاقی ہے، یا اسکی تائید کسی اور ذریعہ سے بھی ہوتی ہے، اور پھر اس تائید کو بھی دیکھتے ہین کہ وہ کہان تک مستند و معقول ہے، اور پھر تبدیل و تعلیل حروف کی جزئیات کی تلاش کرتے ہین، جب دو لفظون کا اتحاد دلائل تاریخی اور علم الصوت سے ہوتا ہے، تو اسوقت ہم یہ دعوی پیش کرتے ہین، کہ یہ دو گوت ایک ہین، ہم جانتے ہین کہ ہماری یہ تاریخ دنیا کے عالمون فاضلون اور محققین کی نظرون سے گذرے گی، ہم نے اس تنقید کو پیش کرتے وقت اس امر کو مدنظر رکھا ہے، کہ اگر کوئی دوسرا شخص اس قسم کا دعوی پیش کرے تو ہمارے

خیال ہین وہ دعوی کہان تک معقول ہو سکتا ہے، کیونکہ جس دلیل اور خیال کو ہم معقول نہین خیال کرتے دوسرا کون معقول خیال کریگا، ؎

نگفتی ندارد کسے با تو کار
ولیکن چو گفتی دلیلش بیار

ہم جانتے ہین کہ ہم ایک ایسا دعوی یا انکشاف پیش کر رہے ہین، جسکی طرف اس سے پہلے عوام نے کم توجہ کی ہے، اور اگر توجہ کی ہے، تو اسکی حقیقت پر غور نہین کیا ہے، وہ بادی النظر مین یہ دعاوی سنکر متحیر ہون گے، کہ جو ۳۶ قومین راجپوتون کی مشہور ہین، ان مین ایک نہین دو نہین، دس گوت گوجرون کے ثابت کر دئے گئے ہین، پھر بعض مین صریح لفظ گوجر کا موجود ہے، اور بعض کی نسبت یقینی شہادت پیش کیگئی ہے، لیکن ہم محققین کے علم و فضل سے اپیل کرتے ہین، کہ وہ یہ نہ دیکھین کہ کہنے والا کون ہے، بلکہ یہ دیکھین، کہ کیا کہتا ہے، اور اس کے کہنے مین کہانتک معقولیت ہے، البتہ بعض لوگون کا اعتراض باقی ہے، کہ سینکڑون سال گذر گئے، کسی نے بھی دعوی نہین کیا، اگر یہ دعوی درست ہوتا، تو ٹاڈ بھی انکو گوجر لکھتا، اسکا جواب یہ ہے، کہ اگر کسی حقیقت پر ہزارون سال دنیا غور نہ کرے اور کسی زبان مین کوئی شخص اسکو آشکارا کرے اور ایسا آشکارا جسکو عقل و درایت قبول بھی کرے، تو کیا یہ انکشاف صرف اسلئے رد کیا جا سکتا ہے، کہ پہلے کسی نے اسکو پیش نہین کیا تھا، ٹاڈ کا موضوع گوجر اور راجپوتون کی ذاتون کا امتیاز نہ تھا، ہماری تاریخ کا تو موضوع ہی یہ ہے کہ گوجرون کی نسبت تحقیقات کرین، کہ وہ کہان کہان ہین، اور ان کے کیا کیا گوت ہین، ٹاڈ کو کیا غرض تھی، کہ ہندی کی چندی کرتا، لیکن ہمارا یہ فرض ہے، کہ ہم تمام گوتون پر نظر ڈالین، اور اس سے نتائج پیدا کرین، ٹاڈ اور دیگر مورخین نے گوتون کی وسیع وادی مین قدم نہین رکھا، وہ تو چند قدم چلکر رہ گئے، کیونکہ ان کا مقصد گوتون کی تنقید نہین تھا، بہرحال ہمارے ان دعاوی کی جو تردید کرے گا، ان کو ہماری طرح ان دعاوی کے ابطال پر دلائل دینے چاہئین، لاتسلیم و یا انکار محض کا علاج ہمارے پاس نہین ہے، ہم معقول کہتے ہین، اور معقول سنتے ہین، ممکن ہے کہ ہم کو ایک یا دو قدم ان دعاوی سے پیچھے ہٹا دیا جائے، لیکن یہ تو غیر ممکن ہے، کہ ہم کو ہر ایک دعوی مین پسپا کیا جائے، اگر ہمارے چند دعوے بھی قائم رہین، تو ہم نے اپنی محنت کا پھل پایا، اور قوم کی خدمت کا فرض ادا کیا، و ما توفیقی الا باللہ العظیم،

باب چہارم

راجگانِ تومر کچھواہیہ پریہار

فصل اول

شاہان تومر اور کچھواہیہ گوجر ہیں

اگر ہم سر اے، کننگھم کے نظریہ کو کہ شاہان قنوج تومر تھے، دیکھو ارکیولوجیکل سروے رپورٹ (تحقیقات متعلقہ آثار قدیمہ) جلد اول صفحہ ۱۳۲، اور مسٹر بھنڈارکر کے نظریہ کو کہ تومر گوجر ہیں منطق کا صغریٰ کبریٰ قرار دیں، تو نتیجہ نکلیگا کہ شاہان قنوج گوجر تھے،

ڈاکٹر اے، ایف، روڈلف ہارنل، اس نتیجہ کے ساتھ اتفاق کرتا ہوا تین کتبوں کا ذکر کرتا ہے، ملاحظہ ہو اس کا مضمون قبائل گوجر، دو کتبوں میں تومر کا نام درج ہے، اور تیسرا کتبہ بھی معنًا اس کے متعلق ہے، وہ کتبے حسب ذیل ہیں،

اوّل: پہیوا ضلع کرنال کا کتبہ راجہ مہندر پال کے زمانہ کا ہے، جو ۸۹۰ء سے ۹۱۰ء تک حکمران رہا

دوسرا:- وگراراجہ چوہان کا کتبہ، ہرشا مورخہ ۹۷۳ء جو مطابق ہے وجیا پال کے عہد سے جس کا زمانہ حکومت ۹۵۰ء سے ۹۹۰ء تک تھا، ان دونوں کتبوں میں تومر کا ذکر ہے،

وگراراجہ کے پردادا چندن نامی نے ایک تومر راجہ رودرینا کو شکست دی، اور چندن کے پوتے [illegible]

ایک تومر خاندان کے سردار پر حملہ کیا، مگر ناکامیاب رہا،

کتبے اس امر کی رہنمائی کرتے ہین، کہ رودرپنا اور دوسرا سردار تومر تھے، اور تومر گوجرون کے چھوٹے چھوٹے برگون کے سردار تھے،

کتبہ پہیوا مین خاندان تومر کی تین پشت تک راجاؤن کا ذکر ہے، جو پہیوا ضلع کرنال مین یا اس کے گرد و نواح مین فرمانروا تھے، اور کتبہ پہیوا مین یہ بھی درج ہے، کہ یہ خاندان راجا جاؤلا نامی کی اولاد ہے، جو پہلے کسی زمانہ مین حکمران تھا، یہ تصریح ہمین اس امر کی رہنمائی کرتی ہے، کہ جاولا ہی راجہ ہے جسکے سکے مشہور ہین، ایک تیسرا کتبہ مندرجہ بالا دونون کتبون کا مضمون مؤید ہے، وہ کتبہ کرا کا ہے جسمین تورمانا (تورمن) جوولا کا ذکر ہے پس ان تینون کا تعلق باہم ثابت ہوا،

مزید بران بندھیل کھنڈ مین یہ روایت بالتواتر مشہور ہے، کہ راجہ گوپال کے سپہ سالار تورمن نے جو کچھواہیہ تھا، ۲۴۳ سنہ مین ایرن پر حملہ کیا، اور بھوپال سے ایرن تک تمام ملک فتح کر لیا، تورمن کے بیٹے سورسین نے اسی زمانہ مین گوالیار کو فتح کر کے مشہور قلعہ گوالیار ۲۸۵ سنہ مین تعمیر کیا، اور سورسین کی اولاد کچھواہیہ تھی، جو عرصہ دراز (تخمیناً ۹۳۳ سنہ) تک حکمران رہی، بعد ازان خاندان پریہار نے گوالیار کو فتح کیا،

ان روایات و قیاسات اقترانیہ مذکورہ سے یہ صریح نتیجہ نکلتا ہے، کہ کچھواہیہ مسلمہ گوجر ہین، اور وہ قبیلہ تومر کی شاخ ہین، اور تومر جاؤلا کی اولاد تو ثابت ہوا کہ تومر گوجر ہین، اور جاؤلا بھی گوجر تھا: اس پر ایک اور دلیل پیش کیجاتی ہے.

ایک کتبہ تورمن ایران مین موجود ہے،

کتبہ پہیوا ۸۸۲ سنہ سے یہ صاف طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ نوین صدی کے اخیر مین یعنی تاریخ کتبہ تک یہ تسلیم کیا گیا تھا کہ تومر جاولا راجہ تورمن کی اولاد ہین، بندھیل کھنڈ مین گھرک رائے نامی بھاٹ جو شاہجہان بادشاہ کے عہد (سترہوین صدی عیسوی) مین تھا، یہ روایت بیان کرتا تھا، کہ تورمن ایرن پر حکومت کرتا تھا، پس اس سے نتیجہ استخراج کیا جا سکتا ہے، کہ ایرن کا تورمن اور جاولا تورمن ایک ہین دو نہین بعض معترض کرتے ہین، کہ یہ اس امر کی صریح شہادت نہین ہے، کہ کرا کا تورمن یعنی جوولا اور ایرن کا تورمن ایک ہین، اسکے مقابلہ مین ہم یہ کہہ سکتے ہین کہ اس دعوی کے مخالف کوئی شہادت نہین ہے، جو ثابت کر سکے کہ یہ دونون ایک نہین ہین، مسٹر ہیلر کی یہی رائے ہے، کہ یہ دونون ایک ہین یہی نتائج مسٹر کنگھم اور مسٹر بھنڈارکر کی دلائل سے اخذ کیے جا سکتے ہین جس کے ساتھ مسٹر ونسنٹ سمتھ اور مسٹر ٹیپن اتفاق کرتے ہین، کہ تومر کچھواہیہ پریہار سب گوجر ہین اور وہ جاولا راجہ تورمن کے خاندان کے قبائل و عشائر ہین،

فصل دوم

راجہ تورمن اور قبیلہ ہن کا تعلق

یہ تو تاریخون سے ثابت ہے، کہ ہن قوم کا سردار جاولا تھا، ہن وہ قوم ہے، جسکو انگریزی تاریخون مین الیف تھالایٹ یا وایٹ ہن، (سفید ہن) کہتے ہین، قدیم ہندی تاریخون مین ہن کا نام بارہا آیا ہے، مگر تورمن کے قوم ہن سے ہونے پر صرف ایک شہادت کتبہ مندسور مورخہ ۵۲۵ سے ملتی ہے، اس کتبہ سے ضمناً یہ مستفاد ہوتا ہے، کہ مہر کلا (مہر کل) پسر تورمن جسے یشودھرمن نے شکست دی تھی، خاندان ہن کا راجہ تھا، پس اس سے ثابت ہوتا ہے، کہ گوجر اور ہن ایک ہی ہین، اور ہن کہتے ہین اس شخص کو جو دوسرے ملک سے آئے، کہ یہ نام ان کا وصفی ہو،

ڈاکٹر فلیٹ کی یہ رائے ہے، کہ میترک یا مہر جن کو اب میر (گوجرون کا ایک گوت ہو) کہتے ہین، ایک خاص جرگہ قوم ہن کا تھا، جسمین تورمن اور مہر کل شامل ہین، پس ان دلائل و روایات کی بنا پر ہم جرأت کے ساتھ یہ کہسکتے ہین، کہ تومر خاندان کا نام لفظ تورمن سے لیا گیا ہے، ہم ایسی تبدیلی کی مثالین متعدد جگہون مین بیان کر آئے ہین، راج ترنگنی مین یہ لفظ کبھی تومرانا اور کبھی تورامانا لکھا گیا ہے

ہندوستان کے علاوہ بیرونی شہادت سے بھی یہ ثابت ہوتا ہے، کہ تورمن اور مہر کل قوم ہن سے ہین گوس جسے کوسمس انڈکوپلوسٹیس ہندوستانی قوم سفید ہن کے بادشاہ سے تعبیر کرتا ہے، غالباً مہر کل ہی اور اور بعض روایات سے مستفاد ہوتا ہے، کہ مہر کل اور تورمن گوجر ہین،

البتہ یہ ممکن ہے کہ ہن کے بعض قبائل نے مختلف نام اختیار کر لئے ہون، یا ہن قبیلہ کے سردارون نے شخصی امتیاز کے طور پر علیحدہ علیحدہ نام رکھ لئے ہون، جیسا کہ گوجرون کے افراد علیحدہ علیحدہ گوت سے مشہور ہین، مگر ہر ایک گوت کا سلسلہ گوجر تک پہنچتا ہے،

مسٹر بھنڈارکر نے مضمون اقوام گوجر کے صفحہ ۵ مین ثابت کر دیا ہے، کہ ہر چہار طوائف جنمین اگنی کل

سنے نیابہ تومر خاندان کے سردار پر حملہ کیا، مگر ناکامیاب رہا،

کتبے اس امر کی رہنمائی کرتے ہیں، کہ روربیا اور دوسرا سردار تومر تھے، اور تومر گوجروں کے چھوٹے چھوٹے جرگوں کے سردار تھے،

کتبہ پہیوا میں خاندان تومر کی تین پشت تک راجاؤں کا ذکر ہے، جو پہیوا ضلع کرنال میں یا اس کے گرد ونواح میں فرمانروا تھے، اور کتبہ پہیوا میں یہ بھی درج ہے، کہ یہ خاندان راجا جاؤلا نامی کی اولاد ہے، جو پہلے کسی زمانہ میں حکمران تھا، یہ تصریح ہمیں اس امر کی رہنمائی کرتی ہے، کہ جاولا وہی راجہ ہے جسکے سکے مشہور ہیں، ایک تیسرا کتبہ مندرجہ بالا دونوں کتبوں کا مضمون مؤید ہے، وہ کتبہ کرا ہے جس میں تورمانا (تورمن) جولا کا ذکر ہے پس ان تینوں کا تعلق باہم ثابت ہوا،

مزید براں بندھیل کھنڈ میں یہ روایت بالتواتر مشہور ہے، کہ راجہ گوپال کے سپہ سالار تورمن نے جو کچھواہیہ تھا سنہ ۲۴۲ء میں ایرن پر حملہ کیا، اور بھوپال سے ایرن تک تمام ملک فتح کر لیا، تورمن کے بیٹے سورسین نے اسی زمانہ میں گوالیار کو فتح کر کے مشہور قلعہ گوالیار سنہ ۲۸۵ء میں تعمیر کیا، اور سورسین کی اولاد کچھواہیہ تھی، جو عرصہ دراز (تخمیناً سنہ ۹۲۳) تک حکمران رہی، بعد ازاں خاندان پریہار نے گوالیار کو فتح کیا،

ان روایات وقیاسات اقتراحیہ مذکورہ سے یہ صریح نتیجہ نکلتا ہے، کہ کچھواہیہ مسلمہ گوجر ہیں، اور وہ قبیلہ تومر کی شاخ ہیں، اور تومر جاؤلا کی اولاد تو ثابت ہوا کہ تومر گوجر ہیں، اور جاؤلا بھی گوجر تھا: اس پر ایک اور دلیل پیش کیجاتی ہے،

ایک کتبہ تورمن ایرن میں موجود ہے،

کتبہ پہیوا سنہ ۸۰۵ سے یہ صاف طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ نویں صدی کے اخیر میں یعنی تاریخ کتبہ تک یہ تسلیم کیا گیا تھا کہ تومر جاولا راجہ تورمن کی اولاد ہیں، بندھیل کھنڈ میں گھرک رائے نامی بھاٹ جو شاہجہان بادشاہ کے عہد (سترھویں صدی عیسوی) میں تھا، یہ روایت بیان کرتا تھا، کہ تورمن ایرن پر حکومت کرتا تھا،

پس اس سے نتیجہ استخراج کیا جا سکتا ہے، کہ ایرن کا تورمن اور جاؤلا تورمن ایک ہیں دو نہیں بعض یہ اعتراض کرتے ہیں، کہ یہ اس امر کی صریح شہادت نہیں ہے، کہ کرا کا تورمن یعنی جوولا اور ایرن کا تورمن ایک ہیں، اسکے مقابلہ میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس دعوی کے مخالف کوئی شہادت نہیں ہے جو ثابت کر سکے کہ یہ دونوں ایک نہیں ہیں، مسٹر ہیلر کی بھی رائے ہے کہ یہ دونوں ایک ہیں یہی نتائج مسٹر کننگھم اور مسٹر بھنڈارکر کی دلائل سے اخذ کئے جا سکتے ہیں جس کے ساتھ مسٹر ونسنٹ سمتھ اور مسٹر رپسن اتفاق کرتے ہیں، کہ تومر کچھواہیہ پریہار سب گوجر ہیں اور وہ جاولا راجہ تورمن کے خاندان کے قبائل وعشائر ہیں،

فصل دوم

راجہ تورمن اور قبیلہ ہن کا تعلق

یہ تو تاریخون سے ثابت ہے، کہ ہُن قوم کا سردار جاؤلا تھا، ہن وہ قوم ہے، جسکو انگریزی تاریخون مین الیف تھالایٹ یا وایٹ ہین، (سفید ہُن) کہتے ہین، قدیم ہندی تاریخون مین ہُن کا نام بارہا آیا ہے، مگر تورمن کے قوم ہُن سے ہونے پر صرف ایک شہادت کتبہ مندسور مورخہ ۵۲۵ شہ سے ملتی ہی، اس کتبہ سے ضمناً یہ مستفاد ہوتا ہے، کہ مہرکلا (مہرکل) پسر تورمن جسے یشودھرمن نے شکست دی تھی، خاندان ہن کا راجہ تھا، پس اس سے ثابت ہوتا ہے، کہ گوجر اور ہن ایک ہی ہین، اور ہن کہتے ہین اس شخص کو جو دوسرے ملک سے آئے، کہ یہ نام ان کا وصفی ہو،

ڈاکٹر فلیٹ کی یہ رائے ہے، کہ میترک یا مہرجن کو اب میر (گوجرون کا ایک گوت ہو) کہتے ہین، ایک خاص جرگہ قوم ہُن کا تھا، جسمین تورمن اور مہرکل شامل ہین، پس ان دلائل و روایات کی بنا پر ہم جرأت کے ساتھ یہ کہسکتے ہین، کہ تومر خاندان کا نام لفظ تورمن سے لیا گیا ہے، ہم ایسی تبدیلی کی مثالین متعدد جگہون مین بیان کرآئے ہین، راج ترنگنی مین یہ لفظ کبھی تومرانا اور کبھی تورامانا لکھا گیا ہے

ہندوستان کے علاوہ بیرونی شہادت سے بھی یہ ثابت ہوتا ہے، کہ تورمن اور مہرکل قوم ہن سے ہین گوس جیسے کوسمس انڈکوپلوسٹیس ہندوستانی قوم سفید ہن کے بادشاہ سے تعبیر کرتا ہی، غالب مہرکل ہی اور اور بعض روایات سے مستفاد ہوتا ہی، کہ مہرکل اور تورمن گوجر ہین،

البتہ یہ ممکن ہے کہ ہن کے بعض قبائل نے مختلف نام اختیار کرلئے ہون، یا ہُن قبیلہ کے سردارون نے شخصی امتیاز کے طور پر علیحدہ علیحدہ نام رکھ لئے ہون، جیسا کہ گوجرون کے افراد علیحدہ علیحدہ گوت سے مشہور ہین، مگر ہر ایک گوت کا سلسلہ گوجر تک پہنچتا ہی،

مسٹر بھنڈارکر نے مضمون اقوام گوجر کے صفحہ ۵ مین ثابت کردیا ہی، کہ ہر جیارطہ اُلف جنھین اگنی کل

کہا جاتا ہے یعنی سولنگی (جولکیا) پرمر (پرمار) پریہار، چوہان فی الحقیقت قوم گوجر کے گروہ ہیں، ان میں تومر کو بطور ایک قبیلہ قوم گوجر کے شامل کرنا چاہیے، اور اس حقیقت کا کہ کچھواہیہ گوجر ہیں، کئی بار ذکر کیا گیا ہے، پس ان چھ مشہور عشائر کو گوجر شمار کرنا چاہیے،

ایک اور شہادت ہمارے دعوی کی تائید میں ہے، دیوان تگھے بہادر مضبوط سنگھ اپنی تاریخ بندھیل کھنڈ میں لکھتا ہے کہ تقریباً سنہ ۹۲۳ء میں خاندان پریہار کو اہمیت حاصل ہوئی، اور اس نے گوالیار فتح کر لیا خاندان پریہار کا پہلا راجہ وجر دمن تھا، جو وسطی ہند پر حکمران تھا، اس کے بعد راجہ کرت اور راجہ بھون پال اول اور راجہ بدھیال پے درپے فرمانروا ہوئے، اور سنہ ۱۰۹۲ء میں مہے پال تخت نشین ہوا، لیکن اسکی تخت نشینی سے پہلے پریہار نے گوالیار کے علاوہ باقی تمام ملک پر قبضہ جما لیا تھا، مہے پال کے کتبہ سس باہو مورخہ سنہ ۱۰۹۳ء سے ثابت ہوتا ہے، کہ آٹھ راجاؤں نے مسلسل بادشاہی کی، دیوان تگھے بہادر نے خاندان پریہار کے راجاؤں کے نام اپنی تاریخ میں لکھے ہیں، ان کتبوں کے راجاؤں سے تمام نام ملتے ہیں، اور ان راجاؤں نے جس ترتیب سے بادشاہی کی، وہ ترتیب بھی دونوں میں کلیۃً مطابق ہے، دیوان تگھے بہادر نے تین راجاؤں کے نام چھوڑ دئے ہیں، اور وجر دمن کو جس کی تاریخ جلوس سنہ ۹۷۷ عیسوی ہے، پہلا راجہ خیال کرتا ہے لیکن جب دیوان ایک جگہ صراحتہً یہ بھی لکھ گیا ہے، کہ خاندان پریہار کا کوکب اقبال سنہ ۹۲۳ء میں درخشاں ہوا تو اس سے ثابت ہوتا ہے، کہ راجہ وجر دمن سے پہلے بھی کوئی راجہ ہوا ہوگا، جس نے سلطنت کی بنیاد رکھی تھی، چنانچہ کتبہ سس باہو سے اس کا پتہ چلتا ہے، کہ پریہار خاندان کا وہ راجہ جو بانی سلطنت ہوا، لکشمن تھا، اسکی حکومت سنہ ۹۲۳ء سے شروع ہوتی ہے، اور اس کتبہ سے مستفاد ہوتا ہے، کہ وجر دمن نے گادھی نگر (قنوج) کو فتح کیا، جیسا کہ اور تاریخوں میں بھی مذکور ہے، اور قلعہ گوپاڈری (گوالیار) کا یہی فاتح اول ہے، کتبہ میں درج ہے، کہ وجر دمن نے گوالیار کے راجہ کو شکست دی، راجہ کا نام مذکور نہیں ہے پس شمار سنین کے لحاظ سے گوالیار کا یہ راجہ وجیا پال ہو سکتا ہے جسکی تاریخ کتبہ عطیہ راجور میں سنہ ۹۶۰ء درج ہے، یا اس کا کوئی جانشین ہوگا، لکشمن کی تخت نشینی کی تاریخ سنہ ۹۲۳ء فرض کرنا ہر طرح سے قرین قیاس اور معقول ہے جو اس خاندان کے زمانہ عروج (سنہ ۹۲۳ء) کے مطابق ہے، نیز ایشیاٹک سوسائٹی بنگال کے جرنل جلد ۵۰ صفحہ ۴۹ سنہ ۱۸۸۱ء میں مذکور ہے، کہ لکشمن ساگر (نام تالاب) واقع بلہاری روایتہً راجہ لکشمن پریہار کی طرف منسوب ہے، نیز بیان کیا جاتا ہے کہ وہ غالباً سنہ ۹۵۰ء میں حکمران تھا،

مسٹر ونسنٹ سمتھ بھی وجر دمن کو جیسا کہ کسی اور جگہ بیان ہوا ہے، خاندان پریہار کا درخشندہ ستارہ ظاہر کرتا ہے، اور وجر دمن اور اس کے خاندان کے راجہ اپنے کتبہ میں کچھواہیہ کا لقب اختیار کرتے ہیں،

پس ثابت ہوا کہ کچھواہیہ اور پریہار ایک ہی ہین، دو نہین ہین، اب ہمین یہ ثابت کرنا ہے کہ پریہار یقیناً گوجر ہین یا اس کے متعلق حال ہی مین ایک زبردست شہادت ملی ہے، راجپوتانہ مین ایک کتبہ دستیاب ہوا ہے جسکی تاریخ سنہ ۹۶۰ بعد مسیح ہے، اس کتبہ مین پریہار قوم کے ایک راجہ کے نام کے ساتھ دونون لقب پریہار اور گوجر درج ہین، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ پریہار کے ساتھ گوجر کا لقب افتخاراً لایا گیا، اور گوجر کا لقب تمام القاب سے راجہ کیلئے بہتر سمجھا گیا، اور یہ امر بھی ثابت ہے کہ راجہ وجر دمن اور اس کے خاندان کے سب راجہ اپنے کتبون مین کچھواہیہ لکھواتے ہین، پس اس سے یہ مسئلہ بالکل حل ہو گیا، کہ کچھواہیہ، پریہار گوجر کی شاخ ہین، اگر گوجر کی وسعت حکومت کی نسبت زیادہ اطمینان کرنا ہو، تو ہم مندرجہ ذیل شہادتین پیش کرتے ہین،

بمبئی گزیٹیر جلد اول حصہ اول سنہ ۱۸۹۶ء خصوصاً صفحہ ۴۶۷ ڈی ار بھنڈاکر گرجس جے بمبئی برانچ آر اے ایس جلد ۲۰ انتی گریفیکل نوٹس (ایضاً جلد ۲۱) اور پروفیسر کیلہارن اپی گریفیکل نوٹس نمبر ۱۷، دی گوالیار انسکرپشن آف مہر بھوج، اس کتبہ کو جس سے یہ نیا انکشاف ہوا ہے، مسٹر ہیرانند نے بھی بعد تصحیح ارکی آلوجیکل سروے آف انڈیا دینول رپورٹ سنہ ۱۹۰۳ء مین شائع کیا ہے، ڈاکٹر ہارنل نے اس دریافت پر اپنی مختصر ہسٹری آف انڈیا اور جے آر، اے، ایس سنہ ۱۹۰۴ء کے مضامین مین بہت زور دیا ہے، پس جب اس قدر مکمل شہادتین ملتی ہین، تو پھر اس امر مین کسی قسم کا شک و شبہ باقی نہین رہتا، ہم پہلے ذکر کر چکے ہین، کہ سنہ ۹۳۳ء مین کچھواہیہ یا پریہار کا کوکب اجلال آسمان اقبال پر لکشمن کے زمانہ مین طالع ہوا، اور یہ زمانہ اور راجہ مہی پال گوجر کا زمانہ ایک ہی جس کی تفصیل تاریخون مین اس طرح مندرج ہے، کہ مہاراجہ مہی پال کے عہد حکومت مین اس کے قبائل رفتہ رفتہ خودسر ہو گئے، مالوہ کے پرمارون نے کرشنا راجہ کو اور اجمیر کے چوہانون نے چندن کو سنہ ۹۱۵ء مین اپنا بادشاہ تسلیم کر لیا، اور ماتحتی کا جوا اپنے گردن سے اوتار پھینکا، گوالیار کے کچھواہیہ بھی سنہ ۹۳۳ء مین مقابل کے زبردست حریف ہو گئے اور انھون نے لکشمن کو اپنا راجہ مقرر کیا، اور اسی زمانہ کے قریب تر پریہار راجہ سادت کی سرکردگی مین مطلق العنان ہو گئے، کیونکہ راجہ سادت کا بیٹا متھن دیو بھی فرمان عطیہ راجور سنہ ۹۶۰ء مین اپنے آپ کو خود مختار راجہ بیان کرتا ہے، اور چندیل خاندان نے سنہ ۹۱۰ء مین اپنی آزادی کا اعلان ہرشا یا شوورمن کی ماتحتی مین کیا تھا،

ان دلائل سے بھی وہی نتیجہ نکلتا ہے، جس کا ایک سے زیادہ دفعہ اعادہ کیا گیا ہے، کہ یہ سب گوجر قبائل مجتمعاً ایک بادشاہ گوجر کے تابع تھے، اور اغلب ہے کہ چندیل بھی گوجر کا ایک قبیلہ ہو، مگر قبائل متذکرہ بالا کی نسبت تو گوجر ہونے کے دلائل و براہین موجود ہین،

Collection Of Advocate Showkat

فصل سوم

کچھواہیہ

شاہان کچھواہیہ کا ذکر تاریخون مین موجود ہے، ہم مختصر طور پر ان کا حال لکھتے ہین،

کچھواہیہ کشواہیہ ایک ہی لفظ ہے، یہ قبیلہ اپنا نسب نامہ سری رام چندر جی کے فرزند ثانی کرشن جی سے ملاتے ہین، کشواہیہ قوم نے مشہور تاریخی قلعہ نردار تعمیر کیا جس کے برجون پر عرصۂ دراز تک راجہ نل کی شمع اقبال جلتی رہی، راجہ نل کی اولاد شاہان مغلیہ کے زمانۂ زوال تک اس قلعہ مین آباد رہی، آخر مرہٹون نے اسکو تسخیر کرکے اپنی قلمرو مین شامل کرلیا، جہان اب سندھیا کی حکومت ہے، کسی زمانہ مین یہ ملک راجہ نل کے زیر نگین تھا،

دسوین صدی مین کچھواہیہ کے ایک زبردست راجہ نے قوم مینا کو نکال کر مقام میر آباد کیا، اور وہان بیر گوبردن کو بسایا، انکی ترقی کا آفتاب رفتہ رفتہ ڈھلنے لگا، یہانتک کہ بارھوین صدی مین یہ دہلی کی چوہان سلطنت کے ماتحت ہوگئے، کشواہیہ قوم کی متعدد شاخین ہین، جو مختلف علاقون پر حکمران رہے ایک مشہور شاخ ان کی راجگان کوٹڑی مین جنکے حالات تاریخون مین مفصل ہین،

باب پنجم

شاہانِ کسانہ وافتالوی[٥]

فصل اوّل

شاہانِ کسانہ وافتالوی گوجر،

بعض تاریخون مین یہ لکھا ہے کہ کشان یوچی قوم کی شاخ ہے، اور گوجر بھی یوچی ہین، جو خانہ بدوش ترکون کی اولاد ہین۔ بعض الفاظ بوجہ تبدیل و تعلیل یا تقدیم و تاخیر حروف اس قدر غریب ہوجاتے ہین، کہ وہ اپنے اصلی نام سے بالکل الگ تھلگ معلوم ہوتے ہین، لیکن جب کسی لفظ کو اصل سے ملایا جاتا ہے، اور تعلیل یا تبدیل حروف کو مثالون سے واضح کر دیا جاتا ہی، تو یقین ہوجاتا ہے، کہ واقعی اس لفظ کی اصل یہی ہے، اور موجودہ صورت بوجہ تعلیل بگڑ گئی ہے، زمانہ موجودہ مین جہان جہان گوجر ہین، ان کی مشہور شاخ کسانہ ہے، پنجاب مین یہ مثل مشہور ہے، کہ گوجرون کی ڈھائی ذاتین ہین، اول کسانہ، دوم گورسی، سوم برکٹ، اسکی وجہ یہی ہے، کہ یہ تینون دوسری گوجر شاخون سے باعتبار تاریخی حالات کے زیادہ شاندار ہین، کسانہ اور گورسی کی فضیلت پر تو تاریخ شاہد ہے، مگر برکٹ کی نسبت اب تک ہمین معلوم نہین ہوا، تحقیق جاری ہی، ممکن ہی کہ یہ لفظ بھی کسی دوسرے لفظ کی بگڑی ہوئی صورت ہو (چنانچہ گورسی کا تبدل گھوسی ہے) غالباً برکٹ کو بھی کسی زمانہ مین عروج شاہانہ حاصل تھا، مگر اس وقت تک انکی عظمت و شوکت کا کوئی نشان نہین ملا، ہمارے بھائی نند موجود

---

[٥] یہ باب ونسنٹ اے سمتھ کی تاریخ قدیم اور ہندی تاریخوں کے اقتباسات سے مرتب کیا گیا ہی:

Collection Of Advocate Showkat

کسانے جن کے معزز تعلیم یافتہ افراد سے ہمارا تعارف ہے، وہ فخریہ کہتے ہین کہ ہم کنشک راجہ کی اولاد ہین لیکن جو کسانے نعمت علم سے محروم ہین، وہ بجز اس کے کہ اپنے آپ کو گوجر کہین، اور فخریہ کہین کہ ہم کسی زبردست راجہ کی اولاد ہین، اور کچھ نہین جانتے، بعض کہتے ہین کہ ہم کنش کی اولاد ہین، اور کنش اور کنشک ایک ہی لفظ ہے،

علم التلفظ کے ماہرین فوراً اسکو تسلیم کرین گے کہ موجودہ کسانے تاریخی کشان ہین جن کا مایۂ ناز مورث کنشک شہنشاہ تھا، یہ تو ہر طرح مسلم ہے، کہ سین اور شین کا آپس مین تبادلہ ہو جاتا ہے،

بس کسانہ اور کشان کی صورت ایک ہی ہے، اور کسانہ مین ہا نسبت کی ہے، جیسے دولتانہ دولت خان کی اولاد، ملکانہ ملک کی اولاد، بڈھانہ، بڈھا کی اولاد وغیرہ وغیرہ، کسانہ کسان سے نسبت رکھتے ہین، اب رہا تبدیلی سین و شین کا ثبوت تو یہ تبدیلی عام ہے پنجاب کے ایک ضلع مین عام لوگ بس سین مہملہ (یعنی فقط) کہتے ہین، دوسرے ضلع مین بش شین معجمہ کہتے ہین، تبدیلی کیلیے جاہل لوگون کی زبان کو دیکھنا چاہیے، پڑھے لکھے آدمی بہت کم تبدیلی کرتے ہین، بجز اس کے کہ کوئی لفظ متغیر ہو کر عام بول چال مین مستعمل ہو گیا ہو، مثلاً بن باسی (صحرا نشین) کا لفظ عام ہے، دراصل یہ بن باشی شین معجمہ تھا، جب فارسی لفظ (باش) ہندی لفظ بن (جنگل) سے مرکب ہوا تو بن باسی مین شین معجمہ سین مہملہ ہو گیا، کپڑے پر جو ریشم وغیرہ سے بیل بوٹا بنایا جاتا ہے، اسکو کشیدہ کہتے ہین، مگر اب عام طور پر اسکو کسیدہ کہا جاتا ہے، برش (یعنی سال) کا برس اور شکر کا سکر، دھرم شالہ کا دھرم سالہ، بارش کا برسات، مشک کا مسک ہو گیا، اس کی سینکڑون مثالین ہین، مگر ذی فہم کے اطمینان کیلیے اسی قدر کافی ہین، اور دیگر قرائن قیاسی و تاریخی واقعات کی شہادت سے ثابت ہوتا ہے، کہ کسانہ اور کشان ایک ہین،

ہمارے ان دلائل کو سنکر کوئی جاہل ہی ہوگا جو اس دعوی کو کہ کسانہ اور کشان ایک ہین، تسلیم نہ کرے، ضلع گجرات اور دیگر اضلاع مین گوجر کسانے کثرت سے موجود ہین، گجرات مین ان کے نام پر موضع کسانہ آباد ہے، کشان بادشاہ عرصۂ دراز تک وسیع سلطنت پر حکمران رہے ہین، جن کا ذکر ہم مختصراً کرتے ہین،

کڈفائسس اول کی وسعت سلطنت

کڈفائسس اول نے اپنی چیدہ فوج کے ساتھ ہندوکش کی مشکل گزار منازل کو عبور کر کے کشمیر کافرستان کابل کو زیر نگین کیا، اور باختر پر بھی اس کا پرچم اقبال لہرایا، اس طرح اس کا نیر شہنشاہی ایران سے لیکر جہلم تک نور افشان تھا، اس دائرۂ حکومت مین سغدانیہ بھی شامل تھا، پہاڑی جنگجو ستیزہ کار باشندون کی تسخیر مستعدی

وسیع سلطنت کا نظم ونسق کڈفائسس اول کی شجاعت شاہانہ وتدبیر فرزانہ کا قطعی ثبوت ہی، کڈفائسس اول کی اس تعجب انگیز وحیرت افزا پیش قدمی کا لازمی نتیجہ تھا، کہ ہندی یونانی اور ہندی پارتھی دول کا خاتمہ ہوجاتا، چنانچہ ایسا ہی ہوا، کابل کے ہرمیاس حکمران کا کڈفائسس اول کی شمشیر سے مغلوب ہونا، تاریخون سے ثابت ہے، جس پر سکون کے نقوش کی شہادت ناطق ہے غالبًا کابل کی تسخیر سنہ ۶۰ء مین عمل مین آئی تھی، کڈفائسس اول ۸۰ برس سے کم بعد راہی ملک بقا ہوا،

رہے گر کوئی تا قیامت سلامت
پھر اک روز مرنا ہے حضرت سلامت،

کڈفائسس دوم

کڈفائسس اول کے بعد اس کا فرزند کڈفائسس دوم اپنے باپ کا جانشین ہوا، یہ اپنے باپ کی شجاعت والوالعزمی اور ہمت وبلند حوصلگی، کا مظہر تھا تخت نشین ہوتے ہی قبضۂ شمشیر پر ہاتھ رکھا اور کشورکشائی وجہانگیری کیلیے اُٹھ کھڑا ہوا، ع

"اگر پدر نتواند پسر تمام کند"

اس نے پنجاب اور دریائے گنگا کی وادی سے گذر کر بنارس تک تمام ملک کو زیرنگین کیا، اور اس حصہ پر اپنا ایک نائب مقرر کیا، کڈفائسس دوم نے بہت عرصہ تک حکومت کی یعنی ۵۵ء سے لیکر سنہ ۷۸ء تک ۲۳ سال حکمران رہا،

کنشک

کڈفائسس دوم کی رحلت کے بعد کنشک سنہ ۷۸ء مین اورنگ آرائے جہانبانی ہوا، یہ امر ابتک صاف نہین ہوا کہ کنشک کڈفائسس دوم کا بیٹا تھا، یا قریبی رشتہ دار، لیکن مستند تاریخون کا اس امر پر اتفاق ہے، کہ کنشک بہادران کشان کی نسل سے شیر ببر بیشہ تھا، کنشک کی تخت نشینی کی نسبت بہت اختلاف ہے، بعض مورخ کہتے ہین کہ کنشک، کڈفائسس اول سے پہلے ہوا ہے، اس موضوع پر معرکۃ الآرا بحثین ہوچکی ہین، اور ہمارا خیال ہے کہ ہمکو ان پیچیدہ مباحث مین نہین پڑنا چاہیے، کیونکہ ہمارا مقصود بالذات صرف یہ امر ہے، کہ کشان اور کسانہ ایک ہین، اور وہ کنشک کی اولاد ہین، کنشک خواہ کسی زمانہ مین ہوا ہو، ہمارے مقصد مین کوئی فرق نہین لگسکتا کنشک کے فتوحات نے ان کے نام کو زندۂ جاوید کر دیا، نہ صرف ہندوستان مین، بلکہ تبت چین منگولیا

Collection Of Advocate Showkat

کے صفحات تاریخ پر بھی اس کا نام درخشان ہے، مگر باوجود شہرت عامہ اوس کے مکمل حالات صفحات تاریخ مین قلمبند نہین ہین چین اور منگولیا اور تبت کے کتبخانے اسکی مذہبی خدمات کے تو ثناخوان ہین، مگر اس کے سیاسی امور کی تفصیل اگر ان سے پوچھی جاسکے، تو خاموش ہو جاتے ہین، البتہ یہ خوشی کا مقام ہے کہ اس کے سکے جن پر ان کا مذہب ہے ہمین بہت کچھ اطلاع دیتے ہین، اگرچہ الفاظ کے ذومعنی ہونے کی وجہ سے مبصرین و مورخین بہم آپس مین بہت اختلاف ہے، اس لئے یقینی طور سے اس کا سنہ تقرر کرنا مشکل ہے، تاہم تاریخی سرمایہ کیلئے بہترین خزینہ معلومات و بیش بہا جواہر واقعات ہین. بہرحال اسکی جانشینی کا ۸۵ء سنہ فرض کرنا ہر طرح سے معقول معلوم ہوتا ہے، کنشک کے حالات کو پہلے واقعات سے جو وابستگی ہے، وہ ہم کو پیچھے لیجاتی ہے، تاکہ سلسلۂ سخن قائم رہے، اس لئے ان واقعات گذشتہ کا بیان کرنا ضروری ہے جن کا نتیجہ یا فرع کنشک کے بعد کے کارنامے ہین، روایات سے یہ معلوم ہوتا ہے، کہ ۲۵ء سنہ قبل از مسیح مین چین کے سفرا استحکام اتحاد کیلئے قوم یوچی[1] کے دربار مین آئے، جب وہ سغدانیہ مین خیمہ زن تھی، اس سفارت سے یوچی اور چین کے تعلقات دوستانہ قائم ہو گئے تھے، عرصہ تک یہ تعلقات خوشگوار قائم رہے، مگر بعد مین حالت کچھ تبدیل ہوگئی، اور مغربی ممالک مین چین کا اثر بہت کم ہوگیا، ۷۳ء سنہ مین چینی پھر جاگ اُٹھے اور ۱۰۲ء سنہ تک ان کا بہادر مشہور سپہ سالار پن چو فتوحات کیلئے سرگرم پیکار رہا، اور آگے بڑھتا چلا گیا، یہان تک کہ اوس نے روم کی سرحد پر علم نصرت بلند کیا، اس سے معلوم ہوتا ہے، کہ اسکی سلطنت کی سرحد کہان سے کہان تک پہنچ گئی تھی، شاہان چین نے ۷۳ء سنہ مین ختن اور کاشغر کے سلاطین کو مطیع و منقاد کرکے باجگذار بنا لیا، اسلئے قوم یوچی کے بادشاہ کو سلطنت چین کی طرف سے کھٹکا پیدا ہوا، غالباً یہ کڈفائسس دوم کا جانشین ہی تھا، جو بوجہ وسعت سلطنت و کثرت عساکر و شجاعت آبائی شہنشاہ چین سے ہمسری کا دعوی رکھتا تھا، اور اس کیلئے یہ ننگ و عار تھا، کہ وہ ختن و کاشغر کی طرح شاہ چین کے آگے سر جھکائے، البتہ سیاسی طور پر یہ چاہتا تھا، کہ اگر شاہ چین کے ساتھ رابطہ تودد وائتلاف قائم ہو جائے، تو اس کے لئے یہ بڑی کامیابی ہے، اس امید کے پورا کرنے کیلئے وہ ایک سیاسی چال چلا، اپنے سفیر کو بادشاہ چین کے دربار مین بھیجا، اور مودبانہ التماس

---

[1] یوچی چین کے مورخین کا لفظ ہے، کیا؟ میرا خیال درست نہین، کہ اب بھی یہ لفظ بہ تلفظ چیچی جو گوجرون کا گوت ہے، موجود ہے، ی، اور ج کا تبادلہ ہو جاتا ہے، جیسے راجہ جدھشٹر کو راجہ یدھشٹر بھی کہتے ہین، اور ج، اور چ تو ایک ہی ہین، مثلاً فارسی کلمہ چون: حرف تشبیہ، جب اردو مین آیا، تو جون ہوگیا، ذوق کہتا ہے ع:- جون حرف سر کاغذ نم اٹھ نہین سکتا، اور حرف واو، ی کی تبدیلی مسلمہ ہے: دیکھو ڈیل ڈول تیل تول، مؤلف،

کی کہ اوسکو عزت فرزندی سے سرفراز فرمایا جائے یعنی اوس کو اپنی شہزادی کے رشتہ تزویج مین منسلک کرنے کا فخر بخشین، شاہ چین کے لئے یہ پیغام نہایت ہی تلخ و ناگوار تھا۔ سفیر کو پابجولان کر دیا، اس سے کنشک آگ بگولا ہو گیا ستر ہزار خونخوار آزمودہ کار جوانون کا ایک جرار لشکر اپنے سپہ سالار سی کی سرکردگی مین روانہ کیا، کہ وہ براہ درہ تاشکرغان جسکی چوٹی چودہ ہزار فٹ بلند ہے چین پر حملہ کرے، اس سنگلاخ سرزمین اور فلک اوج پہاڑون کا قطع کرنا آسان نہین تھا، سپہ سالار سی دشوار گذار پہاڑون کو عبور تو کر گیا، مگر اس کی فوج اس سخت ترین سفر مین ایسی درماندہ و ناتوان ہو گئی کہ ایک قدم بھی آگے نہ چل سکی، دن رات کے سفر سے پاؤن کے تلوے چھل گئے، اور صحت بھی خراب ہو گئی، گویا تمام لشکر پیکر بے جان و جسم ناتوان تھا، پن چو کی تازہ دم فوج ان پر اسطرح ٹوٹ کر گری کہ سی کی سپاہ کا اکثر حصہ تہ تیغ ہوا، اور بقیۃ السیف نے مصلحت وقت دیکھکر اطاعت قبول کر لی، کنشک مین اب یہ طاقت نہ تھی، کہ وہ اور فوج بھیجے اسلئے اسکو شاہ چین کا مجبوراً باجگذار ہونا پڑا۔ (یہ وہی جملہ معترضہ تھا، جس نے ہم کو تھوڑی دیر کیلئے پیچھے ہٹا دیا تھا) کنشک کے زمانہ حکومت کی تحقیقات کی نسبت اپنی تاریخ قدیم ہند مین مسٹر اسمتھ پہلے ایک سلسلہ قیاسات کا مرتب کرتا ہے، پھر ان سے نتیجہ ذیل نکالتا ہے ہم بعینہٖ اسکے الفاظ کا مفہوم بیان کرتے ہین:۔

"مجھے اس امر مین کوئی شک نہین ہے کہ محض سکون کی شہادت سے ہی ثابت ہوتا ہے، کہ کنشک سن عیسوی کے شروع ہونے کے بعد ہوا ہے، اور نیز اس کا زمانہ کڈفیسس اول و دوم سے بعد کا ہے، اور یہ کہ اس پر رومۃ الکبریٰ کا اثر پڑا تھا، معلوم نہین کہ سکون کی ناطق شہادت کو کس سبب سے بعض علماء نے بالکل نظر انداز کر دیا ہے دیگر قسم کی شہادتین جو اپنے ساتھ بہت کچھ معتد بہ امور رکھتی ہین اور ہر پہلو سے اون کی تنقید ہو چکی ہے، یہ ثابت کرتی ہین، کہ کنشک پہلی صدی عیسوی کے بالکل آخر مین تخت پر بیٹھا تھا، اور گمان غالب یہ ہے، کہ کڈفیسس دوم کے بعد ۷۸ء مین تخت نشین ہوا تھا یہ ہر طرح سے ثابت ہے کہ اسکی سلطنت تمام شمال مغربی ہندوستان پر ایک طرف جنوب مین سلسلہ کوہستان بندھیاچل تک دوسری طرف پامیر کی سطح مرتفع کے دور افتادہ درون تک پہنچتی تھی"

ہیون سانگ لکھتا ہے کہ جب کنشک گندھارا (قندھار) کے صوبہ پر فرمان روا تھا، تو اسکی حکومت گرد و نواح کی ریاستون پر پھیلی ہوئی تھی، اور کوہستان انسنگ لنگ کے مشرق تک وسیع تھی،

کنشک کے سکے کڈفیسس دوم کے سکون کے ساتھ ساتھ کابل سے لیکر دریائے گنگا تک بکثرت ملتے ہین جن سے یہ ثابت ہوتا ہے، کہ یہ دونون ایک دوسرے کے قریبی رشتہ دار ہین، جب براجن سنہ ۹۹ مین روم تا واپس آیا، تو اکثر بادشاہون نے تہنیت کیلئے اپنے سفیر اسکی خدمت مین بھیجے۔ کنشک نے بھی اپنی سفارت

کو اس کے دربار میں بھیجا، مقصود اس سے اپنی شان و شوکت کا اظہار تھا، یہ کنشک کی وسعت جہانگیری کا ایک ثبوت تھا، کہ اوس نے دور دراز وادی کشمیر جنت نظیر کو بھی فتح کیا، اور اپنے تمام مقبوضات کے مقابلہ میں کشمیر کو اسکی شگفتگی بہار و گوہر باری آبشار و روانی چشمہ ہائے کوہ بٹ و تلاطم انہار کی وجہ سے زیادہ خوشنما و دلکشا سمجھتا تھا، چنانچہ کشمیر میں اپنے قیام کیلئے جابجا مختلف قسم کی عمارتیں تعمیر کرائیں، اور اپنے نام پر ایک شہر کنشکپور آباد کیا، جو اب ایک گاؤں کی صورت میں کانسپور کے نام سے موجود ہے (ملاحظہ ہو کشمیر کی تاریخ راج ترنگنی) کنشک نے پاٹلی پتر کو بھی فتح کیا تھا، اور یہاں سے بدھ مذہب کے ایک عالم اسو گھوش نامی کو اپنے ہمراہ لے گیا تھا، کنشک کا دارالسلطنت پرشپور موجودہ پشاور تھا، اس جگہ کنشک نے بدھ کی یادگار میں ایک مینار تعمیر کیا، جسکی بلندی ۴۰۰ فٹ تھی، اور یہ زمانہ کے عجائبات میں شمار ہوتا تھا، اس کے اوپر ایک خوشنما کلس تھا، چینی سیاح سنگ ین چھٹی صدی میں اس جگہ آیا، وہ بیان کرتا ہے، کہ یہ مینار تین دفعہ جل کر خاکستر ہوا، لیکن کسی نہ کسی بدھ مذہب کے بادشاہ نے اسے از سر نو تعمیر کر دیا، کنشک نے یہاں ایک عالیشان عمارت تعمیر کرائی، جسمیں بدھ مذہب کی اعلیٰ تعلیم ہوتی تھی، اس عمارت میں ویر دیو نامی برہمن کا مجسمہ بھی رہتا تھا، جو ۸۴۲ء دیپال حکمران مگدھ کے زمانے میں نالندہ کی خانقاہ کا متولی مقرر کیا گیا تھا، یہ عمارتیں محمود غزنوی کے بت شکن تبر نے تباہ و برباد کیں، کنشک کی پیش قدمی نہ صرف ہندوستان کے اندر محدود تھی، بلکہ اس کے باہر بھی جاری تھی، کثرت کے ساتھ بیرونی ممالک پر اس کے سپہ سالار فاتحانہ حملے کرتے تھے، چنانچہ اوس نے پارتھی قوم کے ایک بادشاہ پر حملہ کر کے اوسکو مغلوب کیا، غالباً یہ خسرو تھا، یا کوئی اور اس کے خاندان کا بادشاہ ہوگا، اور یہ ہم ذکر کر آئے ہیں، کہ کنشک نے چین پر حملہ کیا تھا، لیکن اس کا سپہ سالار پسی اوس حملہ میں ناکامیاب رہا، اور کنشک چین کے باجگذاروں میں شمار ہونے لگا، اس قلادہ غلامی نے کنشک کے دل میں ایک ناسور پیدا کر دیا تھا، جس سے وہ اس ندامت و شکست کو کبھی نہ بھولتا تھا، جب اس نے کشمیر و ہندوستان کے مقبوضات کو مستحکم کر لیا، تو اس داغ ندامت کو مٹانا چاہا، اور دوبارہ چین کی مہم سر کرنے کا سامان بہم پہنچایا، اگرچہ یہ مہم کچھ معمولی نہ تھی، اوس نے ایک دفعہ کنشک کے لشکر کو تباہ کر دیا تھا، پہاڑوں کا عبور کرنا اور دور دراز ملکوں پر فوج کشی کرنا آسان کام نہیں، مگر انتقام کے جوش میں یہ سب مشکلات اسکو آسان معلوم ہوتی تھیں، ایسی خطرناک جنگ کی کوئی اور ہندوستان کا راجہ جرأت نہیں کر سکتا تھا، کنشک نے اپنی ہمت مردانہ سے اس مہم کو سر کیا، اور چین کی خراج گذاری کا جوا اپنی گردن سے اُتار پھینکا، اور نہ صرف یہ کیا، بلکہ چین کی ایک ریاست سے یرغمال بھی حاصل کیا، کہتے ہیں، کہ اس یرغمال میں ایک شہزادہ چین بھی تھا، کنشک بدھ مذہب کے فرقہ مہایان کا معتقد تھا، اور مذہب کے کل مسائل کلیات و جزئیات پر عالمانہ عبور

Collection Of Advocate Showkat

رکھتا تھا، اوس نے مذہبی کتابون مین دیکھا کہ اختلاف روایات کا دائرہ بہت وسیع ہے، اور ممکن ہے کہ آیندہ اور زیادہ بڑھ جائے، اس لئے اپنے استاد کی صدارت مین بدھ علما و فضلا کی ایک مذہبی مجلس مقرر کی، جسمین ہر فرقہ کے عالم و فاضل شامل تھے جنھون نے اختلافات کو رفع کر کے مذہب کے عام اصول کو متفقہ طور پر مرتب کیا، جیسا کہ بادشاہ عالمگیر نے علما، کو جمع کر کے فتاوی عالمگیری مرتب کرایا تھا علمائے بدھ نے جو اصول مقرر کئے، ان کو تانبے کی چادرون پر کندہ کر کے ایک ستوپ مین محفوظ رکھا ممکن ہے کہ یہ علمی خزانہ کشمیر کے کسی خطہ مین زیر زمین موجود ہو، اور ممکن ہے کہ کبھی مل بھی جائے، کنشک کی موت کا قصہ ہمارے خیال مین ایک وضعی قصہ ہے، لیکن چونکہ بڑے بڑے مستند مورخون نے اسکو دلچسپ سمجھکر لکھا ہے ہم بھی اس کا ذکر کرتے ہین، کنشک کے ایک وزیر ماتھر نامی نے جو اس کا مزاج شناس تھا، ایک دن خلوت مین عرض کی، کہ جہان پناہ اگر میری راے پر عمل کیا جائے، تو تمام دنیا کے بادشاہ آستانۂ عالیہ پر جبہ سائی کرین، اشرفا اور غربا ہر کہ و مہ فرمانبردار دولت ہو جائے، مگر اس راز کو کسی پر ظاہر نہ کیا جائے کنشک ایسی باتون کا مشتاق تو تھا ہی کہا بیشک تم باتدبیر صائب الراے ہو، تجربہ کار وزیر ہو، تمھارا مشورہ کامیاب ہوگا، اور وہ صیغۂ راز مین رہیگا بیان کرو وہ کیا تجویز ہے۔؟ وزیر ادب سے سینہ پر ہاتھ رکھکر کھڑا ہو گیا، اور گذارش کی کہ تمام سپہ سالارون اور نائب السلطنتون کو جشن شاہی مین طلب کیا جائے، اور ان کو کہا جائے کہ اس سے پہلے آپ لوگون کی وفاداری اور بہادری سے دنیا کا بڑا حصہ سلطنت کشان کے زیر نگین آچکا ہے، اور ہماری تلوار کی دھاک دنیا پر بیٹھ گئی ہے، آپ بہادر سپہ سالار اور تلوار کے دھنی ہین، اگر باقی ماندہ اطراف پر بھی ہماری حکومت کا سکہ بیٹھ جائے، تو کشان کے جاہ و اقبال کا ستارہ کبھی غروب نہ ہو، سب نے شہنشاہ کے اس حکم کے بجالانے کے لئے اپنی تلوارون کی قسم کھائی، اس تقریر کا یہ اثر ہوا کہ جنرل سے لیکر سپاہی تک اس امر پر تل گئے، کہ یا تو شہنشاہ کے فرمان واجب الاذعان کی تعمیل مین جہان کو فتح کرین گے، یا جان دین گے، پھر کیا تھا جس طرف شہنشاہ جہان پناہ عنان اقبال نشان پھیرتے، فتح و نصرت قدمبوس رکاب ہوتی، اور جس ملک پر حملہ کرتے، اس کے مقابلہ مین کوئی تاب مقاومت نہ لاسکتا تھا، اس کے سامنے راجاؤن کی گردنین اس طرح جھک جاتین جسطرح آندھی کے سامنے شاخین جھک جاتی ہین، اس کا ابلق باد رفتار جسطرف جاتا، لوگ اس کے گرد کو سرمۂ چشم ارادت سمجھتے، اس تگ و دو مین تین اطراف کے ممالک تو فتح ہو گئے، اور ایک طرف کا علاقہ باقی رہ گیا، شہنشاہ نے ماتھر کی رہنمائی سے ایک اور جشن منعقد کیا، اور سپہ سالارون اور نائبان سلطنت کی خدمات کا اعتراف کیا، اور کہا کہ اب شمالی مہمات کا سر کرنا باقی ہے، اگر وہ بھی آپ کی قوت بازو سے سر ہو جائین، تو کشان سب بادشاہون کے سردار ہو جائین گے، بظاہر تو سب نے اس امر کی تائید کی، مگر باطن مین سخت

مخالف ہو گئے کہ شہنشاہ حریص ظالم خود غرض اور سفاک ہے، اس نے ہم کو تباہ کر دیا ہے، اس نے ہمارے لاکھوں بچے ذبح کرائے، اور لاکھوں دور دراز ملکوں میں، انتظام سلطنت کیلئے بھیج دئے، جن کے پھر ملنے کی امید نہیں ہے، اس نے روزمرہ کی جنگ و جدال اور کوچ اور مقام سے ہمارا ناک میں دم کر رکھا ہے، جنگ کو اس نے اپنا دل خوش کن مشغلہ سمجھا ہے، یہ ہمارا پیچھا نہیں چھوڑے گا، جب تک اس کا کام تمام نہ کر دیا جائے، رعایا و امرا اور سپہ سالاروں نے خاصان بارگاہ شاہی کو اپنے ساتھ متفق کر لیا، ایک دن بادشاہ بیمار ہو گیا، منصوبہ بازوں نے اس موقع کو غنیمت سمجھا، بادشاہ کو تپ و لرزہ تھا، اوس کو رضائی اڑھا دی گئی، اور اس نحیف البدن بادشاہ پر ایک موٹا قوی ہیکل سپاہی بیٹھ گیا، اور اوس کا گلا ایسا زور سے دبایا، کہ اوس کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی، یہ ہے جہانگیری کہ شہنشاہ جو زبردست سلطنتوں کو تہ و بالا کر دیتا تھا، ایک ادنی خادم کو اپنے اوپر سے ہٹا نہ سکا، وہ بہادر بادشاہ جو جرار لشکروں کو بیک اشارہ تباہ کر دیتا تھا، ایک سپاہی سے جانبر نہ ہو سکا، وہ بادشاہ جو تمام جہان کو مسخر کرنے کا خواہشمند تھا، اب دو گز زمین کے اندر ہے، کنشک ۵۴ سال حکومت کر کے ۱۲۳ء میں پیوند زمین ہوا،

شہنشاہے کہ در زیر نگینش ہفت کشور بود   بزیر ہفت بالشت زمین آسودہ در تربت

واسشک

کنشک کے بعد اوس کا بیٹا[1] واسشک مالک تخت و تاج ہوا، واسشک کا کوئی سکہ اب تک نہیں ملا اور نہ اوس کے حالات تاریخ میں مذکور ہیں، معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایک خاموش گوشہ نشین بادشاہ تھا، یا وہ اپنے باپ کی طرف سے کسی صوبہ کا نائب ہو گا، اس لئے اس کے نام کا سکہ جاری نہیں ہوا، صرف اس کا نام سلسلہ شاہان کشان میں آتا ہے، اگر اس کے سکے ہوتے، تو ضرور دیگر شاہان کشان کے سکوں کے ساتھ مختلف مقامات پر پائے جاتے، مگر اوس کا کوئی سکہ اب تک کسی مقام پر دستیاب نہیں ہوا،

ہوشک

ہوشک بڑا زبردست بادشاہ تھا، اس کے سکوں اور کتبوں نے ہمیں اس یقینی نتیجہ تک پہنچا دیا ہے،

---

[1] بعض مورخ کہتے ہیں کہ کوئی ایسی دلیل نہیں ہے جس سے یہ سمجھا جائے کہ واسشک کنشک کا بیٹا تھا، البتہ کشان قبیلہ سے ایک بادشاہ تھا،

Collection Of Advocate Showkat

کہ کشمیر، کابل، اور متھرا، اسکی سلطنت کے جزو اعظم تھے، یہ اپنے باپ کنشک کی طرح بدھ مذہب کا دلدادہ تھا، متھرا مین اوس نے ایک عالیشان خانقاہ تعمیر کرائی، جو بہت مدت تک اس کی عظمت و شوکت کا پھریرا اڑاتی رہی، اوس کا نام ہشک، ہوشک، ہوشیک مختلف تلفظ سے مختلف تاریخون مین مذکور ہے، ہوشک نے کشمیر مین ایک شہر اپنے نام پر ہشک پور آباد کیا، اور یہ شہر بارہ مولا کے قریب ہے، اور عرصہ دراز تک مشہور و معروف رہا ہے، ہیونگ سانگ جب ۶۳۱ء مین اس نواح مین آیا، تو ہشک پور کی خانقاہ مین مہمان رہا، خانقاہ کے متولیون نے اسکی بہت مدارات اور خدمت کی، اور نہایت عزت و احترام کے ساتھ کئی ہزار بھکشون نے اسکی مشایعت کی، اس زمانہ مین ہشک پور ایک گاؤن کی شکل مین موجود ہے، جسکو اشک پور کہتے ہین، اس بادشاہ کے بہت سکے ملتے ہین، سونے کے سکون پر اسکی تصویر بھی ہے، اوسکے زمانہ مین سلطنت کشان مین کسی قسم کا ضعف نہین آیا تھا، غالباً اس کا شمع حیات یا آفتاب اقبال ۱۴۰ء مین خشک ہوگیا یا غروب ہوگیا،

باسودیو اول

ہوشک کے بعد باسودیو جلوہ افروز سریر سلطنت ہوا، اس نام سے بظاہر معلوم ہوتا ہے، کہ شاہان کشان سے اس کا کوئی تعلق نہین ہے، لیکن تاریخ ہند کے پڑھنے سے پتہ چلتا ہے، کہ بیرونی حملہ آور کچھ عرصہ کے بعد ہندوستان کی راہ و رسم کے دلدادہ ہوجاتے تھے، اور ہندوستان کے باشندے اور راجے بھی مصلحتہ ان کے ساتھ تعلقات خویشی پیدا کرنے کو فخر سمجھتے تھے، اس لئے شاہان کشان کا یہ آخری بادشاہ باسودیو ہندوون کے رسم و رسم کا پیرو ہوگیا، اور یہ ایک حقیقت ہے کہ طرز تمدن و لباس و رسوم ملکی و مذہبی کا اشتراک باعث اتحاد و ائتلاف ہوتا ہے، جس سے مغائرت دور ہوجاتی ہے، نہ صرف باسودیو کے نام سے ہندو تعلق کا ثبوت ملتا ہے، بلکہ اس کے سکون پر بھی شو دیوتا کی تصویر مع اوس کے بیل نندی کمند اور ترسول کے پائی جاتی ہے،

باسودیو کے اکثر کتبات متھرا مین پائے جاتے ہین، جو ۴۴ سنہ اور ۹۰ سنہ کے مابین زمانہ کے ہین، غالباً یہ سنہ خاندان کشان کا ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے، کہ باسودیو کی حکومت کا زمانہ پچیس برس سے کم نہ تھا، یا یون سمجھا جائے باسودیو کشان سنہ ۱۰۰ کسانی مطابق ۱۷۸ء مین راہی ملک عدم ہوا، کشان سلطنت کا زوال اس بادشاہ کے وقت سے شروع ہوا، اور رفتہ رفتہ اس سلطنت کے پرخچے اڑ گئے، بالعموم فطرت کا یہی قانون ہے کہ بڑی بڑی سلطنتون کی ماتحت ریاستین باغی ہوجاتی ہین، یا رعیت بغاوت پر اٹھ کھڑی ہوتی ہے، اور

دم بھر مین سلطنتون کا تختہ پلٹ دیتی ہے پنجاب و کابل کے بادشاہان کشان کے سکون سے معلوم ہوتا ہے کہ انھون نے مدت دراز تک اس ملک پر اپنا سکہ جمائے رکھا تھا، اور یہ امر بھی یقینی ہے کہ چھٹی صدی تک جب تک کہ ہن قوم کے حملون نے انکو کمزور نہین کیا، یہ بڑے طاقتور تھے، شاہان کشان مین سے ایک نے چوتھی صدی کے اول مین اپنی لڑکی ساسانی خاندان کے شہزادے ہرمز والی ایران سے بیاہی تھی، ۳۵۰ء مین جب شاہ پور دوم نے آمدہ (نام شہر) واقعہ دریائے دجلہ کے مقام کا محاصرہ کیا تو وہ شاہان کشان کی امداد و اعانت کی بدولت رومی فوج پر غالب ہوا تھا، مسٹر آر، ڈی، بینرجی کہتا ہے، کہ دریافت شدہ سکون سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ شاہان کشان کے جانشینون مین حسب ذیل راجے بھی ہوئے ہین،

راے باسودیو اول جانشین کنشک و دیم، (۲) باسودیو دوم یا باسودیو سوم، مگران کے کارنامے معلوم نہین ہین، بہر حال یہ بادشاہ خاندان کے زمانۂ انحطاط مین برائے نام حکمران تھے،

یہ امر ظاہر کر دینا ضروری ہے، کہ شاہان کسانہ کے کتبون کی تاریخین بہت کچھ تحقیق طلب ہین جو ہمنے اوپر لکھے گئے ہین، یہ تقریبی ہین، ہمارا مدعا شاہان گوجر کی شوکت و اقبال کو ثابت کرنا ہے سنین مختلف ہون تو ہون مگر اصل مدعا تو ان حالات سے ثابت ہوتا ہی،

Collection Of Advocate Showkat

فصل دہم

افقالوی گوجر

۵۰۲ء-۶۵۶ء کے درمیان ایک اور زبردست سلطنت ناگہان صفحہ تاریخ پر جلوہ گر ہوتی ہے، جس کا آغاز اس طرح ہوا، کہ رفتہ رفتہ چھٹی صدی کے نصف اولین مین مغربی ممالک سے چینی کلیتہً بے دخل ہو چکے تھے، اور فقالوی[1] خاندان نے ایک وسیع سلطنت کی بنیاد قائم کر لی تھی جس مین کاشغر، کشمیر، پشاور اور

---

[1] فقالوی گوجرون کا مشہور گوت ہے، ضلع گجرات مین اس قوم کی جماعت اب بھی موجود ہے، فقالی گوجر اپنے آپ کو سوم بنسی بیان کرتے ہین، اس قوم کے لوگ ملک دکن سے کسی وقت ضلع گجرات مین آئے، اور جنگل آباد کر کے ملکیت حاصل کی، موضع فقالیان واقع ضلع گجرات قوم فقالی کے نام پر ہے، ملاحظہ ہو، تاریخ ضلع گجرات ۱۸۶۷ء، ص ۱۴۲، مولفہ مرزا محمد اعظم بیگ اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر بندوبست،

پس ثابت ہوا کہ گوجرونکی سلطنت ۵۰۲ء-۶۵۶ء مین کاشغر و کشمیر پر تھی،

عام طور پر مورخین تو کلیات مثلاً گوجر، جاٹ، اہیر کے الفاظ سے تاریخ اخذ کرتے ہین، مگر ہم نے ہر ایک قوم کی جزئیات (گوتون کے الفاظ و تعلقات) کو بپیش نظر رکھ کر دائرہ تحقیق کو زیادہ وسیع کر دیا ہے، ہم نے صرف الفاظ سے کسی نتیجہ کے اختیار کرنے مین عجلت نہین کی جب تک کہ اس کے موید واقعات پر غور نہین کر لیا، اس نتیجہ کے مویدات درج ذیل ہین،

الف - ہون یا فقالی کا بیان تاریخہائے قدیم مین بحرف تردید ہے، جس کے یہ معنی ہین کہ فقالی ہون، ایک ہین، یا فقالی ہون کی شاخ ہے،

ب - معتبر تاریخون مین یہ تسلیم کیا گیا ہے، کہ گوجر سفید ہن ہین، یا اون کے بھائی بند،

ج - فقالی گوجرون کا وسط ایشیا سے آنا، اور کاشغر و کشمیر وغیرہ پر حکومت کرنا،

د - فقالی گوجرون کا ضلع گجرات پنجاب مین پایا جانا اور انکے نام پر موضع فقالیان کا ہونا یہ تمام امور ایسے ہین جنسے کوئی سمجھدار انکار

قندھار شامل تھے، لیکن ۵۶۲ء، ۵۶۵ء مین مغربی ترکون اور ایرانیون نے افتالوی سلطنت پر اپنا قدم جمالیا، اور افتالیون کو نکال دیا، چنانچہ سنہ ۶۳۰ء مین جب ہیون سانگ (چینی سیاح) اس ملک مین آیا، تو ترکون کے سردار اعظم سے اس نے پاسپورٹ حاصل کیا،

(باب چہاردہم حرف الف ہسٹری، دی۔ اے سمتھ)

(بقیہ حاشیہ ص ۱۴۰) نہین کر سکتا،

ہمکو جزئیات (یعنی گوتون) سے بہت کچھ امداد ملی ہی، اور یہ طریق ہر طرح موصل الی المطلوب ہے، کہ ہم جزئیات سے کلیات تک پہنچین، چوہان، تنور، فتالی، سونگی، چھاوڑی، کوتی، پرہار، گھیلہ، بچی، سوڈ، یہ سب گوت گوجرون کی ہین، اور تاریخون سے ثابت ہی کہ ہر ایک نے اپنے اپنے وقت مین سلطنت کی ہی، اور ہم نے ہر ایک گوت کے راجاؤن یا رئیسون کی حکومت کا تذکرہ کیا ہی، یہ ایسے الفاظ ہین کہ جن سے ایک دوسرے کی تائید ہوتی ہے، اس سے پہلے عام لوگ ان اقتباسات و استنباطات سے واقف نہین تھے، لیکن اب اس تاریخ کے پڑھنے سے تمام شکوک و شبہات دور ہو جائین گے، میرا خیال ہی کہ فتالی قبیلہ کشان کی شاخ ہے،

باب ششم

خاندان چھاوڑی گوجر کے راجہ،

بن راج

آئین اکبری مین سراج بسین مہملہ لکھا ہے! ورحقیقت یہ ہے کہ ابوالفضل نے اوسکو سراج بمعنی چراغ سمجھا ہے کیونکہ وہ اس نام کی مناسبت سے اس راجہ کے حالات باین الفاظ لکھتا ہے:۔

"ہندی ناتھا پنان برگذار و سال ہشت صد و دو از تاریخ بکرماجیت صد و پنجاہ و چہار ہجری نخستین سراج شمع دولت افروخت و گجرات جداگانہ سلطنت شد"

اس عبارت سے صاف ظاہر ہوتا ہے، کہ علامہ ابوالفضل نے اس راجہ کا نام سراج سمجھ کر اوسکی مناسبت سے شمع دولت افروخت کا لفظ استعمال کیا، تاریخ احمدی نے اس راجہ کا نام بن راج بکسر با لکھا ہے، بن کے معنی پسر لئے گئے ہین، یعنی راجہ کا بیٹا، اور تاریخ محمدی مین اوس کو بَن راج بفتح با بن کے معنی صحرا لئے گئے ہین، یعنی جنگل کا راجہ چونکہ یہ جنگل مین پیدا ہوا تھا، اسلئے اسکو جنگل کا راجہ کہا گیا،

ہمارے خیال مین علامہ ابوالفضل نے جو سمجھا ہے، وہ بظاہر دلنشین نہین ہو سکتا، کیونکہ ہندو راجہ کا نام اس زمانہ مین سراج ہونا بعید از قیاس ہے، تاریخ احمدی مین بن راج بمعنی راجہ کا بیٹا لکھا ہے، یہ بھی معقول نہین ہے کہ کیونکہ بن لفظ عربی اور راج ہندی، ان دونون کی ترکیب ہم معنی معلوم ہوتی ہے، ہندی مین راج پوتر کہا جا سکتا تھا، بعض تاریخون مین بنسراج، ب، ن، س، راج دیکھا گیا یہی درست ہے،

اس راجہ کے حالات علامہ ابوالفضل نے ص ۱۲۵ جلد دوم آئین اکبری مین اسطرح لکھے ہین:۔

هندی ناهها چنان برگذارد، سال هشت صد و دواز تاریخ بکرماجیت صد و پنجاه و چهار هجری نخستین سراج شمع
دولت افروخت و گجرات جداگانه سلطنت شد، راجه سری بهور دیو مرزبان قنوج سامت سنگه نام پرستاری
را، به بدگوهری و بداندیشی و فتنه انگیزی او، بگور نیستی فرستاد، و خان و مان یغمای ساخت، زنش آبستن بود،
خانه ناکامی، در پا بگجرات آمد، و در صحرائے بیکسی بزاد، سیل دیو نام را که از وارستگان جین بود، برو گذر افتاد، و دلش
بدرد آمد، و بیکے از گردندگان خود سپرد، و او را به رادهن پور برده به تیمارداری همت گماشت، چون کلان سال
شد همنشینی فرومایگان تباه اندیش دل آزاری و رهزنی پیش گرفت و هنگامهٔ بدکاران فراهم آمد، خزینهٔ گجرات
که بقنوج میرفت بدست آورد، و از انجا که سعادت سرشت بود، چانپا بقال بدو پیوست، شمشیر را خرد رهنمون آمد،
و از بدکاری بخوب کرداری گرائید، در پنجاه سالگی فرماندهی یافت، پٹن آباد کردهٔ اوست، گویند، برائے تختگاه زمین
نگهی بکار برد، و سخت تگاپو نمود، انهل نام دهقانے گفت شگفت زمین دیدام، اگر بنام من آن شهر آباد گردد رهنمونی
کنم، پذیرفته شد، او بدرخت زارے نشان داد که خرگوشے با ویرهٔ سگ در شده بود، و به نیروے بازو رهائی یافته
راجه آن سرزمین را آباد گردانید، انهل پور نام نهاد، اختر شناسان برگذارند، چون دو هزار و پانصد سال و هفت
ماه و نه روز و چهل و چهار گهڑی سپر شود، خرابه گردد، و از زبان فرسودگی و زبان گردی، نهر واله گفتندے، چون
بزبان آمد یار گزیده را پٹن گویند، بدین نام زبان زد روزگار شد"

ترجمہ

ہندی مورخ بیان کرتے ہیں کہ سنہ ۸۰۲ بکرماجیتی مطابق سنہ ۱۵۴ ہجری میں راجہ سراج نے خاندان چاوڑہ میں سب سے پہلے سلطنت کی شمع روشن کی، اور گجرات میں ایک علیحدہ حکومت قائم ہوئی، قنوج کا راجہ سری بھور دیو نے اپنے ایک عہدہ دار سامت سنگھ کو اس کے کمینہ پن، بدنیتی اور شرارت کی وجہ سے موت کے گڑھے (گور) میں ڈالا، (یعنی قتل کر دیا) اور اوس کا مال و متاع لوٹ لیا، سامت سنگھ کی عورت حاملہ تھی، اس ناکامیابی کی حالت میں گجرات پہنچی، اور جنگل میں جہاں اس کا کوئی پرسان حال نہیں تھا، بچہ جنا، راجہ سیل دیو نام جو آزاد منش، جین مذہب کے مقلدوں میں سے تھا، اس بیکس عورت کے پاس کہیں جا نکلا، اسکی حالت دیکھکر اندوہناک ہوا، (عورت اور بچہ کو) اپنے ایک نوکر کے سپرد کیا، اور رادھن پور لیجاکر اس بچہ کی تربیت و پرورش شروع کی، جب وہ بڑا ہوا، کمینوں کی صحبت کے سبب سے وہ برے کام کرنے لگا، لوگوں کو تکلیف دیتا تھا، اور ڈاکے ڈالتا تھا، بدکاروں کا شیوہ اوس نے اختیار کیا تھا، شاہی خزانہ جو گجرات سے قنوج جا رہا تھا، لوٹ لیا، چونکہ اس کی قسمت اچھی تھی، چانپا بقال اوس کا دوست ہو گیا، عقل نے شمشیر کی رہنمائی کی، (یعنی اس نے رہزنی چھوڑ دی) وہ بدکاری کے کام چھوڑ کر اچھے کاموں کی طرف مائل ہو گیا،

۵۰ سال کی عمر مین تخت نشین ہوا، پٹن اوسی کا آباد کیا ہوا ہے، کہتے ہین کہ اوس نے دار السلطنت کے مقرر کرنے مین بہت غور و خوض کیا، انہین ایام ایک دہقان نے کہا کہ مین نے ایک عجیب زمین دیکھی ہے، اگر اس شہر کا نام میرے نام پر رکھین، تو مین اوس زمین کا نشان دکھا سکتا ہون، راجہ نے قبول کیا، اور انہل نے درختون کے ایک جھنڈ مین اوس مقام کا نشان دیا، اور بیان کیا کہ ایک دفعہ اس مقام پر خرگوش نے کتے کا مقابلہ کیا تھا، خرگوش اپنے قوت بازو سے کتے کے پنجے سے نکل گیا، اس کا مطلب یہ تھا کہ اگر اس جگہ دار السلطنت کی بنیاد ڈالی جائے، تو کوئی غنیم اس پر غالب نہ ہوگا، راجہ نے اس زمین کو آباد کر کے انہل پور نام رکھا، منجم پیشینگوئی کرتے ہین، کہ ۲۵۰۰ سال ۹ ماہ اور انچاس دن پانچ گھڑی کے گذرنے پر یہ شہر ویران ہو جائے گا۔

اس شہر کا نام بول چال کے تغیرات اور زبان کی تبدیلی سے نہروالہ مشہور ہو گیا، اور چونکہ اس ملک کی زبان مین اچھی اور منتخب چیز کو پٹن کہتے ہین، اس لئے اس زمانہ مین پٹن کے نام سے مشہور ہے۔

بعض ہندی تاریخون مثلاً ہیم چند کی دواشری، پربندھ چنتامنی، چار شر بنی، رتن مالا وغیرہ مین اس کہانی کو تھوڑے تھوڑے اختلاف سے اس طرح بیان کیا گیا ہے،

بن راج راجہ جس راج یا کھرج کا بیٹا تھا، جو خاندان چوڑہ کا مقتدر مشہور اور پہلا راجہ گذرا ہے، جس راج شاعرون اور ادیبون کا قدردان اور عالمون اور فاضلون کا جوہر شناس تھا، اس کا دار الحکومت رادھن پور کے قریب پنچاسر یا پنچسور تھا، وہ رعایا اور سوداگرون کی ہر طرح استمالت و حفاظت کرتا تھا، تمام رعیت اسکی معدلت گستری اور نصفت شعاری سے خوش و خرم تھی، اوس نے گاؤن گاؤن مین علم و فن کے مکتب اور مدرسے جاری کئے، روحانی و جسمانی نشو و نما سے اسکی رعیت کا ہر فرد انسان کامل تھا، ادبا و شعرا اس کے دربار کی شمع بزم افروز تھے، شنکر ملک الشعرا فصاحت و بلاغت خداداد سے اسکے دربار کا گوہر شب چراغ تھا، جس راج کے دار السلطنت کی طرح کلیانی شہر بھی جو راجہ بھوردیو سولنگی کا دار الملک تھا، علم و ادب کی روشنی سے منور تھا، راجہ بھوردیو کی قدردانی نے دور دور سے علما و فضلا و شعرا کو کھینچ لیا تھا، یہ دونون راجے ترویج علوم اور ترتیب عساکر مین ایک دوسرے کے مد مقابل تھے، راجہ جسراج نے اپنے ملک الشعرا شنکر کو سادھو کے لباس مین کلیانی کے راجہ بھوردیو کے دربار مین روانہ کیا، مقصود اس سے یہ تھا کہ شنکر ملک الشعرا اپنی فصاحت و بلاغت سے کلیانی دربار کے شعرا پر اپنا سکہ جمائے، اور ساتھ ہی ساتھ پنچسور کی شوکت و حشمت کا اظہار کرے، ایک دن جب راجہ بھوردیو دربار عام مین رونق افروز تھا، اور سلطنت کے تمام امرا اور افسران افواج اور اطبا و شعرا و علما و فضلا اپنے اپنے مرتبون کے موافق جلوہ افروز تھے، شنکر سادھو کے لباس مین آ کر ایک کونہ مین بیٹھ گیا، دربار عام مین

Collection Of Advocate Showkat

اجازت تھی، کہ جو چاہے عرض کرے، اور جس صاحب کمال کو اپنا جوہر دکھانا ہو دکھائے، جب بڑے بڑے اہل کمال اپنا اپنا جوہر دکھا چکے، تو سادھو اجازت لیکر راجہ کی مسند کے سامنے کھڑا ہو گیا، درباریون نے اوسکے لباس و شکل و صورت کو دیکھکر تعجب کیا کہ یہ کون ہے اور دربار مین کس غرض سے آیا ہے، بظاہر سب کا یہی خیال تھا، کہ یہ کوئی بھکاری ہے یا فریادی، اس نے اپنے کچکول سے کہنہ و دریدہ کاغذ کا پرچہ نکالا، اور راجہ کی تعریف مین قصیدہ پڑھنے لگا، جب اوس نے پہلا شعر پڑھا تو اسکی خوش الحانی اور طرفہ بیانی سے دربار مین ایک سناٹا ہو گیا، اس کی فصاحت کی روشنی سے دربار منور اور بلاغت کی خوشبو سے مجلس مہک اٹھی، ایک ایک مصرع سلک جواہر، اور ایک ایک لفظ لولوئے آبدار تھا، ہر طرف سے تحسین و آفرین کی آواز بلند ہوئی، خود راجہ سخن فہم و شاعر بلیغ تھا، سادھو کی بلاغت و فصاحت پر شیفتہ ہو گیا، اور اوس کو شعراء کی صف اول مین بٹھایا، شعراء نے رشک و حسد سے مقربان بارگاہ کی خدمت مین عرض کی کہ جو قصیدہ سادھو نے پڑھا ہے وہ اسکی تصنیف نہین ہے، متقدمین مین سے کسی شاعر کا ہے، اور اوسمین مہاراج کا نام بعد مین درج کیا گیا ہے، راجہ کو پہلے ہی شک تھا، اب یقین ہو گیا، سادھو کو شاہی مہمانخانہ مین جگہ دی گئی، اور مہاراج بھوردیو نے حکم دیا کہ کل دربار مین مشاعرہ ہو گا، راجہ بھوردیو کے تمام شاعران باکمال جمع ہوئے جنمین اس کا مشہور فصیح ملک الشعراء کامراج بھی تھا جسکی نسبت بادشاہ کا یہ خیال تھا کہ وہ سب سے گوئے سبقت لیجائے گا، کیونکہ بارہا یہ امتحان ہو چکا تھا، کہ اوس نے اپنے ممدوح کی فتح و نصرت کے موقعہ پر کئی دفعہ فی البدیہہ قصائد پڑھے تھے، راجہ نے طرح کا ایک مصرع دیا، سادھو نے بلا فکر و تامل قلم برداشتہ اسکی تضمین لکھکر سب سے پہلے راجہ کی خدمت مین پیش کر دی، جب سب شاعر لکھ چکے، تو ہر ایک نے اپنے اپنے اشعار پڑھے، سادھو کا کلام گذشتہ شب کے کلام سے بالکل ملتا جلتا تھا، وہی استعارے اور وہی فصاحت و بلاغت تھی، دوسرے شاعرون کے کلام کو سادھو کے کلام سے دور کی نسبت بھی نہین تھی، راجہ نے سادھو کا نام اور مقام اور جہان اوس نے تعلیم پائی دریافت کیا، سادھو نے فی البدیہہ نظم مین جواب دیا، جس کا مضمون یہ تھا: مین اوس سرزمین کا رہنے والا ہون، جو سونا اگلتی ہے، مین اوس سرزمین کا باشندہ ہون جسکے فرش زمردین پر صبح و شام مختلف رنگ کے خوشنما پھول خوشی اور مسرت کی نسیم دل افروز سے کھلتے رہتے ہین، مین اوس سرزمین کا رہنے والا ہون جسکی مشک آگین خاک پر گلاب و نسترن اور لالہ و زنبق کی دوشیزہ شاخین جبین گل سے سجدۂ ادب بجا لاتی ہین، مین اوس سرزمین کا رہنے والا ہون، جس کے سرسبز انگورون کی شاخون پر خوشنما خوشے اس طرح چمکتے ہین، جس طرح آسمان پر عقد ثریا، مین اس سرزمین کا رہنے والا ہون، جس کے انجیر خمیرۂ خشخاش کے مرتبان ہین، مین اس خطے کا رہنے والا ہون، جسکی دیبائے سبز مین کمخواب کے

Collection Of Advocate Showkat

تھان لپٹے ہوئے ہین جنہین لعل و جواہر ٹکے ہوئے ہین، مین اس سرزمین کا رہنے والا ہون جس کے خربوزے قند و نبات کے مٹکے ہین، جو گلاب اور کیوڑہ مین بسائے گئے ہین، مین اس سرزمین کا رہنے والا ہون، جسکی ندیان روانی و آبداری ہیں، کہکشان ہین جن کے مرواریدی قطرات ستارون کی طرح درخشان ہین، مین اس سرزمین کا رہنے والا ہون جہان کے فصاحت و بلاغت کے چشمے تمام دنیا کو سیراب کر رہے ہین، مین اس سرزمین کا رہنے والا ہون، جہان علماؑ و فضلاء کو جواہر سے تولا جاتا ہے، مین اس سرزمین کا رہنے والا ہون، جہان شاعرون کا منہ موتیون سے بھر دیا جاتا ہے، مین اوس سرزمین کا رہنے والا ہون، جسکی خاک مشک و عنبر، اور جس کے اشجار صندل اور اگر ہین، مین اوس سرزمین کا رہنے والا ہون، جس کے بادشاہ کا علم آسمان فرسا بگولا ہے، جو دشمنون کو تہ و بالا کرنے کیلئے دنیا کا چکر لگاتا ہے، مین اس سرزمین کا رہنے والا ہون جس کے بادشاہ کی چوکھٹ آفتاب اقبال کا مطلع ہے، اور جس کے لشکر کی تلوارین بجلی کی طرح چمکتی ہین، جس کے نیزے اور تیر سیاہ بادل ہین، جو موسلا دھار بارش کی طرح دشمنون کا خون برساتے ہین جس کے خزانے قدرتی کانون کی طرح معمور ہین، جس کا تخمینہ وہم کا محاسب بھی نہین کر سکتا، میرا وہ بادشاہ ہے، جسکی پیشانی اقبال و اجلال کے نور سے درخشان اور جس کا سینہ شجاعت و اولوالعزمی کا مخزن ہے، میرے بادشاہ کا حکم بحر محیط کی طرح تمام دنیا کو گھیرے ہوئے ہے، جسکو کوئی روک نہین سکتا، وہ فخر خاندان گوجر راجہ جے سکھری ہے، جس کی سطوت سے تمام دنیا کے راجے کانپتے ہین، مین اوسکے دربار کا ملک الشعراء ہون، جسکی آتش زبانی نے شعراء کے سینون مین آگ پھونک دی، جسطرح میرا بادشاہ شمشیر سے ممالک کو فتح کرتا ہے، اوسی طرح اُس کے ساتھ ساتھ مین نوک زبان و قلم سے دنیا کو مسخر کر رہا ہون، شنکر یہ کہتا ہوا کچکول اور مرگ چھالا پھینک کر مجمع سے ایسا غائب ہوا، کہ پھر اس کا کہین پتہ نہین چلا، یہ ایک بگولا تھا جو محفل کو درہم برہم کر گیا، یا بجلی تھی، جو محفل پر گری، اور دفعتہً آسمان پر پہنچ گئی، راجہ بھور دیو اور اس کے درباریون نے شنکر کے آنے کو راجہ جے سکھری کی طرف سے پیغام جنگ سمجھا، غصہ سے راجہ اور افسرون کے چہرے سُرخ ہو گئے، اور سب بالاتفاق اس پر متحد ہو گئے، کہ جے سکھری اور اوسکے ملک الشعراء کو اس گستاخی کی سزا دی جائے، یہ ایسی گستاخی ہے کہ اس سے زیادہ اور کوئی طعن و تشنیع نہین ہو سکتی، شاہی دربار مین اس قسم کی گستاخی کی پہلے زمانہ مین کوئی نظیر نہین ہے، افسران فوج کے نام فوری احکام جاری کئے گئے، لشکرون کا جائزہ لیا گیا، خزانون کے دروازے کھولے اور جاگیردارون کے نام فرمان بھیجے گئے، کہ وہ اپنے اپنے بہادران جنگ آزما کو دارالخلافہ مین حاضر کرین، چند مہینون مین ہر قسم کا ساز و سامان جمع ہو گیا، اس فوج مین گھوڑون اور ہاتھیون کے کئی رسالے، اور چھ ہزار جنگ آزمودہ سپاہی تھے، جنمین ایک ایک دس دس پر بھاری تھا،

بڑے بڑے تجربہ کار سپہ سالارون کی سرکردگی مین یہ سیلاب جے سکھری کی دارالسلطنت کی بیخ و بن اکھاڑنے کیلئے روانہ ہوا، راجہ جے سکھری کو اس وقت پتہ لگا جب بھوردیو اس کے ملک کو تخت و تاراج کرتا ہوا دارالسلطنت کے قریب پہنچ گیا تھا جب راجہ جے سکھری کو خبر ہوئی. تو آگ بگولا ہو گیا، سپہ سالارون کو جمع کیا، اور لشکر کی کمان خود ہاتھ مین لی، راجہ بھوردیو کا سپہ سالار میر نامی فتح کے نشہ مین ایسا مخمور تھا، کہ اوس نے کسی قسم کی جنگی احتیاط اور پیش بندی کو ملحوظ نہ رکھا. جو ایسے سخت دشمن کے مقابلہ مین لازم تھی، رات کو جب اوس کا لشکر ہتھیار اتار اور گھوڑے باندھ بے فکر ہو کر غفلت کی نیند سو رہا تھا، جے سکھری کا لشکر سورپال کی سرکردگی مین آفت ناگہانی کی طرح اس پر ٹوٹ پڑا، میر سپہ سالار نے جب تلوار کی جھنکار سنی، تو جلدی سے ہتھیار اٹھا کر مقابلہ کیلئے کھڑا ہو گیا، مگر کیا دیکھتا ہے، کہ اوسکی سپاہ کا اکثر حصہ تہ تیغ ہو چکا ہے، اور خون کی ندیان جاری ہین، وہ بقیۃ السیف لشکر کو لے کر بھاگا. مگر جے سکھری کی تازہ دم فوج نے شکست خوردہ فوج کا جو حصہ مل گیا، اوسکو موت کے گھاٹ اوتار دیا، نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن کی صورت تھی، راجہ جے سکھری خود تلوار کھینچے ہوئے اپنی فوج کے بہادرون کے جو دشمن کا تعاقب کر رہے تھے. ہان بڑھے چلو کے نعرہ سے دل بڑھا رہا تھا:

راجہ بھوردیو کی فوج بدحواس ہو کر بھاگی، اور کلیانی مین جا کر دم لیا، اس شکست فاش نے سب حملہ آورون کے دل توڑ دئے، اور راجہ جے سکھری اپنے سپہ سالار سورپال کے ساتھ فتح و نصرت کے پرچم اڑاتا ہوا پنجبور مین واپس آیا: اور سپہ سالارون اور افسران فوج کو انعام و اکرام سے مالا مال کیا، خس کم جہان پاک دشمن کے لشکر سے اپنی سلطنت کو پاک صاف کیا، اس شکست نے بھوردیو اور اوس کے افسرون کے فخر کو خاک مین ملا دیا، کچھ عرصہ بعد راجہ بھوردیو نے حملہ کی پھر تیاری کی، اور داغ ندامت کو اپنی شباخت کی پیشانی سے مٹانا چاہا، اور فوج کے افسرون سے کہا کہ اس ندامت سے تو مر جانا بہتر ہے، ایک دفعہ قسمت آزمائی کرنا چاہئے، مگر اس اولوالعزمی اور بلند ہمتی سے حملہ ہو گیا تو خود مٹ جائین، یا داغ ندامت کو مٹائین، راجہ کی اس تقریر سے سپاہ اور سپاہ سالارون کے دل بڑھ گئے. اور ہر ایک نے تلوار کی قسم کھا کر کہا کہ جان جائے گی، مگر عزت نہ دین گے، دوسری طرف راجہ جے سکھری غافل نہ تھا، وہ بھی ہر طرح کی تیاری مین مصروف تھا،

راجہ بھوردیو کا لشکر اس دفعہ اس طاقت و اولوالعزمی سے حملہ آور ہوا، کہ اوس کے سامنے پہاڑ کانپتے تھے، راجہ جے سکھری بھی اس سیلاب کے روکنے کیلئے سد سکندری بن گیا، دونون طرف کے ہاتھیون کے رسالون کا اس طرح تصادم ہوتا تھا جس طرح دو پہاڑ آپس مین ٹکراتے ہون، تیر و تفنگ کی بارش چند مہینون

Collection Of Adevcate Showkat

تک ہوتی رہی. مگر دونون لشکر مقابلہ مین پہاڑ کی طرح مضبوط تھے، کشتون کے پشتے لگ گئے تھے، اور خونریز تلوارین برابر خون برساتی رہین، مگر آتش جنگ ایک لحظہ کیلئے مدھم نہ ہوئی،

جنگ روز بروز بڑھتی جاتی تھی، راجہ بھوردیو نے سپہ سالارون کو بُلا کر کہا کہ غیر ملک مین اس قدر طویل لڑائی جاری رکھنا، ہماری شجاعت کے خلاف ہے، کل ایسا متفقہ حملہ کرنا چاہئے، جو فیصلہ کُن ہو، یا ہم فنا ہو جائین یا دشمن کو فنا کردین، طلوع آفتاب کے ساتھ ہی حملہ شروع ہو گیا، اور راجہ جے سکھری کی سپاہ اس طرح پیچھے ہٹنے لگی، جس طرح سمندر کی لہرین چٹانون سے ٹکرا کر پیچھے ہٹتی ہین، اور بھوردیو کی فوج اس طرح آگے بڑھنے لگی، جس طرح سیلاب کی موجین بڑھتی ہین، یہان تک کہ جے سکھری کی فوج قلعہ کی دیوارون تک ہٹ گئی، راجہ بھوردیو کی طرف سے تیر وتفنگ کی بارش نے راجہ جے سکھری کو مجبور کیا، کہ وہ قلعہ مین پناہ گزین ہو، قلعہ بہت مستحکم تھا، چند مہینون تک راجہ بھوردیو کی فوج قلعہ کو گھیرے بامید فتح پڑی رہی، آخر قلعہ کا ذخیرہ ختم ہو گیا، اور جے سکھری کی فوج گھوڑے اور ہاتھی ذبح کرکے کھانے لگی، جب کچھ نہ رہا، تو جے سکھری نے صلح کا پیغام بھیجا، مگر مہاراجاؤن کے دستور کے خلاف اسکی طرف التفات نہ ہوا اور راجہ بھوردیو کو یہ معلوم ہو گیا کہ اب راجہ جے سکھری کی طاقت کا خاتمہ ہو گیا ہے، تو اوس نے فوج کو بڑھنے کا حکم دیا، فوج قلعہ کی فصیل کو توڑ کر قلعہ مین گھس گئی، جسوقت راجہ جے سکھری نے سمجھا کہ موت سامنے کھڑی ہے، تو اوس نے سورپال کو جو اوس کا سپہ سالار اور سالا بھی تھا، بلا کر کہا، کہ رانی روپ سندری جو آپ کی بہن ہے، وہ حاملہ ہے یہ وقت ہے کہ اسکو کسی جگہ لیجائیے، ممکن ہے کہ ہماری نسل باقی رہے، جب رانی روپ سندری نے یہ سنا، تو وہ تلوار ہاتھ مین لیکر اپنے شوہر کے پاس پہنچ گئی، اور کہا کہ مین راجہ کی بیٹی اور راجہ کی رانی ہون مردانہ موت مرنا چاہتی ہون، اور بجائے ستی ہونے کے آپکے پہلو مین آغشتہ خاک وخون ہونے کو عزت سمجھتی ہون اگرچہ عورت ہون مگر ہمت مردانہ رکھتی ہون، میرے لئے اس سے زیادہ اور کوئی مصیبت نہین ہوسکتی، کہ مین عام عورتون کی طرح پناہ تلاش کرون، اور بھائی اور شوہر کو ایسی حالت مین چھوڑ جاؤن، الغرض رانی سندری نے بہت اصرار کیا، مگر اس کا بھائی سورپال اس کو سمجھا بجھا کر قلعہ کے ایک دریچہ سے باہر لے گیا، اور ایک بھیل قوم کی عورت کے سپرد کیا، جو اوس کی خدمتگار تھی، رانی روپ سندری اپنی کنیز کے مشورہ کے مطابق ایک سادھو کی جھونپڑی مین جو دارالسلطنت کے پانچ چھ میل دور جنگل مین تھی، پناہ گزین ہوئی، اور فقیرانہ لباس پہنکر اس سادھو کی خدمتگار کہلانے لگی، راجہ جے سکھری قتل کیا گیا، مگر سورپال کسی طرح بچ کے نکل گیا، نہ اسوجہ سے کہ وہ بزدل تھا، بلکہ اس خیال سے کہ ممکن ہے کہ اسکی بہن کے بطن سے تخت وتاج کا وارث پیدا ہو اور دشمن سے انتقام لینے کا موقع ملے، سورپال کو دو مصیبتیں پیش آئین، ایک یہ کہ بھوردیو اوسکی تلاش مین تھا،

Collection Of Advocate Showkat

اوس نے اوس ملک کی چپہ چپہ زمین مین اوسکو تلاش کرایا، مگر وہ نہ ملا، دوسری مصیبت یہ تھی، کہ اوس کو اپنی بہن کا کوئی پتہ نہین تھا، کہ وہ بھیل عورت اوسکو کہان لے گئی، اور اوس کے دامن مراد مین مشیت ایزدی نے کیا پھل ڈالا، اور اوس کا کیا حشر ہوا، آخر تلاش سے گوہر مقصود اوس کے ہاتھ آیا، یعنی روپ سندری کا نور چشم بن راج جو چند سال کا ہو چکا تھا، مل گیا، اوسکو گود مین اوٹھا کر خدا کا شکر بجالایا، اور اوس وقت سے اوس کو اپنی امیدون کا میدان وسیع اور مستقبل شاندار معلوم ہونے لگا،

بن راج جوان ہوا، اسمین آبائی شجاعت وشہامت آشکارا تھی، اوس کا ماموں سورپال اوس کا قوت بازو اور جان نثار معاون وسرپرست تھا، دونون نے ملکر خاندان چورہ کے موروثی ملک کو بزور شمشیر دشمنون سے چھڑایا، اس طرح ہاتھ سے گئی ہوئی سلطنت پھر خدا نے اوسکو واپس دی،

چینی مکتوبات مین جابجا اس راجہ کی سطوت وحشمت کا بڑی شد و مد سے ذکر کیا گیا ہے جس سے اوس کا حیرت انگیز عروج وکمال ظاہر ہوتا ہے، چوڑہ خاندان کے راجگان ساحل سورت پر فرمانروا تھے، اور ٹین (جسکو عربی مورخین نے فتن لکھا ہے) اور سومنات اون کے مشہور شہر تھے، اور تمام بندرگاہ ان کی تجارت کے مرکز تھے اور اون کا دار السلطنت پنچاسر یا پنچسور تھا، یہ بیان کیا جاتا ہے کہ بن راج کی جائے پیدائش عرصہ تک اس کے خاندان کی پرستشگاہ رہی،

ایک گاؤن وونڈ مشہور ہے، جہان بن راج نے پرورش پائی تھی، اس گاؤن مین ایک مشہور مندر اس خاندان کی دیوی کا ہے، اور بن راج کے نام پر ایک کنوان مشہور ہے، جسکو خود اوس نے تعمیر کیا تھا، چینی تاریخین جیسا کہ علامہ ابو الفضل نے لکھا ہے، اس امر پر متفق ہین، کہ بن راج کا دار الحکومت انہل واڑہ تھا، پہلے کسی جگہ ذکر کیا گیا ہے، کہ یہ انہل چرواہے کے نام پر آباد ہوا تھا، جس نے راجہ کو اس جگہ کا نشان دیا تھا، اور منجمون نے اتفاق کیا تھا، کہ راج دھانی کیلئے یہ جگہ مبارک ومحفوظ ہے، انہل واڑہ مین راجہ نے اپنی والدہ روپ سندری اور اوس کے پیشوا اشیل گن جینی کے لئے ایک بڑا عالیشان محل بنوایا، جو سادھو کی وفات پر مندر کی شکل مین تبدیل کیا گیا، اور وہ عرصہ تک قوم گوجر کی پرستش گاہ رہا،

نیز مشہور بن راج کے وزیر اعظم چانپا نے تعمیر کرایا، یہ وہی چانپا ہے جسکو ابو الفضل نے جانپا ینال لکھا ہے، چین کی تاریخون مین اس راجہ کی تاجپوشی کے جشن کا اپنی مخصوص انشا پردازی مین مبالغہ کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے، جس کے مقابلہ مین جشن جمشید کے روایات ہیچ ہین،

یہ راجہ خود تو شیو کی پرستش کرتا تھا، مگر دوسرے مذاہب کے پیشواؤن کی بھی تعظیم وتکریم کرتا تھا، اور تمام مذاہب کو اوس کے زمانہ مین ازادی حاصل تھی، یہ راجہ اپنے پیشوا راجاؤن کی طرح ہر مذہب وملت کے

لوگون کو مذہبی اوقاف مین سے ہر قسم کی امداد دیتا تھا،

تمام تاریخون کا اتفاق ہے، کہ بن راج چیرہ خاندان کا چشم وچراغ تھا، اور اوسی سے اس خاندان کی شہرت ہوئی اور سکو چینی سادھو شیل گن نے اعلیٰ درجہ کی علمی وروحانی تعلیم دی تھی، اور اس نے اپنے ماموں سوپال کی امداد سے راجہ بھوردیو کی مملکت کو نیست ونابود کیا تھا، اوس نے نہایت کامیابی سے ۷۴۶ء سے ۸۰۶ء تک ساٹھ سال حکومت کی،

یوگ راج

آئین اکبری مین جوگراج درج ہے، یوگ راج اور جوگ راج ایک ہی ہے، کیونکہ ج اور ی کا آپس مین تبادلہ ہوجاتا ہے، بن راج کی وفات کے بعد اوس کا فرزند یوگ راج جلوہ افروز مسند حکومت ہوا، یہ بڑا فاضل وادیب اور کئی کتابون کا مصنف تھا، اسکی اخلاقی کتابین عرصہ دراز تک نصاب تعلیم مین داخل رہین، یہ اپنے باپ کے عہد مین ایک علاقہ کا حاکم تھا، اس لئے اوس کو سیاسی اور جنگی ہر قسم کا تجربہ حاصل تھا، ہر قسم کے اسلحہ مین اوس نے اصلاح کی، اور اسلحہ خانہ کو نئی نئی قسم کے ہتھیارون سے بھردیا، یہ بت پرست اور علم وفن کا دلدادہ تھا، اوس کے زمانہ مین ودیاوان، (عارف) لوگون کی بڑی قدر ومنزلت تھی، یہ انصاف ومعدلت مین بھی مشہور تھا، عدالت مین اپنے اور بیگانے اوسکی نظر مین برابر تھے، ایک دفعہ اوس کے ولیعہد کھیم راج نے کسی سوداگر کا مال چھین لیا، سوداگر نے راجہ کے دربار مین فریاد کی تحقیقات مین ولی عہد کھیمراج پر الزام ثابت ہوا، راجہ نے اوسکو بلاکر سزا دی، اور سوداگر کا تمام مال واپس دلایا، جو چیز نہ ملی، اوسکی قیمت خزانہ شاہی سے ادا کی، یہ امن پسند اور صلح اندیش تھا، لڑائی کو برا سمجھتا تھا، اوس کو صرف ایک دفعہ مدافعانہ جنگ کرنی پڑی، جسمین یہ ظفریاب ہوا، یوگ راج ۸۰۶ء سے ۸۴۲ء تک ۳۵ سال حکومت کرکے راہی ملک عدم ہوا،

بھیمراج

آئین اکبری مین اس کا نام بھیمراج[1] لکھا ہے، جو دراصل کھیمراج معلوم ہوتا ہے، ہندوون یا غیر ملک کے نامون کی نقل ہوتے ہوتے، اصل صورت مسخ ہوجاتی ہے، بھیمراج اور کھیمراج مین کاف اور ب کا فرق ہے، اگر کاف کی جگہ ب ہو تو بھیمراج ہوجاتا ہے، کھیمراج اپنے باپ کی رحلت کے بعد مسند نشین ہوا، یہ بھی اپنے

---

[1] گجرات کی فارسی کتابون مین کھیمراج اور ابوالفضل کی تاریخ مین بھیمراج درج ہے،

باپ کی طرح عالم و ادیب و فاضل نہیں تھا، اوس کے غرور و بد مزاجی کی وجہ سے امرائے دولت ہمیشہ اس سے کشیدہ و خاطر رہتے تھے، اوس کو ملک گیری کا بڑا شوق تھا، مگر باوجود بہادرانہ جنگجوئی کے اپنی مملکت کو بہت تھوڑی وسعت دے سکا، کیونکہ ارکان سلطنت مین سے ایک بھی یہ نہین چاہتا تھا کہ اوس کا جاہ و جلال زیادہ بڑھے، وہ جانتے تھے، اس کی شوکت و اُبہت کے بڑھنے سے اوس کا غرور اور بڑھے گا، اور درباریون کو تنگ کریگا، علاوہ اس کے ضدی بھی تھا، اپنی رائے کو سب کی رایون کے مقابلہ مین صائب سمجھتا تھا، اوسکو کسی پر اعتبار نہین تھا اپنے رشتہ دارون کو بنظر حقارت دیکھتا تھا با این ہمہ سب کے سب اس کے سامنے سرنگون تھے، اور کسی کو اس کے مقابلے کی جرأت نہ تھی، اپنے بھائی بندون کے ساتھ بھی عزت و احترام سے پیش نہین آتا تھا، اوس نے اپنے زمانہ مین چند مندر تعمیر کئے، اور سنسکرت کے مدارس کھولے، اور اون کے لئے جاگیرین وقف کین، یہی ایک کام تھا جس سے علماء و فضلاء اس سے خوش تھے، اوس نے سنہ ۹۱۶ سے سنہ ۹۴۲ تک ۲۶ سال جہانبانی کی، اور عنان حکومت اپنے فرزند بھوڑ کو دی، آئین اکبری مین اوس کا زمانہ حکومت ۵۲ سال درج ہے،

بھوڑ

آئین اکبری مین یہ نام دوسری تاریخون کے مطابق ہے، بھوڑ کو بیتھو بھی کہتے ہین، بھوڑ سخت گیر و جابر تھا، اپنی مملکت کو حکمت عملی و مصلحت سے وسیع کیا، یہ دیوتاؤن کا بہت عقیدتمند تھا، اوس کا اعتقاد تھا کہ دنیا کی زمام دیوتاؤن کے ہاتھ مین ہے، جنگی ساز و سامان برائے نام ہین، اوس نے ایک بہت بڑا مندر تعمیر کرایا تھا جو اپنے زمانہ مین عجائب روزگار تھا، یہ خود تو پڑھا لکھا نہین تھا، لیکن علماء و فضلاء کا اپنے بزرگون کی طرح خادم تھا، اوس کے زمانہ مین ہر ایک مذہب آزاد تھا، اور رعایا خوشحال و آسودہ تھی، لوگ صلح و آشتی سے زندگی بسر کرتے تھے، یہ سنہ ۹۶۶ سے سنہ ۹۹۵ تک ۲۹ سال حکومت کر کے پیوند زمین ہوا،

راجہ بیر سنگھ

آئین اکبری مین اوس کو راجہ بجر سنگھ (ب، ح، ر مہملہ) لکھا ہے، دراصل نبجے سنگھ ہے اور ایک نسخہ آئین اکبری مین نبجے سنگھ بھی ہے، مرأت محمدی مین بیر سنگھ درج ہے، یہ نقل در نقل مین فرق ہو گیا، لیکن باہمی تعلق سے صاف معلوم ہوتا ہے، نبجے سنگھ کی صورت حرفی مین اگر جیم کا نقطہ نہ دیا جائے، تو بجر سنگھ کی شکل

Collection Of Advocate Showkat

حرفی ہو جاتی ہے، اور بیج سنگھ کا بیر سنگھ بھی بن سکتا ہے، اگر ج کو ی سے تبدیل کیا جائے جو ہندی مین رائج ہے، یہ سب فرق خط و کتابت و تلفظ کا ہے، یہ راجہ مندرون کا پجاری، مذہبی توہمات مین گرفتار، مگر سخت جنگجو اور ملک گیری کا حریص تھا۔ فن حرب مین خاص ملکہ رکھتا تھا، ہمیشہ دشمنون کو شکست دیتا تھا، اوس نے انتظام ملک کے دو حصے کئے، ایک محکمہ حربیہ، دوسرا انتظامیہ، محکمہ حربیہ کا وہ خود انچارج تھا، اور انتظامیہ جس مین صیغہ مال، جوڈیشل، زراعت، تجارت، آبادی کے شعبے شامل تھے، امرا کے سپرد تھے، اور وہی سب کاروبار ان شعبون کا انجام دیتے تھے، یہ سخت طبیعت کا سپاہی تھا، چونکہ بہادر تھا، اس لئے اسکو سنگھ (شیر) کہتے تھے، اسکی اپنی کوئی ذاتی رائے نہین تھی، جسقدر تعلیم کی ترقی اس کے عہد مین ہوئی، وہ اوس کے امرائے دربار کا کارنامہ ہے، سنہ ۸۹۰ھ مین مسند نشین ہوا، ۳۰ سال حکومت کرکے سنہ ۹۲۰ھ مین وفات پائی، علامہ ابوالفضل لکھتا ہے کہ اوس نے پچیس سال بادشاہت کی، دونون روایتون مین دس سال کا فرق ہے،

رتن دیت

بیر سنگھ کے بعد اوس کا فرزند رتن دیت سریرآرائے حکومت ہوا، علامہ ابوالفضل نے اوسکو رتناوت لکھا ہے، یہ کچھ ایسا تفاوت نہین ہے، فارسی مورخون نے رتناوت کو رشاوت سمجھا، اور خوب سمجھا کہ رت اورن کے تین نقطے تھے، اونھون نے رشاوت لکھدیا، ہم کو اندیشہ ہے کہ ہماری اس تاریخ کے الفاظ مین کاتب کیا کچھ تحریف کرین گے۔)

اس راجہ کو ملکی قواعد و ضوابط کے مرتب کرنے کا بہت شوق تھا، اور انصاف و معدلت کے کام کا خود متکفل تھا، اسی وجہ سے اوس کو آفتاب معدلت کہتے تھے، رہزنون اور مفسدون کو سخت سزا دیتا تھا، اور ملک کی آبادی اور زراعت کی طرف خاص طور پر توجہ مبذول رکھتا تھا، رعایا کی مالگذاری مین بہت کمی کی، اور مسافرون اور سوداگرون کے لئے ہر ممکن سہولت مہیا کر دی، وعدے کا سچا ارادے کا پکا، جھوٹون کا دشمن، راستبازون کا ملجا و مامن تھا، اس کے دربار کے بہتر سے بہتر دانش آگاہ اور حقیقت شناس مشیر تھے، یہ عین عنفوان شباب مین دنیائے دون سے برداشتہ خاطر ہو کر راہی ملک عدم ہوا، اس نے سنہ ۹۲۰ھ سے سنہ ۹۲۵ھ تک ۱۵ سال حکمرانی کی۔

سامنت سنگھ

راجہ سامنت سنگھ بڑا عیاش، وعدہ فراموش، ناقدر شناس تھا، اور چونکہ اوس کے اولاد نہین تھی، اسلئے

اس کا مقولہ تھا۔ ؎

سامت بعیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست

یہ شراب کے نشہ مین چور رہتا تھا، ملک کی حالت تباہ، رعیت خستہ، سلطنت کا کاروبار امراء کے ہاتھ مین تھا جنکو نہ ملک سے محبت تھی، اور نہ سلطنت کے قیام کا فکر، کیونکہ وہ جانتے تھے، کہ اسکی عمر کا پیمانہ لبریز ہو چکا ہے، اسکی صحت بگڑ گئی ہے، آج نہین تو کل مر جائیگا، اس کے بعد سلطنت کے بارے مین سخت جنگ و جدل ہو گی، بعض ارکان دولت بھی اس گھات مین تھے، کہ اوس کے مرنے کے بعد سلطنت کے خود مالک ہون،

یہ شراب کے نشہ مین مردہ کی طرح مدہوش پڑا رہتا تھا، اور سلطنت کے آرزومند اوس کے گرد اس طرح منڈلاتے تھے، جسطرح مردار پر چیلین منڈلاتی ہین، لیکن دیوانہ بکار خویش ہشیار، اوس نے جب دیکھا کہ اوسکی کوئی اولاد نہین ہے، تو اوس نے بظاہر یہ دوراندیشی کی، کہ اوسکی بیٹی جو سری ڈنڈک راجہ دہلی سے بیاہی ہوئی تھی، اوس کا ایک لڑکا مولراج تھا، جس کا حال آگے آئے گا، اوس کو بلا کر ولیعہد کر دیا، مگر حالت یہ تھی، کہ جب نشہ شراب مین ہوتا تو اوس سے بہت محبت و پیار کرتا، کیونکہ وہ اوس کا نواسہ تھا، مگر جب شراب کا نشہ اُتر جاتا یعنی ہوش مین آتا، تو اوس کو ولی عہدی سے الگ کر دیتا، مولراج بڑا ہوشیار تھا، بدمعاشون اور غنڈون کا مجمع اوس کے ساتھ رہتا تھا، اور چونکہ راجہ اوسکو کافی روپیہ مصارف کے واسطے نہین دیتا تھا، وہ چورون کے ایک گروہ کو ہمراہ لیکر ادھر ادھر سے لوٹ مار کرتا تھا۔

مولراج اپنے نانا سامت سنگھ کی غیر مستقل مزاجی سے خائف ہو گیا کہ شاید وہ کسی دن اسکو ولیعہدی سے معزول کر کے نکال دے، وہ بداندیش جفاکار، ساتھیون سے مشورہ کر کے اور اون کو بڑے بڑے عہدون اور انعامات کا وعدہ کر کے ایک دن محلات شاہی کے بالاخانون پر جہان سامت سنگھ محو عیش و عشرت تھا چڑھ گیا، راجہ شراب کے نشہ مین سرشار تھا، مولراج کو دیکھکر اوٹھا، اور معانقے کیلئے ہاتھ بڑھائے، مولراج نے معانقہ ہی مین اوسکی گردن توڑ دی، اور تخت و تاج کا مالک ہو گیا، اب سلطنت خاندان چھاوڑی سے خاندان سولنگی مین منتقل ہوئی، سامت سنگھ نے سنہ ۹۳۵ سے سنہ ۹۴۲ تک ۷ سال شراب نوشی مین عمر بسر کی، اور شراب نے اسکو ایسا مدہوش کیا کہ پھر ہوش مین نہ آیا،

Complimentary Copy
Not For Sale (G.D.G,T.J)

باب ہفتم

گجرات کے سولنکی راجے یا چلکیا

فصل اول

گجرات کے سولنگی گوجر راجہ

علامہ ابوالفضل نے آئین اکبری مین سولنگی راجاؤن اوران کی مدت حکومت کو بتفصیل لکھا ہے، اور جس طرح سلطنت چھاوڑی سے خاندان سولنگی مین منتقل ہوئی، اوسکو دلچسپ پیرایہ مین ادا کیا ہے، جو درج ذیل ہے، :-

(۱) مولراج سولنگی ۵۶ سال، (۲) چامند ۱۳ سال، (۳) بلب ۶ ماہ، (۴) درلب ۱۱ سال ۶ ماہ، (۵) بھیم ۴۶ سال، (۶) کرن ۳۱ سال، (۷) جے سنگھ ۵۰ سال، (۸) کمارپال ۲۲ سال، (۹) اجیپال ۳ سال، (۱۰) لکھمول ۲ سال،

راجہ سامت سنگھ دختر خویش را بہ سرہی ڈنڈک سولنگی از نژاد راجۂ دہلی کدخدا کردہ بود، نزدیک بزادن

لہ کیا؟ میرا یہ خیال غلط ہے، کہ چلکیا خاندان کا نام سولنگی کیون ہوا، اسلئے کہ یہ شولنگ کی پرستش کرتے تھے، کسی تاریخ مین تو نہین دیکھا ہے، یہ صرف میرا ذاتی خیال ہے،

درگذشت شکم دریده فرزند را برآوردند، ماه در شانزدهم منزل بود و اہل ہند آنرا مول خوانند، بدین جہت مولراج نام نہادند، راجہ سامنت سنگھ بفرزندی برگرفت و بہ تیمارداری ہمت بست، چون بزرگ شدانو مسازی خراب درونان بہ تباہ اندیشی افتاد، راجہ در مستی سلطنت بدو نامزد می کرد، و در ہوشیاری باز می گردید، آن شوریدہ مغز را کالیوہ تر می ساخت، تا آن کہ آن نافرجام جان شکری ولی نعمت نمود، و نام بزرگی بر خود نہاد،

ترجمہ

راجہ سامنت سنگھ نے اپنی لڑکی سری ڈنڈک سولنگی سے جو راجۂ دہلی کی اولاد سے تھا، بیاہ دی تھی، وہ وضع حمل کے وقت (دردزہ کی وجہ سے) مرگئی، (حکماء نے) اس کا پیٹ چاک کرکے لڑکا نکالا، چاند اس وقت سولھوین منزل مین تھا جسکو اہل ہند مول کہتے ہین، اسی وجہ سے اس لڑکے کا نام مولراج رکھا گیا، راجہ سامنت سنگھ نے (اس لڑکے کو) متبنّیٰ کیا، اور اوسکی تربیت کرنے لگا، جب وہ بڑا ہوا بدمعاشون کی صحبت کے اثر سے بُرے کام کرنے لگا، راجہ (شراب خوار تھا) مستی کی حالت مین اوسکو ولیعہد مقرر کرتا اور جب ہوش آتا، تو اوس کے ولیعہد ہونے سے انکار کرتا، راجہ کی اس بدعہدی نے مولراج بدبخت کو زیادہ پریشان خاطر کردیا، یہان تک کہ اوس نالائق نے اپنے محسن کو قتل کردیا، اور خود بادشاہ ہوگیا،

مولراج

مولراج اپنے نانا سامنت سنگھ کو قتل کرکے سنہ ۹۴۲ء مین سریر آرائے سلطنت ہوا، صوبۂ گجرات کے سولنگی خاندان کا یہ پہلا راجہ ہے، جو سولنگی خاندان کی وسیع سلطنت کا بانی ہوا، بعض ہندی تاریخون اور مرأت احمدی مین مولراج کی پیدایش کا قصہ کچھ زیادہ وضاحت سے درج ہے، مُولراج نہ صرف عجیب الخلقت بلکہ عجیب الخصلت تھا، جب اوسکی مان کو جو سری ڈنڈک کی رانی تھی، دردزہ شروع ہوا، تو حکمائے دیار، اور ہشیار دائیون نے ہر قسم کی تدبیر کی، مگر فائدہ نہ ہوا، حکمائے نامدارین سے بعض علم جراحی مین ید طولےٰ اور مہارت تامہ رکھتے تھے، اونھون نے رانی کی نزع کی حالت مین پیٹ چاک کرکے لڑکا نکالا اور کوشش کی، کہ رانی زندہ رہ سکے،[1] مگر وہ اس تکلیف سے جانبر نہو سکی، راجہ سری ڈنڈک نے اس بچہ کو

---

[1] ابوالفضل اور ہندی تاریخون مین یہ فرق ہے، ابوالفضل لکھتا ہے کہ رانی کے مرنے کے بعد لڑکا نکالا گیا اور ہندی تاریخون مین لکھا ہے کہ رانی کی زندگی مین لڑکا نکالا گیا، مولف،

منحوس خیال کیا۔ مگر ستارہ شناسون نے جو زائچہ مرتب کیا، اوس سے یہ نتیجہ نکلا، کہ یہ لڑکا سعید، اقبال مند بہادر، اور ایک سلطنت کا بانی ہوگا، اور اس کی پشت مین متعدد با اقبال و کشور کشا راجے ودیعت ہین، سری ڈنڈک نے بادل ناخواستہ اسکی تربیت شروع کی، یہ ابتدا سے ہونہار اور بہادر و دانشمند تھا، اور پنڈتون نے اس کا نام مولراج رکھا، جب چاند سولہوین منزل مین ہوتا ہے، تو منجم اس کو مول کہتے ہین، اسلئے اسکا نام مولراج ہوا، مولراج چند سال کا ہوا تو اوس کے نانا سامنت سنگھ نے جو چھاوڑی خاندان سے تھا، (چھاوڑی گوجرون کا مشہور گوت ہے،) اپنے دادا راجہ سری ڈنڈک سلنگی تاجدار دہلی کو مراسلہ لکھا چونکہ میرا کوئی لڑکا نہین ہے، اور مولراج میری عزیز لڑکی کی یادگار ہے، اس لئے مین اوسکو متبنیٰ قرار دیکر ولیعہد بناتا ہون، (راجہ سری ڈنڈک اور کیا چاہتا تھا، منجمون کا زائچہ درست نکلا، اوس کو نہایت شان و شوکت کے ساتھ اوس کے نانا کے پاس بھیج دیا،) نانا نے ایک عظیم الشان جلسہ مین جیسا کہ رواج تھا، اوس کی پیشانی سعادت پر ولیعہدی کا تلک لگایا (مؤلف) علامہ ابوالفضل نے جو روایت درج کی ہے، وہ تقریباً ہندی تاریخون کے مطابق ہے جسکو ہم نے شروع عنوان مین نقل کیا ہے، گجرات کی ایک تاریخ مین اس طرح روایت ہے، کہ کلیانی کے راجہ بھوبڑ دیو سلنگی کی چوتھی پشت مین بھون دیت سولنگی نامی راجہ تھا، وہ اپنے فرزند راج کو لیکر سومنات کی جاترا کو گیا، جب جاترا سے واپس ہوا، تو رتن دیت چاورہ نے اپنی لڑکی لیلاوتی کو راجہ راج سولنگی سے بیاہ دیا، اوس کے بطن سے مولراج پیدا ہوا،

مولراج کے عروج و اقبال کی داستانین مختلف ہین لیکن سب کا نتیجہ ایک ہی ہے، کہ راجہ مولراج سولنگی نہایت طاقتور راجہ گذرا ہے، اختلاف جزوی ہے، کوئی کہتا ہے کہ وہ سامنت سنگھ کی لڑکی کے بطن سے اور کوئی لکھتا ہے، کہ رتن دت کی لڑکی کے بطن سے تھا۔

مولراج بڑا منتظم اور رعایا کا خیر خواہ تھا، اوس نے اپنی سلطنت کو ہر طرف بہت وسیع کیا، اور جسقدر بدنظمی سامنت سنگھ کے زمانہ مین واقع ہوئی تھی، اوس کی اصلاح کی۔ اور نہایت کامیابی و اولوالعزمی سے امور سلطنت کو انجام دیا،

مولراج چونکہ محسن کش تھا، یعنی اوس نے سامنت سنگھ کو ناحق قتل کیا تھا، اور سلطنت کے قواعد کے رو سے راجہ نہین ہو سکتا تھا، ہمسایہ سلطنتین اس واقعۂ جانگداز سے سخت طیش و غصہ مین آئین، راجۂ اجمیر اور بارپے جو دکن کے راجہ کا جنرل تھا، مولراج پر نہایت انتظام سے ایک متفقہ حملہ کیا، اونھون نے پورا تہیہ کر لیا تھا کہ یا تو وہ مولراج کو اس بدطینتی کی سزا دین گے۔ یا اپنی جانین بے گناہ سامنت سنگھ کے نام پر نثار کر دین گے، پہلے تو مولراج قلعہ کنٹ کوٹ مین جو مستحکم قلعہ تھا، اس خیال سے چلا گیا کہ بارش کے موسم

Collection Of Advocate Showkat

مین راجہ اجمیر خود چلا جائے گا، مگر راجہ اجمیر مع اپنے لاؤ لشکر کے اسی جگہ خیمہ زن رہا، مولراج سیاسی امور مین ذہن رسا رکھتا۔ اور حد سے زیادہ دور اندیش تھا، اوس نے دیکھا کہ دو دشمنون کے متفقہ حملہ کا مقابلہ کرنا ناممکن ہے، اس لئے الگ الگ مختلف اوقات مین ان کا مقابلہ کرنا چاہئے، اس مشکل کے حل کرنے مین دو سیاسی چال چلا کہ راجہ اجمیر کو بہت کچھ پیشکش و تحائف دیکر معاہدہ کر لیا کہ وہ راجہ کا باجگذار اور وفادار رہیگا جب ایک طرف سے اسکو اطمینان ہو گیا، تو پوری طاقت سے راجہ بارپ کا مقابلہ کیا۔ اگرچہ راجہ بارپ کا لشکر بیشمار وطاقتور تھا، مگر مولراج نے جنگی قابلیت سے اوسکی فوج کو محصور کر لیا، کچھ حصہ لشکر کا تہ تیغ ہوا، اور باقی بھاگ نکلے،

جب مولراج اس طرف سے ایمن ہو گیا، تو سورٹھ پر لشکر کشی کی، اور ایک قیامت برپا کر دی، ہر سال تمام راجے اپنے اپنے سفیر بھیجکر گران قیمت تحفے پیش کرتے تھے، مگر ایک دفعہ لاٹ کے راجہ دوار کا نے جو دریاے ملے اور نربدا کے دوآبہ پر حکمران تھا تمسخر سے ایک پست قامت۔ بدصورت ہاتھی دربار مین بھیجا، جس سے موت کا شگون لیا جاتا ہے، اس گستاخی اور تحقیر کی بنا پر مولراج نے اپنے فرزند چامور کی سرکردگی مین ایک لشکر جرار بھیجا، چامور نے نہایت بہادری سے اس دوآبہ کو چند دنون مین فتح کر لیا، اور راجہ دوار کا کو قتل کیا، مولراج اپنے فرزند کی فتح سے بہت خوش ہوا۔ کیونکہ وہ اس فتح عظیم سے ایک وسیع سلطنت کا فرمانروا ہو گیا تھا،

چینی تاریخون مین اسکی بہت تعریف لکھی ہے، کہ وہ متبرک اور مقدس بادشاہ تھا، جسکی کوئی پناہ نہ ہوتی، وہ اوس کے ظل عاطفت مین پناہ لیتا، یہ عدل و احسان کا دیوتا تھا، بارش کی طرح دوستون اور وفادار نوکرون پر دولت برساتا تھا، آگ کی طرح دشمنون اور مخالفون کو جلاتا تھا، ہمہ صفت موصوف تھا،

اوس نے ایک دن وزراء سے کہا کہ مجھے مہادیو کی طرف سے خواب مین حکم ہوا ہے کہ وہ راجہ گرھارو پو کو جو ظالم، تند خو اور مندرون کے پوجاریون پر ظلم کرتا ہے، قتل کرے،

وزراء نے اتفاق کیا، مگر چونکہ جہان راجہ رہتا تھا، وہ قلعہ ایک طرف سمندر اور دوسری طرف پہاڑون سے محفوظ تھا، اس لئے وزراء نے کہا کہ پورے ساز و سامان سے حملہ کرنا چاہئے، اور نیز راجہ گرھارو پو کے کئی حلیف ہین، دشمن نتوان حقیر و بیچارہ شمرد،

راجہ مولراج نے وزراء کے مشورہ سے ہر قسم کا سامان، بارود، خوراک، اونٹ اور ہاتھی جمع کئے، اور پوری احتیاط سے ایک جرار لشکر لیکر حملہ کیا، جب راجہ گرھارو پو کو اطلاع ہوئی، تو اوس نے اپنے حلیفون راجہ لاکھا وغیرہ کو امداد کیلئے طلب کیا،

دوسری طرف مولراج کے معاون، بنارس کا راجہ، راجہ پرمار، راجہ سرمی مال، مولراج کا بھائی وغیرہ وغیرہ میدان کارزار مین پہنچ گئے، مولراج نے سب کو شکست دی، راجہ گرھارو پو میدان جنگ مین گرفتار ہوا، راجہ لاکھا نے اسکی

رہائی کے واسطے ملک اور روپیہ دینا چاہا، مگر مولراج نے منظور نہ کیا، راجہ اناگھا نے ازسرِ نو تیاری کر کے مولراج پر ایک زبردست حملہ کیا، مگر وہ اور اس کا رفیق گرہارہ ریپو دونوں قتل کئے گئے، مولراج کو اس جنگ میں بےشمار گھوڑے اور ہاتھی ہاتھ آئے، اور مظفر و منصور اپنے دارالحکومت کو واپس ہوا، مولراج کو سامت سنگھ کے قتل کرنے پر اوس کا ضمیر ہمیشہ ملامت کرتا تھا اوسکے دماغ پر اوس کا ایسا اثر پہنچا کہ وہ پنڈتوں اور پجاریوں سے اس گناہ کے کفارہ کی کی بابت سوال کرتا تھا کہ وہ کیا نیک کام کرے جس سے وہ اس گناہ کی سزا سے مخلصی پائے، اور آیندہ وہ آواگون کے سلسلہ میں کسی بری جون میں نہ پیدا ہو، برہمنوں نے اوسکو تلقین کی کہ اوس گناہ کا کفارہ یہ ہے کہ وہ اپنا تمام مال و خزانہ محتاجوں اور مسکینوں اور مندر کے بھکشوں کے نذر کرے، چنانچہ اُسنے ایسا ہی کیا، کئی شوالے تعمیر کرائے اور برہمنوں کو بڑی بڑی جاگیریں عطا کیں لیکن پھر بھی اس کا دل مطمئن نہ ہوا، فطرت ہمیشہ انسان کو اوسکے گناہوں پر لعنت ملامت کرتی رہتی ہے، وہ اس خوف و فکر سے کہ خدا جانے اس کا انجام کیا ہوگا، تخت و تاج، مال و دولت سب چھوڑ چھاڑ کر ۹۹۷ء میں تارک الدنیا ہو گیا، اور مرگ چھالا بچھا کر گوشہ عافیت میں جا بیٹھا، اور بالآخر عذاب الٰہی کے خوف سے ایک پتھر پر سر رکھ کر لیٹ گیا، اور کھانا پینا چھوڑ کر چند دن کے بعد مر گیا، ؎

چون آہنگ رفتن کند جان پاک
چہ بر تخت مردن چہ بر روئے خاک

راجہ چامونڈ یا چامنڈ

ابوالفضل نے اوس کا نام چامنڈ لکھا ہے:-

یہ اپنے والد مولراج کے تارک الدنیا ہونے پر ۹۹۷ء میں تخت آرائے سلطنت ہوا، یہ طبعاً عابد و زاہد تھا، اور خداداد ذہن رسا اور فہم و ذکا رکھتا تھا، باپ کے وقت ہی سے مہمات ملکی سر انجام دیتا تھا، اور اوس نے کئی بڑے بڑے معرکے جیتے تھے،

تاریخ احمدی میں درج ہے کہ محمود غزنوی جب سومنات کے مندر کو تہ و بالا کرنے کیلئے گیا تھا، تو راستہ میں چامونڈ نے مقابلہ لیا، مگر تاب مقاومت نہ لا سکا، اور بھاگ گیا، جب سلطان محمود غزنوی سومنات کی جنگ میں مصروف تھا، تو راجہ چامونڈ پھر اپنے قلعہ پر قبضہ کر کے پورے استحکام سے مقابلہ کیلئے تیار ہو گیا، جب سلطان محمود کو یہ اطلاع پہنچی، تو سومنات کی فتح کے بعد اس قلعہ پر حملہ آور ہوا، اس قلعہ کے چاروں طرف پانی تھا، سلطان محمود ایک پایاب جگہ سے عبور کر کے قلعہ پر چڑھ گیا، اور چامنڈ کے لشکر کو تہ تیغ کیا،

آئین اکبری میں ابوالفضل لکھتا ہے:-

"درزمان چاند چہار صد و شانزدہم ہجری و ہزار و شصت و چہار بکرماجیت سلطان محمود غزنوی برین دیار چیرہ دستی یافت لیکن در گذاشتن مرزبانے از پیش خود بہ پسند ندانست، بیکے از نژاد راجہ سپرد، و ہر سالہ پیشکی قرار داد و ازراہ سندھ بازگشت، شگفت آنکہ بخواہش او یکے ازآن نژاد پائے بند ہمراہ آورد، و چون چندے برگذشت واز بینائی و دور اندیشی اورا طلب نمود، چون نزدیک رسید، پیشتر روانہ شد، تا بدگوہران بدو نہ پیوندند، ہمان روز کہ یکجا خواہند شد، زیر درخت زمانے بغنود، شکاری جانورے چشم او دربود، درآن عہد کور و نابینا را فرماندہ نساختے، سپاہ ناسپاس ہمان بندی را بجائے او برگزیدند و اورا دستگیر ساختند"

اس عبارت مین کئی تلمیحات ہین جن کا حل دوسری تاریخون کے مطالعہ پر موقوف ہے، اسلئے ہم ترجمہ کو واضح طریق پر لکھین گے، اور تلمیحات کی توضیح کرتے جائین گے،

ترجمہ

سنہ ۴۱۶ ہجری مطابق سنہ ۱۰۶۴ بکرماجیتی مین سلطان محمود غزنوی اس ملک پر مسلط ہوگیا، لیکن اس ولایت پر اپنا کوئی گورنر رکھنا مناسب نہ سمجھا، اور راجہ کی اولاد مین سے ایک کو یہ ملک سپرد کر دیا، اور سالانہ خراج مقرر کرکے سندھ کے راستے سے غزنی کو لوٹ گیا، عجیب قصہ یہ ہے کہ اس راجہ نے جسکو سلطان محمود غزنوی نے ملک عطا کیا تھا، سلطان محمود غزنوی سے بہت الحاح سے عرض کی، کہ قدیم خاندان مین ایک رائے زادہ باقی ہے، اگر وہ یہان رہا، تو مجھے طرح طرح کی تکلیف دیگا، اور ممکن ہے کہ وہ ملک پر قابض ہوجائے اسکا انتظام فرماتے جائین، سلطان محمود راجہ کی خواہش کے بموجب اس رائے زادہ کو قید کرکے بطور یرغمال اپنے ہمراہ غزنی لے گیا، کچھ مدت کے بعد راجہ کو اندیشہ پیدا ہوا، کہ کہین بادشاہ مجھ پر نہ ناراض ہو جائے، اور میری جگہ اس رائے زادہ کو ملک سپرد کر دے، یا کوئی اور مصلحت تھی، اسلئے اس نے اس خوف اور دوراندیشی سے محمود غزنی کی خدمت مین مراسلہ لکھا کہ رائے زادہ کو واپس بھیجدین، چنانچہ بادشاہ نے اوسکو واپس بھیجدیا، جب اس رائے زادہ کی نسبت راجہ کو اطلاع پہنچی، کہ وہ آرہا ہے، تو اس خیال سے کہ یہان کینے لوگ اوس سے سازباز کرکے میرے مخالف نہ ہوجائین، قبل اس کے کہ وہ دارالحکومت مین حاضر ہو، راجہ شکار کا بہانہ کرکے ایک منزل آگے اوسکو لینے کے لئے چلا گیا[ل]، مگر رائے زادہ ابھی منزل پر نہ پہنچا تھا، اس لئے راجہ شکار مین مصروف ہوگیا، چونکہ

[ل] بعض گجرات کی ہندی تاریخون مین لکھا ہے کہ جب کوئی فاتح تخت نشین راجہ کسی معزول یا مغلوب راجے کو سزا دیتا تو اوس کا یہ طریقہ تھا، کہ تخت نشین راجہ اس راجے کے سر پر چلمچی اور آفتابہ رکھکر اپنے آگے آگے چلاتا تھا، تاکہ لوگون کو معلوم ہو، کہ مغلوب راجہ، فتحیاب راجہ کا ہر طرح سے مطیع ہوگیا ہے، اور مغلوب راجے کو اس کے بعد مقابلہ کا حوصلہ نہ رہے، راجہ

دیرتک شکار کھیلتا رہا تھا، بہت تھک گیا، اور ایک درخت کے سایہ مین کچھ دیر کیلیئے سو گیا، اوس کے منہ پر سُرخ رومال تھا، ایک شکاری پرندے نے رومال کو گوشت کا ٹکڑا سمجھکر اس پر پنجہ مارا، جس سے اسکی آنکھین زخمی ہو گئین، اور اوس کی بینائی جاتی رہی، اس زمانہ کے قانون کی رو سے اندھا بہرا راجہ سلطنت سے معزول کیا جاتا تھا؛ نمک حرام سپاہ سالارون نے اس راجہ کو معزول کرکے راے زادہ کو جو منزل پر پہنچ گیا تھا، اس خیال سے کہ وہ قدیم راجاؤن کی نسل سے ہی، شاہی لباس پہنا کر تخت پر بٹھایا، اور اپنا مربی بنایا،

مؤلف:۔ یہ قصہ تو فضول ہے، مگر عبرت خیز ضرور ہے، ممکن ہی کہ ایسا ہوا ہو،

ولب سین

آئین اکبری مین اوسکو بلب لکھا ہی، یہ معمولی تغیر ہے، واؤ، با سے تبدیل ہو جاتا ہی جیسے باڑہی واڑہی، باڑہ واڑہ (احاطہ گھیرا) یہ راجہ اپنے باپ کے تارک الدنیا ہونے پر ۱۱ئہ مین زیب آرای مسند جہانبانی ہوا، اس کے باپ چاموڑے اوس سے خواہش ظاہر کی، کہ وہ کاشی کے جاترا (زیارت) کیلیئے جانا چاہتا ہے، ولب نے کہا کہ آپ کو مسافرانہ طریق پر جاترا کیلیئے نہ جانا چاہیئے، آپ بادشاہ رہ چکے ہین، اور اب بھی آپ بادشاہ کے باپ ہین، بابیادہ سادھوؤن کی طرح جانا، ہماری عزت کی ہتک ہے، اور ہماری شان وشوکت پر اس کا بہت بُرا اثر پڑے گا، آپ کو شاہی چتر اور طوغ وعلم اور دستہ سپاہ کے ساتھ جانا چاہیئے، در عمل کوش ہرچہ خواہی پوش، اس سے آپ کے تارک الدنیا ہونے پر کوئی مخالف اثر پیدا نہوگا، ہرچند چاموڑ نے انکار کیا، مگر ولب سین نے اپنے باپ کو شاہی شان وشوکت سے تیرتھ (زیارت مقامات مقدسہ) کیلیئے روانہ کیا، جب مالوہ کے ملک مین پہنچا، تو راجہ مالوہ کو چاموڑ کے آنے کی اطلاع دی گئی، اوس کے آنے کو تعجب کی نگاہ سے دیکھا گیا، کہ تارک الدنیا ہو کر جاترا کو جانا اور چتر شاہی اور طوغ وعلم کے ساتھ چلنا، خالی از حکمت نہین ہے، ضرور اس مین کوئی بھید ہے، ممکن ہے، کہ چاموڑ اس بھیس مین ہمارے ملک کے حالات کا معائنہ کر رہا ہو، تاکہ ہم پر لشکر کشی کرے، راجہ مالوہ نے اوسکو کوئی تکلیف نہ دی، چتر شاہی اور طوغ وعلم چھین لیا، اور اپنے ملک سے باہر کر دیا، جب چاموڑ کاشی سے واپس

(بقیہ حاشیہ ص۲۴۳؛ اس لئے ایک منزل آگے چلا گیا تھا، جب رائے زادہ اس مقام پر پہنچے، تو اوس کو ذلت کے ساتھ اپنے شہر مین لائے

Collection Of Advocate Showkat

آیا، اوس نے اپنے فرزند دلب سین سے اس ہتک و تحقیر کا ذکر کیا، جو راجہ مالوہ کی طرف سے کی گئی تھی، دلب سین یہ سنتے ہی آگ بگولا ہو گیا، اور لشکر کو ترتیب دیکر اسکی کمان اپنے ہاتھ مین لی، اور شیر کی طرح راجہ مالوہ سے انتقام لینے کے لئے جھپٹا، ابھی راستہ ہی مین تھا کہ چیچک کے پنجہ مین گرفتار ہوا، اور دو تین دن کے اندر اس حسرت کو لیکر کہ راجہ مالوہ سے انتقام نہ لے سکا، مر گیا، ع

اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

سپہ سالار مع فوج دل شکستہ و حواس باختہ بے نیل مرام واپس آیا،

دلب سین نے صرف ۶ ماہ سلطنت کی، اوس نے اپنے ملک مین جابجا تالاب اور شوالے تعمیر کرائے،

دلب سین یا درلب

دلب سین اپنے بھائی دلب سین کے مرنے پر اپنے والد چاموڑ کی اجازت سے جو تارک الدنیا ہو گیا تھا، سنہ ۱۰۱۱ مین فرمانروا ہوا، یہ بڑا منتظم تھا، تھوڑے عرصہ مین ملک کا انتظام جیسا کہ چاہیئے تھا کیا، بہادر دھن کا پکا، فیاض ہمدرد رعایا تھا، اور اپنے اور اپنے باپ کے دشمنوں کا سر ایسا کچلا، کہ وہ کبھی مقابلہ کی ہمت نہ کر سکے، جینی مذہب کا ایک پیشوا اوسکا رفیق اور بہت بڑا عالم و سیاست دان تھا، جو اوسکو ملکی معاملات مین مشورے دیتا تھا، اور وہ مشورے ہمیشہ نتیجہ خیز و کامیاب ہوتے تھے، اس کی صحبت سے اسکے دل پر جینی مذہب کا یہ اثر ہوا کہ یہ کسی جانور کو ایذا نہین دیتا تھا، غالباً یہ جینی مت کا مقلد ہو گیا تھا، مگر اپنے آبائی مذہب کی بہت تعظیم کرتا تھا، اوس نے بہت علاقے فتح کئے، اپنے باپ کی تحقیر کا انتقام اور بھائی کے ارمان کا داغ مٹانے کیلئے اوس نے اپنا فرض سمجھا کہ وہ راجہ مالوہ سے برسر پیکار ہو، چنانچہ موزون فوج سا لشکر لیکر اوسپر چڑھائی کی، اور نہایت جوش سے حملہ آور ہوا، اوس کا ایک ایک سپاہی راجہ مالوہ کے خون کا پیاسا تھا، جان توڑ کر لڑے، اور راجہ مالوہ گرفتار کیا گیا، اوس نے معافی مانگی، چونکہ اسکے باپ کی بھی یہ وصیت تھی، کہ راجہ مالوہ کو نقصان نہ پہنچانا، بلکہ صرف تنبیہ کرنا، وہ بھی اس لئے کہ اوس نے ایک بادشاہ کی نہین، بلکہ ایک جاتری (زائر) کی تحقیر کی، اوس دلب سین نے راجہ مالوہ سے چتر شاہی اور علم اور تحائف و پیشکش لیکر اوسکی خطا کو معاف کر دیا، اور سالماً و غانماً واپس آکر اپنے باپ کے قدمون کو بوسہ دیا، اوس نے ترقی دولت و درازی عمر کی دعا دی،

درلب نے ملک مین جابجا شفاخانے اور مدارس جاری کئے، وہ صلاح اندیش تھا، بلاوجہ کسی پر حملہ نہین کرتا تھا، جہان کہین اوسکو مقابلہ کرنا پڑا، باپ کی مخلصانہ دعاؤن سے کامیاب و فائز المرام ہوا، درلب سین کو عمارات

ورفاہ عام کے کامون کی بڑی دلچسپی تھی، کئی تالاب اور شوالے تعمیر کرائے جنہین سے انہلواڑہ کا تالاب اعجوبہ روزگار اور نربدا کا شوالہ اس کے زمانہ کی مشہور ترین یادگار ہین،

راجہ مالواڑ کی دو لخت جگر راج کماریان درلبھ اور اس کے بھائی ناگراج کے دولت کدہ کی زیب و زینت تھین، درلبھ کا شاہی محل اگرچہ گوہر شب چراغ (فرزند) سے خالی تھا، مگر اوس کا بھتیجا یعنی ناگ راج کا فرزند بھیم دیو وارث تخت و تاج موجود تھا، درلبھ مذہبی پیشواؤن کی صحبت سے بہت کچھ متاثر تھا، دنیا اور دنیا کے کامون کو ہیچ سمجھتا تھا، اور اپنے والد کی طرح دنیا کے تعلقات کو دام فریب سمجھتا تھا بہت بڑا عالم تھا معرفت کی کتابون کی مزاولت اور صوفیون کے خیالات کے اثر سے متعدد دفعہ تخت چھوڑنے پر آمادہ ہوا، مگر جین مت کے پیشوا نے اوس کو روکا اور کہا کہ خدمت خلق کو چھوڑ کر گوشہ نشینی نجات کا ذریعہ نہین ہو سکتی، اور یہ بھی سبب تھا کہ اس وقت اوس کا کوئی لائق جانشین نہین ملتا تھا، رفتہ رفتہ خلوت نشینی اور قطع تعلق کا خیال اس پر غالب ہو گیا، اور سلطنت کے کاروبار کو ایک مصیبت سمجھنے لگا، اور دنیا سے اوس کو بالکل نفرت ہو گئی، جب بھیم دیو سن بلوغ کو پہنچا، اور حکمرانی کے قابل ہوا، تو نہ صرف درلبھ بلکہ اوس کے بھائی ناگ راج نے بھی فیصلہ کیا، کہ سلطنت بھیم دیو کو دیکر کسی معبد مین بقیہ عمر پرستش مین صرف کرین، چنانچہ اس مشورہ کے مطابق درلبھ نے اپنا تخت و تاج سنہ ۱۰۲۲ء مین اپنے برادر زادہ بھیم دیو کو حوالہ کیا اور اپنے بھائی ناگراج کے ساتھ سادھوون کا لباس پہنے ہوئے معلوم نہین کدھر چلا گیا، اور کس گوشہ عافیت مین بیٹھکر زندگی کے دن بسر کئے،

پرہیزگار راجاؤن مین یہ قدیم رسم ہے، کہ اخیر عمر مین تخت سے الگ ہو جاتے تھے، اور کسی نامعلوم مندر مین بقیہ زندگی گذارتے تھے، اور اپنا نام بھی کچھ اور رکھ لیتے تھے، اس علیحدگی کو شاہی موت کہتے تھے۔ ان کو بادشاہ اور بادشاہت سے کوئی تعلق نہین رہتا تھا، بلکہ ایسا سمجھا جاتا تھا کہ نہ یہ کسی کے باپ ہین نہ کوئی ان کا بیٹا ہے، درلبھ نہایت خوبصورت سرو قامت، بلند بالا تھا، اوس نے سنہ ۱۰۱۱ سے سنہ ۱۰۲۲ تک گیارہ برس کامیابی کے ساتھ حکومت کی،

بھیم دیو اول

بھیم دیو خاندان سولنکی مین ایک ممتاز راجہ و وسیع مملکت کا مالک جنگجویانہ طبیعت رکھتا تھا: اسکے اسلحہ خانون مین ہتھیارون کا بڑا ذخیرہ تھا، ایک ایک قسم کے ہزارون ہتھیار جمع تھے، نئے نئے ہتھیارون کی ایجاد اور قدیم ہتھیارون مین اصلاح کرتا رہتا تھا، ہر وقت لشکر کی افزایش و ترتیب مین مصروف رہتا تھا، جنگ اوس کیلئے ایک قسم کی تفریح تھی، اکثر وزرا سے جنگ کا مشورہ کرتا، سپاہیون کے ساتھ مشقی لڑائی مین خود

Collection Of Advocate Showkat

شامل ہوتا، اور سپہ سالارون کو فنون حرب کی تعلیم دیتا تھا، جب کبھی اوسکو کسی راجہ کی بغاوت کی خبر پہنچتی تو اوچھل پڑتا، گویا اوس کے ہاتھ شکار آگیا، یہ ایسا قدرانداز تھا، کہ اوس کے لشکر کا کوئی سپاہی یا افسر اوس کا مقابلہ نہین کر سکتا تھا، جنگ کی آگ مین کود پڑتا تھا، کوئی ایسی جنگ نہین تھی جسمین خود شامل نہ ہوا ہو، اگر کسی ملک پر اپنے کسی سپہ سالار کو حملہ کیلئے بھیجتا تو گو وہ معمولی مہم ہوتی، تاہم جب تک خود اسمین حصہ نہ لیتا، اوسکو اطمینان نہ ہوتا، ذرا ذرا سی بات پر وہ آگ بگولا ہو جاتا تھا، وہ اپنے زمانہ مین کسی کو اپنا ثانی نہین سمجھتا تھا، اس کے ساتھ ہی وہ ملکی انتظام کے ضوابط و قواعد کی ترتیب و ترمیم کا بھی پورا تجربہ رکھتا تھا، رعایا کا خیرخواہ اور افسرون کا قدردان تھا، مذہبی خدمات مین خاص امتیاز رکھتا تھا، اس کے زمانہ مین چونکہ ہر ایک مذہب آزاد تھا، اس لئے ہر مذہب نے ترقی کی، ہر ایک مذہب کے معابد پُر رونق اور درسگاہین آباد تھین، ہزارون علم و فن کے شیدا، اس مملکت مین اگر ہر ایک فن کی تعلیم پاتے تھے، معابد و درسگاہون پر وسیع جاگیرین وقف تھین، اوس کا ملک بیرونی حملون سے محفوظ تھا، تکلیف تھی تو یہ تھی کہ اوس کے زمانہ مین جبری بھرتی کا قانون نافذ تھا، اور ہمیشہ لوگ دوسرے ملکون مین لڑائی کیلئے بھیجے جاتے تھے، جسطرح شطرنج باز کو شطرنج کا جنون ہوتا ہے، اسی طرح اس راجہ کو جنگ کا جنون تھا، میدانون اور پہاڑون مین مہینون تک اپنا لشکر لیکر پڑا رہتا، اور بعض موقعون پر دو تین وقت تک اوسکو روٹی کا ٹکڑا اور پانی کا گھونٹ بھی نصیب نہ ہوتا، مگر یہ فتح و نصرت کی امید پر ان تکالیف کو راحت سمجھتا تھا، وہ علوم و فنون مین فاضلانہ ملکہ رکھتا تھا، اور ہر صفت متصف تھا، اوس کے واقعات سے تاریخین پُر ہین، ہم ان واقعات مین سے چند مشہور واقعات لکھتے ہین،

مالوہ کی جنگ

ہم پہلے ذکر کر آئے ہین، کہ مالوہ کے راجہ نے اوس کے دادا کا چتر شاہی جب وہ کاشی کی زیارت کیلئے جا رہا تھا، چھین لیا تھا، اگرچہ اس کے چچا درلبھ نے راجۂ مالوہ کو سزا دی، مگر یہ اس واقعہ کو یاد رکھتا تھا، بھولا نہین تھا، اس لئے اوسکو مالوہ کے راجاؤن سے سخت عداوت تھی، دوسرے مالوہ کے راجہ بھوج نے اپنے ایک سپاہ سالار کی سرکردگی مین چیدہ چیدہ فوج بھیج کے گجرات پر حملہ کر دیا تھا، جسکو بھیم دیو نے نہایت مردانگی سے روکا، اس کا انتقام لینے کیلئے اس نے راجہ نیاریکرن کی اعانت سے راجہ بھوج والی مالوہ پر حملہ کیا، راجہ بھوج نے بمصداق آہن با آہن کوفتن اس حملہ کو نہایت بہادری سے روکا، لیکن بھیم دیو کب رک سکتا تھا، اسکی طرف سے پے در پے حملون کا سلسلہ جاری رہا، یہ بڑی سخت لڑائی تھی، دونون طرف کے بہادر اپنی بہادری اور کثرت

افواج کی بنا پر خیال کرتے تھے کہ یہ جنگ طویل ہوگی، اس لئے ہر ایک پورے ساز و سامان کے ساتھ میدان کارزار مین آیا، دونون راجے اپنی اپنی سپاہ کی کمان کرتے، اور خود جنگ مین شامل ہوتے تھے، ہنوز ہنگامہ کارزار گرم تھا کہ پیغام اجل آپہنچا اور راجہ قنوج دنیا کے غمون سے نجات پاکر عالم جاودانی کو رحلت کر گیا، اس طرح یہ جنگ قدرتی طور پر ختم ہوگئی، راجہ کرن والی بنارس جو بھیم دیو کا حلیف تھا، جس قدر خزانہ، سامان ہتھیار گھوڑے اونٹ نبردگاہ مین اس کے ہاتھ آئے، سب اپنے دارالحکومت کو لے گیا، اور بھیم دیو خالی کا خالی رہ گیا بھیم دیو نے جب اوس سے مال غنیمت کا مطالبہ کیا، تو اوس نے جواب دیا کہ مالوہ کی آمدنی علی الدوام آپ کی ہے اور یہ مال غنیمت میرا حق ہے، بھیم دیو اوس کے جواب پر بہت غصہ ہوا، اور دل مین ٹھان لی کہ کسی موقع پر راجہ بنارس کو اس گستاخی کا جواب تلوار سے دے گا،

راجہ پندرا اور اندر کی اطاعت،

راجہ بھیم دیو کی تخت نشینی پر راجہ پندرا اور اندر جو اس خاندان کے ماتحت تھے، اطاعت سے منحرف ہوگئے، اس نے ان پر لشکر کشی کا ارادہ کیا، جب ان کو معلوم ہوا، کہ اوس کی طاقت بہت بڑھ گئی ہے، اور ہم اوس کا مقابلہ نہین کر سکتے تو اونھون نے اطاعت قبول کر لی اور خراج مقررہ ادا کر دیا، اور وفاداری کا اقرار نامہ پیش کیا، ان دونون مقتدر راجاؤن کی اطاعت سے راجہ بھیم دیو کی بہت کچھ طاقت بڑھ گئی، اور آیندہ کیلئے کشور کشائی کا راستہ صاف ہوگیا،

سندھ کے راجہ ہموک پر حملہ

سندھ پر اس وقت راجہ ہموک حکمران تھا، وہ بھی ایک مقتدر راجہ تھا، اس نے اپنے آس پاس کے راجاؤن کو مسخر کر لیا تھا، ہموک کو قدرتاً یہ امداد حاصل تھی، کہ بھیم دیو اور اوس کی حکومت کے درمیان دریائے سندھ حائل تھا، اور دریائے سندھ عبور کر کے اس پر حملہ کرنا بظاہر ناممکن تھا، اس لئے ہموک بھیم دیو کی کچھ پروا نہین کرتا تھا، بلکہ دربار مین جب بھیم دیو کا ذکر آتا تو اسکی نسبت ناشایستہ کلمات کہتا تھا، اسکی اطلاع بھی راجہ بھیم دیو کو وقتاً فوقتاً پہنچتی رہتی تھی، اوس نے تمام افسران فوج کو بلا کر مشورہ کیا کہ ہموک کا سر غرور و نخوت کے باعث پھر گیا ہے، وہ مابدولت کی نسبت ہتک آمیز کلمات کہتا رہتا ہے، ہم چاہتے ہین کہ اوس کو اوس کی بدزبانی کی سزا دین، وزراء نے عرض کی کہ ہموک کا مغلوب کرنا معمولی بات ہے، لیکن مشکل یہ ہے، کہ راستہ مین دریائے سندھ

Collection Of Advocate Showkat

واقع ہے، جس کا عبور کرنا آسان نہیں ہے۔ افسران فوجی وملکی کے بالاتفاق یہ تجویز قرار پائی کہ موسم سرما مین جب دریائے سندھ اُتر جائے اوس پر پُل تعمیر کیا جائے، لیکن یہ کام بھی آسان نہین تھا، پہلے بیشمار پتھر اور درخت اکٹھے کئے گئے اور اسمین ایک عرصہ لگ گیا جب کام شروع ہوا تو کئی دفعہ پل بن بن کر ٹوٹ گیا، راجہ بھیم دیو دریا کو ایک دیوتا مانتا تھا، اس لئے ہر روز جانورون کی قربانیان کرتا تھا، اب بھی ہندوستان کے ہندو دریا کو، دریا بادشاہ کہتے ہین، اور اس پر نذر و نیاز چڑھاتے ہین، اور بعض اپنا نام دریا بخش رکھتے ہین، آخر پل باندھنے مین راجہ بھیم دیو کامیاب ہوگیا، اس خوشی مین ایک جشن منایا، اور فوج اور کارکنون کو بہت کچھ انعام دیا،

مؤلف :- ہمارے خیال مین کشتیون کا پل باندھا گیا ہوگا، اور گذرگاہ کے کنارے پتھرون اور درختون سے مضبوط کردیے ہون گے، ورنہ سندھ پر کسی حالت مین کسی اور قسم کا عارضی پل نہین تعمیر ہوسکتا،

ہموک کے وہم وگمان مین بھی یہ نہین تھا، کہ دریائے سندھ پر پل باندھ کر بھیم دیو اس پر حملہ کرے گا، تاہم اس نے خوب مقابلہ کیا، اور داد مردانگی دی، چونکہ راجہ بھیم دیو کی فوج طوالت جنگ اور سفر کے سبب سے بددل ہوگئی تھی، اوس نے سردارون کو بلا کر کہا کہ اب دو ہی صورتین ہین، یا تو ہم یہان کٹ جائین، اور یا دریائے سندھ مین غرق ہوجائین، وطن کوسون دور اور دشمن خونخوار ہے پائے رفتن و نہ جائے ماندن ہمت کرنی چاہیے، اور اپنے باپ دادا کے نام پر دھبہ نہ لگانا چاہیے، سپہ سالارون اور لشکر نے دیکھا کہ راجہ جو کچھ کہہ رہا ہے، وہ بالکل ٹھیک ہے، کیونکہ اگر ہم بھاگے، اور دشمن نے ہمارا تعاقب کیا، تو دریائے سندھ کے کنارے پر تمام لشکر کو دشمن کاٹ دیگا۔ پل ٹوٹ چکا ہے، دریائے سندھ کو عبور کرنے کا کوئی ذریعہ نہین ہے،

دوسرے روز بھیم دیو اپنے لشکر کے آگے آگے گھوڑے پر سوار ہوکر فوج کو للکارتا ہوا ہموک کے لشکر پر آفت ناگہانی کی طرح دفعتہً آپڑا، ہموک کا لشکر ایسا حواس باختہ ہوا کہ سب نے ہتھیار ڈال دئے، اور محصور ہوگئے، محصورین مین خود ہموک بھی شامل تھا، اوس نے معافی مانگی، اور سر انقیاد راجہ بھیم دیو کے آستان پر رکھکر اسکی باجگذاری کا بار اپنے کاندھے پر اوٹھایا،

راجہ بسیل دیو والی اجمیر سے جنگ

جب سلطان محمود غزنوی نے اجمیر پر حملہ کیا تھا، تو راجہ بسیل دیو نے اپنا سفیر بھیم راج کے دربار مین بھیجا کہ ہمارا قدیمی دشمن ہم پر حملہ آور ہوا ہے، ہمین اپنے مذہب وملت کی حمایت مین متفقہ طور پر اسکی مدافعت کرنی چاہیے، ورنہ ہر راجہ کو وقتاً فوقتاً اوس کے حملون کا شکار ہونا پڑے گا، بہتر ہے کہ ہم ملکر ایسا انتظام کرین، کہ ایسے خونخوار دشمن

کا ہمیشہ کیلئے خاتمہ ہو جائے، بھیم دیو نے نہ معلوم کس خیال و مصلحت سے بھیل دیو کا ساتھ نہین دیا، بھیل دیو اس بات پر سخت ناراض تھا، اور اس کا انتقام لینے کیلئے راجہ بھیم دیو کے استیصال کی تدبیرین سوچتا رہتا تھا، اور ہر وقت پیچ و تاب کھاتا تھا، آخر وہ وقت آیا، اور وہ بھیم دیو پر حملہ کرنے کیلئے آمادہ ہو گیا، بھیم دیو اگرچہ جنگ کو ایک کھیل سمجھتا تھا، مگر اس دفعہ اس کے ہاتھ پاؤن پھول گئے، راجہ بھیل دیو نے اسکو شکست فاش دی، بھیم دیو کے لئے اس کے سوا کوئی چارہ نہین تھا، کہ وہ بھیل دیو کا باجگذار ہو، معافی کا خواستگار ہو،

راجہ بھیم دیو پر فتح پانا کوئی معمولی بات نہین تھی، اسکی طاقت و شجاعت کی شہرت دور دور پھیلی ہوئی تھی اور کسی راجہ کا یہ حوصلہ نہ تھا، کہ اس کے مقابلے کو نکلے، راجہ بھیلدیو نے اس عظیم الشان فتح کی یادگار مین ایک شہر بھیل نگر آباد کیا، اور اسمین ایک بلند مینار بنوا کر ایک کتبہ لگایا، جس مین اپنے اور اپنے باپ دادا کے کارنامہائے شجاعت کو دہرایا، اور بھیم دیو جیسے زبردست راجہ پر فتحیابی کا فخر کیا،

راجہ کرن سے جنگ

ہم پہلے لکھ آئے ہین کہ راجہ کرن راجۂ مالوہ کی جنگ مین غنیمت کا تمام مال لیگیا تھا، اس لئے راجہ بھیم دیو اس پر دانت پیستا تھا، راجہ بھیم دیو کے ہاتھ سے ایسا شکار کب نکل سکتا تھا، وہ راجہ کرن پر انتقام لینے کے لئے شیر کی طرح جھپٹا، راجہ کرن بھی پورے ساز و سامان سے مقابلہ کیلئے نکلا، مگر یہ مقابلہ آسان نہین تھا، اتمام حجت کے طور پر راجہ بھیم دیو نے اپنا سفیر دمودر نامی راجہ کرن کے پاس بھیجا، کہ بہتر ہے، کہ آپ اطاعت کرین، ورنہ نتیجہ ظاہر ہے، جب سفیر نے راجہ کرن کے دربار مین حاضر ہو کر اوس کا پیغام پہنچایا، تو اوس کے چہرے پر غصہ کے آثار نمودار ہوئے، سفیر جہاندیدہ اور صاحب اللسان تھا، اوس نے کہا، کہ پیغام جو تھا مین نے پہنچا دیا ہے، اب مین مناسب بلکہ لازم سمجھتا ہون، کہ آپ کو حالات سے آگاہ کر دون، اسوقت تک جسقدر راجاؤن نے ہمارے راجہ کا مقابلہ کیا ہے، شکست کھائی ہے، تائید آسمانی اسکی طرفدار ہے، اور فتح و نصرت کی دیوی جنگ و جدل مین اسکی رکاب تھامے ہوئی ساتھ ساتھ چلتی ہے، اسکی پیشانی سے جلالت و وجاہت کا نور درخشان رہتا ہے، اسکا مقابلہ تقدیر کا مقابلہ ہے،

سفیر نے مالوہ، اندر، بیندر، اجودھیا، کاشی وغیرہ کے راجاؤن کے حالات بالتفصیل بیان کئے، کہ کس طرح اونھون نے راجہ بھیم دیو کے مقابلے مین زک اٹھائی، اور باجگذار ہو گئے، راجہ کرن نے وزراء سے مشورہ کیا، سب نے یہی رائے دی کہ راجہ بھیم دیو کی اطاعت مین کوئی ذلت نہین، جب کہ تمام گرد و نواح کے راجے اسکے

Collection Of Advocate Showkat

منقاد و مطیع ہو گئے ہین، خدانخواستہ اگر دوسری صورت پیش آئے، تو پھر سوائے معافی او باجگذاری کے کوئی چارہ نہین ہوگا، راجہ کرن نے پس و پیش کے حالات پر نگاہ کر کے بھیم دیو کی اطاعت قبول کی اور بہت کچھ تحائف و خزانہ نذر کیا، اور امن و اطمینان سے اپنی آبائی مسند پر حکمرانی کرتا رہا،

اس فتح و نصرت کے بعد راجہ بھیم دیو اپنے دار الحکومت انہلواڑہ کو واپس ہوا، اوسکی واپسی پر اہل شہر نے ایک عظیم الشان جلسہ منعقد کیا، اور متفقہ طور پر راجہ بھیم دیو کو اس مشکل مہم کے سر ہونے پر مبارکباد دی، اور اوس کے سر پر اشرفیان اور جواہرات نثار کئے، راجہ نے اپنے امرا اور افواج کو انعامات سے مالا مال، اور رعایا کا ایک سال کا محصول معاف کر دیا، اس فتح سے راجہ بھیم دیو کے نقارۂ شوکت کی آواز دور دور تک پہنچ گئی، بھیم دیو مسلمان بادشاہون سے بھی برسر پیکار رہا، اس کے معرکون کی تفصیل بعض اسلامی تاریخون مین درج ہے، بھیم دیو کے تین فرزند تھے، مولراج، کھیم راج، راجہ کرن. (یہ راجہ ہمنام راجہ کرن مندرجہ عنوان بالا کے علاوہ ہے،)

راجہ بھیم دیو پر وہی آبائی مذہبی جنون طاری ہوا، وہ کہتا تھا کہ تخت مجھے کھاتا ہے، اور تاج مجھے ڈراتا ہے، مین نے تمام عمر گناہون مین صرف کی، لوگون پر ظلم کیا، اب مجھ پر ظاہر ہوا، کہ دنیا ایک دام فریب ہے، کیسی سلطنت اور کیسا جاہ و اقبال، سب دھوکے کی ٹٹی ہے، لوگ اسکو بہت سمجھاتے تھے، کہ اگر آپ نے سلطنت سے قطع تعلق کیا، تو ملک موروثی ہاتھ سے جاتا رہے گا، وہ نصیحت کرنے والون سے کہتا کہ کیسا ملک اور کیسی موروثیت، آخر وہ ایک دن پوشیدہ طور پر اپنے بیٹے کھیم راج کو جس پر وہ بہت مہربان تھا، ہمراہ لیکر کسی جگہ چلا گیا، اور سلطنت کی جانکاہ مصیبت سے آزاد ہو گیا، اس کے چلے جانے کے بعد اوس کا بیٹا کرن تخت نشین ہوا،

راجہ کرن

گجرات کی تاریخون سے معلوم ہوتا ہے، کہ گجرات مین کولی راجاؤن کی طاقت ہر زمانہ مین زبردست تھی، گجرات کا کوئی راجہ ہوتا، وہ اس خاندان سے ہمیشہ ڈرتا رہتا تھا، جہان جہان کولیون کی حکومت تھی، اگرچہ وہ گجرات کے مہاراجاؤن کے ماتحت تھی، لیکن یہ ماتحتی برائے نام تھی، کسی قسم کا نذرانہ یا خراج کولی راجہ ادا نہین کرتے تھے، اور مہاراجہ گجرات ان کی ہر طرح سے مدارات کرتا تھا، کیونکہ یہ خاندان نسلاً بعد نسل بہادر چلا آتا تھا، کولی نوجوان مہاراجاؤن کے لشکر کے جزو اعظم تھے، جب راجہ بھیم دیو کے تارک الدین ہونے کے بعد ۱۰۷۲ء مین اوس کا بیٹا کرن تخت نشین ہوا، تو اسکی کمزوری یا کسی اور سبب سے دھندوقہ اور اساول وغیرہ کے کولی راجاؤن نے علم بغاوت بلند کیا، اور اوس کے ماتحت رہنے سے انکار کر دیا، راجہ کرن کیلئے یہ مصیبت کا وقت تھا، اوسکی سلطنت کا ابھی آغاز تھا، وہ سلطنت کے کاروبار کا تجربہ نہین رکھتا تھا

امرائے سلطنت بھی اس کا ساتھ دینے کیلئے تیار نہ تھے، کیونکہ وہ کولی راجاؤن کے متعدد معرکے دیکھ چکے تھے، ان کو اندیشہ تھا، کہ کہین مقابلہ کی صورت مین تمام سلطنت کی رعایا بغاوت نہ کردے، کیونکہ کولیون کا اثر و اقتدار دور دور تک تھا، لیکن راجہ کرن کی ہمت بلند نے یہ پسند نہ کیا کہ ان کے آگے گردن جھکائے، اور مغلوبانہ صلح کا پہلو اختیار کرے کولی نوجوانون کے جو دستے اسکی فوج مین تھے، راجہ نے ان سے کہا کہ اگر تمہین اپنے راجاؤن کی پاسداری کرنی ہو تو عام اجازت ہے ان کے ساتھ جاکر شامل ہو جاؤ، مین مزاحمت نہین کرونگا، اور اگر سلطنت کی وفاداری اور نمک کا کچھ پاس ہو تو اوس کی نسبت مجھکو اطمینان دلاؤ، سب نے حلف وفاداری اوٹھایا، راجہ کرن نے کہا کہ اگر تم اپنی وفاداری پر قائم ہو، جب تک کولی راجاؤن سے ہماری جنگ ہو اپنے ہتھیار سلحہ خانہ مین داخل کردو، پہلے تو اونھون نے انکار کیا کہ ہمارے حلف پر اعتماد کیا جائے، لیکن راجہ نے کہا کہ اگر تم نے سچا حلف اوٹھایا ہے، تو پھر تمہین ہتھیار رکھدینے مین کیا عذر ہو سکتا ہے، یہ ایسی بات ہے جس کا کولی نوجوانون کے پاس کچھ جواب نہ تھا، سب نے ہتھیار ڈالدئے، جب اس طرف سے راجہ کرن کو اطمینان ہو گیا، تو دوسری قومون کے دستے لیکر کولی راجاؤن پر حملہ آور ہوا، کئی مہینہ تک لڑائی ہوتی رہی، راجہ کرن نے اپنی ہمت و جوانمردی سے کولی راجاؤن کی ایسی سرکوبی کی کہ اون کے حوصلے ہمیشہ کیلئے پست ہو گئے، یہ راجہ کرن ہی کی ہمت تھی، کہ کولیون کی آئے دن کی آتش بغاوت کو ایسا سرد کر دیا کہ وہ پھر کبھی کسی راجہ کے مقابلہ کا حوصلہ نہ کر سکے، البتہ یہ رعایت اون کے ساتھ ملحوظ رہی کہ گجرات کے گذشتہ مہاراجاؤن اور سلاطین نے جو جاگیرین کولیون کو دی تھین، جن کے عوض کولی رؤسا اور راجے جنگ کے وقت مہاراجون اور سلاطین کو امداد دیتے رہے، سب کی سب بحال رکھین، اوس نے نہ صرف اپنی موروثی سلطنت کا انتظام کیا، بلکہ اپنی حکومت کو تین طرفون مین بہت کچھ ترقی دی،

چونکہ اس کا کوئی فرزند نہین تھا، اسلئے وہ دل افسردہ رہتا تھا، لیکن اوسکو اپنی رانی سے بہت محبت تھی، دوسرا عقد بھی نہین کرنا چاہتا تھا، ہوا خواہان سلطنت نے ہر چند اوسکو دوسرے عقد کی ترغیب دی، مگر وہ اون کی اس تحریک کو برا سمجھتا تھا، نیز اوس کا اعتقاد تھا کہ جو کچھ ہوتا ہے، ایک اعلی طاقت کے حکم سے ہوتا ہے، اسکی رانی مندرون پر ہمیشہ نذر چڑھاتی، مگر گوہر مقصود حاصل نہ ہوتا، خیر خواہان سلطنت نے مشورہ کرکے اب ایک عجیب چال چلی، ایک مصور سے جو اپنے فن مین لاثانی تھا، ایک فرضی تصویر راجکماری کی کھنچوائی، اور مصور کو بادشاہ کے دربار مین بھیجا، جس نے عرض کی کہ مہاراج مین دور دراز ملک سے اسلئے آیا ہون کہ آپ کی تصویر کھینچون، اور میرا کمال ان تصویرون سے ظاہر ہے، جو مین نے مختلف راجاؤن کی کھینچی ہین، جب راجا نے ان تصویرون کو دیکھا تو ان مین ایک ماہ جبین خورشید طلعت راجکماری کی تصویر بھی تھی، راجہ اوسکو دیکھکر از خود رفتہ ہو گیا، اور مصور سے پوچھا، کہ یہ کس کی تصویر ہے، اس نے مکاری سے اپنا چہرہ اس طرح بنایا کہ گویا اس

Collection Of Advocate Showkat

اس تصویر کے دکھلانے مین خطرناک غلطی ہوئی، وہ خوف سے لرزہ براندام ہو گیا، اور مصور نے عذر کیا کہ مہاراج آپ یہ دریافت نہ فرمائین، اور جلدی سے وہ تصویر دوسری تصویرون مین چھپا دی، جس سے راجہ کرن کا اشتیاق اور زیادہ بڑھ گیا، جھنجلا کر مصور سے کہا کہ صحیح صحیح بتاؤ، ورنہ تمھارے لئے اچھا نہ ہوگا، مصور نے کہا کہ مہاراجہ یہ میرے راجہ کشن جی والی دکن کی راجکماری نیل دیوی کی تصویر ہے، اور غلطی سے تصویرون مین رہ گئی ہے، اس کا دکھلانا نامحرمون کو جائز نہین ہے، اگر راجہ کو خبر ہو گئی، تو وہ مجھے قتل کر دیگا، راجہ کرن نے کہا کہ یہ امر کبھی کسی پر ظاہر نہ ہوگا، مصور راجہ کرن کی تصویر بنانے مین مصروف ہو گیا، لیکن راجہ نیل دیوی پر ایسا فریفتہ و دلدادہ ہو گیا تھا، کہ مصور سے ہر روز نیل دیوی کے حالات دریافت کرتا تھا، تصنیف را مصنف نیکو کند بیان، مصور اوس کے حسن و جمال اور اوسکی قابلیت و لیاقت کی تعریف مین بہت مبالغہ کرتا، جس سے راجہ کا شوق روز بروز بڑھتا جاتا تھا،

نیل دیوی حقیقت مین بڑی بدصورت تھی، کوئی راجہ اسکو قبول نہین کرتا تھا، کرن کی عمر کا آفتاب بھی ڈھل چکا تھا، طرفین آسانی سے اس تقریب پر راضی ہو سکتے تھے، راجہ کرن نے اپنے وزراء سے کہا کہ آپ ہمیشہ دوسرے عقد کی مجھے ترغیب دیتے رہتے ہین، تا کہ کوئی ولی عہد پیدا ہو، اب مین نے غور کیا ہے، تو آپ صاحبان راستی پر ہین، مگر مین چاہتا ہون کہ کسی شایستہ خاندان مین شادی کرون، مین نے سنا ہے، کہ راجہ کشن جی کی بیٹی نیل دیوی ایک سمجھدار عورت ہے، اگر اوس کا باپ راضی ہو تو مین اوس کا شکر گذار ہون گا، وزراء نے جن کا یہ منصوبہ تھا، راجہ کو جواب دیا، کہ آپ جوانمردی اور خوبصورتی اور شوکت و حشمت مین شہرۂ آفاق ہین، جس راجہ کے گھر آپ چاہین، ہم پیغام بھیج سکتے ہین، اور اس ملک کے راجے آپکے ساتھ رشتہ کرنے کو فخر سمجھتے ہین، چنانچہ وزراء کا وفد مہاراجہ کشن جی کے پاس روانہ ہوا، اس کی بابت تو پہلے ہی سے سمجھوتہ ہو چکا تھا، وزراء دونون راجاؤن پر اپنا احسان دکھنا چاہتے تھے، راجہ کشن جی کے پاس سے واپس آکر وزراء نے کہا، کہ ہم کو اس امر مین کامیابی نہین ہوئی، راجہ کشن جی نے انکار کر دیا ہے، ان کے اس مایوس کن پیغام سے راجہ کرن کے دل پر بجلی سی گری، وہ دیوانہ سا ہو گیا، اور کہنے لگا، ہائے میری بدقسمتی، یہ مصیبت آپ لوگون کی بدولت مجھ پر پڑی، آپ لوگ نہ ایسی تحریک کرتے، نہ میری یہ حالت ہوتی، اگر مین اس مقصد مین کامیاب نہ ہوا، تو یا خودکشی کرون گا، یا سلطنت چھوڑ کر کہین چلا جاؤن گا، وزراء نے تسلی دی اور کہا کہ اگر راجہ کشن جی ہماری استدعا قبول نہ کرے گا، تو ہم اپنی جانین قربان کر دین گے، اور لڑ کر اس گوہر مقصود کو حاصل کرین گے، ہم پھر جاتے ہین، اور اوس کو سمجھاتے ہین، جب واپس آئے تو راجہ کو مبارکباد دی، جابجا جشن منعقد ہوئے، لوگون کو انعام و اکرام دیا گیا، غرض بڑی شان و شوکت سے بارات گئی، لاکھون روپیہ کا جہیز اور وسیع جاگیر راجہ نے اپنی بیٹی کو دی، جب نیل دیوی راجہ کرن کے محل مین پہنچی، تو وہ بجائے خوبصورت ہونے کے نہایت بدصورت تھی، راجہ کو سخت صدمہ ہوا، کہ اس کے ساتھ

فریب کیا گیا ہے، اب مصوّر کہاں مل سکتا تھا، اپنا کام کر کے چلا گیا، مہینوں تک تو راجہ کرن نے منیل دیوی کی صورت نہیں دیکھی، جب منیل دیوی اور اوس کی مان اس صدمے سے جل جانے پر تیار ہو گئیں، تو راجہ کرن ڈر گیا، کہ اگر ایسا ہوا تو، جنگ عظیم کا اندیشہ ہے، کیونکہ راجہ کشن جے بھی بڑی طاقت رکھتا تھا، آخری راجہ کرن کو چار ناچار منیل دیوی سے تعلقات رکھنے پڑے، اور منیل دیوی کے صبر و تحمل کا نتیجہ یہ ہوا، کہ خدا تعالیٰ نے اوس کے دامن آرزو کو گوہر شب چراغ سے منوّر کیا، یعنی ولیعہد سلطنت پیدا ہوا، جس کا نام سُدھ راج جے سنگھ رکھا گیا، منیل دیوی کی اب اس گوہر شب چراغ کی روشنی مین قدر و منزلت بہت بڑھ گئی، اور راجہ کرن جو اس سے پہلے نفرت کرتا تھا، اوس کا فرمانبردار ہو گیا، اوس نے اوس کے شکریہ مین متعدد تالاب اور مندر تعمیر کئے جنمیں سے کرن ساگر مشہور تالاب ہے جو پٹن کے جنوب مین واقع ہے،

کرن صلاح اندیش مہاراجہ تھا، دوسرے راجاؤں پر اوس نے بہت کم حملے کئے، زیادہ تر اوسکی توجہ مملکت کے انتظام کی طرف رہی، وہ رہزنون اور موذیون کا سخت دشمن تھا، اور مظلمون اور غریبوں کی دستگیری کرتا تھا، بھیل قوم بعض علاقوں مین سرکش اور راہزن تھی، جو کسی پہاڑ مین چھپ کر چھاپے مارتی تھی، اس کے سرگردہ آسامل کو گرفتار کر کے راجہ نے وہاں پہنچایا جہاں سے وہ پھر واپس نہ آسکا،

سیواس (علاقہ کا نام ہے) کے لوگ سرکش اور راہزن تھے، روزمرہ انکی رہزنی سے لوگ تنگ تھے، ان پر فوج بھیجکر ہمیشہ کے لئے رعایا کو ان کے ظلم سے نجات دی،

اس راجہ کی نسبت کئی قصے تاریخوں میں درج ہین، مگر ہم ان میں اساطیری رنگ پاتے ہیں، اس لئے انکا ذکر فضول ہے ہم نے وہی مختصر روایات لکھی ہیں، جو کئی تاریخوں مین بالاتفاق درج ہین اور قرین عقل اور روزمرہ کے دنیاوی واقعات کے مطابق ہین، راجہ کرن کے اخیر عمر کے واقعات صحیح طور پر معلوم نہین کہ اس کا کیا حشر ہوا، بعض کہتے ہین کہ سلطنت چھوڑ کر سادھو ہو گیا تھا، بعض کہتے ہین کہ کسی جنگ مین مارا گیا البتہ سدھ راج جے سنگھ کی نسبت مورخین متفق ہین، کہ وہ ۱۰۹۴ء مین تخت نشین ہوا، پس یہی تاریخ راجہ کرن کی وفات یا سلطنت سے دست برداری کی فرض کیجا سکتی ہے، گجرات کی تاریخوں سے ثابت ہوتا ہے، کہ راجہ کرنے نے ۲۲ سال سلطنت کی، آئین اکبری مین ۱۳۱ سال درج ہے۔

راجہ سدھ راج المعروف بہ جے سنگھ

۱۰۹۴ء مین رونق بخش تخت ہوا یہ کم سن ناتجربہ کار تھا، اسکی مان منیل دیوی چونکہ ادھیراج راجہ کی بیٹی

تھی، اسلئے ملکی معاملات مین مردون سے زیادہ مہارت رکھتی تھی، اپنے کمسن لڑکے کو ملکی امور مین امداد دیتی، اور اسکو خطرناک تجاویز سے باز رکھتی تھی، مان بیٹے کی مشترکہ کونسل تھی، جس سے ملک کی آبادی مین بہت وسعت ہوئی، جب یہ سومنات کی جاترا کو گئی، تو اوسکو معلوم ہوا، کہ جاتریون سے محصول لیا جاتا ہے، جو محصول مقررہ ادا نہ کرے، اوسکو پروانہ راہداری نہین ملتا، جب یہ سومنات کی زیارت سے مشرف ہوئی، تو زیارت گاہ کے زائرین سے محصول لینا موقوف کر دیا، اور اپنے بیٹے سے کہا کہ مذہبی امور مین محصول لینا کسی مذہب و ملت مین جائز نہین ہے، چنانچہ راجہ جے سنگھ نے اپنی مان کے ساتھ اتفاق کر کے معافی کا اعلان ہر راستہ کی منزلون اور مندرون پر چسپان کرا دیا، چونکہ اس کی مان ایک مذہبی دیوی تھی، اوس نے مذہبی معابد کے اوقاف کی توسیع کی، اور سیکڑون تالاب اور شوالے (مندر) تعمیر کرائے، اور کئی مدرسے جاری کئے اور طلبا کیلئے عام اجازت تھی، کہ جو علم پڑھنا چاہین پڑھین، ان کو روزینہ اس شوالے سے ملے گا، جسکے متعلق وہ مدرسہ ہے۔ اسکی مان بہت سخی و نیک طبع رانی تھی، اور کسی پر جبر نہین کرتی تھی، ایک جگہ اوس نے تالاب اور محل تعمیر کرنے کا ارادہ کیا، ایک بڑھیا کا مکان جو مختصر تھا، درمیان مین پڑتا تھا، اوسکے شامل ہونے سے خاصی جگہ تالاب اور محل کیلئے نکلتی تھی، مگر وہ بڑھیا مکان دینے سے انکار کرتی تھی، کہ یہ میرے باپ دادا کا مکان ہے، جس سے میری طبیعت مانوس ہے، میرا کوئی فرزند نہین ہے، مین روپیہ کو کیا کرونگی، ع :-

زبہر نہادن چہ سنگ و چہ زر،

مین اپنی چند روزہ زندگی مین یہ نہین چاہتی، کہ جہان میرے بزرگون نے دم توڑا، اوس کو بیچکر انکی روح کو صدمہ پہنچاؤن،

مولف:- ہندؤن کا عقیدہ ہے، کہ مرنے کے بعد روح چند دن تک اپنے مکان مین آتی ہے، اس بنا پر بوڑھیا نے انکار کیا، کیونکہ وہ ڈرتی تھی، کہ اوس کے بزرگون کی روحین کہین اوسکو تکلیف نہ دین، یا وہ دوسری جنم مین کسی سزا مین گرفتار نہ ہون، مینل دیوی نے بڑھیا کی دل آزاری نہین کی، تالاب و محل کو ایسا ہی بدنما بنوا دیا،

مولف:- ایسی روایتین بہت سے بادشاہون کے تذکرے مین آتی ہین، معلوم ہوتا ہے کہ ایسے قصون سے تاریخون کو دلچسپ بنانے کی کوشش کرتے ہین،

یہ راجہ جسنو ورما والی مالوہ سے برسون لڑتا رہا، آخر اس پر ظفریاب ہوا، اور اس کو پا بجولان اور دست بزنجیر اپنی راجدھانی مین لے آیا، اس راجہ نے قدیم دار السلطنت نہروالہ کو چھوڑ کر سدھپور پٹن کو اپنا دار السلطنت بنایا، اور اس نے وقتاً فوقتاً اپنی سلطنت کو چارون طرف بڑھایا،

جنوب مین سورٹھ اور کچھ کے راجاؤن کی گردن پر اطاعت کا جوا رکھا، اور شمال مین اجمیر اور چندراوتی کے پرمار راجاؤن کا سر اپنے آستان عظمت نشان پر جھکایا، کوہ آبو کی دوسری طرف بھی اسکی شوکت و

Collection Of Adevoate Showkat

اجلال کا نقارہ بجتا تھا، کھوالا پور کے راجے اگرچہ آزاد تھے، مگر اوس کے خوف سے کانپتے تھے، اوس نے بڑے بڑے شاہی محلات اور قلعے تعمیر کئے، عمارات عامہ کیلئے اوس کا خزانہ وقف تھا، یہ بہت مستقل اولوالعزم عالی ہمت، سخی بہادر، اور مذہبی خیال کا راجہ تھا، مذہبی پیشواؤن اور ہنرمندون، اور ودیا دانون کی قدر کرتا تھا

کمار پال

علامہ ابوالفضل آئین اکبری مین کمار پال کی نسبت یہ الفاظ لکھتے ہین (ملاحظہ ہو جلد دوم صفحہ ۱۲۶)

کمار پال سولنگی از بیم جان آزاری را و تجربہ برگرفت چندانکہ جے سنگھ را پیمانہ زندگی پر گشت درین ہنگام از صحرائے ناکامی در رسید، و بجا نشین شد، و بسیارے ملک برگرفت، اجیپال از بدسرشتی ولی نعمت خود را زہر داد وبرائے دنیائے ناپائدار جاوید نفرین اندوخت،

ترجمہ

کمار پال سولنگی جان کے خوف سے کسی جگہ جا کر گوشہ نشین ہو گیا، جب جے سنگھ کی زندگی کا پیمانہ لبریز ہو گیا تو اوقت نامرادی کے جنگل سے دارالحکومت مین پہنچکر تخت نشین ہوا، بہت سے ملک فتح کئے، اجیپال نے بدطینتی سے اپنے ولی نعمت کو زہر دیا، اور دنیائے ناپائدار کے لئے دائمی لعنت کا مورد ہوا،

ابوالفضل کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جب سدھ راج المعروف بہ جے سنگھ تخت نشین ہوا تو اوقت کمار پال جان کے خوف سے جنگلون مین مارا مارا پھرتا تھا، اور جے سنگھ کے مرنے پر وزرائے دولت نے لا کر تخت موروثی پر اس کو بٹھایا،

گجرات کی تاریخون مین بھی ایسا ہی لکھا ہے، کہ سدھ راج کا کوئی فرزند نہین تھا اسلئے اوس کے مرنے کے بعد کمار پال، جو سدھ راج کے چچا کھیم راج کا پوتا تھا، مسند نشین کیا گیا، کمار پال کی سرحد پر راجہ آن جو ناگور کا راجہ تھا، دفعۃً حملہ آور ہوا، کمار پال نے اسکی مدافعت کیلئے فوج روانہ کی، کئی دن تک جنگ شدید ہوتی رہی، راجہ ناگور کی بہت سپاہ تباہ ہوئی، اور وہ تاب مقاومت نہ لا کر اپنے ملک کو واپس چلا گیا، اور اپنی لڑکی دیکر کمار پال سے مصالحت کرلی، مالوہ کا راجہ ہمیشہ اس خاندان سے عداوت رکھتا تھا، کمار پال نے اس پر فوج کشی کی، اور اوس کا قلعہ روئین فتح کرلیا، اور بہت سا خزانہ و جواہر لیکر دارالسلطنت مین واپس آیا،

اس کے بعد ملک کوکن کی تسخیر کیلئے جو سرسبزی اور زرخیزی مین شہرۂ آفاق تھا، لشکر جمع کر کے اپنے سپہ سالار امر بھٹ کی سرکردگی مین روانہ کیا، مگر بہت نقصان کے بعد امر بھٹ بے نیل مرام واپس آیا، راجہ اس کی

Collection Of Advocate Showkat

بزدلی پر سخت ناراض ہوا،

دوسری دفعہ کوکن پر حملہ کرنے مین زیادہ اہتمام کیا، اور خود گیا، اس جنگ مین دونون طرف سے ہزارون سپاہی کام آئے، آخر قلعہ فتح ہوا، اور راجہ کوکن نے معافی چاہی، مگر کمارپال کی طبیعت رحم و ترحم سے خالی تھی، وہ کینہ توز، خونخوار اور ضدی طبیعت کا راجہ تھا، راجہ کوکن کو گرفتار کرتے تلوار سے اوس کا گلا خود کاٹ کر اپنا دل ٹھنڈا کیا، اور یون اپنے جوش انتقام کی آگ بجھائی، اوس کے خزائن اور توشہ خانون کو اس طرح لوٹا کہ ایک پائی اور کپڑے تک نہ چھوڑا، کمارپال جین مت کا معتقد تھا، مگر دوسرے مذاہب کی بھی عزت و احترام کرتا تھا، اور اون کے مذہبی معابد اور پیشواؤن کیلئے بہت فراخ حوصلگی سے جاگیرین مقرر کی تھین، اور ان پر دل کھولکر روپیہ صرف کرتا تھا، عمارات عامہ تالاب اور شوالے بہت تعمیر کرائے، وہ رعایا کے ساتھ استمالت و الطاف و کرم سے پیش آتا تھا،

اسکا کوئی بیٹا نہ تھا، اپنے برادرزادہ اجیپال کو ولیعہد مقرر کیا، کمارپال نے ۱۱۴۳ء مین تخت پر قدم رکھا، اور ۱۱۷۴ء مین راہی ملک عدم ہوا، اس حساب سے اس کا زمانہ فرمانروائی ۳۱ سال ہوتا ہے، مگر علامہ ابوالفضل نے ۲۲ سال لکھا ہے،

راجہ اجے پال

راجہ کمارپال کے کوئی فرزند نہین تھا، اوس نے ہمشیرہ زادہ کو آغوش محبت مین پالا، اور ہر علم و فن کی تعلیم دی، اور اپنا سپہ سالار مقرر کرکے ولی عہد بنایا، راجہ اوس پر پورا اعتماد رکھتا تھا، لیکن راجہ اجے پال نے جب قوت پکڑی، اور سلطنت کے عمائد مین اس کا اثر بڑھ گیا، تو اوس نے اپنے محسن و ولی نعمت مامون کمارپال کو زہر دلواکر اوس کا کام تمام کیا، اور چند روزہ حکومت کیلیے مورد لعنت بنا، ۱۱۷۴ء مین اس نے عنان سلطنت اپنے ہاتھ مین لی؛

یہ شیو مذہب کا معتقد تھا، اور مذہبی جوش مین اصول سلطنت اور آزادی مذاہب کو بھول گیا تھا، وہ چاہتا تھا، کہ اوسکی تمام رعایا اوسکے مذہب مین داخل ہو جائے، وہ جین مت اور بدھ مذہب کے لوگون کو نظر حقارت دیکھتا تھا، اوس نے سوائے اپنے مذہبی معابد کے دوسرے مندرون اور شوالون کے اوقاف واپس لے لیے، اس کا خیال تھا کہ شیو مذہب کے سوا تمام مذاہب باطل ہین، اور راجہ کا فرض اولین ہے، کہ وہ اپنے رعایا کے عقائد کی اصلاح کرے، اور اون کو راہ راست پر لائے، وہ کھلم کھلا کہتا تھا، کہ رعایا کی دنیوی آسودگی اور اوس کے اسباب عارضی

اور فانی ہین، جب رعایا کے عقائد درست نہ ہون، تو اوس کا جواب وہ راجہ ہوتا ہے، ان خیالات کی وجہ سے دوسرے مذاہب کے پیشوا اور مقلدین اس کے سخت مخالف ہو گئے، اور اس مذہبی جھگڑے کا یہ نتیجہ ہوا کہ چند مذہبی دیوانے ایک رات جان پر کھیل کر قلعہ کی بالائی منزل پر چڑھ گئے، اور جس مکان مین راجہ خواب استراحت مین تھا، باوجود پاسبانون کی حفاظت کے اس کے اندر گھس گئے اور اوس کے پیٹ میں زور سے خنجر مارا، کہ دل جگر کو چیرتا ہوا دوسرے پہلو تک پہنچ گیا، راجہ کا کام تمام کر دیا، اس کی بادشاہت تین سال سے زیادہ نہ رہی ۱۱۷۴ء مین تخت پر بیٹھا تھا، اور ۱۱۷۷ء مین مارا گیا،

لکھمول یا مولراج ثانی

گجرات کی ہندی تاریخون مین مولراج ثانی اور آئین اکبری مین لکھمول لکھا ہے،

مرأت احمدی و مرأت سکندری نے ابو الفضل کا اتباع کیا ہے، لیکن دوسری تاریخون سے ثابت ہے، کہ ایک ہی راجہ کے یہ دو نام ہین، پہلا لکھمول اور دوسرا مولراج،

اجے پال کے مرنے پر لکھمول صغر سنی مین تخت نشین ہوا، کاروبار سلطنت اسکی مان نائکا دیوی انجام دیتی تھی، اوس نے صرف دو سال سلطنت کی، ۱۱۷۷ء مین مسند نشین اور ۱۱۷۹ء مین مرگیا اوس کے عہد کا کوئی مشہور واقعہ صفحہ تاریخ پر نہین آیا،

بھیم دیو ثانی

اس کا ذکر آئین اکبری مین نہین ہے، ہندی تاریخون اور مرأت محمدی مین یہ نام پایا جاتا ہے، یہ راجہ ناعاقبت اندیش اور سادہ لوح تھا، جے سنگھ پرمار فرمانروائے علاقہ آبو نے اس کی لڑکی کے لئے جو راجہ پرتھی راج سے منسوب تھی درخواست کی، مگر اوس نے انکار کر دیا، اور لڑکی کو اجمیر بھیج دیا، اوس نے اجمیر پر فوج کشی کی،[1] پرتھی راج کے باپ راجہ سومیسر کو قتل کیا، پرتھی راج نے جب یہ واقعہ سنا تو ۵۰ ہزار فوج لیکر گجرات پر حملہ آور ہوا، اور اوسکو شکست دیکر اوس نے دار السلطنت کو لوٹ لیا، ۱۱۹۵ء مین قطب الدین ایبک نے بھیم دیو ثانی پر حملہ کیا، جسکی تفصیل اسلامی تاریخون مین درج ہے،

---

[1] بعض تاریخون مین اربھیشنگر لکھا ہے، تلفظ کا فرق ہے،

Collection Of Advocate Showkat

سنہ ۱۲۲۴ء میں اسکی کمزوری کی وجہ سے تمام ماتحت راجاؤں نے متفقہ بغاوت کردی، اور جے سنگھ سولنکی نے اس پر حملہ کرکے گجرات کو فتح کرلیا، مگر سنہ ۱۲۲۶ء میں پھر اوس نے اپنے منتشر لشکر کو جمع کرکے اپنے ملک کو واپس لیا،

بھیم دیو ثانی کی سلطنت کا زمانہ سنہ ۱۱۷۹ء سے سنہ ۱۲۴۲ء تک رہا،

ابوالفضل لکھتا ہے:۔ "لکھمول را پسرے نبود شائستہ از گروہ باگیلہ گزیدند" ملاحظہ ہو صفحہ ۱۲۶ جلد دوئم:

ترجمہ

لکھمول کا کوئی لڑکا نہیں تھا، اوس نے گھیلہ خاندان سے لائق ترین نوجوان کو ولی عہد مقرر کیا، اور سلطنت گجرات خاندان سولنگی سے خاندانِ گھیلہ میں منتقل ہوگئی، (ابوالفضل لکھمول کے بعد گھیلہ خاندان کا ذکر کرتا ہے، اور بھیم دیو ثانی کا ذکر چھوڑ دیتا ہے۔ یہ بہت بڑا اختلاف ہے،)

* * *

فصل دوم

گھیلہ خاندان کے گوجر راجہ جو گجرات پر حکمران تھے،

راجہ ہردمول

گجرات کی تاریخون مین اس خاندان کا حال اس طرح لکھا ہی، کہ بھیم دیو ثانی کے زمانہ مین، خاندان گھیلہ بہت کچھ طاقت پکڑ گیا تھا، ایسا معلوم ہوتا ہے، کہ خاندان سولنکی اور خاندان گھیلہ باہم متعاون یا حلیف یا قریبی رشتہ دار تھے، اور بقول ابوالفضل اسی وجہ سے سولنکی کی سلطنت گھیلہ خاندان مین منتقل ہوئی، جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہی، ارنوراج گھیلہ جو اسوقت ایک مقامی امیر تھا بھیم دیو سولنکی کو بہت امداد دیتا رہا، اور اس رابطہ و اتحاد کی وجہ سے بعض کہتے ہین، کہ گھیلہ خاندان بھی سولنکی کی نسل سے ہے، یا اون کے بھائی بند ہین، کمار پال سولنکی نے اپنے چچا زاد بھائی ارن راج سولنکی کو ایک گاؤن بگھیل بطور جاگیر مرحمت کیا تھا، اس لئے اس خاندان کا نام بگھیلہ ہو گیا، اور پھر بگھیلہ سے گھیلہ ہو گیا،

ارن راج کا بیٹا لون پرساد جو عقل و دانش کا پتلا تھا بھیم دیو کا وزیر اعظم ہو گیا، اور پھر وزارت سے ترقی پا کر دھولقہ اور دھندوقہ کا گورنر ہوا، اور رفتہ رفتہ مستقل راجہ ہو کر اپنا صدر مقام دھولقہ قرار دیا،

لون پرساد کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا ہردمول تخت نشین ہوا، مرأت محمدی مین اسکا نام ہیرڈھول[1] لکھا ہی، ہمارے خیال مین یہ غلط ہے، ہردمول صحیح ہے، کیونکہ جو نسخہ آئین اکبری کا ہمارے سامنے ہے متعدد فضلا نے جانفشانی کر کے اسکے الفاظ کی صحت کی ہے، اس مین ہردمول ہے، ہردمول نے تخت پر بیٹھتے ہی گودھرہ اور کھمبائت فتح کر کے اپنی مملکت مین شامل کر لیا، اور سلطنت کے ایسے اچھے قواعد و ضوابط مرتب کئے، کہ دوسرے ممالک کے راجاؤن نے اوس کی تقلید کی، یہ بلند ہمت اور فنون حرب سے خوب واقف تھا، مذہبی اوقاف کی توسیع کی، ہردمول کے دو فرزند بیرم دیو اور بسیلدیو تھے، بیرم دیو سے باپ ناراض تھا، وہ نکالا گیا، اور اوس کو رہنے کے لئے صرف ایک گاؤن

---

[1] البتہ بعض نسخون مین برمول اور بعض مین دومول لکھا ہی، صحیح نسخہ مین ہردمول ہی، جسکو ہم نے اختیار کیا ہے،

دیا گیا، جو اوس کے نام پہ برم نگر یا بیرم پور مشہور تھا. گھیلہ خاندان کا یہ پہلا راجہ تصور کیا جاتا ہے، جس نے اپنی طاقت کو بہت بڑھایا، اور وہ ایک مشہور راجہ ہو گیا، سنہ ۱۲۴۰ء مین ہردمول کا انتقال ہوا، اوس نے بروایت علامہ ابوالفضل ۱۲ سال ۵ ماہ سلطنت کی،

بیسلدیو

ہردمول کی وفات پر بیسل دیو[۱] سنہ ۱۲۴۴ء مین تخت نشین ہوا، علامہ ابوالفضل نے اس راجہ کا نام بالدیو لکھا ہے، جو بسیلدیو سے ملتا جلتا ہے، بسیلدیو نے راجہ تربھون پال سولنگی جو نہروالہ پر حکمران تھا، حملہ کیا اور شکست دی، اور نہروالہ کو اپنی سلطنت مین شامل کر لیا،

ہندی تاریخون مین سلطنت گھیلہ کا پہلا راجہ بیسل دیو قرار دیا گیا ہے، جس کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے، کہ اوس کے زمانہ مین قوم گھیلہ کی شان و شوکت بڑھ گئی تھی، فارسی تاریخون مین ہندو تاریخون کی تقلید کی گئی ہے، اور اس سے پہلے راجاؤن کو امرا کی فہرست مین درج کیا گیا ہے،

مگر آئین اکبری اور مرآت احمدی کے مصنف گھیلہ خاندان کی حکمرانی کا سلسلہ ہردمول سے شروع کرتے ہین، اور حقیقت یہ ہے، کہ خاندان گھیلہ ہردمول سے شروع ہوتا ہے، اور علامہ ابوالفضل کی تحقیقات اس بارہ مین صحیح ہے،

بیسل دیو نے اپنے قدیم الخدمت تجربہ کار وزیر کو جس نے اوس کو تخت پر بٹھایا تھا، معزول کر دیا، اور ایک برہمن ناگڑ نامی کو قلمدان وزارت تفویض کیا، اوس نے کئی عظیم الشان قلعے اور تالاب اور مندر تعمیر کرائے:

کرناٹک کے راجہ کی بیٹی کو اپنے محلات کی شمع شبستان بنایا،

بھیم دیو ثالث

بیسل دیو کے مرنے کے بعد اوس کا برادر زادہ بھیم دیو تخت نشین ہوا، اوس نے اپنی سلطنت کو بہت وسیع کیا، مذہبی اوقاف و معابد بڑھا دئے، بھیم دیو نے بقول علامہ ابوالفضل ۴۲ سال حکومت کی، اوس کا ذکر بعض

---

[۱] دو سال درمیانی وقفے کا ذکر نہین ملا، خیال یہ ہے کہ ہردمول نے سنہ ۱۲۴۲ء مین انتقال کیا ہو گا،

تاریخوں مین نہین ہے، جن اسلامی تاریخون نے اس کا ذکر کیا ہے، ہمارے خیال مین آئین اکبری کی تقلید کی ہے، علامہ ابوالفضل جیسے محقق مؤرخ کی روایت دربارہ حکومت بھیم دیو غلط نہین کہی جاسکتی، جو بہر حال کسی ہندو تاریخ پر مبنی ہو گی، کیونکہ اوس زمانہ مین بڑے بڑے فاضل ہندو مورخ دربار اکبری مین موجود تھے، لیکن اگر سلسلۂ سنین کا ذکر کیا جائے تو بھیم دیو گھیلہ کو سلطنت کے لئے جگہ نہیں مل سکتی، معلوم ہوتا ہے کہ جب اوس نے ۴۲ سال سلطنت کی ہے، تو وہ کسی دوسرے علاقہ پر حکمران تھا، کیونکہ مشتبہ کے جلوس کی تاریخ ۱۲۴۴ء ہے، اوس نے ۲۸ سال حکومت کی اور ارجن دیو ۱۲۶۲ء مین تخت نشین ہوا تو بھیم دیو کے زمانہ حکومت کے لئے گنجائش نہیں نہین مل سکتی، بہر حال ایک بڑا اختلاف ہے،

ارجن دیو

بیسل دیو کا بیٹا تھا، سومنات کا ایک کتبہ مورخہ ۱۲۶۲ء، ارجن دیو کی حکمرانی اور توسیع سلطنت کا ثبوت دیتا ہے، اور اس سے اس کی شوکت و ابہت کا اظہار ہوتا ہے، اس کے عہد مین کئی مسلمان بڑے بڑے عہدون پر فائز تھے، جن مین سے ہرمز اور خواجہ ابراہیم زیادہ مشہور ہین، ہرمز کی ایک مسجد بمقام ملادل پٹن مشہور ہے، یہ راجہ معدلت گستر، رعایا پرور اور رحم دل تھا، اور اپنے عہدہ دارون کی خدمت کا توقع سے زیادہ صلہ دیتا تھا، اور ان پر اعتماد رکھتا تھا، یہی وجہ تھی، کہ کئی مسلمان اس کے عہد حکومت مین اپنی قابلیت اور دیانتداری کی وجہ سے بڑے بڑے عہدون پر فائز ہوئے، ارجن دیو ۱۲۶۲ء مین تخت نشین ہوا اور ۱۲۷۵ء مین ۱۲ سال حکومت کرکے راہی ملک عدم ہوا،

ابوالفضل نے ارجن دیو کی حکومت کا زمانہ ۱۰ سال لکھا ہے،

سارنگ دیو

ارجن دیو کے بعد اس کا بیٹا سارنگ دیو ۱۲۷۵ء مین تخت نشین ہوا، ایک کتبہ مورخہ ۱۲۹۴ء سے معلوم ہوتا ہے، کہ راجہ بیسل دیو حاکم چندراوتی اس راجہ کا باجگزار اور ماتحت تھا، اس سے زیادہ اس کے حالات معلوم نہین ہوئے، سارنگ دیو نے ۱۲۷۵ء سے ۱۲۹۶ء تک ۲۱ سال حکومت کی،

* * *

راجہ کرن گھیلہ

راجہ کرن سارنگ دیو کے بعد ۱۲۹۶ء مین تخت نشین ہوا۔ اس کے دو وزیر مادھو اور کیشو تھے، اور یہ قوم کے ناگر برہمن تھے، راجہ کرن کے یہ دونون مخالف ہوگئے، راجہ نے دونون کو موقوف کر دیا، بیان کیا جاتا ہے کہ ان مین سے ایک نے سلطان علاؤالدین کے پاس پناہ لی، اور اوس نے راجہ کرن کی کمزوریون کو ظاہر کر کے علاالدین کو گجرات کے فتح کرنے پر آمادہ کیا، جس کا مکمل ذکر دوسری تاریخون مین بضمن حالات سلطان علاءالدین پایا جاتا ہے، کرن نے چھ سال دس مہینے اور پندرہ روز حکومت کی،

باب ہشتم

واتاپی اور کلیانی کے سولنگی یا چلکیا گوجر راجاؤن کا تذکرہ

فصل اول

یہ نام تاریخون مین مختلف صورت مین بیان ہوا ہے، سولنگی، چلکی، چلکیا، چلوک، جولکیا، چلکیا خاندان اگنی کل ہے، یہ قوم گوجر کا سرتاج ہے، اس خاندان کی شوکت و عظمت سے دکن مہاراشٹر کا نام گجرات ہوا، ہندوستان کے تمام راجاؤن مین ان کی طاقت اور وسعت سلطنت ضرب المثل تھی، چھٹی صدی عیسوی کے وسط مین ان کا ستارۂ اقبال دکن کی سرزمین سے طلوع ہوا، اور اس کا نور دور دور تک پہنچا،

چلکی جماعت نے پہلے پہل ہندوستان کے دراوڑ باشندون کو جو جین مذہب کے پیرو تھے مغلوب کیا، مسٹر اے سمتھ نے اپنی تاریخ قدیم ہند کے باب پانزدہم مین چلکی خاندان کے حسب و نسب کا ذکر کیا ہے، اس خاندان کے شجرہائے نسب کا سلسلہ جو اجودھیا کے خاندان سے ملایا گیا ہے، تاریخی حیثیت سے اس کا کوئی ثبوت نہین ہے، کیونکہ اس کے مقابلہ مین روز روشن کی طرح یہ آشکارا ہے، کہ چلکی یا سولنگی، چاپ کی ایک شاخ ہے، اور چاپ بلاشک و شبہہ گوجر ہین، پس چلکی گوجر ہوئے، مسٹر جیکسن نے کئی دلائل سے چلکیا کو گوجر ثابت کیا ہے، دیکھو بمبئی گزیٹیر ۱۸۹۶ء جلد اول حصہ اول صفحہ ۱۲۷ و ۱۳۸ و ۴۶۳ و ۴۶۷،

یہ خاندان راجپوتانہ سے دکن مین آیا، ان کے بادشاہون کا تذکرہ ذیل مین مختصراً کیا جاتا ہے،

Collection Of Advocate Showkat

پل کیسن اول

سب سے پہلے اس خاندان کے ایک سردار پل کیسن اوّل نے ضلع بیجاپور داتاپی میں جس کا اب نام باداآمی ہے، ۵۵۰ء میں حاکمانہ قدم جمائے، اور پھر اپنی سلطنت کو بہت وسیع کیا، اور جشن آشومیدہ منعقد کیا، جشن اشومیدہ وہ مہاراجہ کیا کرتا تھا، جو اپنے ہم عصروں مین برتر و اعلیٰ ہونے کا دعویدار ہوتا، اس سے معلوم ہوتا ہے، کہ اس کی سلطنت وسیع تھی، اور وہ دوسرے راجاؤن کے اقتدار کو دھمکی دے رہا تھا،

کرتی ورمن اور منگ لیس

پل کیسن کے بعد اس کے دو بیٹون، کرتی ورمن و منگ لیس نے متحدہ جانبازی و شمشیر کشی سے شمالاً و جنوباً اور شرقاً و غرباً موروثی سلطنت کو بہت وسیع کیا اور کئی قومین اون کی شوکت و سطوت سے ڈر کر بلا مقابلہ انکی باجگذار ہو گئیں کونکن یعنی ساحل سمندر کا وہ علاقہ جو مغربی گھاٹ اور سمندر کے مابین ہے، ان کے زیر نگین ہو گیا۔ قوم موری، جو قدیم موریا خاندان سے تھی اور بڑی طاقت رکھتی تھی، ان راجاؤں کی فرمانبردار و منقاد ہو گئی،

پل کیسن دوم

منگ لیس کی رحلت کے بعد اوس کے فرزند اور کرتی درمن کے ولی عہد یعنی دو چچازاد بھائیوں مین سلطنت کی نسبت تنازع پیدا ہوا، تلوار نے کرتی ورمن کے ولیعہد کے حق میں فیصلہ کیا، جو پل کیسن دوم کے لقب سے ۶۰۸ء مین سریر آرائے جہانبانی ہوا، اس نے اپنا صدر مقام داتاپانی تجویز کیا، ۲۰ برس تک اس بہادر جنگجو راجہ نے قرب وجوار کے راجاؤں کو اپنے اسلحہ کا تختہ مشق بنائے۔ کھا، اور امن سے نہ رہنے دیا کسی نہ کسی بہانے سے ان پر حملہ کر دیتا تھا، چنانچہ ان متواتر فاتحانہ حملون سے مغرب و شمال کی جانب گجرات، راجپوتانہ، مالوہ اور کونکن کے راجاؤں کا سر اس کے آستانہ پر جھک گیا، اور یہ سب کے سب اس کے باجگذار و مطیع ہو گئے ۶۰۹ء مین اوس نے دریائے کرشنا و گوداوری کے دوآبہ کو فتح کر کے دنگی کے روئین حصار پر علم فتح بلند کیا، اور اس علاقہ پر اپنے بھائی بج وشنو وردھن کو پشت پور مین جو آجکل پیٹھاپورم کے نام سے، ضلع گوداوری مین واقع ہے

Collection Of Advocate Showkat

اپنا نائب مقرر کیا، سنہ ۶۱۵ء مین شہزادہ وشنو وردھن خود مختار ہوگیا، اوس کا خاندان سنہ ۱۰۷۰ء تک حکمران رہا، یہ خاندان مشرقی چولکیا کے نام سے معروف ہی، سنہ ۶۲۱ء مین، راجہ پل کیسن دویم، نربدا کے جنوب کے جزیرہ نما مین اسقدر با اقتدار تھا، کہ پانڈیا، چول، گرہلی، پلوا کے مقتدر راجے اس سے خائف و لرزان رہتے تھے،

راجہ ہرش کے دماغ مین سنہ ۶۲۰ء مین یہ خیال سمایا کہ وہ تمام راجاؤن کو اپنا باجگذار بنائے، دوسری طرف بالمقابل راجہ پل کیسن کا جو راجہ ہرش کا سخت مخالف تھا، یہ خیال تھا کہ اگر راجہ ہرش مسخر ہوگیا، تو دوسری راجاؤن پر اس فتح کا ایسا اثر پڑے گا، کہ وہ خود بخود آستان دولت پر جبہ سائی کرین گے، راجہ ہرش نے پوری طاقت اور سازوسامان سے چیدہ فوج لیکر راجہ پل کیسن پر حملہ کیا، مگر اوس کی شجاعت و اولوالعزمی کے سامنے راجہ ہرش کے تمام منصوبے خاک مین مل گئے، اور اس نصرت سے راجہ پل کیسن کی شہرت تمام ہندوستان مین ہوگئی، نتیجہ اس جنگ کا یہ ہوا کہ دونون سلطنتون کی حد فاصل دریائے نربدا قرار پائی، جب یہ خبر دوسری سلطنتون کو ہوئی، تو اوس کا یہ اثر ہوا کہ ایران کے شہنشاہ خسرو دوم اور راجہ پل کیسن کے مابین، سفارتون کا تبادلہ عمل مین آیا، یعنی سنہ ۶۲۶ء مین پل کیسن دوم نے ایک سفارت شہنشاہ ایران کی خدمت مین اور شہنشاہ ایران نے راجہ پل کیسن کے دربار مین بھیجی، راجہ پل کیسن نے اس فخر کے اظہار مین اجنتا غار کے دروازی پر جو عجائبات دنیا مین سے ہے شہنشاہ ایران کے سفیر کی تصویر کھدوائی جسمین یہ منظر دکھلایا گیا کہ سفیر ایران ہندی راجہ کے دربار مین شہنشاہ ایران کا نامہ مودت پیش کر رہا ہے، اور شاہ ایران کی عقیدتمندی و اخلاص کی معنوی کیفیت کو نقوش مصورہ اس طرح ظاہر کر رہے ہین، جس طرح کوئی معروف لفظ اپنے مشہور معنی کو ظاہر کرتا ہے،

ہیون سانگ سنہ ۶۴۱ء مین راجہ پل کیسن دوم کے دربار مین جب اس کا دارالخلافہ واتاپی سے ناسک مین منتقل ہوگیا تھا، یہ آیا اور حاضر دربار ہو کر مورد الطاف شاہی ہوا، ہیون سانگ جاتری اس راجہ کے انتظام سلطنت اور فوجی نظام اور قواعد و ضوابط سیاسی اور اوسکے عہد کے فنون لطیفہ کی تعریف و توصیف مین رطب اللسان ہے "ہر کہالے راز والے" سنہ ۶۴۲ء مین اس راجہ کا خورشید اقبال و اجلال، نصف النہار پر پہنچ کر زوال پذیر ہونے لگا، اس طویل جنگ نے جو راجہ پل کیسن دوم اور پلوا خاندان کے درمیان برسون جاری رہی پل کیسن کو کمزور کر دیا، اور ایسا کمزور کر دیا کہ پلوا کے راجہ نرسمہہ ورمن کا لشکر بلند ترین و متین حصار قلعون پر تلوارون کے زینے بنا کر چڑھ گیا، فاتح غنیم نے نہ صرف اس کی دارالسلطنت کو تباہ و برباد کیا، بلکہ اس کا سر کاٹ کر ایک بلند مقام پر رکھکر اوسکی رعایا اور لشکر اور سپاہ سالارون کو دکھلایا، اس کے بعد تیرہ سال تک چالکی خاندان کا درخشندہ ستارۂ اقبال مدہم رہا، اور پلوا کا فتح مند راجہ تمام جنوبی ہند پر حکمران ہوگیا، یہ قدرت قاہرہ کا ایک کرشمہ تھا، کہ کمزور خاندان نے ایک زبردست شہنشاہ پر فتح عظیم پا کر جنوبی ہند کی وسیع

سلطنت پہ اپنا سکہ جما لیا، ٥

بھورے وھد مانش نزہ شیر، کندلیشہ بربیل جنگی دلیر

بکرماجیت اوّل

پل کیسن کے بعد اوس کے تیغ زن بیٹے بکرماجیت اوّل نے سنہ ۶۵۵ء مین فتح و نصرت کی تلوار کو جسین زنگ لگ چکا تھا مصقلہ جوانمردی پر صیقل کیا، اور پلوا کے مقابلہ مین اس طاقت و تہور سے نکلا کہ پلوا کا راجہ مہور من اسکی خونخوار، خارا شگاف شمشیر کی ڈر سے بھاگ گیا، تِلْکَ الْاَیَّامُ نُدَاوِلُھَا بَیْنَ النَّاسِ بکرماجیت نے از سر نو اپنی سلطنت کو مستحکم اور اپنی سپاہ کو منتظم کر کے پلوا کی راجدھانی (کانچی) پر نصرت و فیروزی کا علم بلند کیا، اندرین اثنا پلوا سلطنت کے ساتھ چلکیا راجاؤن کی ہمیشہ جنگ رہتی تھی، اور جنگ کا پلہ کبھی اسطرف جھکتا تھا کبھی اوس طرف؛ یہان تک کہ بکرماجیت کے زمانۂ حکومت مین چلکی کے ایک زبردست گروہ نے گجرات پر قبضہ کر لیا، اور اوس نے از سر نو وہ طاقت پیدا کی، کہ آئندہ صدی مین سرب کے بہادرون کا نہایت بہادری سے مقابلہ کیا، اور اون کے حملون کا بہ نوک سنان و شمشیر روکا،

بکرماجیت دوم

بکرماجیت دوم نے اپنے خاندانی روایات کی شان و عزت کو بڑھایا، اور سنہ ۷۴۰ء مین پلو خاندان پر ایسی ضرب کاری لگائی، کہ ان کی سلطنت کو صفحۂ ہستی سے مٹا دیا، آٹھوین صدی عیسوی کے وسط مین راشٹر کوٹون کے ایک نامور سردار، ونتی، درگا نامی نے موقع پا کر بکرماجیت دوم اور اوس کے جانشین کیرتی ورمن دوم کو ایسی سخت شکست دی، کہ خاندان چلکیا، بے تاب و توان ہو گیا، اور اوسکی تمام جمعیت منتشر ہو گئی، اور بلا خوف و خدشہ وسیع سلطنت دکن پر راشٹر کوٹ متسلط ہو گئے، اور چلکی خاندان کی تگاپو، عرصۂ دراز کے لئے رک گئی، سنہ ۹۷۳ء مین چلکی جاہ و جلال کا ڈوبا ہوا ستارہ پھر چمکا، راشٹر کوٹون کا آخری راجہ کک دوئم نالائق تھا، چلکی کے ایک سردار تیل یا تیلپ نے اسکو مغلوب کیا، اس زمانہ مین پھر چلکیا کے ایک شاہی خاندان کا دور دورہ ہو گیا، اور راجہ تیل اس سلطنت کا بانی ہوا، جو کہ ثانی چلکی کے روشن نام سے تاریخ مین مذکور ہے، یہ خاندان ۲۲۵ سال تک کامیابی و ناموری سے حکمران رہا، آٹھوین صدی عیسوی کی ابتدا مین اسلام کے

مشہور سپہ سالار محمد بن قاسم نے سندھ کو فتح کر کے دور و نزدیک کی سلطنتون پر اپنا رعب قائم کر لیا تھا، اور وہ قرب و جوار کی ریاستون کو دھمکاتا تھا، اور مذہبی تبلیغ کے ساتھ ساتھ اوسکے فتوحات کی توسیع ہوتی جاتی تھی، اسکی تبلیغ مین جادو کا اثر تھا، لوگ جوق جوق حلقۂ اسلام مین داخل ہوتے جاتے تھے،

اس زمانہ مین گوجر. کا ایک اور طاقتور راجہ بھنمال پر حکمران تھا بھنمال کوہ آبو سے تقریباً ۵۰ میل کے فاصلہ پر واقع ہے، اور سلطنت بھنمال، سلطنت قنوج کے ساتھ حلیفانہ و برادرانہ تعلقات رکھتی تھی، یا اوس کے ماتحت تھی، یعنی بھنمال اور قنوج دونون پر گوجر حکمران تھے، اور ایک ہی خاندان کے دو حصے ہو گئے تھے جن کی نسبت ہم نے کسی اور جگہ مفصل لکھا ہی،

راشتر کوت خاندان کے راجے اسوقت ہمیشہ زمانہ کی رفتار کے ساتھ چلتے تھے، اونھون نے بہادران عرب کی بڑھتی ہوئی طاقت و دولت دیکھکر اس کے ساتھ اتحاد و ائتلاف قائم کر لیا، تاکہ وہ اپنے قدیم دشمن گوجر راجاؤن کو عربون کی امداد سے مغلوب کر سکین، اہل عرب اگرچہ خود طاقتور تھے، لیکن آخر بدیسی مہمان تھے، اونھون نے بھی اس اتحاد کو غنیمت سمجھا، اور معاہدہ کی بنا پر مختلف اوقات مین عرب اور راشتر کوتے گوجرون کی ریاستون پر چھاپے مارتے رہے لیکن ان کو مغلوب نہ کر سکے، عربون اور گوجرون کی سلطنت کی حد فاصل دریائے ہکڑا تھا، جس کے آثار نمایان طور پر اب بھی ریاست بیکانیر اور بہاولپور مین پائے جاتے ہین، یہ وہ زمانہ تھا جب عرب کے فاضل سیاحون اور مورخون اور سوداگرون کی آمد شروع ہو گئی تھی، جن کے مفید سفر نامون اور روزنامچون سے تاریخ ہند مین قیمتی اضافہ ہوا ہے، ہم نے بھی بعض جگہ ان مورخین کے نوشتون کا تذکرہ کیا ہی،

راجہ تیل

چلکیا خاندان کا چشم و چراغ راجہ تیل ہے، اوسکی ہمت و اولوالعزمی یادگار زمانہ ہے، اسکی شہرت من جمہ سے ہے، کہ چلکیا کی گئی گذری سلطنت کو اوس نے از سر نو قائم کیا، اور ایسا مستحکم کیا کہ ۲۴ برس تک اوسکے حدود وسیع ہوتے چلے گئے، اوس نے خاندان کے زیر نگین علاقے جو باغی ہو گئے تھے، یا راشتر کوت کے راجاؤن نے فتح کر لئے تھے، ایک ایک کر کے واپس لئے، اگر اوسکی کوئی حسرت باقی رہی تو یہ تھی، کہ اس کا موروثی زرخیز ملک گجرات دکن ہاتھ نہ آیا، جسکی وجہ یہ تھی کہ اوس کا سخت ترین دشمن اور ہم قوم دھار کا راجہ منج جو قوم کا گوجر پرمار تھا، ہمیشہ اوسکو خونریز لڑائیون مین مشغول رکھتا تھا، اور راجہ پرمار اس امر پر ہمیشہ فخر کرتا تھا کہ اوس نے راجہ تیل کو چھ مرتبہ شکست فاش دی، اور اوس کو کبھی چین سے نہ بیٹھنے دیا۔ راجہ پرمار ہمیشہ

یہ خواب دیکھا کرتا تھا، کہ وہ راجہ تیل کو قتل کرکے چالوکیا کی وسیع سلطنت کا شہنشاہ ہو جائے، راجہ پرمار نے اپنے اس مقصد کے حاصل کرنے کیلئے ایک چیدہ لشکر تیار اور آلات حرب وضرب کا بڑا ذخیرہ جمع کیا، اور دریائے گرداوری کو جو دونون سلطنتون کی حدِ فاصل تھا عبور کرکے راجہ تیل کے ایک حصہ ملک کو فتح کرلیا، اگرچہ راجہ تیل نے بھی مقابلہ مین کوئی دقیقہ اٹھا نہین رکھا تھا، لیکن روز بروز اسکے قدم پیچھے ہٹتے گئے، اور قریب تھا کہ راجہ منج تمام سلطنت چلوکیا کو فتح کرلے، کہ دفعتہً جنگ کا پانسہ پلٹ گیا، اور راجہ تیل کے سپہ سالارون نے بموجب "اَلحَربُ خُدعَۃٌ" جنگ فریب ہے"، جب دیکھا کہ انکی فوج کی ہمت کچھ بڑھی ہوئی ہے، تو اونھون نے تازہ دم لشکر دوسرے راستہ سے، راجہ پرمار کے لشکر کے پس پشت بھیجدیا جو نہایت کامیابی سے منزلِ مقصود پر پہنچ گیا، پھر انھون نے میسرہ اور میمنہ پر فوجین بھیجین، اور غنیم کے سامنے اور پیچھے دو طرف حملہ کردیا، جس سے پرمار کی فوج کا بڑا حصہ تہ تیغ اور بقیۃ السیف قید ہوا، راجہ منج پرمار جو لشکر کی خود کمان کر رہا تھا، وہ بھی قیدیون مین شامل تھا، راجہ تیل نے نہایت فیاضی اور الطافِ شاہانہ سے اوسکی مدارات کی، اوسکو شاہی محل مین جگہ دی، اور اوسکی توقیر وعزت مین کوئی دقیقہ اٹھا نہین رکھا، ملاقات کے وقت اوسکو تخت پر اپنے پہلو مین جگہ دیتا تھا، اور مراسم تکریم و تعظیم شاہانہ بجالاتا تھا، راجہ پرمار ایک رات موقع پاکر بہ تبدیل لباس بھاگ نکلا، اور دور چلا گیا، قریب تھا کہ وہ سرحد پر پہنچ جائے، مگر وہ مع اپنے ہمراہی سوارون کے پکڑا گیا، راجہ تیل کو اسکی اس حرکت پر سخت غصہ آیا، حکم دیا، کہ اسکو شاہی خوان نعمت سے محروم کیا جائے، اور ہر روز اوسکو دستہ سپاہ کی حراست مین دربدر پھرایا جائے اور گداگری سے جو کچھ ملے اپنا پیٹ بھرے، اور کسی قسم کا سامان راحت اوس کو نہ دیا جائے، لیکن باین ہمہ راجہ پرمار نے نہ معافی مانگی، اور نہ آداب و کورنش شاہانہ بجا لایا، آخر اوس کو اس کے غرور ونخوت کی سزا مین قتل کردیا گیا، سچ ہے ؎

اقبالِ کرم مے گزد اربابِ ہمم را ۔ ہمت نہ خورد نیشتر لا و نعم را،

سیتی سرای یا سیتا سرایا

راجہ تیل یا تیلپ کی وفات کے بعد اوس کا بیٹا سیتا سرایا، تقریباً سنہ ۱۰۰ء مین سریر آرائے سلطنت ہوا، مگر اس بدقسمت راجہ کے وقت مین سلطنت چلکی کا تار و پود بکھر چکا تھا، جسکی وجہ یہ تھی، کہ چولی خاندان کا راجہ راج (راجاؤن کا راجہ) کچھ عرصہ سے اس تاک مین تھا، کہ چلکیا کی سلطنت پر ایسی ضرب لگائے کہ اوس کی

Collection Of Advocate Showkat

ہستی دنیا سے مٹ جائے، چنانچہ ایک لشکر جرار جسکی تعداد ۹ لاکھ بیان کیجاتی ہے، جمع کرکے حملہ آور ہوا، اور تمام ملک کو پامال کر ڈالا، نہ عورتون کی عصمت کا خیال رکھا نہ بچون پر رحم کیا، برہمنون تک سب کو تہ تیغ کیا، بڑے بڑے پر رونق شہرون کی اینٹ سے اینٹ بجادی، یہ ایک قیامت خیز حملہ تھا، جس نے سلطنت چلکیا کو تہ و بالا کردیا،

سمیسور اول چلکیا

سنہ ۱۰۵۲ء مین سمیسور اول نے، جسکو اہومل بھی کہتے ہین، کپم کے مقام پر جو دریائے تنگ بھدرا کے کنارہ پر واقع تھا، راجہ چول ادھیراج کو شکست دی، اور اوسکو قتل کیا، اس اولوالعزم راجہ نے دھار اور جنوبی کانجی کے علاقون پر دھاوا کرکے دونون شہرون کو فتح کیا اور نیز چیدی کے مشہور بہادر، راجہ کرن کو بھی شکست دی، ان فتوحات سے اس نے اپنی قدیم سلطنت کو پھر معراج پر پہنچایا، سنہ ۱۰۶۸ء مین تپ محرقہ مین مبتلا ہوگیا، جس نے اوس کا تمام بدن پھونک ڈالا، یہ مہاراج جو شہر کے شہر اپنی آتش غضب سے پھونک دیتا تھا، اس بخار کا مقابلہ نہ کرسکا تنگ ہوکر شیو، شیو کہتا ہوا، دریائے تنگ بھدرا مین کو د پڑا، اس طرح غرق ہوکر بخار کی آگ کو ہمیشہ کیلئے پانی سے بجھا دیا،

بکرمانک چلکیا یا بکرماجیت چہارم

بکرمانک نے سنہ ۱۰۷۶ء مین اپنے بھائی سمیسور دوم کو معزول کرکے اپنے نام کا سکہ جاری کیا، یہ وہی بکرمانک ہے، جو بلہن کی تاریخی نظم کا موضوع اور شاعر کا ممدوح ہے، اس کے عہد کے یہ واقعات مشہور ہین، اول جنوب مین شہر کانجی کا فتح کرنا، دوم راجہ وشنو سے جو میسور کے خاندان ہیوسل سے تھا، ایک طویل جنگ کرنا، سوم اپنا سن جاری کرنا، جو سنہ ۱۰۷۶ عیسوی سے شروع ہوتا ہے، مگر یہ سن زیادہ عرصہ تک رائج نہین رہا، اوس کا صدر مقام کلیان تھا، جو اتبک ممالک محروسہ حیدرآباد دکن مین کلیانی کے نام سے مشہور ہے، کہتے ہین، کہ اس شہر کو سمیسور اول نے آباد کیا تھا،

سمیسو چہارم

بکرمانک کی وفات کے بعد خاندان چلکیا بہت ہی کمزور ہوگیا تھا، سنہ ۱۱۵۶ء مین ولی عہد تیل سوم کے

Collection Of Advocate Showkat

سپہ سالار بجّل نامی نے علم بغاوت بلند کیا، اور تمام ممالک کا فرمانروا ہو گیا، چنانچہ سنہ ۱۱۸۳ء تک بجّل، اور اوسکی اولاد اس سلطنت پر حکمران رہی اور ہر طرح سے انتظام ریاست مین نام پیدا کیا، سمیسور چہارم چولکیا نے آخر کار اپنی آبائی سلطنت کا ایک بڑا حصہ پھر فتح کر لیا، مگر چونکہ یہ راجہ دوسری حکومتون کے حملون کو روکنے کی طاقت نہین رکھتا تھا، چند سال مین اسکی سلطنت کے حصے بخرے ہو گئے، ایک حصہ تو دیوگری کے خاندان نے دبا لیا، اور دوسرا حصہ میسور کے خاندان ہیوسل کی سلطنت سے ملحق ہو گیا، یہان تک کہ سنہ ۱۱۹۰ء مین کلیان کے خاندان چلکیا کا خاتمہ ہو گیا، اور بعد ازین اس کے افراد مقامی جاگیر دارون کی حیثیت سے زندگی بسر کرنیلگے، ٹاڈ راجستان مین چلکی خاندان کے جو حالات درج ہین، اون کا لطف دلچسپی سے خالی نہین، اور اس سے معلومات کا اضافہ ہوتا ہے، (ملاحظہ ہو ٹاڈ راجستان مترجمہ افق باب ہفتم جلد اوّل،)

کب چند مورخ سولنگی خاندان کی شوکت وحشمت کا مداح ہے، وہ بیان کرتا ہے، کہ قنوج کی سرزمین پر ابھی راٹھور کی سطوت کا ستارہ چمکا بھی نہ تھا، کہ اس سے بہت پہلے موریا خاندان کی طرح سولنگی خاندان کے عروج کا ڈنکا دریائے گنگ پر بج رہا تھا، شجرۂ خاندان سے واضح ہے، کہ سولنگی خاندان کی سکونت لوکوٹ (لاہور) مین تھی، وہ بھی خاندان چوہان کی طرح متمدن تھا، اس کی دو شاخین لنگاہ اور توگیرا ملتان اور اس کے گرد و نواح مین سکونت پذیر تھین،

(مؤلف) اب بھی ملتان، مظفرگڈھ، بہاول پور مین یہ قومین کثرت سے پائی جاتی ہین، توگیرا کو ہم ہمیشہ سرکاری خط و کتابت مین بوجہ ناواقفیت طغیرہ لکھتے رہے، اب معلوم ہوا کہ لفظ توگیرا ہے، الفاظ کی اسی طرح مٹی خراب ہے،) جس زمانہ مین قوم بھٹی نے ریگستان مین قدم جمائے، اس زمانہ مین بھی یہ دونون شاخین آباد تھین جنھون نے اس کا مقابلہ کیا، ان کی حکومت مالابار پر تھی، جس کا صدر مقام کلیان (متصل بمبئی) تھا، گذشتہ شوکت شاہی و شان فرمان روائی کے نشان اب تک اس شہر مین باقی ہین، سولنگی کی ایک شاخ، جو کلیان سے پھیلی، اس نے انہلواڑہ پٹن کے چوراشاہی خاندان مین شادیان کین،

یہ خاندان بہت بڑا دولتمند تھا، اور پشتہا پشت سے اون کے بڑے بڑے خزانے مدفون تھے، محمود سبکتگین نے ان پر متعدد حملے کئے، اور بیشمار دولت و جواہرات اس کے ہاتھ آئے، محمود نے اس مال غنیمت سے ایک عالیشان محل تعمیر کرایا، جس کا نام عروس آسمانی یا حور فردوس رکھا، انہلواڑہ دنیا مین اس وقت ایک مشہور تجارتگاہ تھا جسطرح یورپ مین وینس ایک مرکزی تجارتگاہ ہے، اسی طرح انہلواڑہ بھی تھا، جو چارون طرف کے ممالک سے دولت کو کھینچتا تھا، محمود غزنوی اور اوس کے جانشینون کے خونخوار حملون نے اسکی بربادی مین کوئی دقیقہ اوٹھا نہ رکھا، لیکن چونکہ یہ مشرقی و مغربی ممالک کا بہت بڑا تجارت گاہ تھا، بربادی کے بعد

بھی سبزۂ پامال کی طرح چند دنون مین پھر اگلی رونق پر آجاتا تھا یعنی وہان کے فرمانروا یونہی خزانے کے لٹنے باوجود ایک دو سال مین پھر معمور ہو جاتے تھے، اس خاندان کے بانی سلطنت کی ساتوین پشت مین راجہ سدھ رائے جسکو جے سنگھ بھی کہتے تھے، وہ نام آور فرمانروا گذرا ہے، جسکے برابر کوئی اور راجہ دولتمند نہ تھا، یہ اور بات تھی کہ اوس کے عہد کے مہاراجون کے مقابلہ مین اسکی جنگی طاقت کم ہو، کرناٹک سے لیکر کوہ ہمالہ تک ۱۲ ریاستین اسکی باجگذار اور فرمانبردار تھین، لیکن جسوقت اس فرمانروا کا ایک بے تدبیر نا قابل جانشین تخت پر بیٹھا اور راجہ پرتھی راج کی اوس نے مخالفت کی تو پرتھی راج نے اسکا قلع قمع کر دیا جسکے بعد چوہان قوم کا راجہ کمار پال اس سلطنت کا مالک ہوا کمار پال نے سولنگی کا تاج زیب سر کیا اور انہلواڑہ کو بہت ترقی دی، کمار پال کی ذات چوہان تھی، مگر بموجب رسم و رواج راجگان ہند اسکی ذات بھی سولنگی سمجھی گئی، کیونکہ یہ سولنگی تخت کا مالک ہو گیا تھا، کمار پال سدھ رائے کی طرح بدھ مذہب کا مقلد تھا، سولنگی خاندان نے بیشمار مندر، خانقاہین، اور شاہی عمارتین تعمیر کین، اس زمانہ کی فن تعمیر کے صنائع اور نقش و نگار اور ترتیب منازل کی خوشنمائی اعجوبہ روزگار ہے، کسی ملک مین اوسکی نظیر نہین ملتی؛ خصوصًا سدھ رائے جے سنگھ اور کمار پال نے توصیف عمارت مین وہ کمال دکھلایا کہ اب تک ان عمارتون کے کھنڈر اپنے معمارون کی صنعت کی یادگار ہین، جسکی نظیر کم ملتی ہے،

راجہ کمار پال کی زندگی کا پیمانہ جب لبریز ہو گیا، تو اس کا جانشین بلّو مول دیو ہوا، مگر شہاب الدین غوری کے جانستان حملون سے جانبر نہ ہو سکا، اس کے بعد سدھ رائے جے سنگھ کی نسل سے بھیل نے بسال دیو کی امداد سے مسند حکومت پر قدم رکھا، مذہبی جھگڑون مین جو مکانات اور عمارتین برباد ہو گئی تھین، مرمت کراکر ان کو آباد کیا جس سے ملک کی پہلی رونق و شادابی کا منظر دوبارہ سامنے آگیا، اور شان و شوکت کا پھریرا از سر نو آسمان اقبال پر لہرانے لگا، سومنات کا اجڑا ہوا مندر پھر آراستہ پیراستہ ہو گیا، اور اسمین پجاریون کی کثرت سے چہل پہل پیدا ہو گئی، یہ سامان مکمل ہوتے ہی ایک بلائے آسمانی نازل ہوئی، جس طرح کہ خرمن پر بجلی گرتی ہے، اس زمانہ مین انہلواڑہ اور سومنات کا مندر اسلامی بادشاہون کے حملون کا آماجگاہ تھے، اسکے آباد و سرسبز ہوتے ہی شاہان اسلام برق خاطف کی طرح اس پر آگرتے، اور اوسکو لوٹ گھسوٹ کر واپس چلے جاتے تھے، چنانچہ علاؤالدین بادشاہ نے انہلواڑہ پر دفعۃً حملہ کر کے اس زرخیز حکومت کو برباد کر دیا،

سولنگی کے راجاؤن کیلئے یہ نامساعد زمانہ تھا، کہ دہلی کے بادشاہون کا گجرات اور سوراشٹر کے آباد و شاداب مقامات پر دانت لگا، نہ صرف اوٹانہ کا قدیم بتخانہ برباد کیا گیا، بلکہ دوسرے بتخانے بھی مسمار کئے گئے، بدھ مذہب کے بتون کو خندقین کھود کر اس طرح لوٹا گیا جس طرح بنیادون مین روڑا کوٹا جاتا ہے، اس زمانہ کی بلائے گردونی و قہر آسمانی نے سولنگی خاندان کی قوت کو اس قدر کمزور کر دیا، کہ ایک صدی تک وہ سر نہ اوٹھا سکا، مگر خدا کی

قدرت سے ایک ایسی بات ظہور مین آئی، جس سے سولنگی خاندان نے بستر مرگ پر سنبھالا لیا، اور رفتہ رفتہ ان کی اگلی طاقت سنبھل گئی، ملک پھر پہلی طرح شاداب و آباد ہو گیا، اور انہلواڑہ چند دنون مین انہلواڑہ ہو گیا، ٹاڈ اس امر کی تشریح کرتا ہے، کہ اگلی کل خاندان مین سے جو امرا، مشرف باسلام ہوئے، ان کی اولاد مین ایک نے پھر از سر نو گجرات مین سلطنت قائم کی، اور وہ ظفر خان (مظفر شاہ) سہارن کی اولاد سے تھا، اس دولت سے بھی سلاطین گجرات گوجر ثابت ہوتے ہین، سلاطین گجرات کا ذکر علحدہ باب مین کیا گیا ہے سولنگی خاندان کے حالات کیلئے دیکھو، باب ہفتم ٹاڈ راجستان مترجمہ افق صفحہ ۳۴۴ جلد اول،

سولنگی خاندان انہلواڑہ سے تو نکالا گیا مگر اسکی اور شاخین دور دور ملک مین پہنچکر پھیل رہی تھین، جنمین ایک شاخ بگھیل ایسی پھلی پھولی، کہ ایک مشہور حصہ ہندوستان کا نام بگھیل کھنڈ ہو گیا، ابتک بگھیل کی نسل بگھیل کھنڈ مین آباد ہے، بگھیل کا خطاب، بھاگ، پسر سدہ رائے سے لیا گیا ہے، گجرات مین اور کئی کئی چھوٹی چھوٹی ریاستین اس خاندان کے قبضہ مین ہین، مثلاً بندوگڑہ، پیت جورا، تھراڈ، وغیرہ وغیرہ، میواڑ مین ایک سردار سولنگی، رومین پر قابض و متصرف ہے، جو بیان کرتا ہے، کہ ہم سدھ رائے کی اولاد سے ہون، اوس کا قلعہ رومین گڑہ ایسا مستحکم ہے کہ اس پر کوئی قابو نہین پا سکتا، اور ایسے مقام پر واقع ہے کہ اپنے ملک کے ہر ایک حصہ بلکہ ایک ایک گاؤن کی بھی حفاظت کرسکتا ہے، رئیس رومین گڑہ کی خاندانی تاریخ مین ریاست کی تمام جنگی کارروائیون کی تصویر کھینچی گئی ہے، اس خاندان کے افراد ایسے جنگجو اور بہادر تھے، کہ شاید ہی کوئی بستر پر مرا ہو، ورنہ جو مرا میدان مین تلوار کھا کر مرا، سولنگی خاندان کی حسب ذیل ۱۶ شاخین ہین،

نام شاخ	تشریح
۱ بگھیل،	جس سے راجہ بگھیل کھنڈ ہین جسکی راجدھانی بندوگڑہ تھی اور راؤ صاحبان، پیت پور، تھراڈ وغیرہ ہین،
۲ بیر پور،	جس سے راؤ صاحب اناوار ہین،
۳ بھیلا،	جسکی نسل سے راؤ صاحب کلیان پور واقع میواڑ رئیس سلومبر ہین،
۴ بھوت،	یہ لوگ بارڈیسکر، کبیر (واقع جسلمیر) مین آباد ہین،
۵ کالاچ،	
۶ لنگاہ،	یہ لوگ مسلمان ہو کر ملتان اور اوس کے ملحقہ علاقون مین سکونت پذیر ہین،

نام شاخ	تشریح
۷ توگیرا،	یہ خاندان مسلمان ہوکر پنج نند کے علاقہ مین رہتا ہے،
۸ برکو،	
۹ سورکی،	دکن مین اقامت پذیر ہین،
۱۰ سہروریہ،	گرنار واقع سوراشٹر مین رہتے ہین،
۱۱ راوک،	تھوڈا واقع جے پور مین مقیم ہین،
۱۲ رانکیا،	ایسوری، واقع میواڑ مین متوطن ہین،
۱۳ کھرورا،	الوٹ وجاورہ (مالوہ) مین رہتے ہین،
۱۴ تانتیا،	چاند بھر ساکھیری مین سکونت پذیر ہین،
۱۵ المیچہ،	متفرق مقامات مین ہین،
۱۶ کلامور،	گجرات مین رہتے ہین،

اگر ہر ایک شاخ کے حالات لکھے جاین تو ایک ضخیم کتاب مرتب ہو سکتی ہے،

مسٹر ونسنٹ اے سمتھ نے چلکیا بادشاہون کی حکومت کی ایک فہرست شامل کی ہے جس سے بہت کچھ حالات معلوم ہوتے ہین، ایک فہرست تو واتاپی المشہور بہ بادامی کے شاہان چلکیا کی ہے، دوسری کلیان کے شاہان چلکیا کی، جنکو ترتیب وار لکھا جاتا ہے،

فہرست اول واتاپی (بادامی) شاہان چلکیا سنہ ۵۵۰ء سے سنہ ۷۵۳ء تک

شمار	نام راجہ	تخت نشینی کا قرین صحت سن	کتبون سے معلوم شدہ سنین
۱	پلکیسن اول، استیاسریا رن بکرم ولبہ،	سنہ ۵۵۰ء	کتبات بالکل ناپید ہین ولبہ کا خطاب یا لقب بعض دفعہ الگ اور بعض دفعہ دوسرے الفاظ مثلاً سری وغیرہ کے ساتھ مستعمل ہوتا ہے،

شمار	نام راجہ	تخت نشینی کا قرین صحت سن	کتبوں سے معلوم شدہ سنین
۲	کیرتی ورمن (وبھ، رن پراکرم وغیرہ)	سنہ ۵۶۶ء / ۵۷۷	سنہ ۵۷۸ء
۳	منگلیس (وبھ، رن وکرانت وغیرہ،)	سنہ ۵۹۷ء / ۵۹۸	سنہ ۶۰۱-۲ء
۴	پلکیسن دوم، (وبھ ستیاسرایا وغیرہ)	سنہ ۶۰۸ء ا سنہ ۶۴۲ء سنہ ۶۵۵ء تک کچھ حالات معلوم نہیں ہیں،	سنہ ۶۱۲ء و سنہ ۶۳۴ء، (تاجپوشی) سنہ ۶۰۹ء،
۵	بکریاجیت اول، (وبھ ستیاسرایا وغیرہ،)	سنہ ۶۵۵ء	سنہ ۶۵۹ء
۶	ونیادت (ستیاسرایا، وبھو وغیرہ)	سنہ ۶۸۰ء	سنہ ۶۸۹ء و سنہ ۶۹۱ء و سنہ ۶۹۲ء و سنہ ۶۹۴ء
۷	وجیادت (ستیاسرایا، وغیرہ)	سنہ ۶۹۶ء	سنہ ۶۹۹ء و سنہ ۷۰۰ء و سنہ ۷۰۱ء و سنہ ۷۰۹ء
۸	بکراجیت دوم، (آنوارت وغیرہ)	سنہ ۷۳۳ء	سنہ ۷۳۵
۹	کیرتی ورمن دوم (نری سیمھراج وغیرہ،)	سنہ ۷۴۶ء	سنہ ۷۵۴ء و سنہ ۷۵۷ء و (سنہ ۷۵۳ء میں راشٹر کوتوں کی فتوحات واقع ہوئیں اور کیرتی ورمن محض ایک مقامی سردار رہ گیا)

فہرست دویم کلیانی (کلیان) کے شاہان چالکیا سنہ ۹۷۳ء سے سنہ ۱۱۹۰ء تک

شمار	نام راجہ	تخت نشینی کا قرین صحت سن	کتبوں سے دریافت شدہ سنین
۱	تیل دوم (تیلپ آہومل وغیرہ)	سنہ ۹۷۳ء	سنہ ۹۹۳ء سے سنہ ۹۹۷ء تک،
۲	ستیاسرایا، (ستگ وغیرہ)	سنہ ۹۹۷ء	سنہ ۱۰۰۲ء و سنہ ۱۰۰۶ء
۳	بکرماجیت پنجم (تربھون مل)	سنہ ۱۰۰۹ء	سنہ ۱۰۰۹ء
۴	جیاسمہ دوم، (جگدیک مل اول)	سنہ ۱۰۱۶ء	سنہ ۱۰۱۸ء سے سنہ ۱۰۴۰ء تک،

شمار	نام راجہ	تخت نشینی کا قرین صحت سن	کتبوں سے دریافت شدہ سنین
۵	سمیسور اول (اہُومل وغیرہ)	سنہ ۱۰۴۲ء	سنہ ۱۰۴۴ء سے سنہ ۱۰۶۸ء تک
۶	سمیسور دوم (بھونانک مل)	سنہ ۱۰۷۵ء	سنہ ۱۰۷۱ء ،، سنہ ۱۰۷۵ء ،،
۷	بکرماجیت چہارم (بکرمازک وغیرہ)	سنہ ۱۰۷۵ء ۱۰۷۶	سنہ ۱۰۷۷ء ،، سنہ ۱۱۲۵ء ،،
۸	سکلیسور سوم (بھُونک مل)	سنہ ۱۱۲۵ء ۱۱۲۶	سنہ ۱۱۲۸ء و سنہ ۱۱۳۰ء
۹	پرم جگدیک مل دوم	سنہ ۱۱۳۰	سنہ ۱۱۳۹ء و سنہ ۱۱۴۹ء
۱۰	تیل سوم (تیاپ تریلوکیا مل وغیرہ)	سنہ ۱۱۴۹	سنہ ۱۱۵۴ء و سنہ ۱۱۵۵ء
۱۱	سمیسور چہارم (تربھون مل وغیرہ)	سنہ ۱۱۶۲	سنہ ۱۱۸۴ء و سنہ ۱۱۸۹ء

باب نہم

پرمار (پوار) گوجر راجہ

راجہ کرشن راج

کوہ آبو کے قریب تر اضلاع چندراوتی یا اچل گڑہ سے جو قوم گوجر کا دیرینہ مستقر اور تاخت و تاراج کا میدان تھا، ایک سردار اپیندر یا کرشن راج نے دریائے نربدا کے شمالی سرزمین مالوہ مین جو اونتی و سلطنت جین کہلاتی تھی، اگر سنہ ۸۲۰ء مین پرچم اقبال بلند کیا، اور شمشیر خون آشام کو نیام سے نکالا، اور اس تمام علاقہ کو زیر نگین کر کے سلطنت پرمار کی ایسی مستحکم بنیاد ڈالی کہ چار سو سال تک انقلابات زمانہ کے قیامت خیز زلزلے اور حملہ آور دشمنون کا فوجی سیلاب اوسکو متزلزل نہ کر سکا، باوجودیکہ چارون طرف سے اس پر حملے ہو رہے تھے، فتنہ و فساد کی آگ ہر جانب شعلہ زن تھی، اور طوائف الملوکی کی وجہ سے قومون مین جنگ و جدال برپا تھا مگر وہ ہر حملہ آور کا سنان جانستان! سینہ چاک اور سر قلم کرتا تھا،

اس کے بعد پانچ راجاؤن نے اپنی موروثی شجاعت و سطوت سے! نہ صرف اپنی سلطنت کو محفوظ رکھا، بلکہ اوس کو شرقاً و غرباً وسعت بھی دی، اور اپنی اولوالعزمی اور استقلال سے دوسری ریاستون کو دھمکاتے اور ڈراتے رہے،

Collection Of Adevcate Showkat

راجہ منج

اس آسمان رفعت و ابہت کا ساتوان درخشان ستارہ، راجہ منج تھا، جو اپنے متقدمین و متاخرین کے لئے مایۂ فخر و ناز تھا، سنہ ۹۷۴ع مین سریر آرائے سلطنت ہوا، یہ راجہ علم و فضل کا مربی اور فصاحت و بلاغت کا محسن تھا، اس کے دربار مین علما و فضلا، و شعرا، دور دراز ملکون سے کھنچ آئے، اوس نے اپنے برادرزادہ بھوج کو سنسکرت کے تمام علوم کی اعلیٰ تعلیم دلائی، جس سے وہ ہر فن مین یگانہ روزگار ہو گیا، اس کے زمانے مین سنسکرت ادبیات کو بہت بڑی ترقی ہوئی، علما کے مناظرون اور شعرا کے مشاعرون سے اکثر اوقات دربار کا ہر گوشہ گونجا رہتا تھا، اور اہل کمال فصاحت و بلاغت کے جو موتی اگلتے تھے، ملک تحریر مین پرو دئے جاتے تھے، تحقیق مسائل مین موشگافی و نکتہ چینی کے جو نتائج ظاہر ہوتے تھے، وہ اہل دربار کے دل و دماغ کو منور کرتے تھے، وہ خود بھی فاضل تھا، مباحث مین مخاصمانہ حصہ لیتا تھا، اور مجالس مناظرہ کی صدارت کے فرائض بھی انجام دیتا تھا، اپنا کلام تنقید کے لئے پیش کرتا، اور دوسرون کے کلام پر نکتہ چینی یا صدائے تحسین بلند کرتا تھا، متعدد کتابون کا مصنف بھی تھا،

ادبیات سنسکرت کا مشہور مصنف دھنم جیا، اور اوس کا بھائی دھنک اس دربار کے نورتن مین سے تھے، جنکی فصاحت و بلاغت کی ہر طرف دور دور تک دھوم تھی،

اس کے مفصل حالات پڑھکر معلوم ہوتا ہے، کہ وہ ایک جامع اوصاف راجہ تھا، انتظام ملک کے ساتھ ساتھ جہانگیری و کشورکشائی، اور سیاست دانی مین بھی مشہور آفاق تھا، علم و ادب کا مرکز اور علما و فضلا، کا مرجع تھا، دوسری جانب وہ دشمنون کے سخت ترین حملون کی مدافعت کے وقت جانباز بہادر سپہ سالار تھا، ان مختلف حیثیتون کے سبب وہ ممتاز صاحب سیف و قلم سمجھا جاتا تھا، جنگ مین فوج کی خود کمان کرتا اور سپاہیون کی طرح لڑتا، راجہ تیل چالوکیا، (گوجر) بھی جو اس کا ہم قوم زبردست راجہ تھا، اس کے جارحانہ حملون سے امین نہ تھا، اس نے چھ مرتبہ اس کے ملک پر حملہ کر کے اوس کی سلطنت کو تہ و بالا کیا، حالانکہ اس کا مقابلہ معمولی مقابلہ نہ تھا، مگر اوس کی اولوالعزمی، اور فنون حرب کی مہارت ہر دفعہ کام آتی تھی، فتح و نصرت اس کے رکاب اجلال کو بوسہ دیتی تھی، اور یہ ہمیشہ اقبال و اجلال کا پرچم اڑاتا ہوا اپنے دارالسلطنت دھار کو سالما و غانما واپس آتا تھا،

ساتوین دفعہ وہ آخری فیصلہ کے لئے راجہ تیل پر بڑی مستعدی سے اس غرض سے حملہ آور ہوا کہ اوس کے ملک

Collection Of Adbvcate Showkat

کو اپنی سلطنت سے ملحق کرے، اس دفعہ راجہ تیل بھی بقحوائے ہر کہ تنگ آمد بہ جنگ آمد، اپنی پوری طاقت کیساتھ اوس کے مقابلہ کو نکلا، آہن با آہن کوفتن کا منظر تھا، مگر راجہ منج کا لشکر تیر باران اور آتش سوزان کا مقابلہ کرتا ہوا آخر کار شمالی سرحد دریائے گرداوری کو عبور کر گیا، اور قریب تھا کہ قلعۂ دھار پر رایت نصرت بلند ہو، مگر راجہ تیل کے لشکر نے سینہ شگاف نیزون اور جانستان تلوارون سے اوس کے لشکر کی مدافعت اسطرح جان توڑ کر کی، کہ راجہ منج گرفتار ہو گیا، اور راجہ تیل نے اس صاحب سیف و قلم کا سر سنہ ۹۹۵ء مین اپنی تلوار سے قلم کیا، ؎

نہ تنہا د نہ ہر بار غزالے ببرد ـــ باشد کہ یکے روز پلنگش بدرد

راجہ منج کا نام مختلف تاریخون مین مختلف ہے، واکپتی اول، اتپل راج، اموگھ ورش، پرتھوی ولبھ سری ولبھ ہے، راجہ سنہ ۹۷۴ء مین تخت نشین ہوا، اور سنہ ۹۹۵ء و سنہ ۹۹۷ء کے درمیان مارا گیا، اوسکا زمانۂ سلطنت تقریباً ۲۰ سال تھا، ملاحظہ ہو بمبوطہ ایپی گریفیا انڈکی جلد اول صفحہ ۸ و ۲۲۲؛

راجہ بھوج

ہم راجہ منج کے تذکرے مین بیان کر آئے ہین، کہ اسکا بھتیجا راجہ بھوج علم و فضل کے آسمان کا آفتاب جہانتاب تھا، منج کی وفات کے بعد یہ جامع العلوم والفنون راجہ سنہ ۱۰۱۸ء مین جلوہ آرائے ایوان سلطنت ہوا، اس کے زمانہ مین ادبیات سنسکرت اور دوسرے علوم و فنون مثلاً ریاضی، علم عروض، فصاحت و بلاغت (ادب و انشاء) مین دن دونی رات چوگنی ترقی ہوئی، اس کے ملک مین علم و ہنر کی روشنی ہر ایک دور و نزدیک مقام مین پہنچ گئی اور علم و ادب کا آفتاب نصف النہار پر آگیا، جابجا ابتدائی تعلیم کے سکول اور کالج (بیت العلوم) تھے جنمین مختلف علم و فن کی تعلیم دیجاتی تھی، علوم و فنون مین تو یہ یگانہ تھا ہی، مگر فن حرب مین بھی یہ مشہور آفاق بہادر اور عدیم المثال راجہ تھا، اوس نے جہانبانی کے وسیع اور جامع و مانع قوانین مرتب اور صیغۂ فوج کے جدید قواعد وضع کئے اور اپنے چچا منج سے جیسا کہ علم و فضل مین فائق تھا، سپاہ گری مین بھی برتر تھا، متعدد راجاؤن سے لڑا، اور میدان جیتا، اور سلطان محمود غزنوی کے عساکر قاہرہ کا بھی مقابلہ کیا، اور داد شجاعت دی، اس کے کارنامہائے زرین کو پڑھکر حیرت ہوتی ہے، کہ یہ کس جوہر و عقل کا پتلا تھا، جس طرح اوس کا قلم قرطاس فصاحت و بلاغت پر گوہر ریز تھا، اوس کا تیر و تبر میدان کارزار مین حیرت انگیز تھا، ایسے بہت کم بادشاہ گذرے ہین، جن کا دماغ علم و فن کی شمع سے روشن اور جس کا ہاتھ شمشیر زنی اور ناوک افگنی مین رواں ہو، یہ متعدد کتابون کا مصنف تھا اسکی

Collection Of Adoveate Showkat

کتابون کی مکمل فہرست دیکھنی ہو تو پوفرکٹ کی کیٹلاگس، کیٹلوگرام جلد (۱) صفحہ ۱۸۴ و جلد (۲) صفحہ ۹۵ ملاحظہ ہو بھوجپور کی وسیع اور دلکش جھیل جو بھوپال کے جنوب مشرق مین واقع ہے، اور جس کا رقبہ ڈھائی سو ۲۵۰ مربع میل ہے، اس راجہ کی فن تعمیر کا اعجاز ہے، کہ دو پہاڑون کے درمیان ایک مستحکم بند بنا کر دریا کو کوزہ مین بند کر دیا ہے، اور پھر متعجب ہو کہ کبھی اس بند مین شگاف تک نہین آیا، اور زائد پانی کے راستے اس طرح تجویز کئے گئے، کہ پانی کی زد بند کو کمزور نہین کر سکتی تھی، گویا یہ بند ان پہاڑون کے سلسلہ مین ایک نیا پہاڑ کھڑا کر دیا گیا تھا، پندرہوین صدی عیسوی تک یہ بند قائم رہا، لیکن اس کے بعد آبپاشی کی ضرورت کیلئے اوس کو توڑا گیا جس سے اب ایک علاقہ سرسبز ہو رہا ہے، جس قدر یہ شجاع اور کثیر العساکر تھا، ویسا ہی اس کے مقابلے مین گجرات وچیدی وغیرہ راجاؤن نے انتہائی اہتمام وانتظام سے اس پر جارحانہ حملہ کیا، اور سنہ ۱۰۶۰ء مین ایسی شکست دی، کہ اس کے ساتھ اوس کی سلطنت کی عظمت وابہت بھی ہمیشہ کے لئے ختم ہو گئی، اور دار السلطنت دھار[۱] کی اینٹ سے اینٹ بجادی گئی،

اسکے جانشین سردار صرف اوس کے مرثیہ خوانون کی حیثیت سے باقی رہ گئے، جنکو تمر راجاؤن نے نکال دیا، لیکن وہ بھی کچھ زیادہ عرصہ تک حکمران نہ رہے، چوہان راجاؤن نے اونکو بھی نکالدیا، سنہ ۱۵۶۹ء کے اخیر مین چوہان بھی اکبر کی تکبیر اللہ اکبر سے مسخر ہوئے، اور مالوہ تیموری سلطنت مین شامل ہو گیا، پھر اکبر بھی نہ رہا.

مالوہ کے پرمار (پنوار) ایکہزار سال سے زیادہ عرصہ تک صوبہ مالوہ اور اوس کے نواح مین کامیابی کے ساتھ حکومت کرتے رہے، پرمار صرف مالوہ ہی کے بادشاہ نہ تھے، بلکہ دوسرے ممالک مین بھی شاہانہ اقتدار رکھتے تھے، علامہ ابوالفضل نے آئین اکبری کے جلد دوم صفحہ ۱۰۳ مین ان راجاؤن کے نامون اور مدت سلطنت کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے، جسکی نقل ذیل مین درج ہے،

شمار	نام راجہ	روز	ماہ	سال	شمار	نام راجہ	روز	ماہ	سال
۱	اونت پنوار،	۲	۷	۸۶	۴	سدھر دنگھ	۰	۰	۸۰
۲	برھراج،	۲	۷	۹۰	۵	ہمرتھ،	۰	۰	۱۰۰
۳	آدت میر،	۲	۰	۹۰	۶	گنندھرب،	۰	۰	۳۵

---

[۱] دھار مین سرسوتی دیوی کے نام پر ایک عظیم الشان مندر تھا، ایک متعلق راجہ بھوج نے سنسکرت کا ایک بیت العلوم تعمیر کیا تھا، مگر اس زمانہ مین اس کا نام ونشان باقی نہین ہے، البتہ ایک مسجد اس مقام پر پائی جاتی ہے،

شمار	نام راجہ	روز	ماہ	سال	شمار	نام راجہ	روز	ماہ	سال
۷	بکرماجیت	۳	۲	۱۰۰	۱۳	مہندر پال،	۰	۰	۷
۸	چندرسین	۲	۳	۸۶	۱۴	بکرم چند،	۱	۰	۱
۹	کھرک سین،	۰	۰	۸۵	۱۵	بجے نند،	۰	۰	۶۰
۱۰	چترکوٹ،	۰	۰	۱	۱۶	منج،	مدت سلطنت معلوم نہین،		
۱۱	گنگ سین،	۰	۰	۸۶	۱۷	بھوج،	۰	۰	۱۰۰
۱۲	چندرپال،	۰	۰	۱۰۰	۱۸	ابجے چند،	۲	۰	۱۰

ہر ایک کے حالات لکھنے کی اس مختصر تاریخ مین گنجایش نہین، قدیم تاریخون سے ان کے حالات معلوم ہوسکتے ہین،

آئین اکبری مین راجہ بھوج مندرجۂ فہرست کی نسبت ایک عبرت افزا قصہ لکھا ہوا ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے، کہ اقبال وادبار مشیت ایزدی مین مقدر ہوتا ہے، جس کے لئے اقبال مقدر ہو، اوسکو کوئی ذلیل نہین کرسکتا، بھوج کی نسبت دو دفعہ اوس کے باپ کا ارادہ ہوا، کہ اوسکو نیست و نابود کیا جائے، مگر چونکہ اوسکی پیشانی پر نقوش سعادت درخشان تھے، کوئی اوسکو نقصان نہ پہنچا سکا،

علامہ ابوالفضل کے الفاظ بہت ہی دلچسپ ہین، اس لئے ہم اوس کی اصل عبارت نقل کرکے ناظرین کیلئے ترجمہ کردیتے ہین، ؎

مشاطہ را بگو کہ براسباب حسن یار
چیزے فزون کند کہ تماشا بما رسید

چون پترراج بنجمین پور اورا فرزندے نبود، بزرگان آدت پنوار را جانشین گردانیدند، سرآغاز بانی درین الوس شد، وچون ہمرتہ درآویزہ جان سپرد، گندھرپ نام گزیدہ را بسرداری برداشتند، چنان پندارند، کہ کہ ہمان ہمرتہ است کہ او بلا ماوادار بہیال در پیکر گندھرپ دیوتا داد آمدہ و پس ازین انسی قالب در پوشانیدند بدین نام شہرۂ آفاق شد وبداد ودہش عالم را آباد ساخت، او را پسرے شد، بکرماجیت نام، چراغ نیاگان برافروخت وبسیارے جہان برگرفت، ہندی نژاد جلوس او را تا امروز سرآغاز تاریخ دانند وشگرف داستانہا برگذارد، ہمانا از طلسم ونیرنج خبرے داشت وسادہ دلہا را بدام آوردہ بود، چندپال پایۂ والائے سلطنت یافت وہمگی ہندوستان بدست آوردہ،

بجے نند عشرت شکار داشت، ناگاہ نزد بوتہ منج نوزادے یافت، بفرزندی برگرفت وبدان نام برخواند،

چون او را هنگام ناگزیر رسید، بهوج حقیقی پور او خرد سال بود، منج را جانشین گردانید، او در آویزهٔ دکهن زندگی بسپرد،

بهوج در سال پانصد و چهل و یک از تاریخ بکرماجیت اورنگ آرا شد، و بسیارے عالم بر گرفت و بداد و دهش روزگار آباد ساخت، دانش را برا فراز اعتبار برد، گزیده گوهران را روز بازار شد و خرد پژوهان چیره دستی یافتند، پانصد فرد هیده مرد حکمت شناس در بزم او هنگامهٔ آگهی آراسته و مرتبه شناسی و انصاف پژوهی را بر گرفته، سر آمد اینان بدرج (بفتح با و سکون دا و ضم را و سکون جیم،) دیگر دهن پال (بفتح دال و هائے خفی و سکون نون و بائے فارسی و الف و لام) دلآویز سخنان نگاشته اند در حقیقت جویان کار آگاه را ارمغانے گذاشته

چون بهوج بزاد اختر شناسان را لغزشے سترگ رفت یا گذارندگان ساعت را فراموشی شد، ستاره دانان فراهم آمده از نحوست مولود برگفتند، غمخوار او را انگیزند جانی بیم افزودند، از جان دوستی. آن نوبادهٔ اقبال را بخاکستان بیکسی انداختند، و بزمین ناشناسائی افگندند بے میانجی دست امکان پرورش یافت، حکیم بررج که دران هنگام او را از دانش منشان فشمردندے، زائچه طالع نوشته ژرف نگهی نموده به بزرگ فرمان روائی مولود و عمر دراز نوید رسانیده نگاشته بر رهگذر راجه انداخت، از دیدن آن مهر پدری بجوش آمد و از شناسندگان انجمن بر ساخت و چون پیدائی گرفت و هویدا شد که غلط گرا رفته بود، خود رفته او را برداشت و از شگرفی تقدیر چشم آگهی بر کشود، گویند در هشت سالگی منج را ناتوان بینی کالبد ساخت و جان شکری آن بیگناه بر اندیشید، برخے راز داران را بسپرد تا پنهانی ره گرائے نیستی سر اگردانید، جان گزایان برو بخشودند و او را پوشیده طرز دیگر وا نمودند، هنگام رخصت نامهٔ نوشته بدانها سپرد که چون راجه از من آگهی جوید، بدو برخوانید، خلاصهٔ مضمون آنکه چگونه آدمی زاد را طبیعت تیرگی، از نورستان خرد دور انداز دو دستگاش ناسزا بخونریزی بیگناهان دست برآلاید، هیچ فرمانروائے دانش پژوه ملک و مال باخود نیارست برد، همانا ز گشتن من چنان اندیشیده که دولت او جاوید خواهد بود، و گزندے نخواهد رسید، راجه بشنود نامه از شاد خواب غفلت در آمد و از کرده بجانکاهی برنشست فرمان بران چون آثار راستی دیدند، سرگذشت را باز نمودند، منج و نیایش بجا آورد و او را بزرگ داشت بجانشینی خود نامزد گردانید،

و چون پور اوجے چند را فرمانروائی بسر آمد، در قوم پنوار شائسته تاجدارے نبود جیت پال تونهدا که از زمینداران نامور بود، بمرزبانی برگزیدند و از نیرنگی تقدیر فرمانروائی بدین خاندان باز گردید، و چون نوبت کنور پال بسر آمد افسر سلطنت گذاری برسر گرده چوهان نهادند،

ترجمہ:۔ چونکہ پانچویں راجہ پتراج (جو کسی دوسرے خاندان سے تھا) کا کوئی بیٹا نہیں تھا، (وزرائے)

آدت پنوار کے بزرگون مین سے ایک کو اس کا قائم مقام مقرر کیا، اور حکومت خاندان پنوار مین منتقل ہوئی، جب ہمرتہ کسی جنگ مین قتل ہوا، تو راجہ گندھرپ کو جو لائق ترین تھا، سلطنت کے لئے (وزرا نے) منتخب کیا، ہندو خیال کرتے ہین، کہ یہ وہی ہمرتہ ہے، جسکی روح کو خدائے بچپن نے گندھرپ دیوتا کے وجود مین ڈالا، اور پھر اوس کو انسانی قالب پہنایا، (یعنی دیوتا سے انسان ہوا) اور زمانہ مین اسی نام (گندھرپ) سے مشہور ہوا، گندھرپ نے معدلت و سخاوت سے جہان کو آباد کیا، اوس کا بیٹا بکرماجیت نام تھا، اوس نے باپ دادا کا نام روشن اور بہت ملک فتح کیا، ہندو قوم تاریخ کا آغاز اسوقت تک اس کے سن جلوس سے کرتی ہے، ہندو اس (بکرماجیت) کی نسبت عجیب عجیب داستانین بیان کرتے ہین، طلسمات و سحر و فسون اور جنتر و منتر جانتا تھا، اور (اس فن سے) وہ سادہ لوحون کو اپنے پھندے مین لے آیا،

چندر پال نے بہت بڑی سلطنت پائی، اور تمام ہندوستان کو زیرنگین کیا،

بجے نند شکار کا شائق تھا، شکار مین اوس نے منج (ریوند کے درخت) کے پاس ایک بچہ پایا، اسکو اپنا متبنی بیٹا بنایا، اور اسی نام (منج) سے اوسکو پکارا، جب اوسکی وفات کا وقت آیا تو اوس کا حقیقی بیٹا بھوج کم سن تھا، منج کو اپنا قائم مقام مقرر کیا، منج دکن کی کسی جنگ مین قتل ہوا،

راجہ بھوج سنہ ۵۴۱ء بکرماجیتی مین تخت نشین ہوا،

اس نے بہت ملک فتح کئے، اور عدل و سخاوت سے دنیا کو معمور کیا، علم و فن کا قدردان تھا، شرفا کی اس زمانہ مین قدر و منزلت بڑھ گئی، اور علما، و فضلا نے سب پر امتیاز اور فوقیت حاصل کی، پانسو دانشمند حکیم اوسکے مشیر تھے، جو اپنی دانش سے دربار شاہی کو آراستہ و پیراستہ رکھتے تھے، اور رعایا کے معاملات مین معدلت و انصاف سے کام لیتے تھے، ان کا صدر بررُچ اور نائب صدر دھن پال تھا، جنھون نے نہایت دلکش قیمتی باتین لکھی ہین، جو محققین علما، کے لئے ایک تحفہ ہین، جب بھوج پیدا ہوا، تو زائچہ کے مرتب کرنے مین منجمون سے ایک بڑی غلطی سرزد ہوئی، یعنی وہ حساب لگانے مین بھول گئے، یا وقت ولادت سے اطلاع دینے والے بھول گئے، (کہ انھون نے ولادت کا صحیح وقت نہ بتایا) جس کے باعث زائچہ غلط ہو گیا، منجمون نے بالاتفاق بچہ کو منحوس قرار دیا، اور بادشاہ کے دل مین یہ خوف پیدا کر دیا کہ اس بچہ سے آپکی جان کو خطرہ ہے، اور بادشاہ کی خیر خواہی سے اس کمسن اقبال (بچہ کو) ایسے گمنام مقام مین جہان کوئی اوس کا پرسان حال و مربی نہین تھا پھینکوا دیا، لیکن اس بچہ نے کسی کی امداد کے بغیر اپنی پرورش کا ذریعہ حاصل کیا، (جسکی تفصیل ذیل مین ہے،) حکیم بررُچ جس کا اس وقت دانشمندون مین شمار نہین ہوتا تھا، یعنی گمنام تھا، اوس نے اس بچہ کے اقبال کا زائچہ مرتب کیا، اور نہایت غور و فکر سے یہ بشارت دی کہ اس بچہ کی عمر دراز ہو گی،

اور بہت بڑا راجہ ہوگا،

برُوج نے جنم پتر لکھکر اس راستہ مین ڈالدیا، جہان سے راجہ کی سواری گذرتی تھی، اس زائچہ (جنم پتری) کو دیکھکر راجہ کے دل مین محبت پدری موجزن ہوئی، تمام منجمون کو جمع کیا، جب یہ ثابت ہوگیا، کہ پہلے زائچہ کے مرتب کرنے مین غلطی واقع ہوئی ہے، تو راجہ نے خود جاکر بچہ کو اٹھالیا، اور قدرت کے عجائبات سے اوسکی چشم بصیرت کھل گئی،

دوسرا قصہ متعلق راجہ منج،

کہتے ہین کہ جب منج آٹھ سال کا ہوا، تو اوس کو راجہ کی نامہربانی نے آشفتہ خاطر کردیا، (یعنی راجہ اوسکو برا سمجھنے لگا) راجہ اس بے گناہ کے مار ڈالنے کی فکر مین ہوا، اور اوسکو اپنے چند رازدارون کے سپرد کیا، کہ اوسکو پوشیدہ طور پر دار الفنا کا راستہ دکھلائین، یعنی مار ڈالین، جان لینے والون (جلادون) نے اس پر رحم کیا، اور اسکے ساتھ پوشیدہ طور پر دوسرا سلوک کیا، (یعنی کسی محفوظ جگہ مین کسی مربی کے سپرد کردیا) جب وہ اوسکو چھوڑ کر رخصت ہونے لگے، تو منج نے اونکو ایک دردانگیز عریضہ لکھکر دیا، کہ جب کبھی راجہ میرا حال پوچھے تو اسکو یہ عریضہ پڑھکر سنا دین، اس کا خلاصہ یہ تھا، کہ انسان کو کس کس طرح کدورت خاطر دانش و بینش کے نور سے دور پھینک دیتی ہے، اس کے دل مین بے گناہون کے قتل کا خیال پیدا ہوتا ہے، ہر ایک عقلمند فرمانروا جانتا ہے، کہ مرنے کے وقت ملک و دولت کو وہ اپنے ساتھ نہین لیجا سکتا، کیا راجہ نے میرے قتل کرنے سے یہ خیال کیا ہے کہ اوسکی سلطنت ہمیشہ رہے گی، اور اوسکو کوئی تکلیف نہ پہنچے گی، راجہ نے یہ خط سنا اور غفلت کے خواب نوشین سے بیدار ہوا، اور اپنے کئے پر اندوہگین ہوکر بیٹھ گیا، خادمان درگاہ نے جب بادشاہ کی پیشانی پر صداقت کے آثار دیکھے، تو اصل واقعہ کا ذکر کردیا، (یعنی منج کو قتل نہین کیا گیا، بلکہ وہ ایک محفوظ جگہ مین زندہ موجود ہے) راجہ یہ سنکر سجدہ شکر بجا لایا، اور منج کو بلواکر عزت و احترام سے رکھا، اور اپنا ولی عہد مقرر کیا،

جب جے چند کا زمانہ حکومت ختم ہوا تو پنوار خاندان مین کوئی شہزادہ لائق تخت و تاج نہین تھا، جیت پال پنور کو جو نامور زمیندارون مین سے تھا، حکومت کیلئے انتخاب کیا گیا، کرشمۂ قدرت سے اب اس خاندان مین حکومت منتقل ہوئی، جب کنوپال کی حکومت منقضی ہوئی، تو سلطنت کا تاج خاندان چوہان کے سر پر رکھا گیا،

* * *

Collection Of Advocate Showkat

باب دوم

فصل اول

چوہان راجگان گوجر

داستانِ شوکتِ پیشینیان را باز گفت
مردگانِ قومِ راجان دگر در تن دمید

کرنل ٹاڈ نے چوہانون کا جو شجرۂ نسب راجپوتانہ سے حاصل کیا، اسمین راجہ انہل اوّل سے لیکر رائے پرتھورا، (پرتھی راج) تک تخت نشین راجگان کی ۳۹ پشتین درج ہین، جس تکشنک قوم نے ہندوستان پر حملہ کیا، چوہان اوس کی نسل سے ہین، اس خاندان مین راجہ جے پل نے قلعہ اجمیر جو چوہان کی عظمت و شوکت کی ترجمانی کرتا ہی، تعمیر کیا تھا،

مقام سانبھر جہان کا نمک مشہور ہے، اس کے راجگان چوہان کا نام سانبر مشہور ہے، مانک رائے چوہان پہلا راجہ ہے، جس نے اسلامی تلوارون کا مقابلہ اس بہادری سے کیا، کہ سپہ سالاران اسلام اسکی شجاعت و تہور کو تسلیم کرتے تھے، چنانچہ سلطان محمود غزنوی نے جب اجمیر پر حملہ کیا، تو اوس کا روئین حصار سلطان سے مسخر نہ ہو سکا، اور سوراشٹر کی طرف چلا گیا، اسلامیون کے حملے پے در پے اوسوقت تک چوہان راجاؤن پر جاری رہے، جب تک پرتھی راج معرکہ آرا نہین ہوا، مانک رائے پر پہلی صدی ہجری کے اختتام پر خلیفہ ولید کے سپہ سالار محمد بن قاسم نے حملہ کیا، اور مانک رائے نے مدافعت کی، دوسرا حملہ چوتھی صدی ہجری مین راجۂ اجمیر پر، اور تیسرا حملہ راجہ بسیلدیو پر ہوا، اوس وقت پرمار نے جو غالباً چوہانون کا حلیف تھا، ان اسلامی حملون مین شجاعت و فتوت کے وہ جوہر دکھلائے کہ اتنک

تاریخ مین یادگار ہین، پہلے ذکر ہو چکا ہے، کہ چوہان بیرونی قوم سے ہین، اوران کا چوہان نام حاصل کرنا کوہ آبو کے اگنی کنڈ کے شعبدہ کے کرشمہ سے ہے، کیونکہ اس سے پہلے صفحہ تاریخ پر یہ نام نہین آتا، اوراسی واسطے ہم یہ کہتے ہین کہ یہ گوجر ہین، جس پر اب تک دوسرے خاندان فخر کرتے ہین، اودت پر مار ۱۰۹۶ء مین سلطان مودود کے عہد مین مرا، چوہان خاندان کی ۲۴ شاخین ہین جنمین سے ہروتی یعنی خاندان کوٹہ بوندی کی شاخین زیادہ مشہور ہین، اونھون نے اپنی موروثی وقدیمی شجاعت کو ہر زمانہ مین قائم رکھا، جسوقت شاہ اورنگ زیب اپنے باپ شاہجہان سے برسرپیکار تھا، اوسوقت کوٹہ بوندی کے چوہان شاہجہان کے جان نثار معاون تھے، اوراس جنگ کی صف اول مین انکی تلوار چمکتی تھی، جن کے تعلقات و پاسداری کی وجہ سے گاگرون اور اگھوگرہ کے کیچی، سروہی کے دیورا، جھلور کے سونگرا، سوئی بہار، اورسانکور کے چوہان، یاواگرہ کے پونچہ بڑی بہادری سے میدان کارزار مین شامل ہوئے، اورکام آئے

راجہ وسیلدیو یا بسیلدیو یا بسالدیو

چوہان خاندان کے اگرچہ تمام راجا اپنے اپنے وقت مین آسمان شجاعت وشوکت کے درخشندہ تارے تھے، مگر چوتھا وگرہ راجہ یا وسیلدیو اورراجہ پرتھی راج اس خاندان کے آفتاب وماہتاب گذرے ہین، روایت ہی، کہ وسیلدیو نے تمر خاندان سے دہلی کا تخت چھینا تھا، چند سال ہوئے کہ اجمیر کی جامع مسجد کی مرمت کے موقع پر سنگ مرمر کے چھ تختے برآمد ہوئے، جو دو ناٹکون کے نامکمل اجزا ہین، ایک ناٹک وگرہ راجہ کی تعریف مین ہے، دوسرا ناٹک ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خود راجہ کی تصنیف ہے، اس کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے، کہ راجہ بہت بڑا فاضل ادیب تھا، وگرہ راجہ نے نہ صرف اپنی سلطنت کی توسیع کی، بلکہ بیرونی واندرونی حملون کی نہایت تہور وجانبازی سے مدافعت کرتا رہا، علوم وفنون کا حامی اورصنعت وحرفت کا معاون تھا،

راجہ پرتھی راج

یہ راجہ سومیشر[1] کا فرزند تھا، باپ کے مرنے کے بعد اپنے چچا وگرہ راجہ کی آغوش تربیت مین پرورش پائی، اسکے چچا نے اسکو ہر طرح کی جنگی اورعلمی تعلیم دی تھی، یہ حد سے زیادہ دلاور اورمنچلا جانباز تھا، تخت پر بیٹھتے ہی شجاعت

---

[1] اس کا نام مختلف ہی، بعض تاریخون مین مہیشر لعبض مین سومیشر لکھا ہی، سومیشر صحیح معلوم ہوتا ہے،

Collection Of Advocate Showkat

وشوکت نے اس کے ہاتھ چومے اور اقبال نے اس کے سر پر شوکت وجلالت شاہانہ کا چتر کھولا، دربار مین علم وفضل کا قدردان اور میدان رزم مین نصرت نشان تھا، اوس کے ہاتھ سے ایک زبردست راجہ پرمال چندیل کی شکست اور ۱۱۸۲ء مین مہوبا کی شاندار فتح نے اسکی شہرت کو دور دور تک پہنچا دیا تھا،

مورخین تسلیم کرتے ہین، کہ پرتھوی راج (رائے پتھورا) صحیح معنی مین شمالی ہند کے راجاؤن کا ہیرو (ہیتوا) تھا اس کے حسن وطاقت وتوانائی کے افسانے عام طور پر گیتون اور شعرون مین بیان کئے گئے ہین، اوس کے دربار مین کئی شاعر اور مصنف تھے، اوسکی تعریف مین ایک ہندی رزمیہ نظم چندرائیسا بہت مشہور ہے، جو آجکل بھی صوبجات متحدہ مین بہت مقبول ومطبوع ہے، یہ نظم اوس کے ملک الشعرا، چندبردائی کی تصنیف ہے، جو فصاحت وبلاغت مین اپنی آپ نظیر تھا، اسمین پانچہزار اشعار ہین، ممکن ہے، کہ ملحقات بھی ہون، جو چندبردائی کے بعد شاعرون نے شامل کردئے ہون،

پرتھی راج جسطرح سپاہیون کا قدردان تھا، اسی طرح علما وفضلا کا بھی جوہر شناس تھا، بڑی بڑی معافیان علمی خدمات کے صلہ مین دیتا تھا، اسکے ایک ہاتھ مین اگر قلم گوہر افشان تھا، تو دوسرے ہاتھ مین ناوک جانستان، ایسے بہت کم بادشاہ ہوئے ہین، جو سیف وقلم دونون کے مالک ہون، پرتھی راج دو سلطنتون کا مالک تھا، ایک تو دادا کی میراث اجمیر کی بادشاہت اوسکو ملی تھی، دوسرا نانا کی طرف سے دہلی کا تخت اوس کے ہاتھ آیا، جسکی تفصیل یہ ہے، کہ دسوین صدی عیسوی مین دہلی کی سلطنت پر تونور خاندان حکمران تھا، ہندوستان کے تمام راجہ انکی شوکت وسطوت سے کانپتے تھے، اس خاندان کا آخیر راجہ اننگ پال ثانی تھا، وہ اگرچہ بڑا راجہ تھا، مگر اسکی آنکھون مین تمام دنیا سیاہ تھی، محلون مین گو ہزارون شمعین جگمگاتی تھی، مگر اوس کا کلبۂ احزان تنگ وتاریک تھا یعنی اس کا کوئی بیٹا نہ تھا، اس غم سے وہ گھلا جاتا تھا، ہرچند کئی رانیان تھین، مگر ان کا دامن گوہر درخشندہ سے خالی تھا، دولت سے ہر چیز مل سکتی ہے، مگر صحت اور اولاد نہین ملسکتی،

این سعادت بزور بازو نیست تا نہ بخشد خدائے بخشندہ،

آخر جب اوسکی عمر کا پیمانہ لبریز ہونے لگا، اور فرزند تو کیا؟ زندگی کی امید بھی نہ رہی، تو اوسکو یہ فکر دامنگیر ہوئی، کہ میری سلطنت اسقدر وسیع اور فوج اس قدر کثیر ہے، کہ اس زمانہ مین کسی اور راجہ کو یہ عظمت وشوکت میسر نہین ہے، میری آنکھین بند ہونے کے بعد کون اس تخت وتاج کا مالک ہوگا، پرتھی راج جسکو رائے پتھورا بھی کہتے ہین، اجمیر کا راجہ، تونور خاندان کا نواسہ، شجاعت وتہور کا پتلا، انصاف ومعدلت مین کسریٰ، سخاوت[1] ومروت مین حاتم تھا، جس کے اوصاف واخلاق اس قدر وسیع تھے، کہ اوس کے دربار کا مشہور شاعر چند بردائی

---

[1] پرتھی راج کے متعلق مشہور کتاب ایک ہندی رزمیہ نظم چندرائیسا ہے، جو آجکل بھی صوبجات متحدہ مین بہت زیادہ مقبول ہے، یہ نظم پرتھی راج کے ملک الشعرا چند بردائی کی طرف منسوب کیجاتی ہے، چنانچہ اس شاعر کی اولاد مین ایک

اسکی مدح مین برسون قصائد لکھتا رہا، مگر اوسکی خوبیون کو جیسا کہ چاہیئے تھا، بیان نہ کر سکا، خوبصورت ایسا کہ اسکو ماہتاب یا آفتاب سے تشبیہ دی جاتی تھی، بہادر اس درجہ کا کہ جہان اسکی شمشیر آبدار چمکتی، فتح و نصرت قدم چومتی، انگ پال کی آنکھون کا نور، جگر کا ٹکڑا، راحت دل، آرام جان تھا، انگ پال نے ہمہ صفت موصوف پاکر اپنا ولیعہد مقرر کیا، دنیا نے اس انتخاب کو بنظر استحسان دیکھا، اور رعایا نے اپنی فلاح و بہبود کی فال نیک سمجھی، دنیا ایک خواب و خیال ہے، جسطرح بھی کوئی کسی خیال مین دل لگالے، تسلی ہو سکتی ہے، انگ پال ثانی کا اس خیال سے دل مطمئن تھا، کہ سلطنت کو آخر کار ہاتھ سے جانا ہے، بیٹون کی اولاد نہ سہی، بیٹی کی اولاد تو ہے، پرتھوی راج اقبال مند نوجوان تھا، نہ تلوار اٹھائی، نہ خون گرایا، نہ لشکرکشی کی، بیٹھے بٹھائے ایک ایسی وسیع سلطنت ہاتھ آگئی، جسکے لئے سیکڑون بوالہوس راجہ اور بادشاہ ترستے رہے، رائے تھورا، اجمیر کا راجہ چوہان خاندان کا آفتاب سنہ ۱۱۷۶ع مین دہلی کے تخت پر جلوہ افروز ہوا، اجمیر و دہلی کے دو زرنگار تاج اس کے سر پر رکھے گئے، ہمائے سعادت نے سر پر مہاراجگی کا چتر کھولا، اقبال و اجلال نے شوکت پا انداز بچھایا، تخت نشینی کے دربار مین بچے سے لیکر بوڑھے تک سبنے جان نثاری و وفاداری کا حلف اوٹھایا، اور اپنی اپنی گیتی ستان اور خارا شگاف تلوارون کے قبضے جیساکہ راجپوتون کی رسم اطاعت ہے، پیش کئے، پرتھوی راج نے ایک ایک سپہ سالار کے قبضۂ شمشیر پر ہاتھ رکھا، جس کے یہ معنی تھے، کہ اوس نے سپہ سالارون کی عقیدت و ارادت کو شرف قبول بخشا، ادھر راجہ کی سعادت و جلالت کا ستارہ چمک رہا تھا، اودھر راجہ جے چند والی قنوج جو تنور خاندان کا نواسہ تھا، اور گھروار خاندان کا خون اسکی رگون مین دوڑ رہا تھا، اس جشن جہان آرا سے بہت افسردہ ہوا، یہ خیال کر کے کہ تنور خاندان کی گدی کا استحقاق جیساکہ پرتھی راج کو ہے، ویسا ہی مجھکو ہے، جیسا وہ نواسہ ہے ویسا ہی مین ہون، غصہ سے اس کا خون اُبلتا، اور جوش[5] مین اوس کا دل اچھلتا تھا، حسد کی آگ نے اسکے دل کو جلا دیا، جس سے اس کا دماغ مختل ہو گیا، جنگ کے خیال سے تلوار اٹھاتا، اور وقت کے لحاظ سے رکھدیتا، جوش انتقام سے گھوڑے پر سوار ہوتا، مگر زمانہ کی نامساعدت دیکھکر اُتر پڑتا، دن رات سامان جنگ کی فراہمی اور لشکر کی آراستگی مین مصروف رہتا، اسی حیص بیص مین عرصہ تک وہ پیچ و تاب کھاتا رہا، غازی شہاب الدین غوری کو ان دونون کی مخالفت و

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۹۲) شخص اسوقت تک جودھپور مین اس زمین کی آمدنی پر اپنی زندگی بسر کر رہا ہے، جو پرتھی راج نے اسکے جد اعلیٰ کو دی تھی، اسکے پاس ایک قلمی نسخہ ہے، جسمین ابتدا مین صرف پانچہزار اشعار تھے، مگر اکبر کے وقت تک اوسکی اولاد اسمین اضافہ کرتی چلی گئی، یہانتک کہ اوسکی تعداد ایک لاکھ پچیس ہزار تک پہنچ گئی، (اینول رپورٹ صفحہ ۳)

[5] بعض تاریخون مین اس امر کی کہ پرتھی راج انگ پال کا نواسہ تھا تردید کی گئی ہے، اور اس روایت کو غلط قرار دیا ہے،

عناد کی اطلاعین پہنچ چکی تھین کہ پرتھی راج اور جے چند ایک دوسرے کے جانی دشمن ہین، اور میدان خالی ہی، اسلئے کہ گوجر باہمی عداوت مین الجھے ہوئے ہین، ایک معمولی لشکر دونون سلطنتون کو برباد کرسکتا ہے، چنانچہ وہ ۱۱۹۰ء مین شمالی ہند پر ایک ٹڈی دل لشکر لے کر حملہ آور ہوا، پرتھوی راج جیسا بہادر تھا، ویسا ہی فصیح و بلیغ بھی تھا، ہندوستان کے تمام راجاؤن کے نام ایک مراسلہ لکھا جسکا ایک ایک لفظ برقی رو کی طرح راجپوتونکے جسم مین دوڑ گیا، اوس نے لکھا، برادران قوم! ہمارے موروثی ملک پر اس وقت ایک مسلمان حملہ آور ہوا ہے، دین کی حمایت ملک کی حفاظت، قوم کی پاسبانی، عزت کی نگہبانی ہم پر واجب ہے، اگر ہم آپس کے جھگڑون مین پھنسے رہے، تو ملک و عزت دونون ہاتھ سے جاتے رہین گے، اس سے زندہ جل جانا ہی بہتر ہے، یہ آبدار تلوارین ہمارے بزرگون کی امانت ہمارے ہاتھ مین ہین، اونھون نے کبھی نیام کا منہ نہین دیکھا، دشمنون کی گردن یا سینہ ہمیشہ ان کا نیام رہا ہے، یہ جنگ مین بجلی کی طرح چمکتی اور سیاہ بادل کی طرح برستی رہی ہین، آج ہمارے بزرگون کی روحین آسمان سے اتر رہی ہین، تاکہ وہ ہماری شمشیر زنی کے کرتب دیکھین، اونھون نے ہماری پرورش اسی دن کیلئے کی تھی، کہ ہم ان کی تلوارون کو دشمن کے خون سے دھو کر چمکائین، اور ان پر ثابت کرین، کہ جو امانت اونھون نے ہمارے سپرد کی تھی، ہم نے اوسکو زنگ آلود نہین ہونے دیا، اور ہمیشہ دشمنون کے خون سے اوسکو صاف و شفاف رکھا، اسوقت نہ صرف ناموس ملک کا پاس ہے، بلکہ مذہب و ملت کی حفاظت کا سوال بھی ہے، مذہب جان سے زیادہ عزیز ہے، جسکو مذہب کا پاس نہین، اوس سے کوئی آس نہین، بہادرو! جان پر کھیلنے والو، یہ سرزمین ہمارے باپ دادا کی گوشت و پوست اور استخوان کی امین ہے، اوس کے چپہ چپہ مین ہمارے بزرگ راجاؤن، مہاراجاؤن کی خاکستر مدفون ہے، کیا تمہاری عزت و شجاعت یہ گوارا کرسکتی ہے، کہ ہمارے دشمن کے گھوڑے ہمارے بزرگون کی خاکستر کو پائمال کرین، اور ہم اپنے ننگ و ناموس کی بربادی کو خون آلود آنکھون سے دیکھین، اس سے زیادہ دنیا مین اور کوئی بے حمیتی نہین ہوسکتی، ہم غلامی کیلئے پیدا نہین کئے گئے، بلکہ دنیا کو غلام بنانے کیلئے بھیجے گئے ہین، آخر ہمین مرنا ہے بہتر ہے کہ بہادرون کی موت مرین، اور دنیا مین اپنا نام چھوڑ جائین، ہمارے بزرگون نے کئی ہزار سال تک دوسری قومون سے اپنی شجاعت کا لوہا منوایا، کیا آج ہم اس دشمن کے ڈر سے اس جوہر بے بہا کو رائگان کرسکتے ہین؟ عیش و آرام عورتون کیلئے ہے، زرہ ہمارا بستر، خود ہمارا تکیہ، تلوار ہماری ہم خوابہ ہے، آؤ ہم اپنی گذشتہ نسلون کی روحون کو خوش کرین، اور آنے والی نسلون کے لئے حمیت قومی کی یادگار چھوڑ جائین، کتون کی موت مرنا بزدل قومون کا حصہ ہے، ہماری تلوار کا کام دشمنون کو کتے کی طرح مارنا ہے، بہادرو! شیرو! ہماری بیبیان اور لڑکیان جنھون نے حیا و عصمت کے گہوارہ مین پرورش پائی ہے، اور جنکو آفتاب و ماہتاب نے بھی کبھی نگاہ بھر کر نہین دیکھا، کیا آج یہ گوارا ہوسکتا ہے، کہ ایک غیر مذہب کا غاصب ان کو اپنی کنیز بنا کر اپنے حرم سرا مین رکھے، شرم شرم ضرور

ایک دن جان دینی ہے، بہتر ہے کہ ہم بستر استراحت کے بجائے گھوڑوں کی پشت پر جان دین، اور اپنے جسم و جان کو میدان کارزار مین غلطیدۂ خاک و خون کرین، تلوار کے دھنی بہادرو! اگر لیٹے ہوئے ہو تو اٹھ بیٹھو، اگر بیٹھے ہوئے ہو تو کھڑے ہو جاؤ، اگر کھڑے ہوئے ہو تو دوڑو، غنیم قضائے مبرم کی طرح سر پر آپہنچا ہے، تم دنیا کو شانِ شجاعت دکھاؤ، اور دشمن سے اپنی تلوار کا لوہا منواؤ، وقت تنگ ہے، برق سوزان کی طرح دفعتہً دشمن پر گرو، اور پہاڑ کی طرح مستحکمانہ میدان مین کھڑے ہو جاؤ! اس مراسلہ نے جادو کا اثر کیا، جس نے پڑھا گھوڑے کی اگاڑی پچھاڑی تلوار سے کاٹ ننگی پیٹھ پر سوار ہوا، اڑ لگاتا ہوا تھانیسر کے قریب تراوڑی کے میدان مین شہاب الدین کے بالمقابل پہنچ گیا، اس مراسلہ کے چند روز کے بعد جب جائزہ لیا گیا، تو سو سے زیادہ راجہ مہاراجہ اپنا اپنا لاؤ لشکر لئے میدان کارزار مین خیمہ زن تھے، راجاؤن کا لشکر سمندر کی طرح ٹھاٹھین مار رہا تھا، ایک ایک سیکڑون پر بھاری تھا، پرتھی راج کے الفاظ رجز جوش کو ابھارتے، اور بہادری و تہور کی روح پھونکتے تھے، جنگ شروع ہوئی، ایک طرف سے غازی شہاب الدین کے اللہ اکبر کے نعرہ ہائے فلک شگاف اور دوسری طرف سے راجپوتون کے ہری ہری کے غلغلہ زہرہ گداز نے میدان کارزار کو عرصۂ محشر بنا دیا، فریقین کی تلوارون سے اسطرح خون کے فوارے بہ رہے تھے جسطرح سیاہ بادل سے موسلا دھار بارش ہوتی ہے، نبرد گاہ کشتون کے پشتون سے پہاڑ بنا ہوا تھا، جسکے چشمے خون کی ندیان بہا رہے تھے، بجز قیاس و تخمین کے کشتگان جنگ کی کوئی تعداد نہین جانتا تھا، برابر کی جنگ تھی، کسی طرف کا پلہ جھکا ہوا نہ تھا، شہاب الدین نے فوج کے سردارون کو بلا کر کہا کہ وطن کالے کوسون دور اور دشمن زبردست ہے، اگر بھاگے تو بھی ان گھوڑون کی ٹاپ سے ہمارے بدن لہو لہان ہو جائین گے، ان سے جانبر ہونا ایسا ہے، جیسا قضا سے بھاگنا، آخر ایک دن مرنا ہے، بہتر ہے، کہ میدان جنگ مین مرین، اگر معدودے چند بچکر اپنے ملک پہنچ بھی گئے تو وہ قوم کو کیا منہ دکھائین گے، شہادت موت نہین ہے، بلکہ دائمی زندگی ہے، عارضی زندگی کے مقابلہ مین دائمی زندگی حاصل کرنا ثمرۂ ایمان و اسلام ہے، دوسری طرف پرتھی راج نے اپنے خط کے الفاظ دہرائے، اور تلوار کھینچکر کہا، کہ ہم بہادرون کی لاج اسکی دھار سے وابستہ ہے، دو مین سے ایک بات کرنی چاہئے، یا اس سے دشمن کا سر کاٹین، یا اوسکو ہاتھ سے پھینکدین، یا تخت یا تختہ، دونون طرف کے سپہ سالارون نے پرتھوی راج اور غازی شہاب الدین کی جادو اثر تقریرون سے کئی روز تک ہنگامۂ کارزار گرم رکھا، کبھی یہ پلہ جھکتا، کبھی وہ، دونون طرف لوہے کی دیوارین تھین، اور دلون مین شجاعت راجپوتی اور حمایت اسلامی بالمقابل موجزن تھی، ایک لشکر دوسرے کی دیوار روئین کو ہٹا نہین سکتا تھا، بقول ہندو مورخین راجہ جے چند بے حمیت ناعاقبت اندیش، گرفتار حسد، اس قومی جنگ مین شامل نہ ہوا، اور نہ کسی قسم کی امداد کی، اور اس انتظار مین اپنی راجدھانی مین بیٹھا پرچے منگوا رہا تھا کہ پرتھی راج

Collection Of Advocate Showkat

جنگ

کی شکست یا قتل سے کسوقت اوس کا دل ٹھنڈا ہوتا ہے، جب جنگ نے طول کھینچا، تو پرتھی راج نے جو فنِ جنگ مین سکندر کی طرح ماہر اور یکتا تھا، تمام راجاؤن کو جمع کر کے کہا کہ ایک پردیسی کے مقابلے مین جنگ کا اسقدر طول پکڑنا ہمارے لئے باعث ننگ و عار ہے، کل ضرور فیصلہ کرنا ہے، یہ کہکر اس نے اپنی انگلی سے خون نکالا، اور اوس کا قشقہ ماتھے پر لگایا، جس سے یہ مراد تھی کہ کل یا تو وہ جان دیگا، یا فتح پائے گا، اور سپاہ کو خطاب کیا کہ ہم کو کل اون سپاہیون کی چند صفین مرتب کرنی چاہئین، جنکا یہ دعوی ہے، کہ وہ جان دینے کیلئے بہزار جان حاضر ہین، اور تجویز یہ ہوئی، کہ صف اولین فوراً اپنی جگہ چھوڑ کر دشمن پر بجلی کی طرح جا گرے، اور اوسکی جگہ دوسری صف چشم زدن مین آ کھڑی ہو، اسطرح صفون کا سلسلہ قائم رہے، اور دشمن یہ معلوم ہی نہ کر سکے، کہ صفون کی کس طرح نقل و حرکت ہو رہی ہے، جب ہماری پہلی صف کو دشمن کاٹ دے، تو دوسری پہنچ جائے، اسی طرح صبح سے شام تک فوجون کا تانتا باندھا جائے، تازہ بتازہ سپاہ کے پہنچنے سے کہان تک دشمن کانٹ چھانٹ کرے گا، آخر تھک جائے گا، پھر یا تو ہم اوسکو مولی گاجر کی طرح کاٹ دین گے، یا بھگا دین گے، دوسرے دن اسی تجویز کے مطابق راجاؤن کی صفین صف آرا ہوئین. اگرچہ اُن کے سپاہی اس قدر مرے کہ میدان کارزار مین کشتون کے پشتے لگ گئے تھے، لیکن اس سے بالآخر غازی شہاب الدین غوری کی فوج حواس باختہ ہو گئی، اور صبح سے شام تک تلوار چلاتے چلاتے اُن کے ہاتھ سوج سوجکر قبضون مین پھنس گئے، وہ حیران تھے، کہ باوجود اسقدر کانٹ چھانٹ کے کسی صف مین کوئی رخنہ نہین پڑا ہے، اگرچہ غازی شہاب الدین نے بہت کچھ جوش دلایا، مگر اوسکی فوج ایسی بدحواس بھاگی، کہ کئی منزل پر جا کر دم لیا، تمام راجے فتح و نصرت کے جھنڈے اُڑاتے ہوئے، دار السلطنت کو واپس ہوئے، یہ جنگ تلاوڑی کے مقام پر جو کرنال اور تھانیسر کے درمیان واقع ہے، ۱۱۹۱ء مین ہوئی، پرتھی راج کی اس حیرت انگیز عظیم الشان فتح نے راجہ جے چند کی امیدون پر جو بزدلانہ گھر مین پرتھوی راج کی شکست یا قتل کی خبر کا منتظر بیٹھا تھا، پانی پھیر دیا، اور اوس کے تمام منصوبے خاک مین مل گئے، اب اوس نے ایک اور منصوبہ باندھا، کہ کسی تقریب سے پرتھی راج کو بلا کر فریب سے گرفتار کر لے، یا فرمانبرداری کا اقرار کر لے، اشومیدھ[1] یگیہ رچایا، اس سے بظاہر اسکی یہ غرض تھی، کہ وہ ہندوستان کے راجاؤن پر ثابت کرے کہ وہ تمام شمالی ہند مین ادھیراج ہے، اس تقریب مین اور راجہ تو آئے، مگر پرتھوی راج نہ آیا، ایک تو یہ وجہ تھی

---

[1] اشومیدھ یگیہ ایک قسم کا جلوس تاج پوشی کا ہے، اصلی معنی اس کے گھوڑے کی قربانی ہین، اور وہ اسطرح ہوتا ہے، کہ ایک اچھے ایک نیلگون گھوڑے کو بے لگام میدان مین چھوڑتا ہے، اور شامل جلوس راجاؤن کو اسکے پکڑنے کیواسطے حکم دیا جاتا ہے، جو اس گھوڑے کو پکڑے وہ ادھیراج یعنی مہاراج یعنی شہنشاہ کا خطاب پاتا ہے،

کہ پرتھوی راج کو جے چند پر اعتماد نہین تھا کہ مبادا وہ اسکو کسی فریب سے گرفتار کرے یا قتل کر دے، دوسرے پرتھوی راج اس کے ادھیراج ہونے کے دعوی کو تسلیم نہین کرتا تھا، اور وہ اسکو حقیر سمجھتا تھا، پرتھوی راج کے اس جلسہ مین شامل نہ ہونے سے جے چند کی آتش غضب جو پہلے آہستہ آہستہ اس کے دل مین سلگ رہی تھی، اب علانیہ بھڑک کر شعلہ زن ہوئی، جے چند نے پرتھوی راج کی غیر حاضری کا نہایت ہی احمقانہ و بزدلانہ انتقام اسطرح لیا کہ پرتھوی راج کا بت اپنے قلعہ کے دروازے پر نصب کرایا جس سے یہ ظاہر کرنا مقصود تھا کہ وہ میرا دربان ہے لیکن تقدیر اسکے اس فعل پر ہنستی تھی کہ جو بت پرتھوی راج کی حقارت و ذلت ظاہر کر رہا ہے، وہ دن قریب آنیوالا ہے کہ وہی پتھر پرتھوی راج کی عظمت و شوکت کا بنیاد ہوگا اور دامادی کا سہرا اسکے جبین سعادت پر باندھا جائے گا، پہلے راجاؤن کی یہ رسم تھی، کہ جب کوئی راج کنواری سن بلوغ کو پہنچتی، تو تمام ملک کے راجاؤن اور معزز راجپوتون کو دعوت دی جاتی تھی، کہ وہ طمطراق کے ساتھ جشن مین شریک ہون، راج کنواری کو بلا کر راجاؤن سے تعارف کرایا جاتا تھا جسکو وہ پسند کرتی، اسکے گلے مین پھولون کا ہار ڈال دیتے، اور اوس کے ساتھ اوسکی شادی کی جاتی تھی، اس رسم کا نام انکی اصطلاح مین سومبر تھا، جے چند کی لڑکی سیکتا شادی کے لائق ہوگئی تھی، اس کا سومبر رچا ہوا تھا، سیکتا حسن و جمال مین شہرۂ آفاق تھی، ماہتاب اور آفتاب اسکی خوبصورتی کی شہرت دور دراز ملکون تک پہنچا چکے تھے، اس گوہر شب چراغ کے لئے ملک کے کئی راجہ کوشش کر رہے تھے، کہ جس طرح ہو، یہ ماہ جبین ہمارے ہاتھ لگے، سومبر کی دعوت مین ہر ایک راجہ بن ٹھن کر آپہنچا، جو کچھ جس کے پاس سامان آرایش و تجمل تھا، اپنے ساتھ لے آیا، ہر ایک راجہ کا علحدہ علحدہ کمپ ایک خوشنما شہر تھا، امرد نوجوان، ماہ جبین، گلرخسار، سرون پر تاج، اور تاج پر کلغی لگائے کمر مین خنجر اور ہاتھ مین نیزہ لئے اس آن بان سے نکلتے تھے، کہ تماشائیون کی آنکھین چوندھیا جاتی تھین، گھوڑون اور ہاتھیون کی جھولین جواہرات سے جگمگا رہی تھین، گھوڑے ایسے تیز کہ رانون سے نکلے جاتے تھے، ہاتھی ایسے کوہ پیکر کہ ان کو دیکھکر یہ معلوم ہوتا تھا، کہ جواہرات اور سونے کے پہاڑون مین زلزلہ آرہا ہے، جن جواہرات نے سیکڑون برس تک آفتاب و ماہتاب کو منہ نہ دکھایا تھا، آج وہ آفتاب و ماہتاب سے چشمک زنی کر رہے تھے. باین ہمہ ٹھاٹ و شوکت اور شکوہ و حشمت ہر ایک کے ہونٹ خشک تھے، کہ دیکھیے! کس کے نام قرعۂ فال نکلتا ہے، کئی دن تک جشن رہا، جس سے قنوج فلک اوج نظر آتا تھا، صبح و شام راجاؤن کی سواریان بغرض اظہار تجمل و شوکت مختلف ساز و سامان سے یکے بعد دیگرے نکلتی تھین، ایسا معلوم ہوتا تھا، کہ سنہرے روپہلے بادل آسمان پر دوڑ رہے ہین، اور زرہ پوش سپاہیون کے دستون مین ننگی تلوارون کا چمکنا، سیاہ بادلون مین بجلی کے کوندنے کا منظر دکھلا رہا تھا، سومبر کے دن ایک ایک راجہ کی آمد آفتاب و ماہتاب کا طلوع تھا، ایک وسیع چبوترہ سنگ مرمر کا تعمیر کیا گیا تھا، اور اس پر ایرانی قالینین جن پر کہکشانی بیل بوٹے تھے، بچھا کر اس قرینہ سے علحدہ علحدہ مسندون پر

گاؤتکیے رکھے گئے تھے، کہ ہلال کی طرح نصف دائرہ بن گیا تھا، ہر ایک راجہ اپنے اپنے دستہ فوج کے ساتھ تزک و احتشام سے اس چبوترہ کے سامنے سے گذر کر دوسرے راستہ سے اپنی مقررہ نشستگاہ پر زانوے ادب تہ کر کے بیٹھ جاتا، اور اوسکی فوج کا دستہ ایک طرف کھڑا ہو جاتا تھا، جب سب راجہ مہاراجہ مسند آرا ہو چکے، تو سمیکتا کے نکلنے کا وقت آیا، قلعہ کے دروازے سے چبوترہ تک سبز مخمل کا پا انداز بچھایا گیا تھا، ایک برہمن نے سمیکتا کے خیر مقدم کا اشلوک باواز بلند پڑھا، راجاؤن اور تماشائیون کی آنکھین قلعہ کے دروازہ پر لگ گیئن، کچھ انتظار کے بعد زہرہ جبین ماہ طلعت سرو قامت سمیکتا جواہرات مین غرق سہیلیون کے ساتھ خرامان خرامان اس طرح نکلی جسطرح آسمان پر ثریا کے ساتھ زہرہ، ہر طرف تماشائیون کا ہجوم اسطرح تھا، جسطرح کہ کہکشان مین ستارون کا انبوہ ہوتا ہے، انہی تماشائیون مین پرتھی راج بھیس بدلے ایکطرف کھڑا نگاہ محبت سے اوس ماہ جبین کے حسن و جمال کا جلوہ دیکھ رہا تھا، اور اوسکو معلوم تھا، کہ یہ گوہر شب چراغ اسی کے لئے مقدر ہے، ادھر سمیکتا کو بھی معلوم تھا کہ میرا خریدار تماشائیون کے ہجوم مین کھڑا ہے، کیونکہ دروازے سے نکلتے ہی سمیکتا کی نگاہ جس پر پڑی وہ پرتھوی راج تھا، عاشق و معشوق کی آنکھون مین جذبہ مقناطیسی کا اثر ہوتا ہے، لاکھون کا ہجوم ہو، ہزارون شرم و حیا کے پردے حائل ہون، مگر ان کی نگاہون کے لئے صاف رستہ ہے، سب مسند آرا راجہ تعظیم کے لئے کھڑے تھے، وہ ہر ایک کے سامنے کچھ دیر کے لئے کھڑی ہو جاتی، اور بیدی اس راجہ کا حسب و نسب و وسعت سلطنت و اخلاق کی داستان سناتا، پھر دونون طرف سے کورنش ادا ہوتی، جب یہ رسم ختم ہو چکی، تو سمیکتا اپنی مسند پر جلوہ افروز ہوئی، بیدیون نے بید اور برہمنون نے رچائین پڑھنی شروع کین، سمیکتا چپ چاپ تصویر بنی بیٹھی تھی، اور تماشائیون اور عاشقون کی نگاہین، اس ماہتاب کا ہالہ بنی ہوئی تھین، مگر عاشق و معشوق کی نگاہون کا نور افشان خط شعاعی جذبات دل کو آشکارا کر رہا تھا، جب اشلوک اور رچائین ختم ہوئین، تو سمیکتا مسند سے اٹھی، شرم سے آنکھین نیچی، ماتھے پر پسینہ، ہاتھ مین گلدستہ موسم بہار کی بدلی کی طرح آہستہ آہستہ جھومتی جھامتی چلی، خاموشی کا ایسا عالم تھا، کہ کوئی اونچا سانس نہ لے سکتا تھا، سب کی آنکھین محو تماشا تھین، کہ دیکھئے یہ نور کی بدلی کہان برستی ہے، راجاؤن کے ہلالی دائرہ کو کاٹتی ہوئی مخملی پا انداز سے باہر نکل گئی، اور بہزار جان فدا ہو کر پرتھوی راج کے بت کے گلے مین ہار ڈال دیا، جس سے ایک شور برپا ہو گیا، راجاؤن کے چہرون پر ہوائیان اڑنے لگین، یہ کسی کو گمان ہی نہین تھا، کہ سمیکتا اس بت کو سرفراز کرے گی، جو حقارت و ذلت کا مجسمہ تھا، تقدیر نے آج اس معمہ کو حل کیا، جسکو سنگ تراش طالع نے بت بناتے وقت اس بت کی پیشانی پر لکھا تھا، ادھر سمیکتا بت کے گلے مین ہار ڈال کر ایک ہی قدم پیچھے ہٹی تھی، کہ عاشق جانباز (پرتھوی راج) نے اوسکو اسطرح اٹھا لیا جسطرح دیو پری کو اٹھا لیتا ہے، سوارون کا ایک دستہ پرتھی راج کے ساتھ تھا، جو دکنی بادرفتار برق جست

گھوڑون پر سوار تھے جن کا تعاقب وہم وگمان بھی نہین کر سکتا تھا، اس پری پیکر کو چشم زدون مین لیکے اڑ گئے، اس واقعہ سے تنورون اور چوہانون مین ایسی جنگ شدید شروع ہوئی، کہ گوجرون کا نظم اتحاد درہم برہم اور شیرازۂ جمعیت گسیختہ ہو گیا،

غازی شہاب الدین گوجرون سے انتقام لینے کا منتظر تھا، یہ واقعہ سنتے ہی قضا کی طرح آپہنچا، باایں ہمہ رائے پتھورا نے تن تنہا ایسا مقابلہ کیا کہ پہلی جنگ کا نقشہ نظر آنے لگا، لیکن شہاب الدین غوری کی فوج اسقدر تھی، کہ پرتھوی راج اگر اسکو تلوار کے گھاٹ اتارنا چاہتا، تو برسون گذر جاتے، آخر پرتھی راج گرفتار ہوا، اور بے رحمی سے قتل کیا گیا، اوس کے بہادر سردارون نے یکے بعد دیگرے نہایت شجاعت وتہور سے جان دی اور دنیا مین ہمیشہ کے لئے شجاعت وحمیت کا نام روشن کر گئے، یہ جنگ ۱۱۹۲ء مین وقوع پذیر ہوئی،

چوہان راجاؤن کے نام مع سال سلطنت جو صوبہ دہلی پر حکمران تھے،

علامہ ابو الفضل نے آئین اکبری جلد دوم صفحہ ۱۴۶ مین دہلی پر فرمانروا چوہان خاندان کا مع تفصیل سنین حکومت اسطرح ذکر کیا ہے، بیسلدیو چوہان ۶ سال ۱ ماہ ۴ روز، امر گنگو ۵ سال ۲ ماہ ۵ روز، کھیر پال ۲۰ سال ۱ ماہ ۵ روز، سومیر ۹ سال ۲ ماہ ۲ روز، جاہر ۴ سال ۴ ماہ ۱۰ روز، ناگ دیو ۳ سال ۱ ماہ ۵ روز، پتھورا ۱۹ سال ۵ ماہ ۱۵ روز،

معلوم ہوتا ہے کہ علامہ ابو الفضل نے ان فرمانروایان چوہان کے نام درج کئے ہین، جنکی سلطنت بہت وسیع تھی، ورنہ تاریخون مین تو بہت نام ملتے ہین، پرتھی راج کے بعد مبلغین عرب نے لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ قَد تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ کی تبلیغ شروع کی، جس کے اثر سے چوہان کے ۱۲ سردار سعادت اسلام سے مسعود و شرف ایمانی سے مشرف ہوئے، جنکے خاندان علحدہ علحدہ حسب ذیل ہین،

قائم میردانی، شیخاوانی، لودانی، کروانی، وغیرہ وغیرہ،

بعض ہندو مورخین کا خیال ہے، کہ یہ قبائل بقوت شمشیر مسلمان ہوئے، بعض ہندو مورخین کا خیال ہے، ہندو

---

[1] ہندوؤن کی ایک یہ روایت ہے، کہ پرتھی راج کو شہاب الدین اپنے ہمراہ غزنی لے گیا تھا، جہان اوس نے سلطان شہاب الدین کو قتل کیا، اور خود کام آیا، یہ روایت بالکل غلط معلوم ہوتی ہے، کیونکہ سلطان شہاب الدین کو ۶۰۲ ہجری مطابق ۱۲۰۵ء مین قرامطہ کے ایک مجنون الحواس شخص نے بمقام دمیک ضلع جہلم پنجاب مین قتل کیا تھا، ایک روایت یہ بھی ہے، کہ پرتھی راج کو شہاب الدین غزنی لیگیا تھا، اور وہان شاہانہ طور سے مراعات کیگئی، لیکن وہ وہان سے بھاگ نکلا، دوبارہ پکڑا گیا، اور اسی نافرمانی کے باعث پرتھی راج وہان مارا گیا، ۱۲

مذہب مین اسطرح تبدیل مذہب سیاسی اغراض سے جائز ہے، ہندو مورخین کا یہ خیال کبھی ثابت نہین ہوا، کہ عرب نے ہندوستان مین اسلام بزور شمشیر پھیلایا تھا، اسلام کے عقائد مین یہ گناہ عظیم ہے، کہ کسی کو کرہاً و جبراً مسلمان کیا جائے، البتہ اگر ہندو سیاسی اغراض سے مسلمان ہو گئے ہون تو دوسری بات ہے،

باب ہفتم تاریخ راجستان مین لکھا ہے کہ اس طرح تبدیل مذہب منوجی کی ہدایت کے بموجب جائز ہے منوجی نے کہا ہے کہ اپنے ملک کی حفاظت کیلیے بیوی کی پرواکرنا بھی ضروری نہین ہے یعنی زمین کا محفوظ رکھنا بیوی سے زیادہ اہم ہے، ہم مورخ کے اس استدلال سے متفق نہین ہین، کیونکہ مذہب ایک اعلیٰ چیز ہے، وہ تلوار کے خوف سے نہین دبایا جاسکتا، بیشک مملکت کا دنیا عورت کے دینے سے زیادہ باعث نقصان ہے، کیونکہ مملکت سے قومی نظام درست ہوتا ہے، اور عورت سے شخصی،

لیکن ہم منوجی کی ہدایت کا یہ مطلب سمجھتے ہین، کہ ملک کی حفاظت کیلیے عورتون کی معاشرت و آرام وغیرہ کو چھوڑ دو، اور ملک کی حفاظت کیلیے آمادہ جنگ ہو جاؤ، راجپوتون اور گوجرون خصوصاً چوہان کیلیے یہ عار ہے کہ تلوار کے خوف سے ایمان فروشی کرین، البتہ عربون کی فصاحت زبان وہ کام کرتی تھی، جو ان کی تلوارین نہین کرتی تھین، راجپوت یا گوجر جو حلقہ اسلام مین آئے، دلائل و براہان کے زور سے آئے، نہ کہ شمشیر بران کے خوف سے،

* * *

فصل دوم

چوہان کی شاخین تو بہت کثرت سے ہین، مگر مشہور ترین شاخین جو علاقہ بوندی کوٹہ مین اکثر آباد ہین. حسب ذیل ہین،

چوہان[1]، ہر[2]، سونی گرا[3]، دیوڑا[4]، بیبا[5]، کیچی[6]، سیخوار[7]، گوئلوال[8]، بہدوریہ[9]، نربہان[10]، مالانی[11]، پوربیہ[12]، سوڑا[13]، مدریچہ[14]، بالیچہ[15]، پسرہ[16]، کیرہ[17]، روشیہ[18]، جیدو[19]، بہمکت[20]، بہادر[21]، بنکٹ[22]، بہوریچہ[23]، سنکریچہ[24]، دیکھو ٹاڈ راجستان صفحہ ۲۸۳ جلد اول،

چوہانون کی مشہور دیویان، شکستی دیوی، دیوی آساپور المعروفہ بہ کالکاجی ہین،

چونکہ چوہان راجگان صوبہ مالوہ پر بھی حکمران رہے ہین، انکی تفصیل آئین اکبری جلد دوم صفحہ ۱۰۳ مین حسب ذیل ہے،

۱۔ راجہ جگدیو، چوہان،	۱۰ سال	۷۔ بھلدیو،	۱۰ سال
۲۔ جگناتھ برادرزادہ جگدیو،	۱۰ سال	۸۔ تانک دیو،	۹ سال
۳۔ ہردیو،	۱۵ سال	۹۔ کیرت دیو،	۱۱ سال
۴۔ باسدیو،	۱۶ سال	۱۰۔ بھیورا،	۱۲ سال
۵۔ سری دیو،	۱۵ سال	۱۱۔ مالدیو،	۹ سال
۶۔ دھرم دیو،	۱۴ سال		

چوہان راجاؤن کے ایسے متعدد سلسلے ہین، جو مختلف ملکون پر فرمانروا رہے ہین، یا بحیثیت سردار کسی علاقہ کے حاکم تھے، اگر ان سب کے حالات جمع کئے جائین تو ایک ضخیم جلد مرتب ہو سکتی ہے اور نیز چونکہ ان راجاؤن کے حالات مختلف تاریخون مین درج ہین، اسلئے ہم ضرورت نہین سمجھتے، کہ جو حالات دوسری تاریخون مین عام طور پر مذکور ہین، ان کی تفصیل کی تکلیف اٹھائین،

* * *

باب یازدہم

ولبھی اور گھلوٹ راجاؤنکے حالات

راجہ گوہا اور باپا کے حالات

ٹاڈ راجستان مین ایک کہانی لکھی ہوئی ہے، جس کے بعض فقرے قابل تسلیم نہین،

ولبھی پور ایک مشہور ترین رشک گلزار شہر تھا، جس پر راجہ سلادت کا پرچم اقبال لہرا رہا تھا، یہ کبھی گمان بھی نہ تھا کہ اوس کے فلک نما مکانات صرصر حوادث سے گر کر پیوند زمین ہون گے، عین امن وامان کی حالت مین راجہ سلادت کی مہارانی پشپاوتی جو خاندان پرمار کی گوہر شب چراغ تھی ساز و سامان کے ساتھ ایک دستہ سپاہ کی حفاظت مین ایک مندر پر نذر چڑھانے کیلئے روانہ ہوئی، تاکہ مندر کی دیوی اس کے دامن امید کو گوہر آبدار سے درخشان کر کے جب وہ نذر چڑھا کر واپس آرہی تھی، تو اوسکو یہ منحوس جگر شگاف اور جانکاہ خبر دی گئی، کہ ولبھی پور کو غنیم نے حملہ کر کے ایک تودہ خاکستر کر دیا ہے، اور راجہ سلادت اپنی رانیون کے ساتھ چتا کی آگ مین جل کر خاک ہو گیا ہے، اس خبر کے سنتے ہی پشپاوتی رانی ہوش باختہ ہو گئی، وہ حاملہ تھی، سوچنے لگی کہ اس در مکنون کو جو اوس کے شکم مین ہے، کسطرح رکھے، کہ وہ حوادث روزگار سے محفوظ رہے، کیونکہ دشمن ولبھی خاندان کے استیصال کے درپے ہے، اگر اوسکو پتہ لگ گیا، تو وہ مجھکو نیست و نابود کر دے گا، ممکن ہے کہ راجہ سلادت کی یادگار مالک تخت و تاج اوس کے آغوش تربیت مین جلوہ گر ہو، اسکی ایک رازدار سہیلی قصبہ بڑنگر مین کملاوتی نام برہمنی جو نیک طینت اور ہمدرد تھی، رانی اوس کے پاس پہنچی، اور امداد چاہی، برہمنی نے اوسکو تہ خانہ مین چھپا دیا، جو شہر

کے پاس ایک غار مین نہایت دلکشا مکان تھا، اور اوسکی خدمت مین بدل وجان مصروف ہوئی، اوقت مقررہ پر پشپاوتی کے دامن امید کو طالع سعید کی یاوری سے لعل درخشان نصیب ہوا، جب رفاعت کے دن پورے ہوئے، تو رانی پشپاوتی نے کملاوتی کو یہ بچہ حوالہ کیا، اور کہا کہ مین بموجب رسم آبائی، ستی ہونے کے لئے ونہی پور جاتی ہون، چونکہ یہ لڑکا شاہی خاندان کی امانت ہے جسکو آپ کی مخلصانہ محبت نے پالا پوسنا ہے اسلئے اوسکو علم تو برہمنون کا پڑھانا، مگر شادی راجپوتون کے گھرانے مین کرنا، کملاوتی پیار سے اس بچہ کو گوہا کے نام سے پکارتی تھی، گوہا، ہندی زبان مین اُس جانور کو کہتے ہین، جو غار سے پیدا ہو، گوہا بچپن سے ہی ہونہار بروے کے چکنے چکنے پات کا مصداق تھا، جو شخص اوسکو دیکھتا تعظیم و محبت سے پیش آتا، ایدھر کا راجہ منڈلیک جو قوم کا بھیل تھا، گوہا کو اپنے پاس لے آیا، اور اوسکی شاہانہ پرورش کی، وہ خوبصورت اور بہادر سپاہی تھا، منڈلیک کے مرجانے کے بعد اوس کے بیٹون نے یہ تجویز کی، کہ تخت پر اسی کو بٹھایا جائے، گوہا اس بار گران کے اٹھانے سے پہلو تہی کرتا تھا، مگر اوس کے بھائی اوس کو تخت پر بٹھانا چاہتے تھے، اسمین ان کے دو فائدے تھے، اول یہ کہ سلطنت کی بابت جو اُن مین تنازع ہے، وہ بالاتفاق طے ہو جائے گا، دوسرا باعتبار علم و فضل و شجاعت وغیرہ، ہماری موروثی سلطنت کو ایک طاقتور محافظ ملجائے گا، بحث و مباحثہ کے بعد گوہا ایدھر کے تخت پر جلوہ گر ہوا، اور اوس کے ایک بھائی نے اپنی انگلی کو زخمی کر کے خون نکالا، اور گوہا کی پیشانی پر راج تلک لگایا، لیکن سلطنت ایک ایسی چیز ہے، جسکی وجہ سے باپ بیٹے سے اور بھائی، بھائی سے جدا ہو جاتا ہے اسلئے یہ مثل مشہور ہے کہ سلطنت بانجھ ہوتی ہے، جن بھائیون نے اوسے بخوشی سلطنت دی تھی، در پردہ اوس کے دشمن ہو گئے، اور وہ اس تاک مین تھے کہ موقع پاکر اوسکو قتل کر دین، گوہا بھی تاڑ گیا تھا، قبل اس کے کہ وہ اس کے قتل پر قادر ہون، اوس نے سب کو تہ تیغ کر دیا، اور اطمینان کے ساتھ انتظام سلطنت مین مصروف ہوا،

ابوالفضل نے بھی تھوڑی سی تبدیلی کے ساتھ یہ قصہ بیان کیا ہے، جو فضولیات سے پاک ہے،

گوہا کی زندگی مین، اوس کی اولاد گھلوٹ یا گرہلوٹ کہلائی، گوہا کی سلطنت کی بابت صرف اسی قدر معلوم ہوتا ہے کہ اسکی حکومت آٹھ پشت تک کوہستانی علاقہ مین رہی، قوم بھیل کو ہمیشہ یہ امر ناگوار معلوم ہوتا تھا، کہ ایک گمنام خاندان بھیل کی زبردست قوم پر حکمران ہو، اور بھیل کی قوم اس کے آستان شوکت پر جبہ سائی کرے، چنانچہ انھون نے راجہ ناگ دت کو جو گوہا کی نسل مین ایک زبردست راجہ تھا، شکار گاہ مین قتل کیا، اور ایدھر کی حکومت پر اپنا علم اقبال بلند کیا، اسوقت بھی کملاوتی کی اولاد نے جو ہمیشہ اس خاندان کی جان نثارانہ خدمت کرتی تھی، امداد دی، جسوقت ناگ دت قتل ہوا، تو اس کے بیٹے بابا کی عمر صرف تین سال کی تھی، کملاوتی کی اولاد کی کوشش سے بابا قتل ہونے سے بچ گیا، جسے قاتلون نے بجائے قتل کرنے کے، قلعہ بھانڈیر مین نظر بند کر دیا، اور جادو خاندان

کے ایک بھیل نے اوس کی پرورش و پرداخت و تربیت و تعلیم کا بار اپنے ذمہ لیا، اور اس کو پار آسر کے سرسبز خوشنما جنگل میں بھیجدیا، جس کے تین طرف پہاڑ محیط تھے، اور ہر قسم کے باغات اور قدرتی پھلوں اور پھولوں سے جنت نظیر تھا، یہاں متعدد مندر تھے، آب و ہوا خوشگوار اور روح پرور تھی، یہاں اسکی مذہبی اور دینی تعلیم کے تمام ذرائع مہیا تھے، شکار کھیلنے کے لئے پہاڑ اور سیر کے لئے باغات اور عبادت کیلئے مندر اور تعلیم کے لئے پنڈت موجود تھے،

اس سرزمین کی آب و ہوا نے اسکی جسمانی اور روحانی حالت پر اچھا اثر کیا، بابا آبت پرست رشیوں سے بہت محبت رکھتا تھا، وہ اپنی دایہ سے (جسکی گود میں اس نے پرورش پائی تھی) سُن چکا تھا، کہ وہ ایک مہاراجہ کا بیٹا ہے، اسلئے اوسکی اولوالعزمی اور بلند حوصلگی ہمیشہ اسکے ارادوں کو وسیع اور اوس کی ہمت کو بلند رکھتی تھی، اوس نے سُنا، کہ ماہر نگر جنگل میں ایک صاحبِ کرامات جوگی گورکھ ناتھ[1] گوشہ نشین ہے، اُس نے اپنی تربیت گاہ پار آسر کو خیرباد کہا، اور اس جوگی کی قدمبوسی کے لئے روانہ ہوا، جب بابا اسکی زیارت سے مشرف ہوا، اور دعا کیلئے التجا کی، تو اُس نے دعا دی کہ وہ اپنے ملک موروثی کا بادشاہ ہو،

اس کے بعد بابا چتوڑ کے راجہ کے دربار میں حاضر ہو کر کورنش بجالایا، اور ملازمانِ درگاہ میں شامل ہونے کی تمنا کی، یہ جوان رعنا تھا، اوسکو راجہ نے فوج میں ایک معمولی عہدہ عنایت کیا، مگر یہ اپنی ذہانت و مستعدی و بہادری کی وجہ سے چند دنوں میں اعلیٰ عہدے پر فائز ہو گیا، اور ایک وسیع جاگیر کا استمراری پٹہ بھی اسکو مل گیا،

راجہ خاموش طبع اور تجرد پسند تھا، امرائے دربار سے خاص مواقع کے سوا کم ملتا تھا، مگر بابا پر وہ بہت مہربان تھا، اسکو عام اجازت تھی، کہ جس وقت چاہے، بادشاہ کے حضور میں چلا آئے، لیکن یہ تقرب اسکے لئے مضر ثابت ہوا، امرائے دربار و ارکان دولت حسد کرنے لگے کہ جس طرح ممکن ہو، بابا کو راجہ کی نظر سے گرائیں، اور دربار سے نکلوادیں، انہیں ایام میں ایک زبردست غنیم نے حملہ کیا، راجہ نے ملکی و فوجی افسروں کو بلوالیا، کہ وہ غنیم کی مدافعت کیلئے تیار ہوں، مگر جیسا کہ پہلے مشورہ ہو چکا تھا، سب نے کانوں پر ہاتھ رکھے، کہ ہم ایسے سخت دشمن کا جسکے پاس ہم سے چند گنا زیادہ سپاہ ہے، کسطرح مقابلہ کر سکتے ہیں، ایسے دشمن کا مقابلہ کرنا بے سود اور باعثِ نقصانِ مال و جان ہے، یہ کہتے ہوئے سب کے سب جاگیروں پر چلے گئے لیکن بابا اس مہم کے سر کرنے کیلئے کمربستہ ہو گیا اور فوج اکٹھا کر کے اسکی کمان اپنے ہاتھ میں لی، یہ حالت دیکھکر جو امرائے سلطنت ابھی اپنی جاگیروں پر چلے گئے تھے، طوعاً و کرہاً واپس آگئے، جب تقدیر مساعد ہوتی ہے، تو دشمن کا حربہ بیکار ہو جاتا ہے، دشمن نے سخت حملہ کیا تھا، مگر بابا نے اوسکو اسطرح واپس کیا، جس طرح سمندر کی موجیں پہاڑ سے ٹکرا کر پیچھے ہٹتی ہیں، اس فتح سے بابا کا حوصلہ بڑھ گیا اور جنگ کا ڈر اس دل سے جاتا رہا، فتح و نصرت کا پرچم اوڑاتا ہوا، دارالسلطنت میں پہنچا، اور موردِ الطافِ شاہی ہوا، امرائے دربار نے پھر یہ مشورہ کیا کہ بالاتفاق راجہ سے بابا کا کام تمام کردینا

---

[1] ابوالفضل نے اس کا نام ہر رنخ لکھا ہے، ممکن ہے دو مختلف سادھو ہوں، (عبدالمالک)

چاہیئے، اور اون کے لئے یہ امر بہت آسان بھی تھا مگر بابا نے حکمت عملی سے رفتہ رفتہ ان کے ساتھ اتحاد پیدا کر کے ان کو حسب مراتب انعامات سے مالا مال کر دیا، راجہ چیتور جب مر گیا تو تمام امرائے دولت کی رائے سے بابا ہی قابل تخت و تاج سمجھا گیا جب چیتور کا تخت پابوس بابا ہوا، تو اوس نے اپنا نام راج گرو (سلطان اعظم) رکھا بابا کی اولاد بہت تھی، اپنے بہادر بیٹون، اور اپنے بھائی بندون کو بلا کر مختلف ممالک پر گورنر مقرر کر دیا، اوس نے نہ صرف کابل و کشمیر کو فتح کیا، بلکہ خراسان کو بھی زیرنگین کیا، اوس کے فرزند جو ماڑوار پر قابض تھے، وہ گھلوٹ کے نام سے مشہور ہین، اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ گھلوٹ خاندان کا بانی تو گوہا اور بابا ہے، اور بابا کی تاریخ ولادت جو بعض مورخین نے لکھی ہے، ۱۹۱ سنہ یا ۱۹۰ سنہ بکرماجیتی ہے،

پس کسطرح سے گھلوٹ خاندان کو گوجر کہا جا سکتا ہے،

اور گھلوٹ خاندان کے بعض ارکان جو گوجر ہونے کا دعوی کرتے ہین، وہ اپنا وطن وسط ایشیا بتاتے ہین، اور وہ بیان کرتے ہین، کہ ہم نوشیروان کی اولاد سے ہین، اوس کا جواب یہ ہے کہ بابا کی مندرجۂ بالا تاریخ ولادت غلط ہے، کیونکہ ٹاڈ راجستان نے بابا کی تاریخ پیدایش ۷۶۹ سنہ بکرماجیتی مطابق ۷۱۳ سنہ لکھی ہے،

دوسرا یہ جواب ہے، کہ ہند مین گوجرون کی ہجرت کا زمانہ چوتھی یا پانچوین صدی فرض نہین کرنا چاہیے، بلکہ وسط ایشیا کی قومون کے ہند مین آنے کا وقت غیر معین ہے، کیونکہ بعض ایسی روایتیں ہین، جن سے معلوم ہوتا ہے، کہ گوجر مختلف قدیم زمانون مین دوسری قومون کے ساتھ آتے رہے ہین، نکارتری کے استھان کی روایت جو پرانون مین ہے، (جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے،) اسکی موید ہے،

چوتھی، یا پانچوین، یا چھٹی صدی کا زمانہ، گوجرون کی شہرت کا زمانہ ہے، جس زمانہ مین یہ برسرکار آئے ہندوون کی ایک یہ بھی رائے ہے، کہ جب راجگان ہند نے گھلوٹ اور رانائے چیتوڑ کو اپنی لڑکیان دین، تو راناکے خاندان کو نوشیروان کی نسل ظاہر کیا، تاکہ راجپوت یہ کہکر، کہ ہماری اور اون کی اصل و نسل ایک ہے لوگون کے طعن سے بچین، یہ یاد رکھنا چاہیے کہ چیتوڑ کے رانا، اور ماواڑ کے گھلوٹ اور وہ بھی اگر گوجر نہین ہین، تو تو گوجرون کے ساتھ اون کی رشتہ داری اور تعلقات قرابت اس قدر ہین، کہ یہ جدا نہین ہو سکتے، اکثر مورخین جنہون نے ذاتون کی تحقیق پر قلم اوٹھایا ہے، وہ بھی اور گھلوٹ رانا کو گوجر قبائل سے بیان کرتے ہین،

* * *

گجرات پنجاب مین گھلوٹ بہلوٹ کہلاتے ہین، اور وہ گوجرون کا ایک مشہور گوت ہے، موضع کریانہ وغیرہ مین اچھی حیثیت کے کاشتکار ہین، گھلوٹ خاندان کے جن مشاہیر راجاؤن کا ہندی تاریخون سے پتہ لگا ہے، ان کو ذیل مین درج کیا جاتا ہے،

راجگان قوم گہلوٹ و شاہان ہمعصر

نمبر	راجگان گہلوٹ	سنہ		خلفائے بغداد و شاہان غزنی
		سمت	عیسوی	
۱	باپا کی پیدائش،	سنہ ۷۶۹	سنہ ۷۱۳	خلیفہ ولید خلیفہ یازدہم، بغداد
۲	چتوڑ پر قبضہ،	سنہ ۷۸۴	سنہ ۷۲۸	خلیفہ عمر ثانی،
۳	فرمانروایان میواڑ،	۰	۰	خلیفہ ہشام،
۴	چتوڑ کا خالی کرنا،	سنہ ۸۲۰	سنہ ۷۶۴	خلیفہ المنصور
۵	ابراجیت کال بھوج بن ابراجیت	۰	۰	خلیفہ ہارون رشید،
۶	کھمان،	از سنہ ۸۶۸ تا سنہ ۸۹۲	از سنہ ۸۱۲ تا سنہ ۸۳۶	خلیفہ المامون،
۷	بھرتری بھٹ،	۰	۰	۰
۸	سنگھ جی	۰	۰	۰
۹	نرباہن	۰	۰	۰
۱۰	سالباہن،	۰	۰	شاہان غزنی،
۱۱	سکتی کمار،	سنہ ۱۰۲۴	سنہ ۹۶۸	امیر الپتگین،
۱۲	انباپرشاد،	۰	۰	۰
۱۳	نربرما۔	۰	۰	سلطان سبکتگین،
۱۴	جسوبرما[1]۔	۰	۰	سلطان محمود،

[1] باپا کے اس کے علاوہ بھی فرزند ہین، جو اس فہرست مین اسلئے درج نہین کہ وہ بطور جاگیردار تھے، یا گورنر تھے، دیکھو تاریخہائے رانائے میواڑ و چتوڑ اس خاندان کی تاریخین بہت مفصل اور دلچسپ ہین، ٹاڈ راجستان مین ان کے حالات جملۃً مذکور ہین،

جو قصہ ٹاڈ نے لکھا ہے، اسمین گوہا کا نام ہے، لیکن ابوالفضل بھی قصہ بابا کی نسبت لکھتا ہے، معلوم نہین کہ ٹاڈ کا ماخذ کیا ہے، ابوالفضل کا ماخذ ہند کی قدیم تاریخین ہین، چونکہ یہ عجیب قصہ ہے، ابوالفضل نے اوس کو اپنی مخصوص انشا پردازی مین لکھا ہے، لہذا ہم اسکو درج کرتے ہین،

"سرور بومی را پیشتر راول گفتے، واز دیر باز رانا گویند، و قوم گھلوٹ خویشتن را از نژاد نوشیروان عادل شمارند بزرگ نیاگ ایشان از نیرنگی روزگار، بولایت برار افتاد، و بمرزبانی نرناله روشناس گشت، بیش ازین ہشت صد سال نرناله را غنیم گرفت، و بسیارے فرو شدند، بابا نام خرد سالے را مادرش ازان آشوبگاه گرفته میواڑ آمد و براجه مندلیک بھیل پناه برد، چون کلان شد، به نخچیر افگنی پیشه بر ساخت، چندانکه بزادمردی نام بر آورد، از نزدیکان راجه گشت، و باعتماد و دولت آمد، چون راجه سفر واپسین نمود، چہار برادر زاده او در جانشینی با یکدگر گفتگو کردند، آخر ہمه را راے برین شد که بابا کلان تر باشد واز فرموده نگذرند، او سر باز می زد، روزے یکے ازان چہار تن را خون از انگشت بر آمد، ازان قشقه بر و کشید، و دیگران نیز او را بکلانی بر گرفتند، و خود رایت استقلال بر افراشت و تا امروز رواے دارد، ہر گرا رانا سازند قشقه از خون آدمی بر کشند، و آن ناسپاس ہر چہار را بفراشخانه نیستی فرستاد و در صحرا نوردی ہر نیج نام ریاضت ورزے را جانور اندیشیده، تیر در کمانخانه نہاد، از صفای ضمیر دریافته آگاه ساخت، و او نیز بسیاری و نجد منگری آورد، و دگاه بیگاه پرستاری نمودے، روزے او را نوید راجگی داد شگرف داستانی باز گزارند، چون در موضع سیسود بنگاه ساختند، این الوس را سیسودیه گفتند، و چون در آغاز کار برہمنے تیمار ایشان پرداخت، ازان گروه دانند، و چون راول رتن سین را روزگار سپری شد، اری خویش امرا براجگی بر نشاندند، و رانا خطاب دادند، و او دہم پشت رانائے که امروز امرا نام دارد، ہمیر، کیتیا، لاکھا، موکل، گونبہار، رایمل، سانگا، اودی سنگه، پرتاب، امرا،"

ترجمہ مع تشریح

اس خاندان مین سے جو ملک کا سردار ہوتا تھا، اوس کو زمانہ سابق مین راول کہتے تھے، اور اوس کے بعد عرصہ ہوا، کہ اس کا خطاب رانا ہو گیا، قوم گھلوٹ اپنے آپ کو نوشیروان عادل کی اولاد گنتی ہے، ان کا کوئی بزرگ زمانہ کے اتفاقات سے ملک برار مین چلا آیا، اور نرناله کے راجہ کا مقرب ہو گیا، آٹھ سو برس ہوئے کہ کسی غنیم نے نرناله پر حملہ کر کے قبضہ کر لیا، اور اکثر باشندے اوس کے جور و ستم سے عاجز آ گئے، بابا کو جو ابھی بچہ تھا، اسکی ماں اس پر آشوب شہر سے لیکر میواڑ چلی آئی، اور راجہ مندلیک بھیل کے پاس پناہ گزین ہوئی، جب بابا جوان ہوا، تو زیادہ تر وقت اوس کا شکار مین صرف ہوتا تھا، بوجہ اپنی جوہر شجاعت ذاتی کے وہ مشہور ہو گیا،

اور رفتہ رفتہ راجہ کا حضوری اور معتمد علیہ ہو گیا، جب راجہ راہی ملک عدم ہوا، تو اوس کے چار بھتیجون مین مسند نشینی کے بارہ مین مشورہ ہونے لگا، کہ کس کو راجہ مقرر کیا جائے۔ آخر سب اس امر پر متفق ہوئے، کہ باپا کو سردار تسلیم کیا جائے، اور ہم اوس کے مطیع و فرمانبردار ہو جائین۔ لیکن باپا انکار کرتا تھا۔ ایک دن ایسا اتفاق ہوا۔ ان چار بھائیون مین سے بوجہ زخم کے ایک کی انگلی مین سے خون نکل آیا۔ اس نے اس خون سے باپا کی پیشانی پر تلک لگا دیا (یعنی اوس کو راجہ تسلیم کیا) دوسرے بھائیون نے بھی اس سے اتفاق کیا۔ آخر باپا نے سلطنت کا جھنڈا اوٹھایا، اور مستقل راجہ ہو گیا، اس وقت سے اس خاندان مین یہ رواج چلا آتا ہے، کہ جب کوئی رانا مسند نشین ہو تو اسکی پیشانی پر آدمی کے خون سے تلک لگایا جاتا ہے، باپا نے راجہ ہوتے ہی یہ کفران نعمت کیا کہ چارون بھائیون کو مروا ڈالا۔ باپا کی نسبت یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ جب وہ ابتدائے زمانہ مین شکار کے شوق مین کسی جنگل مین جا رہا تھا، تو ایک سادھو ہر بنج نام کو جو کسی درخت کے نیچے بیٹھا عبادت مین مشغول تھا شکار سمجھکر کمان پر چلہ چڑھایا سادھو صفائی باطن سے سمجھ گیا، اور اوس کو اشارہ کیا کہ مین شکار نہین، باپا شرمندہ ہو کر اوس کے پاؤن پر گر پڑا، اور گاہے گاہے، اوس کی خدمت کے لئے حاضر ہوتا تھا، ہر بنج سادھو نے ایک دن اسکو یہ مژدہ دیا، کہ وہ اس ملک کا مہاراجہ ہو گا مورخین متعدد و عجیب عجیب قصے اسکی نسبت بیان کرتے ہین۔

چونکہ اس خاندان کا صدر مقام سیسود تھا۔ لہذا اوس کو سیسودیہ کہتے ہین، اور چونکہ ابتدائے زمانہ مین ایک برہمن نے ان کی پرورش کی تھی، اس وجہ سے لوگ اون کو قبیلہ برہمن سے شمار کرتے ہین،

جب راول رتن کا زمانہ ختم ہو گیا، تو رعایا نے اوس کے رشتہ دار ارسی کو مسند نشین کر کے رانا کا خطاب دیا، اس وقت جو امرا نا راجہ ہے، وہ اس خاندان کی نسل مین دسوان ہے، جس کی تفصیل یہ ہے:۔

حمیر ۱، کیتی ۲، لاکھا ۳، موکل ۴، کومبھا ۵، رائمل ۶، سانگا ۷، اودی سنگھ ۸، پرتاب ۹، امرا ۱۰،

اس شجرۂ نسب سے معلوم ہوتا ہے، کہ اس خاندان کی متعدد شاخین ہین، جو مختلف علاقون پر حکمران تھین، چونکہ انکی علحدہ تاریخ موجود ہے، اس لئے ہم اسی پر اکتفا کرتے ہین،

ونسنٹ اے سمتھ نے اپنی تاریخ قدیم ہند مین ولبھی کا مختصر بیان کیا ہے، کہ پانچوین صدی کے اخیر مین میترک قوم کے (جو ایک بیرونی قوم تھی) ایک سردار جزیرہ نمائے سوراشتر کے مشرق مین ولبھی کے مقام پر قابض ہو گیا، اور ایک راجدھانی کی بنیاد ڈالی، جو آٹھوین صدی کے اخیر تک شان و شوکت سے قائم رہی، اور خیال کیا جاتا ہے، کہ اس خاندان کو عرب کے بہادرون نے برباد کیا، بھاونگر کے شمال مغرب مین اٹھارہ یا بیس میل کے فاصلہ پر ولا کے مقام مین ولبھی کے آثار مدفون ہین، اس کے مفصل حالات جکسن نے

بمبئی گزیٹیر ۱۸۹۶ء جلد اول حصہ اول ص۱۰۶ و ص۸۶ مین لکھے ہین،

اور بعض مورخین کہتے ہین، کہ اس شہر کو سندھ کے گوجرون نے تباہ کیا تھا!! ملاحظہ ہو بمبئے اسٹس بی حصہ اول جلد ہم ۱۸۹۶ء صفحہ ۱۸۱،

ولبھی راجاؤن نے مغربی ہند اور سراشتر جزیرہ نما کو تسخیر کیا، اور اس علاقہ پر پوری طاقت سے فرمانروا رہے، ہیون سانگ جس زمانہ مین ولبھی آیا تھا، تو اوس وقت یہ شہر ہر طرح کی رونق کا مرکز تھا، چھٹی صدی کے وسط مین مشہور فاضل گنمتی اور ستھرمتی بدھ مذہب کے مجتہد، اسی شہر مین بدھ مذہب کی فلسفیات کی تعلیم دیتے تھے، آئی سنگ جو ہیون سانگ کا ہمعصر سیاح ہے، وہ بیان کرتا ہے، کہ جنوبی بہار کا مقام نالندا اور ولبھی دو ایسے شہر ہین جن کا مقابلہ چینی درسگاہون سے ہو سکتا ہے،

ولبھی کی بربادی کے بعد بدھ مذہب اور تجارت نے نہروالہ (پاٹن) مین عروج پایا،

جس راجہ بلہارا کا نام عربی تاریخون مین ہے، غالباً وہ یہی خاندان ہے، کیونکہ بلہارا اور ولبھی مین بہت کچھ مشابہت ہے، کیونکہ ولبھی کی و، ب، سے تبدیل ہو جاتی ہے، بعد تبدیلی ببھی ہو گیا، اور اوس کے مابعد رائے کا لفظ لگایا، (عرب راجا کو رائے لکھتے ہین) ببھی را ہو گیا، کثرت استعمال یا عربی خط مین کچھ ردوبدل ہونے سے بلہارا ہو گیا، یہ توجیہ معقول ہے،

مسٹر بھنڈاکر نے ولبھی کی ایک عجیب وجہ تسمیہ لکھی ہے،

کہ چونکہ ولبھی کے راجاؤن نے سنتج پر فتح حاصل کی تھی، اس لئے لوگون نے اون کو ول بے معنی واہ رے کہا، اوس کی تقلید بعض یورپین مورخین نے بھی کی ہے، سلیم الطبع قارئین جانتے ہین، کہ یہ کسقدر فضول وجہ تسمیہ ہے، یورپ کے مورخین تو ہماری زبان سے واقف نہین ہین، وہ تو معذور ہین، مگر ہمارے ملک کے بعض مورخین ہر ایک چیز کی وجہ تسمیہ کے اختراع کرنے مین دور از قیاس توجیہات کو پیش کرتے ہین جنکو عقل سلیم تسلیم نہین کرتی،

میرا خیال یہ ہے، کہ اس شہر کو کسی زمانہ مین ولبھ راجا نے آباد کیا تھا، اس کے نام پر یہ شہر مشہور ہوا اور ولبھ یا بیری عام طور پر راجاؤن کا اعزازی لقب ہے، خصوصاً چنیکا خاندان متعدد راجاؤن کے نام کے ساتھ ولبھ آتا ہے، ولبھی کے شہر پر غالباً ۶۴۱ ۶۴۲ء مین راجہ ہرش نے بھی حملہ کیا تھا، اوس وقت ولبھی پر دہروسین (دہرو بھٹ) حکمران تھا، دہرو بھٹ کو شکست فاش ہوئی، وہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ بھروچ کے علاقہ مین پناہ گزین ہوا، جہان گوجرون کی حکومت تھی، دہرو بھٹ مطیع ہو گیا، اور آئندہ کے استحکام مودت کے لئے اوس نے راجہ ہرش کی بیٹی سے شادی کی، اور ہرش کو متعدد مہمات مین امداد دی، گھلوٹ خاندان

کے راجہ بھرتری ہبت کو تاریخون مین برہم، کشترآنوت لکھا ہے، یعنی وہ راجہ جسمین مذہبی مقتدا اور سپاہی کے دونون صفات موجود ہون، پنجاب، راجپوتانہ اور کاٹھیاواڑ گجرات مین برہمکشتری ایک قوم ہے، ہمارے خیال مین یہ گھلوٹ ہین، دراصل یہ لوگ بیرونی قومون کا عنصر ہین، یہان آکر وید و دیگر ہندوون کی الہامی کتابین پڑھکر قوم کے پیشوا بن گئے، اور برہمن کہلائے، اور جنگون مین جوہر شجاعت دکھلا کر کشتری ہو گئے، دونون صفات کی وجہ سے برہم کشتری ہو گئے، اس سے ثابت ہوتا ہے، کہ بیرونی اور اندرونی قومون مین جذب اور ضم کے تعلقات سے بہت کچھ تغیر و تبدل ہوا، مگر پھر بھی اصلی ذات کی جھلک ان مین پائی جاتی ہے

اسی اصول پر مورخین نے قوم گھلوٹ کو گوجرون مین شامل کیا ہے، اور یہ رائے قائم کی کہ اکثر راجپوت بیرونی ممالک کی قومون کے قبائل و عناصر ہین،

باب 12 دوازدہم

پریہار یا پرتہار خاندان کے گوجر راجہ

راجہ ناگ بھٹ

پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ کوہ آبو کے ۵۰ میل کے قریب گوجرون کی ابتدائی اور قدیم سلطنت بھنمال تھی اور یہی مقام ان کی فتوحات کا سرچشمہ ہے، یہ ایک ایسا حسن حصین تھا، کہ اوس کے چارون طرف آسانی سے کشورکشائی ہوسکتی تھی، مگر اس پر حملہ آورون کی تاخت اگر ناممکن نہین تھی تو مشکل ضرور تھی،

۸۱۶ء مین بھنمال کے سربفلک قلعہ پر راجہ ناگ بھٹ کا پھریرا قوم گوجر کی شوکت و اقبال و سطوت و اجلال کا اعلان کر رہا تھا، راجہ چکر یُدیہ کو جو راجہ ہرش کے بعد کئی ایک راجگان کی امداد سے قنوج کے تخت کا مالک ہوا تھا راجہ ناگ بھٹ نے شکست دی اور وہ بدقسمت آوارۂ دشت ادبار ہوا، (دیکھو گوالیار کا کتبہ نخر، ڈی. کے گزل شافٹ دی ویسینشافٹ گانجن ۱۹۰۵ء اپی گرفیکل نوٹس نمبر ۱۷)،

اس فتح نمایان کے بعد راجہ ناگ بھٹ نے فال نیک سمجھکر اپنے دار الحکومت کے لئے قنوج تجویز کیا، جو بھنمال کا صحیح معنون مین نعم البدل تھا، اس تبدیلی کا یہ نتیجہ ہوا، کہ قنوج کی دوبارہ رونق عود کر آئی، ہندوستان مین قنوج ہی ایک ایسا شہر ہے. جو بارہا اپنے عروج و زوال کے مناظر پیش کر چکا ہے، اُس زمانے مین اوس کو وہ عظمت حاصل تھی، کہ اس کے بلند محلات کے کنگرے ستارون سے سرگوشیان کرتے تھے، اور اوسکی سرزمین روکش گلزار تھی،

اس زمانہ مین گوجر اور راشٹر کوٹ کے راجاؤن کے مابین خون فشان جنگیں شروع ہو چکی تھین، اور دائمی فیصلہ کے لیئے دونون طرف کے راجگان سخت خون ریزی سے کام لے رہے تھے، راجہ اشٹر کوٹ گوبند سوم نے ایک کتبہ مین راجگان گوجر کے مقابلہ مین اپنی فتح و نصرت کا فخریہ قصیدہ لکھکر ایک مینار پر لگایا تھا جس سے یہ معلوم ہوتا ہے، کہ گوجر سلطنت پر فتح پانا عظیم الشان کامیابی تھی، جو بہت کم بادشاہون کو نصیب ہوئی،

(دیکھو جرنل بمبی برانچ ایشیاٹک سوسائٹی، جلد ۲۰،)

واقعی گوبند سوم کا یہ فخر بجا تھا، کیونکہ ہر زمانہ مین گوجرون کی شان و شوکت اس درجہ پر تھی، کہ اون کے لشکر کا مقابلہ پہاڑ کا مقابلہ تھا، اگر راجہ ناگ بھٹ کسی معرکہ مین ایک جانب سے پس پا بھی ہوتا تھا، تو وہ دوسری طرف سر در بڑھ جاتا تھا، راجہ ناگ بھٹ کی حکمرانی کی مدت نو دس سال سے زیادہ نہ تھی، مگر اسکی شان و شوکت کی شہرت دور دور تک پہنچ گئی تھی،

رام بھدر یا رام دیو

راجہ ناگ بھٹ کا بیٹا رام بھدر اوسکی وفات کے بعد تخت جہانبانی پر جلوہ آرا ہوا، مگر اُسکی نسبت اس سے زیادہ اطلاع نہین ملتی، کہ اوس نے اپنا زمانہ حکومت سنہ ۸۲۵ء سے سنہ ۸۴۰ء تک مرنجان مرنج حالت مین گذارا، اور اپنی مملکت کا انتظام اپنے باپ کے سیاسی قوانین کے مطابق بہترین صورت مین انجام کیا، اور علوم و فنون کے مصنفین کی قدر دانی سے اپنا نام روشن کیا، نہ اوس نے کسی کو چھیڑا، اور نہ کوئی اس پر حملہ آور ہوا، امن کی زندگی کے ساتھ علم کی اشاعت مین مصروف اور بدھ مذہب کی خدمت مین مشغول رہا،

مہر بھوج

راجہ بھدر کے بعد مہر بھوج مسند نشین ہوا،

راجہ بھوج کا خطاب ایک عجیب خطاب ہے، ہم پہلے ذکر کر آئے ہین کہ مہر اس شخص کو کہتے ہین جو قوم کا نمائندہ ہو، اور اب تک پنجاب مین یہ لفظ رائج ہے، اور نمبردار کو مہر کہتے ہین، مہر کے لغوی معنی پیش رو اور مقدم کے ہین، جیسا کہ چودھری کا لفظ کہ وہ ایک گروہ کا مقدم سمجھا جاتا ہے، خواہ وہ گروہ کسی رتبے اور پیشے کا ہو، اس زمانہ مین لفظ (چوہدری) بہت عام ہو گیا ہے، اس لیئے اس کے مفہوم مین اب

Collection Of Advocate Showkat

وہ عظمت باقی نہین رہی، جو زمانہ سابق مین تھی، کیونکہ اوسنے ادنے پیشون کے نمایندسے بھی، چودہری کہلاتے ہین، مثلاً تنتر بانون کا چودہری، گاڑیبانون کا چودہری، بازار کا چودہری، راجہ کے مقابل مین ٹھر کا لفظ زیادہ پُر عظمت ہے، کیونکہ اوس کا مفہوم یہی ہے، کہ قوم یا رعایا دل سے اسکی تعظیم کرتی ہے، اور وہ قوم کا حقیقی نمایندہ ہے، لیکن ایسا بھی ہوتا ہے، کہ یہ لفظ اپنے معنی سے خالی ہوتا ہے بعض حالت مین ناکارہ اور بےحیثیت کو بھی ٹھر کہتے ہین، حقیقت مین چودہری اور ٹھر وہی ہوسکتا ہے، جو اپنی قوم کا خیرخواہ ہو، سَیِّدُ الْقَوْمِ خَادِمُهُمْ، قوم کا سردار وہی ہوسکتا ہے جو قوم کا خدمت گذار ہو،

راجہ بھوج کی سلطنت بہت وسیع تھی، جسکی تفصیل یہ ہے،

صوبہائے اگرہ، اودھ اور گوالیار کا علاقہ جسکو اوس نے فتح کیا تھا، اور کاٹھیاواڑ گجرات، مالوہ، اونتی کی سرزمین اوس کا موروثی ملک تھا، مشرق مین اوسکی سلطنت کے حدود بنگال و بہار کی سلطنت خاندان پال سے ملتے تھے، شمال مغرب مین اسکی حکومت کی سرحد دریاے ستلج کے کنارے کنارے دور تک چلی جاتی تھی، مغرب مین دریاے ہکڑا اوسکی سلطنت اور اسلامی مملکت کے درمیان قدرتی حدفاصل تھا،

مولف:۔ دریاے ہکڑا جو اب خشک ہوگیا ہے، ہم نے ایک سے زیادہ دفعہ دیکھا ہے، اس کے دونون کنارون کا علاقہ نہایت زرخیز ہے، اس کے بعض بعض مقامات پر اب تک قلعے موجود ہین، جو اس کی روانی کے وقت تعمیر کئے گئے تھے، ہم اس پر ایک طویل مضمون لکھکر شائع کر چکے ہین، جسکو علماء نے دلچسپی سے پڑھا تھا، جنوب مغرب مین راشٹر کوٹ مہاراجگان کا ملک واقع تھا، جنوب مین جیجا بھکتی، یعنی موجودہ بندیل کھنڈ سے اسکی سرحد ملتی تھی، مہر بھوج، عربون اور راشٹر کوٹون کو جو آپس مین حلیف تھے، دشمن جان سمجھتا تھا، اور ہر وقت اسکی سپاہ اور رسالے تیغ بکف و پا برکاب رہتے تھے، کیونکہ یہ دونون ہمسایہ سلطنتین اپنی شجاعت و تہور مین بےنظیر تھین، دونون نے آپس مین معاہدہ کیا تھا، کہ اگر ہم مین سے کسی ایک پر کوئی اور سلطنت حملہ کرے تو ہم دونون ملکر اس کی مدافعت کرین گے، اور اگر ہم مین سے کوئی کسی پر حملہ آور ہو، تو سب اس کے ساتھ شامل ہون گے. مہر بھوج کی مدت سلطنت سنہ ۸۴۳ء سے سنہ ۸۹۳ء تک پچاس سال ہے، وہ ہر وقت چست اور ہوشیار رہتا تھا اور اپنی فوج کو آراستہ پیراستہ رکھتا تھا، باوجودیکہ عرب اور راشٹر کوٹ دو زبردست حکومتین آپس مین حلیف تھین، مگر اسکے حملون سے ایمن نہ تھین، اور وہ بھی ان کے حملون سے ایمن نہ تھا، گویا مہر بھوج اور اوس کے متحد حریف برابر کی تلی ہوئی زبردست طاقتین تھین، جو ایک دوسرے پر جارحانہ حملون کی جرات نہین کرسکتی تھین، اور طوفان انقلاب مین یہ اپنا مرکز ثقل نہین بدلتی تھین، بھوج اپنی فوج ظفر موج کی شجاعت و جلادت اور سلطنت کی وسعت اور دولت کی کثرت سے یہ خیال کرتا تھا کہ وہ شنو دیوتا کا اوتار ہے، اور اسی وجہ سے لوگ اسکو ادی وراہ کہتے تھے جو شنو کا مظہر ہے،

Collection Of Advocate Showkat

مہربھوج کے سکے کثرت سے ملتے ہین، مگر وہ کچھ خوشنما نہین ہین، تعجب ہے کہ اس قدر وسیع سلطنت کا بادشاہ جسکی شمشیر خارا شگاف حملہ آور دشمن کیلیئے دندان شکن و سر افگن جواب تھی، اور جس کی بادشاہت مین بڑے بڑے علمی مرکز صنعت وحرفت کے عملی مدرسے جاری تھے، اس کے طریق سلطنت و آئین جہانبانی کی تفصیل نہین ملتی، اغلب یہ ہے کہ یہ تمام قیمتی تذکرے اور زرین تبصرے یا تو آتش جنگ کے نذر ہوگئے، یا کسی قدیم مورخ نے ان کے قلمبند کرنے کی تکلیف ہی گوارا نہین کی،

اگر یہ خزانہ سوانح اور نوادر واقعات ہمارے ہاتھ آتے، تو آج ہم مہربھوج فخر خاندان گوجر کے کارنامون کو اسطرح مرتب کرتے، جسطرح ایک جوہری مختلف رنگ کے موتیون سے خوشنما مالا یا شاہی تاج تیار کرتا ہے، تاہم یہ غنیمت ہے، کہ اس کا نام وخطاب ہند کے اوراق تاریخ کا ایک خوشنما طغرائے امتیاز ہے،

قوم گوجر کے دو روشن چراغ مہربھوج پرتہارا ور راجہ بھوج پرمار ہین، جنکی شوکت وعظمت کی نسبت کسی مورخ کو اختلاف نہین ہے، انکی عظمت وشان کی مسلمہ شہادت ان کی عالیشان عمارت کے ہر در و دیوار سے ملتی ہے ؎

از نقش ونگار در و دیوار شکستہ   آثار پدید است صنادید عجم را،

مہندر پال

مہربھوج کی موت کے بعد اوس کا بیٹا مہندر پال جسکو مہندر یدہ بھی کہتے ہین، تخت نشین ہوا، اوس نے مہربھوج کی وسیع سلطنت پر قناعت نہین کی، بلکہ اوسکو ہر طرف دور تک پھیلایا، اور بڑھایا، دریائے سندھ اور پنجاب کی وادی کے سوا، مگدھ سے لیکر بحیرۂ عرب تک تمام شمالی ہند پر اوس کا سکہ جاری اور اس کا فرمان ساری تھا، اس کا پیشوا جے سکھری تھا، جو کئی کتابون اور ناٹکون کا مصنف بیان کیا جاتا ہے، اور جس کے علم وفضل کی برکت سے شاہی دربار مین ہر علم وفن کے لوگ موجود تھے، مہندر پال جے سکھری کے دم قدم سے اپنی کامیابی واقبالمندی کو وابستہ سمجھتا تھا، مہمات ملکی وانتظام امور فرمانروائی مین اس کے مشورون پر کاربند ہوتا تھا، اور اسی اعتماد کے سبب جے سکھری مہندر پال کے جانشین بھوج دوم کا بھی مشیر اعظم بن گیا تھا،

مہربھوج دوم

مہندر پال کے بعد اس کا بڑا بیٹا مہربھوج دوم مہمات سلطنت کا متکفل ہوا، مگر دو تین سال مین راہی ملک

عدم ہوگیا، اوس کے زمانے کی کوئی ایسی یادگار نہین ہے، جسکو تاریخ مین جگہ دیجائے اس کے سوا کہ بھوج کے نام کا لفظی تکرار ہو، عملی طور پر اس سے کوئی کارنامہ ظہور مین نہین آیا، اور حقیقۃً اس قدر تھوڑے عرصہ مین وہ کر ہی کیا سکتا یہ بھی غنیمت ہے کہ اوس نے اپنا آبائی ملک جون کا تون اپنے جانشینون کے حوالہ کیا،

مہی پال

سنہ ۹۱۰ء مین بھوج دوم کا چھوٹا بھائی مہی پال جلوہ آرائے سلطنت ہوا، اور اسکی کمزوری و غفلت کو دیکھکر راشترکوٹ کے راجا انند سوم کو جو اس کا قدیمی دشمن تھا، موقع مل گیا، اُس نے ملحقہ راجاؤن سے رابطۂ اتحاد و رشتۂ ائتلاف قائم کرکے ان کی امداد سے قنوج کو فتح کرلیا، جس سے سلطنت پرہار گوجرہ کی شان و شوکت پر زوال آنا شروع ہوا، چنانچہ سوراشتر جو سنہ ۹۱۴ء مین مہی پال کے زیر نگین تھا، مع دوسرے صوبون کے باغی ہوگیا، مہی پال کیلئے اس سے زیادہ اور کوئی مصیبت نہین ہوسکتی، کہ وہ ایک وسیع حکومت کا وارث تخت و تاج ہوکر اسقدر کمزور ہوجائے کہ اس کے قدیم ملک یکے بعد دیگرے اوس کی اطاعت کا جوا گردن سے اوتار پھینکدین اور علم بغاوت بلند کرین، چنانچہ اس کے بالمقابل مہی پال نے بھی اپنے حلیفون اور چندیل کے راجہ کی اعانت حاصل کرکے قنوج کو دوبارہ مسخر کرلیا، اور اپنی شجاعت کی پیشانی کو بدنامی کے داغ سے محفوظ رکھا، مہی پال کی سلطنت سنہ ۹۱۰ء سے شروع ہوکر سنہ ۹۴۰ء مین ختم ہوئی،

دیوپال

دیوپال کی حکمرانی کا زمانہ سنہ ۹۴۰ء سے سنہ ۹۵۵ء تک رہا، جو کمزوری مہی پال کے وقت سے شروع ہوئی تھی وہ برابر بڑھتی چلی گئی، دیوپال نے ہرچند کوشش کی، کہ اپنی موروثی سلطنت کے سابق حدود تک متصرف ہو، مگر یہ امر مشکل تھا، کیونکہ دور دست صوبون مین ہر طرف علم بغاوت اور نعرۂ آزادی بلند ہوگیا تھا، باغی صوبون کی سرکوبی کے لئے لشکر کا بھیجنا اور ہر طرف کامیابی کے ساتھ جنگ کا جاری رکھنا محال تھا، ان حوادث کے دوران مین مقابلۃً چندیل کی سلطنت نے بھی بہت کچھ قوت حاصل کرلی تھی، چنانچہ یسودرمن نے کالنجر کے حصن حصین پر آزادی کا جھنڈا گاڑ دیا تھا، اور قلعہ کو ہر طرف سے مضبوط کرکے قنوج کے بادشاہون کے مقابلہ مین ھل من مبارز کی صدا بلند کرتا تھا، رفتہ رفتہ وہ اس حد تک قوی ہوگیا، کہ شیو کی مورت جسکو کوئی راجہ حتی الامکان دوسرے ملک مین منتقل نہین ہونے دیتا تھا، دھمکیان دیکر دیوپال سے چھین لی، اور اوسکو مقام کھجوراک

بلند ترین اور خوشنما مندر میں نصب کیا، اس سے دیوپال کی کمزوری اور زیادہ نمایاں ہوگئی، اور آگے چلکر یہانتک پہنچی کہ ییسودرمن کے وارث تخت دھنگ کے زمانہ میں پنچال یعنی قنوج اور جیجا کبھکتی کی ریاستوں میں دریائے جمنا حد فاصل قرار دیا گیا، (دیکھو کیلہارن کی فہرست کا کتبہ نمبر ۱۴۷)

وجیاپال گوجر

دیوپال کے بعد اوس کا بھائی وجیاپال مسند نشین ہوا، یہ ویسے تو سنہ ۹۵۵ء سے سنہ ۹۹۰ء تک فرمانروا رہا، مگر اوس کے عہد میں سلطنت پرہار آخری سانسیں لے رہی تھی، ہر طرف سے رفتہ رفتہ دائرہ سلطنت تنگ ہوتا جاتا تھا، قدیم موروثی علاقہ گوالیار کو کچھواہیہ قوم کے سردار وجرادمن نے غصب کرلیا، جس سے سلطنت کچھواہیہ کی بنیاد اس سرزمین پڑ گئی، جس کا پرچم اقبال سنہ ۱۱۴۳ء تک اس ملک پر لہراتا رہا، دوسری طرف راجہ مولراج نے دسویں صدی میں انہلواڑہ کے مقام پر سولنکی خاندان چلکیا کے رایات نصرت گاڑ کر پرہار حکومت کی بہت کچھ قطع و برید کردی، اب قنوج کا راجہ مغربی ہند سے ہاتھ دھو بیٹھا،

مولراج کے تین کتبے سنہ ۹۴۲ء سے سنہ ۹۹۵ء تک کے موجود ہیں، جن سے بیانات مذکورہ پر بہت کچھ روشنی پڑتی ہے،

اس ضمن میں یہ بیان کرنا دلچسپی سے خالی نہیں ہے، کہ عرب کے کشور کشاؤں نے سنہ ۷۱۲ء میں وادی سندھ میں اللہ اکبر کی اذان بلند کی، جس سے ان نواحی کے راجاؤں کے دل دہل گئے، عرب باوجودیکہ وادی غیر ذی زرع سے آئے تھے، مگر وہ زراعت کی ترقی و انتظام میں فطری ملکہ رکھتے تھے، اور سیاسیات کے مشکل عقدوں کو باسانی حل کرتے تھے، ایسے امور میں ان کا دماغ خوب لڑتا تھا، جب عرب راشٹرکوٹوں کی شجاعت و تہور سے متاثر ہوئے، تو انہوں نے یہ ضروری سمجھا کہ ان سے راہ و رسم پیدا کریں، شاہان گوجر عربوں کے سخت مخالف تھے، اور ان کی سطوت و جبروت کا گوجروں کے دل پر کوئی اثر نہ تھا، اور یہانتک وہ ہوشیار تھے، کہ عرب باوجود راشٹرکوٹوں کے اتحاد و اعانت کے گوجروں کو مطیع نہ کرسکے،

احیاناً وہ گوجر ریاستوں پر حملہ کرتے تھے، مگر ان کے حملے اس سے زیادہ نہیں ہوتے تھے، کہ شاہان گوجر کی بے خبری میں ان کے ایک آدھ گاؤں پر چھاپہ مار کر چلے جاتے، جیسا کہ اس زمانہ میں آفریدی نواح پشاور میں چھاپے مارتے ہیں، لیکن جب عرب کے جانبازوں کی آمد کا تانتا بندھ گیا، اور وہ لشکر در لشکر سمندر کو عبور کرکے سرزمین سندھ پر اعلائے کلمۃ اللہ کے جوش میں اترے، تو اس وقت حالت دفعتہً بدل گئی، یہانتک کہ کوئی ریاست عرب کے اس سیل رواں کا مقابلہ نہیں کرسکی، تاہم بہادران گوجر عرب شجاعوں کے مقابلے

مین برابر شمشیر بدست اور سر بکف رہے، اس دوران مین ہندوستان کے راجاؤن پر ایک اور مصیبت نازل ہوئی غزنی کے نومسلم قوم کی تلوارین ناگہان برق خاطف کی طرح سرزمین پنجاب پر چمکنے لگین، تنگ آمد وسخت آمد کی صورت تھی، ان حملون کی مفصل تاریخین موجود ہین جن کے لئے اس مختصر تاریخ مین جگہ نہین،

راجہ جیپال

راجہ جیپال عظیم الشان سلطنت کا فرمانروا تھا، وادی سندھ کا بالائی حصہ اور پنجاب کا وہ حصہ جو مغرب کی طرف کوہستان تک اور مشرق کی طرف دریائے ہکڑا تک وسیع ہے، اس کے زیرنگین تھا، اس سلطنت کا دارالحکومت بٹھنڈا تھا، جو اب ریاست پٹیالہ کا مشہور قصبہ ہے، اس ملک کی خزائن کی غارتگری کیلئے سبکتگین شاہ غزنی کوہ وصحرا کو طے کرتا ہوا، مور وملخ سا لشکر لے کر ۹۷۶ء مین پہنچ گیا، راجہ جے پال اس ناگہانی حملے سے بے خبر تھا، سبکتگین نے جو کچھ کیا، وہ تو تاریخ مین تشریحاً موجود ہے، کہ وہ بیشمار زر وجواہر لاد کر غزنی کو واپس ہوا، راجہ جیپال کی حمیت قومی اور شجاعت ذاتی، کب اس غضب وغارت کی متحمل ہو سکتی تھی، اس کا خون ابلتا تھا، اور دل جلتا تھا، دو سال تک سامان جنگ وجوانان سرباز کو جمع کرتا رہا، اور آندھی کی طرح سبکتگین کے علاقہ پر حملہ آور ہوا، اور ایک قیامت برپا کر دی، راجہ کے بہادرون نے شمشیر زنی اور ناوک افگنی کے جوہر دکھائے لیکن تقدیر نے پانسہ پلٹ دیا، جیپال اس مقابلے کیلئے جیسا کہ چاہیئے تھا، سامان حرب مہیا نہ کر سکا، اور اوس کے سپہ سالارون کا اندازہ غلط نکلا، سبکتگین کا لشکر تازہ دم میدان کارزار مین آتا تھا، مگر راجہ کے لشکریون کی قوت وتوانائی دشوار گذار کوہستانی منازل کے طے کرنے مین صرف ہو جاتی تھی، اور جس وقت وہ جنگ گاہ مین پہنچتے تھے، تاب مقاومت نہ لا سکتے تھے، نتیجہ یہ ہوا کہ جیپال نے شکست کھائی، اور سخت شکست کھائی، اس نے یہ معلوم کر کے کہ سبکتگین اس کا تعاقب کرے گا، اور ممکن ہے، کہ یہ تعاقب بٹھنڈا تک مسلسل قائم رہے، اور اوسکی تھکی درماندہ سپاہ کچھ تو رستہ مین اور کچھ دارالسلطنت مین لڑ کر تباہ ہو جائے، یہی مصلحت سمجھی کہ صلح کے پیغام بھیجے، اور اپنے ملک وسپاہ کو تباہی وبربادی سے بچائے، سبکتگین بھی خوب جانتا تھا، کہ ایسے جرار لشکر کا تعاقب دارالسلطنت کی دیوارون تک آسان نہین ہے، وہ بھی مصالحت پر آمادہ ہو گیا، بہرحال یہ صلح غالب ومغلوب کی صلح تھی، اس لئے ترازو کا پلہ سبکتگین کیطرف جھکا رہا،

راجہ جیپال نے کئی ہزار اشرفی اور بہت سے ہاتھی اور چار قلعے جو دریائے سندھ کے مغرب مین تھے سبکتگین کی نذر کئے، اور صلحنامہ پر دونون بادشاہون کے دستخط ہو گئے،

Collection Of Advocate Showkat

راجہ جیپال کے دامن پر یہ بدنما دھبہ آج تک موجود ہے کہ اوس نے اس عہد نامے کے آخری فقرہ پر کہ وہ امیر غزنی اور اوس کے جانشینون کا وفادار رہے گا، عمل نہ کیا، اور اپنے قول سے منحرف ہو گیا، سبکتگین نے جیپال کو اس عہد شکنی کی یہ سزا دی کہ اوس کے ایک حصۂ ملک پر حملہ کر دیا، اور لمغان یعنی جلال آباد مین اپنی چھاونی قائم کر دی، راجہ جے پال نے اس شکست در شکست سے اپنے ہمعصرون مین سر بگریبان تھا، اس کا جوش اوسکو نچلا نہین بیٹھنے دیتا تھا، اوس نے اپنے ہمسر راجاؤن سے التجا کی، اور اون کی خدمت مین ایک ایسا مراسلہ لکھا کہ جس کا لفظ لفظ جوش انگیز اور حرف حرف حمیت نما تھا، ماحصل یہ تھا کہ ہم راجگان ہندوستان کی عزت خاندانی و غیرت آبائی فنا ہو گئی ہے، کہ ایک بیرونی حملہ آور جو ہمارے مذہب و ملت کا دشمن ہے، اس عزم سے حملہ آور ہوا ہے، کہ ہمارے ملک کے بہادر راجاؤن کو یکے بعد دیگرے قتل کرے، اور ہمارے مال و متاع کو لوٹے اور ہمارے فرزندون اور رانیون کو غلام اور کنیز بنائے، اس لئے ہم مین سے ہر ایک غیرت مند حکمران کا فرض ہوگا، کہ مجتمعاً و متحداً اس دشمن کا ہمیشہ کے لئے استیصال کرے، تاکہ ہم اور ہماری آیندہ نسلین محفوظ رہین،

اس مراسلہ کے پہنچتے ہی سب راجے پورے اہتمام کے ساتھ اس مہم کے سر کرنے کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے، اس متحدانہ حملہ کی صف اول مین چندیل کا راجہ گند فرمانروائے قنوج اور علمبردار راجہ جے پال تھا، جس کی ساحرانہ تقریر اور شاطرانہ چال سے سب راجے باوجودیکہ آپس مین ذاتی طور پر متفق نہین تھے، جان دینے کے لئے ہمہ تن تیار ہو گئے، لیکن اس یورش اور اتحاد کا بہت برا نتیجہ نکلا، ایک مثل ہے، کہ مانگے تانگے کا فقیر کام نہین آتا، وادی کرم مین سبکتگین کی جرار فوج نے راجاؤن کے چھکے چھڑا دئے، کشتون کے پشتے لگ گئے، اور بقیۃ السیف نے بھاگ کر جان بچالی، نتیجہ اس شکست کا یہ ہوا کہ امیر غزنی پشاور پر مسلط ہو گیا۔ نومبر ۱۰۰۱ء مین راجہ جے پال نے سبکتگین کی وفات کے بعد پھر حرکت مذبوحی کی، مگر سلطان محمود بن سبکتگین کے مقابلہ مین سخت ہزیمت اٹھائی، راجہ جے پال کیلئے اب اس کے سوا اور کوئی چارہ نہ تھا، کہ یا تو بھاگ کر گوشہ نشین ہو جائے، یا خودکشی کر لے، اوس نے آخری صورت کو اختیار کیا، اور ہمیشہ کے لئے ان مخمصون سے رہائی پائی،

ان محاربات کی تفصیلات پڑھنے سے جن کو ہم اس مختصر تاریخ مین جگہ نہیں دے سکتے، یہ ثابت ہوتا ہے، کہ گوجر خاندان مین راجہ جے پال جیسا باغیرت، شجاع، متہور، حامی دین و ملت نظر نہین آتا، اگر تمام راجگان ہندوستان کا دلی اتفاق ہوتا، تو ہند کے شمالی پہاڑون سے جو خونبار گھٹا اٹھی تھی، اور چشم زدن مین ہندوستان کے اطراف پر برس کر اوس کی سرزمین کو لالہ زار بنا دیتی تھی، کبھی نہ اٹھتی، اور اٹھتی بھی، تو

اتفاق کے زبردست جھونکون سے منتشر ہوجاتی، اور راجاؤن کی شان وآن قائم رہتی، اگرچہ راجہ جے پال نے جان دی، مگر اوس کی قربانی رائگان نہین گئی، کیونکہ اس کی ہمت و جوش کی داستانین صفحات تاریخ کو ابتک منور کررہی ہین، سچ ہے، :-

شکست و فتح نصیبون سے ہے ولے اے میر   مقابلہ تو دل ناتوان نے خوب کیا،

انندپال

جیپال کے بعد اوس کا فرزند انندپال تخت نشین ہوا، اس کے زمانے کے حالات نہین ملے صرف اسقدر معلوم ہی کہ یہ راجہ علوم وفنون کا بڑا حامی تھا، اور خود بھی فاضلانہ قابلیت رکھتا تھا،

راجیپال یا راجیاپال

قنوج کی سلطنت پر متعدد جھگڑون کے بعد وجیاپال کا فرزند مشہور راجہ اجیپال سریرآرائے سلطنت ہوا، راجیاپال شمالی مسلم حملہ آورون کا جانی دشمن تھا، اس نے سبکتگین کا بھی مقابلہ کیا، اور اس کے بیٹے سلطان محمود سے بھی لڑتا رہا، سلطان محمود بن سبکتگین اپنے باپ کی طرح (بوجہ راجاؤن کے باہمی تنازعات کے) پنجاب اور راجپوتانہ کو شکارگاہ سمجھتا تھا، وہ ابتدائے اکتوبر مین اپنی فوج لیکے دسمبر تک پنجاب پہنچ جاتا، اور مارچ تک مختلف راجاؤن کی راج دھانیون مین زر و جواہرات کا شکار کھیلتا، اور شروع موسم گرما مین سینکڑون مندر توڑ کر دولت و مال کے اونٹ لاد کر غزنی کو لوٹ جاتا، راجیاپال امن وامان سے مہمات ملکی کے انصرام مین مصروف تھا کہ جنوری ۱۰۱۹ء مین بلائے ناگہانی کی طرح قنوج کے سامنے سلطان محمود کا ٹڈی دل لشکر نمودار ہوا، اور چشم زدن مین وہ شہر پناہ تک پہنچ گیا،

راجیاپال نے اپنے امرائے دربار کے مشورہ سے یہ اچھا کیا کہ سلطان محمود سے مصالحت کرلی، اور جنگ کی شعلہ زن آگ مین اپنے بہادرون کو نہین ڈالا، کیونکہ وہ ایسے زبردست حملہ کی مدافعت کیلئے تیار نہین تھا، اور اس موقع پر اوس کا تدبر اس کے تہور پر غالب آیا، یہ ضروری ہے، کہ اس واقعہ پر ہم ایک اخلاقی اصول سے روشنی ڈالین، علم تہذیب واخلاق کی کتابون مین لکھا ہے، کہ انسان کے کمالات مین سے ایک شجاعت ہے، شجاعت کی تعریف یہ ہے، کہ اگر اسباب مہیا ہون، اور طاقت بھی ہو، تو دشمن کا مقابلہ کرنا لازمی ہے،

Collection Of Advocate Showkat

ایسا کرنا انسان کا اخلاقی جوہر ہے، اگر وہ ایسی حالت مین مقابلہ کے لئے تیار نہ ہو، تو یہ بزدلی ہے جو انسانیت کے برخلاف ہے، اور قابل ملامت ہے، لیکن جہان اسباب مقابلہ مہیا نہ ہون، یا اُن اسباب کے استعمال کرنے کی طاقت نہ ہو، تو وہان مقابلہ کے لئے اقدام کرنا تہور ہے، جو بُری خصلت ہے اور حماقت کے مترادف ہے، اس کی ہم ایک مثال سے توضیح کرتے ہین، سامنے سے شیر آرہا ہے، اور ہمارے ہاتھ مین بندوق ہے، تو شیر پر بندوق سے فائر کرنا شجاعت ہے، اگر ہمارے ہاتھ مین سونٹا ہے، تو سونٹے سے شیر کا مقابلہ کرنا، تہور، یعنی بیوقوفی وحماقت ہے، ایسی صورت مین اگر کوئی جگہ حفاظت کی مل سکتی ہو تو اس سے فائدہ اٹھانا چاہیئے، مثلاً درخت پر چڑھنا یا کسی غار مین چھپ جانا، وغیرہ وغیرہ شجاعت اسی صورت مین شجاعت ہے، جب اوس کا استعمال بظاہر کامیابی کی امید دلاتا ہو،

شجاعت قوت غضبیہ کی معتدل حالت ہے، اس کی طرف تفریط بُزدلی اور جانب افراط تہور ہے شجاعت انسان کا قدرتی جوہر اور قابل تعریف وصف ہے، اور بزدلی اور تہور، مذموم خصلت وقابل ملامت ہین، اس سے ثابت ہوا کہ راجہ جے پال کا صلح کرنا مقتضائے وقت ومصلحت پر مبنی تھا، بزدلی نہین تھی، جیسا کہ بعض مورخین نے اس پر الزام عائد کیا ہو،

راجہ راجیپال نے ساتون نئے قلعے جو قنوج کی محفوظ سپاہ کے لیے تعمیر ہوئے تھے، مصلحتہً خالی کر دئے، تاکہ جبتک شرائط صلح کا فیصلہ نہین ہوتا سلطان محمود کی سپاہ وہان مقیم رہے، یہ بھی ایک قسم کی ضمانت تھی، سلطان خمود حسب عادت کچھ بت توڑ تاڑ اور کچھ لے لوا کر غزنی کو واپس ہوا، ملک راجہ کا تھا، راجہ کو مل گیا، دولت وجواہرات سلطان کے تھے، وہ لے گیا، راجیپال نے اس صلح کو غنیمت سمجھا،

ع رسید بود بلائے ولے بخیر گذشت

راجیپال نے قنوج کو منحوس سمجھکر چھوڑ دیا، باری کے مقام کو جو دریائے گنگا کے دوسرے کنارے پر واقع تھا، دارالسلطنت قرار دیا، راجیپال کی اس دوراندیشانہ مصالحت سے اس کے حلیف راجاؤن گند اور گوالیار وغیرہ کی آتش غیظ وغضب شعلہ زن ہوئی، کہ بے غیرت راجیپال نے راجپوتی شان کو کہ "جان جائے، مگر آن نہ جائے" کھو دیا، اور نہایت بُزدلی سے سلطان کے آگے جُھک گیا، چنانچہ دونون حکومتون کے لشکر مع دوسری مُعاون سپاہ کے راجہ گند کے ولی عہد دیادھر کی سرکردگی مین راجہ راجیپال کی گرفتاری کے لئے روانہ ہوئے، کہ ایسے ننگ ملک وقوم کو صفحہ ہستی سے مٹا دینا چاہیئے، چنانچہ اس متحدہ حلیفون کی سپاہ نے آسانی سے راجیپال کو گرفتار کرکے تلوار کے گھاٹ اتارا، جب راجہ راجیپال کے قتل کی خبر سلطان محمود کو پہونچی، تو وہ آندھی کی طرح اوٹھا، اور بادل کی طرح گرجا، اور دو منزلہ سفر طے کرتا ہوا

ہندوستان پہنچا، سنہ ۱۰۲۰ھ کی ابتدا میں سلطنت باری کو تباہ کیا، پھر چندیل کے کمین گاہ کا رُخ کیا، اگرچہ چندیل کے راجہ نے جان توڑ کر مقابلہ کیا، لیکن وہ سلطان محمود کے سیل رواں لشکر اور کوہ پیکر ہاتھیوں کے رسالے کو نہ روک سکا، اور خرگوش کی طرح جھاڑیوں میں چھپ کر جان بچائی، اور جو طعن و تشنیع وہ راجیاپال پر کرتا تھا، اوس کا خود مستحق ٹھہرا، یہ مصیبت کیوں آئی؟ اسلئے کہ راجاؤں کا تدبّر و تفکر جوشِ غضب کے وقت جاتا رہتا ہے، اور وہ عاقبت بینی سے کام نہیں لیتے،

راجہ چندیل میدانِ جنگ میں اس قدر اسلحہ و سامان اور ہاتھی چھوڑ گیا کہ اوسکے طمع نے سلطان کو تعاقب و پیشقدمی سے باز رکھا، اور اوسکی گرم جوشی کہ راجیاپال کا انتقام لے بیشمار ساز و سامان دیکھکر ٹھنڈی پڑ گئی، اوس نے گھوڑوں کی باگیں تعاقب کرنے سے روک لیں، وہ مختلف قسم کا قیمتی سامان دیکھکر ششدرہ گیا،

ع:- کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا اینجاست،

سب کچھ فراہم کیا اور لدا پھندا سالماً و غانماً غزنی پہنچا،

راجہ ترلوچن پال

راجیاپال کے بعد اوس کا بیٹا ترلوچن پال رونق افزائے ایوانِ سلطنت ہوا، اور جب سلطان محمود غزنوی نے سنہ ۱۰۱۹ء کے اختتام پر دریائے جمنا کو عبور کرنا چاہا، تو اوس نے سلطان کا سخت مقابلہ کیا اور کشتیوں کو توڑ ڈالا، لیکن جسطرح جمنا کا پانی رُک نہیں سکتا، یہ فوجی سیلاب بھی اس سے رُک نہ سکا، سلطان نے جوں توں کر کے جمنا کو عبور کر لیا اور راجہ کے سر پر اچانک جا پہنچا، راجہ ترلوچن نے جب دیکھا کہ کوئی چارہ کار نہیں تو سلطان کے آستان فلک نشان پر سر اُلفیاد رکھا، اور عفو تقصیرات کی درخواست کی، سُلطان نے حسب عادت ملک راجہ ترلوچن کے حوالہ کیا، اور زر و جواہر لیکر غزنی کو کوٹ گیا، ترلوچن کے کچھ زیادہ حالات معلوم نہیں ہوئے، البتہ اس کا ایک کتبہ ملا ہے، (دیکھو کیلہارن کی فہرست، کا کتبہ نمبر ۶) جسمیں وہ سنہ ۱۰۲۷ء میں الہ آباد کا ایک گاؤں ایک سردار کو اسکی حُسن خدمات کے صلہ میں عطا کرتا ہے، جو بطور سند جاگیر ہے،

راجہ بسیر پال

راجہ بسیر پال کی اطلاع سنہ ۱۰۳۶ء کا ایک کتبہ دیتا ہے، غالبًا یہ راجہ اسی خاندان کی یادگار تھا، سنہ ۱۱۹۴ء

کے اخیر مین قنوج کے فتح ہوجانے کے بعد بھی اسی خاندان کے بعض شہزادے برسر حکومت رہے، لیکن ان کی حکومت برائے نام تھی، یہ قدرت کا قانون ہے، کہ گاؤن کی سرداری سے بادشاہت حاصل ہوتی ہے، اور بادشاہ تنزل کرتے کرتے گاؤن کے سردار یا چند بگھیون کے مالک رہ جاتے ہین، اور رفتہ رفتہ خاندان کا کوئی نام لیوا باقی نہین رہتا، اس قسم کے مظاہر قدرت کا ایک معمولی شعبدہ ہے، رباعی

آن کاخ کہ بر چرخ ہمے زد پہلو　　بر درگہ او شہان نہادندے رو
دیدیم کہ بر کنگرہ اش فاختہ　　بنشستہ ہمی گفت کہ کوکو، کوکو،

* * *

Collection Of Advocate Showkat

باب سیزدہم

فصل اوّل

بنگال کے خاندان پال کے گوجر راجہ

یہ واقعہ تو تاریخ ہند کے مسلمات سے ہے، کہ راجہ ہرش کے فرمان واجب الاذعان مغربی اور وسطی بنگال پر نافذ تھے، اسکی وفات کے بعد نہ صرف ماتحت راجے خود مختار ہو گئے، بلکہ ملک مین عام شورش پیدا ہو گئی، جس سے زبر دست زیر دست کو دبانے لگا، اور ملک مین اختلال اور فتنہ و فساد کی آگ مشتعل ہو گئی، اس زمانہ مین بنگال کی مقامی روایات کے اعتبار اور دیگر قرائن سے مستنبط ہوتا ہے، کہ راجہ آدسور نامی قنوج سے پانچ برہمن اور پانچ کشتریون کو بنگال لے گیا، اس واقعہ کو ونسنٹ اے سمتھ نے بھی ذکر کیا ہے، مگر آدسور کے حالات ابتک تاریکی مین ہین، تاہم کوئی وجہ نہین ہے، کہ ہم اوس کے وجود کی نسبت شک کرین، جو قدیم روایات سے ثابت ہے، بقول ونسنٹ اے سمتھ، آدسور اغلباً کوئی مقامی راجہ تھا، جو گور اور اوس کے حوالی کا حکمران ہو گا، اور اس کا زمانہ نشئہ یا اس سے کچھ ماقبل فرض کیا جا سکتا ہے، تاریخ ہری مسرا اور ایرو مسر کے مصنف آدسور کو پال خاندان سے پہلے کا بتاتے ہین، اور کہتے ہین کہ قنوج سے پانچ برہمنون اور کشتریون کے آنے سے سلطنت گوپال خاندان کے قبضہ مین آ گئی اب معرکۃ الآرا بحث یہ ہے کہ بنگال کا خاندان پال قنوج کے گوجرون سے ہے، یا کسی اور خاندان برہمن سے یا بنگال کے قدیم باشندون کی یادگار تھا، اسمین اختلاف ہے، بعض کی یہ رائے ہے کہ بنگال کا پال خاندان، اور قنوج کا خاندان راجگان گوجر سے تھا، ان کے دلائل یہ ہین:

الف :- دونون کے خطاب پال ہین، اور حالات کا بہت کچھ تعلق ہے، اور رسوم اور عادات بالکل ایک ہین،

ب :- سلطنت گور اور قنوج کے باہمی تعلقات ثابت ہین،

ج :- قنوج سے چند برہمنون اور کشتریون کا گور کے علاقہ مین جانا تسلیم کیا گیا ہے، اور گوجر راجے کشتری کہلاتے تھے، جیسے تاریخین شاہد ہین،

د :- قنوج کے مہاجرین کو گور پہنچکر حکومت کا مل جانا، اس امر کی دلیل ہے کہ یہ گوجر راجاؤن کی نسل سے تھے، اور بنگال کے راجاؤن سے ان کا تعلق قرابت تھا،

ہ :- برہمنون کا ان کشتری گوجرون کے ساتھ جانا، بحیثیت پیشوائے مذہب تھا، مہاجر قومین بالعموم اپنے پیشواؤن کو ساتھ لیکر ہجرت کرتی تھین،

و :- یہ کسطرح ممکن ہو کہ برہمن جاتے ہی حکمران ہو جائین،

ز :- یہ وقت بنگال مین جدید ریاستون کے قائم کرنے کا تھا، اور ضرورت تھی، کہ آدسور دوسرے راجاؤن کی حمایت حاصل کرے،

اسلئے ثابت ہے کہ قنوج کے گوجر راجاؤن نے اوسکو غنیمت سمجھا ہمارا خیال یہ ہے، کہ ادسور بھی کشتری تھا

ح :- گور کا لفظ خود دلالت کرتا ہے، کہ کسی زمانہ مین یہ ملک گوجرون کے ماتحت تھا، گور اور گوجر کا تجانس لفظی ظاہر ہے چنانچہ گور برہمنون کو گوجرون کی نسل سے کہتے ہین، برخلاف اس کے بعض مقامی تاریخین، ان کو علیحدہ خاندان ظاہر کرتی ہین، اکثر ایسا ہوتا ہے، کہ مقامی روایات اپنے ملک کے راجاؤن اور بادشاہون کو دوسرے ملک کے بادشاہون سے اگر موقع تاویل ملے، تو جدا کرنے کی کوشش کرتی ہین، اور ان کے لئے ایک سلسلہ قائم کرتی ہین، بیشک یہ ضروری نہین ہے، کہ جس راجہ کے نام کے ساتھ پال کا لفظ ہو، وہ گوجر ہے، لیکن دیگر تائیدی واقعات کیساتھ یہ بھی ایک واقعہ تائیدی ہے، اور تمام تائیدی شہادات کا مجموعہ ایک قوی دلیل کا رتبہ رکھتا ہے، ہم نے اس بارہ مین بہت تحقیقات کی ہے، ہم کو کچھ شک نہین ہے، کہ بنگال کا خاندان پال اور قنوج کا خاندان پال ایک ہی ہین، (اگر رشتہ قرابت ان مین بعید ہی ہو) ان کے تعلقات آپس مین بہت وسیع ہین، یہ ثابت ہو کہ ابتدا، مین گوجرون کا ایک بڑا گروہ بنگال مین موجود تھا، اور حاکمانہ جاہ و جلال رکھتا تھا، اور یہ بھی ثابت ہو، کہ بنگال کے خاندان اور قنوج کے خاندان پال مین باہم جنگ و جدل ہوتا رہا، یہ بھی ایک زبردست دلیل ہے، کہ راجہ ادسور قنوج سے برہمن اور کشتری لے گیا تھا، چونکہ بنگال کی تاریخ کچھ عرصہ تک پردۂ خفا مین رہی ہے، اس لئے مقامی روایات کے وضع کرنے کی گنجائش پیدا ہو گئی، ورنہ نقادان تاریخ کی نظر مین یہ مسئلہ کہ بنگال کا خاندان پال

گو جرہے، ہر طرح سے ثابت ہی،
بہر رنگے کہ خواہی جامہ مے پوشس　　من انداز قدت را مے شناسم

سردار گوپال

سنہ ۹۳۰ء مین بنگال کی طوائف الملوکی کے زمانہ مین، جب مختلف خاندان نئی نئی راجدھانیان بنانے مین تیغ بکف تھے، تو اسوقت ایک سردار گوپال نامی بر سرکار آیا، اور اپنے اقبال و جلال کی ہمت پیشانی پر بادشاہت کا ٹیکا لگاکر، سلطنت گور کی مسند پر جلوہ گر ہوا، اسکی تیغ شجاعت نے سلطنت کے حدود کو مغرب کی طرف بہت دور تک وسعت دی، یہ راجہ بدھ مذہب کا پر جوش مقلد تھا، اوس نے ادائے فرائض مذہبی کے لیے اودنپور مین ایک عالیشان وسیع خانقاہ تعمیر کی، جسمین بدھ مذہبون کے سیکڑون بھکشو، راہبانہ زندگی بسر کرتے تھے، اوس کے عہد کا یہ واقعہ مشہور ہے، کہ اوس نے راجپوتانہ کے گوجر راجہ وتسراج سے جنگ کی، اور ہزیمت اوٹھائی، (ملاحظہ ہو راشتر کوٹ کے عطیات انڈین انٹی کویری جلد ۱۱ صفحہ ۱۹۱ و جلد ۱۲ صفحہ ۱۶۴)

اس راجہ نے ۴۵ سال حکومت کی،

دھرمپال

سنہ ۷۷۰ء مین زینت بخش تخت آبائی ہوا، اور دائرہ سلطنت کو بہت کچھ وسیع کیا، تبت کے مورخ تارا ناتھ کے بیان مین اگر مبالغہ نہ ہو تو اس راجہ کی سلطنت کے حدود شمالاً خلیج بنگالہ سے لیکر جالندھر تک تھے مین دہلی بھی شامل ہے، اور جنوباً کوہستان بندھیاچل تک منتہی ہوتے ہیں،

اوس کے محاربات مین سے ایک محاربہ یہ ہے، کہ اوس نے قنوج پر فوج کشی کی، اور پنجال کے راجہ اندرید کو جس کا دار السلطنت قنوج تھا، شکست دی، اور اسی جگہ راجہ چکر یدہ کو، دوسرے راجاؤن کے مشورہ سے قنوج کے تخت پر سنہ ۸۰۰ء مین بٹھایا یعنی اپنی بتیسوین سالگرہ کے بعد یہ اس کا بڑا کارنامہ ہے، ثبوت کے لئے دیکھو بھاگلپور کے تانبے کا کتبہ، (انڈین انٹی کویری جلد ۱۵ صفحہ ۳۰۴) دھرمپال کی یہ مذہبی خدمت مشہور روزگار ہے، کہ اس نے دریائے گنگا کے دائین کنارے پر فضا مقام پر ایک بلند و وسیع خانقاہ موسومہ بکرمسیل تعمیر کی جسمین ۱۰۷ مندر اور ۶ مدرسے تھے، مگر اب اسکا نام و نشان تک باقی نہین رہا،

دیو پال

یہ خاندان پال کا تیسرا راجہ اپنے پیشرو راجاؤن سے زیادہ مقتدر وطاقتور تھا، اس کے سپہ سالار لاڈسین نے آسام اور کلنگ کو مسخر کیا، یہ بدھ مذہب کا جوشیلا مبلغ و مجاہد تھا، جو بدھ مذہب کے مخالفون سے جہاد کرتا تھا، اور مخالفون کے چالیس قلعون کو برباد کیا، اس کی حکومت کا زمانہ اڑتالیس برس تھا، دیناج پور کا ایک کتبہ جو ۹۶۶ء مین نصب کیا گیا تھا، اسکی شوکت اور شان واجلال کا پتہ دیتا ہے،

دسوین صدی کے اخیر مین کامبوج قوم کے پہاڑی باشندے اس کی اطاعت کا جوا گردن سے اوتار کر خود مختار ہو گئے، ور اپنی قوم سے ایک خاندانی نوجوان کو راجہ مقرر کر لیا، یہ راجہ بڑا مدبر، جانباز، شجاع، اور فخر خاندان پال تھا،

مہی پال اول

اوس کے زمانہ کا یہ مشہور واقعہ ہے کہ ۱۰۲۳ء مین کانچی کے چول راجہ راجندر نے اس پر حملہ کیا، اور شکست کھائی، یہ راجہ رعایا پروری اور سخاوت مین مشہور تھا، اور اوس کے انصاف اور ہمدردی رعیت کے گیت مدت تک ہر گوشۂ ملک مین گائے گئے، یہ راجہ بدھ مذہب کی ترویج کا شائق اور شیدا تھا، اور تبت مین بدھ مذہب کی شمع کو جو لنگدرم کی مجلس مذہبی کی وجہ سے گل ہونے کو تھی، اوس نے از سر نو روشن کیا، اور کامبوج (پہاڑی قوم) کو جو منحرف ہو گئی تھی، مغلوب کر کے جلاوطن کر دیا، گویا اس نے ۹۷۸ اور ۹۸۰ء کے درمیانی عرصہ مین جو رخنہ سلطنت پال کی روئین دیوار مین پڑ گیا تھا، اوس کی درستی کر کے پال خاندان کی رفعت و شوکت کو دوبارہ قائم کر دیا، اور سرکش قومون پر اپنی دھاک بٹھادی، اوس کی مدت حکومت ۵۲ سال فرض کی جا سکتی ہے،

نیا پال

مہی پال کے بعد نیا پال عنان گیر سلطنت ہوا، اوس کی حکومت کا اس کے سوا اور کوئی واقعہ

نہین کہ اوس کے عہد ہمینت مہد سنہ ۱۰۴۰ء مین ایک تبلیغی جماعت تبت بھیجی گئی، جس کا صدر خانقاہ بکرمیل کا اتش نامی بدھ مذہب کا مجتہد تھا، اوس نے تبت مین بدھ مذہب کے چراغِ سحری کو صرصرِ حوادث سے محفوظ رکھا، جو ایک صدی سے زیادہ تک تبت کو روشن کرتا رہا،

وگرہ پال

نیا پال کے بعد وگرہ پال تخت نشین ہوا، اور چیدی کے راجہ کرن کو شکست دی، اور سنہ ۱۰۸۰ء مین راہی ملک عدم ہوا، اوسکے تین بیٹے مہی پال دوم، سورپال دوم، اور رام پال تھے،

مہی پال کے دامن اخلاق پر یہ بدنما داغ ہے، کہ اوس نے تخت پر بیٹھتے ہی اپنے بھائیون کو پابجولان قید خانے مین بھجوادیا، اور جبریہ حکومت کرنے لگا، لیکن "کہ کرد کہ نیافت"، اوس کے اس ظلم سے لوگون کو نفرت ہوگئی، اوس کے قیدی بھائیون کے حامیون نے ملک مین بغاوت کا بیج بویا، اور آتش فساد کو بھڑکایا، کیوت قوم کا اس وقت زبردست جتھا تھا، اوس نے اپنے منتخب سردار دیوک کی سرکردگی مین، مہی پال دوئم کو قتل کردیا، اور دارالسلطنت پر دیوک اور اس کے بعد اوس کا برادر زادہ بھیم حکمران رہا، اس ریاست کا نام اس زمانہ مین ورند مشہور تھا،

رام پال

مہی پال دوم کا بھائی رام پال جو مقید تھا کسی طرح جیل سے نکل بھاگا، اور راجپوتانہ اور بنگال کے راجاؤن کی امداد کا خواہان ہوا، آخر راشتر کوت خاندان کے راجے جن کا وہ داماد تھا، مع دیگر راجاؤن کے اوس کی حمایت پر کھڑے ہوگئے، اور ایک جرار فوج سے ورندر پر متحدہ حملہ کیا، اور راجہ بھیم کو شکست فاش دی، اب رام پال نے اپنے ملک موروثی پر دوبارہ قبضہ کرلیا، وہ بدھ مذہب کا بڑا حامی اور غازی تھا، اوس نے مسند پر بیٹھتے ہی متھرا کو جس مین چمپارن اور دربھنگہ شامل تھے، شمشیر شجاعت سے فتح کیا، (ملاحظہ ہو، ایپی گریفیا انڈکا جلد ۲، صفحہ ۲۵۵) اوس نے سنہ ۱۰۸۴ء سے سنہ ۱۱۳۰ء تک سلطنت کی،

اس خاندان کی تاریخ سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے، کہ رام پال نے آسام اور کامروپ کو بھی اپنی سلطنت

سے ملحق کیا تھا، جس کا ثبوت یہ ہے کہ اوس کے بیٹے کمار پال نے یہ علاقے اپنے بہادر وزیر ودیادیو کو عطا کئے تھے، اس زمانہ مین اگرچہ ہندوستان کے دیگر حصون مین بدھ مذہب کی روشنی مدھم پڑگئی تھی، مگر اسکے دار السلطنت مین بدھ مذہب کا آفتاب نصف النہار پر تھا، اور مگدھ کے علاقہ مین خانقاہین بھکشوؤن سے بھری پڑی تھین،

تارانا تھ اور بنگال کے بعض تاریخ نویسون نے اس راجہ کو خاندان پال کا آخری راجہ لکھا ہے لیکن کتبون سے ثابت ہوتا ہے کہ اس خاندان مین اس کے سوا اور راجے بھی ہوئے ہین، اگرچہ وہ کمزور تھے؛

راجہ گوبند پال

سنہ ۱۱۷۵ء مین فرمان روا ہوا، اسکے حالات اسکے سوا کچھ معلوم نہین، کہ یہ کوشش کرتا رہا، کہ اسکی سلطنت پھر وسیع ہوجائے، مگر دوسرے راجاؤن کی مخالفت کے باعث کامیاب نہ ہوسکا، اور ہمان آش درکاسہ کا معاملہ رہا،

اندرومین پال

اسلامی تاریخون سے یہ پتہ چلتا ہے، کہ سنہ ۱۱۹۶ء مین مگدھ پر ایک راجہ اندرومین پال حکمران تھا، جو خاندان پال بنگال سے تعلق رکھتا تھا، اور تاریخون سے یہ بھی ثابت ہے، کہ گوجر پرتہار قوم کا راجہ مندر پال والی قنوج سنہ ۵۰ء مین مگدھ پر حکمران تھا، اس سے بھی ہماری دلیل کی تائید ہوتی ہے، کہ یہ دونون خاندان ایک ہی ہین، اور انکے نامون کی مشابہت سے ہمارے دعوی کی تقویت ہوتی ہے، خاندان پال تمام خاندان راجگان پر امتیاز رکھتا ہے، یہ چارسو سال تک حکمران رہا، یہ خاندان اپنے زمانہ مین قنوج کے پال خاندان کی طرح مفاد عامّہ اور مذہبی تبلیغ کا کفیل تھا، دونون کے زمانہ مین صنعت وحرفت خصوصاً نقاشی، مصوری، سنگ تراشی کو بہت ترقی ہوئی، اور نالون، ندیون، پلون اور عمارتون کی تعمیر مین تو کوئی راجہ یا بادشاہ انکی برابری نہین کرسکتا، ان امور سے بھی ثابت ہوتا ہے، کہ یہ ایک ہی خاندان کے نونہالان اقبال تھے، کیونکہ ان کی رسم بھی ایک تھی، زمانہ بھی ایک تھا، سرزمین بھی ایک تھی، ہم اس امر سے لاعلم نہین ہین، کہ بنگال کے خاندان پال کی کئی تاریخین لکھی گئین اور مقامی روایات سے بعض مورخین نے ان کو قنوج کے پال خاندان سے جدا کرنے کی کوشش کی ہے، مگر حقیقت یہ ہے، کہ وہ دونون خاندان کے سکون اور کتبون کو صاف طور پر الگ الگ نہین کرسکتے، اور مورخین اس تکلیف سے کہ ان کو الگ الگ خاندان ثابت کرین ایک ایسے تنگ وتاریک رستہ پر چلے ہین، کہ جس پر وہ منزل مقصود پر نہین پہنچ سکتے، برخلاف اسکے ہم نے ایک ایسا صاف راستہ اختیار کیا ہے، کہ ہر قدم پر ہمین رہنما ملتا ہے، اور ان کا نقش پا ہماری منزل مقصود کی طرف رہنمائی کرتا ہے،

فصل دوم

خاندان چندیل یا چندیلا کے راجہ

ہم پہلے کسی جگہ لکھ آئے ہین کہ راجگان چندیل کا گوجر ہونا، ہمارے نزدیک ایسا ثابت نہین جیسا کہ ان خاندانون کا ثابت ہے، جن کا ذکر ہم نے اس تاریخ مین کیا ہے، کیونکہ بعض مورخین نے اونکو قوم گونڈ کی نسل سے ظاہر کیا ہے، لیکن چونکہ بعض موئرخین ان کو گوجر کی ایک شاخ قرار دیتے ہین، اور گوجر قوم کی تاریخ مین روز بروز تحقیقات کی روشنی سے چند در چند اضافے ہو رہے ہین، اسلئے مضائقہ نہین ہے، کہ ہم اس خاندان کے حالات کا ناتمام اور غیر مرتب خاکہ پیش کردین، جس کو محققین تنقید کی نظر سے پڑھین گے،

بندھیل کھنڈ

دریائے جمنا اور نربدا کے دوآبہ (بندھیل کھنڈ) کو زمانہ قدیم مین جیجا بھکتی کہتے تھے، اس علاقہ پر نوین صدی عیسوی کے وسط مین راجہ انند چندیل حکمران تھا.

اس نے پرہار خاندان کو جسکا دارالسلطنت نوھیسا تھا، تباہ کیا، اور ملک پر قابض ہوگیا،

راجہ یسودرمن

پہلے پہل یسودرمن نے چھتر پور کے قریب ایک مختصر علاقہ پر قدم جمائے، پھر رفتہ رفتہ شمال کی طرف پیشقدمی کرتا ہوا دریائے جمنا کے کنارے تک پہنچ گیا، اس کے اور سلطنت قنوج کے درمیان دریائے جمنا حد فاصل ہوگیا، دسوین صدی کے وسط مین چندیل کے راجاؤن کی طاقت بہت بڑھ گئی اور وہ بڑی بڑی طاقتون مین

Collection Of Advocate Showkat

سے ملحق کیا تھا، جس کا ثبوت یہ ہے کہ اوس کے بیٹے کمار پال نے یہ علاقے اپنے بہادر وزیر ودیادیو کو عطا کئے تھے، اس زمانہ مین اگرچہ ہندوستان کے دیگر حصّون مین بدھ مذہب کی روشنی مدھم پڑگئی تھی، مگر اسکے دارالسلطنت مین بدھ مذہب کا آفتاب نصف النہار پر تھا، اور مگدھ کے علاقہ مین خانقاہین بھکشوؤن سے بھری پڑی تھین،

تارا ناتھ اور بنگال کے بعض تاریخ نویسون نے اس راجہ کو خاندان پال کا آخری راجہ لکھا ہے، لیکن کتبون سے ثابت ہوتا ہے کہ اس خاندان مین اس کے سوا اور راجے بھی ہوئے ہین، اگرچہ وہ کمزور تھے،

راجہ گوبند پال

سنہ ۱۱۶۵ء مین فرمان روا ہوا، اسکے حالات اسکے سوا کچھ معلوم نہین، کہ یہ کوشش کرتا رہا، کہ اسکی سلطنت پھر وسیع ہوجائے، مگر دوسرے راجاؤن کی مخالفت کے باعث کامیاب نہ ہوسکا، اور ہمان آش در کاسہ کا معاملہ رہا،

اندرومین پال

اسلامی تاریخون سے یہ پتہ چلتا ہے، کہ سنہ ۱۱۹۶ء مین مگدھ پر ایک راجہ اندرومین پال حکمران تھا، جو خاندان پال بنگال سے تعلق رکھتا تھا، اور تاریخون سے یہ بھی ثابت ہے، کہ گوجر پرتہار قوم کا راجہ مندر پال والی قنوج سنہ ۵ء مین مگدھ پر حکمران تھا، اس سے بھی ہماری دلیل کی تائید ہوتی ہے، کہ یہ دونون خاندان ایک ہی ہین، اور انکے نامون کی مشابہت سے ہمارے دعویٰ کی تقویت ہوتی ہے، خاندان پال تمام خاندان راجگان پر امتیاز رکھتا ہے، یہ چار سو سال تک حکمران رہا، یہ خاندان اپنے زمانہ مین قنوج کے پال خاندان کی طرح مفاد عامّہ اور مذہبی تبلیغ کا کفیل تھا، دونون کے زمانہ مین صنعت و حرفت خصوصاً نقاشی، مصوری، سنگ تراشی کو بہت ترقی ہوئی، اور نالون، ندیون، پلون اور عمارتون کی تعمیر مین تو کوئی راجہ یا بادشاہ انکی برابری نہین کرسکتا، ان امور سے بھی ثابت ہوتا ہے، کہ یہ ایک ہی خاندان کے نونہالان اقبال تھے، کیونکہ ان کی رسم بھی ایک تھی، زمانہ بھی ایک تھا، سرزمین بھی ایک تھی، ہم اس امر سے لاعلم نہین ہین، کہ بنگال کے خاندان پال کی کئی تاریخین لکھی گئین اور مقامی روایات سے بعض مورخین نے ان کو قنوج کے پال خاندان سے جدا کرنے کی کوشش کی ہے، مگر حقیقت یہ ہے، کہ وہ دونون خاندان کے سکون اور کتبون کو صاف طور پر الگ نہین کرسکتے، اور مورخین اس تکلیف سے کہ ان کو الگ الگ خاندان ثابت کرین ایک ایسے تنگ و تاریک رستہ پر چلے ہین، کہ جس سے وہ منزل مقصود پر نہین پہنچ سکتے، برخلاف اسکے ہم نے ایک ایسا صاف راستہ اختیار کیا ہے، کہ ہر قدم پر ہمین رہنما ملتا ہے، اور ان کا نقش پا ہماری منزل مقصود کی طرف رہنمائی کرتا ہے،

Collection Of Advocate Showkat

فصل دوم

خاندان چندیل یا چندیلا کے راجہ

ہم پہلے کسی جگہ لکھ آئے ہین کہ راجگان چندیل کا گوجر ہونا ہمارے نزدیک ایسا ثابت نہین جیسا کہ ان خاندانون کا ثابت ہے، جن کا ذکر ہم نے اس تاریخ مین کیا ہے، کیونکہ بعض مورخین نے اونکو قوم گونڈ کی نسل سے ظاہر کیا ہے، لیکن چونکہ بعض مورخین ان کو گوجر کی ایک شاخ قرار دیتے ہین، اور گوجر قوم کی تاریخ مین روز بروز تحقیقات کی روشنی سے چند در چند اضافے ہو رہے ہین، اسلئے مضائقہ نہین ہے، کہ ہم اس خاندان کے حالات کا ناتمام اور غیر مرتب خاکہ پیش کردین جس کو محققین تنقید کی نظر سے پڑھین گے،

بندھیل کھنڈ

دریائے جمنا اور نربدا کے دوآبہ (بندھیل کھنڈ) کو زمانہ قدیم مین جیجا بھکتی کہتے تھے، اس علاقہ پر نوین صدی عیسوی کے وسط مین راجہ انند چندیل حکمران تھا۔

اس نے پرہار خاندان کو جسکا دارالسلطنت نوسلھیا تھا، تباہ کیا، اور ملک پر قابض ہو گیا،

راجہ یسودرمن

پہلے پہل یسودرمن نے چھتر پور کے قریب ایک مختصر علاقہ پر قدم جمائے، پھر رفتہ رفتہ شمال کی طرف پیشقدمی کرتا ہوا دریائے جمنا کے کنارے تک پہنچ گیا، اس کے اور سلطنت قنوج کے درمیان دریائے جمنا حد فاصل ہو گیا، دسوین صدی کے وسط مین چندیل کے راجاؤن کی طاقت بہت بڑھ گئی اور یہ بڑی بڑی طاقتون مین

شمار ہونے لگے،

راجہ ہرش چندیل

ایک مشہور طاقتور راجہ تھا، جس نے مہی پال کو (جسکو اندر سوم راشتر کوت نے سنہ ۹۱۶ء مین قنوج سے نکال دیا تھا) مدد دیکر دوبارہ قنوج کا تخت دلایا، ہرش کے جانشینون نے کالنجر کا مشہور ناقابل تسخیر قلعہ فتح کیا، جو بقول مورخین فارسی کے دنیا مین اپنی مضبوطی کیلئے سدِ سکندری کی طرح مشہور ہے،

ان مین سے کسی راجہ نے دیوپال سے جو مہی پال کا جانشین تھا، وشنو کی مورت جسکو وہ اپنے مندر کے لئے لے جا رہا تھا، چھین لی، اور کبھی کوئی کمزور سے کمزور راجہ بھی مذہبی اصول سے ایسی مورت کو دینا گوارا نہین کرتا، مگر اوس کی طاقت اس قدر بڑھی ہوئی تھی، کہ دیوپال نے اس کے آگے اُف تک نہ کی،

راجہ دھنگ

یسو ورمن کا بیٹا تھا، اوس کا زمانہ حکومت سنہ ۹۵۰ء سے ۹۹۹ء کے درمیان تھا، کجراہو کا عالیشان مندر جو عجائبات زمانہ سے ہے، اسی کے دستِ کرم سے تعمیر ہوا، یہ بڑا طاقتور، باغیرت راجہ تھا، جب سبکتگین نے راجہ جیپال پر حملہ کیا، تو دوسرے راجاؤن کے ساتھ اوس کو بھی اتحادِ مدافعت مین دعوت دیگئی تھی، اور یہ راجہ جیپال کی مدد کے لئے اس قدر فوج اور ہاتھی میدانِ جنگ مین لایا کہ دوسرے اتحادیون اجمیر و قنوج سے بڑھکر صفِ اول مین جا کر کھڑا ہوا، مگر اس اتحاد کا وہ نتیجہ ہوا، جو خس و خاشاک کا جھکڑ کے مقابلہ مین ہوتا ہے،

راجہ گنڈ

جب محمود غزنوی نے تمام ہندوستان کو کھنگال ڈالا، تو دیگر راجاؤن کے ساتھ یہ بھی اپنے باپ دھنگ کی موروثی غیرت آمیز بہادری سے اس اتحاد مین شامل ہوا، جسکی دعوت راجہ جے پال کے بیٹے انند پال نے ہندوستان کے راجاؤن کو سلطان محمود کی مدافعت کیلئے دی تھی، اس نے اس مدافعانہ جنگ مین قابلِ تحسین بہادری کے جوہر دکھلائے، لیکن یہ اتحادی مضبوط بند چند دنون کے لئے بھی اس غزنی کے تند سیلاب کا مقابلہ نہ کر سکا، اور دھنی ہوئی روئی کی طرح ایک آن مین اُڑ گیا،

قنوج کے راجہ راجیپال نے مغلوب ہوکر مسلمانون سے کمزور شرائط پر صلح کر لی تھی، اس وجہ سے ہندوستان کے راجے اسپر سخت ناراض تھے، اور اس ارادہ پر تلے ہوئے تھے، کہ موقع پاکر اس کی بیخ کنی کرین، ان سب سے زیادہ راجہ گنڈ کا بیٹا زیادہ پیچ وتاب کھا رہا تھا، اوس نے بڑی شد و مد سے راجہ راجیپال پر حملہ کرکے اسکو نہایت بے رحمی سے قتل کیا، اور اسپر اسکو بہت فخر تھا، اور غرور سے اکڑا پھرتا تھا، مگر ۱۰۲۳ء مین اسکا فخر او غرور خاک مین مل گیا، جب اوس نے کالنجر کا مضبوط قلعہ محمود غزنوی کے حوالے کیا،

راجہ کیرتی ورمن چندیل

اسکی حکومت کا زمانہ تخمیناً ۱۰۴۹ء اور ۱۱۰۰ء کے درمیان تھا، اوس نے راجہ کرن کلچری کو شکست فاش دی اور ہمیشہ کیلئے اسکے حملون کی گرمجوشی کو سرد کر دیا، اور دائین بائین اپنی سلطنت کے حدود کو بڑھایا، اسکے سکے عام طور پر ملتے ہین، جو کلچری راجاؤن کے سکون کے مشابہ ہین،

یہ علوم وفنون کا مربی اور مذہب کا جوشیلا پابند تھا، اور اوسکے اصول و فروع مین عالمانہ فضیلت رکھتا تھا، طرح طرح سے اسکی اشاعت مین سرگرم تھا،

اس نے اشاعت مذہب مین یہ عجیب موثر طریق ایجاد کیا تھا، کہ مذہبی اصول اور فلسفیات کو ناٹکون کے ذریعہ لوگون کے ذہن نشین کرتا تھا، اور معقولات کو محسوسات کی صورت و شکل مین لاکر عامۃ الناس کے دلون پر نقش عقیدت بٹھاتا تھا چنانچہ اس کا ناٹک پربودھ چندرودیا، (طلوع ہلال عرفان) مشہور ہے،

پرمال

قوم چندیل کا کمزور راجہ تھا جسپر راجگان چندیل کی شوکت و حشمت کا خاتمہ ہو گیا، ۱۱۸۲ء مین پرتھوی راج چوہان کے مقابلہ مین لاؤلشکر لاکر بڑی بہادری سے میدان مین آیا، مگر شکست کھائی، اور اسکے لشکر کا بڑا حصہ تباہ ہوا، اور اوس کا خزانہ اور مال غارت ہوا، ۱۲۰۳ء مین قطب الدین ایبک سے نبرد آزما ہوا، مگر کالنجر کو چھوڑ کر بھاگ گیا،

جنگ نامہ چندرائیسا مین چندیل اور چوہان کی جنگ کے واقعات کو نہایت فصاحت و بلاغت سے بیان کیا گیا ہے،

اسلامی تاریخون مین کالنجر کی فتح کا مفصل ذکر ہے، کہ راجہ پرمال اور اوس کا سپہ سالار اج دیو قلعہ مین پناہ لیکر اسلامی لشکر کا مقابلہ کرتے رہے، جب خوراک کے ذخیرے ختم ہو گئے، اور کھانے کی کوئی چیز نہ رہی اور تالابون کا پانی خشک

ہوگیا، تو بدحواس ہو کر قلعہ سے باہر آیا، اور معافی کا خواستگار ہوا، علاوہ خراج کے تاوان جنگ اور ہاتھی گھوڑے دینے کا وعدہ کیا، راجہ پرمال قبل اسکے کہ ایفائے وعدہ کرتا، کہ اس ہزیمت و ندامت کی باعث بستر غم پر ایسا پڑا کہ پھر اوٹھ نہ سکا، اور مر گیا،

اس جنگ کے بعد چندیل کی شان و شوکت کا خاتمہ ہوگیا، سولھوین صدی تک اس خاندان کے جانشینون کی ہستی تو قائم رہی، مگر وہ معمولی ماتحت سردارون کی طرح زندگی بسر کرتے رہے، رفتہ رفتہ انکی جمعیت قومی کا شیرازہ بھی بکھر گیا، اور یہ قوم مختلف علاقون مین ہجرت کر گئی،

البتہ اس قوم کے ایک راجہ کی (جو بنگال مین منگھیر کے قریب گدھور پر حکمران تھا) چند نشتیں، برسر کار رہین،

قوم چندیل کے کارنامے

اس قوم کے سیاسی کارنامے تو چندان وقیع نہین ہین، مگر ان کی مذہبی اشاعت اور مندرون کی عمارتین یادگار روزگار ہین، اس قوم کے راجاؤن نے اپنی مملکت کے بڑے بڑے شہرون، مثلاً مہوبا، کالنجر، کجراہو مین بڑے بڑے عالیشان مندر تعمیر کئے، اور ان کے متعلق جاگیرین وقف کین،

ان کو تالاب اور جھیلین بنانے کا بھی شوق تھا، پہاڑون کی، وادیون مین بڑے بڑے طویل اور عریض پتھرون کے بند باندھکر دو دو تین تین میل تک طولانی جھیلین بنائین جنمین خوبصورت کشتیان دوڑتی تھین، یہ آبی شکارگاہین تھین جنمین مچھلیون کا شکار کیا جاتا تھا،

قدیم قلمی سنسکرت تاریخون سے جو ۲۶ شاہی خاندانون کی فہرست تیار ہوئی ہے، اسمین چندیل کا نام بھی درج ہی، میواڑ اور الور کے علاقے مین چندیل یا چندیلا پائے جاتے ہین، جنکو عام طور سے گوجر کہتے ہین،

Collection Of Advocate Showkat

باب ۱۴ چاردہم[۱]

گوجر سلاطین گجرات

ما طفل کم سواد و سبق قصہ ہائے دوست
صد بار خواندہ و دگر از سر گرفتہ ایم

سلاطین گجرات بالتحقیق خاندان گوجر سے ہین، تنک یا تانک خاندان کا ایک رکن سدھارن یا سہارن نامی جو فیروز شاہ دہلی کا ایک معتمد اہلکار تھا، مشرف بہ اسلام ہوا، اور خدمات جلیلہ کے باعث اسکو امیر الامرا کا درجہ اور وجیہ الملک کا خطاب ملا تھا، اوس کا شجرہ نسب راجہ رام چندر سے ملتا ہی، اسکی نسبت دو روایتین ہین، اول یہ کہ سہارن خاندان بیر گوجر سے تھا، جو اپنے آپ کو راجہ رام چندر کی نسل سے ظاہر کرتا تھا، بعض گوجر بھی اپنا سلسلہ نسب رامچندر تک پہنچاتے ہین، دوسری روایت یہ ہی کہ وہ پرہار گوجر خاندان سے تھا، بعض تاریخون نے اسکو تانک لکھا ہے، اور بعض نے تنک، حقیقت یہ ہی کہ تاکس، تنک اور تانک، تکشک، ترشک، تکمک، تونک، ترک ایک ہی قوم ہے، بیر اور پرہار اسکی شاخین ہین، بیر اور پرہار گوجر ہین، اور یہ قوم سیتھیا کی شاخ ہے، ابوالغازی مورخ لکھتا ہی، کہ تونک عرف ترک ہے، بڑی دلیل یہ ہے، کہ گوجرون کے ملک کو جسمین گجرات اور سیالکوٹ وغیرہ علاقے شامل تھے، مورخین نے تنک کا ملک لکھا ہے، کاف سین سے تبدیل ہوجاتا ہے، جیسے ناگ، ناس، سوگ، سوس (پنجابی الفاظ ہین)، تاشقند قوم تاک کا آباد کردہ ہے، اصل مین تاک کند تھا، (کند بمعنی مقام) کاف سین سے تبدیل ہوا، اور سین مہملہ شین منقوطہ سے بدلکر تاشقند ہوگیا، قاف، کاف ایک ہی حرف ہین، بعض نے تاک کے ملک کو تاسیہ لکھا ہی، تاس اور

---

[۱] یہ باب ہمنے گجرات کی فارسی تاریخون، مرأت احمدی، مرأت محمدی، مرأت سکندری، تاریخ بہادر شاہی وغیرہ سے مرتب کیا ہی، (مولف)

تانگ گوجرون کے گوت ہین وجیہ الملک خواہ بیرگوجر ہو، یا سولنگی ہو، یا پرمار ہو، یا ٹانک بہر حال گوجر کی نسل سے ثابت ہوتا ہے، **وجیہ الملک** اپنے باپ کا نعم الخلف نعم السلف کی مثال تھا، جامع العلوم ہونیکے ساتھ وہ ایک بہادر سپاہی بھی تھا، پہلے بادشاہ کے دربار مین اہل علم و فضل کے زمرے مین داخل ہوا، لیکن جب گجرات کی سلطنت مین ایک نالائق گورنر کی غفلت سے فتنہ برپا ہوا، تو بادشاہ نے **ظفر خان** بن وجیہ الملک کو گجرات کی گورنری پر ممتاز فرمایا، بخت یاور تھا، ظفر خان سے اعظم خان ہوا، اور اعظم خان سے مظفر خان ہو کر مستقل بادشاہ ہو گیا، یہ خاندان مدت مدید تک صوبۂ گجرات پر حکمران اور فرمان روا رہا،

ظفر خان ملقب بہ مظفر شاہ

جب سلطان غیاث الدین تغلق کا چچا زاد بھائی سلطان محمد بن فیروز شاہ سریر آرائے سلطنت ہوا، تو ظفر خان بن وجیہ الملک جو علم و فضل اور شجاعت مین شہرۂ آفاق تھا، بادشاہ کا مقرب ہو گیا، اسوقت راستی خان صوبہ دار گجرات کے ظلم و ستم کی شکایت بار بار دربار مین پہنچ رہی تھی، بادشاہ ابھی ابھی تخت پر بیٹھا تھا اسکی نظر مین ظفر خان کے سوا، دوسرا کوئی امیر اس قابل نہ تھا، جو صوبہ گجرات کا انتظام کرے، بادشاہ نے ظفر خان کو ۷۹۳ھ مین اعظم ہمایون کا لقب عطا کرکے گجرات کی صوبہ داری پر ممتاز فرمایا، اور اوس کے فرزند تاتار خان کو درباریون مین باپ کے عہدہ پر ممتاز کیا، اعظم ہمایون گجرات کی طرف جانے کیلئے آمادہ ہوا، اور حسب قاعدہ دہلی کے باہر تالاب کے کنارے پر خیمے نصب کئے، رخصت کرنے کے لئے بادشاہ خود آیا، اور ایک سرخ خیمہ جو بادشاہون کیلئے مخصوص ہوتا ہے، مع ایک مرصع شمشیر کے مرحمت کیا، یہ اتنی بڑی عزت تھی، کہ ابتک کسی اور صوبہ دار کو حاصل نہین ہوئی، اعظم ہمایون جب چند منزلین طے کر چکا، تو اسکو پیک بشارت نے یہ مژدہ دیا کہ تاتار خان کے افق اقبال پر ایک نیر اجلال کا طلوع ہوا ہے، یعنی خدائے تعالیٰ نے فرزند سعادت توام عطا کیا ہے، اعظم ہمایون نے اس مژدۂ روح افزا کو سفر گجرات کیلئے نیک شگون سمجھا، اور بسبیل عجلت جب ناگور پہنچا، تو کنبایت کی رعایا کے نمایندے جو راستی خان کے جور و ستم کی داد خواہی کے لئے دربار سلطانی مین جا رہے تھے اعظم ہمایون کی بارگاہ مین پیش ہوئے اعظم ہمایون نے ان کی شکایات کو سنا اور ان پر ظاہر کیا کہ بادشاہ نے اسے انہین شکایات کو دفع کرنے کیلئے بھیجا ہے، چنانچہ انکی عزت افزائی کی گئی، تسلی دیکر اون کو رخصت کیا گیا، جب اعظم ہمایون کا موکب اجلال پٹن مین پہنچا، تو اوس نے راستی خان کے نام ایک فرمان بھیجا، کہ مضیٰ ما مضیٰ، اگر اب بھی آپ راہ راست پر آجائین، تو کچھ نہین بگڑا ہے، شاہی عواطف بدستور آپ کی شامل حال رہین گی، ورنہ آپ کو معلوم ہے، کہ شاہی عتاب کا نتیجہ کیا ہوتا ہے،

راستی خان راستی پر نہ آیا، اوس کا فرض تھا کہ فرمان کا جواب مودبانہ دیتا، بجائے اس کے اس نے ایلچی کے سامنے فرمان کو چاک کر کے کہا کہ اس کا جواب یہ ہے، گویا یہ جنگ کا الٹی میٹم تھا، آخر تعلقہ پٹن مین ایک گاؤن کانبھویا کانہو کے قریب لڑائی ہوئی، اور سخت لڑائی ہوئی، راستی خان آغشتہ خاک و خون ہوا، رعایا نے اوس کے ظلم و ستم سے دائمی نجات پائی، خس کم جہان پاک، اعظم ہمایون نے اپنی فتح و نصرت کی یادگار مین اس موقعہ پر ایک شہر جیت پور (معنی فتح پور) آباد کیا، اعظم ہمایون کی برکت سے رعایا کے دل امین اور امرا کے قلوب مطمئن ہوگئے، اوس نے گجرات کو اپنے حسن انتظام اور خوبی اہتمام سے رشک چمن بنا دیا، ابھی چار سال بھی نہین گذرے تھے، کہ ناگہان سلطان محمد شاہ دہلی کے انتقال کی خبر پہنچی، جس سے اوس کا جگر پارہ پارہ ہوگیا، سلطانِ محمد کی وفات کے بعد دہلی کے تخت پر اوس کا فرزند ناصر الدین محمود جلوہ افروز ہوا، اوس نے قلمدانِ وزارت اقبال خان کے سپرد کیا، تاتار خان ابن اعظم ہمایون اور اقبال خان وزیر اعظم کے مابین کسی وجہ سے نا چاقی ہوگئی، تاتار خان اپنے باپ کی خدمت مین دہلی سے گجرات چلا آیا، اور دہلی دربار کے حالات من و عن اوس سے گذارش کئے، کہ اسوقت ملک مین اقبال خان کا طوطی بول رہا ہے، وہی معاملات ملکی مین جزو کل مختار ہے، بادشاہ صرف کٹھ پتلی کی طرح ہے، مین اگر وہان رہتا تو مارا جاتا، یا قید ہوتا، تاتار خان نے باپ کو بہت کچھ بھڑکایا، مگر اعظم ہمایون جہاندیدہ و آزمودہ کار تھا، اوس نے متانت اور دوراندیشی سے کام لیکر کچھ جواب نہ دیا، ان ایام مین ایک اور انقلاب واقع ہوا کہ صاحبقران امیر تیمور گورگان کا موکب فتح و نصرت اور شوکت و حشمت دہلی کے نواح مین دفعتہً نمایان ہوا، ناصر الدین محمد شاہ دہلی کو چھوڑ کر پٹن کے حصن حصین مین پناہ گزین ہوا، لیکن جب اوس نے دیکھا کہ یہان بھی تیمور کے بے پناہ حملون سے محفوظ نہین رہ سکتا، تو اوس نے مالوہ کی طرف قسمت آزمائی کا قرعہ ڈالا، ناصر الدین کے جانے کے بعد اقبال خان، یا دوسری اقبال سے دہلی پر قابض ہوگیا، تاتار خان غرور جوانی اور جوش انتقام سے بے قابو تھا، باوجود پر زور تحریکات کے جب اوس نے دیکھا کہ اوس کا باپ (اعظم ہمایون) اقبال خان کے مقابلہ سے کسی مصلحت کی بنا پر پہلو تہی کرتا ہے، تو اوس نے موقع پا کر اپنے باپ کو قید[1] کر دیا، اور خود محمد شاہ کے نام سے تخت نشین ہوا، اور امرا نے

---

[1] بعض تاریخون مین یہ لکھا ہے کہ یہ روایت (کہ اعظم ہمایون کے اشارے سے تاتار خان کو زہر دیا گیا تھا)، بالکل غلط ہے، نیز یہ روایت بھی غلط ہے، کہ تاتار خان نے اپنے باپ اعظم ہمایون کو قید کر دیا تھا، بلکہ اعظم ہمایون نے تاتار خان کو اپنی خوشی سے سلطنت تفویض کی، اور وہ قصبہ اساول مین تخت نشین ہوا، اور اوس نے اپنا لقب المؤفق بتائید الرحمٰن افتخار الدنیا، ابوالغازی محمد شاہ اختیار کیا، اور ایک لشکر جرار لیکے اقبال خان سے انتقام لینے کیلئے دہلی روانہ ہوا، مگر راستہ مین اپنی موت سے مرگیا، اعظم ہمایون اپنے فرزند تاتار خان کی وفات سے بہت عرصہ تک غمناک اور پریشان حال رہا، وہ اوسکو یاد کر کے بے اختیار رو پڑتا تھا، اور اسکے غمزدہ

دربار سے وفاداری وجان نثاری کی بیعت لیکر اقبال خان کے استیصال کیلئے دہلی کی طرف کوچ کیا، اقبال خان، تاتار خان کی شجاعت وشوکت سے لرزہ براندام تھا، مگر تقدیر نے اوسکی یاوری کی، تتار خان ابھی راستے ہی مین تھا، کہ خادمون کی سازش سے اوس کو زہر دیا گیا، جس سے وہ چند منٹون کے اندر مرگیا، اور اقبال خان کے استیصال کی حسرت دل ہی مین رہ گیا، ع

اے بسا آرزو کہ خاک شدہ،

علامہ ابوالفضل بھی اسکی تصدیق کرتے ہین، کہ تتار خان الملقب بہ محمد شاہ کو اوس کے باپ اعظم ہمایون نے زہر دلوایا تھا، کیونکہ وہ نہین چاہتا تھا، کہ دہلی پر لشکر کشی کرے، نیز وہ تاتار خان کی سرکشی سے ناراض تھا، جب تاتار خان کی وفات کی خبر پہنچی، تو امرائے دربار نے جو دل سے اعظم ہمایون کے گرویدۂ احسان تھے، اور تاتار خان کے اعمال کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے تھے، اعظم ہمایون کو قید خانہ سے نکال کر ۸۱۰ھ مطابق ۱۴۰۷ء مین تخت سلطنت پر بٹھایا، اوس نے تاج پوشی کے بعد اپنا لقب مظفر شاہ اختیار کیا، امرائے دولت و ارکان سلطنت پر عطایائے جلیلہ کا بادل برسایا، اور تاتار خان کے فرزند احمد خان یعنی اپنے پوتے کو ولیعہد مقرر کیا،

مظفر شاہ بڑا منصف مزاج تھا، جب وہ دیکھتا کہ کسی ملک کے راجہ یا نواب پر ظلم ہو رہا ہے، تو اوس کے رفع کرنے کے لئے آمادۂ پیکار ہو جاتا تھا، اور جب اوس کو کسی ماتحت راجہ کی نسبت یہ اطلاع ملتی، کہ وہ جادۂ اطاعت سے ہٹ گیا ہے، تو اسکی گوشمالی کرتا،

چنانچہ اس اصول کے مطابق اس کے مشہور کارنامے حسب ذیل ہین،

۱۔ مالوہ کے حاکم دلاور خان کا فرزند الپ خان طامع وحریص شخص تھا، وہ اپنے باپ کو زہر دیکر مالوہ کا حاکم ہو گیا، اور نخوت وغرور سے اپنا نام ہوشنگ رکھا، جب مظفر شاہ کو یہ اطلاع پہنچی تو سخت غضبناک ہوا، اور خود لشکر لے کر مالوہ پر چڑھائی کی، ہوشنگ مقابلہ کو نکلا، مگر شکست کھائی، اور منصور و مظفر لشکر نے اوسکو پکڑ لیا، بادشاہ اوسکو پابجولان دارالسلطنت مین لایا، اور مالوہ کا انتظام اپنے بھائی نصرت خان کے سپرد کیا،

۲۔ الپ خان کچھ عرصہ تک قید رہا، آخر سر عقیدت آستان شاہی پر خم کر کے خواستگار معافی ہوا، بادشاہ نے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۲۵) ہو گیا تھا، کہ سلطنت کا بار اٹھانے کے قابل نہ رہا تھا، جب امرائے دربار نے اوس پر زور ڈالا، تو اوس نے حکومت کرنے سے انکار کر دیا، اور اپنے بھائی شمس خان المعروف بہ نصرت خان سے کہا کہ آپ یہ بار اٹھائین، مگر وہ اعظم ہمایون کی موجودگی مین اپنے آپ کو اس قابل نہین سمجھتا تھا، اسلئے چار و ناچار اعظم ہمایون، مظفر شاہ کا لقب اختیار کر کے تخت نشین ہوا، اور شمس خان کو ناگور کا حاکم مقرر کیا،

Collection Of Adevcate Showkat

اوسکو معافی دی، اور مالوہ کی حکومت پھر اوسکے سپرد کی،

۳۔ موسیٰ خان جو مالوہ کے سرداروں مین سے تھا، اوس نے دوسرے سرداروں سے ساز باز کر کے قلعہ منڈو کی تسخیر کا عزم کیا، جس سے الپ خان کو خطرہ پیدا ہوا، مظفر خان نے اپنے پوتے احمد خان کو امداد کیلئے بھیجا، جس نے موسیٰ خان اور اوس کے معاون سرداروں کو تنبیہ کی، اور قلعہ مانڈو، الپ خان کے سپرد کیا،

۴۔ کنتہ کوٹ کی رعایا باغی ہو گئی تھی، مظفر خان نے اپنے سپہ سالار خداوند خان کو انکی سرکوبی کیلئے بھیجا، متعدد باغی مارے گئے، اور بعض پابجولاں حاضر دربار ہوئے، اور ہمیشہ کیلئے کنتہ کوٹ کے شورشوں کا خدشہ مٹ گیا،

۵۔ کولی جو گجرات کی طاقتور قوم تھی، ہمیشہ بادشاہوں کا مقابلہ کرتی تھی، وہ باغی اور منحرف ہوکر قصبۂ اسلول مین جمع ہو گئی، اور لوٹ مار شروع کر دی، بادشاہ نے اپنے پوتے احمد خان کو اوسکی سرزنش کے لئے روانہ کیا، احمد خان نے اوسکو سخت سزا دی اور تاوان جنگ وصول کر کے واپس آیا،

۶۔ ایدر کے راجہ رنمل نے اطاعت کا جوا گردن سے اوتار دیا، اور سالانہ خراج کے ادا کرنے سے انکار کیا، تو بادشاہ خود اس کے استیصال کیلئے روانہ ہوا، کئی دن تک جنگ ہوتی رہی، آخر راجہ ایدر تاب مقاومت نہ لاسکا، اور معافی کیلئے اپنے بیٹے کو بادشاہ کے حضور مین بھیجا، خراج اور بہت سا خزانہ اور جواہرات پیش کئے، اور آیندہ کے لئے معاہدۂ وفاداری لکھ دیا، لیکن جب راجہ اپنے معاہدہ پر قائم نہ رہا، تو دوبارہ اس پر فوج کشی کی گئی،

۷۔ بعض خود غرض امرائے نے مظفر خان اور اوس کے پوتے احمد خان مین پھوٹ ڈلوا دی، اونھون نے احمد خان کو یہ کہکر بہکایا کہ آپ ہر طرح سے قابل و لائق ہین، آپ کو عنان سلطنت اپنے ہاتھ مین لینی چاہئے، ہم جان و دل سے آپکے فرمانبردار و معاون ہین، اوس نے بحالت ولیعہدی امرائے دربار کی برانگیخت سے گجرات پر اپنا تسلط شروع کر دیا، اور چونکہ حاشیہ نشینان نے اس کے دل پر یہ نقش بھی جما دیا تھا، کہ مظفر خان (آپکے دادا) نے محمد شاہ (آپ کے والد) کو خدمت گاروں کی سازش سے زہر دلوا کر شہید کیا ہے، یہ حجت بھی اوس کے ہاتھ آگئی، اور علانیۃً اپنے دادا کا مخالف ہو گیا، جب اوس نے دیکھا کہ اوس کے قدم جم گئے ہین، اور اوسکی شوکت و حشمت کا سکہ ہر ایک دل پر بیٹھ گیا ہے، تو اپنے دادا کے پاس زہر کا پیالہ ہاتھ مین لئے ہوئے گیا، اور کہا کہ اوسکو پینا ہوگا، مظفر خان نے اوسکو سرخند سمجھایا، کہ تم میرے لخت جگر ہو، مین نہین چاہتا، کہ اس گناہ عظیم کا داغ تمہارے دامن پر لگے، تم کو ایسے فعل کی جسارت نہین کرنی چاہئے، مگر احمد خان نے علمائے دیار گجرات کا فتوی پیش کیا کہ مجھے آپ کو اپنے والد کے قصاص مین قتل کرنا شرعاً جائز ہے، اور مین نے جبتک کہ مفتیان کرام و فضلائے عظام سے فتوی حاصل نہین کر لیا، اس کام کی جرأت نہین کی، مظفر خان نے یہ کہتے ہوئے کہ ع:۔

Collection Of Advocate Showkat

؎ "ہرچہ از دوست میرسد نیکوست"

زہر کا پیالہ ہاتھ مین لیکر پی لیا، چند لمحون مین نہایت قلق و اضطراب کے کلمہ پڑھتے پڑھتے اوس کا خاتمہ ہوگیا، مظفر خان سنہ ۸۱۰ھ مین تخت نشین ہوا، اور سنہ ۸۱۳ھ مین ۲ سال ۹ ماہ ۱۶ دن بادشاہی کرتے مرگیا،

العظمۃ للہ زمانہ کی نیرنگی دیکھو، کہ جو شخص ادنیٰ ملازمت سے ترقی پاکر، پہلے گجرات کا صوبہ دار پھر صوبہ داری سے بادشاہ ہوا، اور پھر پوتے کے ہاتھ سے مارا گیا۔

علامہ ابو الفضل اپنی مخصوص انشا پردازی مین اس قصہ کو اسطرح نقل کرتے ہین:-

درزمان محمد بن فیروز شاہ نظام مستخرج کہ اورا راستی خان گفتندے، بہ نیابت او حکومت کردے، چون بیدادی او دلنشین آمد، معزول ساختہ ظفر خان پور وجیہ الملک تانک را ایالت داد، و نخستین ناسپاسی در آویزۂ رخت ہستی بربست، و اندازۂ این مدت از حال فرمانروایان دہلی گرفتہ آید، و پور او تاتار خان بدگوہر و تباہ سرشت بود، و دران ہنگام کہ سلطان محمد درگذشت، و اورنگ نشینی دہلی بسلطان محمود رسید، روزگار لختے برآشفت، ظفر خان فراگوشہ نشست، و تاتار خان اسباب بزرگی فراہم آورد، و بدہلی روانہ شد، ہمانا بفرمودۂ پدر مسموم درگذشت، از بیغولہ برآمدہ خطبہ و سکہ بنام خود ساخت و بسلطان مظفر شہرۂ آفاق شد، باز سلطنت جداگانہ گشت، و حکومت این دیار بالوس تانک قرار گرفت، پدر او وجیہ الملک را از کیش برہمن برآوردہ بودند، و پور تاتار خان احمد بجانگزائی بزرگ نیاک خود ہمت بربست و بہ جانی او نشست و زبان زدگی جاوید اندوخت، احمد آباد اساس نہادہ او، بابلہ طرازی دستان سرائی از دین برکنار میزیست، روز جشن کہ ہنگامہ شاد خواب غفلت بود، دوازدہ عم خود را از ہم گذرانید، پس بجد پرداخت و بجا دید پشیمانی درشد، و تا نفس واپسین بدادگری و کارسازی پای ہمت افشرد، (آئین اکبری جلد دوم صفحہ ۱۲۶ و ۱۲۷،)

ترجمہ

محمد بن فیروز شاہ کے زمانہ حکومت مین نظام مستخرج جسکو راستی خان کہتے تھے، گجرات کے علاقہ پر ناظم کی حیثیت سے حکمران تھا، جب بادشاہ کو اوس کے ظلم و تعدی کی شکایت کا یقین ہوگیا، تو اوس کو موقوف کرکے وجیہ الملک تانک کے فرزند ظفر خان کو اسکی جگہ ناظم گجرات مقرر کیا، راستی خان نے ظفر خان کا مقابلہ کیا، اور جنگ مین مارا گیا، بادشاہان دہلی کی تاریخ سے اسکی مدت حکومت کا اندازہ ہو سکتا ہے، مظفر خان کا لڑکا تاتار خان، بداصل، بدطینت تھا، جسوقت سلطان محمد بادشاہ دہلی مرگیا، اور اوسکی جگہ ناصر الدین سلطان محمود تخت نشین ہوا، تو زمانہ مین شور و فساد برپا ہوگیا، ظفر خان اسوقت گوشہ نشین ہوگیا، اور اوس کا فرزند تاتار خان، حاکم ہوکر دہلی پر قبضہ کرنے کیلئے روانہ ہوا، ظفر خان کے اشارے سے اوسکو زہر دیکر شہید کیا گیا، ظفر خان خلوت سے نکل کر تخت نشین

ہوا، اور سکہ و خطبہ اپنے نام کا جاری کیا، اور سلطان مظفر کے لقب سے مشہور ہوا، پہلے صوبہ گجرات، دہلی کے متعلق تھا اب علحدہ سلطنت قرار پایا، اور خاندان تانک اس پر فرمان روا ہوا ظفر خان کا باپ وجیہ الملک مذہب برہمن کو ترک کرکے دائرہ اسلام مین داخل ہوا، اور وجیہ الملک خطاب حاصل کیا، تاتار خان کا بیٹا احمد شاہ اپنے بزرگ جدامجد کو قتل کرکے اوس کا جانشین ہوگیا، اور ہمیشہ کیلئے زیانکار یعنی مطعون ہوا، احمد آباد شہر کی بنیاد اسی کے ہاتھ سے رکھی گئی تھی، یہ بادشاہ ابلہ فریبی و مکر و حیلہ کی وجہ سے دین و مذہب سے کچھ واسطہ نہیں رکھتا تھا، اوس نے اپنے جشن کے دن جو اس کے خواب نوشین و غفلت کا وقت تھا، اپنے بارہ چچاؤن کو قتل کیا، اور اوس کے بعد دادا کے پیچھے پڑ گیا، اور اوس کو قتل کرکے دائمی ندامت مین گرفتار ہوا، اور مرتے دم تک انصاف اور انتظام سلطنت مین مصروف رہا،

احمد خان ملقب بہ سلطان احمد شاہ

سلطان مظفر شاہ کے بعد اوس کا پوتا تاتار خان کا بیٹا احمد خان، سلطان ناصر الدین احمد شاہ کے لقب سے ۱۴ رمضان ۸۱۳ھ مطابق ۱۴۱۱ء کو تخت آرائے جہانبانی ہوا، اوس کا چچازاد بھائی مؤید الدین بن فیروز خان جو بڑودہ کا حاکم تھا، اپنے چچا مستی خان کی مدد سے سلطنت کا مدعی ہوکر مقابلہ پر آیا، آخر اس تنازع کا فیصلہ میدان کارزار مین تلوار نے بحق سلطان احمد کیا مؤید الدین بن فیروز خان شکست کھا کر قلعہ بھروچ مین پناہ گزین ہوا، مگر وہان بھی شمشیر خسروی کی زد سے محفوظ نہ رہ سکا، آخر آستان شاہی پر پیشانی ندامت رکھ کر، اور عفو تقصیرات کا خواہان ہوکر مراحم خسروی سے سرفراز ہوا، ان ایام مین اطلاع ملی، کہ قصبہ اساول کے زمیندار جادۂ اطاعت سے منحرف ہوگئے ہین، اور بغاوت پر آمادہ ہین، اور خراج ادا کرنے سے مانع ہین، بادشاہ خود گیا، اور اون کے سرگروہ آسا بیل کو قتل کیا، اور سرکشون کی گردن پر اسطرح اطاعت کا جوا رکھا کہ پھر وہ کبھی سرکشی کی جرأت نہ کر سکے،

اس بادشاہ نے شیخ احمد کھٹو گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی اجازت سے شہر احمد آباد کی بنیاد رکھی، جو اس زمانہ مین ہندوستان کے بڑے شہرون مین ہے، ۸۱۴ھ مین ایدر کے راجہ راؤ پونجا نے سرکشی کی، بادشاہ نے اسکی سرکوبی کیلئے لشکر جرار بھیجا، راجہ مقابلہ پر آیا، مگر بہادران سلطانی نے اس کے لشکر کے پرخچے اوڑا دیے جب تاب مقاومت نہ لا سکا، تو بھاگ نکلا، لشکر سلطانی نے دور تک اوس کا تعاقب کیا، جب اوسکو کہین پناہ نہ ملی، تو دربار شاہی مین عفو تقصیرات کیلئے حاضر ہوکر نہایت عجز و انکسار سے معافی کا خواستگار ہوا، اور بادشاہ کے آگے جواہرات کے ڈھیر لگا کر آئندہ کے لئے جان نثاری اور وفاداری کا حلف اوٹھایا،

ملک سورٹھ کے قلعہ گرنار کے راجہ راؤ مندلیک کو اپنی سپاہ کی کثرت و شجاعت پر ناز تھا، وہ بھی جادۂ اطاعت سے منحرف ہوگیا، جب اوس کے سر پر لشکر شاہی بلائے ناگہانی کی طرح پہنچا، تو راجہ نے جان توڑ کر مقابلہ کیا، دوسری طرف شاہی لشکر نے شمشیر آبدار کے وہ جوہر دکھلائے، کہ راؤ مندلیک کے پاؤن اکھڑ گئے، اور سورٹ کے ایک اور قلعہ مین پناہ گزین ہوا، بادشاہ اِس قلعہ کو تو سر نہ کر سکا، مگر دوسرا قلعہ جوناگڈہ جو اسکے دامن مین واقع تھا، فتح کر لیا، جس سے سورٹ کا تمام علاقہ منقاد و مطیع ہوگیا، اس بادشاہ نے اپنی مملکت کو سرکشون اور مخالفون سے جیسا کہ چاہئے پاک و صاف کیا، ۸۱۴ھ ہجری مین موید الدین کی بغاوت کو دوبارہ فرو کیا، جس سے راجہ ایدر، رن مل اور مستی خان کی مدد سے قلعہ مواڑاسہ پر قبضہ کر لیا تھا، مؤید الدین اور مستی خان قتل ہوئے، رن مل نے اطاعت قبول کر لی، ۸۱۶ھ ہجری مین شہر نہروالہ کے سردارون نے ہوشنگ سلطان مالوہ کے ساتھ مل کر علم بغاوت بلند کیا، خود بادشاہ اور اوس کا بھائی لطیف خان میدان مین آئے، اور اونکو شکست دی، ۸۱۷ھ مین بادشاہ نے بنفس نفیس قلعہ گرنار واقع شہر جوناگڈہ پر فوج کشی کی، اور ان قلعہ کو فتح کر لیا، ۸۱۸ھ مین ہوشنگ سلطان مالوہ اور نصیر المخاطب بہ عین الملک آسیر و برہان پور اور راجگان نادوت، چانپانیر، جالاواڑہ ایدر کو جو متفقہ طور پر گجرات پر حملہ آور ہوئے تھے، پسپا کیا، بادشاہ نے ایک لشکر جرار لیکر ۸۱۹ھ مین قصبہ دھار پر حملہ کیا، اور اسکو اپنے قبضہ مین لایا، ۸۲۰ھ مین ہوشنگ سلطان مالوہ پر اور ۸۲۱ھ مین چانپانیر پر حملہ کیا اور دونون حملے کامیاب ہوئے، ۸۲۲ھ مین سنگھیڑا کا عالی شان قلعہ تعمیر کیا، اور اوس قلعہ مین ایک وسیع مسجد کی بنیاد رکھی اور اس مین بڑے بڑے فاضلون کی ایک جماعت کو مقرر کیا، جو ہر ایک علم کی تعلیم دیتے تھے، اوس نے موضع مانگنی پرگنہ سونکھڈہ مین ایک اور قلعہ تعمیر کیا، اور اوسکو سپاہ کا مستقر بنایا، ۸۲۳ھ مین اس علاقہ پر مکمل طور پر قبضہ ہوگیا، اور ۸۲۸ھ ہجری مین سید ھرپور اور ۸۲۹ھ سوکھڈہ (سنگھیڑا) کو مسخر کیا، اور جہان جہان مناسب تھا قلعون کی تعمیر شروع کی، ان مین سے قصبہ بالاسنور کا قلعہ مشہور ہے، اس کے بعد کوہستان مین قصبہ دھامود کا قلعہ تعمیر کیا، اور اوس کے پاس ایک قصبہ کی بنیاد ڈالی، قصبہ کارٹھہ کا قلعہ سلطان علاؤالدین کے زمانہ کا تعمیر شدہ تھا، اوسکو مرمت کر کے لشکر کے رہنے کے قابل بنایا، یہ قلعہ سلطان آباد کے نام سے مشہور تھا۔

۸۳۰ھ مین ایدر پر دوبارہ حملہ کیا، راجہ ڈر کے مارے بھاگ کر پہاڑون مین روپوش ہوگیا، چونکہ اس نواح مین سرکشون کا ایک گروہ تھا، اسلئے ہاتھمتی[1] ندی پر جو ایدر سے اٹھارہ میل کے فاصلہ پر ہے، احمد نگر آباد کیا، اور اس کے گرد پتھرون کی مستحکم و بلند دیوار بنوائی، جس سے یہ قلعہ ایسا محفوظ ہوگیا، کہ اس پر حملہ کرنا ناممکن تھا، چونکہ یہ قلعہ بہت محفوظ تھا، بادشاہ زیادہ تر اسی قلعہ مین رہتا تھا، اس بادشاہ نے آسیر اور مالوہ کے حکمرانون کو کئی دفعہ شکست دی، اور بہمنی خاندان کو بھی مطیع کیا، اوس کے زمانہ کا ایک اور مشہور واقعہ

---

[1] ہتھمتی وہی دریا ہے، جو احمد آباد کے مغرب رویہ بہتا ہے،

کہ ۸۲۱؁ ہجری مین شاہی دستہ پر جو کسی طرف جارہا تھا، ایدر کے راجہ پونجا نے حملہ کیا، سپہ سالار نے ایک سدھے ہوے ہاتھی پر سوار ہو کر راجہ کا تعاقب کیا، راجہ ہاتھی کے ڈر سے پہاڑ کے ایک درہ مین گھس گیا جس کے ایک طرف غار اور دوسری طرف پہاڑ کی سربفلک دیوار تھی، راستہ نہایت تنگ تھا، راجہ پونجا کا گھوڑا اس تنگ راستہ مین بدکا، اور غار نے اسکو اس طرح نگلا، جسطرح مگرمچھ مچھلی کو نگل جاتا ہے، دوسرے دن ایک کوہستانی آدمی نے راجہ پونجا کا سر پیش کر کے خلعت فاخرہ حاصل کیا، اس بادشاہ کے دو قانون نہایت عجیب تھے، ایک تو یہ کہ سپاہیون کی تنخواہ دو قسم کی مقرر کی، ایک نقدی اور دوسری جنسی: نقدی تو ہر مہینے کی پہلی تاریخ کو جہان کہین وہ ہون، بلا انتظار مل جاتی تھی، جنسی سپاہیون کے وارثون کو جاگیرون سے بصورت غلہ وغیرہ ملتی تھی، اگر ان کو مکان بنانے کیلیئے لکڑی کی ضرورت ہوتی، تو وہ بھی بذریعہ ایک پروانہ کے فوراً مل جاتی تھی، اس امداد سے اسکی سپاہ بہت خوش تھی، اور اوسکو قرض لینے کی ضرورت نہین پڑتی تھی،

دوسرا قانون یہ تھا کہ خزانہ کے دو تحویل دار ہوتے تھے: ایک تو خانہ زاد غلامون مین سے اور دوسرا اس شہر کے دیانت دار گروہ سے، یہ دونون، خزانہ کی حفاظت کے مشترک طور پر ذمہ دار ہوتے تھے، اور آمدنی و خرچ کے رجسٹر پر روزمرہ دونون دستخط کرتے تھے،

ہر ایک علاقہ مین دو حاکم مقرر تھے، ایک صوبہ دار، اور دوسرا دیوان: ان کے علحدہ علحدہ اختیارات تھے، مگر سلطنت کے انتظام مین انکی مشترکہ کونسل تھی،

یہ بادشاہ ۷۹۳؁ ہجری ماہ ذوالحجہ کی انیسوی تاریخ کو دہلی مین پیدا ہوا، اور ۸۱۳؁ ہجری مین تخت نشین ہوا، تیس سال چھ ماہ بائیس روز سلطنت کر کے ۸۴۵؁ ہجری ۲، ربیع الثانی کو راہی ملک عدم ہوا،

سلطان محمد بن سلطان احمد شاہ

اپنے باپ سلطان احمد کے بعد ۸۴۶؁ھ مطابق ۱۴۴۲؁ع مین تخت نشین ہوا، سخی ہونے کی وجہ سے اوسکا لقب زربخش ہو گیا تھا، اُس نے ایدر کے راجہ راؤ بھان پر فوج کشی کی، اور اسکی لڑکی سے عقد کر کے راجہ کی روزمرہ سرکشی سے ایمن ہوا، اور ملک کے انتظام کی طرف توجہ کی، اس کے زمانہ مین ۸۴۹؁ھ مین حضرت شیخ احمد کھٹو المعروف بہ گنج بخش قدس اللہ سرہُ العزیز نے وفات پائی، جنکی تربت پر اوس نے ایک عالیشان مقبرہ بنوایا، اور ایک وسیع مسجد کی قصبہ سرکیج (سرخیز) مین بنیاد ڈالی، جو پایہ تکمیل کو نہ پہنچی، ۸۵۴؁ھ مین راجہ گنگا داس والی چمپانیر پر حملہ کیا، مگر ناکامیاب رہا، مالوہ کا بادشاہ اوسکی کمزوری دیکھ کر دھمکاتا تھا، جب یہ چاپانیر کی مہم سے

بے نیل مرام واپس ہوا، تو موضع گوہڑہ واقعہ پرگنہ سانولی مین بیمار پڑا، اور دارالخلافہ مین پہنچکر ۲۰ محرم ۸۵۵ھ مطابق ۱۴۵۱ء کو راہی ملک عدم ہوا، اور مانک چوک کے مقبرہ مین باپ کے پہلو مین دفن کیا گیا۔ اسکی زندگی کا کوئی مہتم بالشان واقعہ نہین ہے، یہ بادشاہ درویش سیرت، رعایا نواز، عدل گستر، سپاہ کا قدردان اور خدا پرست تھا۔

سلطان جلال خان ملقب بہ سلطان قطب الدین

باپ کی وفات کے بعد ۸۵۵ھ مطابق ۱۴۵۱ء مین سریر آرائے جہانبانی ہوا۔ ۸۵۶ھ مین محمود خلجی حاکم مالوہ نے سلطانپور کے نواح مین غارتگری شروع کی، اس واقعہ کے سنتے ہی بادشاہ نے سپہ سالارون کو طلب کیا، اور لشکر کا جائزہ لیا، اور کوچ در کوچ کرتے خلجی کے سر پر پہنچ گیا، پہلے تو خلجی غالب ہو گیا، اور قلعہ پر چڑھ کر بادشاہ کا تاج اور مرصع کمربند لے گیا، مگر بادشاہ نے ہمت نہ ہاری، اور برابر مقابلہ مین جما رہا، اور اوس کو شکست دی، خلجی کی بہت سپاہ ماری گئی، بعد مین ان دونون مین رشتہ اخوت اسلامی مستحکم ہوا، اور ایک دوسرے کے معاون بن گئے، جب بادشاہ خلجی کی مہم سے فارغ ہوا، تو شہر احمد آباد کے جنوب مین ایک وسیع تالاب تعمیر کرایا، اس تالاب کا دور ایک میل سے کچھ زیادہ ہے۔ اس کا نام اگرچہ حوض قطبی تھا، مگر کانکریہ تالاب مشہور ہے۔ اس تالاب کے اندر ایک باغچہ ہے، یہ باغچہ تالاب مین اس قدر خوشنما تھا کہ گویا انگوٹھی مین نگ جڑ دیا گیا ہے، اسی وجہ سے اسکو نگینہ باڑی کہتے تھے، حوض کے ارد گرد بڑے بڑے عالیشان محل تعمیر کرائے، جو اپنی بلندی اور خوبصورتی مین رشک فلک تھے، یہ تالاب ہمیشہ پانی سے لبریز رہتا تھا، کیونکہ دریائے کہی ندی سے گیارہ میل لمبی ایک نہر نکال کر اس تالاب مین لائی گئی تھی، یہ تالاب ابتک موجود ہے، اور محکمۂ آثار قدیمہ کی حفاظت مین آگیا ہے، کچھ زیادہ عرصہ نہین گذرا، کہ اس کی مرمت کرائی گئی ہے، البتہ شاہی محلون کا اب اسمین نام و نشان نہین، ۸۶۱ھ مین رانا کونبھا حاکم قلعہ چتوڑ نے علاقہ ناگور مین پیش قدمی کی، محمود خلجی نے بادشاہ سے درخواست کی، بادشاہ نے لشکر بھیج کر قلعہ آبو کو فتح کیا، حاکم چتوڑ، چالیس ہزار سوار کی جمعیت رکھتا تھا، قلعہ سے نکل کر برہنہ سر میدان مین آیا، تلوار کی قسم دلا کر بہادر راجپوتون کا دل بڑھاتا تھا، اور ہر حملہ مین خود تلوار کھینچکر آگے ہوتا تھا، مگر اقبال نے ساتھ نہ دیا، پانچ روز نہایت بہادری سے لڑکر قلعہ مین پناہ گزین ہوا، لیکن وہان بھی محفوظ نہ رہ سکا، قریب تھا کہ شاہی فوج کے جان نثار قلعہ کی فصیل پر چڑھ جائین، راجہ معافی کا خواستگار ہوا، اور ہدایا و تحائف

پیش کر کے سر عقیدت جھکایا، اور عفو شاہانہ سے سرافراز ہوا، لیکن وہ پھر کچھ عرصہ کے بعد عہد شکنی کر کے شاہی علاقہ ناگور کی طرف بڑھا، مگر اس حرکت مذبوحی سے اوسکو کچھ فائدہ نہ ہوا، اور شکست کھا کر اپنے پایۂ تخت کی طرف بھاگ گیا، بادشاہ نے تعاقب نہ کیا، اور سرواہی کو لوٹتا ہوا دارالسلطنت کو لوٹ آیا۔ سنہ ۸۶۲ھ مطابق سنہ ۱۴۵۹ء مین آٹھ سال تیرہ دن سلطنت کر کے عالم بقا کی طرف کوچ کر گیا،

سلطان داؤد بن احمد شاہ،

سلطان قطب الدین کی وفات کے بعد اُمرائے دولت و رعایائے سلطنت نے اسکے چچا داؤد کو سنہ ۸۶۲ھ مطابق سنہ ۱۴۵۹ء مین تخت نشین کیا، یہ بادشاہ کم ہمت اور بزدل تھا، امرائے دولت سے اتحاد نہیں رکھتا تھا، وہ چاہتا تھا کہ اپنی مرضی سے نئے وزرا مقرر کر کے ملک کا انتظام کرے: اس وجہ سے ارکان دولت اس کے مخالف ہوگئے عمادالملک نے امراء سے سازش کر کے سلطان داؤد کے سوتیلے بھائی فتح خان ملقب بہ محمود شاہ کو تخت نشین کیا، جب جشن تخت نشینی کے نقارہ پر چوٹ پڑی تو سلطان داؤد بن احمد شاہ گلیم فقر پہنکر ذَالِكَ مَاكُنَّا نَبْغِ (ہم تو یہی چاہتے تھے،) کہتا ہوا شیخ اودھن رومی کی خانقاہ مین معتکف ہوگیا، اور بسنگر کی روٹی پر قناعت کر کے یادالٰہی مین مصروف ہوا، سچ ہے، ع

سلطان راغم جہانے وگدارا غم نانے،

اسکی مدت سلطنت ایک ماہ سات دن ہے،

سلطان محمود بیگڑھ

سلطان داؤد کی معزولی کے بعد سلطان محمود بیگڑہ[1] نے سنہ ۸۶۳ھ مین زمام جہانبانی ہاتھ مین لی، بیگڑہ اس سانڈ بیل کو کہتے ہین جسکے سینگ خوبصورت اور آگے کو جھکے ہوئے ہون، چونکہ سلطان کی مونچھین بڑی بڑی اور چڑھی ہوئی تھین، اسلئے بیگڑہ کے لقب سے مشہور ہوا، بعض نے لکھا ہے، کہ بادشاہ کے لشکر نے جوناگڈہ کا قلعہ جب فتح کیا، اور سپہ سالارون نے اوس کے حضور مین مبارکباد عرض کی تو اوس نے کہا کہ مبارکباد

---

[1] بیگڑہ کی دونون وجہ تسمیہ بے معنی ہین،

اسوقت دینی چاہیے، کہ جب بیاگڈہ (یعنی قلعہ چانپانیر) بھی فتح ہو جائے، سپہ سالار جب دربار شاہی سے کیمپ مین گئے. تو سپاہیون سے کہا کہ بادشاہ کا حکم ہے کہ بیاگڈہ فتح کرو، بیا بمعنی دوسرا جیسا کہ اکتالیس کے آگے بیالیس. یا اکیس کے آگے بائیس؛ ان اعداد مین بھی بیا کے معنی دوسرے کے ہین، سپاہیون نے بیاگڈہ کا بیگڈہ مشہور کر دیا،

بعض بیگڈہ سے ذوالقرنین کا مفہوم لیتے ہین، مگر یہ سب توجیہین فضول معلوم ہوتی ہین، اصلی وجہ تسمیہ کچھ اور ہی ہے، مرات سکندری کا مصنف اِس بادشاہ کی بہت تعریف کرتا ہے، اور اسکے کارنامون کی داستان دردِ آستان لکھتا ہے:-

یہ بادشاہ بہت قوی ہیکل طویل القامت تنومند اور محنتی تھا، بہت کھاتا تھا، کہتے ہین کہ رات کے وقت پلنگ کے دونون طرف میزون پر سموسون کے بھرے ہوئے طشت رکھے جاتے تھے؛ جن کا وزن دو سیر ہوتا تھا، رات کو وہ سب کھا جاتا تھا، صبح روزمرہ پاؤ بھر گھی ایک پاؤ شہد پیتا تھا، علاوہ اسکے یخنی اور ہر قسم کے چند سیر میوے کھاتا تھا،

مؤلف:- پنجاب کے پہلوانون سے پھر بھی کم کھاتا ہوگا. ان کی غذا یومیہ پانچ سیر سے کسی حال مین کم نہین ہوتی،

اس کے عہد کا مشہور واقعہ یہ ہے، کہ اس کے مقربانِ درگاہ نے رفتہ رفتہ شکایت کر کے اس کو عماد الملک سے جو چند پشتون سے وزیر چلا آتا تھا برگشتہ کر دیا کہ یہ اپنے بیٹے کو تخت نشین کرانا چاہتا ہے، بلکہ ایک دن دربار مین عماد الملک کے روبرو کہا کہ آپ بادشاہ کے مخالف ہین. گو کہ یہ مخالفت کارگر نہ ہوگی، اس سے ان کا مقصد بادشاہ کو تصدیق کرانا تھا، کہ یہ محقق واقعہ ہے؛ بادشاہ نے ایک دستہ فوج بھیجکر عماد الملک کو قید کر دیا، لیکن جب اوسکو تحقیق سے ثابت ہوا کہ یہ محض افترا پردازی ہے، تو عماد الملک کو دربار مین طلب کر کے باعزاز تمام رہا کیا، اور عہدۂ وزارت پر ممتاز فرمایا، جب عماد الملک بحال ہو گیا، تو جن لوگون نے اسکی شکایات کی تھین، ان کو گرفتار کر کے ان کے گھر لٹوا دئے، اس حکم سے سب امیر مجتمع ہو کر مقابلہ کیلئے کھڑے ہوئے اور جنگ شروع ہو گئی، باغیون کو سدھائے ہوئے ہاتھیون سے پایمال کیا گیا، جو ایک خاص قسم کی سزا تھی، بعض تاریخون مین لکھا ہے، کہ جب بادشاہ کو معلوم ہوا کہ بعض امرا نے اسکو دھوکا دیا ہے، تو بادشاہ کے حکم سے ہاتھ پاؤن باندھکر ان کو گڈھے مین ڈالدیا،

۸۶۶ھ مین نظام شاہ والئی دکن نے دربار مین عریضہ بھیجا کہ سلطان محمود خلجی حاکم مالوہ مجھ پر حملہ کرنا چاہتا ہے میری امداد کیجائے، بادشاہ نے اسکی امداد کیلئے لشکر و سامانِ جنگ بھیجا، جب سلطان محمود خلجی کو معلوم ہوا کہ بادش

نظام کا طرفدار ہوگیا ہے، اور اوس کے مقابلہ مین لشکر جرار بھیجا ہے، تو سلطان محمود خلجی پس پا ہوگیا، ۸۷۱ھ مین بادشاہ نے چیدہ چیدہ سپہ سالارون کی سرکردگی مین منتخب سپاہیون کا لشکر ترتیب دیا، اور پورے اہتمام سے ہر قسم کا سامان حرب جمع کیا، منظور یہ تھا کہ رائے مندلیک جو آئے دن فتنے برپا کرتا رہتا ہے، اسکی سرکوبی کی جائے اور قلعہ جوناگڈہ اور گرنار کو فتح کر کے مملکت محروسہ مین شامل کیا جائے، یہ بہت بڑی مہم تھی، جسکے لئے بافراط اسلحہ اور روپیہ فوج مین تقسیم کیا گیا، رائے مندلیک اس مہم کی تیاری کے واقعات سُن چکا تھا، تاب مقاومت نہ لاکر قلعہ مین پناہ گزین ہوا، اور معافی مانگ کر نجات پائی،

۸۷۲ھ مین راجہ مندلیک کی سرکوبی کے لئے پھر لشکر مرتب کیا گیا، جب راجہ نے سُنا، کہ میری بربادی کیلیے پھر تیاریان ہو رہی ہین، تو وہ خود دربار مین حاضر ہوا، اور مسلمان ہو کر جہان خان کا خطاب حاصل کیا، بادشاہ سوداگرون اور مسافرون کا بڑا خیال رکھتا تھا، اس کا حکم تھا، کہ اگر کسی شخص کی چیز چوری ہو جائے، تو پہلے اوس کا معاوضہ خزانہ سے دیا جائے، اور پھر اسکی تحقیقات کی جائے، عراق و خراسان کے سوداگر، گھوڑے، اور دیگر تحائف بادشاہ کی خدمت مین لا رہے تھے، کہ سروہی کے راجہ نے ان کو لوٹ لیا، سوداگرون نے دربار مین آکر فریاد کی، خزانہ شاہی سے کل قیمت اسی وقت دیکر انکو رخصت کیا گیا، اور راجہ کے نام فرمان جاری ہوا کہ سوداگرون کا جو سامان لوٹا گیا ہے، اگر واپس نہ آیا، تو اس کا نتیجہ جو ہوگا اسکے برداشت کرنے کیلیے تیار ہو جانا چاہیے، راجہ کی کیا مجال تھی، سب سامان واپس کیا،

اس بادشاہ نے کئی قلعے اور شہر آباد کئے، جنمین سے مصطفےٰ آباد، محمد آباد، محمود آباد مشہور ہین، محمود آباد اب تک ایک قصبہ کی صورت مین موجود ہے، اس شہر مین بادشاہ نے ایک عجیب قسم کی باولی تعمیر کی، سطح آب پر چار وسیع کمرے، بطور تہ خانہ تعمیر کئے، بسا اوقات بادشاہ ان کمرون مین رونق افروز ہوتا تھا، اس کا حکم تھا کہ جو جدید شہر آباد ہو، اس مین شاہی محل کے ساتھ ساتھ وزرا، کے مکانات بھی تعمیر کئے جائین، جس سے مقصود یہ تھا کہ شہر کے باشندون کو ایک گونہ اطمینان ہو کہ بادشاہ گاہے گاہے ہم کو بھی اپنی تشریف سے مفتخر کیا کرے گا؛

بادشاہ، حضرت شاہ عالم رحمتہ اللہ علیہ کا مرید تھا، جنکی رحلت ۸۸۰ھ ہجری مین ہوئی، اوس نے ایک عالیشان مقبرہ انکے مزار پر تعمیر کرایا، جو زمانہ کے نادرات سے ہے، یہ وہی مقبرہ ہے، جسکے گنبد پر بعد مین آصف جاہ برادر نورجہان بیگم نے سونے کا کلس چڑھوایا تھا، اس روضہ کے بلند مینار دور سے نظر آتے ہین، یہ بادشاہ لڑائی کا بڑا شائق تھا، آئے دن کی لڑائیون سے اسکے سپہ سالار و امرائے دربار تنگ آگئے تھے ۸۸۵ھ مین جب بادشاہ جوناگڈہ مین تھا، امرا نے منصوبہ باندھا، کہ بادشاہ کو معزول کر کے اسکے فرزند احمد خان کو جسکو بادشا

نے خداوند خان کی زیر نگرانی احمدآباد مین اپنا قائم مقام بنایا تھا، تخت نشین کیا جائے؛ تاکہ آئے دن کی لڑائی سے نجات ہو تعجب یہ ہے. کہ اس سازش مین خود خداوند خان بھی شامل ہوگیا تھا، عماد الملک وزیر اعظم کو اس سازش کا جب پتہ چلا، تو اُسنے بادشاہ کو خفیہ طور پر اطلاع دی، بادشاہ چند دنون مین دن رات کوچ کرتا ہوا، احمدآباد پہنچ گیا، اور بد اندیش امراء کا قلع قمع کردیا،

قلعہ جاناپیر جو دنیا کے مستحکم ترین قلعون مین شمار ہوتا ہے، اسکی تسخیر کا سودا بادشاہ کے دماغ مین ابتدا ہی سے سمایا ہوا تھا، کئی دفعہ کوشش کی مگر یہ قلعہ مسخر نہ ہوا، ۸۶۸ھ کے موسم بہار مین پھر یہ سودا پیدا ہوا، اور پوری مستعدی سے لشکر فراہم کرکے حملہ آور ہوا، راول جے سنگھ ایک شمشیر زن بہادر تھا، وہ اپنے حلیف راجاؤن کی امداد حاصل کرکے مدافعت کیلئے آمادہ ہوگیا، بادشاہ کے لئے یہ جنگ ایک مصیبت تھی، وہ نہ تو واپس آسکتا تھا، کیونکہ پہلے چند بار اس قلعہ پر حملہ کرکے زک اٹھا چکا تھا، اور نہ آسانی سے قلعہ فتح ہوسکتا تھا، نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن کا مضمون تھا، لشکر اور سامان کا بہت نقصان ہوا، ڈیڑھ سال تک یہ جنگ جاری رہی" اور خدا خدا کرکے یہ مہم سر ہوئی،

راول نے جب دیکھا کہ نہ لڑنے کی طاقت باقی ہے، کیونکہ باروت ختم اور لشکر تہ تیغ ہوگیا ہے، اور نہ بھاگنے کا موقعہ مل سکتا ہے، کیونکہ شاہی لشکر چارون طرف سے قلعہ کا محاصرہ کئے ہوئے ہے، تو اوس نے اپنی عورتون اور بچون اور قیمتی سامان کو جلا ڈالا، اور خود چند جان نثارون کے ساتھ مقابلہ کیلئے نکلا، بادشاہ کا حکم تھا کہ وہ زندہ پکڑا جائے، چنانچہ وہ مع اپنے وزیر ڈونگری کے پابجولان گرفتار کرکے حاضر دربار کیا گیا، مگر اس حالت مین بھی نخوت و غرور اسکے چہرہ سے ظاہر ہوتا تھا، سر دیا، مگر سر تسلیم خم نہ کیا،

چونکہ اس قلعہ کی تسخیر بادشاہ کی انتہائی تمنا تھی، اسلئے چند دنون تک یہان اقامت کی اور فاتح سپہ سالارون اور بہادر جان نثارون کے لئے خزانون کے دروازے اور خطابات والقاب کے دفتر کھولدئے، اور اس جگہ ایک شہر محمدآباد آباد کیا، اور اوس کے ملحقہ قلعون کا جیسا کہ چاہیئے انتظام کیا، اسکے بعد رامپور فتح کرکے راجہ کے ہمشیر زادہ کو مرحمت کیا،

بادشاہ نے جب امرا کی تجویز کو جسمین سندھ کی زمین و تجارت پر زیادہ محصول لگایا گیا تھا، منظور کیا تو وہان کی رعیت منحرف ہوگئی، بادشاہ نے ان پر لشکر کشی کی، اور محصول وصول کیا،

بہادر خان گیلانی نے جو رتناگری مین سلطان دکنی کا نائب تھا، بندر کھمبایت کے ایک جہاز کو لوٹا تو بادشاہ نے اسکی سرکوبی کیلئے بحری راستہ سے چند جہاز روانہ کئے، جب سلطان دکنی کو معلوم ہوا، تو اوس نے یہ عقلمندی کی کہ بہادر خان کو قتل کرکے اوس کا سر بادشاہ کی خدمت مین بھیجدیا، اور اس ارادت و عقیدت کے اظہار سے

اپنا ملک و مال حملۂ سلطانی سے بچا لیا،

باگرا اور ایدر کے راجاؤں نے علم بغاوت بلند کیا، اور عادل خان فاروقی نے بھی خراج دینے سے انکار کیا تو ان کو مطیع اور منقاد کر کے خراج کا معاہدہ لیا گیا، اس بادشاہ نے رفتہ رفتہ بحری طاقت اور جہاز رانی کے فن کو بہت ترقی دی، جو قزاق جہازوں کو لوٹتے تھے، ان کا قلع قمع کیا، پرتگالی (پرتگال کے رہنے والے) جب بندر ملیبار میں اپنا تصرف جمانے لگے، اور ملیبار کے حاکم نے بادشاہ سے امداد کی درخواست کی، تو اوس نے ملک ایاز کو لشکر و جہاز دیکر روانہ کیا، بندر چول پر لڑائی ہوئی، اور ملک ایاز نے فتح پائی، بادشاہ نے اس فتح نمایاں کے صلہ میں ملک ایاز کو خطاب و خلعت دیا،

خاندیس کا فرمانروا عادل خان فاروقی مر گیا، تو سلطنت کے کئی دعویدار کھڑے ہوئے، بادشاہ نے عادل خان کے نواسے عالم خان کو مستحق قرار دیا، اور اوس کے جشن تاجپوشی کی تقریب میں چند ہاتھی اور کئی لاکھ اشرفیاں بھیجیں،

یہ شریعت کا سخت پابند تھا، علمائے دیار کے اتفاق سے ایک فتاوی مرتب کرایا جسکے موجب اس کی ولایت کے قاضی تنازعات کے فیصلے صادر کرتے تھے، اسکے عہد میمنت عہد میں دور دراز ملکوں سے بڑے بڑے فضلا و شعراء و اولیا، اس کے دار الخلافہ میں جمع ہوئے، ہر ایک کی ایسی قدر کی گئی کہ مہاجرین کا یہ مقدس گروہ یہیں کا ہو کر رہ گیا، ان بزرگوں کی قبریں اب تک زیارتگاہ خاص و عام ہیں، اور مورخین نے یہاں کے علمائے کرام اور اولیائے عظام کے مفصل حالات لکھے ہیں،

اسی بادشاہ کے زمانہ میں ملا سید محمود جونپوری احمد آباد گیا، اور مہدی آخر الزمان ہونے کا دعوی کیا، علما نے اس کے ساتھ مناظرہ کیا اور شکست دی، مناظرہ کے بعد اسکے قتل کا فتوی لکھا گیا، اس کے مریدوں نے اسکو پوشیدہ طور پر پٹن پہنچا دیا، پٹن میں بھی یہی صورت پیش آئی، اور لوگ اوس کے مخالف ہو گئے، اور وہاں سے بھی وہ نکالا گیا، اور بانس پور میں آ گیا، یہاں اسکا جادو چل گیا، بہت لوگ معتقد ہو گئے، اور اب تک ایک جماعت اسکی معتقد ہے، جو اسکو مہدی آخر الزمان مانتی ہے،

سنہ ۹۱۶ھ میں بادشاہ پٹن میں رونق افروز ہوا، اور ایک عظیم الشان دربار منعقد کیا، اس دربار میں جو خطبۂ شاہی پڑھا گیا، اس میں یہ فقرے بھی تھے، کہ میرا جام حیات لبریز ہو چکا ہے، یہ آخری ملاقات ہے، میں توقع رکھتا ہوں کہ آپ لوگ محبت و اتحاد سے سلسلۂ اخوت کو بڑھائیں گے، اور اسلام کی ترقی و اشاعت میں کوشاں رہیں گے، بادشاہ نے تین دن پٹن میں دربار کر کے احمد آباد کی طرف عنان توجہ منعطف کی، اور راستہ میں روضۂ منورہ شیخ احمد کھٹو عرف گنج بخش کی زیارت سے مشرف ہوا اور اوسکے سایہ میں جو اپنا مرقد (مدفن)

Collection Of Adoycate Showkat

تجویز کیا تھا، اوسکو بنظرِ عبرت دیکھا، اور وَاِنَّا اِنْشَآءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ پڑھتا ہوا احمد آباد چلا آیا،

محمود بیگڑا، فقہ وحدیث کا عالم، عابد شب زندہ دار، صوفی مشرب، متحمل، عاقبت بین، عادل، اور فیاض بادشاہ تھا، اوسکی فتوحات شجاعت وسخاوت کے متعلق، تاریخون مین مفصل حالات ملتے ہین، یہ بادشاہ ۲۰ رمضان سنہ ۸۴۹ھ عالم وجود مین آیا، اور چون برس سلطنت کرکے ۶۶ برس کی عمر مین عالم فانی سے دار باقی کو روانہ ہوا سنہ وفات ۹۱۷ھ ہے،

علامہ ابوالفضل اسکی نسبت آئین اکبری جلد دوم صفحہ ۱۲۷ مین تحریر کرتے ہین: ۔

چو داؤد را از ناشایستگی بکنج خمول بردند، فتح خان بن محمود شاہ را بکلانی برداشتند وسلطان محمود لقب نہادند، بپایہ شناسی و دادگری نامبر آورد، بخشش و بخشایش را حصار خود ساخت ملک شعبان کہ خطاب عماد الملکی داشت شگرف یاوری ہا نمود و در عنفوان دولت زرمستان اعتبار گزین، در جانشکری خداوند خویش حیلہ اندیشیدند: وبخستین بر انداختن این فرہیدہ مرد اخلاص منش بخاطر آوردند، بآئین پختہ کاران سخنان ساختہ بسلطان رسانیدند، ازانجا کہ دنیاداران بر خویشتن بلرزند، آن یکتائے جہان عقیدت را بزندان برنشاند، و در بسیح جانشکری شد، نزدیک بود کہ کار بانجام رسد، ملک عبد اللہ داروغہ فیل خانہ کہ بسلطان راہ سخن داشت بآگاہی آن سعادت سگال و تباہ اندیشی بدگوہران گذارش نمود، سلطان بلطائف الحیل او را رہائی داد، و فرومایگان پردہ آزرم دریدہ باآویزہ برخاستند، چندے از خاصہ خیلان و غلامان با داروغگان پیل پائے ہمت افشردند، و پیلان نیز در مالش بدگوہران یاور آمدند، و آبروے ناسپاسان ریختہ شد و ہر یکے بہ تنگے باد افراہ یافت،

ترجمہ

جب سلطان داؤد کو اسکی ناقابلیت کی وجہ سے وزرا نے گمنامی کے گوشہ مین بٹھا دیا، (معزول کر دیا) تو فتح خان بن محمد شاہ کو سلطنت کیلئے منتخب کیا اور اوس کا لقب سلطان محمود رکھا، سلطان محمود مردم شناسی اور انصاف کی وجہ سے مشہور ہوا، اس نے سخاوت کو اپنا حصار بنایا، ملک شعبان جو عماد الملک کا خطاب رکھتا تھا، اس نے بادشاہ کی بڑی بڑی خدمات انجام دین، بادشاہ کے تخت نشین ہوتے ہی بادشاہ کے بعض مقربین جو دولت کے نشہ مین مست تھے، اپنے خداوند نعمت (بادشاہ) کے قتل کرنے کیلئے تدبیرین سوچنے لگے، اونھون نے خیال کیا کہ سب سے پہلے عماد الملک کی (جو بادشاہ کا اخلاص مند غلام تھا) جڑ کاٹنی چاہیئے، اونھون نے تجربہ کار سازشیون کی طرح عماد الملک کی نسبت جھوٹی باتین افترا کرکے بادشاہ تک پہنچائین، اسوجہ سے کہ دنیادار ہمیشہ اپنی جان کا خوف کرتے ہین (کہ کہین مارے نہ جائین) بادشاہ نے عماد الملک کو جو عقیدت مین

یگانہ روزگار تھا، قید کر دیا اور اوس کے قتل کے درپے ہوا، قریب تھا کہ اس کا کام تمام کرے، مگر ملک عبد اللہ داروغہ فیل خانہ جو بادشاہ کی خدمت مین عرض کرنے کی جرأت کر سکتا تھا، اوس نے ہمت کر کے سعادتمند عماد الملک کی برئیت اور امرائے بدنہاد کی افترا پردازی کو بادشاہ کی خدمت مین صاف صاف عرض کر دیا، بادشاہ نے حکمت عملی و مصلحت سے عماد الملک کو رہا کر دیا، کمینہ خصلت امرا صلح کا پردہ پھاڑ کر جنگ کے لئے کھڑے ہو گئے، (یعنی وفاداری کو چھوڑ کر بادشاہ کے مخالف ہو گئے،) خادمان و غلامان شاہی مین سے چند اشخاص اس معاملہ مین فیل خانہ کے داروغاؤن کے ساتھ جوانمردی و ثابت قدمی سے شامل ہو گئے، اور ہاتھی بھی ان بدطینتون کی سزا دینے مین مددگار ہوئے، ان نمک حرامون کی عزت برباد ہوئی، اور ہر ایک نے اپنے جرم کے مطابق سزا پائی،

خلیل خان ملقب بہ سلطان مظفر خان حلیم،

سلطان محمود بیگڑہ کی وفات کے بعد تخت شاہی نے اس کے فرزند خلیل خان کے پاؤن کو بوسہ دیا، اس نے ۹۱۷ھ مین تخت نشینی ہو کر اپنا لقب سلطان مظفر رکھا، شاہان گجرات مین باعتبار علم و فضل اور زہد و تقوی یگانہ روزگار تھا، قران شریف کا حافظ تھا، ہر ہفتہ مین بالالتزام قران شریف ختم کرتا، حدیث، فقہ، اصول کا فاضل تھا، جب کبھی کوئی مصیبت پیش آتی، تو قران شریف اور صحاح ستہ کا ختم کراتا، اور دیگر فضلا کے ساتھ خود بھی ختم مین شریک ہوتا تھا، نہایت خوشخط تھا، ایک سال مین قرآن مجید لکھکر یا تو حرمین شریفین بھیجتا اور یا ہدیہ کر کے اس رقم کو خیرات کرتا، بادشاہون مین زبردست بادشاہ، علماء و فضلاء مین متبحر فاضل، علم و ادب مین یگانہ، اور فصاحت و بلاغت مین یکتائے زمانہ تھا، الغرض دونون نعمتون یعنی بادشاہت و فضیلت علمی سے ممتاز تھا، ع :-

مَا اَحْسَنَ الدِّیْنَ وَالدُّنْیَا اِذَا اجْتَمَعَا

اس کا لقب حلیم اس وجہ سے تھا کہ کبھی کسی خطا کار پر ناراض نہین ہوا، زیادہ سے زیادہ اگر غصہ مین کسی کو کچھ کہتا تو غافل نادان یا ناعاقبت اندیش کہتا تھا،

ایک دن غسل کرنے لگا اس اثنائے مین کوئی چیز اس کے سر اور منہ پر محسوس ہوئی، جب اوس نے دیکھا تو وہ چوہے کے آنتون اور پاؤن کے ٹکڑے تھے، معلوم ہوا کہ دیگ مین چوہا تھا، جو پانی گرم کرنے سے ریزہ ریزہ ہو گیا، بادشاہ نے ملازمون سے کچھ نہین کہا، حوض پاس تھا اس مین داخل ہو کر سر اور منہ اور جسم کو صاف کیا اور کپڑے پہنکر مسجد مین چلا آیا، واپسی کے بعد ملازمون کو بلایا، اور کہا کہ غافلو! یہ تم نے کیا کیا، مجھ کو تکلیف دی،

میری خدمت پر اتنے آدمی مامور ہونے کے باوجود بھی ذراسی احتیاط نہین کرتے، میرے بدن سے ابتک بدبو آرہی ہے، مین مرگیا تو ڈر ہے کہ کہین یہ غفلت تمھارے نقصان کا باعث نہ ہو،

ایک اور حکایت مشہور ہے، بادشاہ ہرروز قرآن شریف کے ایک دو رکوع لکھا کرتا تھا، ایک روز صفحہ لکھکر اس کے خشک ہونے کے انتظار مین بیٹھا تھا تاکہ دوسرا صفحہ ملٹ کر لکھنا شروع کرے اور اپنے خط نسخ کو دیکھکر بہت خوش ہورہا تھا، اتنے مین لطیف الملک سوندھا قورچی کے ہاتھ سے جو اپنی ڈیوٹی پر تلوار لئے بادشاہ کے پس پشت کھڑا تھا، افیون کی پینک مین تلوار چھوٹ پڑی اور بادشاہ کے ہاتھ پر جسمین قلم تھا گری، قلم کی سیاہی صفحہ کاغذ پر گرنے سے چند حروف پڑھے نہین جاتے تھے، بادشاہ نے نظر اٹھا کر دیکھا تو وہ بیہوش ہوکر گر پڑا، بادشاہ نے اوٹھایا اور کہا کہ غافل جب تک افیون نہ چھوٹے، ہمارے پاس نہ آنا، اُس نے افیون چھوڑ دی، بادشاہ نے سیاہی کو چاقو سے چھیل کر حروف صاف کردئے

مستجاب الدعوات تھا، جب قحط پڑتا، یا کوئی اور مصیبت آتی، تو راتون کو جاگتا اور تضرع وزاری سے دعا کرتا تھا

اس کے زمانہ مین شاہ اسمٰعیل صفوی والی عراق وخراسان نے اپنے ایلچی میر ابراہیم کو متعدد قسم کے تحائف دیکر دربار مین بھیجا، جسمین فیروزہ کا ایک نہایت خوبصورت پیالہ تھا، اور کئی نسلون کے صبا رفتار، برق جست عراقی گھوڑے تھے، جو والعادیات ضبحًا کی تفسیر کرتے تھے، بادشاہ ان تحائف کو دیکھ کر بہت مسرور ہوا،

ابتداءً بڑودہ ایک معمولی قصبہ تھا، بادشاہ کی توجہ سے وہ بہت بڑا شہر ہوگیا، اور اوسکی رونق دوبالا ہوگئی، سلطنت کی تجارتگاہون کا مرکز بنا اور اوس کا نام دولت آباد رکھا گیا،

مالوہ کے حکمران سلطان محمد اور اوس کے بھائی سلطان محمود کے مابین تنازعات شروع ہوگئے اور سلطان محمد اپنے بھائی کے خوف سے محمد آباد عرف چانپانیر آکر بادشاہ کی ظلّ حمایت مین پناہ گزین ہوا، امرائے محمد آباد کے نام فرمان جاری کیا گیا، کہ اسکی ہر قسم کی عزت وتکریم کی جائے، اور اوسکی حفاظت پر فوج مقرر ہو، اور اوسکو تسکین دیجائے، کہ موسم برسات کے بعد مرکب سعادت اس کے ساتھ ہوگا، اور دونون بھائیون کے تنازعات کا فیصلہ عدل وانصاف سے کیا جائے گا، انھین ایام مین عادل خان حاکم آسیر وبرہان پور کا داماد مع اپنے فرزندون کے حاضر ہوا، اور خلعتہائے فاخرہ، اور مراحم خسروانہ سے ممتاز کیا گیا، اور اسکی تمنا کے موافق اس کو ہر قسم کی امداد دی گئی، سنہ ۹۱۹ھ مین بادشاہ نے راجہ بھیم بن بھان والئی ایدر کی سرکشی کی خبر سنکر مہم بھیجی، راجہ مقابلہ کی جرأت نہ دیکھکر مطیع و منقاد ہوگیا، بہت سے جواہرات پیش کئے اور معافی کا خواستگار ہوا،

سلطان محمد وسلطان محمود حکام منڈو وعلاقہ مالوہ کے باہمی تنازع کا فیصلہ جیسا کہ اوپر ذکر ہوچکا بادشاہ کو منظور تھا، اسلئے مالوہ کی طرف روانہ ہوا، وہان جاکر معلوم ہوا کہ یہ تمام شرارت میدنی رائے مدار المہام کی تھی،

اس نے پہلے دونون بھائیون مین تفرقہ ڈالا، تاکہ ان کی جمعیت منتشر ہو جائے، پھر سلطان محمود پر ایسا جادو کیا، کہ وہ اسکے ہاتھ مین کٹھ پتلی کی طرح ہو گیا، اس سے میدنی کی یہ غرض تھی، کہ اس حکومت کو تباہ کر کے خود اپنی حکومت قائم کرے، بادشاہ نے جب قلعہ منڈو کا جہان میدنی رائے قیام پذیر تھا، محاصرہ کیا، تو اوس نے یہ چال چلی، کہ وہ سلطان محمود کو کسی طرح اپنے ساتھ لیکر چندیری کی طرف چلا گیا، بادشاہ کو افسوس ہوا کہ شکار ہاتھ سے جاتا رہا، فرمایا کہ ہمارا ہرگز یہ ارادہ نہین تھا، کہ مالوہ کو فتح کیا جائے۔ بلکہ ہماری نیت یہ تھی، کہ رخنہ اندازون کو جنہون نے دونون بھائیون کے درمیان عداوت کا بیج بویا ہے، بیخ و بن سے اکھاڑ دیا جائے، چونکہ صورت بدل گئی تھی، بادشاہ محمد آباد کو واپس چلا آیا، ۹۲۳ھ مین ایدر کا راجہ بھیم دیو مر گیا، راجدھانی کا حق تو اوس کے بیٹے بھارا مل کا تھا، مگر راجہ سانگا والی چتوڑ کی حمایت سے راجہ بھیم کا بھتیجہ ملک پر قابض ہو گیا، جو غالباً راجہ سانگا کا داماد تھا، بادشاہ کو یہ واقعہ ناگوار گذرا، کیونکہ ایدر کی ریاست اسکے ماتحت تھی، اور ریاست کے ایسے اہم امور مین دربار شاہی سے اجازت حاصل کرنا لازم تھا، بادشاہ نے نظام الملک جاگیردار احمدنگر کو حکم دیا، کہ وہ مستحق کی امداد کرے، نظام الملک نے لشکر کشی کی، اور رائے مل کو شکست دیکر بھارا مل کو ایدر کی گدی پر بٹھایا، ۹۲۴ھ مین میدنی راؤ وزیر سلطان محمود نے مالوہ مین اپنا اقتدار اسقدر بڑھایا کہ بہت سے مسلمان امرا کو قتل کر ڈالا، حبیب خان جو مالوہ کا ایک امیر تھا، دربار مین دادخواہ ہوا، اور میدانی راؤ کے ظلم و ستم کی شکایت کی، اوس نے یہ بھی کہا کہ سلطان محمود کو بھی میدنی راؤ کسی بہانہ سے قتل کرا دے گا: کچھ مدت کے بعد سلطان محمود نے بھی میدنی راؤ کے طریق عمل سے سمجھا کہ وہ خود مالک تخت و تاج بننا چاہتا ہے، شبا شب بھاگ کر بادشاہ کے ظل عاطفت مین پناہ لی، اور امداد کا خواستگار ہوا، بادشاہ نے اپنے چیدہ چیدہ سپہ سالار سلطان محمود کے ساتھ کر دئے کہ وہ ہمت و جوانمردی سے قلعہ منڈو کو فتح کرین، جب شاہی لشکر نے قلعہ کا محاصرہ کیا، تو یہ خبر پہنچی کہ راجہ چتوڑ میدنی راؤ کی مدد کیلئے آ رہا ہے، راجہ چتوڑ کے مقابلہ کیلئے عادل خان آسیری اور قوام الملک روانہ ہوئے، تاکہ اسکو اپنے ساتھ مصروف پیکار رکھین، اور میدنی راؤ تک نہ پہنچنے دین، چنانچہ عادل خان آسیری وغیرہ نے اوسکو مصروف پیکار رکھا، قلعہ منڈو بہت محفوظ تھا، اوس کا فتح کرنا آسان نہ تھا، مگر بہادران شاہی نے تلوار کے وہ جوہر دکھائے کہ چند ہی دنون مین قلعہ کی اینٹ سے اینٹ بجا دی، فتح تو ہو گئی، مگر لشکر شاہی کا بہت نقصان ہوا، ستاون منتخب اور آزمودہ کار شہید ہوئے، جب قلعہ کے اندر لشکر شاہی داخل ہوا، تو تمام باغی فوج کو جس کی تعداد ہزارون تھی، تہ تیغ کیا گیا، قلعہ کے فتح کرنے کی تاریخ کسی نے خوب لکھی ہے، قَدْ فتحَ المَنڈُ وسُلطانُنَا، (ہمارے بادشاہ نے قلعہ منڈو فتح کر لیا اور دوسری تاریخ یہ ہے جو کچھ اچھی نہین،

مظفر شاہ کردہ فتح منڈو، کہ اول تخت گاہش دھار باشد،
اگر پرسند از تاریخ فتحش پریشانی ہمہ کفار باشد،

یہ ایسی فتح عظیم تھی، کہ بادشاہ قلعہ منڈو مین خود گیا، اور سلطان محمود کو مبارکباد دی،

سنہ ۹۲۵ھ مین سلطان محمود اور رانا چتوڑ کے درمیان جنگ ہوئی، سلطان محمود زخمی ہوکر گرفتار ہوا، راجہ نے اسکو تو چھوڑ دیا، مگر اوس کے لڑکے کو بطور یرغمال اپنے پاس رکھا، اس فتح سے رانا چتوڑ کا حوصلہ بہت بڑھ گیا تھا، چنانچہ سنہ ۹۲۶ھ مین اوس نے رانا ایدر پر فوج کشی کی، اگرچہ احمد نگر کے جاگیردارون نے اس کا سخت مقابلہ کیا، مگر شکست کھائی، رانا نے اسی سلسلہ مین بڑنگر اور بھیل نگر کو بھی فتح کرلیا، جب بادشاہ نے دیکھا، کہ رانا چتوڑ سلطنت کے لیئے ایک خطرۂ عظیم ہے، تو سنہ ۹۲۷ھ مین ملک ایاز اور قوام الملک کو لشکر جرار دیکر فتح چتوڑ کے لیئے روانہ کیا، راستہ مین لشکر نے ریاست باگڈہ کو فتح کرلیا اور راجہ کا خزانہ خوب لوٹا، اور اوسکی فوج کا ایک حصہ قید کرلیا، باگڈہ پر یہ آفت اسلیئے آئی، کہ اوس کا راجہ چتوڑ کے راجہ کا معاون تھا، سلطان محمود (جو رانا کا قدیم دشمن تھا) کا لشکر بھی منڈو سے آکر شاہی لشکر کے ساتھ مل گیا، تھا، اور اب چتوڑ کے رانا سے انتقام لینے کا اچھا موقع تھا، مگر بدقسمتی سے امرائے مین خود اختلاف پیدا ہوگیا، وہ دشمن کے بجائے، آپسین لڑنے لگے، جسکی وجہ سے چتوڑ کی مہم سر نہ ہوسکی، وقت کی نزاکت کو دیکھکر ملک ایاز سپہ سالار اعظم نے رانا چتوڑ سے مصالحت کرلی، جو بادشاہ کو سخت ناگوار گذری، چنانچہ دو ہی سال کے اندر سنہ ۹۲۹ھ مین بادشاہ نے فوج کی کمان خود اپنے ہاتھ مین لیکر چتوڑ پر لشکر کشی کی. مگر جب رانا کا ولیعہد تحائف لیکر بارگاہ سلطانی مین حاضر ہوا، تو یہ مہم ملتوی کردی گئی،

سنہ ۹۲۱ھ مین شاہزادہ بہادر خان اس وجہ سے کہ اس کو جاگیر حسب حیثیت نہین ملی تھی، دوسرے بادشاہ نے سکندر خان کو ولی عہد مقرر کیا، ناراض ہوکر کہین چلا گیا، بادشاہ کے ایماسے امرا نے ہر چند اوسکے واپس لانے کی کوشش کی، مگر وہ راضی نہ ہوا، وہ پہلے ڈونگر گیا، پھر چتوڑ اور میوات ہوتا ہوا، دہلی پہنچ گیا، شاہ دہلی نے شاہزادہ کی بہت عزت کی، اسکی شجاعت و جوانمردی سے نہ صرف بادشاہ خوش تھا، بلکہ دہلی کے امرا بھی اسکی تعریف کرتے تھے، بااین ہمہ بادشاہ دہلی اوسکو شک کی نگاہ سے دیکھنے لگا، کہ مبادا وہ کبھی اسکی سلطنت پر قابض ہو بیٹھے، شاہزادہ بھی تاڑ گیا، دہلی چھوڑ جونپور چلا آیا،

مظفر شاہ سنہ ۹۳۲ھ مین ۲۰ دن بیمار رہکر راہی ملک بقا ہوا، اور مقبرۂ سلطان محمود بیگڈہ مین اس قبر مین دفن ہوا، جو اوس نے اپنی زندگی مین تجویز کی تھی، اس کی مدت سلطنت ۱۴ سال ۹ ماہ ہے، ع

بس نامور بزیر زمین دفن کردہ اند،
کز ہستیش بروی زمین یک نشان نماند

سکندر خان ملقب بہ سلطان سکندر شاہ

سلطان مظفر حلیم کے بعد اس کا فرزند سلطان سکندر جو حسن و جمال مین شہرۂ آفاق تھا، ۹۳۲ھ مین مالک تخت و تاج ہوا، اور جانانیر مین تخت نشینی کا جشن منایا، اوس نے یہ غلطی کی، کہ جو نوجوان اسکی شاہزادگی کے وقت اسکے مقرب تھے، ان کو بڑے بڑے عہدے دیکر تجربہ کار افسرون کو علٰحدہ کر دیا، یہانتک کہ عماد الملک (جو کئی پشتون سے وزیر اعظم چلا آتا تھا) اسکے ہاتھون سے قلمدان وزارت چھین لیا، اور خداوند خان کو اس عہدہ پر ممتاز کیا، ان واقعات سے امرائے قدیم سخت ناراض ہوگئے، خصوصاً عماد الملک کی معزولی تمام ملک مین بری نظر سے دیکھی گئی اس پر ایک اور فتنہ یہ پیدا ہوا، کہ اس بادشاہ کا سوتیلا بھائی شہزادہ لطیف خان دعویدار سلطنت ہو کر مقابلے کیلئے کھڑا ہوا، وہ نذربار و سلطان پور کے کوہ و صحرا کے گوشہ گوشہ مین اپنی کامیابی کا سراغ ڈھونڈھتا تھا، اور موقع کا منتظر تھا جب اوسکو خبر پہنچی، کہ امرائے قدیم بادشاہ سے ناراض ہین، تو اوس نے اون سے سازباز شروع کر دی، بادشاہ بھی غافل نہین تھا، شرزہ خان کو لشکر دیکر بھیجا کہ جہان کہین لطیف خان کو پائے اوسکا سر کاٹ لائے، مگر شرزہ خان نے شاہزادہ کا سر لانیکے بجائے اپنا سر دیا،

عماد الملک کے قدیم سپہ سالارون سے دیرینہ مراسم تھے، [illegible] کو عہدۂ وزارت سے معزول ہونے کا سخت صدمہ تھا، ایک دن بادشاہ بمقام ہانون چوگان بازی سے تھک کر خیمہ مین سو رہا تھا کہ عماد الملک کو جو اسی ٹوہ مین تھا، جاسوس نے خبر دی، کہ آج موقعہ ہے، عماد الملک چالیس سوارون کو لیکر کیمپ مین گیا، ہر چند محافظ فوج کے افسر نے روکا، کہ بادشاہ خواب استراحت مین ہین، مگر عماد الملک نے کہا ضروری کام ہے، چنانچہ ایک سوار کو ہمراہ لیکر اندر گیا، اور تلوار کا ایسا ہاتھ مارا، کہ بادشاہ خواب نوشین سے اٹھکر بستر عدم پر ہمیشہ کے لئے سو گیا، عماد الملک نے شاہی خاندان کے ایک بچہ نصیر خان کو اپنی گود مین لے کر تخت نشین کیا، اور خود بادشاہی کرنے لگا، امرائے دولت اس کے اس فعل سے سخت دشمن ہو گئے، جب اوس نے دیکھا کہ خون ناحق رنگ لا رہا ہے، اوس نے ہمایون بادشاہ کی خدمت مین امداد کیلئے درخواست کی، اور بندر دیت اور چند کرور رائج الوقت سکہ نذر دینے کا وعدہ کیا، ہمایون نے اسکی نمک حرامی کا خیال کر کے درخواست منظور نہ کی، وہ مایوس ہو گیا، اور امرا نے بالاتفاق بہادر شاہ بن مظفر شاہ کو بلا کر تخت نشین کیا،

Collection Of Advocate Showkat

سُلطان بہادر شاہ بن مظفر شاہ دُوم

پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ بہادر شاہ دو وجہوں سے ایک تو اس کے باپ مظفر حلیم نے سکندر خان کو ولیعہد مقرر کیا تھا، دوسرے اوسکو جاگیر کم عطا کی تھی، ناراض ہو کر کہیں چلا گیا تھا آخر دہلی جاکر سلطان ابراہیم لودھی کا مصاحب ہوگیا، امرائے جونپور کی استدعا پر جونپور آیا، جہاں اوسکو اپنے بھائی سلطان سکندر خان کے قتل کی خبر پہنچی، یہ خبر سنتے ہی وہ نہایت تیزی سے گجرات اور قصبہ میگریج معروف بہ محمود نگر پہنچ گیا، جاگیردار اوسکی آمد کی خبر سنکر خوشی خوشی یکے بعد دیگرے حاضر خدمت ہوئے، اور وفاداری و جان نثاری کا حلف اوٹھایا، عید کے دن اسکے نام کا خطبہ پڑھا گیا، اوس کے بعد وہ احمد پور آیا، اور جشن مناکر بلقب سلطان بہادر تخت نشین ہوا، امرا کو خطابات و انعامات دئے، پھر محمد آباد کی طرف ٹڈی دل فوج لیکر انتقام کے جوش میں عماد الملک کی سرکوبی کیلئے روانہ ہوا، عماد الملک شش و پنج میں پڑگیا، آخر یہ ارادہ کیا کہ سلطان نصیر خان نابالغ کی طرف سے جسکو اوس نے گود میں لیکر تخت نشین کیا تھا، بادشاہ کا خود مقابلہ کرے، مگر اسمین کامیابی نہیں ہوئی، اب اوس نے لطیف خان کے پاس جو زمانہ کی گردش سے دشت و جبل میں بحکم وَتِلْكَ الْاَیَّامُ نُدَاوِلُهَا بَیْنَ النَّاسِ ط اپنے طالع سعید کی فال دیکھ رہا تھا، کہ عماد الملک نے قاصد بھیجکر اوس کو تخت و تاج کی دعوت دی، ہنوز لطیف خان رستے ہی میں تھا کہ بہادر شاہ برق خاطف کی طرح عماد الملک پر گرا، وہ گھر بار چھوڑ کر ایک شیعہ دوست کے گھر میں چھپ گیا تھا، مگر اب یہ سب بیکار تھا، اَیْنَ مَا تَکُوْنُوْا یُدْرِکْکُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ کُنْتُمْ فِیْ بُرُوْجٍ مُّشَیَّدَۃٍ اگر تم مستحکم قلعوں میں بھی جاچھپو، تب بھی موت تم کو نہ چھوڑے گی آخر گرفتار کیا گیا، اور سولی پر لٹکایا گیا، عماد الملک نے تو اپنے برے اعمال کی یہی سزا پائی، مگر سلطان بہادر شاہ کو لطیف خان کا کھٹکا برابر لگا رہا، وہ بھی لاو لشکر لیکر آیا، اور خوب لڑا، مگر آخر شکست کھائی، زخمی ہوا، اور اسی صدمہ سے چند روز کے اندر مر گیا، سلطان نصیر نابالغ کو بھی زہر دیکر عماد الملک کے گہوارۂ لحد میں سلا دیا گیا، اب سلطان بہادر شاہ کیلئے کوئی خطرہ باقی نہ رہا، اطمینان سے ملک کے انتظام و کشور کشائی میں مصروف ہوا،

سنہ ۹۲۵ھ میں عادل خان حاکم آسیر نے جو بادشاہ کا ہمشیر زادہ تھا، راجپوتوں کی سرکوبی کیلئے امداد طلب کی، کئی ہزار فوج اور سیکڑوں کوہ پیکر ہاتھی اسکی امداد کیلئے روانہ کئے گئے، اور مہم سر ہوگئی،

سنہ ۹۳۶ھ میں بادشاہ نے دکن پر چڑھائی کی، راجہ بھرجی حاکم بگلانہ نے مقام دھار پر آکر سر اطاعت خم کیا اور خراج ادا کر کے اپنی جان بچائی،

قلعہ منڈو مین سلطان محمود نے علم بغاوت بلند کیا، بادشاہ نے ایک لشکر جدیدہ سپہ سالارون کی سرکردگی مین روانہ کیا، چند روز تک جنگ کا سلسلہ جاری رہا، لیکن شاہی لشکر نے شکست کھائی، یہ خبر سنکر بادشاہ کے غیظ و غضب کی کوئی حد نہ رہی، فوج کی کمان خود ہاتھ مین لی، اور نَصرٌ مِّنَ اللّٰہِ وَ فَتحٌ قَرِیب پڑھتا ہوا سمند برق رفتار پر سوار ہوکر منتخب لشکر لیکر طرفۃ العین مین آندھی کی طرح میدان کارزار مین پہنچا، سلطان خلجی اور اسکے فرزندون نے شمشیر زنی و آتش افشانی مین کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا، لیکن قسمت بری تھی، ہار گئے، اور تعاقب کر کے وہ اور اوسکے فرزند گرفتار کئے گئے، بادشاہ نے اپنے سردارون الف خان، آصف خان، اقبال خان کو بتاکید تمام حکم دیا، کہ پوری احتیاط کے ساتھ سلطان محمود اور اوس کے فرزندون کو احمدآباد لیجاکر شاہی حراست مین رکھا جائے، یہ خبر سنکر سلطان محمود کا حلیف راجہ پال سرحد و ہوڈیر کولی قوم کے بہادرون کا لشکر لیکر منتظر تھا، کہ جب اسیرانِ شاہی ادھر سے گذرین تو ان کو محافظ سپاہیون سے چھین لیا جائے، جب سرداران متذکرہ بالا سرحد پر پہنچے، تو راجہ پال نے شیر کی طرح کمین گاہ سے جست کی اور ان پر حملہ آور ہوا، بدقسمت سلطان محمود خلجی اس معرکہ مین مارا گیا، اگر وہ احمدآباد مین قید ہوتا، تو ممکن تھا کہ رحمدل بادشاہ اوسکو رہا کر دیتا، اور اوس کا ملک اوس کو واپس ملجاتا،

۹۳۸ھ مین بادشاہ نے اسیر و برہان پور جاکر محمد خان آسیری کو بادشاہ کا خطاب دیا، اور پھر منڈو واپس آیا، اسکے بعد اجین اور اوس کے ملحقہ قلعون کو فتح کر کے اپنی سلطنت مین شامل کیا، دریا خان کو اُس علاقہ کا حاکم مقرر کیا، اس کے بعد قلعہ رائے سین پر جو دریا کے کنارے پر واقع تھا، اور بڑے بڑے طاقتور بادشاہون سے بمشکل فتح ہوسکتا تھا لشکر کشی کی، اور قلعہ شکن، رعد آواز توپون سے قلعہ کے دو برج اوڑا کر اندر داخل ہوگیا، اور بادشاہ کے سپہ سالار سلطان عالم نے برستی ہوئی آگ سے گذر کر، قلعہ کی فصیل پر علم نصرت گاڑا، رانا سہلدی مع اپنے بھائی لکھمن سین کے، اس سے پہلے کہ وہ شاہی لشکر کے پنجہ مین گرفتار ہو، بھاگ کر قلعہ چتوڑ مین پناہ گزین ہوا، اس فتح سے تمام ملک جو رانا سہلدی کے قبضہ مین تھا، معہ چندیری و بھلسہ اور پرگنون کے فتح ہوگیا، بادشاہ نے عنایات خسروانہ سے یہ تمام علاقہ سلطان اعظم لودھی کو جو بارہ ۱۲ ہزار فوج لیکر اس جنگ مین شامل ہوا تھا اور بادشاہ کا جان نثار معاون اور اس جنگ مین سپہ سالار اعظم تھا، مرحمت فرمایا، اسی سنہ مین قلعہ کانور، ہوشنگ آباد و اسلام آباد، گاگرون، مندسور جیسے مہتم بالشان مقامات فتح ہوکر ممالک محروسہ مین شامل ہوئے،

بادشاہ کے دماغ مین قلعہ چتوڑ کی تسخیر کا دیرینہ خیال پھر تازہ ہوا، محمد شاہ آسیری اور خداوند خان سپہسالارون کو بلاکر اپنے ہاتھ سے دونون بہادرون کی کمر مین اپنی مشہور تلوارین موسومہ بہ فتح و نصرت باندھین، اور فرمایا، کہ آپ لشکر لیکر قلعہ کا محاصرہ کرین ما بدولت بھی فوجین لیکر جلد پہنچ جائین گے، جب بادشاہ کی آمد راجہ چتوڑ نے

سُنی تو اُسپر لرزہ طاری ہو گیا، اور اپنے وزرار کو بارگاہِ خسروی مین بھیجکر عرض کی کہ جو اطلاع بندگانِ شاہی کو میری بغاوت کی نسبت دیگئی ہے وہ سر بسر غلط ہے، مین مطیع اور جان نثار ہون مگر مقربانِ درگاہ نے بادشاہ کو راجہ کی طرف سے اسقدر بد دل کر دیا تھا کہ اون کے وزرا کا عجز و الحاح کچھ موثر نہ ہوا، آخر راجہ کی رانی نے خود بارگاہ مین حاضر ہو کر نہایت تضرع و زاری سے معافی مانگی جو قبول کرنا پڑی۔ راجہ نے محمود خان کی شکست مین جو تاج اور کمر بند مرصع وغیرہ لوٹا تھا، اور جسکی قیمت کا اندازہ جوہری کئی کروڑ روپیہ لگاتے تھے، رانی نے وہ سب کا سب پیش کر دیا،

اس کے بعد بادشاہ نے قلعہ چتوڑ پر دھاوا کیا، اس کے سپہ سالار قلعہ چتوڑ کا محاصرہ کئے ہوئے تھے۔ کہ اس دوران مین ایک واقعہ پیش آیا۔ یعنی سلطان حسین مرزا کا پوتا محمد زمان مرزا جو ہمایون بادشاہ کا نسبتی رشتہ دار تھا، کسی وجہ سے ناراض ہو کر گجرات چلا آیا، اور درباری امرا مین کسی عہدہ جلیلہ پر مقرر کیا گیا۔

ہمایون بادشاہ نے بہادر شاہ کو لکھا۔ کہ مرزا محمد زمان کو، یا تو ہمارے پاس بھیجدیا جائے، یا ملازمت سے موقوف کیا جائے۔ بادشاہ نے اس شہزادے کو جو اوس کے پناہ مین آگیا تھا، برطرف کرنا مناسب نہ سمجھا۔ پہلے تو ہمایون شاہ کو کچھ جواب نہ دیا، اور جب دیا، تو صاف جواب دیا، گجرات کی تاریخون مین ان مراسلون کو نقل کیا گیا ہے، ہم مرأت سکندری سے اس خط و کتابت کا خلاصہ ذیل مین نقل کرتے ہین،

ہمایون نے پہلے مراسلہ کے عنوان مین ایک شعر لکھا تھا، جسمین یہ اشارہ تھا، کہ ہم سے دوستی رکھنے مین آپ کا فائدہ ہے ہم کو دشمن نہ بنائین، کیونکہ اس کا نتیجہ تکلیف و رنج ہوگا، اس کے بعد یہ لکھا تھا، کہ محمد زمان میرزا جو آپ کے ہان پناہ گزین ہے، اسکو ہمارے حوالہ کر دین، یا ملک سے نکال دین۔ جو باعث اتحاد جانبین ہوگا، بہادر شاہ نے جواب لکھا کہ اس سے پہلے بھی بارہا سلاطین دہلی کے سردار بھاگ کر گجرات آئے، جنکو ہمارے بزرگون نے پناہ دی۔ مگر ارتباط مین فرق نہین آیا، ہمایون نے لکھا کہ گذشتہ واقعات کو اس واقعہ پر قیاس کرنا درست نہین، مناسب ہے کہ میری نصیحت آمیز باتین گوش ہوش سے سُنکر اوسکو ہمارے پاس بھیجدین، یا اسکی کسی قسم کی امداد نہ کرین، یا اپنے ملک سے نکال دین تاکہ ثابت ہو، کہ آپ اپنے معاہدون پر قائم ہین، غالباً آپ کو معلوم ہوگا، ہمارے جد بزرگوار حضرت صاحبقران کا منشا نہ تھا کہ روم کے ملک کو پامال کرین، لیکن جب اون کے ملک کے مجرم بھاگ کر روم مین پناہ گزین ہوئے، تو حضرت صاحبقران نے کئی بار بذریعہ تحریر روم کو نصیحت کی کہ ان کو اپنے ملک سے نکال دین، بایزید یلدرم نے یہ نصیحت نہ سنی، آخر اوسکو نتیجہ مل گیا، بہادر شاہ نے اس کا جواب کسی قدر سخت لکھا، کہ غرور آمیز تحریر پہنچی، محمد زمان میرزا ایک مظلوم ہے، بمقتضائے حدیث نبوی اُنصُرْ اَخَاکَ مظلوماً، اسکی حمایت و اعانت مجھ پر فرض ہے، جد بزرگوار کے زمانہ کے تذکرے لاف زنی کے سوا کوئی نتیجہ پیدا نہین کرتے، اور نہ اس سے آپ کی شجاعت ظاہر ہوتی ہے، اپنا کوئی نمایان کام لکھتے، تو البتہ وہ آپ کے لئے

باعثِ فخر ہوتا، لیکن لکھتے کیا، آپ سے تو کوئی ایسا کام ہوا ہی نہین، یہ ہمارے نمایان کام اور فتوحات کو دیکھو کہ اس تھوڑی سی مدت مین کیا کیا کام ہو چکا ہے،

ہمایون نے اسوقت بہادر شاہ کو یہ قطعہ لکھا، جب کہ بہادر شاہ قلعہ چتوڑ پر چڑھائی کر رہا تھا،

از ہمایون بادشاہ بخدمت سلطان بہادر شاہ،

اے کہ لشکر کشی بسوئے چتور — بیستم آن راچہ طور مے گیری۔
برسرت می رسم چو برق فنا، — توچگونہ چتور مے گیری،

جواب از سلطان بہادر شاہ بخدمت ہمایون بادشاہ،

تیغ نصرت کشم بہ شہرِ چتور — بنگران راچہ طور می گیرم،
زور توفیقِ حق بہمراہِ من — کافران را بزور می گیرم،

ہمایون شاہ کی نسبت جاسوسون نے خبر دی، کہ وہ قلعہ گوالیار پر حملہ کرنے والا ہے، بادشاہ نے سپہ سالارون کے مشورے سے یہ تجویز منظور کی، کہ تتار خان لودی تیس ہزار سوار لیکر براہ علاقہ بیانہ فوراً روانہ ہو جائے، اور دہلی کے قریب کسی مناسب مقام پر پہنچا، جب ہمایون شاہ قلعہ گوالیار کی تسخیر کے لئے کوچ کرے۔ تو بلا توقف دہلی پر حملہ کردے، اس سے ایک نہ ایک صورت ضرور پیدا ہوگی، یا تو وہ قلعہ گوالیار کی تسخیر کا خیال چھوڑ کر دہلی کو بچائیگا، یا دہلی سے ہاتھ دھو بیٹھے گا، مگر (تدبیر کنند بندہ وتقدیر کند خندہ) ہمایون شاہ کے بھائی ہندال نے تتار خان کو شکست دی، اور صورت دگرگون ہوگئی،

رومی خان! جو بادشاہ کا معتمد علیہ تھا، وہ کسی وجہ سے بگڑ گیا، اور خفیہ طور پر اوس نے ہمایون شاہ سے عہد و پیمان کر کے اسکو گجرات کی تسخیر پر آمادہ کیا، ہمایون نے بلا کسی دقت کے بڑے بڑے قلعے فتح کر کے فتح و نصرت کا جھنڈا نصب کیا، بہادر شاہ جان بچا کر چانپانیر چلا گیا، مگر وہان بھی ٹھہرنا مناسب نہ سمجھا، قلعہ چاپانیر اختیار خان کو اور راجہ نرسنگھ کو سپرد کر کے خود کھمبایت چلا گیا اور پھر کھمبایت سے سورت اور سورت سے بندر دیو جا کر دم لیا، ہمایون بادشاہ نے چانپانیر اور احمد آباد وغیرہ شہرون کو فتح کر لیا، اور علاقون اور قلعون کو اپنے سردارون مین علی حسب مراتبہم تقسیم کر دیا، احمد آباد مرزا عسکری کو اور بھروچ قاسم بیگ کو اور پٹن میرزا یادگار ناصر کو چاپانیر بابا بیگ کو مرحمت کیا،

بہادر شاہ کے امراء کو اس انقلاب سے سخت صدمہ پہنچا، سب نے متفق ہو کر مشورہ کیا کہ ایسی بے عزتی سے مر جانا بہتر ہے، یا تو منتشر فوجون کو جمع کر کے ایک دفعہ پھر دشمن کا مقابلہ کرین، اور ملک واپس لین، یا شجاعت و مردانگی سے میدان مین جان دین، ملک امین حاکم رنتھمبور اور ملک برہان الدین حاکم چتوڑ، اور ملک شمشیر الملک حاکم اجمیر نے بیس ہزار سوار جمع کر کے بہادر شاہ کی خدمت مین عرضداشت بھیجی، کہ اگر حکم ہو، تو یادگار ناصر پر حملہ کر دیا جائے، بادشاہ

نے جواب دیا کہ ہمارے آنے تک انتظار کرو؛

جب بادشاہ پہنچ گیا، تو اور کئی امرا و جاگیردار امداد کے لئے کھڑے ہو گئے، رفتہ رفتہ تمام ہاتھ سے نکلے ہوئے شہر فتح ہو گئے، یادگار ناصر تو بلا مقابلہ بھاگ گیا، البتہ میرزا عسکری نے کچھ مقابلہ کیا، مگر نقصان اٹھا کر میدان کارزار کو چھوڑ دیا، اور ہمایون شاہ کے پاس چلا گیا، اس طرح بہادر شاہ اور اوسکے امرا کی ہمت سے از سرنو سلطنت کا اقتدار قائم ہو گیا،

سلاطین گجرات مین بہادر شاہ اسم بامسمّی اور جامع صفات حسنہ تھا، ہر ایک شہر مین فقرا و مساکین کیلئے لنگر خانے جاری تھے، محتاجون کو انکی ضرورت کے موافق مال و دولت دی، مگر گداگری اسکی سلطنت مین ممنوع تھی، ہر ایک محتاج کیلئے حکم تھا کہ وہ لنگر خانے سے کپڑا اور روٹی لے. اور کسی اور کے دروازے پر نہ جائے، جو امیر یا راجہ اوسکی بارگاہ مین پناہ گزین ہوتا، اسکو اوسکی حیثیت و قابلیت کے مناسب جاگیر و منصب عطا کرتا، جو شخص اسکے ظل حمایت مین آتا آخر دم تک اسکی حمایت کرتا، جسکی روشن مثال محمد زمان میرزا ہے، کہ ہمایون جیسے زبردست بادشاہ نے ہر چند اوس کو واپس لینا چاہا، مگر بہادر شاہ نے کچھ پرواہ نہ کی، اور اس کو اپنے سایۂ حمایت سے محروم نہ کیا،

عالم خان لودھی اور علاء الدین لودھی کو جو کبھی دہلی کے فرمانروا تھے، اپنی مملکت مین بڑے بڑے علاقون پر حکمران کر دیا، اور اپنے ماتحت جان نثار حکمرانون کو شاہ کا خطاب دیا، رعایا کا معاملۂ زمین بہت دفعہ معاف کیا، خطابات و انعامات کا دروازہ ہر وقت ہر ایک جان نثار کیلئے کھلا رہتا تھا، جو مظلوم راجہ یا حکمران اس سے امداد مانگتا، اوس کو امداد دیتا، اس کے زمانہ مین ملک گجرات علم و فضل و صنعت و حرفت کے اعتبار سے ایشیا کے ممتاز ملکون مین تھا،

اسکی شجاعت کا ثبوت اس سے زیادہ اور کیا پیش کیا جا سکتا ہے، اس نے ہمایون کا مقابلہ کس ہمت و جوانمردی سے کیا، اور ہاتھ سے گیا ہوا ملک پھر کسطرح واپس لے لیا، اس بادشاہ کے حالات مین کئی تاریخین لکھی گئی ہین جنمین سے ایک تاریخ بہادری ہی، ہم نے اس مین سے چند واقعات لئے ہین؛

بندر دیو پر پرتگیزون نے قبضہ کر کے ایک قلعہ تعمیر کر لیا تھا، جسکے لئے بادشاہ پیچ و تاب کھا رہا تھا، مگر اوس کا بس نہین چلتا تھا، ایک دن وہ کسی تقریب سے دیو بندر کے معاینہ کو گیا اور معلوم نہین کہ وہ کس طرح دشنۂ اجل کا شکار ہوا، بیان کیا جاتا ہے، کہ جب وہ بندر مین داخل ہوا، تو دشمنون نے پہلے ہی سے اوس کے قتل کا منصوبہ باندھ رکھا تھا، اوس کو قتل کر دینے کے بعد اوس کی نعش سمندر مین پھینک دی گئی، یہ سانحہ ہوش ربا ۹۴۲ھ مین پیش آیا، کسی فاضل نے اس کی شہادت کی تاریخ سُلطانُ البَر شہیدُ البحر لکھی ہے، اور جس سے

ثابت ہوتا ہے کہ اس کی نعش سمندر میں پھینک دی گئی تھی، یہ بادشاہ گیارہ سال سلطنت کر کے ۱۴ برس کی عمر میں غریق بحر رحمت ہوا.

محمود بن لطیف خان بن سلطان مظفر حلیم،

سلطان بہادر شاہ چونکہ لاولد تھا، اسکی زندگی میں طے ہو چکا تھا، کہ اسکی وفات کے بعد اس کا ہمشیرزادہ محمد شاہ[1] تخت نشین ہوگا، محمد شاہ اوجین کے علاقہ کا حاکم تھا، بادشاہ نے اوسکو باقاعدہ ولیعہد کر دیا، بہادر شاہ کی وفات کے بعد محمد شاہ کو بلایا گیا. کہ جلد تر پایۂ تخت پہونچ کر زمام سلطنت ہاتھ میں لے لے،

ادھر تو امرائے دولت محمد شاہ کی تخت نشینی کی فکر کر رہے تھے، ادھر میرزا محمد زمان خان اس موقع کو غنیمت سمجھ کر ایک زبردست فوج کے ساتھ آپہنچا، عماد الملک سپہ سالار نے اس کا مقابلہ کیا، چونکہ میرزا محمد زمان کی سپاہ کا بڑا حصہ تہ تیغ ہو گیا تھا، وہ شکست کھا کر بھاگ گیا،

محمد شاہ کو جب سلطان کی شہادت کی خبر پہنچی تو حواس باختہ ہو گیا، اور سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر چند روز تک روتا رہا، آخر اسی حادثۂ جان کاہ سے مر گیا، اوس کو اپنے ماموں سے اسقدر محبت تھی، کہ اس کے مقابلہ میں تخت و تاج کو ہیچ سمجھا،

محمد شاہ کی وفات کے بعد جب اُمرائے دولت کو مایوسی ہوئی، تو اب ان کو اس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں تھا، کہ بہادر خان کے برادر زادہ محمود خان نابالغ کو جو جیل میں پابزنجیر تھا، قید و بند سے آزاد کر کے تخت نشین کریں اور انتظام سلطنت میں جان و دل سے اسکی مدد کریں،

وہ گیارہ برس کا تھا جب اوس نے ۹۴۳ھ میں امرا، کی امداد سے عنان سلطنت ہاتھ میں لی، کم سنی کی وجہ سے انتظام مملکت ایک کونسل کے سپرد تھا، جس کے صدر اور نائب صدر عماد الملک اور دریا خان تھے، اس بادشاہ کے حالات اس حیثیت سے دلچسپ ہیں، کہ ان سے معلوم ہوتا ہے، کہ سلطنتوں میں امرا و وزرا کس کس قسم کی چالیں چلتے ہیں، اور اُن کے نمایشی اتحاد و محبت کی کیا قدر و قیمت ہوتی ہے، اگرچہ عماد الملک اور دریا خان ملکر کام کرتے تھے، مگر ان کی مثال شطرنج کے مہروں کی سی تھی، کہ ایک بساط پر ملکر رہتے ہیں، اور جب داؤ چلتا ہے، تو ایک دوسرے کا سر کاٹ لیتا ہے، ہر ایک یہی چاہتا تھا، کہ وزارت کے اختیارات کلیۃً بلا شرکت غیرے اس کے سپرد ہوں. بادشاہ تو اکثر سیر و شکار میں مصروف رہتا تھا، وزرا کی کونسل اگر کوئی معاملہ اس کے سامنے پیش کرتی، تو وہ کہتا کہ جب خدا

---

[1] ابوالفضل نے اس کا نام میران محمد لکھا ہے.

نے ہمیں فلاطون و ارسطو جیسے وزیر دئے ہیں، تو پھر ہمکو امور سلطنت میں دردسری کی کیا ضرورت ہے، دریا خان بادشاہ کے مزاج پر زیادہ حاوی ہوگیا تھا، کیونکہ وہ اکثر بادشاہ کے شکار کا انتظام کیا کرتا تھا: اس لئے وہ گاہے گاہے بادشاہ کی خدمت میں باریاب ہوتا، اور اوس کو اپنے مقاصد و مطالب پیش کرنے، اور مخالفین کی نسبت گلہ و شکایت کرنے کا موقع ملتا تھا: ایک روز اوس نے بادشاہ سے خلوت میں عرض کی، کہ جہان پناہ ہم وزرا کی مشترکہ حکومت میں طرح طرح کے نقص ہیں، کچھ مثالیں بھی فرضی پیش کین، اور بادشاہ کو آمادہ کیا کہ عماد الملک کو حکمت عملی سے جاگیرات پر بھیجا جائے، پھر رفتہ رفتہ وزارت سے الگ کرکے دوسرے متفرق شعبے اس کے سپرد کئے جائیں، چنانچہ اوس نے اس بارہ میں بادشاہ کا فرمان بھی جاری کرادیا اور عماد الملک کو بحکم بادشاہ جاگیر پر جانا پڑا، جب عماد الملک کا عمل و دخل دربار سے جاتا رہا، تو اوس کی بدعہدی اور خودغرضی کی بہت سی باتین کہکر بادشاہ کو اور زیادہ برافروختہ کیا، اور اپنا اعتماد بڑھایا، دریا خان خود پسند عیاش تھا، اپنے فرائض بھی اپنے دوستون کے سپرد کر رکھے تھے، اوس کا طریق زندگی "بابر بعیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست" تھا،

ہر وقت جام بدست و صراحی در بغل، مخمور و سرمست رہتا تھا، ایک دن مجلس نشاط میں جسمین بادشاہ بھی رونق افروز تھا، دریا خان نے یہ گستاخی کی، کہ بادشاہ کو محفل میں بیٹھا چھوڑ کر سب کے سامنے ایک رنڈی کو بغل میں لئے خلوت میں چلا گیا، بادشاہ اگرچہ بظاہر دریا خان کا دست نگر تھا، مگر پھر بھی شاہانہ مزاج اور دماغ رکھتا تھا، دریا خان کی اس بے حیائی اور گستاخی پر آگ بگولا ہو گیا،

سلطان عالم خان لودھی جو بادشاہ کا مصاحب تھا، اور دریا خان کی ناراضی کی وجہ سے دربار سے نکالا گیا تھا، اتفاقاً اس مجلس میں موجود تھا جب اوس نے دیکھا کہ دریا خان کا غرور حد سے زیادہ بڑھ گیا ہے، اور بادشاہ بھی اس سے ناراض ہے، تو اوس نے بادشاہ کے خادم راز دان جرجی خان جرجی مار کو ابھارا، کہ جسطرح ممکن ہو دریا خان کی جڑ اکھیڑی جائے، جرجی خان نے بادشاہ کو دریا خان کے خلاف ابھارنا شروع کیا، اور ظاہر کیا کہ وہ آپ کے قتل کے درپے ہے، تمام سلطنت میں صرف ایک شخص سلطان عالم خان لودھی آپکا جان نثار ہے، بہتر ہے کہ آپ اوسکی جاگیر میں تشریف لے چلیں، پھر دریا خان کا قلع قمع آسان ہوگا، اس جگہ اسکو اگر معزول یا قید کیا جائے گا تو چونکہ اس کے خیرخواہ بہت ہیں، ممکن ہے، کہ وہ آپ پر غالب آجائے، جب یہ منصوبہ پختہ ہوگیا، تو سلطان عالم لودھی کو اطلاع دی گئی، وہ ایک دستہ فوج لیکر خفیہ طور سے بادشاہ کو اپنے پاس لے آیا، دریا خان نے جب دیکھا کہ معاملہ دگرگون ہوگیا، اور دشمن کا داؤ چل گیا ہے، تو وہ ایک عجب چال چلا، احمد آباد کے شاہی خاندان میں سے ایک شاہزادہ کو لیکر سلطان مظفر کے نام سے تخت نشین کردیا، اور ساٹھ ہزار سوار لیکر بادشاہ پر حملہ آور ہوا، بادشاہ نے مدافعت کی بہت کوشش کی، مگر زیادہ جمعیت فراہم نہ کرسکنے کی وجہ سے شکست کھائی،

دریاخان سلطان مظفر کو لیکر فتح ونصرت کے نقارے بجاتا ہوا، دھولقہ پہنچ گیا،

سلطان عالم خان لودھی جو اسوقت بادشاہ کا جان نثار سپہ سالار تھا، دریاخان کی اس عارضی فتح سے مایوس نہ ہوا، بلکہ اسکو یقین تھا کہ آخر کامیابی کا سہرا اوسکے سر رہے گا کیونکہ ظل اللہ (بادشاہ) کا سایہ اس کے سر پر ہے، نیز وہ ان حالات سے بیخبر نہ تھا، کہ امرائے مملکت ونمایندگان رعایا بادشاہ کے خیر خواہ ہین، اور دریاخان کی اس نمک حرامی کی وجہ سے کہ اوس نے آقائے ولی نعمت کا مقابلہ کیا، اسکو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہین، دریاخان نے جب دیکھا کہ زمانہ کا رنگ بدلا ہوا ہے، تو اوسکو ہوش آیا، اور وہ اپنی کامیابی کیلیئے ہاتھ پاؤن مارنے لگا، دھولقہ سے احمد آباد جاکر امرائے شہر کی استمالت کرنے لگا، تاکہ لوگون کے دل کو اپنی طرف کھینچے، مگر ایک شخص بھی اس کی طرف مائل نہ ہوا، یہ دیکھکر اوس نے اپنی بیوی اور بچون کو چاپانیر بھیجدیا، اور خود آسیر مین مبارک شاہ کے پاس چلا گیا، سلطان محمود لشکر لے کر پہلے احمد آباد آیا، جہان لوگون نے اس کے آستان عظمت پر سر عقیدت خم کیا، جب یہان کا انتظام ہر طرح مکمل ہوگیا، تو چاپانیر کے قلعون پر شاہی جھنڈے نصب ہوئے،

دریاخان کے اہل وعیال گرفتار اور اس کا مال واسباب ضبط کیا گیا، جب تمام ملک زیر نگین ہوگیا، تو قلمدان وزارت برہان الملک بنیانی کو مرحمت ہوا، اور شمشیر سپہ سالاری سلطان عالم خان لودھی کے زیب کمر ہوئی، سلطان عالم خان لودھی نے بادشاہ سے سفارش کرکے عماد الملک کو بھی دربار مین بلوایا، اور اوس کا قصور معاف ہو کر اسکو بھروچ اور سورت دو ضلع پرگنون کی جاگیر کی سند عطا کی گئی،

جرجی جڑ بیمار جو بعد مین ملقب بہ لقب محافظ خان ہوا، بادشاہ کی زبان تھا، اور کسی کو خاطر مین نہ لاتا تھا، اوس نے بادشاہ کے دل پر یہ نقش کیا، کہ علاء الدین لودھی برادر سلطان سکندر پادشاہ دہلی (جو سلطان سکندر کے وقت سے بادشاہ کا مقرب درگاہ تھا،) اور اس کا دوست شجاعت علی خان قبلہ عالم کے جانی دشمن ہین، اور یہ دونون جنگ مین دریا خان کے معاون تھے، اگر یہ زندہ رہے، تو بندگان عالی کیلئے مصیبت کا باعث ہون گے، بادشاہ نشہ کی حالت مین تھا، "بزن" کہتا ہوا حرم سرائے مین چلا گیا، اور سلطان علاؤالدین اور شجاعت علی خان سولی پر چڑھادیئے گئے، بادشاہ نے حکم تو دیدیا، مگر اس صدمہ سے تین دن تک محل شاہی سے باہر نہ آیا، اور نہ کسی سے ملا،

عماد الملک نے جب یہ واقعہ سنا، تو جاگیر کو جاتے ہوئے راستہ سے واپس آیا، اور عالم خان لودھی سے کہا کہ جڑ بیمار نے آج علاؤالدین جیسے امیر کبیر و جان نثار کو قتل کرادیا ہے، کل وہ ہم پر بھی ہاتھ صاف کریگا، جب تک کہ ہم دربار شاہی سے اس فتنہ انگیز کو نہ نکال دین، نہ ملک کا انتظام بہتر ہوسکتا ہے، نہ ہم زندہ رہ سکتے ہین، بادشاہ کے حضور مین دونون امرا نے علانیہ کہا کہ جڑ بیمار کو یا تو ہمارے حوالہ کیا جائے، یا اوسکو دربار سے نکال

دیا جائے. بھلا بادشاہ اپنے خادم زادے کو دشمنون کے حوالے یا اپنی صحبت سے الگ کیونکر کرسکتا تھا، اب انھون نے مشورہ کیا "چو آب از سر گذشت چہ یک نیزہ وچہ یک دست" چڑ بیمار کا کام جسوقت موقع ملے تمام کردینا چاہیے. چنانچہ ایک دن بھرے دربار مین عمادالملک اور عالم خان لودھی کے اشارے سے ایک سپاہی نے چڑ بیمار کا (جو بادشاہ کے پس پشت کھڑا چینور ہلا رہا تھا) سر قلم کردیا، بادشاہ کو طیش آیا، تلوار لیکر دوڑا، اسی ہنگامہ مین اس کے پیٹ مین بھی کسی نے خنجر چبھو دیا، مقربان درگاہ بادشاہ کو اٹھا کر محل مین لے گئے اور مرہم پٹی کرکے اوس کو قید کردیا، کیونکہ اندیشہ تھا کہ اگر اسے آزاد چھوڑ دیا جائے گا، تو چڑ بیمار کے حمایتی بادشاہ کے ساتھ ملکر کوئی ایسا فتنہ برپا کرین گے، جس کا فرو کرنا مشکل ہوجائے گا،

اس وقت چار امرا عالم خان لودھی، وجیہ الملک، مجاہد خان اور عمادالملک کا زیادہ اثر و اقتدار تھا، انھون نے مشورہ کیا کہ حالت موجودہ مین ہم بادشاہ سے کسی صورت مین امین نہین رہ سکتے، ممکن ہے، کہ وہ دوسرے امرائے دربار سے اپنا رسوخ پیدا کرکے ہم کو فنا کردے، بہتر ہے کہ بادشاہ کو اندھا کردیا جائے، اور ملک کو باہم تقسیم کرکے دائمی مصالحت کا اقرار و معاہدہ کیا جائے،

بادشاہ اگرچہ محصور تھا، مگر پھر بھی بادشاہ تھا، اوسکو بھی لحظہ لحظہ کی خبرین پہنچتی تھین، اس منصوبہ کی خبر بھی پہنچ گئی، اوس نے دوسرے امرائے سازباز کرکے رفتہ رفتہ اپنی طاقت ایسی بڑھائی، کہ وجیہ الملک اور عالم خان کی کچھ ہستی باقی نہ رہی، جب اونھون نے دیکھا کہ ہمارے اقبال کا ستارہ گردش مین ہے تو شہر چھوڑ کر جہان موقع پایا بھاگ گئے،

عالم خان لودھی بھڑدچ چلا گیا: عمادالملک پہلے سے جاگیر پر مقیم تھا، وجیہ الملک کسی جگہ جاکر گوشہ نشین ہوگیا، لیکن پھر سب اپنے اپنے درد کی وجہ سے ایک جگہ جمع ہوگئے، عمادالملک گرگ باران دیدہ تھا، اوس نے ایک طویل عریضہ بندگان شاہی کی خدمت مین لکھا، جس مین ابتداءً معافی تقصیرات کی درخواست تھی، بعد ازان اپنے خدمات کا تذکرہ تھا، اور ساتھ ہی اس وقت کی نازک حالت دکھلائی تھی، کہ شیر شاہ شاہ دہلی آج کل بلائے آسمانی بنکر بڑی بڑی سلطنتون کو تباہ کر رہا ہے، اگر دریا خان اور عالم خان اسکی ملازمت مین چلے گئے، تو اس مین دو نقصان ہین، ایک تو قدیم الخدمت سردار دشمن کی ملازمت مین چلے جائین گے، دوسرے ان کی رہنمائی مین اگر شیر شاہ نے حملہ کردیا، تو اس کا مقابلہ تقدیر کا مقابلہ ہوگا، بہتر ہے کہ ان کو اطراف ملک مین وسیع جاگیرین دی جائین، جسمین بہت فائدے ہین، اول قدیمان درگاہ درگاہ مین رہین گے، دوسرے بیرونی حملون کے وقت جان و دل سے مدافعت کرین گے، تیسرے جو ندامت انھین اس نازیبا فعل سے ہوئی ہے، اس سے وہ سخت نادم اور متاسف ہین، اب ایسے افعال کی جرات نہین کرین گے، اور بندۂ درگاہ تو اس دروازے کو چھوڑ کر اور کہین

جاہی نہین سکتا،

قرارے کردہ ام باخود نخواہم رفت زین درگاہ
سر اینجا سجدہ اینجا بندگی اینجا قرار اینجا،

اس جادو اثر تحریر نے بادشاہ کے دل پر ایسا اثر کیا کہ عماد الملک فوراً طلب کیا گیا، وہ کئی ہزار سوارون کے ساتھ آستان بوس درگاہ ہوا، وہ خود بھی مراحم خسروانہ سے ممتاز کیا گیا، اور دوسرون کو بھی اسکی سفارش سے جاگیرین عطا کی گئین، مگر کسی شریر نے ایک رات فوج مین یہ افواہ اڑا دی، کہ بادشاہ نے عماد الملک کی سپاہ کے قتل اور مال و اسباب کے لوٹنے کا حکم دیا ہے، پھر کیا تھا، عماد الملک کی فوج شاہی لشکر پر جو اطمینان سے ہتھیار اوتار کے بیٹھا تھا، ٹوٹ پڑی، اور اوس کا ساز و سامان لوٹ لیا،

بادشاہ نے اگرچہ فتنہ پردازون کو سزا دی، مگر عماد الملک اور دیگر امرا کا اعتماد جاتا رہا، عماد الملک دنیا کے دھندون سے تنگ آگیا تھا، ۹۷۲ھ مین حرمین شریفین کی زیارت کیلئے روانہ ہوا، مگر دشمنون نے اسکو یہ سعادت بھی عملاً حاصل نہ کرنے دی، راستہ مین قتل کیا گیا،

دریا خان اور عالم خان لودھی زمانہ کی بو قلمونیان دیکھکر شیر شاہ کی ملازمت مین چلے گئے، اور بادشاہ کے دربار مین جدید طبقہ امرا برسرکار آگیا، جس کا قائد اعظم آصف جاہ مدار المہام تھا، علاوہ انکے اور بھی نئے امیر نئے عہدون پر ممتاز ہو گئے، جو موجب لِکُلِّ جَدِيدٍ لَذِيذٌ نہایت سرگرمی سے انتظام کرنے لگے، بہت جلد شوکت گزشتہ وسطوت رفتہ واپس آگئی، بادشاہ نے طبقہ جدید کو اس قدر وسیع جاگیرین دین، کہ ملک کا بڑا حصہ اُن کے اندر آگیا، اس کا مقصد یہ تھا، کہ یہ لوگ اپنے آپ کو ملک کا حصہ دار سمجھکر، ملک کی ترقی و بہبودی و توسیع سلطنت مین اپنی جانین قربان کرین، اس وقت اس ملک کا کچھ حصہ کولیون اور گوراسیون (گوجرون) کے قبضہ مین تھا، اور انھون نے کبھی معاملہ زمین نہین دیا تھا، ایک تو یہ وجہ تھی کہ ان کا دعویٰ تھا، کہ ہم گجرات کے سلاطین کے بھائی بند ہین، دوسرے گجرات کی بہادر قومون مین ان کا شمار ہوتا تھا، اور ان کی شجاعت کو ہر زمانہ مین بادشاہ وقت تسلیم کرتے رہے تھے، منتخب شاہی فوج انھی دو خاندانون سے بھرتی کیجاتی تھی، بادشاہ نے گوراسیون اور کولیون کا علاقہ موسومہ وانتہ ضبط کیا تو سلطنت کے گوشہ گوشہ مین کھلبلی پڑ گئی،

ایدر، سروہی، ڈونگرپور، بانس بلہ، لوناواڑہ، ہبی کانٹھہ، ہلوڈ کے کولی اور گوراسی راجہ جمع ہو گئے، اور باہم معاہدہ کیا، کہ یا تو فنا ہو جائین گے، یا سلطنت کا تختہ الٹ دین گے، مگر معاملہ زمین نہین ادا کرین گے، انھون نے متفقہ مقابلہ کیا، اور شاہی لشکر کو اس قدر قتل کیا کہ میدان کارزار مین کشتون کے پشتے لگ گئے، آخر کولی اور گوراسی رعیت تھے، اور سلطان محمود خان بادشاہ تھا، ذرہ اور پہاڑ کا مقابلہ تھا، ان کے اکثر بہادر مارے گئے، اور اپنا نام دنیا مین چھوڑ گئے، بادشاہ کے لشکر کو چونکہ بہت نقصان پہنچا تھا، اس لئے اس نے حکم جاری کیا، کہ جہان کہین گوراسی اور کولی ملین، اُن کو قتل کر دیا جائے،

جو لوگ ان میں سے باقی رہ گئے، انھون نے اپنی ذات۵۱ تبدیل کردی، یہی وجہ ہے کہ آجکل گجرات دکن کی مردم شماری مین گوجرون کی تعداد کم نظر آتی ہے، حالانکہ گجرات انھین کے نام سے آباد ہوا تھا،

مؤلف:۔ گجرات مین گوجرون کے کم ہونے کے دو سبب ہین،

اول۔ اس قسم کا قتل عام کئی دفعہ ہوا، دوسرے دو تین دفعہ قحط سالی کی وجہ سے گوجر شمالی پنجاب کے پہاڑون مین ہجرت کرکے چلے گئے،

اس بادشاہ کی عمارات عظیمہ مین سے ایک عجیب عمارت آہو خانہ ہے، اس کا طول تین فرسنگ اور عرض ایک فرسنگ تھا، اس کے چارون طرف بڑے بڑے عظیم الشان محل تعمیر کئے گئے تھے،

مؤلف:۔ معلوم ہوتا ہے کہ اسمین شکار کیلئے ہرن جمع کئے جاتے ہون گے،

سنہ ۹۶۱ھ مین جب وہ محل مین سو رہا تھا بخت خفتہ نے جگا دیا۔ اپنے خادم برہان آبدار سے پانی مانگا، اوس نے پانی مین زہر ملا دیا جس سے وہ تڑپ تڑپ کر مر گیا۔

گجرات کے کولی جو بچ گئے، اب تک برہان کا بُت بنا کر پوجتے ہین، کہ اس کے باعث ہمین ایسے ظالم اور خونخوار بادشاہ سے نجات ملی، ان کا اعتقاد ہے کہ برہان ہمارا نجات دہندہ دیوتا ہے، جس نے ہماری نسل کو بچایا ورنہ ستمگار و جفاکار بادشاہ کا حکم تھا، کہ کولی خاندان کا بیج دنیا مین باقی نہ چھوڑا جائے،

لیکن برہان آبدار بھی جس نے بادشاہ کو زہر دیا تھا بری طرح قتل کیا گیا، سچ ہے کہ کردہ کہ یافت،

مؤلف۔ امراء کی چپقلش اور وزراء کی سیاسی چالون سے معلوم ہوتا ہے، کہ بادشاہی دربارون مین کیا کچھ ساز و باز ہوتا ہے، وہان نہ تو کوئی بادشاہ کا حقیقی خیر خواہ ہوتا ہے اور نہ بادشاہ کو کسی پر اعتماد ہوتا ہے، امرائے دربار کا آپس مین معانقہ یا مصافحہ محض ظاہری اور نمایشی رسم ہے، ایک وقت مین دو امیر بظاہر دوست ہوتے ہین، لیکن دوسرے وقت دشمن، یہ فطرت کے کرشمے ہین، پہلے بھی تھے، اب بھی ہین، اور آیندہ بھی رہین گے،

احمد خان بن لطیف خان نبیرہ سکر خان بن سلطان احمد بانی احمد آباد

سلطان محمود خان کا کوئی فرزند نہین تھا، امرائے دولت نے مشورہ کرکے شاہی خاندان سے رضی الملک

---

۵۱ ہمارے خیال مین تمام گوجر قبائل کولیون کے ساتھ تھے، جب اس قوم پر قہر سلطانی ہوا، تو شاہی فرمان جاری کیا گیا، کہ یہ لوگ اپنے صافہ پر سرخ کپڑے کا نشان ٹانکین، جو غلامی و ذلت کی علامت ہے، اس وجہ سے لوگون نے اپنی ذات تبدیل کردی،

ایک شہزادے کو سلطان احمد کا لقب دیکر ۵ ربیع الاول ۹۶۱ھ کو محمود آباد مین تخت نشین کیا، مگر یہ برائے نام بادشاہ تھا، سلطنت کا تمام کاروبار وزراء کے ہاتھ مین تھا، عہدۂ وزارت پر اعتماد خان اور سپہ سالاری کے منصب پر ناصر الملک ممتاز تھے، مبارکشاہ والئے آسیر و برہان پور سلطان احمد خان کی تخت نشینی سے ناراض تھا، مقابلہ کے لئے لشکر لیکر دریائے نربدا کے کنارے، بھڑوچ کے مقابل خیمہ زن ہوا، دوسری طرف اعتماد خان اور دیگر امراء نے مبارکشاہ کی مدافعت کیلئے دریائے نربدا کے دوسرے کنارے پر صفین آراستہ کین، لیکن صلح ہوگئی، بدقسمتی سے اعتماد خان اور ناصر الملک کے اتحاد مین رخنہ پڑگیا، سید مبارک، اعتماد خان پر اعتماد رکھتا تھا، اور اور دوسرے امراء ناصر الملک کے حامی تھے، غرض سید مبارک اور ناصر الملک کے مابین خون ریز جنگ ہوئی، سید مبارک نے شکست کھائی، اور اوس کے اکثر خویش و اقارب میدان کارزار مین کام آئے،

اعتماد خان نے جب دیکھا کہ اسکی جان خطرہ مین ہے، تو وہ سید مبارکشاہ کے پاس چلا گیا، اور ناصر الملک بلا شرکت غیرے مدار المہام و مختار کل ہوگیا، بادشاہ کے معتمد اس وقت الغ بیگ حبشی اور عماد الملک رومی تھے، بظاہر تو یہ دونون ناصر الملک کے دوست تھے، مگر خفیہ طور پر وہ مبارکشاہ اور اعتماد خان سے ملے ہوئے تھے، اور ہمیشہ اس فکر مین رہتے تھے: کہ موقع ملے تو ناصر الملک کا تختہ الٹ دین، وہ مبارک شاہ سے سازباز کرکے بادشاہ کو پوشیدہ طور پر سید مبارک کے لشکرگاہ مین لے گئے، اس سیاسی چال سے ناصر الملک بے دست و پا ہوگیا، اور سید مبارک اور اعتماد خان فتح و نصرت کے پرچم اوڑاتے ہوئے، بادشاہ کو لیکر احمد آباد مین چلے آئے، اس اثنا مین ایک اور فتنہ برپا ہوا، اختیار الملک حسن خان دکنی، اور فتح خان بلوچ جو امرائے عظام مین تھے، سید مبارک اور اعتماد خان کے مخالف ہوگئے، اونھون نے سلطان احمد کے چچا ساہو سلطان کو تخت نشین کرکے اس کے نام کا خطبہ پڑھوا دیا، سلطان احمد، اور ساہو سلطان کے درمیان جنگ شروع ہوئی،

ساہو سلطان شکست کھا کر آوارۂ دشت ادبار ہوا، بادشاہ کی کمزوری سے امراء نے آپس مین ملک تقسیم کرلیا، ہر ایک امیر اپنے اپنے علاقہ کا انتظام کرنے لگا، اس طرح سے سلطنت منتشر ہوگئی، اور اسمین جمہوری سلطنت کی شان نظر آنے لگی، سلطان احمد شاہ کو مصارف ذاتی کے لئے احمد آباد اور پرگنہ دس کروئی، اعتماد خان کو کڑی، جھالاواڑ، ٹھلار، نڑباد، بھیل، رادھن پور، سمی، منجھپور، گودھرا، ملک سورٹھ، مبارکشاہ کو نہروالہ، کھمبایت مع چوراسی، دھولقہ، گھوگھہ، دھندوقہ، جانپانیر، سرنال، بالاسنور، کپڑبنج اور عماد الملک کو بھڑوچ، بڑودہ، ضلع سورت مع ندربار، سلطان پور، موڑاسہ وغیرہ پرگنہ عطا کئے گئے، اب بادشاہ کو بظاہر بیرونی حملون کا کوئی اندیشہ باقی نہین رہا تھا، اب ایک اور اندرونی مصیبت رونما ہوئی، اعتماد خان اور عماد الملک جو سلطنت کے روح و روان تھے، ایک دوسرے کے سخت مخالف ہوگئے، بعض دفعہ تو بیٹھے بیٹھے معمولی سی بات پر ایک دوسرے پر تلوار اوٹھا لیتا تھا، بادشاہ کی توجہ عماد الملک پر زیادہ ہوئی، تو اعتماد خان

رنجیدہ ہو کر اپنے دوست سید مبارک کے پاس چلا گیا، سید مبارک نے احمد آباد مین آکر ان دونون مین صلح کرا دی، اور وزارت کا عہدہ بدستور سابق اعتماد خان کے متعلق کیا گیا، بادشاہ کو یہ منظور نہین تھا، اس کا خیال تھا کہ اعتماد خان اسکو قتل کرا دے گا، وہم کی دوا لقمان کے پاس بھی نہین ہے، لوگون نے ہر چند سمجھایا، مگر بادشاہ کا وہم بڑھتا گیا، آخر خفیہ طور پر مبارک شاہ کے پاس سید پور (متصل محمود آباد) چلا گیا، سید مبارک بادشاہ کے بلا اطلاع پہنچ جانے سے متعجب ہوا، مگر چونکہ کوئی سیاسی چال نہ تھی، بہ دل و جان بادشاہ کی مدارات مین مصروف ہو گیا،

اسی اثنا مین یہ مشہور ہوا کہ ہمایون بادشاہ کا ایک سپہ سالار حاجی خان دہلی سے گجرات کی تسخیر کے ارادہ سے پانچہزار سوار اور کئی سو ہاتھی لیکر آ رہا ہے، عماد الملک اور اعتماد خان نے باہمی خصومات کو رفع کر کے یہ خیال کیا کہ حاجی خان کی لشکر کشی مین سید مبارک اور بادشاہ کا ضرور اشارہ ہے. بالاتفاق قرار پایا، کہ اس سے پہلے کہ حاجی خان سید مبارکشاہ سے ملے، مبارک شاہ کا کام تمام کر دیا جائے؛ چنانچہ لشکر عظیم لیکر سید مبارکشاہ پر چڑھائی کی، اور اسکو قتل کر دیا،

اس فتح کے بعد اعتماد خان اور عماد الملک بادشاہ کو احمد آباد لے آئے، اور سلطنت کا نظم و نسق باہمی اتفاق سے کرنے لگے، لیکن بدقسمتی سے پھر ان مین مخالفت کی آگ بھڑک اٹھی، اور اونھون نے ایک دوسرے کے نکالنے کیلئے ریشہ دوانی شروع کر دی، اعتماد خان نے اپنے قدیم دوست تاتار خان غوری کو جوناگڈھ سے مع فوج کے بلایا اور عماد الملک پر زور ڈالا، کہ وہ یا تو مقابلہ پر آمادہ ہو، یا دربار چھوڑ کر جاگیر پر چلا جائے، عماد الملک جان بچا کر الماخان حبشی کو ہمراہ لیکر بڑودہ چلا گیا اور پھر بڑودہ سے بھروچ آ گیا،

اعتماد خان حاجی خان کو جس نے سید مبارکشاہ کو شکست دی تھی، بادشاہ سے جاگیر دلوا کر سلطنت کا ایک رکن بنا دیا،

اب اعتماد خان کو اور تو کسی قسم کا اندیشہ نہین رہا: البتہ عماد الملک کا خدشہ ہنوز باقی تھا، کچھ عرصہ کے بعد اس کا یہ خطرہ بھی جاتا رہا، کیونکہ اب اس خبر کی تصدیق ہو گئی تھی، کہ عماد الملک کو اس کے سالے اختیار خان نے فریب سے قتل کر دیا ہے، اس زمانہ مین بیرونی ممالک کے لوگ گروہ در گروہ گجرات مین جمع ہو گئے تھے، جو بالعموم ہر ایک ہنگامے مین حصہ لیتے تھے، اور بادشاہ کے نزدیک اون کی توقیر روز بروز بڑھتی جاتی تھی، بادشاہ نے ایک دن نشہ کی حالت مین تلوار کھینچکر کیلے کے درخت کے دو ٹکڑے کر دئے، اور کہا کہ ہم اعتماد خان کے اس طرح ٹکڑے کر سکتے ہین اس خبر کے سننے سے اعتماد خان کو جان کا خطرہ پیدا ہوا، کیونکہ بادشاہ کی طاقت ان دنون اس قدر بڑھ گئی تھی، کہ وہ فوج کی حفاظت کے بغیر شکار کو اکیلا چند میل تک چلا جاتا تھا اور تمام ملک اوس کے اشارہ پر چلتا تھا، اور کسی کو چون و چرا کی مجال نہین تھی، بظاہر تو بادشاہ اور اوس کے وزیر اعتماد خان مین اسقدر اتفاق تھا کہ امرائے دولت انکو

ایک جان اور دو قالب سمجھتے تھے، وہ کبھی کبھی ایک دسترخوان پر کھانا کھایا کرتے تھے، اور بارہا ایک دوسرے کی دولت سرا میں جاکر گھنٹوں امور سلطنت کے متعلق مشورہ کرتے تھے، مگر باطن میں ایک دوسرے کے دشمن تھے، جب بے تکلفی حد سے زیادہ بڑھ گئی، اور ایک کو دوسرے پر اعتماد ہوگیا، تو اعتماد خان نے بادشاہ کی ایک شاندار دعوت کا انتظام کیا، اور بندگان درگاہ کو اپنے گھر میں تشریف لانے کی تکلیف دی، بادشاہ بلا تکلف اس کے گھر چلا گیا، ابھی مسند دعوت پر رونق افروز نہ ہوا تھا کہ اعتماد خان کے ایک سپاہی نے جو اس کام پر مامور تھا، بادشاہ کا سر قلم کردیا، شہر میں شور مچ گیا، مگر اعتماد خان کے مقابلہ پر کوئی نہ نکلا، بعض تاریخوں میں یوں لکھا ہے کہ وجیہ الملک نامی ایک امیر اعتماد خان کا مشیر خاص تھا، وہ اعتماد خان کو بادشاہ کی بدگمانی کے روایات سے خائف کرتا رہتا تھا، کہ آپ کو ضرور ایک دن موقع پاکر قتل کرادے گا، اگرچہ اعتماد خان بادشاہ کی ظاہری مہربانی پر اعتماد نہیں رکھتا تھا، مگر وہ خیال کرتا تھا، کہ جو خدمات میں نے بادشاہ کی کی ہیں، وہ اس پایہ کی ہیں، کہ بادشاہ کبھی بھی میرے قتل کا ارادہ نہیں کریگا. وجیہ الملک ایک چلتا پرزہ چغل خور امیر تھا، اوس نے ایک دن بادشاہ کی خلوت میں حاضر ہوکر عرض کی، کہ اعتماد خان نمک حرام حضور کے قتل کی سازش کر رہا ہے، اگر بندگان عالی قلمدانِ وزارت مجھے عنایت فرمائیں تو میں چند روز میں اس کا کام تمام کرسکتا ہوں، بادشاہ نے وجیہ الملک سے وعدہ کیا، پھر یہ بات وجیہ الملک نے اعتماد خان سے کہدی، اعتماد خان نے کہا کہ یہ بالکل جھوٹ ہے، وجیہ الملک نے کہا کہ میں اسکی تصدیق کرادیتا ہوں، وجیہ الملک نے بادشاہ کی خدمت میں اپنے ایک معتمد کی معرفت عرض کی کہ اعتماد خان میرے قتل کے درپے ہے، اس لئے میں علانیۃً دربار میں حاضر نہیں ہوسکتا، ایک خاص مشورہ ہے، اگر بندگانِ عالی رات کو غریب خانہ میں رونق بخش ہوں، تو جاں نثار کیلئے فخر و عزت کا باعث ہوگا، اوس نے بادشاہ کیلئے ایک زرنگار دالان میں مسند شاہانہ بچھادی، اور جھاڑ اور فانوس روشن کردئے، بادشاہ سادہ لوح تھا اسکے چکمے میں آگیا، اور محل میں چلا گیا، دوسرے کمرے میں اعتماد خان کو بلا کر بٹھا دیا، اور بادشاہ سے کہا کہ کل اعتماد خان کو قتل کرنے کا ارادہ ہے، بادشاہ سنکر بہت خوش ہوا، اور کہا کہ جس وقت اعتماد خان کے قتل کی تصدیق ہو، وزارتِ عظمیٰ کا منصب آپ کو عطا کیا جائیگا، جب بادشاہ محل شاہی کو جانے لگا، تو اعتماد خان بھی دوسرے کمرے سے نکل کر بادشاہ کے آگے ہوگیا، اور کہا کہ جہاں پناہ جو کچھ کہ حضور نے کہا ہے وہ لفظ بلفظ میں نے سنا ہے، کیا میرے خدمات کا یہی صلہ ہے، کہ حضور میرے قتل کیلئے آمادہ ہیں، اعتماد خان یہ کہہ رہا تھا کہ اس کے سپاہی نے تلوار مار کر بادشاہ کا سر الگ کردیا، صبح ہوتے ہی بادشاہ کی شہادت کی خبر ہر طرف پھیل گئی، اور لوگ جوق در جوق جمع ہوگئے، اور احمد شاہ بانی احمد آباد کے مقبرہ میں دفن کیا گیا،

کسی شاعر نے اسکی شہادت کی تاریخ **بیگناہ مقتولِ شد** بہت اچھی لکھی ہے،

شکوہ تاج سلطانی کہ بیم جان دراں باشد
کلاہ دلکش است اما بہ دردسر نمی ارزد

سلطان مظفر عرف نتھو خان آخری سلطان گجرات

سلطان احمد ثانی کی شہادت کے بعد ۹۶۸ھ مین سلطان مظفر خان تخت نشین ہوا، اسکی نسبت یہ روایت ہی کہ جب سلطان احمد ثانی شہید ہوا، اور بظاہر کوئی وارث تخت و تاج نہ رہا، تو اعتماد خان وزیر اعظم نے نتھو نام ایک لڑکے کو پیش کیا، اور حلفاً کہا کہ یہ لڑکا سلطان محمود ثانی کا بیٹا ہے، جو ایک لونڈی کے شکم سے ہے، جب اوس کی والدہ حاملہ تھی، تو بادشاہ نے پوشیدہ طور پر اوسکی والدہ کی حفاظت و پرداخت، میرے سپرد کی تھی، جب یہ لڑکا پیدا ہوا، تو مین نے شہزادون کی طرح اسکی تربیت کی، جس سے اوس نے ہر طرح کی جسمانی اور روحانی ترقی پائی، یہ بہت ذہین معاملہ فہم اور سعادتمند شہزادہ ہے، اور یہی سلاطین گجرات کے تخت و تاج کا وارث ہی:

امرائے دربار نے اعتماد خان کے قول پر اعتماد کرتے اس شہزادے کو تخت نشین کیا، اور سلطان مظفر لقب دیا،

سلطان مظفر برائے نام بادشاہ تھا، حقیقت مین اعتماد خان وزیر اعظم سلطنت کا کاروبار انجام دیتا تھا، اعتماد خان نے لشکر لیکر پٹن پر چڑھائی کی، اسوقت موسیٰ خان و شیر خان پٹن پر حکمران تھے، اونھون نے اعتماد خان کو شکست دی، اور اوس کے لشکر کا بڑا حصہ مارا گیا، اعتماد خان کا اس شکست سے غرور جہانبانی و فخر کشور کشائی خاک مین مل گیا، دوبارہ کوشش کی، اور ایک لشکر فراہم کرکے پٹن پر حملہ کیا، چونکہ امرائے دربار اعتماد خان کے خلاف تھے، اس نے اب بھی شکست کھائی، اسوقت مختلف امرا مختلف حصون پر قابض ہوکر خود سری کا دعوی کرنے لگے، موسیٰ خان، اور شیر خان، پٹن پر، اور چنگیز خان، بھڑوچ، چانپانیر اور بڑودہ پر، اور سید حامد بن سید میران، دندھوقہ اور دھولقہ پر، اور امیر خان غوری، ملک سورت پر، اپنی اپنی حکومت کا پرچم اڑا رہے تھے، اور ملک مین بغاوت پھیل گئی تھی، چنگیز خان خلف اعتماد خان نے باپ کی جگہ قلمدان وزارت کو سنبھالا، مگر حبشی فوج نے رات کیوقت اوسکو تنہا پاکر قتل کر دیا، اکبر بادشاہ نے جب امرائے دربار کی ناچاقی اور فتنہ پردازی کے حالات سُنے، تو اوس کے لئے گجرات کی تسخیر کا اس سے بہتر کوئی اور موقع نہین ہوسکتا تھا، فوراً خان کلان، اور سید محمود بارہ، قلیچ خان، صادق خان، اور شاہ فخر الدین کو گجرات کی تسخیر کیلئے علٰحدہ علٰحدہ فوج کے منتخب دستے دیکر روانہ کیا، اور اوس کے بعد خود لیک لشکر لیکر اجمیر پہنچا، اور حضرت خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمۃ کی بارگاہ مین حاضر ہوکر جبینِ عقیدت کو خاکِ آستان سے منور کیا، اور اس مہم کی فتح کیلئے دعا کی، اس حملہ کے دوران مین سروہی کا راجہ مقابلہ پر آیا مگر شکست فاش کھائی، اور اوس کے معاون قتل کئے گئے، اکبر بادشاہ نہروالہ مین خیمہ زن ہوا،

بعض تاریخون مین لکھا ہے کہ جب اعتماد خان نے دیکھا، کہ امرائے دربار اوس کے مخالف ہو گئے ہین اور ہر طرف طوائف الملوکی کا دور دورہ ہے، اور اس کے لئے اب کوئی ملجا و ماوی نہین رہا ہے، تو اوس نے اکبر بادشاہ کے دربار مین پوشیدہ طور پر عریضہ لکھا، کہ گجرات کی حالت تباہ ہو گئی ہے، اور امرائے دربار ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہین، اگر موکب ہمایون ایسے وقت مین گجرات پہنچ جائے، تو جنگ و جدل کے بغیر یہ ملک شہنشاہ کے قبضہ مین آسکتا ہے، اور بندۂ درگاہ ہر قسم کی امداد اور خدمت کیلئے بجان و دل حاضر ہے، چنانچہ اس روایت کا ثبوت اس واقعہ سے ملتا ہے، کہ جب نہر والہ مین موکب سلطانی پہنچا، تو اعتماد خان کے پاس ایک در بری بھیجا گیا، اعتماد خان نے بندگان شاہی کو یقین دلایا کہ میدان خالی ہے، لشکر کو آگے بڑھایا جائے، جب لشکر نہر والہ سے ڈیسہ پہنچا، تو مظفر اور شیر خان بغیر مقابلہ و مجادلہ کے بادشاہ کو لیکر سورت کے پہاڑون مین چلے گئے، اور اعتماد خان شاہی فوج کے سردارون سے مل گیا، اکبر بادشاہ نے مظفر شاہ کی تلاش کیلئے سپاہ روانہ کی، جس نے ایک وسیع میدان مین جس کے چارون طرف پہاڑون کا سلسلہ تھا، مظفر شاہ اور اس کے ہمراہیون کو گرفتار کر لیا، اور دربار شاہی مین حاضر کیا، اکبر بادشاہ نے سلطان مظفر شاہ کو ایک سپہ سالار کے سپرد کیا، مظفر شاہ قید کی حالت مین بے سرو سامانی سے وقت گذارنے لگا، اتفاقاً ایک دن اوسکو موقعہ مل گیا، اور وہ قید سے بھاگ نکلا، اور بھیس بدلکر بصورت گدا آوارۂ شہر و دیار رہا، جب اوس نے دیکھا کہ بادشاہ کے متجسین اس کی تلاش مین پھر رہے ہین، تو اوس نے ایسی بُری زندگی سے نجات حاصل کرنے کیلئے ۱۰۰۰ھ مین خودکشی کر لی، جس سے گجرات کے شاہان گوجر کا خاتمہ ہو گیا، اور یہ سلطنت اکبر بادشاہ کی سلطنت مین شامل ہو گئی،

این ہمہ ہیچ است چون می گذرد
بخت و تخت و امر و نہی و گیر و دار،

ابو الفضل، مظفر خان اور اس کے جانشینون کا تذکرہ ان الفاظ مین کرتا ہے:-

چون روزگار او بسر آمد، بدستیاری امرا، مظفر خان پور او جانشین گردید، و سلطان مظفر خطاب یافت، بنیکوئی بسر برد، شاہ اسمٰعیل صفوی گزیدہ کالائے عراق بارمغانی فرستاد، و او نیز، نیایش و مردمی بجا آورد، و چون در گذشت، پسر او سلطان سکندر لقب نہادہ مسند آرا شد، عماد الملک نافرجام او را در کمتر فرصتے، از ہم گذرانید، و نصیر خان، برادر او را، بسری برنشاند، امرا، در کمین او برنشستند، از فردوس مکانی گیتی ستانی، مددگاری خواست و عرض داشت اگر فیروزی سپاہ بیاوری آید، بندر دیب با توابع و چند کرور تنکہ پیشکش شود، چون ناسپاس بود، پذیرش نیافت، درین ہنگام بہادر، پور سلطان مظفر بخواہش بابریان از دہلی دیار رفت، و امرا بدو گرویدند، در زمان پدر از رشک برادر نیارست بود، پیش سلطان ابراہیم لودی بدہلی آمد، صحبت در گرفت، امرائے جونپوری بسری طلب داشتند، نگالش آن طرف داشت،

درین هنگام هواخواهان عرائض از گجرات فرستاده نیایشگری کردند، او بخواهش طبیعت راه گرائے بنگاه شد، و کامیاب آمد، و بداد و دهش چارچمن دولت را شاداب گردانید، از کوتاه حوصلگی بادهٔ دمنا نخته از هوش برده با آویزهٔ جنت آشیانی برخاست و شکست یافته بناکامی برنشست، و چون رخت هستی بسیلاب نیستی درداد، میران محمد مرزبان خاندیس که که خواهرزادهٔ سلطان و در زندگی. اورا جانشین خود ساخته بود، امرا غائبانه بنام او خطبه خواندند، در کمتر زمانے بگجرات نرسیده روزگار او بسر آمد، محمود نبیرهٔ سلطان مظفر که اسیر بند بود، بجای او نشست، برهان نام بدگوهرے با چندے نزدیکان اورا از هم گذرانید، و به بهانه طلب سلطانی دوازده امیر را نامهٔ زندگی درپیچید، اعتماد خان از بیش بینی نرفت و با مددان یک جهتیان را فراهم آورده، به پیکار برآمد، و آن نشایان نیستی را از هم گذرانید، و رضی الملک نام از نژاد سلطان احمد نخستین را سلطان احمد خطاب داده بگوشهٔ برنشاند و کارفرمائی از بیش خود بر گرفت، چون کلان سال شد اندیشهٔ دیگر در سر آمد، اعتماد خان بخانهٔ یکے از دمسازان خود برده رهگرائے نیستی ساخت، و خردسالی ناشناسا را دست گرفت و سوگندها خورد که پسر سلطان محمود پسین است، بدستان سرائی براو نام بزرگی برنهاد، و سلطان مظفر خطاب داده دستمایهٔ حکمرانی گردانید، تا آنکه شاهنشاه والا شکوه سایهٔ دادگری بدین دیار انداخت و این آباد مملکت بدین جاوید دولت بازگشت،

امید که طراز همیشگی گیرد و که و مه ابدی نشاط اندوزند،

ترجمہ

جب سلطان محمود کا زمانۂ حیات ختم ہوا، ارکانِ دولت کی امداد سے اوس کے لڑکے مظفر خان کو اسکی جگہ تخت نشین کیا گیا، مظفر خان سلطان مظفر کے خطاب سے مشہور ہوا، اس نے نہایت خوبی سے سلطنت کی، شاہ اسمٰعیل صفوی نے عراق کی چیدہ چیدہ چیزیں بطور تحفہ اسکی درگاہ مین بھیجین، بادشاہ نے بھی اسکے عوض مین شکریہ ادا کیا، اور تحائف بھیجے، جب مظفر خان مر گیا، تو اوس کا فرزند سلطان سکندر کے لقب سے مسند نشین ہوا، عماد الملک بدانجام نے اسکو کچھ دنون کے بعد قتل کر دیا، اور اوس کے بھائی نصیر خان کو تخت پر بٹھایا، ارکانِ دولت عماد الملک کی اس نمکحرامی سے سخت مخالف ہوگئے، اور اوسکی گھات مین بیٹھے تھے، (یعنی اس بات کے منتظر تھے، کہ موقع ملے تو اسکو قتل کرین،) عماد الملک نے بادشاہ گیتی ستان ہمایون عرش آشیانی (اکبر بادشاہ) سے مدد مانگی، اور عرض کی کہ اگر فتحمند سپاہ میری مدد کیلئے آئے، تو بندر دیپ مع اپنے متعلقہ پرگنون، اور چند کروڑ سکہ مروّجہ کے شہنشاہ کے نذر ہوگا، چونکہ عماد الملک ناشکر گذار تھا، اسکی یہ درخواست منظور نہ ہوئی، اس اثنا رمین سلطان مظفر کا بیٹا مقربانِ درگاہ کی خواہش سے دہلی کی ولایت سے پہنچ گیا، اور ارکانِ دولت اس کے مطیع ہوگئے، بہادر خان اپنے باپ کی زندگی مین بھائی کے رشک کی وجہ سے دار الخلافہ مین نہ ٹھہر سکا، اور سلطان ابراہیم لودھی کی حد

مین دہلی جاکر مصاحب ہو گیا، جونپور کے امرائے نے اسکی خدمت مین التماس کی کہ وہ اگر یہان کی حکومت منظور کرے، وہ اسطرف جانے کو تیار ہی تھا کہ اسوقت اوس کے دوستون نے گجرات سے درخواستین بھیجکر اپنی اطاعت کا اظہار کیا، (اوس نے غنیمت سمجھا) اور نہایت خوشی سے دار السلطنت کی طرف کوچ کیا، اور کامیاب ہوا، عدل و سخاوت سے (چند سال تک) سلطنت کی، ہر چہار طرف کے باغات سر سبز اور تازہ ہو گئے، (یعنی سلطنت کا ہر ایک حصہ آباد و شاداب کر دیا،) وہ اپنی تنگ ظرفی سے دنیا کے نشہ سے مست ہو کر جنت آشیانی (ہمایون) کے مقابلہ کیلئے آمادہ ہوا، اور شکست کھا کر گوشۂ نامرادی مین بیٹھ گیا، جب اس کا متاع ہستی نیستی کے سیلاب مین بہ گیا (مر گیا) تو امرائے دولت نے خاندیش کے حاکم میران محمد کو جو بادشاہ کا ہمشیر زادہ تھا، اور بادشاہ نے اپنی زندگی مین اسکو اپنا ولیعہد مقرر کیا تھا، تخت نشین کیا، اور اوس کی عدم موجودگی مین اس کے نام کا خطبہ پڑھا، وہ وقت پر گجرات نہ پہنچ سکا اور مر گیا، سلطان مظفر کا پوتا محمود جو مقید تھا اسکی جگہ تخت نشین ہوا، برہان نام بدذات نے چند خدمت گذارون کے ساتھ ملکر اسکو قتل کر دیا، اور بارہ امرا کو اس بہانہ سے بلا کر کہ بادشاہ آپ کو یاد کرتا ہے، ان کا نامۂ زندگی لپیٹ دیا (قتل کر دیا) اعتماد خان نے دور اندیشی کی، اور نہ گیا اور صبح کے وقت اپنے طرفدار لوگون کو اکٹھا کر کے جنگ شروع کی، اور اوس مستوجب قتل (برہان) کو قتل کر دیا، رضی الملک نام شہزادہ کو جو سلطان احمد اول کا بیٹا تھا، سلطان احمد کا خطاب دیکر برائے نام تخت نشین کیا، اور سلطنت خود کرنے لگا، جب سلطان احمد بڑا ہوا، تو اوس کے دماغ مین کچھ اور ہی خیال سمایا (اعتماد خان کو اپنا مخالف سمجھنے لگا،) اعتماد خان نے بادشاہ کو اپنے دوستون مین سے ایک کے گھر مین (کسی بہانہ سے) لیجا کر قتل کر دیا، اور ایک لڑکے کو جس کو کوئی نہین جانتا تھا، ہاتھ پکڑ کر پیش کیا اور حلف اٹھایا، کہ یہ آخری سلطان محمود کا لڑکا ہے، حیلہ سازی سے اوسکو سلطان مظفر کا خطاب دیکر تخت نشین کر دیا، سلطان مظفر تو برائے نام بادشاہ تھا، سلطنت کا مالک دراصل اعتماد خان تھا، یہان تک کہ شہنشاہ والا شکوہ (اکبر بادشاہ) نے انصاف و معدلت کا سایہ اس ملک پر ڈالا، اور یہ سر سبز ملک اس سلطنت کے ساتھ ملحق ہو گیا (ابو الفضل اخیر مین دعا کرتا ہے،)

امید ہے کہ شہنشاہ کی توجہ سے ملک گجرات زینت دوام حاصل کرے گا، اور ہر چھوٹا بڑا دائمی امن و امان پائے گا،

باب ۱۵ پانزدہم[1]

مختلف اضلاع اور علاقون کے گوجرونکا اجمالی تذکرہ

(الف)

ضلع اٹک

اس ضلع مین گوجرون کے دیہات کم ہین، جسکی وجہ اس کے سوا کچھ اور نہین ہے کہ یہ سرزمین گوجر قوم کی ضروریات بہم نہین پہنچا سکتی، اور جن دیہات مین یہ آباد ہین، مقابلۃً دوسری قومون سے کم ہین، بالعموم آسودہ حال و محنتی ہین، اور بعض تو گجرات و ہزارہ کے گوجرون کی طرح معزز و مفتخر ہین، مشہور دیہات اس قوم کے اس ضلع مین کالو کلان، موسے، مراڑیہ، پنڈ سلیمان، کھن، قطبا، نور پور، بہادر خان، لب ٹھٹھو، تہار، بدھو، گدھوال پنڈ، مہوی، سلطان پور، کھولیا، بھیلوٹ وغیرہ ہین، یہ لوگ بیان کرتے ہین، کہ ہم گجرات سے آئے ہین، جس قدر گوجر گجرات کے سوا دوسرے ضلعون مین ہیں، وہ اکثر یہی بیان کرتے ہین کہ ہم گجرات سے آئے ہین، دراصل وہ سب کے سب گجرات پنجاب سے دوسرے اضلاع مین نہین پھیلے، بلکہ اکثر گجرات دکن سے آئے ہین، البتہ پونچھ کے گوجرون کے کچھ قبائل گجرات پنجاب سے گئے ہین، گجرات دکن کی تاریخون سے معلوم ہوتا ہے، کہ وہان چند دفعہ قحط پڑا، اور گجرات کے راجاؤن سے ہمیشہ گوجر مقابلہ کرتے رہے، اکثر لوگ قحط سالی اور جنگ وجدل کی مصیبت سے پنجاب اور شمالی پہاڑون مین چلے گئے، اور جہان انھون نے سرسبز چراگاہ دیکھی، وہین ڈیرے ڈال دئے، اور اس قوم پشتنت

---

[1] یہ باب ہم نے اضلاع کے گزٹیر اور رپورٹ ہای بندوبست اور مقامی اشخاص کی اطلاعات سے مرتب کیا ہے، جو حالات ہمین کوشش سے مل سکے، ان کو درج کیا ہے، اگر تمام خاندانون کے حالات ہمین مل جائین تو دوسرے اڈیشن یا تتمہ مین درج کرین گے، (مولف)

اور تفرقہ کی جو مصیبت پیش آئی، اوس نے اسکے شیرازۂ جمعیت کو درہم برہم کر دیا، جب تک یہ اکٹھے رہے، حکمران رہے جب سے جدا ہوئے، ان کا راج اور اقبال جاتا رہا، جب یہ وسط ایشیا سے نکلے، تو اپنی اولوالعزمی و عالی ہمتی سے ٹڈی دل کی طرح تمام ہندوستان پر چھا گئے اور جب ان کے ارادے پست ہو گئے، اور ہمت ٹوٹ گئی، تو اب ان کی حالت اون پروانوں کی طرح بعینہٖ ہو گئی ہے، جو صبح کو شمع کے گل ہو جانے کے بعد کہیں کہیں پر شکستہ و سر بریدہ فرش پر پائے جاتے ہیں، اس ضلع میں زیادہ تو چیچی، پسوال، کھٹانے ہیں، دوسری شاخیں کم ہیں، اس ضلع کے بعض خاندان اب تعلیم کی طرف متوجہ اور بعض افرادِ مختلف محکموں میں ملازم ہیں، یہ اچھے قد و قامت اور شریف چال چلن والے ہیں،

ضلع ایبٹ آباد ہزارہ

ضلع ہزارہ میں جس کا نام بعد میں ایبٹ آباد ہو گیا، گوجروں کی آبادی، بحوالہ امپیریل گزیٹر اوف انڈیا، جلد ۱۹ صفحہ ۱۶۶ ۲۰۰۰۹ ہے، اور وہ اچھی حیثیت رکھتے ہیں، باوجودیکہ میں خود وہاں گیا، مگر افسوس کہ اس قوم کے مفصل حالات نہ مل سکے، جو حالات ضلع کے دفتر اور گزیٹر ایبٹ آباد سے ملے ہیں، اون کو غیر مرتب صورت میں پیش کیا جاتا ہے، یہ ثابت ہوتا ہے، کہ یہ علاقہ، (جسکی حدود کی ابتدائی تاریخ نہیں ملتی،) چار حصوں پر تقسیم تھا، چوتھا حصہ گوجروں کے قبضہ میں تھا اب بھی ان میدانوں میں قدرتی دیبائے سبز کا فرش بچھا رہتا ہے، اور ان پہاڑوں کی چوٹیوں پر جو موسم سرما میں سفید لحاف اور موسم گرما میں سبز چادر اوڑھے رہتی ہیں، یہ قوم آباد ہے، لیکن میدانی اور پہاڑی قوم کے خط و خال اور شکل و لباس اور رسم و رواج میں اس قدر اختلاف ہے، کہ یہ معلوم نہیں ہو سکتا، کہ یہ ایک ہی قوم ہے، کیونکہ کاغان کے گوجر شکل و شباہت میں پٹھان معلوم ہوتے ہیں، اور میدانی گوجروں کے خط و خال، پنجاب کے گوجروں سے ملتے جلتے ہیں، اس علاقہ کے مشہور حصص حسب ذیل تھے،

پتی ترک، مانک رائے، پتی ولازاک، سرائے صالح، پتی دولت، گوجر پتی، ترین، درویش،

احمد شاہ درانی کے آنے سے پہلے، قوم ترین نے (پٹھانوں کی شاخ ہے،) گوجروں کی روز افزوں طاقت و کثرت کو دیکھکر گوجروں کے ایک سردار کو فریب سے قتل کر کے اُن کے ایک حصہ مقبوضات پر قبضہ کر لیا، ترین چاہتے تھے، کہ گوجروں کو ملک سے باہر کر دیا جائے، مگر گوجروں کے استقلالِ ہمت میں کسی قسم کا تزلزل نہ آیا، اور وہ ان کے مقابلہ میں مناسب وقت کا انتظار کرتے رہے، ۱۷۶۲ء میں سردار نجیب اللہ خان ترین کو، جسکے نام سے مشہور قصبہ کوٹ نجیب آباد (ریلوے اسٹیشن) آباد ہے، احمد شاہ درانی نے ہزارہ کا حاکم کر دیا، یہ سردار ۱۷۸۹ء میں فوت ہو گیا، اسکی وفات پر اوسکی بیوی بنی بیگم، اور محمد خان فرزند جائداد کے مالک ہوئے، مگر لوگ ان کے

مخالف ہوگئے، بنی بیگم نے یہ عقلمندی کی، کہ مقدم مشرف خان کو جو اس علاقہ کا سردار اور ایک صالح، بہادر، منتظم گوجر تھا، اپنے علاقہ کا ناظم مقرر کیا، مقدم مشرف خان نے نہایت جانفشانی و تندہی سے علاقہ کا انتظام کیا، اور مخالفون کی دست برد سے روک دیا، اور زمین کی آبادی کو اسقدر ترقی دی، کہ تمام علاقہ سرسبز ہوگیا، ۱۸۱۹ء مین جب محمد خان سن شعور کو پہنچا، تو مشرف خان نے انتظام اوس کے سپرد کرکے سبکدوشی حاصل کی، چونکہ علاقہ کی خوبی انتظام سے مقدم مشرف خان کی شہرت ہوگئی تھی، اور اس علاقہ کی قومون پر اس کا رعب تھا، اس وجہ سے وہ ایک تجربہ کار منتظم رئیس سمجھا جاتا تھا، جب درانی پٹھانون کی حکومت کا خاتمہ، اور سکھون کا دور شروع ہوا، تو سکھون کو مقدم مشرف خان نے مملکت کے انتظام مین مفید مشورے دئے، چنانچہ سکھون نے اس خدمت کے صلہ مین مقدم مشرف خان کا محصول زمین ۱۵۰۰ روپیہ بطور جاگیر معاف کردیا، آخر مقدم مشرف خان موضع جبہ بند کی لڑائی مین شہید ہوا، مقدم مشرف خان کی اولاد اب بھی با اقبال ہے، اور انکی ملکیت چند مواضع مین ہے، میر عبداللہ خان مقدم رئیس و جاگیردار کوٹ نجیب اللہ خان نے حسب ذیل شجرہ ہمارے پاس بھیجا ہے،

مقدم غلام محمد خان بن میر احمد خان بن احمد خان بن مشرف خان بن قطب الدین خان بن کریم خان بن رحیم خان بن ابراہیم خان بن کمال الدین خان بن سکندر خان،

ان سب نامون سے پہلے مقدم یعنی سردار قوم نمائید کا لفظ ہے، غلام محمد خان کے پانچ فرزند تھے، میر عبداللہ خان، میر عالم خان، سید عالم خان، محمد الدین خان، سردار محمد خان، ان مین سے میر عالم خان مرحوم اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر و سید عالم خان مرحوم انسپکٹر پولیس، منتظم او دیانات دار افسر تھے، یہ قوم کے کھٹانہ اپنے آپ کو تنور خاندان سے بتلاتے ہین؛

ہزارہ کے گزیٹر مین اس خاندان اور جاگل کے گوجرون کی قابلیت و لیاقت کا اعتراف کیا گیا ہے، اس ضلع مین سب سے زیادہ معزز کوٹ نجیب اللہ خان اور جاگل کے گوجر ہین، جاگل گوجرون کی ایک شاخ ہے، اور اسی قوم کے نام پر موضع جاگل آباد ہے،

ترنائی

یہ موضع ایبٹ آباد سے ۱۴ میل پر واقع ہے، نہایت خوشنما اور سرسبز ہے، اسکی زمین زرخیز و سیر حاصل اور آب و ہوا معتدل ہے، گرمی کے موسم مین شاداب اور سرد مقام ہونے کی وجہ سے یہان صحت ترقی کرتی ہے، یہ موضع ایک قدیم خاندان ہکلہ گوجر کی ملکیت ہے، جس کے مقدم کو وہان سردار کہتے ہین، سب سے پہلے موضع ترنائی کو سردار کمال خان نے آباد کیا، جو شاہان چغتائی کے وقت مین ہندوستان سے آکر اس مقام

پر آباد ہوا تھا، اس خاندان مین سردار نادر خان مشہور و نامور سردار گذرا، جسکی فطرت مین، رعایا کی دلجوئی اور قوم کی ہمدردی ودیعت کی گئی تھی، اوس کے دو فرزند سردار محمد علی و صادر علی موجود ہین،

کاغان بھی اس ضلع مین نہایت سرسبز، خوشنما اور سرد علاقہ ہے، یہان کثرت سے گوجر آباد ہین، جو موسم گرما مین اپنی بکریان اور دیگر مواشی لیکر پہاڑون پر چلے جاتے ہین، اور موسم سرما مین دامن کوہ مین اتر آتے ہین، یہ پاکیزہ اخلاق اور بڑے قد و قامت کے خوبصورت جوان ہوتے ہین،

مگر علم و فضل سے بالکل بے بہرہ ہین، ان مین سے ہم نے ایک شخص کو گلستان پڑھاتے دیکھا ہے، جو بڑا فاضل سمجھا جاتا تھا، لیکن گلستان کی معمولی حکایت کا مطلب بھی صحیح نہین سمجھ سکتا تھا،

اس علاقہ مین بالاکوٹ کے چھٹے میل پر برسر راہ ایک پتھر ہے جسکی نسبت یہ مشہور ہے کہ مریم نام ایک عصمت شعار، حیادار، گوجر خاندان کی لڑکی، اپنی قوت خداداد سے اس پتھر کو اٹھا کر سر تک لیجاتی تھی، جسکو اب پوری طاقت کا جوان زانو تک بھی نہین اٹھا سکتا، پتھر تو بہت بھاری ہے ممکن ہے کہ ایسا ہو، کیونکہ عصمت و حیا خود بہت بڑی طاقت ہے،

کاغان کے گوجر وہان کے سادات کی ماتحتی سے بہت تنگ ہین، اور ضلع کے گزیٹر مین بھی اس کا تذکرہ ہے، باوجودیکہ متعدد رعیت پرور حکام نے یہ کوشش کی ہے، کہ سادات کے تحکم سے گوجر آزاد ہو جائین، مگر اب تک ان کو یہ آزادی حاصل نہین ہوئی، یہ بہت ذہین و ذکی ہین، اگر تعلیم حاصل کرین، تو ہر قسم کی ذہنی و دماغی ترقی حاصل کر سکتے ہین، بہر صورت اس ضلع کے میدانی اور پہاڑی گوجرون کی اخلاقی حالت قابل تعریف ہے، مالی حالت میدانی گوجرون کی تو اچھی ہے، کیونکہ ان کی زمین سیر حاصل ہے، مگر پہاڑی گوجرون کی اچھی نہین ہے، وہ نادار ہین،

ضلع امرتسر

جو گوجر ضلع امرتسر کے دیہات مین ہین، وہ کاشتکار ہین، اور اپنے آپ کو راجپوت کہتے ہین، یہ پر امن محنتی کاشتکار ہین، اور جو شہر مین رہتے ہین، وہ گائین پالتے اور دودھ دہی فروخت کرتے ہین، ان کے بال سیاہ اور خط و خال خوبصورت ہوتے ہین، بالعموم لنگی اور سلاری پہنتے ہین: اور لباس اور رنگت سے فوراً پہچان لئے جاتے ہین، کفایت شعار اور امن پسند ہین،

ریاست الور

بعض مورخین کا خیال ہے، کہ یہ گوجرون کی ریاست ہے. ممکن ہے، کہ ایسا ہو مگر کسی تاریخ سے اس کا ثبوت نہین ملتا، ہم نے الور کی تاریخ کو بہت غور سے تمام یہ پڑھا ہے، کسی تلمیح سے گوجر ہونے کا ثبوت نہین ملا، البتہ اس ریاست مین گوجرون کی ایک بہت بڑی تعداد ہے جنمین اکثر ہندو ہین، البتہ تحصیل کشنگڑہ کے موضع تلواڑہ مین چند خاندان مسلمان گوجرون کے ہین، یہان کے گوجر بالعموم اچھے چال چلن کے ہن، اور محنتی کاشتکار ہین، ان کا بیان ہے کہ ہمارے ایک سو گوت ہین، اکثر ان کے گوت پنجاب مین نہین پائے جاتے مگر ان کے بعض بعض اور گوتون سے بہت کچھ معلومات حاصل ہو سکتے ہین، مثلاً چاوڑہ، بھٹی، چندیچہ، کرڈھانہ، تنور، سدیچہ، ادھانے بینسر، رادت، ماہوئی گوجر ہین، تحصیل تجارہ، کشن گڑہ، الور، تھانہ غازی، تحصیل راج گڑھ مین گوجرون کی بہت آبادی ہے، مندرجہ ذیل دیہات مین مختلف گوت کے گوجر مالک زمین ہین،

تحصیل تجارہ موضع گھنگر مین، (چاوڑا) لادھاواڑہ مین (کسانہ) جلالپور مین (چندیچا) باجری مین (بھاٹی یا بھٹی) ٹھیلی مین (کسانہ) بوربہیڑا مین (نسوال) ملک پور اور سید پورا اور آلو پور مین. (ٹوبی) ننگلیا مین (کرڈھانا) بھونرٹی مین (تنور) ساتل مین (بیدھوڑی) اندور، گول اور جبرولی مین (چاوڑی) باگھور، ساہ رودا ور لپالہ اور سرہیٹہ اور گوجر بالیر مین، (منڈار)

تحصیل کشن گڈہ مین موضع کہروڑہ اور حسین پور مین کھٹانہ اور ترواڑہ مین رہبیا اور چٹیانا، گھیری مین بھڈانہ اور سالکر مین تنور، اور کھیڑہ مین سندیچا، اور ڈیگنی مین ڈینگلی اور کیروا مین موبی اور گھاری: سانچوزا اور ٹلی پور مین بھیڈی اور پلا سلا مین دریا اور اسمٰعیل پور مین گوگرا،

تحصیل الور موضع سوتکا مین اوہانی اور ٹودری اور وارث پور مین ڈوئی اور بلرامپور مین ہنسیلا، اور کریریا مین راوت اور کمال پور مین ادھانہ اور گوجر باس وگنڈرالہ مین ججی، اور باین اور چوہے کی اور بونٹولی اور خوشحال گڑھ اور سورہ داس اور بھیلا واس اور رودبڑا اور بخت پورہ، اور کالا چھوارہ، اور سوکولہ اور ڈاٹلی، اور اندوک مین ماہوئی وغیرہ،

تحصیل تھانہ غازی مین موضع دہار مالا اور لاہا کا باس اور دہار چوگان اور باڑولی، اور باڈ گوجران مین مختلف گوتون کے گوجر آباد ہین، اور اس ریاست مین اور بھی گوجرون کے بہت سے دیہات ہین، اور مختلف گوت رکھتے ہین، ریاست کے محکمہ مال سے بہت کچھ تفصیلات معلوم ہو سکتی ہین، اسکی مردم شماری ۰۰۰۶۴۴ ہے،

اجمیر

اس علاقہ مین ۲۶۲۷۰ گوجرون کی آبادی ہے، جو زیادہ تر کاشتکار ہین، چند معزز و مقتدر اشخاص ہین، لیکن عام طور پر اون کی مالی حالت اچھی نہین ہے،

ریاست اندور

گوجر کاشتکار اور محنتی، مستعد اور وفادار ہین، ان کی تعداد (۲۸۰۰۰) کے قریب ہے، (جلد ۱۳ صفحہ ۳۸۹ امپیریل گزیٹیر آف انڈیا)

ریاست اودےپور

اسمین گوجرون کی کافی تعداد ہے، (تعداد درج نہین،) سب کاشتکار ہین، انکی مالی حالت کمزور ہے، (جلد ۴ صفحہ ۲۵۵) امپیریل گزیٹر اوف انڈیا،

(ب)

ضلع بلندشہر

بلندشہر کے اضلاع مین گوجرون کی تعداد بحوالہ امپیریل گزیٹیر آف انڈیا، جلد ۹ صفحہ ۵۰ (۴۴۰۰۰) ہے، یہ ضلع مین اعلیٰ مالک اور ۹۲ دیہات پران کا قبضہ ہے تحصیل سکندرآباد مین یہ وسیع رقبون کے مالک ہین، اس ضلع کے گوجرون کی مشہور شاخین حسب ذیل ہین،

بھٹی، چانجی، ناگری، اندواسیہ، بڑگوجر، چاوڑا، مرحینہ، گسانہ، جھنبر، دوہانہ، کیاسیہ، موضع دادری اور ونکوری، ان کے خاص مواضع ہین، یہ نہایت عمدہ سپاہی اور جفاکش کاشتکار ہین، بھٹی اپنے آپ کو راجپوتون کی اولاد کہتے ہین، وہ بیان کرتے ہین، کہ انکا کوئی بزرگ پرتھی راج کے زمانہ مین آکر اس ضلع مین آباد ہوا، ناگری فرقہ کا خیال ہے، کہ ان کے بزرگ مہار نور سے ۷۹۹ھ مین آئے، اور اصلی باشندگان بھٹیا کو ملک بدر کرکے ان کی زمینون پر قبضہ کرلیا، اندواسیہ کہتے ہین: کہ ہم تومر راجپوت ہین: دہلی مین تیرہوین صدی عیسوی مین آکر کالی ندی پر آباد ہوئے اسلئے ہمین اندواسیہ کہتے ہین یعنی ندی پر آباد ہونے والے، بڑگوجران مین زیادہ معزز ہین،

ضلع بدایون

بدایون مین گوجر کم ہین، چنانچہ ان کی تعداد ۱،۱۲۵ ہے، یہ کاشتکار بھی عمدہ ہین، اور فن سپاہگری مین بھی ممتاز، پہلے اس ضلع مین ان کی تعداد زیادہ تھی، معلوم ہوتا ہے، کہ دوسری قومون مین شامل ہو گئے، یہ کہتے ہین، کہ ہم قحط کے زمانہ مین گجرات کاٹھیاواڑ سے آئے، اور مختلف مقامات پر آباد ہو گئے،

ضلع بارہ بنکی

اس ضلع مین مسلمان گوجرون کی تعداد کم ہے، اور جس قدر ہین زراعت پیشہ و محنتی و صلاح اندیش ہین، ان مین فطری جرأت و اولوالعزمی پائی جاتی ہے، جب اون کو کوئی صاف راستہ دکھایا جائے، تو اوسپر چلنے لگ جاتے ہین، ان کے جوان بھرتیلے اور جفاکش ہوتے ہین، تعلیم سے بالکل بے بہرہ ہین،

احاطہ بمبئی

اس ملک مین گوجر اس زمانہ مین آباد ہوئے جب گجرات مین انہلواڑہ کی سلطنت تھی، راجپوتون کے تین گروہ چاودا، سولنگی، واگھیلہ (گھیلا) گوجرون کے مشہور و معروف قبائل ہین، جو گوجرون کے ساتھ قرابت اور بھائی بندی تے تعلقات رکھتے تھے، ضلع گجرات اور پنجاب کے گوجرون کے متعلق محققین کی مختلف رائین ہین، بعض کہتے ہین، کہ یہ نصف راجپوت اور نصف اہیر ہین، اس کے یہ معنی ہین، کہ ان کی رشتہ داری راجپوتون اور اہیرون کے ساتھ ہے۔ راجپوتون اور اہیرون کی لڑکیان لیتے بھی ہین، اور اپنی لڑکیان ان کو دیتے بھی ہین، بعض کہتے ہین کہ گوجر اور اہیر الگ الگ قومین ہین، اور راجپوت اون کی اولاد ہین، یہ خوبصورت اور تنومند ہوتے ہین انھین مواشی رکھنے کا بہت شوق ہے، یہ تھین قوم کی نسل سے ہین،

ضلع بجنور

گوجرون کی آبادی ۱۰۱۶۲ ہے، وہ زیادہ تر دھامپور، اور بجنور کی تحصیلون مین آباد ہین، وہ کہتے ہین، کہ ہم

نجیب اللہ خان کے زمانہ مین پنجاب سے آئے، اور ایک وسیع رقبہ حاصل کر کے متمدن ہو گئے، یہ توانا اور باہمت اور محنتی اور سخت طبیعت کے لوگ ہین، ضلع بجنور مین ان کی مندرجۂ ذیل شاخین ہین، مندان کھوپر، ٹبار، جاتلے، موٹے کھوڑے، سردھنے، پُرپَر، ہیسی، کھٹانہ،

ریاست بوندی

اس ریاست مین گوجر متفرق طور پر آباد ہین، کاشتکاری، مزدوری اور تجارت مواشی پر گذارہ کرتے ہین، اون کی مردم شماری (۱۸۰۰۰) ہے، جلد ۱۰ صفحہ ۲۶ امپیریل گزیٹیر اوف انڈیا)

بندھیل کھنڈ

اس علاقہ مین گوجروں کے آنے کی نسبت مختلف روایات ہین، مگر صحیح روایت یہ ہے: کہ گوجر اس ملک مین اس وقت آئے، جب راجہ پرتھی راج چوہان نے راجہ پرمال چندیل کو بمقام مہوبا ضلع ہمیرپور شکست فاش دی، اور وہ قنوج کی طرف بھاگ گیا، راجہ پرتھی راج نے گوجر سپہ سالاروں کو جنھوں نے اس جنگ مین کارہائے نمایاں کئے تھے، جاگیرین دین، اور اس طرح گوجر قوم کا ایک حصہ اس ملک مین آباد ہو گیا، اس وقت اس ملک کو گونڈوانہ کہتے تھے، کیونکہ یہ ملک قوم گونڈ کے زیر حکومت تھا، اور اوس کی حد: دریائے جمنا سے لیکر دریائے نربدا تک، اور ندی بیتوا سے شروع ہو کر بھیل کھنڈ تک وسیع تھی، اس علاقہ مین اس کے بعد متعدد تبدیلیان واقع ہوئین، اس وقت نہ وہ تعلقے رہے، نہ گوجر سرداروں کی جاگیرین، البتہ ایک ریاست سمتھر ہے، اور گوجروں کے کچھ مسلسل دیہات ہین، یہ بیان کیا جاتا ہے، کہ کسی زمانہ مین دہر ئیان بسائی گوجروں کی وسیع ریاست چند لاکھ کی تھی، جسکو محمد شاہ نے برباد کیا! در ریاست کا زیادہ حصہ دوسروں کے قبضہ مین چلا گیا، اور صرف ایک لاکھ آمدنی کا علاقہ رہ گیا، اوسکو دوبارہ مہاراج پٹیل نے تباہ کر دیا، اب صرف دہر ئیان بسائی اس قوم کے پاس رہگیا ہے، بعض گوجر سرداروں کو ریاست گوالیار کی طرف سے جاگیرین عطا ہوئی ہین، بعض دو دو تین تین گاؤن کے مالک بھی ہین،

بندھیل کھنڈ کے گوجروں کے حالات کو اگر بتفصیل لکھا جائے، تو ہم اس کے لئے ایک علیحدہ تاریخ کی ضرورت ہے، اس ملک مین گوجروں کی چھوٹی بڑی ریاستین متعدد بار قائم ہوئین اور بگڑ گئین،

اے مصحفی مین روؤن کس کس کی صحبتوں کو
یان کھیل ایسے لاکھون بن کر بگڑ گئے ہین،

اسوقت پہلی جاگیروں مین سے صرف ہردوئی کی جاگیر ہے، (ماخوذ از گوجر تہکاری)،

ریاست بھرت پور

اس ریاست مین گوجرون کی تعداد ۴۴۹۰۰ ہے، یہ لوگ مختلف اوقات مین مختلف مقامات سے آئے، یہ ایک مشہور خاندان کے سردار ہین، جو قوم کے کھٹانہ اور بخشی کہلاتے ہین، کہتے ہین کہ ہمارے بزرگ جگن ناتھ سے آگر موضع پاینوری مین آباد ہوئے، یہان کے اکثر گوجر زراعت پیشہ ہین، ان مین ایک دو خاندان کے سردار اپنی شجاعت، قابلیت، علم و ہنر اور دیانت و شرافت کے جوہر سے مہاراجگان ریاست کے نسلاً بعد نسلٍ معتمد علیہ اور وزیر اور فوجدار رہے ہین، اور آجتک اونھون نے ہر موقع پر مہاراجگان ریاست اور سرکار انگریزی کی قابل قدر خدمت انجام دی ہے خصوصاً ۱۸۵۷ء کے غدر اور ۱۹۱۶ء کی جنگ عظیم مین ان کے خدمات قابل اعتراف و یادگار رہین، گوجر سردارون کے نام جن کے خدمات ریاست اور سرکار انگریزی کے ریکارڈ سے ثابت ہین، حسب ذیل ہین؛

۱۔ سردار موتی رام،

۲۔ سردار گیاسی رام،

۳۔ سردار دیوی سنگھ،

۴۔ بخشی گلاب سنگھ،

۵۔ بخشی گنگارام،

۶۔ بخشی ساون سنگھ،

۷۔ بخشی گوبند سنگھ،

زمانہ حال مین رائے بہادر سردار رگھبیر سنگھ سی آئی ای، فرزند بخشی گنگارام ایک ممتاز شخص ہین، آپ نے ریاست کے ہر صیغہ مین اعلیٰ افسر کی حیثیت سے قابل تحسین خدمت انجام دی ہے، کونسل ریاست کے پریسیڈنٹ بھی رہ چکے ہین، اس وقت آپ یوپی کے گوجرون کے نمائندہ ہین، قومی کامون مین ہر طرح کی امداد کرتے ہین، اور قومی مجالس کے صدر منتخب ہوتے ہین،

(ب)

ریاست پونچھ

زمانہ قدیم مین ریاست پونچھ، ریاست کشمیر کا ایک جزو تھی، زمانہ حال مین وہ علیحدہ ریاست شمار ہوتی ہے،

تاریخوں سے ثابت ہے، کہ زمانہ قدیم مین، گوجرون کا پونچھ کشمیر پر بھی شاہانہ اقتدار رہا، بارہوین صدی ہجری مین بھی اس علاقہ مین چند مقتدر امرا، گوجر تھے، جو کبھی اس علاقہ کے صوبہ داران شاہان مغلیہ سے نبردآزما رہے، اور کبھی اون سے مصالحت کر کے اون کو امداد دیتے رہے، ان مین سے امیر ابوالفتاح اور اس کا فرزند امیر عبدالرزاق اور اوس کے فرزندان محمد ولی اور محمد زمان زیادہ تر مشہور ہین، پونچھ کے علاقہ مین ایک اُو بہادر، رلنا تونگ، یا تنگل گوجر تھا، ابتدا مین وہ رانی ددا دائی پونچھ و کشمیر کا مشیر تھا، رفتہ رفتہ ترقی کرتا ہوا سپہ سالار ہو گیا، اور چند معرکے سر کئے، اوس نے ایک جنگ شدید مین پرتھی راج حاکم راجوری کو شکست فاش دی، اوس نے سلطان محمود غزنوی کے لشکر کے مقابلہ مین بھی تلوار اوٹھائی، مگر بوجہ تغیر موسم یہ جنگ ملتوی ہو گئی، رانی کی وفات کے بعد اس کے جانشین راجہ سنگرام کا مدار المہام ہو گیا، اور بڑے بڑے معرکون مین کامیاب ہوا، ملک کا انتظام اس خوبی سے کیا کہ راجہ نے ملکی معاملات مین اسکو مختار کل کر دیا، اس وجہ سے اراکین دربار اس کے مخالف ہو گئے، اور اون کی گہری سازش سے وہ قتل کیا گیا؛ ریاست پونچھ مین گوجرون کی بہت بڑی تعداد ہے، اسوقت ان مین جو ذی حیثیت اور اچھی حالت مین ہین، وہ راٹھور کہلاتے ہین، ان کے پاس کثرت سے مواشی ہین، اور کاشتکار بھی اچھے ہین،

جنگ عظیم مین ریاست کی تحریک پر ان کی بہت بڑی تعداد فوج مین بھرتی ہوئی، یہان کے گوجر بہت محنتی اور جفاکش ہین، موسم سرما مین گروہ کے گروہ پنجاب مین مزدوری کے لئے آجاتے ہین، اور فصیح گوجری زبان بولتے ہین، اور اکثر اوقات مواشی چراتے چراتے نہایت دلکش لہجہ سے اپنے ملک کے گیت گاتے ہین، ان کے گوت وہی ہین، جو ضلع گجرات کے گوجرون کے ہین، زیادہ تر کھٹانہ، گورسی اور کالس گوجر ہین، یہ بیان کرتے ہین، کہ قحط سالی کے وقت ان کے بزرگ ضلع گجرات سے پونچھ مین چلے آئے تھے، اور ہر ایک گوت کا شخص کسی نہ کسی موضع کا نام بتاتا ہے، جہان سے اس کا خاندان نقل مکان کر کے قحط سالی کی وجہ سے ریاست پونچھ مین آیا، ان کی مالی حالت اچھی نہین ہے، مگر اخلاقی حالت بہت اچھی ہے، جب وہ موسم سرما مین آتے ہین، تو ضلع گجرات کے گوجر اس وجہ سے کہ بالعموم ان کے سرون پر ٹوپی اور پاؤن مین کھیڑی ہوتی ہے، (ایک قسم کی جوتی جو مونج سے بنائی جاتی ہے) اون کو حقیر سمجھتے ہین، لیکن یہ لباس غربا کا ہوتا ہے، ورنہ گوجر جو راٹھور کہلاتے ہین وہ اچھی حالت مین ہین، ان کا لباس اچھا ہوتا ہے، ان مین تعلیم بہت کم ہے، بلکہ بالکل نہین ہے، اور ریاست نے کوئی خاص کوشش ان کی تعلیم مین نہین کی، ریاست کی خوش قسمتی ہے، کہ یہ پرامن اور محنتی قوم اوس کی رعیت ہے، اگر ریاست اوسکی تعلیم کی طرف توجہ کرے، تو اوسکو اس قوم سے بہت فائدہ پہنچ سکتا ہے، عام طور پر پونچھ کے گوجرون مین ترقی و مطالبہ حقوق کا احساس نہین ہے، انکی زندگی مہاراجہ کے رحم پر ہے، یہ لوگ جفاکش، صابر، تنومند، ذہین ہین، مذہب سے دلچسپی رکھتے ہین،

ریاست پھولکیان، پٹیالہ، نابھہ، جیند،

ان ریاستون مین جسقدر اور قومین اراٸین وغیرہ ہین ان کے مقابلہ مین گوجر نسبتاً کم ہین، مگر پھر بھی انکی بہت بڑی تعداد ہے، خصوصاً پٹیالہ مین گوجر کثرت سے آباد ہین، یہ اچھے کاشتکار ہین، اخلاقی حیثیت سے عموماً شریف سمجھے جاتے ہین، اور زیادہ تر زراعت کے کاروبار مین مصروف رہتے ہین، مواشی سے خاص محبت رکھتے ہین، اور بہت کچھ فائدہ اٹھاتے ہین، ان کے گوت بالعموم وہی ہین، جو علاقہ پنجاب مین پائے جاتے ہین،

تحصیلہائے نارنول، راجپورہ مین انکے چند گاؤن ہین،

رسولپور اور گھیل کے گوجر بڑے صاحب اقتدار ہین،

مہاراجہ نرندر سنگھ کے زمانہ مین چودہری رحیم بخش خان بہادر بخشی کے عہدہ پر ممتاز تھے، اور بعد ازان کونسل اوف ریجنسی کے ممبر ہو گئے تھے، بخشی صاحب بہت قابل، متدین، باتدبیر تھے، یہ اپنے کو راجپوت کہتے تھے، ان کی رشتہ داری بھی بالعموم راجپوتون سے ہے، ہم ایک جگہ ثابت کر آئے ہین، کہ گوجر اور راجپوت مین وہی فرق ہے، جو منطقی جنس اور نوع مین ہوتا ہے، بخشی صاحب کے خاندان مین اب بھی کئی نوجوان نعم الخلف لنعم السلف کی درخشندہ مثال ہین،

ضلع پشاور

ضلع پشاور مین کئی گاؤن گوجرون کے نام پر آباد ہین، یہان کے گوجر، مواشی پالنے کے بہت شائق ہین، اور کاشتکاری سے بھی بہت دلچسپی لے رہے ہین، یہ گوجر پنجاب یا راجپوتانہ سے قحط کے وقت اُسی رفتار سے پشاور پہنچے، جس رفتار سے کہ سوات، بنیر کے گوجر پہنچے تھے، ان مین تعلیم بہت کم ہے، البتہ ان مین چند ولی اللہ ہوئے ہین، مثلاً حضرت پنجو شاہ صاحب جن کا مزار زیارت گاہ عام وخاص ہے، یہ قوم گوجر کے درخشندہ گوہر تھے، مگر چونکہ متعدد عالم فاضل اور رئیس اونکے حلقہ بیعت مین داخل تھے، انھون نے آپ کو سید بنا دیا ہے، اور شجرۂ نسب بھی مرتب کر لیا ہے، ان کے حالات مین لیک سے زیادہ کتابین موجود ہین،

ہمارے دوست علامہ قاضی احمد شاہ رضوانی مولوی فاضل نے فارسی مین ان کا تذکرہ لکھا ہے، اور انکی کرامات کا ذکر کیا ہے، اور لکھا ہے کہ عالم رویا مین اون کی برکت سے اونکو علمی اور مالی فیضان پہنچا،

اس ضلع کے گوجرون کی مردم شماری بحوالہ امپیریل گزیٹیر، اوف انڈیا، (۱۶۰۰۰) ہے

(ٹ)

ریاست ٹونک

گوجرون کی تعداد اس ریاست مین کافی ہے، سب کے سب زراعت پیشہ ہین، اور مواشی بھی رکھتے ہین، یہ مرنجان مرنج قوم ہے، ان کی مالی حالت کچھ اچھی نہین ہے، ان کی تعداد (۱۴۰۰) ہے، (جلد ۲۲ صفحہ ۲۱ تا ۲۵ امپیریل گزیٹر اوف انڈیا،)

(ج)

ضلع جالندھر

اس ضلع مین تقریباً تمام گوجر مسلمان ہین، کچھ زیادہ عرصہ نہین گذرا، کہ تمام گوجر مواشی کی پرورش کرتے تھے، اس لئے یہ لوگ زیادہ تر دریاؤن کے کنارے پر آباد ہوئے، مشرقی تحصیلون مین ان کی آبادی بہت ہی زیادہ ہے، نوشہرہ مین گوجرون کے دیہات کے دو بڑے حصے ہین، ایک اقصائے شمال مین دریائے بین کے کنارے کے دیہات اور دوسرے ستلج کی وادی کے دیہات جو شہر پھلور سے مشرق کی طرف واقع ہین، بہت سے دیہات تلوان کے گرداگرد آباد ہین، نکودر مین گوجر دریائے ستلج کے درمیانی حصہ مین آباد ہین، اور مشرق مین بھی ان کے چند قصبات ہین، جالندھر مین وہ مشرق کی طرف دریائے بین کے قرب وجوار مین یا کسی جو یعنی نالی کے کنارے پر رہتے ہین، بعض کہتے ہین کہ ہم گجرات واقع پنجاب سے آئے ہین، بعض اپنا آنا گجرات واقع بمبئی سے بتاتے ہین، اور بعض بیان کرتے ہین، کہ ہم پاک پٹن اور دہلی سے آئے ہین، ابتدا مین وہ ہندو تھے، اور بموجب قول مسٹر بارکلے بحوالہ رپورٹ مردم شماری سنہ ۱۹۲۱ء اورنگ زیب کے زمانہ مین سنہ ۱۶۵۸ء و سنہ ۱۷۰۷ء کے درمیانی عرصہ مین دائرۂ اسلام مین داخل ہوئے، ہوشیارپور مین اب بھی ہندو گوجرون کے بہت سے دیہات ہین، اور ریاست کپورتھلہ کے پرگنہ بھگواڑہ مین سنگت پور ہندو گوجرون کا ایک مشہور مقام ہے، وہ اپنے آپ کو راجپوتون مین شمار نہین کرتے، بلکہ مستقل قوم گوجر بتلاتے ہین، اور راجپوتون سے برتر سمجھتے ہین،

سر رچرڈ ٹمپل نے بندوبست کی رپورٹ مین لکھا ہے اس ضلع مین گوجر عام طور پر مواشی پالتے ہین، لیکن بمقابلہ عام حالت کے وہ زیادہ محنتی کاشتکار ہین،

مسٹر بارکلے کا خیال ہے کہ حکومت برطانیہ کے تیس سال کے بعد گوجر اس قدر صلاح اندیش اور امن پسند ہو گئے ہین، جتنا کہ کاشتکارون کی آبادی مین کوئی اور دوسری قوم، یہ بھی بالعموم درست ہے کہ وہ زراعت مین بہ نسبت گلہ بانی کے زیادہ مصروف رہتے ہین، سیلمی کے گوجر کرایہ پر گاڑیان چلاتے ہین، اور چراگاہ کیلئے زیادہ زمین

محفوظ رکھتے ہین، لیکن یہ قاعدہ کلیہ نہین ہے، تحصیل نوشہرہ دریائی علاقہ مین روزافزون ترقی کرنے والا موضع کریم پور جسکی سفید مسجد راہون سے نکلتے ہی سب سے پہلے خوشنما دلکش نظارہ پیش کرتی ہے، زراعت پیشہ لوگون کا گاؤن ہے جو سب کے سب مالک زمین ہین، ایسا ہی بھلور کے مرتفع علاقہ مین لادیان گاؤن سب کا سب کاشتکارون کا ہے، اگرچہ ہم ان کو اعلیٰ درجہ کا تصدیق نہین کر سکتے، اسلئے کہ ابتک ان مین زیادہ مواشی رکھنے کا شوق موجود ہے، البتہ وہ اچھے خاصے محنتی لوگ ہین، اور ناکام کاشتکار نہین ہین انکے دیہات صاف اور مکانات آرام دہ ہین، اور ان مین جرائم پیشہ ہونے کا کوئی غیر معمولی جذبہ نہین پایا جاتا، اگلے بندوبست تک امید کی جاسکتی ہے کہ وہ اخلاقی پہلو سے اور زیادہ ترقی کرین گے، اور زمین کی کاشت کرنے مین جاٹون یا ارائیون کے برابر ان کا درجہ ہو جائے گا" ان کی عورتین ان کو زراعت کے کام مین بہت مدد دیتی ہین، چھوٹا کرتا پہنتی ہین، اس قبیلہ کی جوتی عام طور پر ایک عجیب شکل کی ہوتی ہے، یعنی پاؤن کے اوپر کے حصہ پر چمڑا نہین ہوتا، کہتے ہین نکودر کے گوجر شادی کی تقریب مین ایک عجیب رسم ادا کرتے ہین، جسکو پنڈ ولنا[1] کہتے ہین، دولھا کی پارٹی کے نوجوان آدمی گاؤن کے گرد گھوڑ دوڑ کرتے ہین، تاکہ اسے گھیر لین، اور دولھن کی پارٹی اسے روکنے کی کوشش کرتی ہے، اگر دلھا کی پارٹی کا کوئی آدمی دائرہ مکمل کرنے مین کامیاب ہو جائے، تو اوسکو دولھن کی پارٹی انعام دیتی ہے،

ایک اور رسم ہے، کہ جس جگہ بارات کیلئے کھانا پکتا ہے، وہان دلھا آگ جلاتا ہے، لیکن دولھن کے خاندان کی لڑکیان اسکو ایسا کرنے سے روکتی ہین، اگر وہ آگ جلانے مین کامیاب ہو جائے، تو اوس کو خلعت دیا جاتا ہے، اس کا نام جھلکا بھٹھی[2] ہے،

گوجرون کے مفصلہ ذیل گوت قابل تذکرہ ہین،

جھنگیان، نواشہر مین تھگے، سگرپور، بھلور، مین باگڑی کریم پورہ اور ہردو گورسیان مین برادرت گورسیان مین پوڑ، برج حسن، بھلور مین چلد، ٹیگماتلہ بھلور مین چوہان، کریم پورہ اور ہردو گورسیان مین چیچی کریم پورہ اور برج حسن مین چھپکے برج بختہ، بھلور مین دھندوڑ لادیان، بھلور مین ڈھگے برج حسن مین ڈھمر، بھونڈری بھلور مین کوٹھڑ برج حسن مین گدسی برج حسن اور گورسیان مین کلسان، سلیپانہ مین کسانہ، برج حسن مین موسیان، رامپور مین ہوتلہ، کریم پورہ برج حسن مین موتن، گورسیان مین ناگری، بندراوڑ مین ناٹے، برج حسن مین نلون، بہادر پور مین پڈھانہ، برج حسن مین پاہدرہ، لادیان مین پوادر، بھمران اور بھاگوال مین بھامڑہ، گورسیان مین سوسن پال، بھنبڈر مین

---

[1] پنڈ ولنا پنجابی لفظ ہے، پنڈ کے معنی گاؤن، پنڈ ولنا مصدر بنا لیا گیا ہے، یعنی پنڈ کو گھیرنا، [2] جھلکا بھٹھی پنجابی لفظ ہے، بھٹھی چولھا یا اوس کے مانند جہان آگ جلائی جاتی ہے، جھلکا آگ کا جلانا،

باندہ، لیکن گوجر کہتے ہین، کہ دراصل ۲½ گوت اصلی گوجرون کے ہین، اول گورسی، دوم کسانہ اور برگٹ آدھا گوت ہے،

مؤلف:- یہ حالات دیرینہ ہین، اس وقت عورتون کا لباس بالعموم ویسا ہی ہے، جیسا کہ اور قومون کا ہے، جیسا دیس ویسا بھیس،

جوتی کا ڈیزائن بھی تبدیل ہو گیا ہے، لباس کی تبدیلی کی تاریخ عجیب ہے، ترقی کرتے کرتے لوگ پھر سینکڑون سال پیچھے چلے جاتے ہین، اور یہ کسی خاص قوم یا ملک سے مخصوص نہین، اصول یہ ہے ع

در عمل کوش ہرچہ خواہی پوش

موجودہ زمانے مین تو ضلع جالندھر کے گوجر کاشت اجناس مین ارائین اور جاٹ کے برابر ہو گئے ہین تاریخ سے ظاہر ہوتا ہے کہ ارائین اور جاٹ عرصۂ دراز سے جب سے انکی حکومت جاتی رہی، کھیتی باڑی کی طرف متوجہ ہو گئے ہین، اس لئے افسران بندوبست انکو اچھا کاشتکار لکھتے ہین، اور یہ فارمولا کہ مواشی کی پرورش گوجرون سے مختص ہے، اب باطل ہو گیا ہے، اب تو بالعموم ہر ایک قوم مواشی کا شوق رکھتی ہے، اور یہ حقیقت ہے، کہ اگر مواشی نہ پالے جائین، تو کسی کنبہ کا گذارہ نہین ہو سکتا،

جلال آباد، ریاست ممدوٹ

جلال آباد مین گوجرون کی آبادی کم ہے، ایک قدیم گوجر خاندان گوت بھٹی کا ہے، یہ خاندان جبر ہیڑا[۵۱] ضلع سہارنپور کے راجہ سے تعلق رکھتا ہے، اسی خاندان سے راجہ ہر نام سنگھ تھا، جو بعد اسلام شیخ ابراہیم کے نام سے مشہور ہوا، یہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی خدمت مین جایا کرتا تھا، اور آپ سے اعتقاد مخلصانہ و ارادت مریدانہ رکھتا تھا، آپ کے کرامات و خرق عادات دیکھکر حلقۂ اسلام مین داخل ہوا، اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کرنے دل و دماغ کو انار تجلیات الٰہی سے منور اور منازل سلوک کو طے کیا، حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے جیسا کہ مبلغین صوفیائے کرام کا اصول ہے، شیخ کو علاقہ، ستلج مین جو اس زمانہ میں ضلالت و بدعات کا مرکز تھا، عامۃ الناس کی ہدایت کیلئے بھیجا، جب وہ وہان پہنچا، تو زہد و تقویٰ و کرامات سے لوگوں کے دلون کو مسخر کر لیا اور اسی علاقہ کے گوجرون کے ایک شریف گھرانے مین آپکا نکاح ہو گیا، آپ کی اولاد مین اب تک بکم

---

[۵۱] جبر ہیڑا علاقہ کا نام ہے،

اَلْوَلَدُ سِرٌّ لِاَبِیْهِ، اصفیا، وصلحا چلے آتے ہین، ان مین مشہور ترین مولوی عبدالحمید صاحب المکنٰی بابی الرشید تھے، جو محکمۂ فوج و تعلیم مین میر منشی اور انسپکٹر مدارس کے عہدہ پر ممتاز تھے، اس خاندان مین اب بھی متعدد اصحاب معروف اور معزز ہین جنمین سے چوہدری محمد عبیداللہ و محمد ارشد خلف مولوی عبدالحمید مرحوم اور میان نذرالدین طبیب اور منشی ابراہیم، اور منشی خلیل الرحمٰن زیادہ مشہور ہین، اس خاندان کی مستورات بھی علم سے کافی بہرہ رکھتی ہین، جن کے فضل وکمال سے دوسری عورتین استفادہ کرتی ہین، یہان گوجرون کے اکیس گاؤن ایک ہی جگہ موجود ہین، یہ اعلیٰ درجہ کے کاشتکار اور نیک چلن ہین، اور اون کے رقبے خوب آباد ہین،

ضلع جہلم

ضلع جہلم مین اچھی خاصی آبادی گوجرون کی ہے، تقریبًا یہان کے گوجرون کے گوت وہی ہین، جو ضلع گجرات مین ہین، اور بالعموم ضلع گجرات اور ضلع جہلم کے گوجرون مین وسیع پیمانہ پر رشتہ داری اور قرابت ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے، کہ ان دو ضلعون کے گوجر کسی وقت مین اکٹھے گجرات کاٹھیاواڑ سے آئے تھے، بعض گاؤن اونکے گوتون یا اون کی ذات کی نسبت مشہور ہین، مثلاً بسوال، کوہلپور، واڑہ گوجران، جھنگلہ، بھٹیا، ڈھینڈا، بجاڑ، گوجر پور، مونن، ڈھمن گوجران، بوکن، اوانہ، چک لودھی، ٹھیکریان، ندوکالس، گوجر بانٹھ، سلے، ہیسیان، گوجر کٹاریان، کالس، کولیان، لوہسر، موہڑہ گوجران،

اس ضلع کے گوجر اخلاق اور کاشتکاری کی وجہ سے مشہور ہین، بالعموم ان مین کسی قسم کا عیب نہین ہے، اگرچہ ان کے پاس زمین تھوڑی ہے، مگر وہ اپنی محنت سے کافی سے زیادہ پیداوار حاصل کر لیتے ہین، اور اکثر فوج مین ملازم ہین، اس ضلع کا مشہور خاندان کالا کے چودھریون کا ہے،

تاریخ رہتاس مین گوجرون کا حسب ذیل تذکرہ ہے،

پہلے چوہدری فتح محمد خان اور چودھری جمعہ خان دریائے چناب کے بیٹ پر قابض ہوئے، اس وقت قوم جاٹ کے سربرآوردہ چودھری ابوخان، چودھری منوخان وڑائچ تھے، جن کی اولاد اب جلال پور جٹان وغیرہ مین آباد ہے،

گوجر چودھریون کا یہ عمل دخل جاٹون کے سرآوردہ چودھری ابوخان و چودھری منوخان کو ناگوار گذرا،

مؤلف:- اس کے بعد وہی قصہ سوا لاکھ روپیہ کے نذرانہ کا ہے جس کی ہم نے کسی اور جگہ تردید کی ہے،

Collection Of Advocate Showkat

گوجر کا ایک جرگہ ضلع جہلم قلعہ رہتاس کے اِردگرد پھیل گیا، جس کے سربرآوردہ چودھری سلیمان خان نے موضع کالا آباد کیا، چودھری سلیمان خان کی نسل مین چودھری عبدالرحیم بہت بہادر تھا، وہ گکھڑون سے لڑتا رہا اور رفتہ رفتہ علاقہ رہتاس کا حاکم ہوگیا، شاہانِ مغلیہ نے عبدالرحیم خان کو ۸۴ گاؤن کا ناظم یا حاکم مقرر کیا، اوس نے بمقام برالی جو ڈمن اور گھوڑہ (گھوڑ گالا) کے درمیان ہے، ایک قلعہ تعمیر کیا، نادرشاہ نے چھوٹا علاقہ ہسولہ اقوام کالس گوجر کو مرحمت کیا، گوجراب تک موضع کالا مین بااقتدار ہین،

چودھری سلیمان خان کے سات فرزند تھے، جلال خان، جمال خان، ہنڈال خان، مبارک خان، عیسیٰ خان، موسیٰ خان، حبیب خان، بعض گاؤن ان کے نام پر مشہور ہین، جلال خان کے نام پر تپہ شاکر پور جلال اور جمال خان کے نام پر چک جمال، اور عیسے خان کے نام پر عیسے آباد، اور ہنڈال خان کے نام پر ہنڈالی،

نادرشاہ جب قلعۂ رہتاس مین آیا، تو اس نے راجہ ہمت خان گکھڑ، ڈومیلی اور چودھری عبدالرحیم خان پسوال گوجر کو بیش بہا خلعت عطا کئے،

عبدالرحیم کا شجرۂ نسب حسب ذیل ہے،

چودھری عبدالرحیم خان، بن جہان خان، بن سلطان خان، بن جوگی خان بن جلال خان، بن سلیمان خان

(خلاصۂ تاریخ رہتاس وغیرہ)

ضلع جالون

اس ضلع مین گوجرون کی آبادی کافی ہے، جالون اور کنچ مین یہ آبادی کا بڑا جزو ہین، اور زیادہ تر اس ناہموار علاقہ مین آباد ہین، جو دریا کے ساتھ ساتھ چلا جاتا ہے، یہ محنتی وجفاکش قوم ہے،

ضلع جھانسی

گوجرون کی تعداد اس ضلع مین ۱۱۴۷ ہے، وہ اہیرون کے سے عادات واخلاق رکھتے ہین، وہ ہندو آبادی مین ۲۲ فیصدی ہین، اگرچہ آبادی کے لحاظ سے ان کی کوئی اہمیت نہین ہے، مگر محنت وجرات کی وجہ سے بہادر قوم سمجھی جاتی ہے، پہلے اُن کی تعداد بہت زیادہ تھی، اور علاقہ بھنڈر کے دیہات مین آباد تھے، جواب ریاست گوالیار مین شامل ہے، وہ زراعت پیشہ ہین، مگر چوری بھی کرتے ہین، وہ اپنے تئین راجپوت نسل سے بیان کرتے ہین، جو اب سے سات سو برس پہلے دتیہ مین آکر آباد ہوئے، پہلے وہ کاشتکاری کو عیب سمجھتے

تھے۔ مگر جب ان کی تعداد زیادہ ہوگئی، تو پھر بجز زراعت کے ان کی کوئی اور وجہ معاش نہین ہوسکتی تھی، اسلئے وہ زراعت پیشہ ہوگئے،

ضلع جھنگ

ضلع جھنگ مین گوجرون کی تعداد ۵۵۳ سے متجاوز نہین ہے، جن مین ۱۲ ہندو اور باقی مسلمان ہین، اس ضلع مین گوجرون کی کوئی بستی نہین، متفرق کام کرتے ہین،

ریاست جے پور

اس ریاست مین گوجرون کے متعدد دیہات ہین، وہ بالعموم کاشتکار ہین، اور مزدوری بھی کرتے ہین، ان کی تعداد (۱۸۴۰۰) ہے، (جلد ۱۳ صفحہ ۲۸۹ امپیریل گزیٹر اوف انڈیا،)

ریاست جھالے وار

سب کے سب گوجر کاشتکار ہین، اور بعض مزدور پیشہ ہین، (تعداد درج نہین ہے،) ان کی کل آبادی کا شمار ۴، یا ۵ فیصدی درج ہے، (جلد ۱۴ صفحہ ۱۱۸ امپیریل گزیٹر اوف انڈیا،)

نوآبادی چناب

چناب کی نوآبادی مین گوجرون کی مردم شماری آٹھ ہزار کے قریب ہے، سب کے سب مسلمان ہین، اُن کے پاس ۰۴۵۰۲۱ ایکڑ زمین ہے، یہ اعلیٰ درجہ کے کاشتکار ہین، اکثر گوجر ضلع گورداسپور، جالندھر، ہوشیارپور وغیرہ کے ہین، اور یہ پُرامن گروہ ہے، اور ان کے اخلاق وعادات پسندیدہ ہین،

ضلع حصار

گوجرون کے مفصل حالات مردم شماری پنجاب ۱۸۸۱ء کی رپورٹ کے صفحات ۰۸۴ لغایہ ۲۶۲ مین درج ہین،

مسٹر گنگم کی رائے ہی، کہ گوجر مشرقی تاتار کے قبیلہ کشان سے ہین، یہ قوم تقریباً سو سال قبل از مسیح ہندوستان مین وارد ہوئی، پانچوین صدی بعد مسیح شمال مغرب راجپوتانہ مین پھیل گئی، اور ایک سلطنت کی بنیاد ڈالی، اور یہ بالکل صحیح ہے، کہ یہ لوگ راجپوتانہ سے حصار مین آئے، اس ضلع کے گوجرون مین زیادہ تر ہندو ہین، سب کے سب محنتی، تنومند، چابک دست ہین، ابتدائً مواشی سے زیادہ محبت رکھتے تھے، اور زراعت کی طرف کم متوجہ تھے، اور باہمی مخالفت کی وجہ سے چوری بھی کرتے تھے، مگر اب حالت برعکس ہے، اب وہ کھیتی باڑی کی طرف متوجہ ہین، اور عادات مین پہلے کی بہ نسبت بہت کچھ اصلاح کر چکے ہین، گوگا چوہان کی سمادہ اسی ضلع مین ہے، جو گوجر قوم کا ایک بہادر تھا،

(د)

ضلع دہلی

اس ضلع مین گوجرون کی کافی تعداد ہے، ایک علاقہ کے گوجر اپنے آپ کو واہیا کہتے ہین، اگرچہ وہ اسکی وجہ بیان نہین کر سکتے، جاٹون کے بعد اس ضلع کی خاص قوم گوجر ہے، دہلی کے گرد و نواح مین گوجرون کے چند گاؤن ہین، جن کا غلہ وغیرہ شہر مین آتا ہے، صحیح طور پر یہ معلوم نہین ہو سکا کہ یہ کب اس علاقہ مین آئے، لیکن اس مین شک نہین، ہے کہ یہ زمانہ قدیم سے یہان آ کر آباد ہین، یہ پہلے پہاڑون مین رہتے تھے، مواشی چراتے تھے، اور مواشی کی چوری بھی کرتے تھے لیکن اب متمدن ہو گئے ہین، اور کاشتکاری نے ان کے اخلاق پر اچھا اثر ڈالا ہی، یہ خوبصورت، تنومند، محنتی اور بہادر جماعت ہی،

ریاست دھولپور

بالعموم تمام گوجر کاشتکار ہین، اور اون کی مردم شماری ۲۱۰۰۰ ہے،

(ڈ)

ضلع ڈیرہ غازی خان

موجودہ زمانہ مین ڈیرہ غازی خان مین گوجرون کی تعداد بہت کم ہے، کیونکہ اکثر خاندان دوسری جگہ چلے گئے ہین. کسی زمانہ مین ضلع ڈیرہ غازیخان اور ضلع مظفر گڑھ مین گوجرون کا دور دورہ تھا، وہ نہ صرف ایک طاقتور قوم تھی، بلکہ ضلع ڈیرہ غازی خان مین برسر حکومت بھی تھی، اور جسقدر زراعت کی طرف لوگون کو توجہ ہوئی، ہی، وہ اسی قوم کی مہربانی و رہنمائی کا نتیجہ ہے، گوجر حکام بہت شریف اور رعایا کے خیر خواہ تھے، گزٹیر اور تاریخ ضلع مین

Collection Of Advocate Showkat

ان کی تعریف کی گئی ہے۔ ضلع مظفرگڑھ اور ضلع ڈیرہ غازی خان کے قدیم جغرافیون مین ان کا ذکر اچھے الفاظ مین آیا ہے، ضلع ڈیرہ غازی خان کے جغرافیۂ جدید مصنفہ ماسٹر دوست محمد خان مجانہ جو ملک غلام محمد شوق، ایم اے کے نام پر معنون ہے، مین بھی گوجر قوم کے ایک مقتدر حاکم کا ذکر موجود ہے، جس کو ضلع مظفر گڑھ کے جغرافیہ حال مین کسی متعصب کے جفاکار قلم نے مٹا دیا ہے، مگر نواب محمود خان گوجر کے کارنامے ایسے مشہور ہین، کہ انکو زمانہ مشکل سے مٹا سکیگا، ع :-

ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

ضلع ڈیرہ غازی خان کے جغرافیہ مین درج ہے :-

"محمود خان بہت اچھا حاکم تھا، اوس نے زراعت کو بہت کچھ ترقی دی، بہت سی نہرین کھدوائین، بند بندھوائے"۔ مؤلف چونکہ یہ خاندان گوجر کھٹانہ ڈیرہ غازی خان مین حاکم رہ چکا ہے، اس لئے ہم نواب محمود خان اور اس کے خاندان کے حالات تاریخ اور نیز ان کاغذات سے جو اس خاندان کی یادگار نواب زادہ سردار خان مقیم ملتان کے پاس موجود ہین، مکمل کر کے پیش کرتے ہین، اور اس امر کی دلیل دیتے ہین کہ گوجر قطرتی طور پر زراعت سے دلچسپی رکھتے اور شروع سے زراعت پیشہ ہین،

نواب محمود خان گوجر حاکم ڈیرہ غازیخان و مظفر گڑھ

محمد یوسف خان گوجر کھٹانہ، ڈیرہ غازی خان مین مشہور رئیس تھا، غالباً سندھ سے آیا ہوگا، عنفوان شباب مین فوت ہو گیا، اور اس کے تین فرزند نابالغ محمود خان، احمد خان، نور احمد خان رہ گئے، ان کی سرپرست انکی والدہ دور اندیش، معاملہ فہم ہمگیر عصمت خاتون تھی، جو کچھ اس کے پاس سرمایہ تھا، اپنے لڑکون کی تعلیم پر صرف کیا، ان مین سے بڑے فرزند نواب محمود خان نے اعلیٰ تعلیم پائی، وہ مشہور محاسب، انشا پرداز و بہادر تھا، اپنی قابلیت علمی و سپاہ گری کی وجہ سے ابتدا مین غازیخان اول حاکم ڈیرہ غازی خان کا ناظم مقرر ہوا، لیکن جب اس کی سپاہگری وانتظامی قابلیت کے جوہر نمایان ہوئے، تو وہ رفتہ رفتہ مدار المہام کے منصب پر فائز ہوا، اور ڈیرہ غازیخان کے علاقے کے (جسمین کچھ حصہ ضلع مظفر گڑھ کا بھی شامل تھا) جنگل اور غیر آباد زمینون کو آباد کرانا شروع کیا، چونکہ یہ ابتدا از آبادی کا افسر بھی رہ چکا تھا۔ آبادی کے اصول سے ایسا ہی واقف تھا جیسا کہ دیوان ساون مل صوبہ دار ملتان، اس نے کاشتکاروں کو ہر قسم کی رعایات دین، استمرار[1] و تخفیف و کسور، انعام و معافیات کے قواعد جاری کئے،

---

[1] استمرار، تخفیف، کسور، انعام، معافی، یہ سب محصول زمین کے اقسام مین، استمرار کے لئے کسی زمین کا کم سے کم محصول مقرر کر کے
دیکھئے بقیہ حاشیہ صفحہ (۳۹۱)

اور کئی نہرین کھدوائین، چنانچہ نہر نور، وھگانہ محمود واہ وغیرہ اسی کی یادگار ہین، اور نہر قادرہ واہ جو بالکل معمولی تھی، اسکی توسیع کی جس سے ایک وسیع علاقہ آباد ہوگیا، اور ملک کی آمدنی چند گنا بڑھ گئی، ملک کی آبادی کا ذریعہ نہرین تھین، اور نواب محمود خان کو انکی تعمیر مین خاص قابلیت و تجربہ تھا، اس زمانہ مین ریاست کی آبادی و ترقی انتظامی قابلیت پر منحصر تھی، اور نواب محمود خان اس مین ضرب المثل تھا، غازی خان نابالغ کا والد شیعون کا حامی تھا، نسیم شاہ فقیر جو شیعہ مذہب کا مقلد تھا، مارا گیا، تو اس نے اس کے قصاص مین ایک حنفی المذہب سید کو قتل کرایا، اس وجہ سے اس علاقہ کی اکثر رعیت اس خاندان کی جانی دشمن ہوگئی، نواب محمود خان گوجر فرقہ اہلسنت وجماعت سے تھا، وہ بھی اس صدمے سے دل شکستہ ہوگیا، چونکہ یہ ایک مذہبی منافشہ تھا، اس کا اثر رفتہ رفتہ تمام قلمرو ڈیرہ غازی خان مین پھیل گیا، اور تمام رعیت فساد پر آمادہ ہوگئی، نواب محمود خان نے ہر چند اس فتنہ کو فرو کرنا چاہا، مگر اس آگ کے شعلے اسقدر بلند ہوچکے تھے، کہ نواب محمود خان کی تدبیر کی آبیاری سے یہ جہان سوز شعلے نہ بجھ سکے، غلام شاہ کلوڑا نے جو اسوقت سندھ کا حاکم اور خاندان غازیخان کا دیرینہ دشمن تھا، ایسے موقع کو غنیمت سمجھکر اس علاقہ پر حملہ کردیا، ایسی حالت مین نواب محمود خان گوجر مقابلہ نہین کرسکتا تھا، غرض غازیخان دوم کو جو نابالغ تھا، غلام شاہ کلوڑا بلا مقابلہ سنہ ۱۱۷۲ ہجری مین قید کرکے سندھ لے گیا، اور نواب محمود خان گوجر کو اس ملک کا حاکم مقرر کیا، اس نے $\frac{۱}{۲}$ آمدنی حاکم سندھ کی خدمت مین بطور خراج پیش کرنا منظور کی، یہ نواب محمود خان کی عقلمندی تھی، کہ اس نے $\frac{۱}{۲}$ حصہ آمدنی ملک کا دیکر صلح کرلی ورنہ وہ اور غازیخان دونون مارے جاتے، کیونکہ رعایا برگشتہ تھی، اور دشمن غالب،

حقیقت الامر یہ ہے، کہ اگر نسیم شاہ کے قصاص مین ایک سید قتل نہ ہوتا، تو یہ واقعہ پیش نہ آتا، اگر آتا، تو نواب محمود خان دلیری اور بہادری سے غلام شاہ کلوڑا کا مقابلہ کرتا، چونکہ نواب محمود خان گوجر کا اثر رعایا پر بوجہ اس کے رعایا پروری کے زیادہ تھا، اس لئے رفتہ رفتہ بہت سا علاقہ اس کے ماتحت ہوگیا، اور اس کی حکومت کو لوگ غنیمت سمجھنے لگے، جب خاندان کلوڑا کا عمل دخل اس علاقہ سے اٹھ گیا، تو یہ ملک سلطنت خراسان کے ماتحت ہوگیا، جب نواب محمود خان طویل زمانہ حکومت کے بعد راہی ملک عدم ہوا، تو اس کی جگہ نواب برخوردار خان اس کا برادرزادہ مسند نشین ہوا، چونکہ یہ ناتجربہ کار نواب تھا، پہاڑی بلوچ، ملک پر تخت و تاراج کرنے لگے، نواب برخوردار خان نے پہاڑ کی طرح جم کر مقابلہ کیا، لیکن بلوچون کا ٹڈی دل لشکر اسقدر بھاری تھا، کہ نواب برخوردار خان کی فوج اس کے مقابلہ مین کوئی نسبت نہین رکھتی تھی، آخر نواب برخوردار خان شہید ہوا، اور گوجرون کی حکومت کا خاتمہ ہوگیا

(بقیہ حاشیہ ص ۳۹۰) معاہدہ کرنا کہ اسکو کبھی بڑھایا نہین جائیگا جیسا کہ دائمی بندوبست، تخفیف کسی زمین مین ایک حصہ مالیہ کا کم کیا جاتا ہے، مثلاً اگر کسی زمین کا سالانہ محصول پانچ روپیہ ہو، تو اس مین سے پانچوان یا چھٹا حصہ معاف کیا جاتا ہے، انعام کسی خدمت کی وجہ سے زمین کا محصول معاف کردینا، معافی، کسی مذہبی مکان کی متعلقہ زمین کا مالیہ معاف کردینا؛

نواب محمود خان کی منتظمانہ حکومت و دادگستری آجتک ضلع مظفر گڑھ و ڈیرہ غازیخان مین مشہور ہے،

ریاست بہاولپور کی تاریخین، نواب برخوردار خان کے قتل کی روایت اسطرح بیان کرتی ہین، کہ عطر خان کلوڑا اور عبد الغنی خان کلوڑا کے درمیان سخت عداوت تھی، اور عطر خان کلوڑا عبد الغنی خان کے خوف سے جنگلون مین جان بچا کر مارا مارا پھرتا تھا، نواب برخوردار نے عطر خان کو پناہ دی، وہ اس کے ہمراہ ڈیرہ غازی خان کو جارہا تھا، کہ نواب نور احمد خان خلف نواب محمود خان نے جو نواب برخوردار خان کی جانشینی سے ناخوش تھا، بلوچون سے ساز باز کر لی، اور ان کو ساتھ لیکر نواب برخوردار خان پر (جسکی جمعیت بہت کم تھی) حملہ کر کے اس کو شہید کر دیا، برخوردار خان کے شہید ہونیکے بعد عطر خان، گڑھی اختیار خان (جو ضلع جونپور ریاست بہاول پور مین واقع ہے) مین پناہ گزین ہوا، مگر عبد الغنی کلوڑا کے ہاتھ سے جو اس کے تعاقب مین تھا مارا گیا، نواب نور احمد خان کو ہرگز بھی نواب برخوردار خان کے قتل سے کچھ فائدہ نہ ہوا، اور اس کے خاندان کی ریاست برباد ہو گئی،

اے سکندر نہ رہی تیری بھی عالمگیری
کتنے دن آپ جیا کس لئے دارا مارا

آخر جب نواب نور احمد خان کے پاؤن اس علاقہ مین نہ جمے تو ریاست بہاولپور مین چلا آیا، چونکہ نواب زادہ تھا، نواب بہاول خان ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اسکی بہت عزت کی، اور اپنا مقرب بنا لیا، رفتہ رفتہ معتمد علیہ ہو گیا،

صادق التواریخ مین لکھا ہے کہ حضرت نواب بہاول خان نے مودت خان گھمرانی کی سرکوبی کے لئے جو ہمیشہ برسرپیکار رہتا تھا، نواب نور احمد خان کو مقرر کیا، اور عبد اللہ خان و عظمت خان کو اس کے ساتھ بھیجا، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نواب نور احمد خان کی شجاعت و جان نثاری پر نواب بہاول خان ثانی عرش آشیانی کو پورا پورا اعتماد تھا، اس سلئے اس کو ایسے سرکش دشمن کے قتل کرنے کے لئے انتخاب کیا تھا،

خیر یہ تو جملہ معترضہ تھا، اب ہم اصل مطلب کی طرف رجوع کرتے ہین، نواب محمود خان کی نسبت متعدد روایات مشہور ہین، جب یہ شاہ خراسان کی طرف سے علاقہ ڈیرہ غازیخان کا صوبہ دار تھا، اس وقت یہ طریقہ تھا کہ صوبہ دار علاقہ خود دوسرے تیسرے سال دفتر شاہی مین حاضر ہو کر حساب پیش کرتا تھا، چونکہ محمود خان بوجہ دیانت داری محاسبان شاہی کو کچھ رشوت نہین دیتا تھا، اس لئے محاسبان دربار اوس کو تنگ کرتے، اور حساب مین ہندی کی چندی نکالتے تھے، حسب دستور جب نواب محمود خان دفتر شاہی مین حاضر ہوا، تو اپنے صوبہ کا حساب دینے کے وقت شاہی سیاہہ[1] بھی دیکھا کرتا تھا، اس نے کئی جگہ محاسبان شاہی کی غلطی معلوم کی، جب محاسبون نے بادشاہ خراسان کی خدمت مین نواب محمود خان کی حسابی غلطیون کی فہرست پیش کی، اور بادشاہ نے دریافت کیا، تو اس نے کہا، آنرا کہ حساب پاک است از محاسبہ چہ باک،

---

[1] سیاہہ، آمدنی اور خرچ کا رجسٹر، ۱۲

میراحساب صاف ہے، لیکن مین یہ ثابت کرتا ہون کہ فلان فلان رجسٹر مین محاسبون نے اسقدر روپیہ خورد برد کیا ہے، چنانچہ ایک لاکھ کے قریب محاسبون پر بازیافت[1] قائم کی گئی، اور وہ عہدون سے معزول ہوئے اسکے بعد کبھی نواب محمود خان کے فردات حساب پر اعتراض نہ ہوا، نواب محمود خان کی انتظامی قابلیت و فوجی لیاقت کا اس سے بڑھکر اور کیا ثبوت ہوسکتا ہے، کہ وہ ڈیرہ غازیخان ایسے ضلع پر کامیابی سے حکمران رہا، اس کے عہد حکومت مین بلوچون کے قبائل بزدار، مزاری، دریشک، لغاری، گورچانی، لونڈ، کھوسہ، اور بگٹی، نکسی وغیرہ سب اس کے رہین منت تھے، اور وہ ستی اور اتحاد کی وجہ سے اسکی خاطر اپنی جانین قربان کرنے کے لئے تیار رہتے تھے، اب بھی بلوچ نواب محمود خان کی شجاعت و جوانمردی اور احسان و مروت کی تعریف کرتے ہین،

شاہ خراسان کو ایک دفعہ ایک مہم پیش آئی، تو اس نے نواب محمود خان کو طلب کیا، نواب محمود خان کیساتھ اس کے فرزند فاضل خان و عاقل خان بھی مہم مین شریک تھے، جب وہ مہم سر ہوئی تو بادشاہ نے نواب محمود خان کو جان نثار کا لقب عطا کیا، اور محمد فاضل کا اللہ داد خان اور عاقل محمد کا مولا داد خان نام رکھا، چنانچہ ڈیرہ غازیخان مین ان کے نامون پر فاضل پور و عاقل پور، دو گاؤن آباد ہین، اور تیسرے فرزند نور احمد خان کا نام تبدیل نہین ہوا، اس کے نام پر نور پور موجود ہے،

نواب محمود خان کی ایک صاحبزادی، مخدوم صاحب سجادہ نشین اوچ (واقعہ بہاولپور) کے عقد نکاح مین تھی، جن کے آستان عظمت نشان پر نواب اور بادشاہ زمانہ سر عقیدت خم کرتے تھے، چنانچہ مغلیہ خاندان کی ایک شہزادی جوندی بھی جس کا عظیم الشان[2] روضہ اب بھی موجود ہے، اس خاندان مین بیاہی گئی تھی، اب خاندان نواب محمود خان سے چند پریشان حال اشخاص چاچڑا ریاست بہاولپور اور ضلع ڈیرہ غازیخان اور سیت پور واقعہ ضلع مظفرگڑھ و ملتان مین رہتے ہین، ہم اس خاندان سے نوابزادہ سردار خان کو جانتے ہین، جو کچھ عرصہ تک ہمارے دفتر مین ملازم رہے ہین، اور اب وہ ملتان کے کسی دفتر مین محرر ہین، نجابت و شرافت کے نشان اونکی پیشانی سے نمایان ہین، اونھون نے اپنے خاندان کے عروج و زوال کے حالات ایک رسالہ بیداد فلک مین شائع کئے ہین،

غبار اگر بر آسمان رود ہمانا غبار ست و گوہر اگر در خلاب افتد ہمانا گوہر،

ڈیرہ اسمٰعیل خان

ڈیرہ اسمٰعیل خان مین گوجرون کی آبادی بہت کم ہے، بلکہ نہ ہونے کے برابر ہے، ان کی وہان کوئی ملکیت نہین ہے، جسقدر اون کی تعداد پائی جاتی ہے، اوسکو عارضی سمجھنا چاہیئے،

---

[1] بازیافت وہ رقم ہے جو حساب یا مطالبہ کی غلطی سے کسی شخص کے ذمہ نکلے اسی وجہ سے اسکو بازیافت کہا گیا ہے،
[2] شاہزادی جوندی کا روضہ اوچ مین بڑا عالیشان ہے، دریاے سندھ نے نصف روضہ گرا دیا، باقی نصف موجود ہے،

ضلع ڈیرہ دون تعلقہ ٹملی،

چھوکر گوت کے گوجرون کا یہ مختصر مگر زرخیز تعلقہ کوہ شوالک ضلع ڈیرہ دون مین ہے، آب وہوا کی خوبی اور سبزہ زاری کے اعتبار سے ایک دلکشا اور خوشنما خطہ ہے،

اکثر لوگ سیر وشکار وتفریح کیلئے اس علاقہ مین جاتے ہین، ایکن بڑے بڑے جنگل ہین جنمین ہر قسم کا شکار پایا جاتا ہے، شکار کے شایقین اس صحرا کو بہترین شکارگاہ سمجھتے ہین، ۱۵۹۵ سنہ بکرمی مین اس خاندان کے دو اولوالعزم سردار پوہڑہ سنگھ اور لال کرن موضع تیتردون علاقہ گنگوہ ضلع سہارنپور سے یہان آئے، اور اس دلکش سرزمین مین اقامت اختیار کی، اور موضع ٹملی کی بنیاد ڈالی، رفتہ رفتہ یہ خاندان اس پاس کے علاقہ پر بھی متصرف ہو گیا، اور اپنی مستقل ریاست قائم کر لی، یہ خاندان قدیم سے معزز چلا آتا ہے، جیسا کہ شاہان مغلیہ کے زمانہ مین قابل تکریم تھا، ویسا ہی سرکار انگریزی کے عہد مین قابل تعظیم ہے،

سردار پوہڑہ سنگھ کی کوئی اولاد نہین ہے، سردار لال کرن کے سلسلہ نسب مین سے موجودہ رئیس سردار بھگوان سنگھ ہے، جو ایک دانشمند بہی خواہ قوم ورعایا اور انتظام ریاست مین خاص قابلیت رکھتا ہے: اسکا کوئی فرزند نہین ہے، صرف ایک لڑکی دیوی سیتہ وتی وارث ہے:

اس تعلقہ کا دیوان چودھری دتارام ورما جانگل گوجر ہے، جو ایک قابل منتظم تعلیم یافتہ کھتولی ضلع سہارنپور کا رہنے والا ہے، اس خاندان کے مفصل حالات وشجرہ نسب سردار بھگوان سنگھ رئیس کے پاس محفوظ ہین، جسکی نقل آپ نے ہمین بھی ارسال کی ہے، جس سے اس خاندان کی عظمت ظاہر ہوتی ہے،

ریاست ہائے راجپوتانہ

مرد گوجرون کی تعداد ریاست ہائے راجپوتانہ مین بموجب مردم شماری ۱۹۲۱ء حسب ذیل ہے،[1]

بیکانیر،	۷۶۱	کرولی،	۹۲۳۶	کوٹہ،	۱۸۰۶۴
جے پور،	۹۹۴۳۶	ماہروال،	۱۱۳۶۰	جھالا واڑ،	۲۰۰۰
الور،	۲۴۸۹۵	میوار،	۲۶۳۹۲	اندور،	۱۱۲۰۰
بھرت پور،	۲۴۱۴۵	ٹونک،	۷۰۰۸	گوالیار،	۵۵۷۹۸
دھولپور،	۱۲۲۹۰	بوندی،	۹۶۶۷		

مؤلف. اس مین عورتین شامل نہین ہین، معلوم ہوتا ہے کہ تعداد کسی افسر فوج کے نقشون سے درج کئے گئے ہین،

---

[1] دوسرے نقشون کے مقابلہ مین ان اعدادو مین بہت فرق ہے، یا تو سال مردم شماری مختلف ہے، یا کوئی اور وجہ ہے، بالعموم

ریاستہائے بالا مین دو بڑے فرقے گوجرون کے ہین، اول لاڑ، دوم کھاری، لاڑ کی ۲۹ شاخین ہین، جنمین پندرہ زیادہ مشہور ہین، کھمبار، سینسانڈہ، چوڑ، بگدوال، بڈانہ، ماوی، چاوڑی، یا چھاوڑی، چنڈیلہ، دھکڑ، مونن، کسانہ، چیچی، کولی، تنوار، کھٹانہ، الدھوڑ، بھنگیہ، ماڈسکھ، راوت، سرایت، ادھانہ، اوانہ، بھملہ، نکاری، راجانہ، کونڑوال، ماوسے، بدھوریہ، (از ٹرائبز اینڈ کاسٹز سنٹرل پراونسز جلد سوم)

ضلع رائے بریلی

مسلمانون مین زیادہ تعداد گوجرون کی جنکی تعداد تقریبًا ۱۰ فیصدی ہے؎ جو اودھ کے دیگر اضلاع سے نسبتًہ زیادہ ہے، البتہ سہارنپور و مظفرنگر سے نسبتًہ کم ہے،

ان کی آبادی بالعموم سالون اور مہاراج گنج کی تحصیلون مین اچھی خاصی ہی،

مواضع رکھا اور مہاراج گنج مین وہ بہترین کاشتکار ہین، اور کفایت شعاری سے اوقات بسر کرتے ہین، اور قوی دل اور جفاکش ہین، بوجہ کاشتکاری ان کی عادات و خصائل مین بہت اصلاح ہوگئی ہی، رسوم شادی مین وہ اپنے بھائی بندون سے کچھ زیادہ اختلاف نہین رکھتے، ذہین و معاملہ فہم ہین، مگر تعلیمی و مذہبی حیثیت سے بہت ہی گرے ہوئے ہین،

ضلع راولپنڈی

تحصیل گوجرخان مین گوجر کثرت سے آباد ہین اور شائستہ کردار اور خوشحال ہین، بہت سے نوجوان فوج مین ملازم ہین، اور جنگ یورپ مین انھون نے اپنے جوہر شجاعت سے افسران فوجی کو اپنی بہادری و تہور کا معترف بنایا ہے، یہان کے نوجوان گوجر وجیہ، تنومند، متحمل اور محنتی سپاہی ہوتے ہین، اس علاقہ کے گوجر بوجہ ذاتی شجاعت کے فوجی ملازمت کے بہت شائق ہین، ان مین سے فوج مین کئی جمعدار و صوبہ دار ہین، اور کئی پنشن پاکر وطن آگئے ہین، جن کے سینون پر نقرئی و طلائی تمغے چمک رہے ہین، اور وفاداری کے اسنادونے اون کی شان امتیازی کو دوبالا کر دیا ہے، انکی سب سے بڑی آبادی اس سڑک کے جنوب مین ہی، جو چکوال سے مندرہ کو جاتی ہے، وہ بیان کرتے ہین، کہ ہم اکبر بادشاہ کے زمانہ مین گجرات سے اس جگہ آکر آباد ہوئے ہین،

(بقیہ حاشیہ ص ۲۶۵) مردم شماری کے اعداد مین اکثر اختلاف ہے، کیونکہ یہ باب مختلف سالون کے گزیٹیرونسے مرتب کیا گیا ہی، کسی مین کسی سال کی مردم شماری درج ہی، کسی مین کسی سال کی، اس لئے اسپر اعتراض نہ کیا جائے، بہرحال انکا اندراج فائدہ سے خالی نہین، مولف

؎ بروئے امپیریل گزیٹیر آف انڈیا، جلد ۲۱ صفحہ ۲۸، گوجرون کی مردم شماری (۱۳۰۰) ہے:

Collection Of Advocate Showkat

مؤلف:- "یہ لوگ گجرات پنجاب کو اپنا وطن سمجھتے ہین یہ غلط ہے، اگرچہ ضلع گجرات پنجاب سے بھی کچھ لوگ ضلع راولپنڈی مین جاکر آباد ہوئے، لیکن اکثر گجرات دکن سے آئے، اور کچھ افراد اس وقت سے یہان مقیم ہین جس وقت ہزارہ کے گوجر ہری پور کے علاقہ مین آباد ہوئے تھے، کیونکہ گکھڑون سے اُن کی چپقلش کے روایات بہت دیرینہ اور قابل اعتبار ہین،" یہ دوسری قومون سے رشتہ نہین کرتے، پہلے ان کی زبان گوجری تھی، مگر اب غیر قومون سے اختلاط کے باعث تبدیل ہوتی جاتی ہے، خیال ہے، کہ اب سے ۵۰ سال بعد گوجری زبان بالکل مٹ جائیگی، ان کے قبضہ مین تقریباً ۱۲۴ گاؤن ہین، اور یہ بمقابلہ دیگر قومون کے بہتر کاشتکار ہین، مگر ارائیون سے کاشتکاری مین بہت پیچھے ہین، فضول خرچی اور بہت سی بدعتین ہنوز انہین باقی ہین، فوجی ملازمت اور شب و روز محنت سے جو روپیہ جمع کرتے ہین، شادی کی رسوم مین اس کو اس طرح بیدریغ خرچ کرتے ہین جسطرح انھون نے یورپ کی جنگ عظیم مین اپنا خون بیدریغ بہایا تھا،

اکثر افراد صلاح اندیش نیکوکار ہین، اور چوری ڈکیتی کے جرائم کے دھبون سے بالعموم ان کا دامن پاک و صاف ہے، بحیثیت مجموعی ان کی زمین نسبتہً کم ہے، مگر جسقدر زمین کم ہے، اسی قدر محنت زیادہ ہے، باوجودیکہ زمانے نے سب کو جگا دیا ہے، مگر ہنوز یہ خواب گران مین مدہوش ہین، اور تعلیم کا شوق ان مین کم ہے، ان کے اکثر گاؤن ان کے گوتون پر مشہور ہین، اور بعض مواضع مین یہ دوسری قومون کے ساتھ محبت و اتفاق سے رہتے ہین، اور شرارت اور فتنہ سے طبعاً نفور ہین،

تاریخی شہر اس ضلع کا گوجر خان ہے، جس کو گوجرون نے آباد کیا تھا، مگر اب اس شہر مین گوجرون کی کوئی آبادی نہین ہے، تحقیقات سے معلوم ہوا، کہ پہلے یہ ایک مختصر بستی تھی، اور اس مین گوجرون کے چند گھر تھے، البتہ اس کے گرد و نواح مین گوجرون کے بہت مواضع آباد تھے، اب گوجر خان کی حیثیت ایک قصبہ کی ہے، اور تاریخون مین اس کا نام گجرات کاٹھیاواڑ اور گجرات کے برابر ہے، صرف گوجرون کے نام کی وجہ سے اس نے تاریخ مین جگہ پائی،

ضلع راولپنڈی مین کوئی ایسا گوت گوجرون کا نہین ہے جسکو بالتخصیص لکھا جاوے، جو گوت ضلع گجرات مین ہین وہی اس ضلع مین ہین

ضلع رہتک

اس ضلع مین گوجر آٹھ پشت سے آباد ہین، مگر تحقیقی طور سے کسی خاص زمانہ کا پتہ نہین لگتا، کہ یہان کب آئے، یہ اچھے کاشتکار ہین، ان کی دو بڑی شاخین، کرانا، کھٹانہ ہین، کرانا اپنے آپ کو راجہ کرن کی اولاد

ظاہر کرتے ہین، اور کھٹانہ، تنور خاندان سے اپنا سلسلہ ملاتے ہین، یہ ضلع گوڑگاؤن کے گوجرون سے عادات و خصائل مین مشابہ ہین، بالعموم مالی حالت اُن کی کمزور ہے، برکات تعلیم سے کلیتہً محروم ہین،

رتناگیری اور سونت وادی

گوجرون کے گوت اس علاقہ مین پوروادا، نیما، اوہاد، کھاڈا، شرمیالی مشہور ہین، گوجر تمام علاقہ مین اور خصوصاً واپولی، کھیڈ، اور جیپلون مین پائے جاتے ہین، وہ گجرات کے باشندے ہین، اگرچہ وہ اس ملک مین مرہٹی زبان بولتے اور سمجھتے ہین، مگر اون کی مادری زبان جسمین وہ اپنا حساب رکھتے ہین، گجراتی ہے، وہ خوبصورت اور قومی ہیکل ہوتے ہین، عموماً پختہ مکانون مین رہتے ہین، اور برہمنون کا سا لباس پہنتے ہین، اون کی عورتین لگڑا کو (ایک قسم کا کپڑا) بجائے بائین طرف کے دائین طرف سے اوڑھتی ہین، وہ خصوصیت کے ساتھ ترکاریان کھاتے ہین، اور شام کے کھانے مین کبھی چاول استعمال نہین کرتے، اکثر روٹی کے ساتھ دال اور دودھ کھاتے پیتے ہین، وہ تمام کے تمام ظروف، مسالون اور کپڑون کے تاجر ہین، اور قرض پر لین دین کرتے ہین، بالعموم شہرون مین بود و باش رکھتے ہین، اور کبھی کبھی ادھر ادھر گاؤن مین تغچہ فروشون کی طرح مختلف اشیاء لیکر فروخت کرتے پھرتے ہین، وہ عام طور پر بہت اچھی حالت مین ہین، پوروادون، نیمون، اُدہادون کے علاوہ جو شراوک یا جین ہین، وہ وشنو کی پوجا کرتے ہین، اور ولبہ چاری فرقہ مین شمار کئے جاتے ہین، گجراتی برہمن اون کے جد امجد خاندانون کے علیحدہ علیحدہ مذہبی پیشوا ہوتے ہین، وہ اکثر اپنے ہی قبیلہ مین شادی کرتے ہین، اور خاص حالات مین گجرات کے دوسرے خاندانون مین بھی شادی کر لیتے ہین، وشنو کی پرستش کرنے والے اپنے مذہبی سرپرست کی بہت تعظیم و تکریم کرتے ہین، اور اوسے مہاراج کہتے ہین، بسا اوقات بڑے بڑے شہرون مین جہان تجارت کی منڈیان ہین، خرید و فروخت کے لئے چلے جاتے ہین، انھین رتناگیری مین رہتے ہوئے، ایک صدی سے زیادہ عرصہ ہوگیا ہے، وانی گوجر اپنے رسم و رواج کے پورے پورے پابند ہین، اور دوسرے علاقونکے وانی گوجرون سے راہ و رسم نہین رکھتے، کیونکہ یہ اپنے آپ کو ممتاز سمجھتے ہین، وہ ایک مخصوص جماعت ہے، جو تمدن مین بہت ترقی کرتی جا رہی ہے، اپنے جھگڑون کا تصفیہ اُن ثالثون سے کراتے ہین، جن کا انتخاب بھری مجلس مین کیا جاتا ہے، وہ اپنے بچون کی اعلیٰ درجہ کی تربیت کرتے ہین، عام طور پر یہ جماعت اخلاقاً مہذب، اور ہمہ صفات موصوف ہے،

(بمبئی گزیٹر جلد ۱۰ مطبوعہ ۱۸۸۰ء صفحہ ۱۲۰)

ریاست راج گڑھ

اس ریاست مین گوجرون کی تعداد کچھ زیادہ نہین ہے، اور نہ اون کی کوئی طاقت ہے، کاشتکاری پر ان کا گزارہ ہے، ان کی تعداد (۳۰۰) ہے، (جلد ۲۱ صفحہ ۶۹، امپیریل گزیٹیر اوف انڈیا،)

(س)

سوات بنیر

اس علاقہ مین گوجرون کی بہت بڑی تعداد ہے، جس کا اندازہ (۶۱۰۰) ہے، مردم شماری باقاعدہ نہین ہوتی، اور یہان کے لوگ بہت نیک اور پابند صوم وصلوٰۃ ہین، بہادر، قوی ہیکل، مہمان نواز، راست باز ہین، مولوی عبدالغفور علیہ الرحمۃ المعروف حضرت اخوند صاحب قادری علیہ الغفران سوات بنیر قوم کے گوجر تھے، اور پنجاب سے سوات مین تشریف لیگئے، علمی فضائل، خداشناسی اور حقیقت آگاہی کی وجہ سے اس نواح کے تمام قومین حضرت کے معتقد ہوگئے، کوئی حکم حضرت کا ایسا نہین ہوتا تھا، جس پر خوانین سوات بنیر سر تسلیم خم نہ کرتے ہون، اگرچہ مختلف علاقون کے خوانین اپنی اپنی ریاست کے خود مختار حاکم ہین، لیکن حقیقت مین ان سب پر حضرت اخوند صاحب حکمران تھے، آپ ہی کا شرعی فتوی بمنزلہ قانون تھا، آپ اپنے اعمال وافعال مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کو اپنے سامنے رکھتے اور اوس پر چلنے کی کوشش فرماتے، احکام الٰہی کے سوا آپ کی کوئی حکومت وسیاست نہ تھی، آپ کے دو صاحبزادے تھے، جو اپنے والد کے اوصاف کے جامع تھے، بوجہ ان کے تقدس کے تمام لوگ آستانۂ عظمت پر گردن عقیدت خم کرتے تھے، صاحبزادگان نے بھی کوئی سلطنت قائم نہین کی، آپ کے پوتے حسب ذیل ہین،

سیدبادشاہ، امیر بادشاہ، شیرین شہزادہ، گل شہزادہ، اسوقت سوات ایک باضابطہ ریاست ہے اور اس کا نظم ونسق گل شہزادہ کے ہاتھ مین ہے، حضرت اخوند صاحب کو حافظ محمد شعیب صاحب سے (جو علاقہ فتیار مین رہتے تھے،) بیعت حاصل تھی، حافظ صاحب قادری خاندان کے سجادہ نشین تھے، حضرت اخوند کے مرید

---

[1] مادہ تاریخ وفات اخوند صاحب یغفرلہ ۱۲۹۵ھ ہے، [2] بعض تاریخ کی کتابون مین سواد بنیر، اور بعض مین سوات بنیر لکھا ہے، دال اور تا، باہم تبدیل ہو جاتے ہین،

بہت ہیں، مگر مشہور خلفاء جن کا نام ہمکو تحقیقات سے معلوم ہوا ہے، حسب ذیل ہیں،

حضرت مولینا نجم الدین المعروف بہ ملا ہڈا، حضرت سید فضل شاہ الہ آبادی، حضرت قاضی سلطان محمود علیہ الرحمۃ آہی آوان ضلع گجرات، حضرت ملا صاحب مانکی والا، مولینا فقیر اللہ ساکن بھنوڑ، علاقہ کوہ مری، حضرت میاں فضل الٰہی ساکن حضرو، علاقہ کیمل پور،

حضرت صاحب نے باشندگان سوات میں شریعت اور معرفت کی ایسی روح پھونکی ہے، کہ ہر ایک شخص دین اور ملت کے نام پر فدا ہے، یہ اسلامی حکومت کا ایک نمونہ ہے، اس کا دار الخلافہ موضع سیدو ہے، جو معمولی قصبہ ہے، حضرت علیہ الرحمۃ کا گوت کٹھانہ تھا، کہتے ہیں کہ حضرت ضلع ہزارہ سے بغرض تبلیغ سوات بنیر میں تشریف لے گئے تھے،

ضلع سیالکوٹ

ابتدا میں گوجر مواشی چراتے تھے، مگر اب اچھے کاشتکار ہیں، اور زراعت سے خاص دلچسپی رکھتے ہیں، اس قوم کے جوان خوبصورت جری و باہمت ہوتے ہیں، جاٹوں اور گوجروں میں بظاہر کوئی امتیاز نہیں ہے، گوجر پرامن خاموش، کاشتکار ہیں، تعلیم میں بہت پیچھے ہیں، کاشتکاری میں دوسری قوموں سے کم نہیں ہیں، ان کے متعدد گوت ہیں، مگر رتبہ میں سب برابر ہیں، فرق صرف مالی حیثیت کا ہے،

اس ضلع میں سمبڑیال ایک مشہور قصبہ ہے، منشی امین چند اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر بندوبست ضلع سیالکوٹ کی تاریخ میں قصبہ سمبڑیال کی نسبت ایک دلچسپ واقعہ لکھا ہوا ہے، یہ قصبہ سیالکوٹ سے جانب شمال سات میل کے فاصلہ پر آباد ہے، اسمیں ۴۸۶ گھر اور ۱۲۲ دکانیں آباد ہیں، باشندوں میں ۱۵۰۴ ہندو اور ۲۳۶۰ مسلمان ہیں، ابتدائی آبادی کا حال اسطرح بیان کیا جاتا ہے، کہ تخمیناً ۵۰۰ سال کا عرصہ ہوا، اس ویران جنگل میں رانی سنبلیا جو گوجر قوم کے ایک سردار کی لڑکی تھی، مواشی چرانے کے واسطے سرحدی شمالی اضلاع کی طرف سے آکر فروکش ہوئی، کچھ عرصہ کے بعد اوس نے مکان وغیرہ تعمیر کرائے، جس سے یہ ایک اچھی خاصی بستی ہو گئی، رانی کے نام پر اس گاؤں کا نام سنبلیال ہوا، چونکہ حرف لام اور را ہندی زبان میں باہم بدل جاتے ہیں، اسوجہ سے سنبڑیال ہو گیا، اور قاعدہ ہے کہ نون کو میم سے تبدیل کر دیتے ہیں، جیسے سنب سم اور دُنب کو دُم کہا جاتا ہے، ان تبدیلیوں کے بعد سمبڑیال ہو گیا، جب رانی سنبلیا مع مواشی واپس چلی گئی، تو یہ جگہ ویران ہو گئی، بعہد سلطنت چغتائیہ میں

سنہ اب تو یہ بہت بڑا قصبہ ہو گیا ہے، اور آبادی بہت بڑھ گئی ہے،

مسمی رن مل قوم جٹ، گوت گھمن جو راجہ گھڑھ کمیا کے خاندان سے تھا، عتاب شاہی سے کسی طرح قید ہو گیا، اور مدت تک قید رہا،

ایک روز بادشاہ شکار کو نکلا، وہ بھی کسی طرح ساتھ ہو لیا، ناگہان جنگل سے شیر نمودار ہوا، بادشاہ نے اپنے بہادروں کو حکم دیا کہ کوئی ہے، جو اس کے مقابلے کو نکلے، سب ڈر گئے، مگر رن مل نے تلوار نیام سے نکال کر اس کے دو ٹکڑے کر دئے، راجہ نے اس بہادری کے صلہ مین اوس کو قید سے رہا کر دیا، اور اس غیر آباد گاؤن کی ملکیت بھی عطا کی، اوس نے اُس گاؤن کو از سر نو آباد کر کے اسمین اپنی سکونت اختیار کی، اسوقت سے اوسکی آبادی روز بروز بڑھتی جاتی ہے، یہان کی کوئی خاص چیز یا مکان مشہور نہین ہے، البتہ یہان کا ملک خاندان نظمی مشہور ہے، جو خوشنویسی اور فارسی متعارف کتابون گلستان، بوستان، ابوالفضل وغیرہ کی تعلیم دیتا ہے،

ریاست سکیت

پہاڑی گوجر سب کے سب مسلمان ہین، اور مواشی چراتے ہین، کاشت کی طرف کم متوجہ تھے، مگر اب اسکو مفید سمجھ کر اس کی طرف متوجہ ہو رہے ہین، گھی اور دودھ کی تجارت پر بسر اوقات کرتے ہین، منڈی مین ہندو گوجر بھی ہین، اِن کے گوت کھٹانہ، چوہان، پیچی، گوری، برکٹ، پسوال، کولی وغیرہ ہین، یہ آپس ہی مین شادی کرتے ہین، اور بچپن کی شادی کو بُرا سمجھتے ہین، کیونکہ اگر لڑکی بچپن مین بیوہ ہو جائے، تو والدین کے لئے وہ مصیبت بنکر گلے کا ہار ہو جاتی ہے، لیکن اب ان مین بیواؤن کی شادی کا بھی رواج ہو چلا ہے،

سلطان پور

مسلمان گوجرون کی بڑی تعداد اس ضلع مین پائی جاتی ہے، اور یہ محنتی اور باہمت کاشتکار ہین، زیادہ تر جگدیش پور، گورا جا او، امیٹھی مین آباد ہین،

ضلع سہارنپور

اس ضلع مین گوجرون کی تعداد ۵۵۰۰۰ یا ہندو آبادی کا ۵ء۷ فیصدی ہے، وہ قریب قریب تمام علاقہ مین

اگرچہ یکسان پھیلے ہوئے ہین، لیکن ناکورا اور دیوبند کی تحصیلون مین ان کی تعداد زیادہ ہی، اور خاص تحصیل سہارنپور[1] مین مقابلۃً کم ہین، مگر غربی اضلاع مین اونکی کثرت ہی، اور خاص کر قسمت میرٹھ مین اون کی تعداد بہت زیادہ ہے، اگلے زمانہ مین سہارنپور وغیرہ گجر دیس کے نام سے مشہور تھا، موجودہ وقتون مین اس علاقہ کے تین حصے سمجھے جاتے ہین، اوّل دریاے گنگا کا نچلا حصہ جو مشرق کی طرف ہے، اور گھر کے نام سے مشہور ہے، دوم جمنا کا حصہ جو راپو تولا کے نام سے معروف ہے، سوم :- وسطی حصہ جو گجرات کے نام سے موسوم ہے، جسمین گنگوہ، رام پور اور نکوڑ کے پرگنے اور مظفر نگر کے ملحقہ علاقے بھی شامل ہین، اور اسی سبب سے ضلع سہارنپور کے گوجر عام طور پر مالک زمین ہین، لنڈھورا کی جاگیر بھی انھین کی ملکیت مین شامل ہی، جس کا ذکر بعد مین کیا جائے گا، انکے قبضہ مین بہت وسیع املاک ہین، کیونکہ وہ بہ نسبت دوسری قومون کے اچھے کاشتکار ہین، دیوبند کی تحصیل مین سب سے زیادہ مقتدر ہین، مگر وہ کسی قدر ناقص کاشتکار ہین، گوجر خاندان کے افراد بڑے جوشیلے ہین، ادنی ادنی بات پر جھگڑ بیٹھتے ہین، اور قانون کی کچھ پروا نہین کرتے، ان کا دعوی ہے کہ وہ بیرونی ممالک سے آئے ہین، اور اکثر اپنے کو راجپوت بتلاتے ہین، اور اُن کا یہ دعوی حقیقت اور دلائل پر مبنی ہے، کیونکہ جدید تحقیقات سے ثابت ہو چکا ہے، کہ پُرانے زمانے کے گوجر، موجودہ زمانہ کے گوجر اور پرہار راجپوتون کے بزرگ تھے، اور یہ دونون ایک ہی ہین، جنرل کنگم ان کو یوچی خاندان سے وابستہ کرتا ہے، جو شرقی تاتار کی ایک قدیم قوم ہے، وہ بیان کرتا ہے، کہ یہ تاتار سے افغانستان مین آئے، جہان سفید ہنون نے اُن کو مغلوب کیا، پھر وہ چراگاہون کی تلاش مین پنجاب چلے آئے، کچھ زمانہ کے بعد مسلمان بادشاہون نے انکو مشرق کی طرف ہٹا دیا، سنہ ۱۵۴۰ء مین اونھون نے اپنی طاقت و شوکت کا اسقدر اظہار کیا کہ شیر شاہ کا قافیہ تنگ کر دیا، اور وہ ان پر حملہ آور ہوا، نائن سنگھ اور رام دیال نے لنڈھورا اور پرچھت گڑھ کی جاگیرین اٹھارہوین صدی کے وسط مین حاصل کین، اس زمانہ سے پہلے ان کا کوئی ملکی اقتدار نہین تھا، اس ضلع کے گوجرون کے بہت گوت ہین، جو راجپوتون سے ملتے ہین، ان کا بڑا سردار کھوبر ہے، جس سے لنڈھورا خاندان کا تعلق ہے، اس کے علاوہ قابل الذکر بٹار خاندان ہے، جو باونی (یعنی ۵۲ گاؤن) کے علاقہ واقعہ گنگوہ اور لکھنوتی پر قابض تھا، علاوہ اس کے چھوکر ہین، جو اب تک تیترون کے قریب بارہ بستیون کے مالک ہین جن کے صدر مقام کو چھوکر کلان کہتے ہین،

---

[1] یوپی مین مسلمان گوجر غیر معمولی طاقت رکھتے ہین، ان کی تعداد ۲۰۲۳۴ ہزار کی بڑی تعداد نکوڑ اور سہارنپور کی تحصیل سے آئی ہے، انڈ کی علاقہ مین یہ بہت تھوڑی تعداد مین پائے جاتے ہین، جہان انھون نے اپنے آباء و اجداد کا مذہب ابھی تک قائم رکھا ہے ان کی خاص کوئی صفت نہین ہی، کیونکہ رسوم مین ہندو بھائیون سے کچھ زیادہ فرق نہین رکھتے۔ [2] ضلع گجرات مین بھی گوجرون کا ایک گوت چھوکر ہے، اور ان کا موضع چھوکر ہے،

Collection Of Advocate Showkat

ریاست لنڈھورا واقع ضلع سہارنپور

یہ ریاست اگرچہ اپنے اصلی و ابتدائی رقبہ کا صرف ایک جزو ہے، اگر پھر بھی ضلع کی تمام ریاستون سے بڑی ہے، اوسکی اصل اور ابتدا کی نسبت کوئی حوالہ نہین ملتا، البتہ یہ معلوم ہوتا ہے، کہ مغربی پرگنہ مین کھبار گوت کے سرداران کے ماتحت بہت مدت تک گوجر حکمران رہے ہین، سب سے پہلے جو رئیس حکمران ہوا، وہ چودھری منوہر سنگھ تھا، اسکو روہیلہ حاکم نجیب الدولہ نے سنہ ۱۷۵۹ء مین ۵۰۵ گاؤن اور ۲۱ بستیون کی جاگیر مقرری پر مرحمت کی تھی، یہ جاگیر کوئی نیا عطیہ نہ تھا، بلکہ اسکی قدیم ملکیت کو سرکاری طور پر تسلیم کیا گیا تھا، نجیب الدولہ اسوقت اپنے دوآبہ کے مقبوضات کو مستقل اور مجتمع کرنے کی کوشش کر رہا تھا، گوجر سردار نجیب الدولہ کے مددگار و معاون تھے، منوہر سنگھ کے بعد لال کنوار اور بدھ سنگھ اور موہر سنگھ حکمران ہوئے، ان کے بعد راجہ رام دیال فرمان روا ہوا، جو سنہ ۱۸۰۳ء مین انگریزون کی حکومت کے وقت ۷۹۴ گاؤن اور ۳۶ بستیون پر قابض تھا، گذشتہ ۵۰ سال مین ان ریاستون کی نمایان ترقی، گوجرون کی طاقت کو ظاہر کرتی ہے، اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہر جگہ انھون نے بہ نسبت دوسری قومون کے مرہٹون اور روہیلون کی حکومت کے ماتحت ملک کی پرآشوب حالت سے سب سے زیادہ فائدہ اوٹھایا، راجہ جو فی الحقیقت راجگی کا مستحق تھا، ۱۱۱۵۹۷ روپیہ ادا کرتا تھا، اس قسم کا اجارہ اصطلاحاً مقرری کہلاتا ہے اور یہ مقرری راجہ کے حین حیات تک تھی، فہرست جائداد مرتبہ سنہ ۱۸۱۰ء سے ظاہر ہے، کہ راجہ فی الحقیقت ۴۹۶ گاؤن اور ۳۱ بستیون کا مالک تھا، ۲۵ گاؤن اور ۵ بستیان خاندان کے دوسرے لوگون کے پاس تھین، باقی ۲۶۳ گاؤن مین کوئی مالک نہ تھا، راجہ رام دیال ۲۰ مارچ سنہ ۱۸۱۳ء کو مرگیا، اور اس سال کا معاملہ زمین کاشتکارون سے وصول کیا گیا، جب مسٹر چیمبرلین مہتمم بندوبست نے باقاعدہ بندوبست شروع کیا تو ان کو معلوم ہوا کہ جاگیر مین ۷۰۰ گاؤن اور ۲۶ بستیان ہین، مگر راجہ کے ورثا اورنگ زیب اور محمد شاہ کے سندات عطیات کی بناپر ۵۹۶ گاؤن اور تمام بستیون کے دعویدار ہین، مسٹر چیمبرلین نے یہ خیال کیا کہ فرامین جاگیر جعلی معلوم ہوتے ہین، اور راجہ اور اوس کے اجداد نجیب الدولہ کے عطا کردہ گاؤن کے حقیقی قابض نہ تھے، اس لئے قبضہ کی بناپر راجہ کے ورثا سے ان بستیون کے بارہ مین گفت و شنید ہوئی، جہان جہان اس خاندان کے ورثا نے دوسرے لوگون کو حقوق دے دئے تھے، وہان قابضان زمین پر براہ راست مالگذاری تشخیص کی گئی، بعض مواضع کی نسبت جو نجیب الدولہ کی عطا کردہ جاگیر مین شامل تھے، ان کے کچھ دعویدار پیدا ہو گئے تھے جن کے حقوق ملکیت تسلیم کر لئے گئے تھے، مگر اس کا عملدرآمد سرکاری کاغذات مین اس وجہ سے کچھ عرصہ تک ملتوی ہوا،

گو ۱۸۱۰ء کی فہرست کے مطابق راجہ ان تمام مواضع پر عرصہ سے قابض تھا، اور یہ گاؤن مدت تک اس کے اہتمام وانتظام مین رہے تھے، اس امر کے باوجود یہ حکم دیا گیا کہ تمام جاگیر کے دعاوی کی تحقیقات کر کے جلد فیصلہ کر دیا جائے،

تعلقہ جھٹکی

یہ جاگیر پانچ چھوٹے چھوٹے تعلقون پر مشتمل تھی، جو راجہ نے اپنے رشتہ دارون کو دئے تھے، یہ تقسیم بدستور سابق بحال رکھی گئی، رام دیال کا بڑا بیٹا سوائے سنگھ تھا، جو باپ کی زندگی مین ایک بیوہ مسماۃ رانی سدا کنوار کو اور دوسری رانی سے ایک بیٹے مسمی بدن سنگھ کو چھوڑ کر مر گیا تھا، راجہ کا ایک اور بیٹا خوشحال سنگھ تھا، جسکی مان رانی دھنکنوار تھی، ان دونون بھائیون مین باقی ماندہ دیہات کی تقسیم کی نسبت جھگڑا ہوا، یہ جھگڑا آخر کار نائن سنگھ پرھیت گڑھ واقعہ میرٹھ کے گوجر سردار کی ثالثی سے فیصل ہوا، تعلقہ جھٹکی خوشحال سنگھ کو دیا گیا اور باقی ماندہ تعلقے تقسیم کر کے رانی سدا کنوار اور بدن سنگھ کو دئے گئے، جھٹکی کی جاگیر مین جس کا نام پرگنہ دیوبند کے ایک گاؤن پر مشہور ہو گیا ہے، ۲۲۹ گاؤن اور چند بستیان تھین، جس کا معاملہ ۱۹۰۴۷۵ روپیہ سالانہ قرار دیکر رانی دھن کنوار سے قبولیت نامہ داخل کرایا گیا، مگر ۱۸۱۷ء کی تشخیص جدید مین یہ معاملہ زمین زیادہ سمجھا گیا، اور اضافے کا روپیہ معاف کر کے جمع کا بھی گیارہوان حصہ کم کیا گیا، تقریباً ۱۷۴۴۰۵ روپے مقرر ہوئے، دوسرا بندوبست سات سال کیلئے کیا گیا، یعنی ۱۸۱۸ء سے ۱۸۲۴ء تک جسمین یہ دونون سال شامل تھے، رانی نے ۱۸۱۸ء کی جمع کو قبول کیا، مگر بعد مین انکار کر دیا، اب کلکٹر کو ہر ایک موضع کی الگ الگ تشخیص کرنے کی ہدایت ہوئی، رانی نے یہ سمجھ کر کہ جائداد ہاتھ سے جاتی ہے، معاہدہ منظور کرنے کی درخواست دی، جس پر مسٹر روز سینیر ممبر آف دی بورڈ آف ریوینیو نے خود جاگیر کا معائنہ کیا اور یہ معلوم کر کے کہ بہت سے رقبے اسلئے بنجر پڑے ہین کہ آئندہ بندوبست مین معاملہ زمین کم ہو جائے رانی کی درخواست یہ کہکر نامنظور کر دی، کہ چونکہ رانی نے خود معاہدہ پر قائم رہنے سے دست برداری لکھدی ہے، اس لئے اب کچھ نہین ہو سکتا، زمیندارون پر جو ہر وقت اپنے حصول ملکیت پر زور دیتے رہے ہین، براہ راست مالگذاری تشخیص کیجائے، نیز چوہدری خوشحال سنگھ کا معاہدہ اب تک بحال ہے، اسکو معافی کے ۱۵ گاؤن کے علاوہ باقی ماندہ دیہات پر پانچ فیصدی مالکانہ دیا جائے، یہ تجاویز اس شرط پر منظور کی گئین، کہ مالکانہ کی منظوری دائمی نہین ہے، حق مالکانہ اس کے مرنے پر ضبط کیا جائے گا، اس عرصہ مین یہ بھی فیصلہ ہو گیا کہ حق ملکیت گاؤن کے زمیندارون کا ہے، رانی دھن کنوار کے بیٹے کی وفات کے بعد اس کے پاس صرف معافی کے گاؤن رہ گئے، خوشحال سنگھ

نے لاد کنوار کے ساتھ جوتھا سنگھ سردار بریھپت گڑہ کی لڑکی تھی، شادی کرلی، اور اسطرح اسکی تمام جائداد کا مالک ہوگیا، ۱۸۳۶ء مین رانی دھن کنوار کے مرنے پر لاد کنوار کے ہاتھ انتظام آیا، اس نے مالکانہ کی بحالی کیلئے جو ضبط ہوگیا تھا، مرافعہ (اپیل) کیا، مگر کوئی کامیابی نہ ہوئی، لاد کنواری ۱۸۴۹ء مین مرگئی، اور بریھپت گڑہ کی جائداد پہ ہربنس سنگھ قابض ہوگیا، سرکار نے معافی ضبط کرلی، اور معاملۂ زمین کی تشخیص زمینداروں پر کی گئی،

تعلقہ جبرہیری

رانی سدا کنوار کی جاگیر کو جو تعلقہ جبرہیری کہتے ہین، اس مین ۹۴ گاؤن ہین، ان مین سے گیارہ گاؤن کی نسبت اوس نے معاہدہ پورا کرنے سے انکار کردیا، اور باقی مواضع پر (۲۴۱۶۲) روپیے محصول دینا منظور کرلیا، اس مالگذاری مین بھی تعلقہ تھمنکی کی طرح کمی کی گئی، اور ۱۸۸۲ء مین مسٹر روز کی سفارش پر اوسکی جاگیر بحال رہی، کیونکہ اس کا انتظام تسلی بخش تھا، اور گاؤن کی پنچایتین خوش تھین، لیکن ساتھ ہی یہ بھی حکم ہوا کہ زیر قاعدہ ۷ ایکٹ ۱۸۸۲ء اس کا بندوبست موضع وار کیا جائے، جسکو مسٹر ٹرنر نے مکمل کیا، اور اسپر عملدرآمد ۱۸۸۳ء مین ہوا لیکن چونکہ رانی دھن کنوار اس کا بخوبی انتظام نہین کرسکتی تھی، ایک جدید معاہدہ کیا گیا، جسکی رو سے رانی دھن کنوار بالاشتراک معاملۂ[1] زمین کی ذمہ دار ہوئی، اور اس کے عوض نقدی منافع کا نصف دیا جانا منظور کیا گیا، یہ عجیب معاہدہ رانی دھن کنوار کی موت کے بعد تک قائم رہا لیکن اب تک بندوبست کے کاغذات نامکمل تھے، کیونکہ نہ تو کوئی معاملۂ زمین کی باقاعدہ تشخیص کی گئی تھی، اور نہ رانی کے حقوق کا فیصلہ کیا گیا تھا، ۱۸۳۶ء مین مسٹر ٹمہارٹن نے جو بندوبست کی نظر ثانی کرنے پر متقرر ہوا تھا، ۱۴ر مواضعات کی ملکیت اور ۴ مواضعات مین دس فیصدی حق مالکانہ کا فیصلہ بحق رانی صادر کیا، اور باقی تمام معاہدات دیہات کے قابضان زمین سے واپس کرادئے،

بلیدھ

تیسرا تعلقہ بدن سنگھ کا حصہ بلیدھ کہلاتا ہی، اسمین ۲۴ گاؤن تھے، بدن سنگھ نے ان مین سے ۲۰ کا معاملۂ زمین دینا منظور کیا، مگر وہ معاہدہ کو پورا نہ کرسکا، اور ۱۸۱۹ء مین تعلقہ کے متعلق مالکان دہ سے براہ راست

---

[1] معاملۂ زمین ایک اصطلاحی لفظ ہے، جو قانون مال مین استعمال ہوتا ہے، مراد اس سے وہ روپیہ یا جنس ہے، جو سرکار مالکان یا موروثیان سے وصول کرتی ہے،

معاہدہ کیا گیا، صرف بلیدہ جہان راجہ کی سکونت تھی، اس معاہدہ سے خارج سمجھا گیا،

چھوٹے تعلقے

دوسرے پانچ تعلقے جو خاندان کی مختلف شاخون مین تقسیم کئے گئے، ان کی بھی تاریخ تقریباً وہی ہے، دکنہ واقع پرگنہ بھگوان پور مین ۴۲ مواضع تھے، انکی نسبت معاملۂ زمین کا معاہدہ گورا سنگھ اور اوس کے بعد ۱۸۱۹ء مین اوس کے لڑکے ریجا سنگھ سے کیا گیا، موخر الذکر نے ۱۸۲۴ء مین ایک فتنہ کھڑا کیا، جسکی بابت ضلع کی تاریخ دیکھنی چاہئے، وہ دکنہ کے حملہ مین مارا گیا، اور اوس کی جاگیر مالکان دیہہ کو دیدی گئی،

تعلقہ دادری

دادلی کا تعلقہ بھی بھگوان پور مین ہے، اس مین ۳۲ مواضع اور دو بستیان ہین، اُس کا معاہدہ تشخیص[1] گلاب سنگھ کے ساتھ ہوا، جس کا بیٹا ۱۸۱۹ء مین معاہدہ مین شامل تھا، لیکن بعد مین معاملہ ادا نہ کر سکا، جسکی وجہ سے دوسرے سال موضع وار بندوبست کیا گیا،

تلہڑی

علاقہ تلہڑی رانی دیا کنوار بیوہ تخت سنگھ کے قبضہ مین تھا، اور اس مین ۴۲ گاؤن تھے، اور دو بستیان ناگل اور دیوبند کے پرگنہ مین تھین، ان کے واسطے رانی نے ۱۴۱۹۶ روپے پر ۱۸۱۵ء مین عارضی معاہدہ کیا، جو دوسرے سال کم کرکے ۱۵۰۰ روپے کر دیا گیا، اوس نے انتظام ایک کاشتکار کے سپرد کیا، جسکی دست درازیون کی شکایت کو سنکر مسٹر روز نے ۱۸۵۲ء مین معاہدہ کو منسوخ کرکے مالکان کے ساتھ براہ راست معاہدہ کیا، تلہڑی کا علاقہ تا حیات رانی کے پاس رہا، اور ساتھ ہی اس کے سات گاؤن مین ۵ فی صدی مالکانہ کا حق بھی قائم کیا گیا،

تعلقہ جٹول

واقع پرگنہ ناگل مین ۵۴ مواضع اور ۱۳ بستیان شامل تھین، جو گورا سنگھ کے قبضہ مین تھین، مگر اوس نے

---

[1] تشخیص ایک اصطلاحی لفظ ہے،:۔ سرکاری حصہ کی برونی آمدنی چند سال نسبت قائم کرنا،

معاہدہ سے انکار کیا، اور پھر زمیندارون سے براہ راست معاہدہ کرنا پڑا، ایسا ہی حال چاندیری کا ہوا، جسمین ۴۲ مواضع اور ۲ دو بستیان واقعہ پرگنہ ہاردا ہین جسپر لکھاون سنگھ قابض و متصرف تھا،

ہربنس سنگھ کا زمانہ

یہ امر تو ہر طرح سے واضح ہے، کہ جب ہربنس سنگھ قابض ہوا تو لنڈھورا، اور پریچھت گڑھ کی جاگیرون مین بہت کچھ کمی واقع ہو چکی تھی، وہ ۱۸۱۵ء مین ایک نابالغ بیٹا، رگھبیر سنگھ چھوڑ کر مر گیا، اور اس کی جائداد کورٹ آف وارڈز کے سپرد ہو گئی، یہ جاگیر ۳۸ مواضع پر مشتمل اور اوسکی آمدنی ۲۶۰۰۰ روپیہ تھی، لیکن غدر ۱۸۵۷ء مین راجہ کی وفاداری کی وجہ سے ۱۱ مواضع جدید عطا کئے گئے، اور ان کے علاوہ ۲ گاؤن راجہ نے خرید کئے، جملہ ۱۳ گاؤن کا اضافہ ہو گیا، جاگیر ۱۸۶۹ء مین واگزار ہوئی، دوسرے سال اپریل مین رگھبیر سنگھ مشکوک حالات مین مر گیا، اور اس کے چند دن بعد اسکا لڑکا جگت پرکاش بھی راہی ملک عدم ہوا، جاگیر کا انتظام کمال کنوار رگھبیر سنگھ کی والدہ، اور دھرم کنوار اوسکی بیوہ کے ہاتھون مین آیا، موخر الذکر ہوشیار رانی تھی، قابض ہو کر کارندون کے ذریعہ جاگیر کا انتظام کرتی رہی، مواضع کی زیادہ تعداد کاشتکارون کے پاس مستاجری پر تھی، اپنے خاوند کی وفات پر اس نے دلیپ سنگھ کو جو رگھبیر سنگھ کی والدہ کا رشتہ دار تھا، متبنی کیا، لیکن چونکہ وہ دوسری گوت سے تھا، برادری نے اعتراض کیا، اس لئے تبنیت منسوخ کر کے دلیپ سنگھ کو بطور معاوضہ کچھ نقدی دے دی، ۱۸۷۴ء مین ایک شخص نے جو اپنے آپ کو رگھبیر سنگھ ظاہر کرتا تھا، بہت تشویش پیدا کی، وہ کہتا تھا کہ اوس کو زہر دیا گیا تھا، اور وہ نامکمل طور پر جلایا گیا تھا، اسلئے وہ بچ گیا، تحقیقات سے وہ جھوٹا ثابت ہوا، اور قید کیا گیا، اس کے بعد رانی نے بلونت سنگھ کو متبنی کیا، مگر بعد مین منسوخ کر دیا، جس پر مقدمہ بازی شروع ہوئی، ہائی کورٹ نے تبنیت کو بحال رکھا، اس ضلع مین اس وقت اس خاندان کی جائداد ۱۵ گاؤن پر مشتمل ہے، ان کے علاوہ ۴۲ دیگر مواضع کے حصص بھی اس مین شامل ہین، جو پرگنہ گنگوہ کے سوا تمام پرگنون مین واقع ہین، ان تمام دیہات و حصص کا رقبہ ۲۹۵۲۵ ایکڑ اور معاملہ زمین ۲۷۷۰۹ روپیہ ہے، پرگنہ منگلور مین ۴۱ گاؤن اور ۱۶ حصے، راول پور مین ۶ گاؤن اور ۵ حصے فیض آباد مین، ۱۷ گاؤن اور ۵ حصے، دیوبند مین ۳ مواضع اور دو حصے، ناگل مین ۴ گاؤن، سلطان پور مین ایک گاؤن، رام پور مین ایک گاؤن اور ۲ حصے رڑکی مین ۶ حصے، بھگوان پور مین ایک حصہ اور اس کے علاوہ سہارنپور، ہاروارہ، ناگور، سردھنہ مین بھی چند مواضع و حصص ہین، ان ریاستون مین حسب ذیل آمدنی کے رقبے بھی شامل ہین،

نام ضلع،	آمدنی زمین،
میرٹھ،	۴۲۱۱۲۲
بجنور،	۱۰۸۲۳
مظفر نگر،	۹۴۳
بلند شہر،	۲۰۶۰

یہ تعداد و حالات ہم نے گزیٹیر وغیرہ سے اخذ کئے ہین، ممکن ہی کہ زمانۂ حال مین اس مین تغیر و تبدل ہوا ہو، اسوقت لنڈھورا کے رئیس اعظم لفٹنٹ راجہ بلونت سنگھ بہادر ہین، جو قابل اور معاملہ فہم رئیس ہین، جنگ عظیم کی خدمات کے صلہ مین گورنمنٹ نے عطاے جاگیر وغیرہ سندات سے راجہ موصوف کا اعتراف کیا ہے، راجہ بذاتہ شریف اور خیر خواہ قوم ہے، ان کے علاوہ اس ضلع مین چند ایک قابل ہستیان گوجر قوم کی مشہور ہین، جو اپنی قوم کی ترقی و اصلاح رسوم و علم و تہذیب و تمدن و اقتصاد مین پر جوش و سرگرم کوشش کر رہی ہین، قومی رسائل شائع کئے جاتے ہین، قومی انجمنین قائم ہین، سالانہ جلسے منعقد ہوتے ہین، جسمین ہزارون مقتدر و معزز قوم کے افراد جمع ہوکر قوم کی ترقی کی تجاویز سوچتے ہین، ان مین سے اسمائے ذیل قابل ذکر ہین،

۱- چوہدری قدم سنگھ ورما زمیندار گنگوہ،
۲- چوہدری منگت سنگھ وکیل سابق ممبر کونسل یوپی رئیس دودھلا،
۳- چوہدری ہربنس سنگھ مختار عدالتہائے رڑکی، رئیس قادر پور،
۴- چوہدری تگل سنگھ مختار عدالتہائے مال و فوجداری،
۵- چوہدری ملتان سنگھ ماسٹر ہائی اسکول مظفر نگر،
۶- بابو دیارام ساکن ابدی پور حال ماسٹر اسکول کرانہ، ضلع مظفر نگر،
۷- چوہدری صورت سنگھ سکرٹری ڈسٹرکٹ بورڈ،
۸- چوہدری آسارام مختار عدالت و آنریری اسسٹنٹ کلکٹر درجۂ اول رئیس سدھولی ہریا،
۹- چوہدری نگت سنگھ ایم اے، ایل ایل بی، رئیس دودھلا،

ان صاحبان کے علاوہ اور متعدد گوجر تعلیم یافتہ ہین، جنکی فہرست طویل ہے، ان مین سے مشہور معزز افراد جنکی اطلاع ہمین ملی ہے حسب ذیل ہین،

چوہدری ہربنس وکیل رئیس قادر پور،
چوہدری دولت رام مختار عدالت جنڈھیری،

Collection Of Advocate Showkat

چوہدری چھتر سنگھ مختار عدالت منڈکھیڑا،
چوہدری دھیرج سنگھ عدالت منڈالہ،

ریاست سمتھر

یہ کٹھانہ گوجر راجاؤن کی ریاست ہی، جو ملک متوسط علاقہ بندھیل کھنڈ مین واقع ہے، جسکے شمال و مشرق مین ضلع جالون اور جنوب مغرب مین ضلع جھانسی اور ریاست گوالیار ہے، یہ اپنا شجرۂ نسب تنور راجپوت خاندان سے ملاتے ہین،

سمتھر ایک خوبصورت بارونق شہر ہے، جو جی، ای، پی، ریلوے کی شاخ کے (جو کانپور سے جھانسی کو جاتی ہے،) موٹھ اسٹیشن سے آٹھ میل کے فاصلہ پر ہے،

ان کی خاندانی تاریخ یہ ہے، کہ قبل از مسیح ۵۰ برس سال ملک گجرات کاٹھیاواڑ پر راجہ دیوست حکمران تھا، یہ بہت بہادر اور اولوالعزم راجہ تھا، جس نے بزور شمشیر اپنی سلطنت کو دور تک وسعت دی، اس خاندان مین مشہور فاتح بہادر حسب ذیل راجے ہوئے ہین،

راجہ کرڑے رائے

اس راجہ کی بہادری کی دھاک دور تک پہنچ چکی تھی، عاقبت اندیش اور زمانہ شناس تھا، جب سکندر اعظم نے پنجاب پر حملہ کیا تو اس نے سکندر اعظم کے ساتھ مفید شرائط پر معاہدہ کر لیا، اور سکندر کا معاون و مددگار ہوگیا، سکندر اعظم نے اس کو اپنے مفتوحہ ممالک مین سے ایک بڑا حصہ اسکی جان نثاری کے صلہ مین عطا کیا، رفتہ رفتہ لاہور تک اس خاندان کی سلطنت کا دائرہ وسیع ہوگیا،

راجہ چندر پال

راجہ چندر پال سلطان سبکتگین کا ہم عصر تھا، سلطان سبکتگین اور اس کے درمیان سخت جنگ ہوئی، دونون طرف کے بہت سے سپاہی اس جنگ مین کام آئے، راجہ نہایت استحکام و استقلال سے غزنوی عساکر کے سامنے سد ردئین کی طرح کھڑا رہا، سلطان اس پر غالب نہ آسکا، مایوس ہوکر اس کا تعاقب چھوڑ دیا، اور واپس چلا گیا،

راجہ رتن پال

یہ راجہ اپنی آبائی شجاعت و بلند حوصلگی کی وجہ سے اپنے زمانہ مین ممتاز تھا، اس کا کوئی تاریخی کارنامہ اس کے سوا نہین ملا کہ اس نے ملک موروثی کو بحال رکھا، اور اندرونِ ملک مین مختلف قسم کی اصلاحین کین اور حدودِ ملک کو مضبوط کیا،

راجہ جیپال

یہ مشہور راجہ اسی خاندان کا چشم و چراغ، غیور، اور جانباز سپاہی تھا، جنگ مین خود شامل ہوکر فوج کے آگے آگے رہتا تھا، اسکی لڑائی سلطان محمود غزنوی کے ساتھ ہوئی، جس مین یہ باوجود دوسرے راجاؤن کی امداد کے ناکامیاب رہا، لیکن اوس نے جنگ مین جو شجاعت کے جوہر دکھلائے، وہ یادگارِ زمانہ ہین،

راجہ مادھو سنگھ

اس کے زمانہ مین اس خاندان کی حکومت کی وسعت محدود ہوگئی، اور صرف ڈیوئی اور اوس کے آس پاس کے رقبہ پر اوس کا قبضہ ہوگیا، اوس نے بہت کوشش کی کہ جو ملک اس خاندان کے تصرف سے نکل گیا، پھر ہاتھ آئے، مگر قسمت اور وقت نے یاوری نہ کی،

راجہ کمبود سنگھ

معلوم ہوتا ہے کہ اس کے عہد مین اس خاندان کی حکومت پر اور زیادہ زوال آگیا، مگر چونکہ حوصلہ مند اور بہادر تھا، اکبر بادشاہ کی فوج کا افسر ہوگیا، فتوحات کے صلہ مین بست ہزاری کے منصب پر فائز کیا گیا، اور خطابِ مہاراجگی سے مفتخر ہوا،

راجہ چندربھان سنگھ

اس راجہ کی نسبت اس کے سوا اور کوئی تاریخی واقعہ نہین ملتا کہ جہانگیر بادشاہ نے جیسا کہ دوسرے راجاؤن

ستے رشتہ کیا تھا، اس سے بھی رشتہ طلب کیا، مگر اس غیرتمند راجہ نے ان توقعات پر جو اوسکو بادشاہ سے تھین، لات مار کر انکار کر دیا، اور جان دینے کیلئے تیار ہو گیا، بادشاہ چاہتا تھا کہ اسکو گرفتار کرے، مگر یہ اپنی تدبیر اور بہادری سے اس کے پھندے سے نکل گیا، اور ایرچھ، کالپی، گرنج، بھانڈیر وغیرہ علاقون پر قابض ہو کر سمتھر کو اپنا صدر مقام قرار دیا،

راجہ پرتھیان

یہ بہت باتدبیر و عقلمند راجہ تھا، مگر فوجی طاقت کے کمزور ہونیکی وجہ سے ملک کی حفاظت نہ کر سکا، شاہان دہلی نے اس کا بہت سا علاقہ لے لیا، اور یہ برائے نام راجہ رہ گیا،

راجہ دیارام

اس راجہ نے عنان حکومت ہاتھ مین لیتے ہی اپنی حکومت کو بڑھایا، اور اپنے ملک کے حدود کو مستحکم کیا، اور اپنی طاقت کو از سر نو قائم کیا،

راجہ پرسرام سنگھ

اس راجہ کے تین فرزند تھے، راجہ تونے شاہ، راجہ سورت سنگھ، راجہ بھوپال، راجہ تونے شاہ دوراندیش اور زمانہ شناس خردمند راجہ تھا، اوس نے سنہ ۱۷۲۵ء سے سنہ ۱۷۵۷ء تک حکومت کی، سنہ ۱۷۳۲ء مین مہاراج دتیا کی وفات پر ریاست کی مسند نشینی کی وراثت کا تنازع ہوا، راجہ تونے شاہ نے مہاراجہ اندر سنگھ کو امداد دی، جس سے وہ کامیاب ہوا، اس نے پانچ گاؤن بصلہ خدمات راجہ تونے شاہ کو دئے، راجہ تونے شاہ کے دو لڑکے تھے، راجہ بشن سنگھ اور راجہ دیوی سنگھ جو یکے بعد دیگرے مسند نشین ہوئے،

مؤلف: گزیٹیر مین لکھا ہے، کہ تونے شاہ کے بعد بدن سنگھ اور اس کے بعد اُس کا لڑکا دیوی سنگھ راجہ ہوا، یہ صریحاً غلط ہے، کیونکہ ہم تاریخ کے ایسے زمانہ مین پہنچ گئے ہین، جو بہت روشن ہے، اس مین کسی شک و شبہ کی گنجایش نہین ہے، کہ بدن سنگھ کوئی راجہ نہین ہوا، غالباً غلطی سے بجائے بشن سنگھ کے بدن سنگھ لکھا گیا ہے، اور دیوی سنگھ بشن سنگھ کا بھائی تھا، نہ کہ بیٹا،

راجہ رنجیت سنگھ،

دیوی سنگھ کے بعد راجہ رنجیت سنگھ مسند نشین ہوا، اس کے زمانہ مین مرہٹون کا دور دورہ تھا، اور اون کے

طوفان محشر انگیز حملے ہر طرف سے جاری تھے، اور اونکی تاخت و تاراج سے لوگ کانپ اٹھے تھے، راجہ رنجیت سنگھ اپنی عقلمندی سے اس اصول پر عمل پیرا ہوا، ع:-

زمانہ با تو نہ سازد تو با زمانہ بساز

مرہٹون کا معاون ہو گیا، مرہٹون نے اسکی خدمت کا اعتراف کرتے ہوئے، اوس کو وسیع علاقہ پر مستقل حکمران مقرر کر دیا،

ریاست سمتھر کی حد بندی

۱۸۱۷ء مین سرکار انگریزی کے مقبوضات اور ریاست سمتھر کی حد بندی ہوئی، اور راجہ کو جیساکہ مرہٹون کی حکومت مین آزاد و ممتاز راجہ سمجھا گیا تھا، مختار تسلیم کیا گیا، ۱۸۲۷ء مین راجہ راہی ملک بقا ہوا، اور اس کا بیٹا ہندوپت حکمران ہوا،

راجہ ہندپت

یہ برائے نام راجہ تھا، ریاست کے نظم و نسق کی باگ کلیتہً رانی کے ہاتھ مین تھی، اور وہی ہر طرح کا انتظام کرتی تھی، رانی تھی تو عورت، مگر عقل و تدبیر اور بہادری مین مردون سے بڑھکر تھی، اس نے اپنے زمانہ مین نہایت شائستگی سے ریاست کا کام چلایا،

ہز ہائنس راجہ چتر سنگھ

۱۸۶۴ء مین گورنمنٹ نے راجہ چتر سنگھ کا ولی عہد ہونا تسلیم کیا، اور راجہ ہندوپت ۱۸۹۰ء مین دنیا سے رخصت ہوا، راجہ چتر سنگھ پہلے ہی سے زمانہ ولی عہدی مین ریاست کے انتظام مین حصہ لیتا تھا، مسند نشین ہو کر ریاست کے انتظام کو بہترین صورت مین انجام دینے لگا، اس نے شہر سمتھر کو عمارت اور تجارت وغیرہ کے لحاظ سے ہر طرح کی ترقی دی، گورنمنٹ نے جیساکہ دوسری ریاستون سے نمک کے بارہ مین معاہدہ کیا تھا، ۱۸۷۹ء مین ۱۴۵۰ روپیہ سالانہ پر معاہدہ کیا، یعنی گورنمنٹ ریاست کو بجائے آمدنی نمک کے سالانہ یہ رقم دیا کرے گی، اور ریاست مین نمک کا نکالنا بند کیا گیا، اور بجائے اوس کے گورنمنٹ کا نمک فروخت ہونے لگا، یہ امر عام انتظام کے ماتحت تھا، ریاست نے گورنمنٹ کی طرح طرح کی خدمت انجام دی ہے، اوس نے ۱۸۸۲ء مین بیتوا ندی اور ۱۸۸۴ء مین ریلوے کیلئے گورنمنٹ کو مفت زمین عطا کی جو بہت وسیع رقبہ ہے، ہز ہائنس مہاراجہ چتر سنگھ ۱۸۹۶ء مین مر گیا، اور اوسکی جگہ ہز ہائنس مہاراج

بیر سنگھ جو دیو کے سی، آئی، ای حکمران ہوئے، ہز ہائینس ایک خاص قابلیت کے حکمران ہین، عالی دماغ، معاملہ فہم فرمانروا ہونے کی وجہ سے ریاست کے جزو و کل معاملات کو بہ نفس نفیس ملاحظہ کرتے ہین، اور ریاست ہر ایک پہلو سے ہر ایک شعبہ مین ترقی کر رہی ہے،

مردم شماری

اس ریاست کی مردم شماری سنہ ۱۹۲۱ مین ۳۳۴،۲ نفوس پر مشتمل تھی، جس مین گوجرون کی تعداد دو ہزار کے قریب ہے، جو اکثر کاشت کرتے ہین اور اچھے چاول چین کے ہین، معاملۂ زمین فصل پختہ پر پانچ روپیہ فی ایکڑ لیا جاتا ہے، ہر قسم کی آمدنی کی تعداد چھ لاکھ روپیہ سالانہ ہے،

ایک رسالہ دو سو سوار کا اور ایک پلٹن پانسو نفر کی، اور ایک توپخانہ چھ توپون کا ریاست کے انتظام کیلئے مقرر ہے،

علاقے

ریاست چار علاقون شمشیر گڈھ، امرگڑھ، لوہار گڑھ، مہاراج گنج پر منقسم ہے، ہر ایک علاقہ مین ایک ریونیو افیسر رہتا ہے، جو محصول زمین وصول کرتا، اور دیگر فرائض عدالت وغیرہ انجام دیتا ہے، یہ ریاست ہند کی قدیم بادشاہی کی شان و شوکت کی ایک مثال ہے، رفاہ عام کیلئے شفاخانے اور اسکول موجود ہین، اس ریاست نے یورپ کی جنگ عظیم کے وقت گورنمنٹ کی ہر قسم کی خدمت انجام دی ہے جسکا اعتراف گورنمنٹ نے ایک سے زیادہ دفعہ کیا،

(ش)

شولاپور

بیان کیا جاتا ہے، کہ گجرات کے اکثر شرواک وانس گوجر پچھلے سو سال کے عرصہ مین اس ضلع مین آباد ہوئے، اسوقت وہ تمام ضلع مین پھیلے ہوئے ہین، اور اون کی تعداد مقامی ہندو ساہوکارون سے تین گنا سے بھی زیادہ ہے، ان مین سے اکثر کا مذہب جین یا شرواک ہے، عام طور پر وہ اپنے بال بچون کو ہمراہ لیکر سر سبز مقامات پر آباد ہو جاتے ہین، اور اس مقام کو اسوقت چھوڑتے ہین: جب ملک کاٹھیاواڑ مین کسی جینی مقدس مقام دیوتر استھان کی جاترا کیلئے جانا ہوتا ہے: روپیہ کے لین دین، اور تجارت مین گوجر وانس مارواڑی وانس کیطرح نہین کہ بھیک مانگ کرتا

جمع کرین، بلکہ وہ تھوڑے سے ذاتی سرمایہ سے کام شروع کرتے ہین، جیسے وہ چھوٹے چھوٹے دکاندارون کو دیدیتے ہین، اور جب اس طریق سے وہ ایک معقول رقم جمع کرلیتے ہین تو وسیع پیمانے پر تجارت شروع کردیتے ہین، پھر خوبی یہ ہے، کہ یہ ہم پیشہ مارواڑیون کی نسبت زیادہ نرم طبیعت بردبار اور خوش اخلاق ہوتے ہین، جس سے ان کی ہردلعزیزی اور عام شہرت بڑھتی جاتی ہے، شولاپور اور دوسرے بڑے بڑے قصبات مین ان کا لین دین مزارعین سے بالکل نہین ہے، بلکہ اپنے اصول کے مطابق یا تو مکان یا زمین رہن رکھکر یا اقرارنامہ یا ضمانت لیکر، روپیہ قرض دیتے ہین، اور شرح سود دو روپیہ سیکڑا ماہوار سے زیادہ نہین ہوتی، گاؤن کے ساہوکار گوجر مزارع اور زمیندار ہر ایک سے لین دین کرتے ہین، بالعموم دیہات مین معمولی چیزون کی دکان کھول لیتے ہین، اور حسب ضرورت گاؤن کو نقد یا جنس قرض دیتے ہین، تمام گوجر بالعموم اور دیہات مین رہنے والے گوجر بالخصوص جہان کہین طویل مدت تک بود و باش رکھتے ہین، وہان کے بسنے والون کے اوضاع و اطوار، خو بو اور لباس اختیار کرلیتے ہین، بلکہ یہان تک کہ ان کی پگڑیون کی بندش بھی شولاپوری فیشن کی ہوتی ہے، اون کا لباس اگرچہ خوبصورت ہوتا ہے، مگر زیادہ قیمتی نہین ہوتا، زیور پہننے کا اُن کو بہت شوق ہوتا ہے، مگر ان کی عورتین زیادہ تر ملمع کا سُنہرا زیور پہنتی ہین، جسکی کچھ قیمت نہین ہوتی، مستورات مین چونکہ کلائی اور بازو کھلا رہنے کا رواج نہین ہے، اس لئے زیور پر کچھ زیادہ روپیہ صرف نہین ہوتا، قوم لنگاہ کی طرح یہ بھی لوہے کی تپائی پر تھال رکھکر کھانا کھاتے ہین، ذات برادری کی عام دعوت کا بڑا رواج ہے، ہر ماتم پر کم از کم ایک دعوت ضرور دی جاتی ہے، شادی اور دیگر مذہبی تقریبون پر دل کھولکر روپیہ اوڑاتے ہین، رشتے ناتے باہم بلا لحاظ غریب و امیر کرلیتے ہین، صرف شرافت کا لحاظ ہوتا ہے، اور بالعموم مالدار ہوتے ہین، خیراتی کامون کیلئے بڑی بڑی رقمین جمع کرلیتے ہین، وہ اپنے مال اور مواشی کی خدمت و تربیت مین خاص شہرت رکھتے ہین، جہان ان کی آبادی زیادہ ہوتی ہے وہان وہ اپنے لئے علیحدہ مندر بناتے ہین، چنانچہ شولاپور مین ان کے دو مندر پارس ناتھ جی کے ہین، علاوہ اوسکے گوجرون نے رفاہ عام کیلئے کنوؤن اور دھرم سالون کی تعمیر مین بھی نام پیدا کیا ہے، ان کے مذہبی پیشواؤن یعنی گرو بڑی وافر آمدنی رکھتے ہین، جس کی بدولت اون کے سینکڑون چیلے بڑی شان و شوکت سے رہتے ہین،

شملہ

شملہ کے علاقہ کا مزروعہ حصہ زیادہ تر گوجرون کے قبضہ مین ہے، یہ لوگ اچھے کاشتکار ہین، اور اونکے اخلاق عام طور پر اچھے ہین، شکل و شباہت مین خاص امتیاز رکھتے ہین، مواشی اور گھی اور دودھ کی تجارت کرتے ہین، بالعموم مسلمان ہین، اور بعض قبائل ہندو بھی ہین، مسلمانون اور ہندوؤن کے رسوم شادی مختلف ہین، انکے

گوت بالعموم وہی ہین، جو علاقہ پنجاب مین ہین، تعلیم ان مین بالکل نہین ہے، یہ ایسے محنتی ہین کہ پہاڑیون کی ڈھلوان زمینون کو بھی ہموار کرکے زراعت کے قابل کر لیتے ہین،

ضلع شاہجہان پور

گوجرون کی تعداد تقریبًا پانچ ہزار ہے، اور یہ اچھے کاشتکار ہین، اور زیادہ تر جلال آباد مین رہتی ہین،

ضلع شاہ پور (سرگودھا)

ابتدا مین تو ضلع شاہ پور مین گوجرون کی کوئی آبادی نہین تھی، جس وقت سے اس ضلع مین نہر سے آبپاشی ہونے لگی ہے، مختلف موضعون مین بطور آباد کار گوجر آباد ہو گئے ہین، بوجہ نوآباد کار ہونے کے ضلع شاہ پور مین ان کا کچھ زیادہ اقتدار نہین ہی، ان کی کل تعداد تقریبًا ۳۱۷۵ ہے، جسمین سے ۱۲۸ ہندو اور ۷ سکھ، باقی مسلمان گوجر ہین، یہان کے گوجر آباد کار نہایت محنتی اور چال چلن کے اچھے ہین، مگر قدیم باشندگان شاہ پور کی ایذا رسانی سے بعض بعض مواضع مین پریشان حال ہین، اب اس ضلع کا نام سرگودھا ہے،

(ع)

ضلع علی گڈہ

اس ضلع مین گوجرون کی تعداد کچھ زیادہ نہین ہی، پانچ چھ ہزار کے درمیان ہوگی، اکثر گوجر اپنے آپ کو راجپوت کہلواتے ہین، اس لئے تعداد کم ہو گئی ہے. ضلع کے جنوبی حصہ مین بود و باش رکھتے ہین، اور کھیتی باڑی کا کام پوری تندہی سے کرتے ہین، مگر دولت علم سے محروم ہین، چونکہ ان کی تعداد کم ہی، اس لئے چند کس کے سوائے اونکی مقامی حیثیت زیادہ نہین، بالعموم ان کے اخلاق اچھے ہین، مسلمان گوجرون کا ایک مشہور معزز خاندان اس ضلع مین ہی،

اٹھارہوین صدی عیسوی کے اخیر مین راجہ بہادر سنگھ گوجر والی گھاسیڑہ اس علاقہ مین بڑا زبردست راجہ تھا، جو نواب فتح علی خان کے ساتھ مل کر اسد خان سپہ سالار محمد شاہ بادشاہ دہلی سے لڑتا رہا، اور فوج شاہی کو شکست فاش دی، اسد خان اس لڑائی مین مارا گیا، مگر آخر شاہی فوج اور دیگر ماتحت راجاؤن نے قلعہ گھاسیڑہ

Collection Of Advocate Showkat

کا محاصرہ کر کے بہادر سنگھ کو قتل کیا، اس کے بعد اس کا بیٹا فتح سنگھ اپنے علاقہ پر کامیاب حکمران رہا،

(ف)

ضلع فیروزپور

ضلع فیروزپور کے علاقہ بیٹ میں بہت گوجر آباد ہیں، کھٹانہ گوجر اپنے آپ کو تنوار راجپوت کہتے ہیں، اور بیان کرتے ہیں، کہ وہ ہندوستان کے جنوبی حصہ دھارا نگری کی طرف سے آئے، پہلے وہ رانیہ واقعہ سرسہ کے قرب وجوار میں آکر آباد ہوئے، اور وہاں سے قصور کی طرف چلے آئے تھے، یہاں سے کوچ کر کے ۱۹۱۸ء کے وسط میں ماکھو کے قرب وجوار میں آباد ہو گئے، مگر وہاں کے باشندوں سے لڑتے بھڑتے، دھرم کوٹ کے نواحی میں مجتمعاً مستقل سکونت اختیار کر لی، جہاں اب وہ صاحب اقتدار زمیندار کی حیثیت سے رہتے ہیں، پہلے کی بہ نسبت اب ان کی حالات وعادات میں بہت کچھ اصلاح ہو گئی ہے، اور یہ اب اچھے کاشتکار ہوتے جاتے ہیں، فطرۃً ذہین اور حسین ہیں، اور اپنے معاملات کو خوب سمجھتے ہیں، مگر تعلیم سے بالکل بے بہرہ ہیں، ان میں سے جو تعلیم شروع کرتا ہے، وہ بالعموم کامیاب ہو جاتا ہے، پہلے زمانہ میں ایک ڈپٹی کمشنر نے ان کی اصلاح کیلئے ان ہی میں سے ایک پولیس افسر مقرر کیا تھا، جس کے تقرر سے بہت کچھ فائدہ ہوا، اور اوس نے ضلع کا دورہ کر کے اپنی قوم کی بہت کچھ اصلاح کی، اب تک ان میں ہندو رسم ورواج کی تقلید پائی جاتی ہے، ان کی شادی میں برہمن شامل ہوتا ہے، جہاں تک ممکن ہو اپنے گوت میں شادی نہیں کرتے، اور بیوہ کے نکاح ثانی کو باعثِ ہتک سمجھتے ہیں، جو لوگ علاوہ تحصیل دہرم کوٹ کے دیگر حصوں میں بھی کم وبیش پائے جاتے ہیں،

اس ضلع میں زیادہ تر گوجر کوہلی، چیچی، کسانہ، چوہان، گورسی گوت کے ہیں، یہ فطرۃً بہادر، جفاکش، محنتی، ذہین ہوتے ہیں،

(ک)

ضلع کانگڑہ

کانگڑہ کے ضلع میں دو قسم کے گوجر ہیں، ایک آبادی میں رہنے والے جو زمینوں اور مکانوں کے مالک ہیں، وہ اپنے مواشی کو گرد ونواح کے علاقوں میں چراتے ہیں، دوسرے پہاڑ اور جنگل میں رہنے والے ان کے پاس بالعموم کوئی زمین نہیں، یہ اپنے اپنے ریوڑوں کو لیکر جہاں سرسبز چراگاہ مل گئی چلے جاتے ہیں، موسم گرما میں پہاڑ کی بلندی پر، اور موسم سرما میں پہاڑ کے دامن میں جھونپڑیاں بنا کر رہتے ہیں، ان کے بعض گروہ ڈلہوزی پہاڑ پر چلے جاتے ہیں، اور بعض علاقہ چمبا کی پہاڑیوں پر اپنے مواشی لے جاتے ہیں، اور موسم خزاں میں نورپور کے

علاقہ مین اتر آتے ہین، کانگرہ کے دوسرے حصّون مین گوجر کم پائے جاتے ہین، گاہے گاہے کُلّو سے منڈی کو بطور راہگیر جاتے ہوئے دکھائی دیتے ہین،

ان کے پاس بھینسون کی اچھی خاصی تعداد ہوتی ہے، یہ مختلف شرح سے مالکان زمین کو ترنی (محصول) ادا کرتے ہین، بعض جگہ یہ دستور ہے، کہ دودھاری جانور پر جتنی شرح ترنی لیتے ہین، مثلاً ایک موسم کا گھی دو سیر سے پانچ سیر تک کم وبیش جانور کی حیثیت کے مطابق وصول کیا جاتا ہے، اور دوسرے جانور معاف ہوتے ہین، اور بعض مقامات پر نقدی شرح مقرر ہے، بھینس کا ایک روپیہ، دو سالہ پڑوا[1] کے آٹھ آنے،

بعض ریاستین جولائی اگست مین مواشی کی چرائی بند کر دیتی ہین، تاکہ موسم برسات مین گھاس اچھی طرح نشوونما پا جائے، بعض ریاستین گوجرون کو مستقل طور پر چراگاہین اس شرط پر کہ وہ وقت مقررہ پر قسط ادا کرتے رہین اور اپنی اپنی حدود مقررہ کے اندر مواشی چراتے رہین دیدیتی ہین ایسے رقبونکو یہ لوگ سوانہ کہتے ہین، اس سوانہ (حدود) پر ان کا حق موروثی سمجھا جاتا ہے، کیونکہ چرائی کا پٹہ نسلاً بعد نسل بحال و برقرار رہتا ہے،

خانہ بدوش گوجر، جو نورپور کے علاقہ مین رہتے ہین، ان کو کوئی حق مستقل زمین کے چرانے کا نہین ہوتا، انکا مقدم یا سرگروہ جو ریاست چنبہ کے حکام کے نزدیک معتمد علیہ ہوتا ہے، وہی چرائی کی سندات حاصل کرتا ہے اور لوگون کی نگرانی رکھتا ہے،

پہاڑی گوجر کاہل اور سُست ہوتے ہین،[2] اور چوری بھی کرتے ہین، ان کی معاش کا دار و مدار زیادہ تر گھی اور دودھ پر ہوتا ہے، یا مواشی فروخت کرتے ہین، انھین زراعت وغیرہ سے کوئی سروکار نہین ہے، میدانی گوجر باہمت، محنتی اور شریف ہین، چوری کو بُرا سمجھتے ہین، گوجر ایک بہادر جوانمرد قوم ہے، اور اس کے نوجوان خوبصورت، قوی اور بلند بالا ہوتے ہین، ان کی شکل وشباہت اور ڈیل ڈول خوشنما ہوتا ہے، اگرچہ گوجر اس علاقہ مین کم وبیش پائے جاتے ہین، مگر جوالا مکھی، تیرا، نداؤن مین بکثرت آباد ہین، ان مین سے اکثر مسلمان ہین، ہندو گوجر بالخصوص ریاست منڈی کی حدود مین رہتے ہین، لیکن مسلمانون کے مقابلہ مین بہت کم ہین، ان کے گوت اکثر وہی ہین، جو پنجاب مین مشہور ہین،

ریاست کشمیر

کشمیر کے گوجرون کی مالی حالت اچھی نہین ہے، وہ خاموش و بے ضرر اور امن پسند ہین، ان کو بھی ملکی و قومی حالات کے موافق مواشی رکھنے کا شوق ہے، وہ بیان کرتے ہین، کہ ہم قحط کے زمانہ مین گجرات سے

---

[1] پڑوا، بھینس کا بچہ پڑیا بھینس کی بچی، [2] اب تو زراعت کی طرف پورے طور سے مائل ہین، اور چوری سے مجتنب ہین (مولف)

Collection Of Advocate Showkat

جاکر کشمیر کے پہاڑون مین سکونت پذیر ہوئے، ان کے تمدنی حالات پونچھ کے گوجرونکی طرح ہین، محنتی کاشتکار ہین، کشمیر کے گوجر محنت و مزدوری کیلئے مقابلتہً بہت کم پنجاب کے اضلاع مین آتے ہین، اسی وجہ سے اُن کی زبان (گوجری) غیر فصیح ہے، البتہ ان کا لب ولہجہ پونچھ کے گوجرون کی طرح دلکش ہے، ان کی زبان مین کشمیری زبان کے الفاظ مخلوط ہین، تعلیم ان مین بالکل نہین ہے، اوران مین سے معدودے چند، حکام ریاست کی بارگاہ مین رسوخ رکھتے ہین، کشمیر اور پونچھ کے گوجر بمقابلہ پنجاب کے گوجرون کے زیادہ ذہین نہین ہین، یہ حالات ہم نے وادی کشمیر کے لکھے ہین، لیکن میدان کے رہنے والے گوجر جو ریاست جمون وکشمیر مین رہتے ہین یا بعض اضلاع علاقہ سرکار انگریزی کے قریب ہونے کے باعث زیادہ شایستہ ہین، اور اون کی رشتہ داریان وتعلقات بھی پنجاب کے گوجرون سے ہین، وہ لباس بھی اچھا پہنتے ہین، اور رسم ورواج وتمدن مین بہت کچھ گجرات وجہلم وغیرہ کے گوجرون سے متشابہ ہین، ان مین ترقی وحصول حقوق کا بہت کچھ احساس ہے، ان مین سے بعض سرکار انگریزی مین ملازم ہین، مگر ریاست کی ملازمتون مین ان کو بہت کم حصہ ملا ہے،

ان گوجرون مین بعض بعض مذہبی پیشوا بھی ہین، اور بڑے بڑے وسیع رقبون کے مالک ہین، مگر چونکہ اونھون نے تحصیل علم مین کچھ زیادہ حصہ نہین لیا ہے، اسلئے دینی اور دنیاوی ترقی کچھ زیادہ حاصل نہین کر سکے، اور یہ ایک واقعہ ہے، کہ بوجہ عدم استطاعت، وہ تعلیم کی منزل کو آسانی سے طے نہین کر سکتے، ریاست نے انکی تعلیم کا کوئی خاص انتظام نہین کیا، جسقدر ترقی اونھون نے تمدن مین کی ہے، وہ اسوجہ سے ہے، کہ ان کے تعلقات، اضلاع گجرات، سیالکوٹ جہلم، راولپنڈی سے ہین، جمون علاقہ کے گوجر بمقابلہ کشمیر کے گوجرون کے ترقی کی شاہراہ پر چلنے کی ہوس رکھتے ہین، مگر عملی طور پر کچھ نہین کرتے، ان کے گوت وہی ہین، جو اضلاع پنجاب مین پائے جاتے ہین، مذہبی آزادی جیسا کہ پنجاب کے گوجرون کو حاصل ہے، کشمیر کے گوجرون کو حاصل نہین ہے، پنجاب کے ممتاز گوجرون نے کبھی کوشش نہین کی، کہ وہ اپنے غریب بھائیون کی دستگیری کرین، جو اونکے ساتھ ساتھ آباد ہین، حالانکہ پنجاب مین کشمیری شرفا (جو کسی زمانہ مین کشمیر کو چھوڑ کر پنجاب مین چلے آئے) اپنے غریب کشمیری بھائیون سے ہمدردی رکھتے ہین، ان کا اخبار جاری ہے، وہ سالانہ جلسے کرتے، اور اپنے اور ان کیلئے تجاویز پیش کرتے، اور ان کی ہر طرح سے مدد کرتے، اور حکومت کشمیر کو انکے حقوق کی طرف توجہ دلاتے ہین جس سے اونکو بہت کچھ فائدہ پہنچنے کی امید ہے، قاعدہ ہے کہ جو دروازہ پر دستک دیتا ہے، اُسی کیلئے دروازہ کھولا جاتا ہے، یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے، کہ پنجاب وہند کے گوجرون مین جب سے کہ ان کی سلطنت جاتی رہی ہے کوئی شخص ایسا پیدا نہین ہوا، جو قوم کو جگائے، یا قوم کی وکالت کرے، ہر ایک ذاتی جلب منفعت کی فکر مین ہے،

بروئی امپیریل گزٹ انڈیا جلد ۱۵ ص ۱۰۱ کشمیر کی مردم شماری گوجر (۱۲۵۹۵۰) اور جمون کی (۱۵۱۷۰۰) ہے،

ریاست کشن گڈھ

اس ریاست مین قدیم زمانے سے گوجر آباد ہین، اور کاشتکاری کرتے ہین، عام طور پر اون کی مالی حالت اچھی نہین ہے، ان کی تعداد ۶۱۰۰ تک کے قریب ہے، (جلد ۱۵ صفحہ ۲۱۳ امپیریل گزیٹر اوف انڈیا)

ریاست کوئٹہ

اس ریاست مین گوجر کاشتکار محنتی قوم ہے، عام طور پر ان کی مالی حالت متوسط درجہ کی ہے ان مین کوئی خاص امتیاز نہین ہے، ان کی تعداد (۳۵۰۰) ہے۔ جلد ۱۵ ص ۹۱۹ امپیریل گزیٹر اوف انڈیا)

ریاست کرولی

اس ریاست مین گوجرون کی تعداد (۱۶۰۰) ہے، یہ محنتی کاشتکار اور مزدوری پیشہ ہین، (جلد ۱۵ ص ۲۵ امپیریل گزیٹر اوف انڈیا)

ضلع کرنال

کرنال کے ضلع مین گوجرون کی تعداد خاصی ہے، پہلے زمانہ مین مقامی حالات کے اثر سے راجپوت اور گوجر، مواشی چراتے اور زراعت سے جی چراتے تھے، بعض شوریدہ سر افراد مین چوری کی عادت پائی جاتی ہے، یہ بری عادت باہمی مخاصمات کی وجہ سے ہے، کیونکہ اب زمانہ تیر و تفنگ کی جنگ کا نہین رہا ہے، مخالف سے انتقام لینے کا یہی طریقہ باقی رہ گیا ہے، کہ اوس کا مال چرایا جائے، لیکن باین ہمہ دونون قومون کی عادات مین بہت کچھ اصلاح ہو گئی ہے، اور زراعت سے اون کو روز بروز دلچسپی ہوتی جاتی ہے، اس زمانہ مین گوجر کھادر اور کرنال کے اکثر دیہات مین آرائیون کی طرح محنتی ہو گئے ہین مگر وہ اپنی طاقت و سامان و تعداد کے مطابق جیسا کہ چاہیے، زراعت کو اعلیٰ معیار پر نہین پہنچا سکے، گوجر اور راجپوتون مین یہ قومی غیرت موجود ہے کہ وہ کسی غیر قوم کو اپنے گاؤن مین حقوق ملکیت دینے کے سخت مخالف ہین، اس ضلع کے اکثر دیہات مین گوجر اور راجپوت

باہم اس طرح رہتے ہین، کہ گویا ایک ہی باپ کے بیٹے معلوم ہوتے ہین، اور ان کے دیہات اور بستیان ملحق اور متصل ہین، اور ان کے تعلقات بالعموم مخلصانہ ہین، خصوصًا بانگر کے علاقہ مین ان کا زمین پر اسطرح قبضہ ہے، جسطرح کہ ایک ہی مورث کی اولاد کا ہوتا ہے، اور یہ نئی بات ہے کہ کھادر کے علاقہ مین گوجرون نے افغانون سے کئی دیہات کی ملکیت حاصل کر لی ہے، ان کے مشہور گوت حسب ذیل ہین،

اوّل:- راول، یہ راجپوت ہونے کا دعویٰ کرتے ہین، اور بیان کرتے ہین، کہ وہ راجہ دھند پال کی نسل سے ہین، جو پنجاب کا راجہ گذرا ہے، اور بعض راول ضلع کرنال کے کہتے ہین، کہ ان کا مورث کھوکھر تھا، سنہ ۱۹۱۸ع کے بندوبست مین کرنال کے مہتمم بندوبست نے اس روایت کو زیادہ صحیح تسلیم کیا ہے، پہلے یہ لوگ رانا کھیڑہ مین جسکو اب راجپورہ کہتے ہین، آباد ہوئے تھے، وہان سے کھری اور کوہند کا رُخ کیا، جہان اونھون نے بارہ۱۲ گاؤن پر قبضہ کر لیا، باپائلی بھی انہین کے قبضے مین تھا، آخر وہان سے چل کر علاقہ جونگلیبو مین مقیم ہوئے.

دوم:- چوکر، یہ لوگ متھرا کے علاقہ سے موضع بالی قطب پور کے راستہ سے آئے، ان کے قبضہ مین چوبیس۲۴ گاؤن تھے، جن کا وسطی یا صدر مقام نامندہ تھا، یہ کرنال کے بہت قدیم باشندے ہین، یہ بھی چندربنسی راجپوت ہونے کا دعوی کرتے ہین، یہ اپنی ملکیت کا بڑا حصہ جاٹون کے ہاتھ مین منتقل کر چکے ہین،

سوم:- چامیان، ان کا دعوی ہے کہ ہم تنور راجپوت ہین، اور چامیان ایک مقام ہے، جہان ان کے مورث رہتے تھے، اسلئے اس نام سے مشہور ہو گئے، دراصل یہ دہلی سے آئے تھے، اور نین اور سوتانہ اور دیگر قرب جوار کے دیہات مین سکونت پذیر ہوئے،

مؤلف غالبًا جب شیر شاہ نے دہلی کے گوجرون اور جاٹون پر تشدد کیا تھا، اسوقت وہ اپنا وطن مالوف چھوڑ کر کرنال کے اس علاقہ مین آئے تھے، جو اسوقت غیر آباد تھا،

چہارم:- کالسان، پنجاب مین ان کو کالس کہتے ہین، ان کا بیان ہے کہ ہم رانا ہر دائی کی اولاد سے ہین،

مؤلف

رانا دراصل گوجر ہین، لیکن رانا ہر دائی راجہ کا نام تاریخون مین بہت تلاش کیا، نہین ملا، ممکن ہے، کوئی معمولی درجہ کا راجہ یا رئیس رہا ہو، وہ کہتے ہین کہ رانا ہر دائی کے مفتوحہ علاقے اب بھی ان کے بھائی بندون کے قبضہ مین ہین، جہان وہ ممتاز ذی حیثیت زمیندار ہین، ان کے علاوہ اور شاخین چھیروال، بستوال، چھوڑوال، کرہولت، بنگ، کھٹانہ، بھونکل، کھاری، گورسی، وغیرہ ہین، جو مختلف اوقات مین دہلی، میرٹھ، بتیمل، جھجر وغیرہ سے آکر اس ضلع مین آباد ہوئے،

(گ)

ضلع گجرات پنجاب

چونکہ شہر گجرات قوم گوجر کے نام پر ہے، اور تاریخون مین کثرت سے اس کا ذکر آتا ہے، اسلئے ہم مناسب بلکہ ضروری سمجھتے ہین، کہ اس شہر کے حالات مفصل لکھے جائین، جس سے گوجر قوم کے حالات پر بھی روشنی پڑیگی، یہ ٹیلہ، جہان موجودہ شہر گجرات آباد ہے، بہت قدیم ہے، اور خدا جانے زمانہ کے حوادث نے کتنی دفعہ اسکو تہ و بالا کیا ہے، اور کس قدر قومین اس مین پیوند زمین ہو چکی ہین، لیکن تاریخ کے نقوش مین اور روایات کی زبان سے جو کچھ ہم دیکھتے اور سنتے ہین، یہ ہے کہ ملک پنجاب جسمین یہ شہر واقع ہے کسی زمانہ مین ناگ دیس، یا گوجر دیس کے نام سے مشہور تھا، اور اس پر ایک شجاع اور با اقبال راجہ جے دھرتھ کے جاہ و حشمت کا پھریرا اڑتا تھا، بعض مورخین اس راجہ کو سری کشن کے خاندان کا چشم و چراغ سمجھتے ہین، اور بعض مورخین کسی دوسرے خاندان کا قرۃ العین خیال کرتے ہین، بہرصورت یہ بہت با عظمت راجہ تھا، جب طوفان قیامت خیز نے پنجاب کے ایک بڑے حصے کو غرقاب کر دیا، جس سے شہر کے شہر اور گاؤن کے گاؤن نذر سیلاب اور ہزارون انسان تباہ اور لاکھون مواشی ہلاک ہو گئے، تو اس سرزمین پر جو سرسبزی و شادابی کی چادر بچھی تھی، وہ دفعتہً پانی کی نیلگون چادر سے تبدیل ہو گئی، کئی سال تک پنجاب کا نذرخیز خطہ عالم آب رہا، لوگ تضرع و زاری سے زبان حال سے یا ارض ابلعی ماءک و یا سماء اقلعی پڑھتے تھے، پانی گھٹنے پر راجہ گوپال ولد راجہ پورچند والئی قنوج کی توجہ اس علاقہ کی آبادی کی طرف مبذول ہوئی، اور دریاے جہلم کے بائین کنارے جسکو علاقہ کریالی کہتے ہین، ایک وسیع شہر کی داغ بیل ڈالی گئی، اب یہ کھنڈر پانی گوجی ٹ کے نام سے مشہور ہے، زمانہ کے انقلاب نے اگرچہ اس شہر کی اینٹ سے اینٹ بجا دی، مگر اس کا نام نہین مٹا سکا، یہ شہر بہت وسیع تھا، جسکی وسعت اسکی بنیادون کے آثار سے جو عرض و طول مین بہت دور تک پھیلے ہوئے ہین، ثابت ہوتی ہے، اسکے کھنڈرون سے چھوٹی بڑی اینٹین اسوقت تک نکل رہی ہین، اور اس ویرانہ سرزمین سے بارش کے وقت اس قسم کے سکے نکلتے ہین، جو سکندر وغیرہ کے عہد مین رائج تھے، اور جنکی نسبت مختلف تواریخ و رسائل مین تحقیق ہو چکی ہے، جب فاتح آفاق سکندر یونانی کا لشکر پنجاب پر حملہ آور ہوا، اسوقت یہ شہر جسکے کاخ ہائے بلند دور سے نظر آتے تھے، رونق و خوشنمائی کا ایک دلکش منظر پیش کرتا تھا، اسی سرزمین پر سکندر کی شمشیر خارا شگاف نے قسمت آزمائی کی، اس وقت راجہ پورپال پسر بجن پال کے اقبال کا آفتاب ڈھل

چکا تھا، اس جنگ مین اوس نے جان توڑ کر مقابلہ کیا، مگر بخت برگشتہ نے مساعدت نہ کی، راجہ پورپال کے ساتھ سینکڑون تیغ زن پیل افگن جان نثار پیوند خاک ہوئے، راجہ پورپال کا برادر زادہ نانک پال مع بقیۃ السیف فوج کے کوہستان دانگلی مین مارا مارا پھرتا رہا، کچھ زیادہ عرصہ نہین گذرا، کہ ان برباد شدہ کھنڈرون کے متصل پہاڑیون سے بڑے بڑے قد و قامت کی ہڈیان برآمد ہوئی تھین جنکی نسبت مختلف قیاسات تھے، بعض مبصرین ان کو حیوانون کی ہڈیان کہتے تھے، اور بعض محققین انسانون کی، یہ متحجر ہڈیان اب بھی کئی جگہون سے برآمد ہوتی ہین، ہم نے خود بھی ایک ہڈی دیکھی ہے، جو انسان کی پنڈلی سے مشابہ تھی، مگر لمبائی اور موٹائی مین انسان کی ہڈی سے بہت بڑی تھی، جو شخص اسکو دیکھتا تھا، کہتا تھا، کہ اس مین شک نہین ہے، کہ یہ پنڈلی کی ہڈی ہے، ایک آدمی کا سر بھی خانقاہ پیر جعفر متصل بیسہ مین برآمد ہوا، جو بہت بڑا تھا، ہمارے دوست مسٹر سی کنگ ڈپٹی کمشنر جو بہت بڑے فاضل ہین ان کی رائے ہے، کہ یہ دس ہزار سال کی ہڈی ہے، صاحب موصوف چونکہ ہر ایک علم مین وسیع مطالعہ رکھتے ہین، ممکن ہے ان کا خیال صحیح ہو، اونھون نے اس ہڈی کو غالباً کسی سوسائٹی مین بھیجا ہے،

جب سکندر فتح و نصرت کے بعد اپنے وطن کو واپس ہوا، تو راجہ بجے سنگھ جو راجہ پورپال کا نواسہ اور کوہستان جمون مین ایک چھوٹی سی ریاست پر حکمران تھا، اس علاقہ پر متسلط ہو گیا، اور کوہ شوالک سے اپنی ماموں راجہ ملک پال کو بلوا کر اس علاقہ کا حاکم مقرر کر دیا، راجہ پورپال نے جس سرزمین پر اپنا سر دیا تھا، وہان اس کے جانشینون نے ایک بلند مینار بطور یادگار تعمیر کیا، بعض کہتے ہین کہ یہ مینار سکندر کی فتح و نصرت کا نشان تھا، اب اس کے آثار مٹ چکے ہین، اگرچہ ہمین پانی کوٹی کے حیرت افزا کھنڈرون اور سکندر کے محشر انگیز محاربات کے تذکرون نے موضوع تاریخ سے ہٹا کر کچھ دیر کیلئے اپنی طرف متوجہ کر لیا ہے، لیکن اس تذکرہ کا بھی شہر گجرات کے ساتھ ایک قسم کا تعلق ہے، کیونکہ یہ اسی سرزمین مین واقع ہے، جو دریائے جہلم اور چناب کے درمیان ہے، آمدم بر سر مطلب، اس ٹیلہ پر جہان اب شہر گجرات آباد ہے، راجہ بجن پال نے ایک مختصر گاؤن آباد کیا تھا، جس کا نام اودھا نگری تھا، لیکن اودھا نگری کے ساتھ حادثات زمانہ نے وہی سلوک کیا، جو پانی کوٹی سے کیا تھا، اب یہ حسرت و یاس کا تودہ خاک ہے، جسکی خاک کا ذرہ ذرہ اپنے بانیون کے جاہ و جلال کا مرثیہ خوان ہے، راجہ چندر گپت جو کلاچند کے نام سے مشہور تھا، اس ٹیلہ کو منحوس سمجھکر موجودہ شہر گجرات کے قریب پرستارہ شناسون اور رمالون کی ہدایت سے ایک وسیع شہر کلاچور آباد کیا جو اب تک مشہور ہے، مگر حوادث سے اب اسکی حیثیت ایک معمولی گاؤن کی رہ گئی ہے، اگرچہ اسوقت یہ کسی شمار قطار مین نہین ہے، تاہم اس شہر کی آس پاس کی آبادی سے اسکی شاندار وسعت کی کافی شہادت ملتی ہے، راجہ چندر گپت کی دوسری یا تیسری پشت مین زمانہ کے حوادث نے اس خاندان کی حکومت کا تختہ الٹ دیا، اور

جاٹ چاہتے تھے، کہ جاٹ والہ ہو، اکبر بادشاہ نے یہ حکم دیا کہ جو شخص سوا لاکھ روپیہ پہلے نذرانہ پیش کرے، اسی قوم کے نام پر اس شہر کا نام رکھا جائے، اس حکم کے جاری ہونے پر جاٹ قوم تو اس قاعدے پر چلی کہ علاقہ کے تمام کنوین شمار کرتے ان پر سوا لاکھ روپیہ تقسیم کر دیا جائے، ادھر گوجرون مین مسمیٰ آدم نے جو اپنے دادا کی بیشمار دولت کا مالک تھا، کہا کہ روپیہ کی تقسیم پھر ہو جائے گی، میرے پاس روپون کے کئی گھڑے مدفون ہین، روپیہ جلد داخل کر دیا جائے، اوس نے روپون کے متعدد گھڑے زمین سے نکال کر پیش کئے، جب قوم گوجر کے چوہدری روپیہ شمار کرنے لگے، تو اس نے کہا کہ مین شمار نہین جانتا، اور نہ مجھے معلوم ہے، کہ سوا لاکھ کسقدر ہوتا ہے، ٹوپہ (لکڑی کا پیمانہ ہے جس سے غلہ ناپا جاتا ہے، گجرات مین آج کل ٹوپہ دو سیر کا رائج ہے) سے روپیہ کا اندازہ کر لو، اتنے ہی ٹوپے مجھکو واپس دیدینا، ہر چند اوسکو سمجھایا گیا، کہ اسطرح صحیح حساب نہین ہو سکتا، اس نے نہ مانا، وہ کہتا تھا کہ میرا حساب سیدھا ہے، جس قدر مجھ سے روپون کے ٹوپے برادری قرض لے، اوسی قدر فراہم کر کے مجھکو ادا کر دے، مین تو ۲ تک بھی شمار کرنا نہین جانتا، آخر اوسکی تسلی کیلئے ٹوپہ بھر کر روپیہ لیا گیا، اور پھر شمار کیا گیا، اسوقت سے اس قوم کا گوت ٹوپہ ہو گیا ہے، جاٹون نے ابھی اپنے علاقہ کے چند ہی گاؤن کے کوین شمار کئے تھے، کہ گوجرون نے بسم اللہ کر کے روپیہ داخل کر دیا، اور خوشی خوشی شہر گجرات کی داغ بیل اپنے نام پر ڈالی،

واقعات کی بنا پر یہ سب فضول باتین ہین، نہ اوسوقت کسی کے پاس اس قدر روپیہ تھا، اور نہ کسی نے روپیہ دیا، اصل بات یہ ہے کہ اسوقت علاقہ غیر آباد تھا، اکبر بادشاہ نے غیر آباد بستیون کیلئے نذرانہ مقرر کر دیا تھا، جیسا کہ اسناد سے معلوم ہوتا ہے سیدھی اور صاف بات ہے کہ اس علاقہ کو گوجر دیس کہتے تھے، اسکی مناسبت سے اس کا نام گجرات ہوا، آدم ٹوپہ کی وجہ تسمیہ یہ ہے، جو پتے گجرات کے مقرر ہوئے تھے، وہ ٹوپون پر منقسم تھے، ہر توپ کا چودھری مقرر تھا، آدم نام بھی ایک توپہ کا چودھری تھا اسلئے آدم توپہ مشہور ہوا،

تعلیم یافتہ جاٹ گجرات کی وجہ تسمیہ یہ بیان کرتے ہین، کہ یہ شہر دو قومون کے نام سے مرکب ہے، ابتدائی نام گوجر جاٹ تھا، کثرت استعمال سے جاٹ کا جیم حذف ہو گیا، گجرات ہوا، یہ تاویل تسلیم کی جاتی اگر راٹ کے معنی جائے قیام نہ ہوتے، (راٹ دراصل راسٹ تھا، س، حذف ہو گیا، اور ٹ، ت سے بدل گئی جب اس ملک پر گوجر حکمران ہوئے، تو گجرات ہو گیا، ملاحظہ ہو تاریخ گجرات کاٹھیاواڑ) اسی گجرات کے لحاظ سے اس علاقہ واقع پنجاب کا نام بھی گجرات ہوا، غرض بادشاہ کے حکم سے گوجر اور جاٹ کے تعلقے علحدہ علحدہ کر دیئے گئے، اور حد فاصل شرقی ندی توی اور جنوبی دریائے چناب اور شمالی دریائے جہلم غربی مقررہ مواضع کی حدود پر تعلقون کی حد مقرر کی گئی تھی؎، کیونکہ یہان کوئی قدرتی نشان نہین تھا، مگر بعد مین بہت کچھ حدود کا اختلاط ہو گیا ہے، گوجرون

؎ ان حدود کی تفصیل تقریبی ہے جو مجمل اطلاع کے لئے کافی ہے۔

راجہ سالباہن کو جس کا سمت یا سن سالباہن رائج ہے، اس ملک کی زمام حکومت سپرد کی، راجہ سالباہن نے، ع

ہر کہ آمد عمارتِ نو ساخت

کے اصول پر ایک پر فضا، مسطح سرزمین پر سیالکوٹ کا شہر اپنے نام پر آباد کر کے اسکو راجدھانی کا فخر بخشا، اس کے خاندان سے رانی کورجان مشہور بہ کوران نے جو راجہ مہندر سین پسر راجہ رسالو کی رانی تھی، اور شجاعت و انتظامِ مملکت مین راجاؤن پر سبقت لے گئی تھی، اودھا نگری کے چراغ ٹیلہ پر شمع آبادی روشن کی، اور اوسکو از سر نو آباد کر کے کورجان نگری نام رکھا، جو کچھ زمانہ تک کوران نگری کے نام سے مشہور رہا، سلطان محمود غزنوی کے بے پناہ حملون نے جسطرح کئی اَور شہر برباد و ویران کئے، اسی فہرست مین کورانِ نگری کا نام بھی درج تھا، چونکہ بد قسمتی سے یہ شہر حملہ آور بادشاہون اور جہانگیر بہادرون کے شاہراہ پر واقع تھا، جو حملہ آور آتا، اسکو ٹھکراتا، اور پامال کرتا، باشندگان قدیم نے تنگ آکر یہان سے کوچ کیا، اور گرد و نواح کے علاقہ مین جہان امن ملا سکونت اختیار کی، سہ

ما آزمودہ ایم درین شہر بخت خویش،
بیرون کشیدہ باید ازین شہر رخت خویش،

غیر آباد ہونیکی وجہ سے عرصہ دراز تک یہ علاقہ درندون اور وحشی جانورون کا جولانگاہ رہا، اور چونکہ اس کے دونون طرف جاٹ اور گوجر قومین آباد تھین، ان کو خوش قسمتی سے یہ سرسبز و شاداب اور وسیع چراگاہ مل گئی، اگرچہ اسکی وسعت اس قدر تھی، کہ دونون قومون کے مواشی نے باوجود کثرت کے اس چراگاہ کی تنگی کی کبھی شکایت نہین کی مگر جاٹ اور گوجر فطری شجاعت و شہامت کے بل پر مصداق "دہ درویش بگلیمے بخسپند، و دو بادشاہ باقلیمے نگنجند"، ایک دوسرے کے عمل دخل کو نہین دیکھ سکتے تھے، اس لئے یہ چراگاہ رفتہ رفتہ ان کی نبردگاہ بن گئی، ایک دوسرے کے مواشی کو حملہ کر کے لوٹنے لگے، اور ایک دوسرے کو نکالنے کے درپے ہوئے، وہ اس امر سے بے خبر تھے، اور شاید اب بھی بے خبر ہین، کہ دونون ہم نسل اور ایک ہی مان باپ کی اولاد مین ہین، دونون قومون کے تنازعات و خصومات شہنشاہ اکبر کے دربار تک پہنچے بندگان درگاہ جہان پناہ روزمرہ کے قضیون کے انفصال سے تنگ آگئے تھے، کشمیر کو جاتے ہوئے، یہ انتظام فرما گئے، کہ کوران نگری کے ٹیلے پر جو اسوقت ۸۰ فٹ سے زیادہ بلند تھا، ایک روئین حصار بنایا جائے، اس ضلع مین ایک قصہ مشہور ہے، جو بالکل وضعی اور ناقابل قبول ہے،

قصہ یہ ہے کہ گوجرون اور جاٹون مین تنازع پیدا ہو گیا، گوجر چاہتے تھے، کہ اس شہر کا نام گوجر والہ، اور

جاٹ چاہتے تھے، کہ جاٹ والہ ہو، اکبر بادشاہ نے یہ حکم دیا کہ جو شخص سوالاکھ روپیہ پہلے نذرانہ پیش کرے، اسی قوم کے نام پر اس شہر کا نام رکھا جائے، اس حکم کے جاری ہونے پر جاٹ قوم تو اس قاعدے پر چلی کہ علاقہ کے تمام کنوئین شمار کرتے ان پر سوالاکھ روپیہ تقسیم کر دیا جائے، ادھر گوجرون مین مسمیٰ آدم نے جو اپنے داداکی بیشمار دولت کا مالک تھا، کہا کہ روپیہ کی تقسیم پھر ہو جائے گی، میرے پاس روپیون کے کئی گھڑے مدفون ہین، روپیہ جلد داخل کر دیا جائے، اوس نے روپیون کے متعدد گھڑے زمین سے نکال کر پیش کئے، جب قوم گوجر کے چوہدری روپیہ شمار کرنے لگے، تو اس نے کہا کہ مین شمار نہین جانتا، اور نہ مجھے معلوم ہے، کہ سوالاکھ کسقدر ہوتا ہے، ٹوپہ (لکڑی کا پیمانہ ہے، جس سے غلہ ناپا جاتا ہے، گجرات مین آج کل ٹوپہ دو سیر کا رائج ہے) سے روپیہ کا اندازہ کر لو، اسقدر ہی ٹوپے مجھکو واپس دیدینا، ہر چند اوسکو سمجھایا گیا، کہ اسطرح صحیح حساب نہین ہو سکتا، اس نے نہ مانا، وہ کہتا تھا کہ میرا حساب سیدھا ہے، جس قدر مجھ سے روپیون کے ٹوپے برادری قرض لے، اوسی قدر فراہم کر کے مجھکو ادا کر دے، مین تو ۵۰ تک بھی شمار کرنا نہین جانتا، آخر اوسکی تسلی کیلئے ٹوپہ بھر کر روپیہ لیا گیا، اور پھر شمار کیا گیا، اسوقت سے اس قوم کا گوت ٹوپہ ہو گیا ہے، جاٹون نے ابھی اپنے علاقہ کے چند ہی گاؤن کے کوئین شمار کئے تھے، کہ گوجرون نے بسم اللہ کر کے روپیہ داخل کر دیا، اور خوشی خوشی شہر گجرات کی داغ بیل اپنے نام پر ڈالی،

واقعات کی بنا پر یہ سب فضول باتین ہین، نہ اوسوقت کسی کے پاس اس قدر روپیہ تھا، اور نہ کسی نے روپیہ دیا، اصل بات یہ ہے کہ اسوقت علاقہ غیر آباد تھا، اکبر بادشاہ نے غیر آباد بستیون کیلئے نذرانہ مقرر کر دیا تھا، جیسا کہ اسناد سے معلوم ہوتا ہے، سیدھی اور صاف بات ہے کہ اس علاقہ کو گوجر دیس کہتے تھے، اسکی مناسبت سے اس کا نام گجرات ہوا، آدم ٹوپہ کی وجہ تسمیہ یہ ہے، جو پتے گجرات کے مقرر ہوئے تھے، وہ ٹوپون پر منقسم تھے، ہر توپ کا چودھری مقرر تھا، آدم نام بھی ایک توپہ کا چودھری تھا اسلئے آدم توپہ مشہور ہوا،

تعلیم یافتہ جاٹ گجرات کی وجہ تسمیہ یہ بیان کرتے ہین، کہ یہ شہر دو قومون کے نام سے مرکب ہے، ابتدائی نام گوجر جاٹ تھا، کثرت استعمال سے جاٹ کا جیم حذف ہو گیا، گجرات ہوا، یہ تاویل تسلیم کی جاتی اگر راٹ کے معنی جائے قیام نہ ہوتے، (راٹ دراصل راسٹ تھا، س، حذف ہو گیا، اور ٹ، ت سے بدل گئی جب اس ملک پر گوجر حکمران ہوئے، تو گجرات ہو گیا، ملاحظہ ہو تاریخ گجرات کاٹھیا واڑ) اسی گجرات کے لحاظ سے اس علاقہ واقع پنجاب کا نام بھی گجرات ہوا، غرض بادشاہ کے حکم سے گوجر اور جاٹ کے تعلقے علٰحدہ علٰحدہ کر دیئے گئے، اور حد فاصل شرقی ندی توی اور جنوبی دریائے چناب اور شمالی دریائے جہلم غربی مقررہ مواضع کی حدود پر تعلقون کی حد مقرر کی گئی تھی[1]، کیونکہ یہان کوئی قدرتی نشان نہین تھا، مگر بعد مین بہت کچھ حدود کا اختلاط ہو گیا ہے، گوجرون

---

[1] ان حدود کی تفصیل تقریبی ہے جو مجمل اطلاع کے لئے کافی ہے،

Collection Of Advocate Showkat

کے تعلقہ کا نام گجرات، اور جاٹون کے علاقہ کو ہیرات سے موسوم کیا گیا، مرزا اعظم بیگ افسر بند وبست نے ہیرات کی یہ توجیہ کی ہے کہ ہیرا ہرن کو کہتے ہین، چونکہ جاٹون کے علاقہ مین ہرن بہت تھے، اسلئے ہیرات نام رکھا گیا، لیکن یہ توجیہ معقول نہین ہے،

اسوقت اہیر قوم اس علاقہ مین کافی تعداد مین آباد تھی، ان کے نام پر یہ علاقہ مشہور تھا، چنانچہ اب بھی بعض بعض علاقون مین اہیر موجود ہین، یہ حُسن اتفاق ہے کہ گوجر، اہیر اور جاٹ ایک جگہ آباد ہو گئے ہین، ہرن کی توجیہ اس لئے بھی نامعقول ہے، کہ ہرن اسوقت ہر علاقہ مین یکسان پائے جاتے تھے، خصوصًا شہر گجرات کے قریب تر جنگلون مین بکثرت تھے، نیز یہ کیسی فضول بات ہے، کہ انسانون اور حیوانون کے اعتبار سے تقسیم کئے جائین، اب جاٹون کے تعلقہ کو جٹاتر، اور گوجرون کے علاقہ کو گوجری کہتے ہین، جو قومون کے نام سے موسوم ہین، اس ضلع کو نولکھا گجرات بھی کہتے ہین کیونکہ کسی زمانہ مین اوسکی مالگذاری نو لاکھ تھی، اس ضلع کی وسعت زمانہ سابق مین دور تک تھی، جسمین جہلم گجرات اور سیالکوٹ گوجرانوالہ کے حصے شامل تھے، عرصہ دراز تک نادر شاہ اور اوس کے جانشینون کے حملون کا یہ شہر آماجگاہ رہا، اس زمانہ مین لوگ اپنی بستیون کو روز روز کی تاخت وتاراج کے باعث چھوڑ کر کہین سے کہین چلے گئے، سردار گوجر سنگھ جب اس شہر کی آبادی کی طرف متوجہ ہوا، تو اوس نے بہت کچھ ترمیم کی، قلعہ کے اندر تو ہندؤون اور سکھون کو بسایا، اور قلعہ کے ارد گرد گوجرون اور جاٹون کو آباد کیا، تاکہ یہ مسلمان قومین بیرونی حملون کا مقابلہ کرین، اسوقت شہر گجرات کی آبادی کچھ بڑھگئی ہے اور لوگ ملحق قصبون سے آکر آباد ہو گئے ہین، اور نانوان، اہلیہ سلیمان، جلو موہری، کاتیانوالی، سیومندوال، و فتح پور کی بستیان جو اب بے چراغ ہین، کسی زمانہ مین آباد تھین، سنہ ۱۸۹۶ء مین یہ ملک پنجاب کے مشہور با اقبال مہاراجہ رنجیت سنگھ کے قبضہ مین تھا، گجرات شہر مین مہاراجہ رنجیت سنگھ کی بارہ دری، اور راجہ گلاب سنگھ کی حویلی جو سنہ ۱۸۹۴ بکرمی مین تعمیر ہوئی، مشہور ہین، گجرات اس حیثیت سے ایک مہتم بالشان شہر ہے، کہ ہر زمانہ مین بادشاہون کا نبردگاہ رہا ہے، سکندر سے لیکر آج تک تمام فاتحین اس کی تسخیر سے فتح ہند کی فال لیتے رہے ہین، انگریزون اور سکھون کی جنگ کے فیصلہ کرنے کا فخر بھی اسی شہر کو حاصل ہے، چلیانوالہ واقع ضلع گجرات مین انگریزون کی فتح مندی کا مینار آسمان کو جنگ کے واقعات سنا رہا ہے، گجرات کی آبادی کی تاریخ کا فقط ایک مصرعہ مشہور ہے، جسکو ہمنے تضمین کرکے مکمل کر دیا ہے، مقام افسوس تھا، اگر یہان شاعر اپنے شہر کے تاریخی مصرعہ کی تضمین نہ کرتا،

قطعہ تاریخ گجرات

تاریخ گواکہ قوم گوجر
پا بر سر تخت ہند نہاد،

این قوم بحشمت و شہامت ممتاز و معظم است زاجداد
قومیکہ نشانِ نصرتِ او پرچم بسرِ ہمالہ[1] بکشاد،
قومیکہ طنابِ خیمہ اش را از جرمِ ثوابت است اوتاد
قومیکہ بشوکت و شجاعت ہر خطۂ ہند کرد منقاد
قومیکہ شکست سرکشان را باپنجۂ آہنیّ فولاد،
قومیکہ بہر مصافِ اعداء دررزم و غا چو کوہ استاد
قومیکہ نہاد بر فلک تخت اکنون ز فلک بخاک افتاد
ہیہات ز گردشِ زمانہ اجداد، عزیز و خوار اولاد
مایوس مشو کہ مد و جزر است در بحر جہانِ کون و ایجاد
برخیز! کہ موسمِ بہار است بگزشت زمانِ صرصر و باد
تا کے بغمِ زوالِ دولت؟ برخیز بعزمِ کارِ امجاد
از بازوئے ہمتِ خداداد دل ہائے فسردہ را بدہ داد
افسانہ نوشتہ ام کہ شاید آبائے کرام را کنی یاد.
این غفلت و آرزوے رفعت یکجا نشوند جمع اضداد
از شانِ رفیع تو بعید است از غیر کنی سوالِ امداد
اے دست بسینہ! حلقہ در گوش! زین ذلت و ننگ باش آزاد
این کاخ و محلِ شہرِ گجرات از عزت و جاہ تو دہد یاد
وقتے ز حوادثِ زمانہ این شہر شدہ خراب و برباد
اکبر چو درین دیار آمد از آمدِ او جہان شدہ شاد
دیدش چو خراب و تودۂ خاک "آباد کنیہ" کرد ارشاد
در رونق و شان بحکمِ اکبر گجرات شدہ چو اکبر آباد[2]
تاریخ بنائے شہر گجرات، گجرات، بسعی اکبر آباد،
۹۹۶

شہر گجرات کے بعد اب ہم عام حالات ضلع گجرات کے لکھتے ہیں،

ضلع گجرات! دو دریاؤں چناب اور جہلم کے درمیان واقع ہے، اسکے حدود ریاست جموں، ضلع

---

[1] ہمالہ مشہور پہاڑ، [2] آگرہ کا نام اکبرآباد ہے،

گوجرانوالہ، جہلم، سیالکوٹ، شاہ پور سے ملتے ہین:

اس ضلع مین گوجر، جاٹ، مغل، چبّ، وغیرہ آباد ہین، گوجرون کی آبادی بمقابلہ دوسری قومون کے ۱/۲ حصہ ہے، زیادہ تر گوجرون کی آبادی تحصیل کھاریان اور گجرات مین ہے، پھالیہ مین ان کے چند مواضع ہین، اور بعض دیہات تو سالم گوجرون کی ملکیت ہین، اور بعض مین وہ تھوڑی زمین کے مالک ہین،

ضلع گجرات مین ایک پہاڑی جس کا نام پبّی ہے، اور اس کا طول تقریباً ۲۰ میل ہے، اس کے ساتھ جنوبی طرف اکثر گوجر آباد ہین،

ہم نے یہ تحدید سرسری اور عام حیثیت کے لحاظ سے کی ہے، ورنہ اس وقت بہت کچھ اختلاط ہوگیا ہے، جاٹون کے گاؤن مین گوجر اور گوجرون کے موضع مین جاٹ آباد ہو گئے ہین، زمانہ مین ایسا تغیر تبدل ہوتا رہتا ہے، چنانچہ چند گاؤن جاٹون کے گوت پر مشہور ہین، اور وہ سالم کے سالم گوجرون کے قبضہ مین ہین،

بالعموم گوجر اور جاٹ کے رسم و رواج اور شکل و شباہت ایک ہی سے ہین، گوجرون کے اکثر گوت اس ضلع مین پائے جاتے ہین، چوہان، کھٹانہ، گورسی، کوتی، چیچی، کسانہ، پرہ، بتود، بھنبڑ، قالی، برگڑ، بھوجہ، ملکڑ، جاتنے، بڈانہ، کالس، بھملہ، برکٹ، ٹھیکریہ، چھاوڑی، کھیلے، لیگی، اوانہ، بھوجہ، بانیان، بارو، بوکن، بجاڑ، بجرآن، بانٹھ، باہروال، بھلوٹ، بھٹلیسر، توڑ، پسوال، پھامبڑہ، ٹوپہ، ٹھلہ، جنگل، جھنیڈڑ، چھالے، چھوکر، چھاوڑی، دہڑ، دہر، دھکڑ، دھونچک، ڈوگہ، ڈوہیے، ڈھو، ڈھینڈہ، لاٹیٹے، سانگو، ہیر، سنگرانہ، گاہدری، کھاری، کجگاہینہ، لودھی، لمبور، مراڑی، لوہسر، بھلو، ہیتی، نون، ہکلہ، موٹہ، تاس، کٹاریہ، وغیرہ، وغیرہ،

یہ ضلع قدیم زمانہ سے آباد چلا آتا تھا، مگر ایک دفعہ بوجہ سیلاب اور دوسری بار بوجہ قحط شدید اس ضلع کے اکثر باشندے پہاڑی مقامات کی طرف ہجرت کر گئے، اور اوس کا ایک بڑا حصہ غیر آباد ہو گیا، اسوقت بھی اس ضلع مین کئی ٹیلے موجود ہین، جن کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے، کہ یہ بڑے بڑے گاؤن تھے، ہمنے خود دیکھا ہے، کہ پبّی پہاڑ مین بھی آبادی تھی، پبّی کے دامن مین ایک بڑے گاؤن کے نشان پائے جاتے ہین، جسکو تیلیا ہیل کہتے ہین،

اکبر بادشاہ جب اس ملک پر قابض ہوا، تو اس ضلع کی آبادی کی طرف خاص توجہ کی، غیر آباد بستیون مین جاٹ گوجر وغیرہ قومون کو آباد کیا، عام طور پر موجودہ دیہات اکبر بادشاہ کے آباد کردہ ہین، یہ معلوم نہین ہوسکتا، کہ اکبر کے وقت مین اس ضلع کے غربی حدود کیا تھے، دوسرے حدود یعنی دریائے جہلم اور چناب تو مستقل ہین، مگر جب اسکی مالگذاری نولاکھ تھی، تو اس ضلع کی وسعت بہت زیادہ ہوگی، اس ضلع کے گوجرون کے اخلاق و عادات عام طور پر پسندیدہ ہین، یہ متواضع مہمان نواز، شجاع، محنتی اور ذہین ہین، اس زمانہ مین

بالعموم تقسیم در تقسیم کی وجہ سے تھوڑی تھوڑی زمین ان کے پاس رہ گئی ہے، جسکو اچھی طرح محنت سے کاشت کرکے یہ معاش پیدا کرتے ہیں،

کچھ زیادہ عرصہ نہیں گذرا کہ گوجروں میں حافظ قرآن کریم اور عالم بکثرت تھے، اب روز بروز دینی تعلیم میں تنزل ہوتا جاتا ہے، پہلے جا بجا قرآن شریف کے مدرسے تھے، اب لوگ زیادہ تر مروجہ تعلیم کی طرف متوجہ ہو گئے ہیں، اس لئے قرآن شریف کے مدارس بہت کم رہ گئے ہیں، بلکہ یہ کہنا چاہیے کہ شاذ و نادر کسی جگہ مدرسہ تعلیم القرآن ہوگا،

گوجروں میں بہت سے اہل اللہ ہوئے ہیں، جنکے مزارات پر اب تک لوگ جاکر دعا مانگتے ہیں، حافظ سعد اللہ علیہ الرحمۃ (ڈھلیاں) و حافظ فتح اللہ علیہ الرحمۃ (ٹھنڈا لہ) و حضرت شاہ حسین کولی علیہ الرحمۃ (کولیاں حسین) و پیر شیر غازی مرحوم (چکوڑی شیر غازی) و حضرت فتح اللہ و حضرت محمود، و حضرت حسین علیہم الرحمۃ حاصلانوالہ، و میاں نور جمال علیہ الرحمۃ، موضع نور جمال،) و حضرت مولینا قبلہ مولوی محمد عالم صاحب علیہ الرحمۃ، کھوڑی، والد و پیر و مرشد مؤلف،

گوجروں کی مشہور درسگاہیں کھوڑی، و عمر چک، و ملکہ ڈوگہ، گنجہ میں ہیں، کھوڑی میں حضرت قبلہ مولینا مولوی محمد عالم و مولوی غلام غوث علیہما الرحمۃ، و عمر چک میں حضرت مولوی صدر الدین، مولوی شیخ عبداللہ و مولوی امان اللہ علیہم الرحمہ، ملکہ میں مولوی صدر الدین رحمۃ اللہ علیہ موضع مرانہ میں حافظ ہست مغفور اور گنجہ میں مولوی حافظ محمود مرحوم، یہ تمام بزرگ جامع علوم تفاسیر و احادیث و اصول فقہ و جمیع علوم عقلیہ و نقلیہ تھے، اور الہیات و فلکیات و ما بعد الطبیعیات کی بھی تعلیم دیتے تھے، ان کے سیکڑوں منتہی فاضل شاگرد ہیں،

قرآن شریف کی قرأت کا مشہور مدرسہ موضع جنڈ میں ہے، جسکے اول مدرس قاری علم الدین مرحوم تھے، ان کے علاوہ، حافظ محمد صاحب مرحوم (حاصلانوالہ) مولوی امام الدین صاحب مغفور (برنالی) مولوی ابراہیم صاحب (بھیں) مولوی سلطان احمد صاحب (گنجہ) مولوی حافظ محبوب عالم صاحب، (میانہ چک) مولوی عبدالکریم صاحب (پوڑانوالہ) مولوی فیض اللہ صاحب (چھپر) علیہم الرحمۃ بڑے فاضل گذرے ہیں، یہ وہ بلند ہستیاں تھیں، جو علم و فضل کے دریا بہا کر جوار رحمت میں چلی گئیں،

گوجروں اور جاٹوں میں سے جو بزرگ عالم یا صوفی یا اہل اللہ ہوئے، ان کی اولاد میاں کہلاتی ہے، میاں کے معنی صاحب ہیں، اور دوسرے گوجر چودھری کہلاتے ہیں، مگر چونکہ یہ ایک ہی قوم ہے، اس لئے ان کا آپس میں رشتہ ناتہ ہوتا ہے، البتہ بعض حالتوں میں دولت مند نادار کو رشتہ نہیں دیتا، ان میں باہم کسی قسم کا فرق نہیں ہے، اگرچہ بظاہر بعض گوتیں دوسرے گوتوں پر اپنی فوقیت ظاہر کرتے ہیں، مگر عملی طور پر باہمی رشتہ داری کی وجہ سے

Collection Of Advocate Showkat

کوئی امتیازی فرق نہین ہے، اوران کی رشتہ داری کا سلسلہ اس قدر وسیع ہے، کہ اگر ہم اعلیٰ گوت کی رشتہ داری کے سلسلہ کو پھیلائین، تو وہ ادنیٰ گوت تک پہنچ جاتے ہین، اور اگر ادنیٰ گوت کے سلسلۂ رشتہ داری کو دیکھین، تو اعلیٰ گوت تک منتہی ہوجاتا ہے، اسلئے ہم یہ نہین کہہ سکتے. کہ کسی خاص خاندان پر کوئی امتیاز و اعزاز ذاتی حاصل ہے. اس زمانہ مین گوجرون کا رشتہ بالعموم یا تو قریب تر برادری مین ہوتا ہے، یا دوسرے گوت مین جو ذی حیثیت اور مرفہ الحال ہو،

جاٹون اور گوجرون مین مطلقاً رشتہ داری نہین ہوتی، بلکہ اسکو عیب سمجھا جاتا ہے لیکن تعلیم یافتہ طبقہ برا نہین سمجھتا، یہ لوگ مال و دولت و قومیت کے بجائے شخصی قابلیت اور شرافت کو دیکھتے ہین،

چنانچہ حال ہی مین ایک فاضل رانجھا جٹ نے ایک عالم گوجر کو اور ایک معزز فاضل و رئیس وڑائچ جٹ نے ایک دوسرے شریف و معزز خاندان ملک مین بیٹی کا رشتہ دیا ہے، یہ دو مثالین نہایت ہی مبارک اور قابل تقلید ہین، اگر تعلیم کی کثرت ہوئی تو جاٹ اور گوجر رشتہ داری کے اتحاد مین منسلک ہوجائینگے،

یہ تفریق صرف جہالت کی سبب سے ہے، اور ہمارے نزدیک رشتہ مین صرف دولت و مال کو مدنظر رکھنا اور ذاتی قابلیت و شرافت کا لحاظ نہ کرنا، پسندیدہ پالیسی نہین ہے، بہت سی مثالین موجود ہین، کہ ایسی رشتہ داریون کا حشر بہت برا ہوا ہے،

نیز عام طور پر جاٹون اور گوجرون کو ابتک یہ بھی معلوم نہین تھا، کہ وہ ایک ہی نسل کی یادگار ہین، رفتہ رفتہ جہالت دور ہوتی جارہی ہے، ایک نقص یہ بھی ہے. کہ یہان کے گوجر رشتہ داری کے تعلقات کو اسی ضلع تک محدود رکھتے ہین، اگر رشتہ داری کا تعلق اپنی قوم تک بھی محدود رکھا جائے، تو بھی دور دور کے اضلاع تک اسکی وسعت ہوتی جائے، مثلاً کاغان یا پونچھ، کشمیر یا پنجاب یا دیگر اضلاع کے گوجرون کی آپس مین رشتہ داری ہو تو اس مین بہت سے فوائد ہین، ایک تو خون کا تبادلہ ہوتا ہے، دوسرے تعارف و قرابت کا دائرہ وسیع ہوجاتا ہے، بعض ہندو جو اپنے گوت مین شادی نہین کرتے اس مین ایک طبی حکمت ہے، جسقدر قریبی رشتہ دارون مین شادی کیجائے، اسی قدر اولاد کمزور پیدا ہوتی ہے، اگر دوسری نسل یا اپنی نسل کے بعید ترین قبائل مین شادی کی جائے تو لامحالہ اولاد توانا اور طاقتور پیدا ہوگی اور یہ ایسے بدیہی مسائل ہین، جو ہر ایک کی سمجھ مین آسکتے ہین، جب ایک ملک کی آب و ہوا کا اثر انسان کی جسمانی حالت کو تبدیل کردیتا ہے تو خون کا تبادلہ بہرحال جسم و تشخص کو بدل دے گا،

عربی کا ایک شعر ہے جسمین ایک بہادر اپنی شجاعت کی تعریف مین منجملہ اور اوصاف کے یہ وصف بھی بیان کرتا ہے کہ مین وہ بہادر ہون کہ میری ماں میرے باپ کے چچا کی بیٹی نہین ہے،

اسمین یہ حکمت ہے، کہ اگر بھائی بھائی یا بہن بھائی کی اولاد کا سلسلۂ ازدواج باہم چند پشت تک چلتا رہے تو اسمین کچھ شک نہین ہے، کہ آیندہ نسلین کمزور ہو جائین گی، کیونکہ بار بار ایک ہی خون سے اولاد پیدا کرنا جسمانی و ذہنی ترقی کے منافی ہے آپ نہین دیکھتے کہ کمزور زمین کا پودا جب اچھی زمین مین لگایا جاتا ہے، تو اچھا پھل دیتا ہے، بالعموم لوگ قرابت کرتے وقت جائداد اور عہدہ وغیرہ کا لحاظ رکھتے ہین یعنی جہان قرابت ہوگی. وہ کتنی جائداد رکھتا ہے، کیا عہدہ ہے، ؟ کیا منصب! یہ غلط خیال ہے، بلکہ دیکھنا یہ چاہیئے، کہ جس لڑکے لڑکی کا ازدواج ہوتا ہے، ان کی جسمانی صحت، ذاتی شرافت اور علمی قابلیت کیسی ہے پنجاب مین ایک معزز خاندان ہے، اِن کے بزرگون کا یہ خیال تھا، کہ بہت قریبی اعزہ سے قرابت کرنی چاہیئے، غیرون سے خواہ وہ اپنی ہی قوم کے ہون، سلسلۂ قرابت قائم کرنا مناسب نہین ہے، لیکن آج ہم ان کی اولاد کو دیکھتے ہین، کہ اُسکا جسم کمزور اور دماغ مختل ہے،

ہم یہ نہین کہتے کہ ادنیٰ قومون مین رشتہ داری کی جائے، بلکہ ہمارا یہ مطلب ہے، کہ دوسری قومون سے بھی جو خاندانی لحاظ سے مساوی یا اعلیٰ ہون، رشتہ داری کے تعلقات پیدا کئے جائین، اور یہ مدنظر رکھا جائے کہ آیندہ نسلین قوی اور توانا پیدا ہون،

ناظرین یہ خیال نہ کرین، کہ ہم تاریخی حالات لکھتے لکھتے اور بحثین چھیڑ دیتے ہین، ہمارے فرائض مین یہ امر بھی داخل ہے کہ ہم تاریخی واقعات کے ساتھ ساتھ ان امور کا بھی ذکر کرتے جائین، جو قوم کی آیندہ ترقی و تنظیم کیلئے مفید ہون،

آمدم برسر مطلب! اکبر بادشاہ کے ناظمون نے جب غیر آباد ٹیلون کو آباد کیا تو اس ضلع کے [1] تپے (تعلقے) مقرر کر دیئے کھٹانون کے چار تپے اور چیچی چوہان کا ایک ایک تپہ، اور ایک تپہ عالمگیر گوجر کا، بعد مین اضافہ ہوا تھا، کل سات تپے گوجرون کے تھے، جاٹون کے چھ اور ہندوؤن کا ایک تپہ تھا، اسطرح کل چودہ تپے قرار دئے گئے تھے، جنکی تشریح نقشہ ذیل مین کیجاتی ہے،

ضلع گجرات کے تپے یعنی تعلقے

شمار	نام قوم	نام تپہ	تعداد توپ	نام چودھری جو مقرر تھا،
۱	گوجر.	آکریا	۵	چوہدری کلیم اللہ خان ساکن گجرات،

---

[1] تپہ ایسا ہی تھا، جیسا اس زمانہ مین حلقہ ذیلداری، تپہ دارون کے بالعموم وہی فرائض تھے، جو ذیلدارون کے ہین یعنی وصولی معاملہ زمین وغیرہ تعمیل احکام سرکار،

Collection Of Advocate Showkat

کوئی امتیازی فرق نہین ہے، اوران کی رشتہ داری کا سلسلہ اس قدر وسیع ہے، کہ اگر ہم اعلیٰ گوت کی رشتہ داری کے سلسلہ کو پھیلائین، تو وہ ادنیٰ گوت تک پہنچ جاتے ہین، اور اگر ادنیٰ گوت کے سلسلۂ رشتہ داری کو دیکھین، تو اعلیٰ گوت تک منتہی ہوجاتا ہے، اسلئے ہم یہ نہین کہہ سکتے، کہ کسی خاص خاندان پر کوئی امتیاز و اعزاز ذاتی حاصل ہے. اس زمانہ مین گوجرون کا رشتہ بالعموم یا تو قریب تر برادری مین ہوتا ہے، یا دوسرے گوت مین جو ذی حیثیت اور مرفہ الحال ہو،

جاٹون اور گوجرون مین مطلقاً رشتہ داری نہین ہوتی، بلکہ اسکو عیب سمجھا جاتا ہے، لیکن تعلیم یافتہ طبقہ برا نہین سمجھتا، یہ لوگ مال و دولت و قومیت کے بجائے شخصی قابلیت اور شرافت کو دیکھتے ہین،

چنانچہ حال ہی مین ایک فاضل رانجھا جٹ نے ایک عالم گوجر کو اور ایک معزز فاضل و رئیس وڑائچ جٹ نے ایک دوسرے شریف و معزز خاندان ملک مین بیٹی کا رشتہ دیا ہے، یہ دو مثالین نہایت ہی مبارک اور قابل تقلید ہین، اگر تعلیم کی کثرت ہوئی تو جاٹ اور گوجر رشتہ داری کے اعتماد مین منسلک ہوجائینگے، یہ تفریق صرف جہالت کے سبب سے ہے، اور ہمارے نزدیک رشتہ مین صرف دولت و مال کو مد نظر رکھنا اور ذاتی قابلیت و شرافت کا لحاظ نہ کرنا، پسندیدہ پالیسی نہین ہے، بہت سی مثالین موجود ہین، کہ ایسی رشتہ داریون کا حشر بہت برا ہوا ہے،

نیز عام طور پر جاٹون اور گوجرون کو ابتک یہ بھی معلوم نہین تھا، کہ وہ ایک ہی نسل کی یادگار ہین، رفتہ رفتہ جہالت دور ہوتی جا رہی ہے، ایک نقص یہ بھی ہے. کہ یہان کے گوجر رشتہ داری کے تعلقات کو اسی ضلع تک محدود رکھتے ہین، اگر رشتہ داری کا تعلق اپنی قوم تک بھی محدود رکھا جائے، تو بھی دور دور کے اضلاع تک اسکی وسعت ہوتی جائے، مثلاً کاغان یا پونچھ، کشمیر یا پنجاب یا دیگر اضلاع کے گوجرون کی آپس مین رشتہ داری ہو تو اس مین بہت سے فوائد ہین، ایک تو خون کا تبادلہ ہوتا ہے، دوسرے تعرف و قرابت کا دائرہ وسیع ہوجاتا ہے، بعض ہندو جو اپنے گوت مین شادی نہین کرتے اس مین ایک طبی حکمت ہے، جسقدر قریبی رشتہ دارون مین شادی کیجائے، اسی قدر اولاد کمزور پیدا ہوتی ہے، اگر دوسری نسل یا اپنی نسل کے بعید ترین قبائل مین شادی کی جائے تو لامحالہ اولاد توانا اور طاقتور پیدا ہوگی، اور یہ ایسے بدیہی مسائل ہین، جو ہر ایک کی سمجھ مین آسکتے ہین، جب ایک ملک کی آب و ہوا کا اثر انسان کی جسمانی حالت کو تبدیل کر دیتا ہے تو خون کا تبادلہ بہرحال جسم و تشخص کو بدل دے گا،

عربی کا ایک شعر ہے جسمین ایک بہادر اپنی شجاعت کی تعریف مین منجملہ اور اوصاف کے یہ وصف بھی بیان کرتا ہے کہ مین وہ بہادر ہون کہ میری ماں میرے باپ کے چچا کی بیٹی نہین ہے،

Collection Of Adevcate Showkat

اسمین یہ حکمت ہے، کہ اگر بھائی بھائی یا بہن بھائی کی اولاد کا سلسلۂ ازدواج باہم چند پشت تک چلتا رہے تو اسمین کچھ شک نہین ہے، کہ آیندہ نسلین کمزور ہو جائین گی، کیونکہ باربار ایک ہی خون سے اولاد پیدا کرنا جسمانی و ذہنی ترقی کے منافی ہے آپ نہین دیکھتے کہ کمزور زمین کا پودا جب اچھی زمین مین لگایا جاتا ہے، تو اچھا پھل دیتا ہے، بالعموم لوگ قرابت کرتے وقت جائداد اور عہدہ وغیرہ کا لحاظ رکھتے ہین یعنی جہان قرابت ہوگی، وہ کتنی جائداد رکھتا ہے، کیا عہدہ ہے، ؟ کیا منصب ؟ یہ غلط خیال ہے، بلکہ دیکھنا یہ چاہیئے، کہ جس لڑکے لڑکی کا ازدواج ہوتا ہے، ان کی جسمانی صحت، ذاتی شرافت اور علمی قابلیت کیسی ہے پنجاب مین ایک معزز خاندان ہے، اِن کے بزرگون کا یہ خیال تھا، کہ بہت قریبی اعزہ سے قرابت کرنی چاہیئے، غیرون سے خواہ وہ اپنی ہی قوم کے ہون، سلسلۂ قرابت قائم کرنا مناسب نہین ہے، لیکن آج ہم ان کی اولاد کو دیکھتے ہین، کہ اُسکا جسم کمزور اور دماغ مختل ہے،

ہم یہ نہین کہتے کہ ادنیٰ قومون مین رشتہ داری کی جائے، بلکہ ہمارا یہ مطلب ہے، کہ دوسری قومون سے بھی جو خاندانی لحاظ سے مساوی یا اعلیٰ ہون، رشتہ داری کے تعلقات پیدا کئے جائین، اور یہ مدنظر رکھا جائے کہ آیندہ نسلین قوی اور توانا پیدا ہون،

ناظرین یہ خیال نہ کرین، کہ ہم تاریخی حالات لکھتے لکھتے اور بحثین چھیڑ دیتے ہین، ہمارے فرائض مین یہ امر بھی داخل ہے کہ ہم تاریخی واقعات کے ساتھ ساتھ ان امور کا بھی ذکر کرتے جائین، جو قوم کی آیندہ ترقی و تنظیم کیلئے مفید ہون،

آمدم برسر مطلب! اکبر بادشاہ کے ناظمون نے جب غیر آباد ٹیلون کو آباد کیا تو اس ضلع کے [1] تپّے (تعلقے) مقرر کر دیئے کھٹانون کے چار تپے اور چیچی چوہان کا ایک ایک تپہ، اور ایک تپہ عالمگیر گوجر کا بعد مین اضافہ ہوا تھا، کل سات تپے گوجرون کے تھے، جاٹون کے چھ اور ہندوؤن کا ایک تپہ تھا، اسطرح کل چودہ تپے قرار دئے گئے تھے، جنکی تشریح نقشۂ ذیل مین کیجاتی ہے،

ضلع گجرات کے تپّے یعنی تعلقے

شمار	نام قوم	نام تپہ	تعداد توپ	نام چودھری جو مقرر تھا،
۱	گوجر.	آکیا	۵	چوہدری کلیم اللہ خان ساکن گجرات،

---

[1] تپہ ایسا ہی تھا، جیسا اس زمانہ مین حلقہ ذیلداری، تپہ دارون کے بالعموم وہی فرائض تھے، جو ذیلدارون کے ہین یعنی وصولی معاملہ زمین وغیرہ تعمیل احکام سرکار،

شمار	نام قوم	نام تپہ	تعداد توپ	نام چودھری جو مقرر تھا،
۲	گوجر	بالا	۳	چوہدری ولی داد خان ساکن ڈانگہ،
۳	”	گندور	۶	چوہدری فتح محمد خان ساکن خواص پور،
۴	”	بانڈو	۳	چوہدری احمد خان ساکن گھریرہ، جھنڈا ساکن پسوال،
۵	”	چیچی	۱	چوہدری نور محمد خان ساکن ٹھمکہ،
۶	”	چوہان	۱	چوہدری بہاءالدین خان ساکن جید پور،
۷	”	عالمگیر گوجران	۱	چوہدری سرخرو خان ساکن گلیانہ و پیر محمد خان ساکن باہرال
۸	جاٹ	جیو وڑائچ	۱۸	چوہدری جوہر محمد خان ساکن رڑیالہ،
۹	”	ابو وڑائچ	۱۱	نشڑی بیگ ساکن سوک، احمد و محمود ساکنان شادیوال،
۱۰	”	شاہ پور مصطفےٰ	۱۲	مصطفےٰ ساکن شاہ پور،
۱۱	”	عالمگیر پور جٹان	۲	چوہدری گوہر خان ساکن مارٹی،
۱۲	برہمن اور گکھڑ	ہیلان ضلع با	۳	جھتہ جے چند برہمن ساکن ہیلان اور فتح اللہ خان گکھڑ،
۱۳	جاٹ	میر خانپور چوچک	۱	ان دونوں چوہدریوں کا نام معلوم نہیں ہوا،
۱۴	”	میر خانپور گوندل	۱	

ہر ایک تپہ میں بڑے چودہری کے ماتحت چھوٹے چھوٹے چودھری ہوتے تھے، جنکو توپ کہا جاتا تھا، یہ ایسا ہی ہے، جیسا کہ کھاتا، کھتونی، جمعبندی مال میں درج ہے، دیکھو تاریخ مرزا اعظم بیگ اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر، موجودہ حکومت سرکار انگریزی میں اب ان تپوں پر کوئی عملدرآمد نہیں، گجرات کی وجہ تسمیہ، چونکہ گوجر وسط ایشیا سے آکر ابتدا اس ملک میں آباد ہوئے تھے، اسلئے اس ملک کا نام پہلے گوجر دیس ہوا، پھر گوجر دیس کہنے لگے کیونکہ تک بھی گوجر کی شاخ ہی، پھر گجرات کاٹھیاواڑ کی طرح گجرات مشہور ہوا یعنی گوجروں کی جائے رہایش، ضلع گجرات اور دیگر اضلاع کے گوجروں میں وہ گوجر بھی شامل ہیں، جو کاٹھیاواڑ، اور راجپوتانہ سے واپس آئے، اور یہاں سے ایک جماعت بوجہ قحط سالی، پہاڑی علاقوں میں چلی گئی، چنانچہ ہم نے پونچھ اور کشمیر کے گوجروں سے دریافت کیا ہے، وہ ضلع گجرات پنجاب کے بہت سے مواضع کے نام لیتے ہیں، کہ ہمارے بزرگ وہاں سے پونچھ یا کشمیر میں آئے تھے، اکا غان کے گوجروں سے گفتگو ہوئی، وہ کہتے ہیں کہ ہم ضلع ہزارہ

Collection Of Advocate Showkat

ستائے ہین، اسی طرح حسب اقتضاءوقت و حالات ان کا انتقال مکانی یعنی اقدام درجعۂ قہقری ہوتی رہی، اِدھر سے اودھر، اور اودھر سے اِدھر پھرتے رہے، اور ایسا ہی ہر ایک قوم کا حال ہی، یہ نتیجہ ہم نے تاریخون سے صحت و اطمینان کے بعد اخذ کیا ہی، کہ گوجر، وسط ایشیا سے مختلف اوقات مین وارد پنجاب ہوئے، اور پھر بڑھتے بڑھتے راجپوتانہ اور گجرات کاٹھیاواڑ تک پھیل گئے، اجین متھرا، گوالیار. گجرات دکن، قنوج، عرصہ تک ان کا مرکز رہا، موجودہ گوجری زبان اسپر دلالت کرتی ہے، کہ یہ سب کبھی راجپوتانہ مین اکٹھے رہتے تھے،

مؤلف گجرات کے مشہور اشخاص کا تذکرہ ہم نے جلد دوم مین کیا ہے،

ضلع گورگاؤن

گوجر پانچون تحصیلون مین کم وبیش آباد ہین،

جو پہاڑ ضلع دہلی اور ضلع گورگاؤن کی حد فاصل ہے، اس کے دامن مین مجتمعاً انکی آبادی ہے، اور تحصیل پلول مین اِن کے بڑے بڑے محال واقع ہین، یہ جسمانی ساخت کے لحاظ سے مضبوط اور قدآور ہوتے ہین، بمقابلہ کاشتکاری کے جانورون پر زیادہ محبت رکھتے ہین، مگر بعض بعض مواضع مین وہ نہایت ہی جفاکش کاشتکار ہین، ان کی عادات وخصائل مین روزافزون اصلاح ہو رہی ہے، جو فوج مین لازم ہین، وہ اچھے سپاہی ثابت ہوئے ہین،

قانونی بند وبست مین ان کو سخت نقصان پہنچا، انھون نے اپنے مواشی کے لئے وسیع چراگاہین محفوظ رکھی تھین، اور بقدر ضرورت کھیتی کرنے لگے تھے، اس وجہ سے ان پر زمین کا محصول بہت بھاری لگایا گیا، جسکو وہ ادا نہ کرسکے، اور اِن کے حقوق ملکیت ضبط کر لئے گئے، اس وقت سے ان کی مالی حالت ابتر اور زمیندارانہ اقتدار کم ہوگیا ہے،

یہ قوم، ابتدا سے مواشی کے ساتھ زیادہ محبت رکھتی ہے، اور یہان تک ان کو مواشی کا شوق ہے کہ سبز چارہ کے کھیت کے کھیت اپنے جانورون کو کھلا دیتے ہین، کھیت کیا، اپنے منہ کے نوالے سے بھی دریغ نہین کرتے،

مؤلف :- اگر یہ حالت تھی، تو گورنمنٹ کو چاہئے تھا، کہ وہ چراگاہون پر ہلکا محصول لگاتی، تاکہ یہ لوگ ہمیشہ کیلئے برباد نہ ہو جاتے، (حالانکہ بہت سے اضلاع مین چراگاہ پر ہلکا محصول لگایا ہے،) اس ضبطی زمین سے متعدد خاندان تباہ ہوگئے ہین، حالانکہ ان کے بچاؤ کیلئے مختلف صورتین ہو سکتی تھین، اور یہ امر بعض اضلاع کے بند وبست کی رپورٹون سے ظاہر ہوتا ہے، کہ بنجر زمین رفتہ رفتہ آباد ہوتی ہے، اور اگر اس قوم نے مزروعۂ قبون کو دوران

Collection Of Advocate Showkat

بندوبست مین سنگین محصول سے بچنے کیلیئے غیر آباد کر دیا تھا، تو اس بارہ مین بہترین تجویز یہ ہو سکتی تھی، کہ گوجرون کے دیہات کی جمع غیر مستقل کر دی جاتی، چند ہی سال مین یہ امر واضح ہو جاتا، کہ رقبہ مزروعہ کو غیر مزروعہ حالت مین تبدیل کرنا تشخیص محصول سے بچنے کیلیئے تھا، یا اوس کے کچھ اور اسباب ہین، ہر ایک ضلع کے بندوبست کی رپورٹ سے یہ ثابت کیا جا سکتا ہے، کہ بڑے بڑے وسیع مزروعات خاص حالات کی وجہ سے غیر مزروعہ ہو گئے، بہر حال پنجاب کے بندوبستون کا بھوت بار بار زمینداروں پر سوار ہوتا ہے، اور تشخیص کی جونک ہر بندوبست مین اون کا باقی ماندہ خون چوس لیتی ہے،

ایک یہ صورت بھی ہو سکتی تھی، کہ مواشی پر کچھ محصول لگایا جاتا، مگر ملکیت ضبط نہ کی جاتی،

افسران بندوبست کی ناواقفیت کی وجہ سے اکثر اضلاع کے زمیندارون کو نقصان پہنچا، لیکن کیا کیا جائے، گورنمنٹ نے یہ فرض کر لیا تھا، کہ افسران بندوبست کام سے واقف ہین، اور ان کی تجویزین مقامی حالات پر مبنی ہین، اگر اکبر بادشاہ کی تشخیص سے مقابلہ کیا جائے، تو گورنمنٹ کا معاملہ زمین بہت سنگین ثابت ہوتا ہے گوڑگانون کے گوجر عام طور پر بہت محنتی کاشتکار اور باہمت ہین، اور ہر نوع سے ترقی کر رہے ہین،

ضلع گورداسپور

تحصیل شکر گڑھ کے شمالی حصہ اور بیاس کی وادی مین گوجر بکثرت آباد ہین، یہ اچھے کاشتکار اور محنتی ہین، ان مین سے بعض باہمت چناب وغیرہ آبادیون مین چلے گئے ہین، اور سرکار سے زمین حاصل کر کے بہت آسودہ ہو گئے ہین، اس ضلع کے گوجر بالعموم آسودہ حال ہین اور اخلاق و عادات کے لحاظ سے بہتر ہین،

بہڑاری کے گوجر کہتے ہین، کہ وہ دہلی کے علاقہ سے آئے اور بادشاہان دہلی کے عہد مین مسلمان ہوئے، اور اکبر بادشاہ نے اونکو بہڑاری کا علاقہ تعہد پر عنایت کیا، جسکو اونھون نے بہت جلد بنجر شگافی کر کے آباد کر لیا، اور ملکیت کی سند حاصل کی، یہان کے گوجرون کے گوت چیچی، کھٹانہ، پسوال، چوہان، بھلو، گورسی، کولی وغیرہ بالعموم وہی ہین جو ضلع گجرات مین پائے جاتے ہین، اس ضلع کے بعض خاندانون نے دینی اور دنیاوی ترقی حاصل کی ہے، شادی مین ان کی رسوم خلاف شرع ہوتی ہین اور ان مین ہندوؤن کی تقلید کیجاتی ہے، بعض خاندانون مین کچھ کچھ رسوم کی اصلاح ہو گئی ہے، مگر بہت کم گوجر اس ضلع مین اچھی حیثیت رکھتے ہین، عام طور پر خوبصورت، بلند بالا قوی ہیکل اور ذہین ہین، مگر تعلیم مین بہت پیچھے ہین، البتہ اس زمانہ مین چند خاندانون کے افق سے بعض علمی ستارے طلوع ہوئے ہین، موضع میگڑی کا گوجر خاندان قومی ہمدردی اور عالی ہمتی کی وجہ سے مشہور ہے، انکے سر برآوردہ

Collection Of Adbvoate Showkat

ارکان، رنگون، پیگو وغیرہ مقامات برہما مین جنرل کنٹراکٹر ہین، انکی عالی ہمتی کا یہ بڑا ثبوت ہے، کہ انہون نے خاص ہی ہینگرڈمی مین اسلامیہ ہائی اسکول قائم کیا ہے، چوہدری خان بہادر ولی محمد خان کونسل برہما کے ممبر رہ چکے ہین، چوہدر عبد الرؤف قوم کی تعلیم کا حامی و معاون ہے، چوہدری خان بہادر محمد ابراہیم خان، و چوہدری عبد العزیز کنٹراکٹر رنگون شرافت و ہمت کی ایک مثال ہین،

اس ضلع کے سب گوتون کا آپسمین رشتہ ناتہ ہوتا ہے، کسی کو کسی پر ترجیح نہین ہے، اور کہین کہین مالی حیثیت یا قرابت کا بھی لحاظ رکھا جاتا ہے،

ضلع گوجرانوالہ

ضلع گوجرانوالہ اگرچہ گوجرون کے نام سے مشہور ہے، مگر اس وقت اس ضلع مین گوجر بہت کم ہین، کل آبادی تین ہزار سات سو کے قریب ہے، اس ضلع مین گوجرون کا مشہور خاندان کوٹ قاضی مین رہتا ہے، دراصل یہ خاندان مراڈیان ضلع گجرات سے جاکر، ضلع گوجرانوالہ مین سکونت پذیر ہوا، اور اپنے نام پر دو گاؤن کوٹ قاضی کے نام سے آباد کئے، یہ خاندان قدیم زمانہ سے علم و فضل سے بہرہ ور چلا آتا ہے، اس خاندان کے جد اعلیٰ قاضی محمد جان تھے، جن کو محمد شاہ بادشاہ کی بارگاہ سے سند قضاء عطا ہوئی، اسوجہ سے یہ خاندان ابتک قاضی کے لقب سے مشہور ہے،

اس خاندان مین قاضی سید محمد مشہور تھے، جن کے فرزند قاضی محمد اسحاق ایم اے، مولوی فاضل منشی فاضل انسپکٹر مدارس ہین، چونکہ اس ضلع مین گوجرون کی تعداد کم ہے، اسلئے یہان گوجرون کا کچھ زیادہ اقتدار نہین ہے، تحقیق سے معلوم ہوا کہ جہان گوجرانوالہ شہر آباد ہے، وہان ایک چوہدری گوجر کا کنوان تھا جسکے ساتھ مواشی کی ایک وسیع چراگاہ تھی، اسوجہ سے اس کنوین کا نام گوجرانوالہ ہوگیا، اس ضلع مین جاٹ اور سکھون وغیرہ کا اقتدار زیادہ ہے کیونکہ کسی زمانہ مین گوجرانوالہ سکھون کی حکومت کا مرکزی مقام تھا،

اس ضلع مین گوجر متفرق طور پر آباد ہین، اور جسقدر ہین، نہایت صلاح اندیش، شریف اور آسودہ حال ہین، انکی رشتہ داری بالعموم ضلع گجرات کے گوجرون سے ہے،

ریاست گوالیار

ریاست کشمیر کی طرح اس ریاست مین بھی گوجرون کی کثرت ہے، اور یہ مختلف علاقون مین پھیلے ہوئے ہین، ابتدا مین تو بڑے بڑے سردار جاگیردار اور تعلقہ دار تھے، مگر اب ان کی جائدادین محدود ہوگئی ہین، بعض لوگ

Collection Of Advocate Showkat

بندوبست مین سنگین محصول سے بچنے کیلیئے غیر آباد کر دیا تھا، تو اس بارہ مین بہترین تجویز یہ ہو سکتی تھی، کہ گوجرون کے دیہات کی جمع غیر مستقل کر دی جاتی، چند ہی سال مین یہ امر واضح ہو جاتا، کہ رقبہ مزروعہ کو غیر مزروعہ حالت مین تبدیل کرنا تشخیص محصول سے بچنے کیلئے تھا، یا اوس کے کچھ اور اسباب ہین، ہر ایک ضلع کے بندوبست کی رپورٹ سے یہ ثابت کیا جا سکتا ہے، کہ بڑے بڑے وسیع مزروعات خاص حالات کی وجہ سے غیر مزروعہ ہو گئے، بہرحال پنجاب کے بندوبستون کا بھوت بار بار زمیندارون پر سوار ہوتا ہے، اور تشخیص کی جونک ہر بندوبست مین اون کا باقی ماندہ خون چوس لیتی ہے،

ایک یہ صورت بھی ہو سکتی تھی، کہ مواشی پر کچھ محصول لگایا جاتا، مگر ملکیت ضبط نہ کی جاتی،

افسران بندوبست کی ناواقفیت کی وجہ سے اکثر اضلاع کے زمیندارون کو نقصان پہنچا، لیکن کیا کیا جائے، گورنمنٹ نے یہ فرض کر لیا تھا، کہ افسران بندوبست کام سے واقف ہین، اور ان کی تجویزین مقامی حالات پر مبنی ہین، اگر اکبر بادشاہ کی تشخیص سے مقابلہ کیا جائے، تو گورنمنٹ کا معاملہ زمین بہت سنگین ثابت ہوتا ہے، گورگاون کے گوجر عام طور پر بہت محنتی کاشتکار اور باہمت ہین، اور ہر نوع سے ترقی کر رہے ہین،

ضلع گورداسپور

تحصیل شکرگڑھ کے شمالی حصہ اور بیاس کی وادی مین گوجر بکثرت آباد ہین، یہ اچھے کاشتکار اور محنتی ہین، ان مین سے بعض باہمت چناب وغیرہ آبادیون مین چلے گئے ہین، اور سرکار سے زمین حاصل کر کے بہت آسودہ ہو گئے ہین، اس ضلع کے گوجر بالعموم آسودہ حال ہین اور اخلاق و عادات کے لحاظ سے بہتر ہین،

بہڑاری کے گوجر کہتے ہین، کہ وہ دہلی کے علاقہ سے آئے اور بادشاہان دہلی کے عہد مین مسلمان ہوئے، اور اکبر بادشاہ نے اونکو بہڑاری کا علاقہ تعہد پر عنایت کیا، جسکو اونھون نے بہت جلد بنجر شگافی کر کے آباد کر لیا، اور ملکیت کی سند حاصل کی، یہان کے گوجرون کے گوت چیچی، کھٹانہ، پسوال، چوہان، بھلو، گورسی، کولی وغیرہ بالعموم وہی ہین جو ضلع گجرات مین پائے جاتے ہین، اس ضلع کے بعض خاندانون نے دینی اور دنیاوی ترقی حاصل کی ہے، شادی مین ان کی رسوم خلاف شرع ہوتی ہین اور ان مین ہندوؤن کی تقلید کیجاتی ہے، بعض خاندانون مین کچھ کچھ رسوم کی اصلاح ہو گئی ہے، مگر بہت کم گوجر اس ضلع مین اچھی حیثیت رکھتے ہین، عام طور پر خوبصورت، بلند بالا، قوی ہیکل اور ذہین ہین، مگر تعلیم مین بہت پیچھے ہین، البتہ اس زمانہ مین چند خاندانون کے افق سے بعض علمی ستارے طلوع ہوئے ہین، موضع میگڑی کے گوجر خاندان قومی ہمدردی اور عالی ہمتی کی وجہ سے مشہور ہے، انکے سرآوردہ

ارکان، زنگون، پیگو وغیرہ مقامات برہما مین جنرل کنٹرکٹر ہین، انکی عالی ہمتی کا یہ بڑا ثبوت ہی، کہ انھون نے خاص میگڑی مین اسلامیہ ہائی اسکول قائم کیا ہے، چوہدری خان بہادر ولی محمد خان کونسل برہما کے ممبر رہ چکے ہین، چوہدری عبدالرؤف قوم کی تعلیم کا حامی و معاون ہے، چوہدری خان بہادر محمد ابراہیم خان، و چوہدری عبدالعزیز کنٹرکٹر زنگون شرافت و ہمت کی ایک مثال ہین،

اس ضلع کے سب گوتون کا آپسمین رشتہ ناتہ ہوتا ہے، کسی کو کسی پر ترجیح نہین ہے، اور کہین کہین مالی حیثیت یا قرابت کا بھی لحاظ رکھا جاتا ہے،

ضلع گوجرانوالہ

ضلع گوجرانوالہ اگرچہ گوجرون کے نام سے مشہور ہے، مگر اس وقت اس ضلع مین گوجر بہت کم ہین، بکل آبادی تین ہزار سات سو کے قریب ہے، اس ضلع مین گوجرون کا مشہور خاندان کوٹ قاضی مین رہتا ہے، دراصل یہ خاندان مراڑیان ضلع گجرات سے جاکر، ضلع گوجرانوالہ مین سکونت پذیر ہوا، اور اپنے نام پر دو گاؤن کوٹ قاضی کے نام سے آباد کئے، یہ خاندان قدیم زمانہ سے علم و فضل سے بہرہ ور چلا آتا ہے، اس خاندان کے جدِ اعلیٰ قاضی محمد جان تھے، جن کو محمد شاہ بادشاہ کی بارگاہ سے سند قضا عطا ہوئی، اسوجہ سے یہ خاندان ابتک قاضی کے لقب سے مشہور ہے،

اس خاندان مین قاضی سید محمد مشہور تھے، جن کے فرزند قاضی محمد اسحاق ایم اے، مولوی فاضل منشی فاضل انسپکٹر مدارس ہین، چونکہ اس ضلع مین گوجرون کی تعداد کم ہے، اسلئے یہان گوجرون کا کچھ زیادہ اقتدار نہین ہے، تحقیق سے معلوم ہوا کہ جہان گوجرانوالہ شہر آباد ہے، وہان ایک چوہدری گوجر کا کنوان تھا جسکے ساتھ مواشی کی ایک وسیع چراگاہ تھی، اسوجہ سے اس کنوین کا نام گوجرانوالہ ہوگیا، اس ضلع مین جاٹ اور سکھون وغیرہ کا اقتدار زیادہ ہے کیونکہ کسی زمانہ مین گوجرانوالہ سکھون کی حکومت کا مرکزی مقام تھا،

اس ضلع مین گوجر متفرق طور پر آباد ہین، اور حسبقدر ہین، نہایت صلاح اندیش شریف اور آسودہ حال ہین، انکی رشتہ داری بالعموم ضلع گجرات کے گوجرون سے ہے،

ریاست گوالیار

ریاست کشمیر کی طرح اس ریاست مین بھی گوجرون کی کثرت ہے، اور یہ مختلف علاقون مین پھیلے ہوئے ہین، ابتدا مین تو بڑے بڑے سردار جاگیردار اور تعلقہ دار تھے، مگر اب ان کی جائدادین محدود ہوگئی ہین، بعض لوگ

ریاست گوانیار سے خاص رعایات و امتیازات سے ممتاز ہین، گوجرون کے بعض خاندان کے سرکردہ راؤ سردار دیوان، چوہدری کہلاتے ہین، اور اپنے شجرۂ نسب راجپوتون سے ملاتے ہین، مگر ان کے گوت گوجرون کے گوت سے ملتے ہین، ان مین سے بعض خاندان وسیع رقبون کے مالک ہین،

عام طور پر گوجر محنتی کاشتکار ہین، مگر تعلیم مین بہت پیچھے ہین، ریاست نے کوئی خاص انتظام ان کی تعلیم کا ابھی نہین کیا ہے، ان کی تعداد (۱۰۰۷۰۰) ہے، از امپیریل گزٹ انڈیا جلد ۱۱ صفحہ ۴۲۳) ان مین سردار لچھمین سنگھ ورما بسوال رئیس موکرڑی، ضلع اوجین وسیع رقبے کا مالک ہے، قومی کامون مین دلچسپی لینے کی وجہ سے بہت مشہور ہے، اور ترقی و اصلاح قوم کا شیدا ہے، اور بری رسمون کے دور کرنے مین سرگرم رہتا ہے، اپنی زمینداری کا انتظام بہترین صورت مین کرتا ہے، وہ آسودہ حال اور عالی ہمت ہے،

ضلع لودھانہ

کچھ گوجر تو اس ضلع کے قدیم باشندے ہین، اور کچھ قحط کے وقت گجرات کاٹھیاواڑ، یا راجپوتانہ سے آئے تھے، بعض کہتے ہین کہ ہم گجرات پنجاب سے آئے،

جب پہلے پہل اس ضلع مین وارد ہوئے، تو ان کی معاش کا انحصار مواشی کی پرورش پر تھا، اس لئے جہان ان کو لہلہاتی ہوئی سبز چراگاہین مل گئین، وہین اقامت گزین ہو گئے، اور رفتہ رفتہ زراعت کی طرف متوجہ ہوئے،

سردار سدار سنگہ کے بیٹ مین جہان اونکو کاشت اور چراگاہ کے لئے دونون قسم کی وسیع زمین بارانی اور دریائی مل گئی تھی، مستقل کاشتکار ہو گئے، بعد ازان اس ضلع کے متفرق مقامات مین پھیل گئے، اس زمانہ مین یہان کے گوجر بہترین کاشتکار سمجھے جاتے ہین، ان کے عادات و خصائل عام طور پر اچھے ہین، ان مین بعض اشخاص تعلیم یافتہ اور مصلح قوم بھی ہین، مگر عام طور پر تعلیم اور کفایت شعاری کے برکات سے محروم ہین، اب تک ان مین ہندؤن کی رسمین موجود ہین، اور شرعی احکام سے باستثنائے چند ناواقف ہین، لیکن یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ وہ شاہراہ ترقی پر چل رہے ہین،

بالعموم اس ضلع مین گورسی، چیچی، کالس، بسوال، چوہان گوت کے لوگ پائے جاتے ہین، عام طور پر یہ محنتی وجری و عالی ہمت ہوتے ہین،

Collection Of Advocate Showkat

ضلع لاہور

ضلع لاہور کے سب گوجر مسلمان ہین، جو دیہات مین رہتے ہین، وہ اچھے کاشتکار ہین، اور محنت سے کام کرتے ہین، آسودہ حال اور سمجھدار ہین، یہ زراعت کے علاوہ مواشی بھی رکھتے ہین، کیونکہ مواشی زراعت کا ایک جزو اعظم ہین، نیز مواشی کی فروخت یا منافع سے کاشتکار کی مالی حالت مین اضافہ ہوتا ہے اور قرض کے ادا کرنے مین مواشی سے بہت امداد ملتی ہے، کیونکہ وہ قرض خواہ کو زیادہ قیمت پر دیئے جاتے ہین، مواشی کی ہر وقت مانگ رہتی ہے، خواہ کسی قسم اور کسی عمر کے ہون، جو گوجر شہر مین رہتے ہین، ان کی معاش کا دار و مدار دودھ دہی کی فروخت پر ہے، یہ بہت آسودہ حال ہین، ان کے پاس عمدہ سے عمدہ گائین اور بھینسیں ہوتی ہین یہ باوجود شہر مین رہنے کے سادہ لباس اور کفایت شعار ہوتے ہین، ان کے گوت بالعموم وہی ہین، جو ضلع گجرات مین مشہور ہین لاہور کے گوجر مذہب سے خاص دلچسپی رکھتے ہین، اور اسراف کو برا سمجھتے ہین،

لاہور کے خاندان گوجر مین کئی عالم اور شاعر ہوئے ہین، شاہ آفرین لاہور کا مشہور شاعر بادشاہون کے دربار کی شمع دل افروز تھا، اور لاہور کے امراء مین اس کا شمار ہوتا تھا، اس کا دیوان اور دو مثنویاں اس کی نازک خیالی کی شاہد ہین، ایران کے شاعرون نے اوسکے دیوان کو دیکھ کر یہ گمان کیا تھا، کہ یہ کسی ایرانی شاعر کا کلام ہے،

علامہ غلام علی آزاد خزانۂ عامرہ مین لکھتے ہین:-

شاہ آفرین نام او فقیر اللہ است، شاعرے بود معنی آفرین و شایستہ ہزار آفرین، مولد و منشاے او لاہور است از قبیلۂ جوجیہ بروزن پوپیہ کہ شعبہ ایست از قوم گوجر بضم کاف فارسی و واؤ معروف و فتح جیم و سکون را از اشعار او است،

قسمیہ

بعریان یتیمے تمنا نورد، کہ عید آمد و جامۂ گلگون نکرد

ترجمہ

"مجھے اس آرزو مند برہنہ یتیم کی قسم ہے، جسکو عید کے موقعہ پر بھی رنگین کپڑے نصیب نہ ہوئے"

نیا مضمون ہے، شاہ آفرین ایک یتیم کی قسم کھاتا ہے، جو عید کے دن دوسرے لڑکون کے مختلف رنگ کے کپڑون کو دیکھکر اندوہگین ہے، کہ کاش اس کا باپ زندہ ہوتا، تو وہ بھی اسے آج رنگین اور قیمتی لباس پہناتا: اور وہ دوسرے لڑکون کے ساتھ عید مناتا،

چونکہ دنیا مین کوئی ایسے یتیم سے زیادہ حسرت زدہ نہین ہو سکتا، اسلئے وہ قسم کھائے جانے کے لائق ہی، قسم اسکی کھائی جاتی ہے، جو انسان کے نزدیک معظم و متبرک اور عزیز ہوتا ہے،

مسکین نوازی

بقدرِ تاب و طاقت مگذر از تسکین محتاجان
مداری قوتِ دستِ کرم دستِ دعا بکشا

ترجمہ

جہانتک تجھکو توفیق ہو، محتاجون کی امداد کر، اگر تجھ مین دینے کی طاقت نہین ہی تو ان کیلئے دعا ہی کیا کر دستِ کرم اور دستِ دعا مین عجیب مناسبت ہے،

تجرّد (گوشہ نشینی)

تجردِ حجتِ قاطع بود صاحب کمالے را،
قبائے بیضہ بر تن میدرد مرغے کہ کامل شد

ترجمہ

جو کامل "ولی اللہ" لوگ، دنیا سے قطع تعلق کرتے ہین، تو ایسا کرنا ان کے کمال پر ایک قطعی دلیل ہے یعنی ان کا خلق خدا سے الگ ہو جانا، اس امر کا ثبوت ہے، کہ وہ کامل ہین،

شاعر اس کا ثبوت دوسرے مصرعہ مین پیش کرتا ہے، کیا تم نہین دیکھتے، کہ جب انڈے مین بچہ مکمل ہو جاتا ہے، تو وہ قبائے بیضہ (انڈے کے چھلکے) کو پھاڑ (توڑ) دیتا ہے، لیکن جب تک وہ کامل نہین ہوتا، چھلکے کے اندر مقید رہتا ہے، اس لئے جو مدعیانِ معرفت دنیاوی علائق سے علٰحدہ نہین ہین، وہ ابھی تک کامل نہین ہوئے،

جذبِ محبت

ہست کارِ عاشقان بعد از فنا ہم جذبِ دوست
تشنگی بسیار دارد آن کہ ماہی می خورد،

ترجمہ

عاشقانِ صادق مرنے کے بعد بھی معشوق کو اپنی طرف کھینچتے ہین، جو شخص مچھلی کھاتا ہے، اوس کو پیاس زیادہ لگتی ہے، وجہ یہ ہے کہ پانی مچھلی کا معشوق ہی، اگرچہ مچھلی فنا ہو گئی ہے، مگر پھر بھی پانی کی طلبگار ہے، اور پانی کو جذب کرتی ہے،

مؤلف:- عجیب مضمون ہی اور دور کی تلاش ہی،

خدا شناس کی عزت

مردِ حق محکومِ نادان گر شود بے قدر نیست
عزتِ مصحف ز دستِ اندازِ طفلان کم نشد

ترجمہ

اگر خدائے تعالیٰ کا کوئی معزز بندہ کسی ناقدر شناس، بیوقوف کا ماتحت یا محکوم ہو جائے، تو اسکی حقیقی قدر و منزلت مین کمی نہین آتی، لڑکے جو بعض اوقات قرآن مجید کو غفلت مین گرادیا کرتے ہین، تو اس سے قرآن شریف کی عظمت مین کچھ فرق نہین آتا،

کمینون کی صحبت،

ذلت بود نتیجۂ آمیزشِ خسیس،
برگرد می زنند، نمد چوب می خورد

ترجمہ

کمینون کی صحبت کا نتیجہ ذلت ہے، (آپ نہین دیکھتے) کہ لوگ مارتے تو ڈھول کو ہین، مگر سونٹا نمدہ پر پڑتا ہے، جو نمدہ فرش پر پڑا ہوتا ہے، وہ ڈھول کو زیادہ جذب کرتا ہے، اسلئے لوگ جب ڈھول نکالنا چاہتے ہین، تو نمدے پر سونٹے مارتے ہین، حالانکہ اُن کا مقصد نمدے کو مارنا نہین ہوتا، بلکہ صرف گرد جھاڑنا مقصد ہوتا ہے،

نتیجہ:۔ نمدے نے خسیس ڈھول کی صحبت اختیار کی، تو سونٹے کھائے اور ذلیل ہوا،

افتادگی و عجز

زبان افتادگان باشد مدد گم کردہ راہان را
کہ از نقشِ قدم گردد سُراغِ کاروان پیدا

ترجمہ

جو لوگ راہ بھول جاتے ہین، ان کی امداد، یا افتادہ (عاجز لوگ) کرتے ہین، جو شخص قافلے سے پیچھے رہ جاتا ہے، تو قافلے کا نقشِ قدم اسکی رہنمائی کرتا ہے، کہ قافلہ اس راستے سے جا رہا ہے، انقش قدم کو عاجز یا افتادہ سے تشبیہ دینا ایک نئی تشبیہ ہے، اور اعلیٰ درجہ کا مضمون ہے،

مؤلف:۔ صائب کا ایک شعر بھی تقریباً اسی مضمون کا ہے، مگر اس کا ایک اور پہلو ہے،

دوست دشمن می شود صائب بوقتِ ماندگی
خونِ زخمِ آہوان رہ مے دہد صیاد را،

ریاست لس بیلہ

گو جبا ریاست لس بیلہ مین قدیم الایام سے آباد ہین، جب مہلب سپہ سالار سنہ ۴۴ ہجری مین سندھ پر حملہ آور ہوا، تو اس کے مقابلہ مین زیادہ تر یہی قوم گوجر نبرد آزما تھی، تاریخ سندھ مین ہے، "لشکر ظفر پیکر اسلام استیصال گوجر کردہ، لس بیلہ را بہ قوم برہ سپرد" موجودہ وقت مین قوم گوجر کے افراد ہب ندی تعلقہ ریاست مین جو کراچی

ست ۰۰ میل پر واقع ہے، کاشتکاری کرتے ہین، ان کے نمایندے اُنھی کی قوم سے منتخب ہوتے ہین لیکن ادن کا سردار قوم شیخ سے مقرر کیا جاتا ہے، چنانچہ موجودہ زمانہ مین ان کا سردار منگیہ خان خلف سردار جمن خان ہے، اور ادن کے چوہدری ساون ولد کبھر، سوریا ولد ملنگ، نوشوا ور جنگلی پسران لبتام ہین،

مورخ سندھ یعنی مصنف تاریخ تحفہ-الکرام لکھتا ہے، کہ جس وقت محمد بن قاسم سپہ سالار عرب نے ملک سندھ پر چڑھائی کی تھی، اس زمانہ مین لس بیلہ کے دارالخلافہ ارمن بیلہ پر گوجر حکمران تھے، اُسکے الفاظ یہ ہین،

"فی الجملہ محمد بن قاسم این بیلہ را از قوم گوجر بدست آوردہ سوئے دیول بشتافت این دارالخلافہ ریاست لس بیلہ بود،،

ترجمہ

حاصل کلام یہ ہے، کہ محمد بن قاسم اس بیلہ کو قوم گوجر سے فتح کر کے شہر دیول کی طرف چلا گیا، اوس وقت ارمن بیلہ،، ریاست لس بیلہ کا دارالسلطنت تھا،،

محمد بن قاسم کی آمد اس ملک مین ۹۲ھ ہجری مین ہوئی ہے، جس سے ثابت ہوا کہ ملک سندھ مین عربون کے حملے سے بہت پہلے گوجر موجود تھے؛ اس وقت قوم گوجر کی مادری زبان بلوچی ہے، مگر زبان لاسی سندھی بھی گھرون مین بولتے ہین، شکل و شباہت اور لباس مین قوم لاسہ سے ملتے جلتے ہین؛ ان کا مذہب اسلام ہے، ختنہ، نکاح، تجہیز و تکفین سب رسوم عام مسلمانون کی طرح ادا کرتے ہین، لیکن یہ عجیب بات ہے، کہ یہ لوگ مذہب ذکری کے مقلد ہین، یہ نماز نہین پڑھتے، اسکی بجائے بالعموم شام کو ہر روز اور بالخصوص جمعہ کی رات کو مسجد مین یا اپنے گھرون مین حلقہ باندھکر ذکر کرتے ہین،

عربون کی حکومت ملک لس بیلہ اور سندھ پر کچھ عرصہ تک قائم رہی، خلیفہ ولید بن عبد الملک (بنو امیہ) کے عہد مین بغداد کا گورنر حجاج بن یوسف تھا، اس حساب سے معلوم ہوتا ہے، کہ ساڑھے بارہ سو برس سے پہلے گوجر بحیثیت حکمران و فرمان روا اس شہر ارمن بیلہ پر قابض تھے، ممکن ہے کہ لس بیلہ کے دوسرے باشندون کیطرح گوجر بھی زمانہ قدیم مین اس ملک مین آئے ہون، یا پانچوین صدی عیسوی مین راجپوتانہ سے کوچ کر کے اس ملک مین پھیل گئے ہون، چونکہ زمانہ بہت گذر گیا ہے، اور کسی مورخ نے اس جرگہ (گروہ) کے حالات قلمبند نہین کیئے، اس لئے تفصیل نہین مل سکتی، اور یہ بھی ممکن ہے، کہ موجودہ قوم گوجر، اُس قوم گوجر کی اولاد ہو، جس نے مذہب اسلام اختیار کر لیا تھا، اس لئے اُن کے بزرگ کو شیخ کہا گیا ہے، گوجر اس وقت بھی بالعموم خاندان شیخ کی رسومات ادا کرتے ہین؛ مگر خاص خاص رسمون مین قوم شیخ سے علیحدہ ہین؛ ذکری مذہب کی تشریح ذیل مین کیجاتی

ہے؛

مذہب ذکری

مذہب ذکری ۳۰۰ برس سے رائج ہے، اس مذہب کے لوگ زیادہ تر مکران کے ساحل سمندر سے لیکر کراچی تک سمندر کے کنارے کنارے پھیلے ہوئے ہیں وہ اپنے پیر اور پیشوا کو ملا کے خطاب سے پکارتے ہیں، ذکریوں نے قرآن شریف تو پڑھتے ہیں، مگر قرآن شریف کے ترجمے اور تفسیر و حدیث سے بالکل محروم ہیں، ان کے نام بالعموم اسلامی ہوتے ہیں، اور ختنہ بھی اسلامی طریق پر کرتے ہیں، نماز ان کے نزدیک ایک فضول عمل ہے، اُن کا مُلا پہلے ذکر شروع کرتا ہے، انکے اتباع میں یہ لوگ بھی ذکر کرنا شروع کرتے ہیں، ان کا اعتقاد ہے، کہ ۱۰۰۰ھ ہجری کے خاتمہ پر امام مہدی آخر الزمان پیدا ہو چکے ہیں، جنہوں نے نماز کا حکم منسوخ کر دیا، اور صرف شام کے وقت ذکر کرنا فرض ہے، انکی دلیل اس آیت سے دیتے ہیں، وَاذْکُرُوا اللّٰہَ ذِکْرًا کَثِیْرًا، ان کے ذکر و کلمہ میں مہدی کا نام آتا ہے، چنانچہ کلمہ میں بجائے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مہدی رسول اللہ کہتے ہیں، ذکریوں کے مذہب کا یہ کلمہ ہے، لا الٰہ الا اللہ مہدی رسول اللہ اور کبھی یہ ورد بھی کرتے ہیں، حسبی ربی جل اللہ، ما شاء قلبی غیر اللہ، نور محمد صلی اللہ، لا الٰہ الا اللہ الہادی مہدی رسول اللہ۔

پہلے الفاظ ایک جماعت شروع کرتی ہے اور پھر دوسری جماعت دوسرے الفاظ کہتی ہے اور ذکر کے وقت کوہ مراد کی طرف منہ کرتے ہیں اور اسکو کعبہ سمجھتے ہیں،

جہاں بڑی بڑی بستیاں ہیں، وہاں ذکری ایک خاص عبادتگاہ بنا کر اسمیں ذکر کرتے ہیں، اور اسکو ذکرانہ کے نام سے موسوم کرتے ہیں، اسکی عزت و تعظیم مسجد کی طرح کیجاتی ہے، اور اگر کسی کو حلف دینا ہو تو ذکرانہ میں لیجا کر حلف دیتے ہیں،

کوہ مراد

مذہب ذکری کی زیارتگاہ کوہ مراد ہے، جو کیچ مکران کے علاقہ میں ایک پہاڑی ہے، وہاں یہ لوگ موسم گرما میں ہر سال میلا لگاتے ہیں، اور جمع ہو کر ذکر کرتے ہیں، اور زن و مرد باہم حلقہ باندھکر رقص کرتے ہیں اس زیارت و ذکر کا ثواب حج کے برابر سمجھا جاتا ہے؛

Collection Of Advocate Showkat

مذہب ذکری کے پیرو

اس مذہب کے نہ صرف گوجر پیرو ہین، بلکہ اسمین دوسری قومین سنگر، ساجدی، ڈگارزی، بزنجہ بھی شامل ہین، ممکن ہے کہ مندرجۂ بالا قومون مین بھی گوجر ہون، اون کے ملا اور پیشوا ہر سال آکر اُن سے عشر (آمدنی کا دسوان حصہ) وصول کرتے ہین، یہ اپنے ملاؤن کے بہت معتقد ہوتے ہین، ان کے مشہور مُلا جو علاقہ مکران اور اُرمارہ مین سکونت رکھتے ہین، ملا خداداد، مُلا شیر محمد، ملا عیسےٰ، مُلا داد کریم، ملا کمال وغیرہ ہین، ان ملاؤن کی نسبت روایت ہے، کہ یہ مریدین کیلئے بہشت کے محافظون کے نام حکم لکھدیتے ہین، اور وہ حکم مردہ کے ساتھ قبر مین رکھا جاتا ہے، ان کا اعتقاد ہے کہ اس حکم کے ذریعہ مردہ کو بہشت مین جگہ ملے گی، اور یہ حکم ملاؤن کو کافی نذرانہ دیکر حاصل کیا جاتا ہے، ان کے متعلق ایک نظم ہمین موصول ہوئی ہے، اگرچہ یہ نظم فصیح نہین ہے، مگر ہم وزیر اعظم لس بیلہ کے ممنون ہین، کہ انھون نے یہ نظم ارسال فرمائی، چونکہ اس مین واقعات تاریخی ہین، ہم اس کو بہت قیمتی سمجھتے ہین، ع۔

"لفظ بگزار و سوئے معنی رو"

دربیان مذہب ذکریان باشندگان اورمارہ بندر ریاست لس بیلہ

گروہے بہ اورمارہ از ذکریان، بجادۂ ضلالت فتادہ عیان،
بر[لہ] وعی و گوجر، بزنجہ دگر، ز دین نبی ہر یکے بے خبر،
ہمہ جمع آیند در وقت شام، ازیشان یکے پیشیر و شد امام،
عبادات شان نشد برقص و ادا. مرد کن برائے خدا ہمد یا،
نگویند تکبیر حق از زبان، حرام است در شرع مذبوح شان
روایات این قوم بشنیدہ ام بسے مجلس عقد شان دیدہ ام
بہنگام عقد این کسان بادرا بشکیزۂ پر کنند از فضا،
بخواند بران پوست مُلّا کلام سرانجام شد کار او باتمام

[لہ] برسنام قوم،

کلا میکہ ملا برین پوست خواندٗ، مُریدے ورا بُرد بر زن فشاند،
چگونہ روا شد نکاح چنین، نہ ایجاب باشد باحکام دین،
تو اریخ دنیا بخوانی اگر، نہ بینی بہ دنیا چنین دین دگر،

شدہ ورد شان اہدیا ھدیا، زن و مرد جملہ شدہ بے حیا

مطلب اس کا یہ ہے کہ زن و مرد اکٹھے ہو کر اہدیا ھدیا کا ذکر کرتے ہین، جو صحیح اِہدنا ھدی ہے، یعنی اے ھدی ہم کو راہ راست دکھا،

نکاح کے وقت مشکیزہ مین ہوا بھر کر اس کا منہ باندھ دیتے ہین، مشکیزہ پر نکاح خوان کچھ پڑھتا ہے، اس کے بعد ایک شخص، اس مشکیزہ کو لیجا کر عورت کے سر پر کھول دیتا ہے، مشکیزہ کی ہوا جب عورت کے لگتی ہے، تو نکاح کی رسم مکمل ہو جاتی ہے؟ ایسا نکاح جس مین نہ ایجاب ہو نہ قبول شرعاً جائز نہین ہے،

بعض برائے نام ترقی یافتہ مسلمان قومون مین بھی ایجاب و قبول جیسا کہ چاہیے، عمل مین نہین آتا، لڑکی کا باپ اس امر کو عیب سمجھتا ہے، کہ اسکی لڑکی کا نام بھری مجلس مین لیا جائے، نکاح خوان کو حکم ہوتا ہے، کہ وہ چپکے سے دولہا کے کان مین لڑکی کا نام کہدے اور دوسرا کوئی نہ سُنے، لوگون کی رہنمائی کے لئے ایک مختصر رسالہ (النکاح) تالیف کر کے انجمن اسلامیہ بھاولپور کے نذر کیا ہے، جسکی آمدنی سے انجمن کو کافی امداد پہنچتی ہے،

ریاست مالیر کوٹلہ

اس ریاست مین گوجرون کی تعداد کم ہے، یہ لوگ وقتاً فوقتاً مختلف مقامات سے آئے، اور نواب صاحبان مالیر کوٹلہ کے ظلِ عافیت مین پناہ گزین ہوئے، مالیر کوٹلہ مین حسب ذیل گوت ہین،

لتالا، جس خاندان سے بخشی بدرالدین ہے، لتالا مدنی پور سے آئے، جہان وہ اچھی تعداد اراضی کے مالک تھے، ان کے ساتھ ہی بسوال انکی رشتہ داری کی وجہ سے یہان چلے آئے،

نواب صاحبان نے ان کو انکی قابلیت و استعداد کے موافق ملازمت و زمین دی،

بھوملہ گوجر رانکوٹ سے آئے، اور ریاست کی ملازمت اختیار کی،

بجاڑ گوجر مقام جھولان ریاست نابہ سے آئے،

اس ریاست مین جو افراد گوجر ہین، ان مین سے کچھ زراعت پیشہ ہین، کچھ جانور پالتے ہین اور کچھ محکمہ فوج وغیرہ مین ملازم ہین،

Collection Of Advocate Showkat

میان محمد عارف گوجر ہی تھا، جو بحکم نواب اسد اللہ خان عرش آشیانی مع اپنے چند جانباز رشتہ دارون کے موضع رڑکی کے زمیندار، (جنھون نے معاملہ ادا کرنے سے انکار کر دیا تھا،) کی سرکوبی کیلئے گیا، محمد عارف اس معرکہ مین شہید ہوا، لیکن اس کے ہم قوم عہدہ دارون نے رڑکی کے زمیندارون کو گرفتار کر کے حاضر دربار کیا، اور رڑکی کے زمیندار معاملۂ زمین ادا کر کے معافی کے خواستگار ہوئے، نواب صاحب نے اس خدمت کے صلہ مین میان محمد عارف کی اولاد کو معافی عنایت کی، جس سے اب تک اون کی اولاد مستفید ہو رہی ہے،

ضلع مظفر نگر

اس ضلع مین سب سے بڑی زمیندار رانی دھرم کمار، راجہ رگھبیر سنگھ والی لنڈھورا کی بیوہ تھی، وہ بارہ ۱۲ گاؤن کی جاگیر کی مالک تھی، اور سات ہزار سے کچھ اوپر مالگذاری دیتی تھی؛ بارہ گاؤن مین سے پانچ علاقہ گردھان پور مین اور تین تین دیوبند اور بھومار سمبلیرا مین ہین، اور ایک بھوکاریری مین، کادیانہ کے گوجر فضو لخرچی سے اپنی ملکیت ضائع کر چکے ہین، اور قرضون سے اون کی زمین بنیون کے ہاتھ مین چلی گئی ہے، جنسٹھ کی تباہی کے بعد سادات کے پاؤن اوکھڑ گئے، اور اون کے دیہات لنڈھورا اور بھوبار پر گوجر قابض ہو گئے؛

گوجر اس ضلع مین بہت با اثر اور مقتدر باہمت قوم ہے، جاٹون کی طرح یہ بھی اپنے آپ کو راجپوت نسل سے بیان کرتے ہین، ان کی بڑی شاخ کلسان ہے، جسکو پنجاب مین کالس کہتے ہین، ان کا مرکز جمنا کے کنارے کا غیر آباد علاقہ ہے، لیکن ضلع کے دوسرے حصون نشیبی اور کھادر مین بھی وسیع رقبہ کے مالک ہین، گوجر زراعت کے بجائے مواشی کی پرورش مین زیادہ دلچسپی لیتے ہین، مگر جب کھیتی کا کام کرتے ہین، تو پوری محنت و تن دہی سے مصروف ہو جاتے ہین، وہ اس ضلع کے معزز زمیندارون مین شمار کئے جاتے ہین، قانونی بندوبست کے زمانہ مین جو مسٹر بلر کے زیر اہتمام ہوا، ان کے قبضہ مین ۱۹۶۵۴۹ ایکڑ زمین تھی، جو نصف تحصیل کیرانہ اور باقی گردھانپور اور کاندلہ کے علاقہ مین ہے، راجہ رام دیال والی لنڈھورا کے عہد مین اس ضلع مین گوجر سب سے بڑے زمیندار تھے، لیکن اوس کی وفات کے بعد اُن کی زمین اصل مالکون کے قبضہ مین چلی گئی، اس ضلع مین ایک مشہور زمیندار رائو صاحب پردھان ہیرا سنگھ رئیس ہیسونہ تھا، جسکی کوشش سے گوجر مہا سبھا قائم ہوئی، اس کے انتقال پر اس کا بھائی پردھان لال سنگھ، اس کا بہترین جانشین ہے، ہیسونہ ایک ایسا مقام ہے، جس سے گوجرون کی عظمت ظاہر ہوتی ہے، اس زمینداری

کی آمدنی کئی ہزار ہے، جسکی وجہ سے یہ خاندان یوگاً فیوگاً اپنی جائداد کی توسیع کر رہا ہی، انکی اقتصادی حالت انکی دانشمندی کی دلیل ہی،

پردھان لال سنگھ کے تین فرزند ہین جنمین سے پردھان لچھمن سنگھ تعلیم یافتہ اپنی زمینداری کا سنجیدہ منتظم ہے،

اس ضلع مین ایک اور مشہور خاندان کھٹانہ گوجرون کا ہی، جو قدیم سے مانڈلہ کا کئی پشتون سے رئیس چلا آتا ہے، یہ اپنے آپ کو راجہ اننگ پال کی اولاد سے ظاہر کرتے ہین اور بیان کرتے ہین، کہ کسی زمانہ مین انکا ایک بزرگ مقام آگیا ضلع میرٹھ سے یہان آکر آباد ہوا، رفتہ رفتہ اپنی جائداد کی توسیع کی، چودھری ہرجس سنگھ اس خاندان کا سرآوردہ ہی، جس کے دو لڑکے چوہدری بشن سنگھ اور چوہدری سلطان سنگھ ہین،

اس ضلع مین مسلمان گوجرون کی تعداد سولہ ہزار سے متجاوز ہے، وہ نیک چلن محنتی کاشتکار ہین، مگر شادی بیاہ کی رسمون مین وہ اپنے ہندو بھائیون سے بہت کم اختلاف رکھتے ہین، ان مین سے بعض فوج مین بھی ملازم ہین، وہ اچھے سپاہی ثابت ہوئے ہین، یہ قوم فطرۃً بہت ذہین اور دلاور ہے، مگر علم کی نعمت سے بے بہرہ ہے، اس ضلع مین اس قوم کی تعلیم کی سخت ضرورت ہی، اور انکی فضول خرچی کا انسداد لازمی ہی، ضلع مین گوجرون کی تعداد (۳۱۰۰۰) بحوالہ امپیریل گزٹ انڈیا، جلد ۱۸ صفحہ ۵

ضلع مظفر گڑھ پنجاب

ضلع مظفر گڈھ مین گوجرون کی بہت کم آبادی ہے، بلکہ یہ کہنا چاہئے، کہ یہان گوجر آبادہی نہین ہین کل تعداد ۲۰۲ ہے، انگریزی تاریخون مین لکھا ہے، کہ ضلع مظفر گڑھ مین ایک قصبہ گجرات ہے، اس مین شک نہین ہے، کہ اس نام کا ایک موضع اس ضلع مین پایا جاتا ہے، مگر دراصل یہ نام اسوجہ سے مشہور ہو گیا ہی، کہ تحصیل کوٹ ادھو مین محمود کوٹ اور غازی گھاٹ کے درمیان مستقل طور پر چند سال تک دریاے سندھ کے کنارے پر ایک ہی جگہ تین گزر کشتیون کے تھے، جنکو لوگ گزرات کہتے ہین، یعنی عبور دریا کے تین گھاٹ، ز، ج سے بدل گئی، گجرات ہو گیا، ورنہ اس جگہ گوجر کبھی آباد نہین ہوئے، البتہ تحصیل مظفر گڈھ مین ایک چھوٹا سا موضع گوجر والہ موجود ہے، جو کسی زمانہ مین قوم گوجر نے آباد کیا تھا، اس موضع مین ایک کنوان اب تک سرکاری دفتر مین گوجر والہ کے نام سے مشہور ہے، مگر یہ معلوم نہین ہے کہ یہ موضع کب

آباد ہوا، بندوبست کی جمعبندی جو ۱۸۸۰ء مین مرتب ہوئی تھی، بحیثیت مالک یا قابض کسی گوجر کا نام پایا نہین جاتا، اس سے ثابت ہوتا ہے، کہ ۱۸۸۰ء سے پہلے کسی زمانہ مین کوئی گوجر آباد ہو گا، اسمین شک نہین ہے، کہ نواب محمود خان گوجر، زمانہ سابق مین ضلع مظفر گڑھ کے ایک حصہ پر حاکم رہا ہے، اوس نے اس علاقہ کی آبادی مین بہت کوشش کی تھی، جسکی وجہ سے مظفر گڑھ کے قدیم جغرافیہ مین اس کا ذکر ہوتا رہا، اس ضلع مین گوجرون کی کوئی مستقل آبادی نہین ہے، متفرق طور پر دیہات مین چند گوجر رہتے ہین،

ضلع مرادآباد

گوجر ایک بیرونی قوم ہے، معلوم ہوتا ہے. کہ یہ لوگ زمانہ قریب ہی مین یہان آکر آباد ہوئے ہین، گزشتہ مردم شماری مین ان کی آبادی ۱۲۸۴۴ تھی، ان کی کثرت حسن پور اور امروہہ مین ہے، پہلے تو یہ اچھے کاشتکار نہین تھے، مگر اب اچھے کاشتکار ہین،

ضلع متھرا

ضلع متھرا مین گوجرون کی آبادی ۲۳۰۰۰ ہے، ان کی کثرت تحصیل متھرا اور مہابانی مین ہے، ایام غدر مین علانیہ باغی ہو کر ہر جگہ برسرپیکار ہو گئے تھے، آخر شیر گڑھ کے قریب مغلوب ہوئے، بغاوت کی وجہ سے ان کے بہت سے گاؤن ضبط ہو کر راجہ گوبند سنگھ کو دئے گئے تھے. جسکی وجہ سے اکثر گوجرون کے گروہ دوسرے علاقہ مین چلے گئے، کچھ عرصہ کے بعد بعض گروہ واپس آگئے، مگر زمینون کو واپس نہ لے سکے، یہ محنتی کاشتکار اور بہادر ہین، ان کے گوت اکثر وہی ہین، جو پنجاب مین ہین،

ضلع میانوالی

میانوالی مین کل تعداد گوجرون کی ۴۷ ہے، جس مین سے ۲۲ ہندو اور ۲۴ مسلمان ہین، جو متفرق جگہون مین آباد و ملازم ہین، لیکن اون کا قیام عارضی ہے.

Collection Of Advocate Showkat

ضلع ملتان

ضلع ملتان مین گوجر بہت کم ہین، معلوم ہوتا ہے کہ یہ دوسری ذاتون مین مدغم ہوگئے، مثلاً لنگاہ اور جویہ جو گوجرون کی شاخین ہین، وہ اپنے آپ کو راجپوت کہتے ہین، اسوقت کل تعداد گوجرون کی ۱۳۰۲ سے متجاوز نہین ہے، جس مین سے ۶۶۰ ہندو ہین، باقی مسلمان، کسی زمانہ مین یہان گوجرون کی بڑی آبادی تھی،

ضلع میرٹھ

ویسے تو گوجرون کی بہت بڑی تعداد تمام قسمت میرٹھ مین پائی جاتی ہے، لیکن خاص ضلع میرٹھ مین جہان کہ وہ قسمت کے تمام حصون سے زیادہ تعداد مین آباد ہین، ان کا خاص اثر ہے، مردم شماری مین ان کی تعداد تقریبًا ۵۰۰۰۰ تھی، وہ زیادہ تر جمنا اور گنگا کی کھادر زمینون مین اٹھارہوین صدی کے دوسرے نصف اور انیسوین صدی کے شروع مین آباد تھے، اور اس ضلع مین ان کے چند طاقتور سردار گذرے ہین، اگرچہ انکے مقبوضات سرکار انگریزی نے بہت کچھ ضبط کر لئے، لیکن اب بھی وہ بہت سی زمینون کے مالک ہین، ان کی املاک کا بڑا حصہ تحصیل میوانہ مین واقع ہے، مگر غازی آباد اور باغپت کے جنوب مین بھی ان کی چند بستیان ہین، نیز وہ میرٹھ، باپڑ، اور سردھنہ مین بھی کاشت کرتے ہین، جسمین سے نصف سے زائد رقبہ پر وہ موروثی قرار دئے گئے ہین، جاگیرون کے متعلق لندھورا کے سردار گوجرون کے موروثی حقوق خاص طور پر مسلم و قائم ہین،

خصائل

گوجر اپنے خصائل مین نہایت شاندار ہین، شروع مین وہ خانہ بدوش تھے، گذشتہ سالون مین نہرون کے اجرا کی وجہ سے بہت کچھ قابل تعریف کاشتکار ہوگئے ہین، ذرائع کاشتکاری کی ترقی روزافزون ہے انکے اخلاق و عادات مین بھی نمایان ترقی ہوگئی ہے، مسٹر کیلین لکھتا ہے، کہ گوجر حالات اور اوقات کے تابع ہوتے ہین، اگر ان کو نہرون کی آبپاشی میسر ہو، تو اپنی زمینون کی کاشت مین جاٹون کی طرح کام کرین گے، اور اگر اون کو لونی کھادر جیسے علاقہ مین بھیج دیا جائے، تو محصول زمین مواشی فروخت کر کے ادا کرینگے، میرا خیال ہے کہ اب تک گوجرون پر بہ نسبت دوسری اقوام کے ملبہ[لہ] یعنی متفرق خرچ کا بوجھ بہت زیادہ ہے،

[لہ] ملبہ وہ رقم ہے جو محصول زمین کی نسبت سے اس غرض سے وصول کی جاتی ہے، کہ گاؤن کے متفرق اخراجات پر خرچ کی جائے،

کیونکہ پولیس کے اخراجات ان کو اوٹھانے پڑتے ہین، تاہم مجموعی طور پر پہلے کی نسبت وہ زمین کی کاشت پر زیادہ تر متوجہ ہین،

مقتدر خاندان

اس ضلع مین نسبتہً زمین کا مالک گوجرون کا معزز خاندان لنڈھورا ہے، جس کا ذکر سہارنپور کے گزیٹر مین کیا گیا ہے، اور وہی اون کا زمانہ قدیم سے وطن ہے، اس ضلع کے معزز گوجر پریچھت گڑھ والے ہین جو اٹھارہوین صدی کے اخیر پرآشوب زمانہ مین مقتدر ہو گئے تھے، اس خاندان کا بانی راؤجیت سنگھ ایک سرکش گروہ کا سردار تھا، وہ روہیلکھنڈ کو جانے والے تمام راستون پر قابض تھا، اور اوس نے لوگون سے روپیہ وصول کرنے کا ناجائز متشددانہ طریقہ اختیار کیا تھا، اگرچہ اسکی دست درازیون کا علم دربار دہلی کو بھی تھا، لیکن اوس سے کوئی بازپرس نہین کرتا تھا، جب اوس نے پرتاب سنگھ صوبہ دار دکن (جو احمد شاہ کا مقرب تھا،) کے ایک سردار کو مار ڈالا، تو پرتاب سنگھ نے فوج لیکر گوجرون پر حملہ کیا، مگر شکست فاش کھا کر بھاگ گیا اور تعاقب کرکے مارا گیا، پھر کنور علی خان کوتوال دہلی نے اپنی بہادری کے زعم پر راؤجیت سنگھ کے مقابلہ مین قسمت آزمائی کرنی چاہی، مگر اوس کا حشر بھی وہی ہوا، جو پرتاب سنگھ کا ہوا تھا، اکبر بادشاہ ثانی دہلی نے راؤجیت سنگھ اور دوسرے گوجر سردارون کو غارت گری سے روکنے کیلئے یہ تدبیر کی، کہ درگئی سنگھ کو دادری اور اس کے آس پاس کا علاقہ اور ماگنی رام چھپیر کے جاٹ سردار کو سیانہ ٹھہ اور فریدہ کا تعلقہ عطا کیا، راؤجیت سنگھ کو جو سب سے زبردست تھا، اس ضلع کے مشرقی پرگنون پر حکمران کیا، لیکن وہ چند سال انصاف ومعدلت سے حکومت کرکے راہی ملک عدم ہوا، اس کے بعد اس کا بھتیجی ناہن سنگھ اس وجہ سے کہ راؤجیت سنگھ کا کوئی ولیعہد نہین تھا، مسندنشین ہوا، اسکو سیرون نامی علیگڈھ کے مرہٹہ حاکم نے تین سو سے زیادہ گاؤن بطور جاگیر عطا کئے، جب انگریزون نے اس علاقہ کو فتح کیا، تو ناہن سنگھ کی جاگیر کو مرہٹون کے اسناد عطیات پیش کرنے پر بحال وبرقرار رکھا گیا، لیکن بعد مین یہ جاگیر تاحیات کی شرط سے مشروط کی گئی، ناہن سنگھ نے اپنی قابلیت سے پہلے تو پریچھت گڑھ پر قبضہ کیا، اور پھر ماہوما پر اپنے قدم جمالئے،

پریچھت گڑھ

ناہن سنگھ سنہ ۱۸۱۸ء مین مرا، اور نتھا سنگھ اس کا بیٹا اسکا وارث ہوا، اسنے تمام وسیع علاقہ کی نسبت تو اپنے باپ کے حقوق مقرری[1]

---

[1] مقرری، ایک قسم کا حق ہے، جو مقرری دار کو حاصل ہوتا ہے، ایکٹ مال مین اسکی تشریح ہے،

کا دعویٰ نہین کیا، لیکن اوس نے اون مین سے ۱۰۳ اگاؤن کی ملکیت اور صرف ۳۵ گاؤن کی مقرری کا دعویٰ کیا، جو زیادہ زرخیز اور سیر حاصل تھے، اِن سندات اور احکام کے موافق جو اوس نے پیش کئے اسکے حقوق تسلیم کئے گئے، لیکن بدقسمتی سے سندین پیش کرتے وقت پیداوار کے مختلف حقوق، اور لگان[1] کی جیسا کہ قاعدہ ہے، تفصیل نہین دی گئی، جسکی وجہ سے یہ مقدمہ ازسرنو پیش ہوا، حکومت نے قرار دیا کہ ان سندات سے جو نتھا سنگھ نے پیش کی ہین، جاگیردارون کو موروثی حقوق نہین مل سکتے، مزید برآن کچھ ایسی شرطین عائد کی گئین، جن سے اوسکو دائمی نقصان پہنچتا تھا، یعنی اون شرائط کے رو سے وہ کاشتکارون اور مالگذارون کے حقوق مین دست اندازی نہین کر سکتا تھا، سندات مذکورہ اوسکو احمد شاہ کے پرآشوب زمانہ مین عطا ہوئی تھین اور بادشاہ کے زمانہ حکومت مین ان پر عملدرآمد بحق نتھا سنگھ ہو چکا تھا، جسکی زیادہ تشریح ضروری نہین، نتھا سنگھ کے مالگذاری وصول کرنے کا طریقہ قابل اعتراض تھا، اسلئے یہ فیصلہ کیا گیا، کہ ½ ۳۵ گاؤن کے ماسوا جو اوس کو مقرری پر دئے گئے ہین، دوسرے دیہات نہین اوسکو صرف ۵ فیصدی مالکانہ دیا جائے، نتھا سنگھ ۱۵ اگست ۱۸۳۳ء کو مر گیا، اور تمام گاؤن جو اسکے قبضے مین تھے، حکومت نے ضبط کر لئے، حکومت نے شرائط عطیات کی غلط فہمی سے بدستور نتھا سنگھ کی بیوگان کو حقوق مقرری اور ۵ فی صدی مالکانہ دیا، یہان تک کہ ۱۸۳۶ء مین مسٹر ایچ ایلیٹ نے ضلع کا بندوبست شروع کیا، اور اوس نے بہ دلائل ثابت کیا کہ سندات مستند نہین ہین، بلکہ نتھا سنگھ کے حقوق کو ثابت کرنے والی تمام دستاویزین اگرچہ عدالتہائے دیوانی نے منظور کر لی ہین، لیکن یہ فی الحقیقت جعلی ہین جس وقت یہ علاقہ فتح ہوا تھا، تو ۲۷۴ گاؤن پر ۵۰ ہزار روپیہ سالانہ بطور حقوق مقرری مقرر ہوا تھا، جو بعد ترمیم ۱۸۱۸ء سے ۱۸۲۳ء تک ۱۸۷۰۶۸ روپیہ بطور قواعد مالگذاری قائم کیا گیا، ۱۸۳۶ء مین مندرجہ بالا مواضع مین سے ۱۳۶ موضعون کے اصل مالک موجود تھے، جنمین سے ۲۰ گاؤن کے مالک نین سنگھ کے رشتہ دار تھے، باقی مواضع مین حقوق ملکیت متنازع فیہ تھے، نتھا سنگھ کی ایک لڑکی لاڈ کنوار تھی جو لنڈھورا خاندان کے خوشحال سنگھ کے ساتھ بیاہی گئی تھی، جس سے بہار پور اور میرٹھ کے خاندان کے تعلقات ازسرنو قائم ہو گئے تھے، کچھ مدت تک یہ جاگیرین رانی دہن کنور والدہ خوشحال سنگھ کے زیر اہتمام رہین، جب وہ ۱۸۲۹ء مین مر گئی، تو اس کے مرنے کے بعد یہ جاگیرین رانی لال کنوار کے قبضہ مین آئین، رانی لال کنوار ۱۸۴۹ء مین مر گئی، اور اس کے بعد اوس کا وارث ہربنس سنگھ ہوا، اور ہربنس سنگھ کے مرنے پر رگھبیر سنگھ وارث قرار پایا، چونکہ یہ

---

[1] لگان، محصول زمین،

اسوقت نابالغ تھا جاگیر زیر اہتمام کورٹ آف وارڈس کی گئی، جو ۱۸۶۷ء مین واگذار ہوئی، اپریل ۱۸۶۸ء مین رگھبیر سنگھ مر گیا، اور جگبت پرکاش اس کا لڑکا وارث ہوا، مگر وہ بھی تھوڑے عرصہ کے اندر مر گیا، اسکی جائداد کمال کنوار والدہ رگھبیر سنگھ اور دھرم کنوار اسکی بیوہ کے قبضہ مین آئی، اور ۱۸۹۷ء مین کمال کنوار کی موت پر رانی دھرم کنوار تمام جائداد کی وارث ہوئی،

(ن)

ضلع نیمار

ضلع نیمار کے گوجر اچھے کاشتکار ہین، زمینون کی آبپاشی کر کے ایک سال مین دو فصلین بوتے ہین، اور بالعموم آسودہ حال اور مالدار ہین، ان کے باہمی اتحاد و کفایت شعاری کی یہ روشن دلیل ہے، کہ وہ آپس ہی مین قرض کا لین دین کرتے ہین، اور دوسرے لوگون سے قرض نہین لیتے، ان مین سے کرمی گوت کے لوگون کے مکانات عمدہ ہوتے ہین جنمین وہ جانور باندھتے ہین، کپتان فریسته لکھتا ہے، کہ گوجرون کی برات کا عجیب نظارہ ہوتا ہے، ان کی رتھین نہایت خوبصورت اور آراستہ ہوتی ہین، ان مین خوشنما قیمتی اعلیٰ درجہ کے بیل جوتے جاتے ہین، ایک دوسرے کے مقابلہ مین ڈھلوان پر نہایت تیزی سے دوڑاتے ہین، اکثر بیل اس دوڑ مین گر گر کر مر جاتے ہین، کامیاب اپنی سبقت پر فخر کرتا ہے، اس ضلع کی مردم شماری بروئے گزیٹیر آف انڈیا جلد ۱۹ صہ ۱۱ (۲۰۰۰) ہے،

(ط)

ضلع ہوشیارپور

یہ علاقہ ابتدا مین گوجر دیس یا گجردیس کے نام سے مشہور تھا، کسی زمانہ مین اس ضلع مین گوجرون کی آبادی گجرات کی آبادی سے کم نہین تھی، اب بھی کافی تعداد گوجرون کی اس ضلع مین آباد ہے، ابتدا مین یہ نشیبی حصون مین جہان سرسبز چراگاہین ملتی تھین، آباد ہو گئے تھے، مگر اب مختلف دیہات مین رہتے ہین، بعض گاؤن تو ان کی سالم ملکیت ہین، اور بعض مین دوسری قومون کے ساتھ پتی دار یا حصہ دار ہین، ان کے نوجوان خوبصورت اور اچھے اخلاق کے ہین، زراعت کا کام بھی محنت سے کرتے ہین، اور اس ضلع کے گوجر زمانہ کے حالات کی رفتار کے ساتھ ساتھ چل رہے ہین، اور بعض خاندانون نے علم اور دولت دونون مین نام پیدا کیا ہے، اس ضلع مین گوجرون کی تعداد اٹھاون ۵۸۰۰۰ ہزار سے کم نہین ہے، جنمین تقریباً ۲۰۰۰ ہندو اور ۵۰۰ سکھ اور باقی مسلمان ہین، بیاہ شادی کی بہت سی رسمین انمین مشترک ہین، مسلمانون مین کفایت

شعاری کی بجائے اسراف بہت ہے، ان کے گوت چیچی، کھمانہ، چوہان، گولی، گورسی وغیرہ وہی ہین جن کی تشریح ضلع گجرات کے بیان مین کی گئی ہے،

ضلع ہوشنگ آباد صوبہائے متوسط

اس ضلع مین گوجر محنتی کاشتکار ہین، اور مختلف اطراف ضلع مین پائے جاتے ہین، ان کی تعداد ۲۲۰۰۰ ہے،

(جلد ۱۳ صفحہ ۱۴۳ امپیریل گزٹ آف انڈیا)،

باب ۱۶ شانزدہم

مختلف تاریخون کے انتخابات،

ان انتخابات سے ہمارے اکثر واقعات تاریخی کی تائید ہوتی ہے، اور ہمنے انپر ضروری نوٹ بھی لکھے ہین،

از بمبئی گزیٹیر جلد اول حصہ اول صفحہ ۵۲۶-۵۲۷

بلہارا بادشاہ کے بعد عظیم الشان بادشاہ جزر یعنی گرجر ہوا ہے، یہ امر واقعی ہے، کہ انہلواڑہ[1] کا نام آب تک عرب کی تاریخون مین ثبت ہے، اس پر چاپہ یا چاورہ خاندان نے سنہ ۷۲۰ء سے سنہ ۹۵۶ء تک اور سولنگی یا چالوکیہ نے سنہ ۱۶۱ سے سنہ ۱۲۴۲ء تک اور اس کے بعد خاندان واگھیلا (گھیلہ) نے کچھ عرصہ تک حکمرانی کی، اگر عربی کی تاریخین ان خاندانون کی حکومت کا تذکرہ نہ کرتین، تو شاید ان کے نام صفحات تاریخ پر نہ آتے،

عرب کا ایک تاجر سلیمان نامی سنہ ۸۵۱ء مین تجارت کیلئے اس ملک مین آیا، اس نے چند بادشاہون کا ذکر اپنے تذکرہ مین لکھا ہے، کہ بلہارا بادشاہ عربون سے محبت کرتا ہے، بخلاف اسکے جزر (گوجر) بادشاہ انکو نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے،

سلیمان کو شاید یہ معلوم نہ ہوگا، کہ بادشاہ گوجر کو عربون سے کیون نفرت تھی، اس کی یہ وجہ ہے کہ جب

---

[1] انہلوادہ، انہلواڑہ، مشہور شہر کاٹھیاوار کا تھا، اس پر مدت تک گوجر حکمران رہے، اسکی تشریح کسی جگہ ہوچکی ہے،

عرب سندھ مین آئے، تو اونھون نے گوجر بادشاہ کی سلطنت پر چھاپے مارنے شروع کئے، اور یہ قدرتی بات تھی، کہ وہ اُن سے نفرت کرتا،

اور اس کو یہ خیال بھی نہ آیا ہوگا، کہ بلہارا کیون عربون سے محبت رکھتا ہے، جسکی وجہ یہ تھی، کہ بلہارا اور گوجرون مین ہمیشہ جنگ رہتی تھی اسیاسی طور پر بلہارا نے جو مشہور بہادر تھا، عربون سے اسلئے اتحاد پیدا کیا تاکہ وہ وقت پر اسکی امداد کرین،

سلیمان تاجر کے خیال مین عظمت و شوکت کے لحاظ سے بلہارا بادشاہ کے بعد گوجر بادشاہ کا رتبہ ہے، جو کہ ایک خاکنائے پر رہتا ہے، تمام ہندوستان کے بادشاہون سے بادشاہ جزر کی فوج بہت عمدہ ہے، اور اس کا رسالہ نہایت اعلیٰ ہے، عربون کے ساتھ اسکی اَن بَن رہتی ہے، اور اسکے پاس گھوڑے و اونٹ کثرت سے ہین، اس کے ملک مین سونے چاندی کے سکون کا لین دین ہوتا ہے، اور اس ملک مین سونے چاندی کی کانین ہین، گوجر بادشاہ بلہارا اور تفلک[۱] یعنی پنجاب کے بادشاہون کے ساتھ برسرِ پرخاش رہتا ہے،

گوجرون کے دار الخلافہ بھنمال کے حالات سے ظاہر ہوتا ہے، کہ لسان الارض جس سے سلیمان کی مراد کاٹھیاوار گجرات ہے، اسکی مملکت کی وسعت کے متعلق قیاس نامکمل ہے، دسوین صدی مسیح ۹۱۶ء مین سلیمان گماشتہ ابوزید کا بیان ہے کہ قنوج ایک وسیع مملکت ہے، جس پر گوجر بادشاہ حکمران تھا، اوس کے بیان کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے، کہ وستاراجہ گوجر نے بنگال پر پے در پے کامیاب حملے کئے،

ابن خوردادبہ ۹۱۲ء مین گوجر بادشاہ کو ہندوستان کے بادشاہون مین درجہ چہارم پر خیال کرتا ہے، وہ لکھتا ہے، کہ اسکی مملکت مین تتاری (تاتری) سکہ رائج تھا، اور بادشاہ تفن کو بلہارا سے دوسرے درجہ پر تصور کرتا ہے،

المسعودی بیان کرتا ہے، کہ ۹۳۴ء مین بلہارا بادشاہ کی حد بادشاہ گوجر، (جو بہت خزانون گھوڑون اور اونٹون کا مالک ہے،) کے ملک سے ملتی ہے، اور اوس کی سرحد پر گوجر بادشاہ کے حملے جاری رہتے ہین،

---

[۱] تفلک:- دراصل تانک ہے، نون کا سر موٹا ہو گیا، اوس کو (ف) سمجھا گیا، مسلّمہ امر ہے کہ پنجاب پر ٹانک بادشاہون کی حکومت تھی،

Collection Of Advocate Showkat

اور گوجر بادشاہ کی نسبت لکھتا ہے، کہ اس کا ملک ایک طرف تفن (ملک پنجاب) اور دوسری طرف رہمی یعنی برہما، اور سماٹرا تک پھیلا ہوا ہے، اور تفن[1] کے بادشاہ کی نسبت لکھتا ہے، کہ کشمیر بھی اسکی مملکت مین شامل ہے، اس کی فوج کچھ زیادہ نہین ہے، وہ بھی صلح جو اور امن پسند ہے، مسلمانون کے ساتھ اچھا سلوک رکھتا ہے،

ابن حوقل

یہ مورخ ۹۲۶ء اور ۹۲۸ء کے حالات بطور مشاہدہ لکھتا ہے، کہ بہت سی سلطنتین[2] سہارا وغیرہ کانکن کے شمال بلہارا کے ملک مین کھمبائت اور چیمور کے درمیان واقع تھین،

البیرونی

یہ مورخ بجائے خزر (گوجر) کے لفظ گجرات کا استعمال کرتا ہے[3]، اور کاکن اور تانا کو گجرات کے جنوب مین ظاہر کرتا ہے، اس کے زمانہ مین گجرات کا دارالخلافہ نرائن تھا، (اب بھی نرائن پور، ریاست جیپور مین موجود ہے، مگر اس کے باشندے اوس کو چھوڑ کر دوسرے شہرون مین چلے گئے ہین،)

الادریسی

گیارہوین صدی عیسوی کے اخیر مین دسوین صدی عیسوی کے حالات بیان کرتا ہے، کہ تفن ایک[4] چھوٹی سی سلطنت ہی، جو کاکن یعنی راشٹرکوٹ سے درجہ دویم پر ہے، اور گوجر بادشاہ درجہ چہارم پر ہے بادشاہ گوجر کے ایک طرف تفک یعنی پنجاب کا ملک بتاتا ہے، جہان نہایت گورے[5] رنگ کی خوبصورت عورتین ہین، اور بادشاہ تفن عربون سے اچھا سلوک کرتا ہی،

---

[1] یہ بھی تانک کا بگڑا ہوا ہے ک کو کسی عرب نے ق کر دیا، اور پھر قاف کا سر باریک ہو کر ن بن گیا، تفک، طفن، طفق، طافی، تاکہ، ٹنک، تانک، تاس ایک ہی لفظ ہی، [2] سہارا کمبیا امیور، یہ سب گوجرون کی ریاستین تھین، [3] اسم المکین بالمکان واسم المکان بالمکین، عربون مین اکثر رائج ہے، [4] عرب مورخین نے جو ان بادشاہون کے مدارج مقرر کئے ہین، سرسری ہین وہ کسی تحقیقات پر مبنی نہین ہین [5] اس سے مراد پنجاب کے اضلاع شمالی اور کشمیر کی عورتین ہین،

انتخاب از تاریخ راج ترنگنی

راجہ شنکر ورمن والی کشمیر اور راجہ الکھان (گوجر) کی جنگ

راجہ شنکر ورمن ۸۸۳ء سے ۹۰۲ء تک کشمیر وغیرہ ممالک پر نہایت شان و شوکت سے حکمران رہا، یہ بڑا مقتدر راجہ تھا، اور گرد و نواح کے راجاؤن پر اوس کا رعب و داب بہت چھایا ہوا تھا، راجے مہاراجے اسکے سطوت و دبدبہ سے کانپتے تھے، اور اوسکو موت کا دیوتا کہتے تھے، یہ جیسا بہادر تھا، ویسا ہی خوبصورت تھا، چنانچہ اوسکی خوبصورتی کے تذکرے آجتک قصون اور کہانیون مین بیان کئے جاتے ہین، اس کے زمانہ مین گجرات پر جس کو تک دیش کہتے تھے، ال خان گوجر راجہ (الکھان) حکمران تھا، جو اپنی فوجی طاقت سے تمام راجاؤن پر غالب تھا، اور اسکی شوکت و عظمت کی شہرت دور دور تک پہنچ گئی تھی ''

راجہ شنکر ورمن کے دل مین ال خان کی روز افزون ترقیٔ دولت و توسیع مملکت کا حسد شعلہ زن ہوا چنانچہ نہایت اہتمام و انتظام سے اپنے ماتحت راجاؤن کو اپنا معین و مددگار بنا کر نولاکھ پیادہ فوج اور تین سو ہاتھی، اور ایک لاکھ سوار لیکر دفعۃً گجرات پر حملہ آور ہوا، ال خان نے بھی نہایت شجاعت سے مقابلہ کیا، اگرچہ ال خان کے مددگار و حلیف مشہور و معروف راجہ للیہ نے بھی اسکی امداد

سلہ راجہ شنکر ورمن کا نولاکھ فوج سے حملہ کرنا صریحاً مبالغہ ہے، تاریخون مین الکھان کے نام سے تلفظ مین مورخین نے

کی، مگر وہ بھی اسکو برا نہ سکا، جب الکھان نے دیکھا کہ اسقدر لشکر کے مقابلہ مین جو سیلاب کی طرح جوش زن ہے
عہدہ برآ نہین ہوسکتا، تو آخر کار اوس نے اس کے سوا چارہ نہ دیکھا، کہ اسکو ملک کا ایک حصہ دیکر مخلصی
پائے، چنانچہ ٹک دیش، راجہ شنکر ورمن کے حوالہ کیا، اور اپنی جان بچائی، یہ ایسی مثال تھی، جیسے کوئی اپنی
انگلی کٹوا کر اپنی جان بچائے، اس کے بعد وہ ترگت (ملک کانگڑہ) پر حملہ آور ہوا، راجہ پرتھوی چندر نے
جب دیکھا کہ شنکر ورمن کا سیلاب رواں لشکر رک نہین سکتا، تو اس نے اپنے بیٹے بھون چندر کو بطور یرغمال
راجہ کے پاس بھیجکر اظہار اطاعت کیا، جب بھون چندر راجہ کی آستان بوسی اور اقرار وفاداری کیلئے
اسکے لشکرگاہ کی طرف روانہ ہوا، تو راستہ مین اوسکو یہ اندیشہ دامنگیر ہوا، کہ مبادا اسکی درخواست منظور نہ ہو،
اور وہ قید کیا جائے، اسی لئے واپس چلا آیا، اور کسی طرف بھاگ گیا، اس زمانہ مین راجہ بھوج نے خاندان
ٹھکیہ کی ریاست کو دبا لیا تھا، اس کا سردار شنکر ورمن کی پناہ مین چلا گیا، اور اس کی فوج کا سپہ سالار
ہوگیا، شنکر ورمن نے راجہ بھوج سے خاندان ٹھکیہ کو ان کی ریاست واپس دلائی، بعد ازان راجہ للیہ پر
حملہ آور ہوا، راجہ للیہ دو خونخوار زبردست ڈرآور اور ترشک قومون (جنکو بوجہ شجاعت اور تہور شیر اور سور سے
تشبیہ دیجاتی تھی) کے درمیان حکمران تھا، اور اوس کا ملک ان دونون قومون کے درمیان اس طرح
واقع تھا، جس طرح ہمالیہ اور بندیاچل کے درمیان آریہ ورت واقع ہے، یہ راجہ شمالی راجاؤن مین ایسا
ممتاز تھا، جیسے سورج ستارون مین ممتاز ہوتا ہے، اس کے پاس گرد و نواح کے راجے مصیبت
کے وقت پناہ گزین ہوتے تھے، اور یہ اون کی ہر طرح امداد کرتا تھا، ہرچند شنکر ورمن نے اوس کی
پائمالی کیلئے زور لگایا، مگر وہ اس پر قابو نہ پا سکا، راجہ للیہ نے باوجود شنکر ورمن کی زبردست طاقت کے
اسکے آگے سر تسلیم خم نہ کیا،

لے (بقیہ حاشیہ ص ۴۵۳) بہت غلطیان کین، کوئی اوس کو انخان لکھتا ہے، کوئی الرخان، کوئی علی خان، کوئی
الل خان، جس نے تاریخون پر پورا پورا عبور کیا ہو، وہ فوراً سمجھ سکتا ہے، کہ یہ نام الکھان ہے، چنانچہ اس نام کے
اور راجے بھی ہوئے ہین، اس مضمون سے مندرجہ ذیل نتائج پیدا ہوتے ہین،

(۱) الکھان زبردست گوجر راجہ تھا، (۲) ٹک اور ٹانک قوم گوجر ہے (۳) کسی زمانہ مین گجرات پنجاب کا
نام جسمین کئی اضلاع شامل تھے ٹک دیش تھا، زمانہ کے ساتھ نام بھی بدلتے رہتے ہین، ٹانک ٹاس، گوجرون
کا مشہور گوت ہے، (مولف)

Collection Of Advocate Showkat

شرح متعلق مضمون راجہ شنکرورمن مندرجہ راج ترنگنی

گوجر کا لفظ آج تک شہر گجرات کی صورت مین موجود ہی، جو پنجاب مین چناب کے مغربی ساحل پر قریباً پانچ میل کے فاصلہ پر واقع ہے، اسکی اطلاع نہ صرف ایک قدیم مورخ نے دی ہے، بلکہ معلوم ہوتا ہے، کہ مسٹر ولسن اور مسٹر لاسن کو یہ امر پہلے سے معلوم تھا، چنانچہ اول الذکر نے اس کا حوالہ اپنی کتاب ہسٹری کے صفحہ ۶۵ مین، اور آخر الذکر نے کتاب انڈش آلٹرتھمس کنڈ کی جلد ۳ صفحات ۵۰۲ و ۱۰۲۷ مین دیا ہے، جدید شہر کا نام وسیع معنون مین اس علاقے کیلئے بھی استعمال کیا جاتا ہے، جس مین دوآبہ چج کا بالائی حصہ (جو بھمبر کے پہاڑون کے دامن مین واقع ہے،) شامل ہے، کشمیر مین یہ نام بالعموم علاقہ گجرات پر استعمال ہوتا ہے، اس سرزمین پر جو تاریخی واقعات ظہور پذیر ہوئے، ان سے معلوم ہوتا ہے، کہ گوجرات کے معنی زیادہ وسیع لیے گئے ہین، اور کسی خاص شہر اور ملک پر اس کا اطلاق نہین ہوا، بلکہ جس ملک پر گوجر کی حکومت تھی، اوسکو گجرات کہا جاتا تھا، چنانچہ کلہن نے تک دیس کو بھی سلطنت گوجر کا ہی حصہ قرار دیا ہے، جو بقول ہیون سانگ چناب کے مشرق کی طرف واقع تھا، اسکی تشریح صرف اسی قدر کافی ہے کہ زمانہ قدیم مین بہت سی ہندی سلطنتون کے نام ان کے دار الخلافون کے نام پر مشہور تھے، جیسا کہ لاہور کا نام رنجیت سنگھ کے عہد مین سارے پنجاب کیلئے استعمال ہوا کرتا تھا، گجرات کی قدیم تاریخ کے بعض حالات کے متعلق دیکھو، کننگھم کے جغرافیہ قدیم کا صفحہ ۱۷۹، اسکا نگڑھ کے پہاڑی علاقہ ترگرت کے متعلق اسی کتاب کا نوٹ نمبر ۱۵۲ ملاحظہ ہو، اس موقع پر مورخ نے ترگرت کی تشریح کرتے ہوئے بیان کیا ہے، کہ اس سے مراد نگرکوٹ ہے، جس کا جدید نام کوٹ کانگڑہ ہے، جو ضلع کانگڑہ کا صدر مقام ہے، کوٹ کانگڑہ اور اوس کے مشہور پرانے قلعہ کیلئے نگرکوٹ کے نام کا استعمال محمود غزنوی کے زمانہ سے ہوتا چلا آیا ہے، دیکھو البیرونی کی تاریخ متعلق ہند فصل ۲ صفحہ ۱۱، مسٹر کننگھم کی کتاب آرکیولاجیکل سروے رپورٹ جلد ۵ ص ۱۵۵، مسٹر کننگھم جو اپنی کتاب کائنز آف مڈیول انڈیا کے صفحہ ۱۰۰ پر راجگان کانگڑہ کے ورثہ کے شجرہ ہائے نسب کا ذکر کرتا ہے، اس مین اس نے پرتھوی چند اور بھوم چند کے نام تعین نہین لکھی، تاہم وہ ہمین اس بات کی طرف توجہ دلاتا ہے، کہ لفظ چند جو ان نامون کے اخیر مین پایا جاتا ہے، وہ خاندان کے تمام راجاؤن کے نام کے ساتھ مستعمل ہوتا ہے، چنانچہ چودھوین صدی سے لیکر سکھون کے عہد تک جسقدر سندات عطیات ان راجاؤن کی ملتی ہین، چند کا خطاب ان کا جزو ہے،

اسلئے معلوم ہوتا ہے کہ ایسے نامون کا استعمال نہایت قدیم زمانہ سے چلا آتا ہے، بظاہر اسکی وجہ وہ روایت ہے، جو کانگڑہ کے کٹوچ راجاؤن کو چندربنسی خاندان سے ملاتی ہے، اس خاندان کے ایک مابعد کے راجہ اندرچندر کے متعلق دیکھو، ترنگ ۵، شلوک ۱۵۰، کلہن کے الفاظ سے یہ بات واضح نہین ہوتی، کہ شنکر ورمن کی مہم ترگت تک پہنچی تھی، یا نہین، مگر مسٹر لاسن نے اپنی کتاب انڈشی آلٹرتھمس کند جلد ۳ صفحہ ۱۰۲۴ مین یہ خیال ظاہر کیا ہے، کہ ترگت بھی اس مہم مین داخل تھا، کلہن نے راجہ کا جو راستہ بھمبر سے گجرات اور گجرات سے بالائی سندھ کے مغرب کو فرض کیا ہے، کانگڑہ اس کے مشرق بعید مین رہ جاتا ہے، نیز مسٹر ونسن نے اپنی کتاب ہسٹری کے صفحہ ۶۵ پر ال خان کے عجیب نام کی طرف توجہ دلائی ہے جو بظاہر ایک عجیب قسم کا اسلامی نام معلوم ہوتا ہے، اس بارہ مین یہ جتلا دینا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ منشی محمد الدین فوق[1] لاہوری نے اپنی تاریخ کشمیر مین گجرات کے اس حاکم کا نام علی خان لکھا ہے، اس صورت مین ہم خیال کر سکتے ہین، کہ شاید اس زمانہ مین عارضی طور پر ملتان کی اسلامی سلطنت شمال کی جانب بھی پھیل چکی تھی، کیونکہ دسوین صدی کے ابتدائی سالون مین اس سلطنت کی خوشحالی کے متعلق بہت سے عرب مورخین نے تصدیق کی ہے، دیکھو مسٹر رینارڈ کی کتاب میمائر صفحہ ۲۱۲ لیکن ہمارے نزدیک واقعات اس روایت کی تائید نہین کرتے، جیسا آگے چل کر معلوم ہوتا ہے، کہ ال خان اوبھانڈ کے للیہ شاہی پر تمام تر دار و مدار رکھتا تھا، کابل کے خاندان شاہی کی ہندو نسل جس کا غالباً للیہ شاہ بانی تھا، اور جو محمود غزنوی کے زمانہ تک تمام شمالی پنجاب پر قبضہ رکھتا تھا، اس کے حالات کو دیکھا جائے، تو معلوم ہوتا ہے، کہ اس زمانہ مین مسلمانون کی ترقی حاصل کرنے کا کوئی ذریعہ نہین تھا، کیونکہ ہر طرف ہر طرح سے ان کی مخالفت کی جاتی تھی،

ٹک دیس کا ذکر صرف ایک بار آگے چل کر ترنگ (۷) شلوک ۱۹۱ ٹک دشیا (ٹک دیس) کے نام سے آتا ہے، اور ترنگ (۷) کے شلوک ۵۲۰، ۱۰۰۱، ۱۰۴۴، ۱۲۰۶ مین ٹک کا لفظ خاص خاص اشخاص کے نامون کے متعلق بھی استعمال ہوا ہے، کنگھم صاحب نے بجا طور پر (ٹک) کے نام کو سلطنت تاسیہ[2] سے منسوب

---

[1] فوق نے جو اس بادشاہ کا نام علی خان لکھا ہے، غلط ہے، اور مسٹر ونسن کا حاشیہ بھی غلط ہے، بناء الفاسد علی الفاسد (مؤلف)

[2] یہ نظریہ بالکل ثابت ہو گیا ہے، کہ گوجرون کے گوتون مین ٹک اور تاس اب تک موجود ہین، ریاست جمون کے بعض گوجر مجھے ملے، انھون نے اپنا گوت تارخ بتایا، یہ لفظ تاک کا بگڑا ہوا ہے، **مؤلف**؛

گیا ہے، جہان پر ہیون سانگ راجپوری، یا راجوری کے جنوب مشرق کی طرف سیاحت کرتا ہوا پہنچا تھا، دیکھو جغرافیہ قدیم صفحہ ۱۴۸ و سیوتی جلد ا ص ۱۶۵ تاکیا کی سلطنت سے متعلق بیان کیا گیا ہے، کہ وہ مشرق کی طرف بیاس اور مغرب کی طرف دریائے سندھ تک پھیلی ہوئی تھی، اس کا دارالخلافہ قدیم شہر (شنی کی لو) سکے قریب واقع تھا، آخرالذکر مقام بلاشبہ قدیم شہر شاکل (سیالکوٹ) تھا جو برہمنون اور بدھون کی روایات مین اکثر مقامات پر مذکور ہے، دیکھو دی ڈی سینٹ مارٹن صاحب کی کتاب میمائر صفحہ ۷، مہابھارت مین شاکل کی نسبت ذکر کرتا ہے، کہ وہ مدریا باہکا قومون کا دارالسلطنت تھا جو جدید پنجاب مین آباد تھین، دیکھو مسٹر لاسن کی کتاب انڈشن الٹرتھمس کنڈ جلد ۱ ص ۸۰۰ اور ہیم چند کی مترادف الفاظ کی لغات مین جس کا نام راکھی وہان جرتاہی ہے، ہم دیکھتے ہین، کہ ٹک، اور باہک دونون ایک ہی قوم کے آدمی تھے، دیکھو بوٹلنگ ریو کا ایڈیشن کتاب مذکور شلوک نمبر ۹۵۹ مذکور،

خلاصہ

امپیریل گزیٹیر انڈیا بمبئی پریزیڈنسی جلد اوّل صفحہ ۱۶

اس کے بعد تقریباً ڈیڑھ صدی تک بالکل کوئی پتہ نہین چلتا البتہ یہ ثابت ہوتا ہے، کہ کشترپ کے خاندان کا ایک گروہ تھوڑے تھوڑے عرصہ تک یکے بعد دیگرے حکومت کرتا رہا حتی کہ سنہ ۳۹۰ء مین مگدھ کے گپتاؤن نے اُن کو مغلوب کیا، لیکن وہ بھی سنہ ۴۶۰ء تک بصد مشکل اس علاقہ پر قابض رہ سکے، دکن اور کوکن مین ہین چند چھوٹی سلطنتون کا پتہ ملتا ہے، جنکی بنا رشمالی اقوام نے رکھی، پانچوین صدی کے دوسرے نصف مین وسط ایشیا سے چند گروہ سفید ہنون کی ماتحتی مین شمال مغرب کے ہندوستان مین داخل ہو کر نربدا تک تمام ملک مین پھیل گئے، کاٹھیاواڑ مین ولبھیون نے گپتا (گپت) خاندا کے کھنڈرون پر ڈیرے ڈالے، اور جنوب مین ترائی کوتون نے ایک وسیع گرناپائدار سلطنت کی بنیاد ڈالی، ترائے کوتے اور جبل پور کے گرد و نواح کے رہنے والے کل چری ایک ہی ہین، یا کم از کم

لہ ٹک اور باہک ایک قوم نہین ہی، الگ الگ ہین، ممکن ہی کہ یہ سیاسی اغراض سی متحد ہو گئی ہون تاہم ٹک، تکش تکشک اور ٹکیک ایک ہی ہین جس کا ذکر تاریخ مین ایک سے زیادہ دفعہ آیا ہی، مؤلف

Collection Of Advocate Showkat

کسی قسم کا باہمی تعلق و واسطہ رکھتے ہیں، سنہ ۵۰۰ئہ کے بعد نئے حملہ آور ہندی قوموں میں مل گئے، اور برہمنی مذہب بدھ مذہب پر غالب آگیا، شمالی کونکن پر بمبئی کے نزدیک پوریا (پوری) کے موریا حکومت کرتے تھے، اور جنوبی دکن چلکیا اور تراکوتوں کا نبردگاہ تھا، سنہ ۶۰۰ء کے قریب ایک اور طاقتور اور بہادر گوجروں کا خاندان گجرات پر متصرف ہو گیا، یہ قوم غالباً سنہ ۴۵۲ء میں سفید ہنوں کے ساتھ ہندوستان میں داخل ہوئی، اور صوبہ پنجاب اور راجپوتانہ تو پامال کرتی ہوئی، کوہ آبو کے نزدیک بھینمال پر حکمران ہو گئی، اور سنہ ۶۰۰ء کے قریب انھوں نے شمال مشرق میں کاٹھیاوار کو تاراج کیا، اور ولبھیوں کو مطیع کر کے بھروچ میں ایک حکومت قائم کی، سنہ ۵۸۵ سے سنہ ۷۴۰ تک انھوں نے بہت جلدی ہندوستانی تہذیب حاصل کر لی، بعض مورخوں کے خیال کے مطابق یہ لوگ مشہور موجودہ زمانہ کے راجپوتوں کے آباواجداد تھے، تاریخوں سے ثابت ہوا کہ سنہ ۶۰۶ و سنہ ۶۴۶ کے درمیانی عرصہ میں قنوج کا ہرشا وردھنا (ہرش وردن) راجہ سلطنت گپتا کو دوبارہ ہر طرح سے عروج پر پہنچا چکا تھا، لیکن اسکی موت پر جو گڑبڑ واقع ہوئی، اس نے پھر بھینمال کے گوجروں کو موقع دیا، اور اس کے بعد بہت جلد گجرات کی قسمت کا فیصلہ ہو گیا، اسی اثنا میں چلکیا دکن میں تراکوت اور راشٹر کوت کے ساتھ لڑائی میں کامیاب ہو گئے، اور ساحل کی تمام چھوٹی چھوٹی سلطنتوں کو جذب کر گئے، ساتویں صدی میں جو ان کے عروج کا زمانہ تھا، ان کے خاندان کی ایک بڑی شاخ دکن اور کونکن پر اور دوسری شاخ شمال میں نواسیری پر فرمان روا تھی، اور تیسری ایک چھوٹی شاخ اسوقت دلنگی پر حکمران تھی، چلکیا وشنو اور شیو کی پوجا کرتے تھے، اور راون کے بالمقابل جنوبی دکن میں جین مذہب رائج تھا، بدھ کے بڑے بڑے مندر ایلورا، اجنٹا، اور شمالی صوبوں میں متعدد مقامات پر پائے جاتے تھے، سنہ ۶۴۲ عیسوی میں عربوں نے جب ایران کو فتح کر لیا، تو بیرونی تجارت بند ہو گئی،

آٹھویں صدی میں مسلمان ہندوستان کی سیاسیات میں داخل ہوئے تو سنہ ۷۱۱ء میں چلکیا خاندان کا زوال شروع ہوا،

مسلمانوں نے گجرات پر حملہ کر کے ولبھیوں کے مشہور شہر ولبھی کو سنہ ۷۷۰ میں تباہ کیا، مگر اون کے فتوحات سندھ تک محدود تھے، چوڑوں نے جو غالباً گوجر راجپوت تھے، مسلمانوں کے ان حملوں سے فائدہ اوٹھا کر بھینمال کے گوجروں کی امداد سے جنکی حکومت راجپوتانہ اور مالوہ تک پھیل کر بنگال

---

[۱] مولف:- چوڑے جنکو چاپ بھی کہتے ہیں، گوجر ہیں، دیکھو بمبئی گزیٹیر،

کوڈرا نپلکے تھے، سب سے پہلے انہلواڑہ مین حکومت کی بنیاد ڈالی، مگر گوجرون کی سلطنت جلد ہی چھوٹی چھوٹی ریاستون مین منقسم ہونے لگی، مثلاً اجمیر پر چوہان دھار پر پرمرے انہلواڑہ پر چودے وغیرہ علیحدہ علیحدہ خود مختار حکمران ہو گئے، گجرات کے حکمران گوجر علم و ادب کے حامی اور جین مذہب کے معتقد و مقلد تھے، دریائے ماہی کے جنوبی علاقہ مین بھی حکومتون مین بہت کچھ تغیر و تبدل ہوا، راشترکوتون نے آخر کار اپنے پرانے دشمن چلکیون پر فیصلہ کن حملہ کیا، اور ان کو میسور مین محصور کر کے شولاپور کے جنوب مشرق مین ایک نئی سلطنت قائم کی، یہ سلطنت پہلے کی طرح وسیع تو نہ تھی، کیونکہ اسمین ونگی شامل نہ تھا، مگر نربدا کے جنوبی کنارے پر کسی دوسری شمالی طاقت کی مدافعت کیلئے کافی تھی،

دوصدیون تک راشترکوتون اور گوجرون کی سلطنتین ملی جلی رہین، سنہ ۵ و سنہ ۹۵۰ء کے درمیانی عرصہ مین ان مین سے کوئی بھی ایک دوسرے پر دست اندازی نہین کر سکتے تھے، جسکی وجہ یہ تھی، کہ راشترکوتون کی اصل قوم اور ان کی ایک شاخ (جو گجرات مین حکمران تھی،) کے درمیان نفاق و شقاق تھا، راشترکوت اپنی حدود پر لڑتے رہے، اور جنوب کی طرف چلکیا کے حملون کو روک سکتے رہے لیکن گوبند سوم کی حکومت کے بعد انھون نے کوئی بڑی فتح حاصل نہ کی، وہ عام طور پر شیو کی پوجا کرتے تھے، لیکن اموگاورشا (اموگ ورش) جین مذہب کا خادم و مقلد تھا، اس سلطنت کی شان و شوکت نے عربون پر (جو ان کے بادشاہ کو بلہارا کہتے تھے،) بہت کچھ رعب ڈالا، مگر مقامی افسر جن کے ساتھ عربون کا میل جول تھا وہ پوری کے جونی اور تھانے کے سلہارے تھے، جنمین سے اموگاورشا اول کے عہد مین کونکن کے گورنر بنائے جاتے تھے،

اس خاندان کی دوسری شاخ جنوبی ساحل پر حکمران تھی، جنکی خلیج فارس کے ساتھ تجارت شروع ہوئی، اس سبب سے ان کے پاس بہت سے پارسی پناہ گزین تھے جن کی وہان کے سردار تواضع و مدارات کرتے تھے، کیونکہ وہ سردار شیو اور بدھ دونون کی یکسان عزت کرتے تھے، لیکن تجارت شروع ہوتے ہی بحری غارتگری بھی شروع ہو گئی، جسمین مغربی کاٹھیاواڑ کے ملاحون نے بہت حصہ لیا، سنہ ۹۴۱ یا سنہ ۹۶۱ مین انہلواڑہ کی سلطنت کو مول راجہ سولنکی نے فتح کیا، وہ ایک گوجر شہزادہ تھا جس کا باپ غالباً شمالی راجپوتانہ مین کسی جگہ حکمران تھا، سنہ ۹۷۳ء مین ایک اور محشر خیز ہنگامہ و جہان سوز فتنہ برپا ہوا، ایک بہادر شہزادہ نے جس کا خاندان چلکیا سے کوئی تعلق تھا، راشترکوتون کو برطرف کر کے ایک نئی چلکیا سلطنت قائم کی، جس کا دارالسلطنت کلیانی تھا، اسکے تحت باپنے جنوبی گجرات مین ایک ماتحت

Collection Of Advocate Showkat

ریاست کی بنیاد ڈالی، مگر جنوب مین اب تک سلہارے بدستور ساحل پر حکومت کرتے رہے،

امپیریل گزیٹیر جلد اول صفحہ ۲۰۱

گجرات (کاٹھیاوار) کا نام مشہور قوم گوجر سے مشتق ہے، اب وہ صوبہ مین پہلا سا اقتدار نہین رکھتے، بعض کے نزدیک گوجر وسط ایشیا سے آئے، چھٹی صدی سے پہلے ہندوستان مین ان کا کوئی نام و نشان نہین ملتا، ابتدا مین وہ راجپوتانہ مین طاقتور ہوئے اسکے بعد بھڑوچ مین اپنی شان و شوکت کا سکہ بٹھایا، ایسا معلوم ہوتا ہے، کہ وہ پانچوین صدی کے آخر مین سفید ہن کے ساتھ ہندوستان مین داخل ہوئے، چینی سیاح ہیون سانگ بھی بھروچ کا ذکر کرتا ہے، اور گوجرون کی اس سلطنت کو جو شمال مین تھی کیوچیلو اور اوسکی راجدھانی کو بیلو مولو کہتا ہے، یہ ریاست جودھپور کے قریب ہے، اپنی اصلی شکل مین گجر اترا جو گجرات کا اصلی نام ہے، پرانے زمانے کے کتبون مین نوین صدی مین اجمیر اور سانبھر جھیل کے شمال کے ملک کو کہتے ہین مگر دسوین صدی مین گجرات سے مراد انہلواڑہ کی سولنکی سلطنت ہے، مسلمانون کے وقت یہ نام اس صوبہ کا تھا جو پہلے انہلواڑہ اور پھر احمدآباد کے ماتحت رہا،

مؤلف :- اس اقتباس سے کئی نتیجے نکلتے ہین،

الف :- راجپوت اور گوجر الگ الگ نہین ہین، موجودہ زمانہ کے راجپوت دراصل گوجر ہین،

ب :- راشٹرکوٹ اور ولبھی ایک ہین، عرب ولبھی راجاؤن کو بلہارا کہتے تھے، اگر یہ قیاس کیا جائے کہ بلہارا ولبھی رائے کا بگڑا ہوا لفظ ہے، تو کچھ مضائقہ نہ ہوگا،

ج :- چودہ خاندان گوجر ؛-

د :- گوجرون پر اس وجہ سے زوال آیا کہ انکی وسیع سلطنت چھوٹی چھوٹی ریاستون مین تقسیم ہوگئی،

ہ :- بھروچ اور انہلواڑہ زمانہ تک گوجرون کے دارالسلطنت رہے ہین، راجپوتانہ گوجرون کے زیر حکومت تھا

و :- اور یہ بھی اس اقتباس سے مستفاد ہوتا ہے، کہ گوجرون کے مختلف گروہ مختلف نامون سے مختلف اوقات مین آئے،

ز :- گوجر اور سفید ہن ایک وقت مین آئے، سفید ہن کوئی قوم نہین ہے، یہ ایک وصفی نام ہے، ہن اس شخص کو کہتے ہین، جو باہر سے آئے، جیسے ولایتی، تو یہ قیاس کیون غلط ہو سکتا ہے، کہ گوجرون مین سے ایک گروہ کو بوجہ ان کی رنگت کے سفید ہن کہتے تھے،

انتخاب آئینِ اکبری

اکبر بادشاہ نے گجرات دکن کے مختلف قلعوں اور مقامات پر کولی قوم (گوجر) کے بہادروں کو متعین کیا تھا، جسکی تفصیل یہ ہے،

جہالا بارحا،	یہ پختہ قلعہ تھا، یہاں دو سو سوار اور دس ہزار پیادہ کولی محافظ تھے،
کرنج،	یہ چونا اور پتھر کا مستحکم قلعہ تھا، یہاں ایک سو سوار، اور پانچ سو پیادہ سوار کولی نگہبان تھے،
مشدہ،	اس مقام پر ۵۰ سوار، اور پانچ سو پیادہ کولی رہتے تھے،
مور اسہ،	یہ پختہ اینٹوں کا قلعہ تھا، یہاں ایک سو سوار اور دو سو پیادہ کولی متعین تھے،
ہرسوٹر،	اس مقام پر بیس سوار اور ایک سو پیادہ کولی مقرر تھے،
پتن،	اس جگہ دو قلعے تھے، جن پر ایک سو پچاس سوار، اور دو ہزار پیادہ کولی رہتے تھے،
بیجاپور،	اس مقام پر دو سو سوار اور پانسو پیادہ کولی نگران تھے،
پالھن پور،	اس جگہ پچاس سوار، اور پانسو پیادہ کولی رہتے تھے؛
بڈنگر،	یہ پتھر کا بلند قلعہ تھا، اس قلعہ کی حفاظت پالھن پور کی فوج کرتی تھی،
تھر وارہ،	یہاں اینٹوں کا قلعہ تھا، اس میں پچاس سوار، اور ایک ہزار پیادہ کولی مقیم تھے،
رادھن،	یہاں اینٹوں کا قلعہ تھا، جسمیں سو سوار اور دو سو پیادہ کولی محافظ تھے.
سمی،	اس جگہ ہندوؤں کا مندر تھا، اسکی حفاظت کیلئے بیس سوار اور سو پیادہ کولی مقرر تھے،
کاکرنجی،	اسکی حفاظت بھی کولیوں کے ذمہ تھی،
مونجپو،	اس مقام کی نگہبانی کیلئے پچیس سوار اور ایک سو پیادہ کولی مقرر تھے،
مور وارہ،	اس جگہ دو سو پیادہ کولی متعین تھے،

دیسہ ۱۔ یہان پختہ قلعہ ہے جس پر ۵ سوار اور دو سو پیادہ کولی نگران تھے،

مؤلف

اس فہرست سے معلوم ہو سکتا ہے، کہ اکبر بادشاہ کے وقت کولی گوجرون کا کس قدر اقتدار تھا، کولی بہادرون کیلئے اس خدمت کے صلہ مین جاگیرین مقرر تھین، اور نیز ثابت ہوتا ہے، کہ گوجرات ۱، سے قابل اعتماد سپاہی ہین،

گجرات کی تاریخون سے معلوم ہوتا ہے، کہ کولی قوم ایسی زبردست قوم تھی، کہ جب تک بادشاہان گجرات ان کو بیش بہا جاگیرین عطا نہ کرتے، امن و اطمینان سے حکومت نہین کر سکتے تھے،

انتخاب از آئین اکبری

مختلف صوبون مین گوجرونکی آبادی

سرکار اجمیر

اس صوبہ مین زیادہ تر کچھواہیہ چوہان (گوجر) اور افغان تھے، بڑی تعداد چوہان (گوجرون) کی تھی، اس صوبہ مین شاہی افواج کی تعداد سولہ ہزار ۱۶۰۰۰ سوار، اسی ہزار پیادہ ۸۰۰۰۰ تھی اور اسمین حسب ذیل قلعے تھے، اجمیر، انبیر، سانبر، سروار، ہر سور، اکثر قلعون مین چوہان (گوجر) اور کچھواہیہ محافظ تھے:

سرکار چتور

اس صوبہ مین زیادہ تر سود (گوجر) آباد تھے، فوج بائیس ہزار سوار اور بیاسی ہزار پیادہ پر مشتمل تھی، اور حسب ذیل قلعے تھے، پھولیا، ساندری، سانڈل گڑھ،

سرکارنتھبور

اس علاقہ مین زیادہ (گوجر) ہاڈا تھے[1] فوج کی تعداد نو ہزار سوار اور پچیس ہزار پیادہ تھی، اس مین

---

[1] یہ ہاڈا وہی ہین، جنکو ہم نے کھر بڈ لکھا ہے جو اپنے آپ کو راجپوت کہتے ہین،

Collection Of Advocate Showkat

حسب ذیل قلعہ تھے، پونی بوندی، کوئٹہ، گھندار، گرور، **مؤلف** :- ہاڈا اور چودہ گوجر ہین،

سرکار جودھپور

اس علاقہ مین مختلف قومین تھین، جسمین گوجر بھی آباد تھے، اور فوج مین ملازم تھے، اور اسمین حسب ذیل قلعے تھے، آسوپ، بھولودہی، پودھ، بہادران، جیتیارن، دروناراسوجہت، سانل میر، سیوانا،

سرکار سروہی

اس علاقہ مین گھلوٹ (گوجر) اور افغان رہتے تھے۔ فوج کی تعداد، آٹھ ہزار سوار اور اڑتیس ہزار پیادہ تھی، جو فوج مین ملازم تھے، اور اس علاقہ مین حسب ذیل قلعے تھے، سروہی، بانسواڑہ، جالوز،

سرکار ناگور

اس علاقہ مین مختلف قومین آباد تھین، کچھواہیہ، (گوجر) کی بہت بڑی تعداد فوج مین ملازم تھی، اور اس علاقہ مین حسب ذیل قلعے تھے، خارج کھٹو، دیندوانہ، فتحپور، جھنجھون، میرتھ، ناگور،

سرکار دہلی

مختلف اقوام کا مرکز تھا، جسمین گوجر بہت بڑی تعداد مین آباد تھے، فوج کی تعداد دو ہزار سوار اور چوبیس ہزار پیادہ تھے، خصوصًا پانی پت، تل پت، باغ پت، پلول، ونکور، سکندر آباد، شکر پور، کرنال، کاندھلہ، چھارسہ، سیتھ، حویلی قدیم، حویلی جدید، جھجور، کاسنہ، وغیرہ مین گوجروں کی آبادی بہت زیادہ تھی،

سرکار بدایوں

اس علاقہ مین بمقام بھانون زیادہ تر گوجر چوہان آباد تھے،

Collection Of Advocate Showkat

سرکار سنبھل

اس علاقہ مین چرپلہ، جڈوار، کابر، لکھنور، منجھولہ، نیودصنہ، نردالی کے مقامات پر گوجر آباد تھے،

سرکار سہارنپور

اس علاقہ مین انبٹہ، دیوبند، کیرانہ، گنگوہ، منگلور، مین گوجر آباد تھے،

سرکار ریواری

اہرونی، فتح آباد، گوجرون کے مشہور مقامات ہین،

سرکار سرہند

ساڈھورہ، سلطان پور، شاہ آباد، مصطفےٰ آباد، وغیرہ قصبات مین گوجر آباد ہین،

دوابہ باری

گوجران برہی، منگیری، یہ مشہور قصبے گوجرون کی آبادی کے ہین،

مولف

اس اقتباس سے معلوم ہوتا ہے، کہ گوجر تمام ملک مین پھیلے ہوئے تھے، اور قدیم زمیندار اور سپاہی ہین، اور یہ قوم زراعت وسپاہگری دونون وصفون مین ممتاز تھی،

Collection Of Advocate Showkat

ماخوذ

از ٹرائبز اینڈ کاسٹز سنٹرل پراونسز جلد سوم

علم تاریخ کی رو سے گوجر ایک نہایت پرشوکت قوم ہے، جن کے نام پر ضلع گجرات اور گوجرانوالہ ہے، اور انھیں کے نام پر جزیرہ نمائے گجرات (واقع دکن) اور گوجر گڈھ (واقعہ گوالیار) مشہور ہیں، مؤلف۔ "اس طرح کی کئی بستیاں اور قصبے گوجروں کے نام پر ہیں، جس کی تشریح ہم نے کسی اور جگہ کی ہے"

صوبجات متوسط میں گوجروں کی تعداد ذکور ۱۹۱۱ء میں ۵۶۰۰۰ تھی، جنمیں سے زیادہ تر اضلاع ہوشنگ آباد، اور نیمار کے باشندے ہیں، بالعموم یہ لوگ وادی نربدا میں آباد ہیں، اُن کا بیان ہے، کہ وہ گوالیار سے سولھویں صدی میں ہجرت کر کے وادی نربدا میں پہنچے، لیکن نیمار کے گوجروں کی ایک جماعت، کہتی ہے، کہ ہم کسی زمانہ میں گجرات دکن سے آئے تھے جنرل کننگھم کی رائے ہے: کہ گوجر یوچی یا ٹوچاری یعنی انڈو ستھین فرقہ سے ہیں، جنھوں نے پہلی صدی مسیح میں ہندوستان پر حملہ کیا، کڈ فاسیس اول اور اسکے جانشین بادشاہان یوچی نسل سے ہیں، جن کو کشان[۵] کہا جاتا ہے، ان کی سلطنت ۴۵ء سے ۲۲۵ء تک شمالی مغربی ہندوستان میں گجرات تک وسیع تھی، مسٹر اے سمتھ اس رائے کی تردید کرتا ہے، اس کی رائے میں گوجر سفید ہُن ہیں جنھوں نے پانچویں چھٹی صدی میں ہندوستان پر حملہ کیا، ان امور کی نسبت ایک اور صریح اور مصدقہ شہادت ملتی ہے، کہ تین مختلف گروہ مختلف اوقات میں وارد ہند ہوئے، اول قوم ساکا جنھوں نے دو سو سال قبل مسیح ہندوستان پر حملہ کیا، دوم یوچی یا کشان جو پہلی صدی عیسوی میں شمالی کوہستان کے دروں سے نکل کر شمالی حصہ پنجاب میں پھیل گئی، سوم ایک اور قوم پانچویں یا چھٹی صدی مسیح کے درمیان آئی اور پنجاب پر متسلط ہوگئی، اور اس قوم کا زیادہ عنصر گوجروں کا گروہ تھا،

---

[۵] کشان وہی گوجر ہیں جنکو پنجاب وغیرہ میں کسانہ کہا جاتا ہے، اور ان کا دعوی ہے کہ اصل گوجر ہم ہی ہیں، اور ہماری سلطنت مدت تک مختلف ممالک پر رہی ہے، اب بھی اس قوم میں بہادری پائی جاتی ہے، مؤلف

Collection Of Advocate Showkat

جواب بھی ہندوستان مین بہ لفظ گوجر موجود ہے، قرن وسطیٰ مین گوجرون کی شاندار سلطنتون کی نسبت کوئی شک وشبہہ باقی نہین رہا، ان کی ایک عظیم الشان سلطنت بھروچ اور راجپوتانہ مین تھی، لیکن یہ امر بھی ابھی منکشف ہوا ہے، کہ راجہ بھوج اور قنوج کے بادشاہان پرشکوہ جو نوین، دسوین، اور گیارہوین صدی مین زینت آرائے سریر تھے، فی الحقیقت گوجر تھے، اور یہ حقیقت ایک مدت تک اس وجہ سے تاریکی مین رہی، کہ سن وتاریخ کے سمجھنے مین مغالطہ رہا، اب یہ واقعہ روز روشن کی طرح آشکارا ہوگیا ہے، کہ راجہ بھوج جسکی فرمانروائی سنہ ۸۴۰ء سے سنہ ۸۹۰ء تک تھی، اس کے اجداد پرتھار گوجر تھے،

مؤلف "اسی سے ثابت ہوگیا، کہ پرتھار قوم گوجر کی شاخ ہے"

مسٹر کیمل کی رائے ہے، کہ گوجر اور وسط ایشیا کے خزر ایک ہی ہین، اور وہ ہندوستان مین پانچوین صدی کے ربع آخر یا چھٹی صدی کے ابتدا مین وارد ہوئے، اور گوجر اس گروہ عظیم مین سے ہین جنکو جون وراورس، ایتھلائٹس اور مٹیالیس یا سفید ہن کہتے ہین،

مؤلف۔ "جون سے جنجوعہ کا لفظ یاد آتا ہے، جو ترک کا ایک قبیلہ ہے"،

بحیرۂ خزر گوجرون کے نام پر ہے، جس کے کنارے پر یہ لوگ آباد تھے، لفظ جزر مندرجۂ ذیل الفاظ مین ظاہر ہوتا ہے،

چین مین گوسہ، روس مین کھوالیس، یا خوالیس، یا خوالیسیز رومیون مین، چوزر، یا جزر، آرمینیون مین خزر،

اہل عرب مین جزر، بحیرۂ آزاف مین گزر و کزر اور قوم خزر سے جو لوگ یہودی ہین، ان کو گائسر کہا جاتا ہے، اور کوہ قاف مین گوسر کے نام سے مشہور ہین،

مؤلف "دیکھو ان مین سے کئی الفاظ گوجر کے تلفظ سے ملتے جلتے ہین، جن سے ان الفاظ کا تعلق گوجر سے بلاشک وشبہ ثابت ہے، ہم نے کسی اور جگہ اسکی تشریح کی ہے"،

اور مسٹر کیمل کی یہ بھی رائے ہے، کہ سیسودیا یا گہلوت جو راجپوتون کا مشہور فرقہ ہے، دراصل گوجر کی نسل سے ہین، اور ایسا ہی پریہار،[1] چوہان، چالوکیہ، یا سولنگی، یا ناگر برہمن، کہنے، بڈگوجر، مشہور راجپوت، فی الحقیقت گوجرون کی شاخین ہین، اجمیر مین یہ عام مقولہ ہے کہ اگرچہ تمام راجپوت نہین ہین، لیکن کوئی راجپوت بہادر اور جنگ جو نہین ہوسکتا جب تک کہ اس نے گوجر عورت کا دودھ نہ پیا ہو، مثل مشہور ہے، کہ گوجری اور شیرنی کا دودھ یکسان شجاعت پیدا کرتا ہے، وہ راجپوت جس نے کسی گوجر عورت کا

---

[1] پریہار، پرہیر، پرنی ہار، پرتھیار یہ ایک ہی قوم ہے، مؤلف

دودھ نہ پیا ہو، بہادر نہین ہو سکتا،

مؤلف "ہماری رائے مین امثال اور کہاوتین اگرچہ دلیل وحجت کا رتبہ نہین رکھتین، لیکن اس سے کم از کم رائے عامہ کا مفہوم تو ظاہر ہوتا ہے، ہندوستان مین یہ خیال بہت راسخ ہے، کہ دودھ کی تاثیر ہوتی ہے، اخلاق کی کتابون مین بھی اس کا تذکرہ ہے، اسلئے ہم اس خیال سے یہ استدلال بھی کر سکتے ہین، کہ گوجرون مین شجاعت وشرافت کے جوہر فطرتی ہین، اور راجپوت گوجرون کی نسل سے ہین، اور یہ بھی اس سے مفہوم ہوتا ہے، کہ راجپوتون اور گوجرون مین رشتہ وقرابت کے تعلقات ہین۔"

خزر کے دو عنصر ہین، ایک خوبصورت اور دوسرے بدشکل کارا جو پنجاب مین کالا ہو گیا، مورخین بائیزنیٹہ کی رائے کے موافق کزر خوبصورت تھے، اور کارا پست قامت بدشکل، جیساکہ (خط استوائے کے قریب تر رہنے والے اشخاص) کارا خزر دامن کوہستان کے خانہ بدوش ہین، جو فوجون کے ٹرانسپورٹ مین بھرتی کیے جاتے ہین، سفید خزر یا ہن خوش وضع خوبصورت جن کا رنگ سفید اور بال سیاہ تھے، یہ وہی قوم ہے، جو مسیح کی ولادت سے پیشتر کیسپین کے نواح مین آباد تھی،

مؤلف "عام قیاس یہ ہو کہ جب گوجر وسط ایشیا سے آئے، تو وہ ایک ہی قوم تھے، اسلئے ضروری ہے، کہ ان کی شکل وشباہت یکسان ہو، اشکال کا مختلف ہونا بالعموم اس وجہ سے ہوتا ہے، کہ ملکون کی مختلف آب وہوا انسان کی رنگت اور قد وقامت پر اثر ڈالتی ہے، معلوم ہوتا ہے، کہ کارا خزر زمانہ قدیم مین آریون یا اُن سے پہلے آئے تھے، جن کا قد وقامت ورنگ اس وجہ سے تبدیل ہو گیا تھا، کہ وہ عرصہ مدید تک ہندوستان مین آباد رہے۔"

ہن کی خوبصورتی اور بدصورتی کا ثبوت مارواڑ کی ایک ضرب المثل سے ہوتا ہے، چنانچہ کہا جاتا ہے، کہ وہ ایسا خوبصورت ہے، جیساکہ ہن، اور گجرات مین کسی شخص کی تحقیر واہانت کے موقع پر کہتے ہین کہ وہ ایسا زرد ہے، کوتاہ قامت ہے جیسے ہُن کی داڑھی،

Collection Of Advocate Showkat

انتخاب از بمبئی گزیٹیر جلد ۱۲ صفحہ ۶۲ سے ۶۸ تک

خاندیس کے گوجر

خاندیس مین ہندو گوجر بکثرت پائے جاتے ہین، مردم[ط] شماری کی تعداد مین بمقابلہ دیگر قومون کے ۱۲ و ۱۴ کی نسبت ان کو حاصل ہی، ان کی تعداد ۳۹۰۶۱۵ ہی اور یہ کئی قبائل مین منقسم ہین، جنکی تفصیل مع تعداد مردم شماری درج کیجاتی ہی،

۱- گنبے،	۳۴۴۵۹۲	۲- مالی،	۲۱۷۶۶
۳- ٹہنکر،	۱۵۰۰	۴- الکاری،	۱۰۰۶
۵- بہنکر،	۸۰۶	۶- بھراوی،	۵۴۷
۷- باہر،	۶۴	۸- لودھی،	۲۴۷

گنبے جو بڑا قبیلہ ہے، اسکی دو نوع ہین، ایک اصلی باشندے دوسرے گنبے گوجر، جو بعد مین آکر آباد ہوئے، گوجر گنبے آٹھ جماعتون مین منقسم ہین،

(۱) ریوا جن کا ابتدائی نام لیوا ہی، (۲) ڈورے، (۳) ڈالے، (۴) گرس، (۵) کدوا، (۶) اتالا (۷) لونڈاری یالونڈھاری، (۸) کھاپڑ،

ڈالے دریاے تاپتی کی وادی، شاہ آوا، تلوڈا، روار مین (جو برہان پور کی جانب ہی) آباد ہین، جام کے دیس کھمی، گری گوجر کے نام سے مشہور ہین، مگر وہ کہتے ہین، کہ ہم ریوا گوجر کی نسل سے ہین، اور ان کی ہمسری کا دعوی کرتے ہین، اتالا اور ڈالے تعداد مین بہت قلیل ہین، لونڈاری دراصل بڈگوجر ہین کھاپڑ بمقابلہ دوسرے قبائل کے کم درجہ سمجھے جاتے ہین، خاندیس کے زراعت کار گوجرون مین سے مہتم بالشان ریوے اور ڈورے ہین، ریوے گوجر، ڈھلیا، انگنز، ساور، راور، اور شاہ آوا مین آباد ہین، ڈورے جو ایک بڑی جماعت ہی، چوپڑا، ارانڈول، نصیر آباد، اور مغربی حصے مین رہتے ہین،

[ط] معلوم نہین یہ کس سال کی مردم شماری ہی، مؤلف

Collection Of Advocate Showkat

ان کے مراسیون کی روایات سے وہ راجہ لیوا اور ان کے چار شہزادون امری گنت، جمادی گنت، میدی گنت، سوراوی گنت کی نسل سے ہین، اور وہ رنتھمبور (مشہور تاریخی مقام ہے) سے کسی گذشتہ زمانہ مین اس ملک مین آئے تھے. پہلے وہ جوناگڈہ واقع کاٹھیاواڑ مین وارد ہوئے، اور پھر کچھ مدت کے بعد احمدآباد مین آکر پانچ چھ پشت تک آباد رہے، بعدازان احمدآباد کو چھوڑ کر پاواگڈہ مین متوطن ہوئے، وہان بھی یہ نہ ٹھہر سکے، اور چمپانیر کے نواح مین اقامت پذیر ہوئے، اور ایک بڑا شہر اور عالیشان قلعہ جس کے ۶۰ گاؤن تھے، آباد و تعمیر کیا، مگر راجہ جھیتی نے ان سے وہ قلعہ چھین لیا، اور وہ نربدا کی وادی نیل گڑہ جہان بھلارو یا وبارسی تدوی حکمران تھا چلے آئے، اور پھر نیلگڑہ کو چھوڑ کر نیمر اور کرگنڈ مین عرصہ تک آباد رہے، اور وہان سے دو ہزار رتھون کے ساتھ خاندیس مین داخل ہوئے، اور پھر دو گروہ ہو کر ایک پہاڑی کے پار پچالز پہنچا، اور دوسرا اسیرگڑہ واقع وادی تاپتی مین جاگزین ہوا، اور یہ ہجرت گیارہوین صدی مین واقع ہوئی،

ریوا گوجرون کے گیارہ گوت اور ۳۶۰ قبائل ہین جنمین سے صرف ۲۶ خاندیس مین پائے جاتے ہین، ان مین سے امبک، اتری، بھاردواج، کارگینہ، گوتم، جامدگنیہ، کاشیاپ، گوسنگ، کوشلیہ، پریاگ، واسشتہ اخلاق و اوصاف مین اعلی ہین، اور مطلقاً گوشت و شراب کا استعمال نہین کرتے، اور اپنے قومی برہمن کے سوا کسی اور کا کھانا نہین کھاتے، اور ۳۳ دیوتاؤن کی پرستش کرتے ہین، جن مین سے ان کی بڑی پرستش گاہ جوالامکھی ہے، سال مین تین مذہبی رسوم ادا کرتے ہین،

اول ماہ چیت کی آٹھوین تاریخ کو اپنی دیوی کے آگے سات قطارین روٹیون کی رکھتے ہین، ہر قطار مین ۲۵ روٹیان ہوتی ہین، سال گذشتہ کا ناریل اٹھا لیتے ہین، اور اس کی جگہ تازہ ناریل چڑھاتے ہین،

دوم ماہ ساون (جولائی، اگست) کی پندرہوین تاریخ کو دال اور چاول پکا کر اپنی دیوی کی نذر کرتے ہین،

سوم ماہ ماگھ (جنوری، فروری) کی تیسری تاریخ کو ادا ہوتی ہے، اس کے علاوہ ان کا ایک اور طریق پرستش عامہ ہے، کہ چھوٹے چھوٹے لڑکے ناریل کے دو ٹکڑے لیکر خاندان کے چودھری کے گھر جاتے ہین، اور ناریلون کی پرستش کر کے آپس مین بانٹ لیتے ہین جنکو متبرک سمجھا جاتا ہے،

ڈھورے گوجر

ڈھورے گوجر راجپوت کہلاتے ہین، ان کی اہم شاخین ہین، چوپدا کے ویش کھیہ خاندیس مین اچھے خاندانون مین شمار ہوتے ہین، وہ اپنے آپ کو کشیاپرشی فرقہ سے ظاہر کرتے ہین، اور دورمتا دیوتا کی پرستش کرتے ہین، وہ پہلے کوہ آبو کے دامن مین پھیلے اور پھر وہان سے اجین، بھروچ، قلعہ دبوئی (واقع برودہ) مین بالترتیب اپنی جائے سکونت تبدیل کرتے رہے، سنہ ۱۴۸۴ء مین پاواگڈہ کی فتح کرنے کے بعد تورنمل مین متمکن ہوئے، جو خاندیس کے جنوب مغرب مین ایک پہاڑی ہے، اس خاندان کے چھ گوت ہین،

(۱) سلطانپوریہ، (۲) کوٹھلے، (۳) دنہور، (۴) شیرپورا (۵) شاودا، (۶) گوکلم سنگھ،

ڈرمنجی ولد جیواجی کو شاہجہان نے علاقہ چوپدا کا ویش مکھی (مقدم) مقرر کیا، اس وقت تک اس ویش کا موکھی ڈرمنجی کی اولاد سے ہوتا ہے، یہ گوشت کھانے اور شراب پینے سے پرہیز نہین کرتے، اور ریواگوجرون کے ہاتھ سے کھا پی لیتے ہین، اور اپنی ذاتی شجاعت کی وجہ سے ننگی شمشیر کی پوجا کرتے ہین، اور اسی طرح دیوتا بھیج مت کی جو صندل کے درخت کے ساتھ رکھا جاتا ہے، پرستش کرتے ہین، کدہ گوجر جو سونگر اور برہان پور اور نیمر مین آباد ہین، ان کی رسمین وہی ہین، جو گجرات کے کدواکی ہین ان کی شادیان ایک خاص سال مین ہوتی ہین جس کا دورہ ہر بارہ سال کے بعد آتا ہے، مگر اس سال مین شادیون کی اسقدر کثرت ہوتی ہے، کہ ایک ایک مہینے کی لڑکیون کی شادیان ہوجاتی ہین، ان کی پرستش گاہین کامدہ ادرادجا مین ہین، جو دیس نگر سے چودہ میل اور احمد آباد سے ساٹھ میل جانب شمال ہین،

ریور گوجر

آنی پور مین جو علاقہ ریور مین واقعہ ہے، ریور گوجرون کے کئی قبائل آباد ہین، چلوترا خاندان کے گوجر وشیشت فرقہ کے ہین، ان کی اپنی پنچایت ہے، جسمین وہ اپنے چھوٹے بڑے مقدمات کا فیصلہ کرتے ہین، عجیب بات یہ ہے کہ منتخب شدہ پنچایت کے ارکان مقدمہ کی اصلیت کو پہنچ جاتے ہین، اور واقعات پر فیصلہ صادر کرتے ہین، پنچایت مین کوئی شخص یہ جرأت نہین کر سکتا کہ جھوٹ بولے،

ان کے ممبرون کے فیصلون پر کبھی کسی فریق نے اعتراض نہین کیا،

مؤلف "افسوس ہے کہ پنجاب کے لوگ آپس مین فیصلہ نہین کرتے اور عدالتون مین لاکھون روپیہ مقدمات پر خرچ کرتے ہین، اور جھوٹی شہادت اور جعلی سندات کو پیش کرکے اپنا کام نکالنا چاہتے ہین، اور لوگون کی جیبون کو پُر کرتے ہین، ہمارا یہ اندازہ تقریبًا صحیح ہے، کہ پنجاب کے لوگون کا ½ حصہ آمدنی رشوت و مقدمات کے مصارف مین خرچ ہوتا ہے، اور یہ روپیہ سود پر لیکر دیا جاتا ہے،

اگر پنچایتین منعقد ہو جائین، تو عدالتون کا خرچ بالکل کم ہو جاتا ہے، اور لوگون کے مقدمات زیادہ انصاف و معدلت سے طے ہو سکتے ہین، اگر اسی طرح قانون کی وسعت رہی، اور مقدمات کا سلسلہ جاری رہا، تو ایک دن اس ملک کا خاتمہ ہو جائے گا۔

ہم نے گورنمنٹ کی منظوری سے پچاس پنچایتین قائم کی ہین، جو اچھا کام کر رہی ہین، اس معاملہ مین ایک مشکل یہ ہے کہ جو امیدوار قواعد انتخاب کے رو سے ممبر نہین ہو سکتا، وہ پنچایت کے توڑنے کی کوشش کرتا ہے، تاہم ہم نے بہت کامیابی حاصل کی، اور گورنمنٹ نے بارہا ضلع گجرات کی پنچایتون کے کام کی تعریف کی، اور ہمارے خدمات کا اعتراف کیا،

ان اقتباسات سے معلوم ہوتا ہے، کہ گوجرون کے گوتون کا کس قدر وسیع دائرہ ہے، اور ان کی اکثر رسوم آریون کی قدیم رسمون سے ملتی جلتی ہین، اور گوجر متعدد قبائل پر منقسم ہین اور ہندوستان کے گوشہ گوشہ مین پائے جاتے ہین،

مسٹر ڈی، آر بھنڈارکر، ایم اے

کا

خلاصہ مضمون

جنکو اوس نے گوجر خاندان وغیرہ کی نسبت بمبئی یونیورسٹی کے ہال مین طلبا اور پروفیسرون کے سامنے پڑھا تھا جس کا خلاصہ ہم ذیل مین درج کرتے ہین،

گوجر خاندان

گجرات کی وجہ تسمیہ گجرات بمبئی پریزیڈنسی کا مشہور حصہ عام طور پر گرجراشترا یعنی گوجرون کا ملک کہلاتا ہی، کچھ بھی ہو بہر صورت اس ملک کا نام گوجرون کی نسبت سے ہے، جو اسمین آباد و حکمران ہوئے، پرانے زمانہ مین یہ لاٹ کے نام سے مشہور تھا،

گجرات کے حدود بہت سے محققین کی رائے ہے، کہ لاٹ جنوبی حصہ گجرات کو کہتے ہین، نہ کہ شمالی حصہ کو مگر اس مین شک نہین، کہ لاٹ مین شمالی حصہ گجرات بھی شامل تھا، کھمبایت کا کتبہ جو راشٹر کوٹ کے راجہ گوبند چہارم کا فرمان ہے، کھیتاک منڈل کو لاٹ دیس کا ایک حصہ ظاہر کرتا ہے، چونکہ کھیتاک (کھیتک) بلاشبہ موجودہ کائرہ ہے،

مؤلف "کیا کھیتک کھیڑا نہین ہے، جو ضلع ہے"

لہذا ہم لاٹ کے حدود کو کائرہ کے شمال تک لے جا سکتے ہین، گوالیار کا ایک کتبہ جسکو ڈاکٹر ہلٹش نے شائع کیا، اسمین رام دیو والی قنوج کے سپہ سالار کا انندپور سے لاٹ مین آنے کا ذکر ہے، انندپور موجودہ وڈنگر ہے، لہذا ہم یہ کہہ سکتے ہین، کہ ماہی کے شمال تک کا علاقہ ملک لاٹ مین شامل تھا،

Collection Of Advocate Showkat

گوجرون کی سلطنت کے حدود اب اس امر کی تحقیق مطلوب ہے، کہ گرجر کی سلطنت کے (جس کا ذکر دسوین صدی کے وسط مین بعض کتبون مین آیا ہے،) کیا حدود تھے، یہ ظاہر ہے کہ گجرات کو پہلے لاٹ کہتے تھے جب گوجرون کا اس علاقہ پر تسلط ہوا. تو لاٹ کا نام گجرات ہوگیا. کم از کم تین کتبون مین گرجراتر اس صوبہ کا نام لکھا گیا ہے،

راجہ کک کا کتبہ ککٹ[۵۱] پرتیہار راجہ کا کتبہ واقعہ مارماد (مارواڑ) تمانی (ستروانی) پاری آنکا، آجا، اور گجرات کو اس راجہ کے زیرنگین ظاہر کرتا ہے،

راجہ بھوج کا کتبہ راجہ بھوج دیو کا کتبہ جو دولت پور کے متعلق ہے، وندوانک[۵۲] کو گرجراتر مین شامل کرتا ہے، یہ ایک سند عطائے جاگیر ہے، جسمین سوگرام گاؤن وہان کے بادشاہ نے جاگیر کے طور پر عطا کیا تھا، سوگرام آج کل کا گاؤن سوا ہے، جہان سے یہ کتبہ ملا ہے، اور وندوانک کا نام اب تک ویدوان کے تلفظ سے شمال مشرقی حصہ ریاست جودھپور مین مستعمل ہے،

ڈاکٹر کلہارن جس نے اس فرمان کو شائع کیا، اپنی کتاب کے ایک حاشیہ مین اوس کی اصلیت پر روشنی ڈالتا ہے، جسمین گرجراتر منڈل (صوبہ گجرات) کو لکھتا ہے، اور قصبہ منگلانہ کو اس مین شامل کرتا ہے، فاضل ڈاکٹر منگلانہ کو ماگ لونہ بتاتا ہے، جو دیدوان کے شمال مشرق مین ۲۸ میل پر واقع ہے، پس گرجراتر راجپوتانہ مین ایک صوبہ تھا، اور جیسا کہ دولت پور اور کالنجر کے کتبون سے پتہ چلتا ہے، یہ صوبہ ڈیڈوان اور سوا، اور منگلانہ کے گرد تھا، نام گرجراتر خود اپنی شرح آپ ہے، جو ظاہر کرتا ہے، کہ اس صوبہ مین گرجر آباد و فرمان روا تھے، اور یہ علاقہ ان کے نام پر مشہور ہوا، جیسا کہ سکستھانہ اور اہیروارہ یا اہیرواڑہ ساکون اور اہیرون کے نام پر ہے، پس ثابت ہوا کہ دسوین صدی کے وسط مین گرجر راجپوتانہ کے ایک حصہ مین جو ان کے نام پر گرجراتر کہلاتا تھا، آباد تھے، یہ خیال نہ کرنا چاہیے، کہ گوجرون کی طاقت یہین تک محدود تھی، چینی سیاح ہیون سانگ سنہ ۶۴۱ء مین کیوچیلو یعنی گوجرون کی حکومت کو ملک ولبھی کے ۳۰۰ میل شمال کی طرف بتاتا ہے، کیوچیلو سے مراد گوجر کی سلطنت ہے، اور چونکہ ہیون سانگ علاقہ جات سوراشترو انندپورا اور یوجایانی، سندھو اور ملااستھان پور کو کیوچیلو کے گرد بتاتا ہے، اسلئے کیوچیلو بہرحال وسط و شمالی راجپوتانہ ہے، علاوہ ازین ہیون سانگ کے خیال کے مطابق چونکہ ملک

---

[۵۱] ککوک کو مختلف طریق سے لکھا ہوا دیکھا ہے، ککوک، ککوکا، کاکوکا، ککت، [۵۲] وندوانک کو کبھی وندوانکا، کبھی وندوانتک لکھتے ہین، انگریزی مین جو ہندی نامون کے بعد A لکھا جاتا ہے، اس سے یہ تبدیلی واقع ہوتی ہے،

کیوچیلو ۵۰۰۰ لی[1] یعنی تقریباً ۸۳۳ میل کے دائرہ میں تھا، یہ صرف گوجروں کا چھوٹا سا ملک نہیں ہو سکتا، اس طرح راجپوتانہ کے ایک بڑے حصہ پر گوجروں کی حکومت ثابت ہوتی ہے، پھر پنج تترا میں ایک ٹھاکر کی کہانی مشہور ہے، جو ایک گوجر کے گاؤں میں اونٹ تلاش کرنے گیا تھا، چونکہ راجپوتانہ میں اب بھی اونٹ پائے جاتے ہیں، ہمارا نتیجہ پنج تترا سے بھی ثابت ہوتا ہے، کہ پنج تترا بھی گوجر سلطنت میں شامل تھا،

ڈاکٹر کلہارن نے راجہ متھان دیو (جو گوجر خاندان پرتھار (پرتیہار سے تھا) کے پتھر کے کتبہ کو جس کا سن ۹۶۰ سے شائع کیا ہے، اس سے ظاہر ہوتا ہے، کہ اس کا دارالحکومت راج پور یا راجی پور تھا، جو موجودہ راجور واقع الور ریاست ہے، جہاں سے کہ یہ پتھر دستیاب ہوا، اس فرمان میں جو بطور سند جاگیر ہے، گھر تنگ[2] کے گاؤں اور اوس کے متعلقہ کھیتوں کا ذکر ہے، جو بطور عطیہ دئے گئے تھے، ان کھیتوں کو گوجر بوتے کاشتے تھے،

مؤلف اس سے ظاہر ہے کہ متھان دیو، پرتھار خاندان کا گوجر راجہ تھا، اور اس علاقہ پر (جہاں اب الور کی ریاست ہے،) حکمران تھا، اور اس میں گوجر آباد کار اور زراعت پیشہ تھے،،

راجہ لک کا کٹھیال کا کتبہ

راجہ گک یا گلوک کا گھنٹیال کا کتبہ مارو ماڈ (مارواڑ) تمانی، باری، آنکا اجا، اور گجرات اس راجہ کے قبضہ میں ظاہر کرتا ہے، چونکہ یہ پرتیہار کے راجے، گوجر تھے، اس لئے راجپوتانہ کا نہ صرف تھوڑا سا علاقہ گرجراتر تھا، بلکہ بہت سا حصہ گوجروں کے زیر حکومت تھا،

اس امر کی بھی شہادت ملتی ہے، کہ گوجروں کی حکومت نہ صرف راجپوتانہ پر تھی، بلکہ اس کے باہر بھی دور تک پھیلی ہوئی تھی، اور اس میں تو شک نہیں ہے، کہ کم سے کم راجپوتانہ تو بہر صورت گوجروں کے زیر نگین تھا،

مؤلف مسٹر بھنڈارکر نے ایسے قیاسات سے گجرات کے حدود کی وسعت ثابت کی ہے، جو سریع الفہم نہیں، ہم نے بدیہی اور مسلمہ روایات سے اس تاریخ میں ثابت کر دیا ہے، کہ کل راجپوتانہ اور موجودہ صوبہ گجرات ساحل سمندر تک گوجروں کے زیر حکومت تھا، اگر ہم غور سے تاریخوں کو پڑھیں تو ثابت ہوتا ہے، کہ سمندر کے کنارے سے لیکر بحیرہ خزر تک مختلف اوقات میں ان کے قبضہ میں تھا،

---

[1] لی مسافت کا ایک اندازہ ہے، جیسے میل، کروہ، فرسنگ، فرلانگ وغیرہ، [2] یہ نام مختلف تاریخوں میں مختلف صورت سے ہے، ہمارے خیال میں گھر تنگ درست ہے،

Collection Of Advocate Showkat

راشٹرکوتون اور گوجرون کی جنگ

راشٹرکوت ہمیشہ گوجرون سے لڑتے رہتے تھے، رودھان پور کے فرمان مین ایک فخریہ فقرہ درج ہے، کہ گوبندون سے ڈر کر گوجر خدا جانے کہان بھاگ گئے، تاکہ وہ خواب مین بھی لڑائی کا منہ نہ دیکھین، اموگھ ورش اول (راجہ راشٹرکوت) کا ایک تانبے کا کتبہ جو اب تک شائع نہین ہوا، ظاہر کرتا ہے، کہ اوس نے گوجرون کے مہاراج کو شکست دی، اندر سوم کا کتبہ نوساری کرشنا دویم کا، گوجر مہاراج کی لڑائی کو باد و باران کے طوفان سے تشبیہ دیتا ہے، کرشنا سوم کے دھولی اور کرہاڈ کے فرمان سے ظاہر ہوتا ہے. کہ راشٹرکوت کے اس راجہ کی فتوحات سے گوجر مہاراج کے دل سے کالنجر اور چیتر کوٹ کے فتح کرنے کی امید کا خاتمہ ہو گیا تھا، ہم دعوی کرتے ہین، کہ ہمارے یہ نتائج ہر طرح سے صحیح ہین، اگر کوئی انکار یا شک کرے، تو ہم اس سے پوچھتے ہین، کہ راشٹرکوتون کے ذکر مین گوجر راجاؤن کی نسبت جو اشارات دسوین صدی کے پہلے کے ہین، وہ کس کی طرف راجع ہین، بہرحال تسلیم کرنا پڑیگا، کہ یہ اشارات و تلمیحات گوجر راجاؤن کی طرف راجع ہین، آثار قدیمہ کے بعض محققین کا خیال ہے کہ یہ تلمیحات انہل وادہ کے چاودہ راجون کی نسبت ہین،

چلکیا راجہ پلکیشین کا جاپان ساری کا فرمان مورخہ ۷۳۸ء ظاہر کرتا ہے، کہ چاودہ یا چاوت اور گوجران گوگون سے ہین، جن کے علاقون پر تاجیک فوج نے حملہ کیا تھا، اس طرح چاوت یا چاودہ اور گوجر حکومتین ایک دوسرے سے علیحدہ ثابت ہوتی ہین، راشٹرکوت کا فرمان، راشٹرکوتون اور گوجرون کے تذکرے اس طرز سے بیان کرتا ہے، کہ وہ ایک دوسرے کے تلے ہوئے دشمن تھے، گوجر جو نہایت سختی سے راشٹرکوتون کا مقابلہ کرتے تھے، ضرور ہے، کہ یہ گوجر خاندان کے عظیم الشان راجے ہون گے، جو وسیع علاقہ پر حکمران تھے، کیونکہ انہلوادہ کے چاودے کوئی خاص اہمیت نہین رکھتے تھے، اس خاندان کا ابتک کوئی کتبہ نہین ملا، اور نہ ہی ان کی حکومت وسیع معلوم ہوتی ہے، ہم دیکھ چکے ہین، کہ راشٹرکوتون کے زمانہ مین لاٹ کے حدود وڈنگسر کے شمال تک تھے، وڈنگر انہلوادہ (دارالحکومت چاودہ) کے مشرق مین ہے، اسلئے چاودون کا علاقہ وسیع نہین تھا، اور نیز یہ مفہوم ہوتا ہے، کہ اون کی ریاست خودمختار نہین تھی، بلکہ کسی کے ماتحت تھی، اسواسطے چاودہ وہ گوجر نہین ہوسکتے تھے، جنھون نے راشٹرکوتون کا اس شد و مد سے مقابلہ کیا تھا،

مؤلف "چودے گوجرون کی ایک شاخ ہے، اگرچہ ان کی سلطنت کچھ زیادہ وسیع نہین تھی، مگر ترکونکی طرح دلیر اور باغیرت تھے، یہ کلیہ قاعدہ نہین ہے، کہ بڑی سلطنت کا مقابلہ بڑی سلطنت کرتی ہے، بعض اوقات چھوٹی سلطنت بڑی سلطنت کو شکست دیتی ہے"!

بھنبال کی گوجر سلطنت

ایک بیان یہ بھی ہے کہ راشٹرکوتون کے گوجرون کے تلمیحات ایک خاندان کی طرف اشارہ کرتے ہین، جو کہ بھنبال؎۱ پر حکمران تھا، اسکی وجہ یہ ہے، کہ ہیون سانگ کیوجیلو یعنی گوجرون کی حکومت کا دارالملک پیلومولو بتاتا ہے، جو کہ بھنیمال ہے، اگرچہ یہ امر مختلف فیہ ہے، کیونکہ بہت عرصہ تک مورخین پیلومولو سے بلمیر، واقع ریاست جیسلمیر مراد لیتے رہے، ڈاکٹر واٹسن نے سب سے پہلے اسکو بھنمال بتایا، لیکن پیلومولو کو بھنمال بتانا بھی تسلی بخش نہین، کیونکہ ہیون سانگ کہتا ہے، کہ کیوجیلو (گوجرون کا ملک) وبھی کے ۲۰۰ میل شمال کو واقع تھا، اس کا مطلب یہ ہے کہ حکومتون کے دارالخلافت مین ۳۰۰ میل کا فاصلہ تھا، نہ یہ کہ حکومتون کے حدود مین ۲۰۰ میل کا فاصلہ تھا، اور ان کے درمیان کوئی اور حکومت تھی، لیکن یہ تحقیق شدہ امر ہے کہ وبھی اور بھنمال کے درمیان فاصلہ مشکل سے ۲۱۵ میل ہے، جو کہ ۲۰۰ سے بہت کم ہے،

مؤلف یہ بڑا فرق نہین ہے، کیونکہ یہ فاصلہ نظری طور پر بیان کیا گیا ہے،"

یہ امر بھی مشتبہ ہے، کہ شہر بھنمال ہیون سانگ کے زمانہ مین تھا، کیونکہ تمام کتبے جو اس کے قرب و جوار سے برآمد ہوئے، اس کا نام سریمال بتاتے ہین، نہ کہ بھنمال، نیز بعض روایات سے ظاہر ہوتا ہے کہ سریمال پہلا، اور بھنمال دوسرا نام تھا، ڈاکٹر بوہلر کہتا ہے، کہ برہماگپتا (برہم گپت) نامی نجومی سنہ ۶۲۸ء مین اپنے آپ کو بھنمال کا کاچاریا کہتا ہے، اگر ڈاکٹر بوہلر کا قول سچ مانا جائے، تو بھنمال ہیون سانگ کے زمانہ مین تھا، لیکن اگر دلائل کو دیکھا جائے، تو معلوم ہوتا ہے، کہ برہماگپتا اپنے آپ کو بھنمال کا کاچاریا نہین کہتا تھا، بلکہ لوگ اسکو بھنمال کا کاچاریا کہتے تھے، یہ امر بھی تحقیقی نہین، کہ اس کا وطن بھنمال تھا، کیونکہ بعض روایات کی رو سے اس کا وطن روانگر تھا، پس ان بیانات سے کون بیان راجح ہے؟، اور راشٹرکوتون کے تذکرون مین گوجرون کی تلمیحات کس خاندان کی طرف اشارہ کرتی ہین؟ ہماری رائے مین یہ امر تحقیق شدہ ہے، کہ یہ تلمیحات خاندان گوجر ہا ہودایہ (قنوج) کی طرف اشارہ کرتی ہین جسکے قبضہ مین بھڑوچ وغیرہ بڑے بڑے شہر تھے

ہڈال کا کتبہ

ہڈال کا تامبے کا کتبہ بیان کرتا ہے، کہ چاپ؎۲ راجہ دھان پور نے ایک فرمان اس مضمون کا جاری کیا، "حکومت کرتا ہون بطفیل برکت قدم راجہ ادھیراج پرمیشری سری ماہی پال کے الی آخرہ" اس کتبہ کی تاریخ سنہ ۹۱۴ء ہے، ڈاکٹر بہلر جس نے اس فرمان کو شائع کیا، کہتا ہے، کہ یہ ادھیراج

؎۱ بھنبال کا نام مختلف طور پر لکھا جاتا ہے، بھنمال، اور بھینمال. مؤلف، ؎۲ چاپ، چانپ، چودہ، چاوت ایک ہین، مؤلف

Collection Of Advocate Showkat

ماہی پال ایک چوڈاسام راجہ تھا، اور پنڈت بھگوان لال اندرجی بھی اس سے متفق ہین لیکن مسٹر اے، ایم ٹی جیکسن نے سب سے پہلے یہ معلوم کیا کہ یہ ماہی پال راجہ ماہی پال گوجر ہے، جس کا ذکر کنارا سی شاعر پانپا نے کیا ہے، اور اس کو چلکیا بادشاہ تارسینھا[1] نے شکست دی تھی، جو اس کے مربی اری کیسرن ثانی کا باپ تھا، اول تو یہان نامون کا تطابق ہے، دوسرا ماہی پال اور تارسینھا کی تاریخین ملتی ہین، اری کیسرن ثانی والد تارسینھا، اور اندر سوم والد گوبند چہارم ہمعصر معلوم ہوتے ہین، اندر سوم کی تاریخ ۹۱۵ء لغایت ۹۱۷ء ہے، لہذا یہ نامناسب ہوگا اگر یہ کہا جائے، کہ تارسینھا ۹۱۵ء مین ہوا، اور ہڈالا کا فرمان جس مین ماہی پال کا ذکر ہے، اسکی تاریخ ۹۱۴ء ہے، اسطرح تارسینھا، اور ماہی پال کی نہ صرف نامون مین بلکہ تاریخون مین بھی مطابقت ہے، اسلئے ڈاکٹر جے کسن کا بیان صحیح معلوم ہوتا ہے، رہا تارسینھا مطلق العنان مقتدر راجہ تھا، اور اسکی تاریخ ۹۱۴ء ہڈالا کے فرمان سے ملتی ہے، اس نام کا مطلق العنان بادشاہ جو اسوقت حکمران تھا، ماہودایہ (قنوج) خاندان کا ماہی پال تھا، کیونکہ اس کتبہ کی تاریخ ۹۱۷ء ہے، یہان بھی نام اور تاریخین ملتی ہین، لہذا نتیجہ یہ ہوا کہ ہڈالا کے فرمان کا ماہی پال، اور گوجر راجہ ماہی پال اور ماہودایہ خاندان کا ماہی پال تینون ایک ہی ہین، آگے چل کر ہم دیکھتے ہین، کہ تارسینھا جس نے ماہی پال کو شکست دی بحیثیت ایک سردار کے علاقہ چول کا حکمران تھا، چول کا ملک ضلع دھارواڑ سے ملتا جلتا ہے، حالانکہ ماہودایہ کا ماہی پال جس کو اوس نے شکست دی، شمال کے وسیع علاقہ پر مطلق العنان راجہ تھا، علاوہ ازین پانپا کہتا ہے، کہ ماہی پال نے جب شکست کھائی، تارسینھا نے اس کا گنگا تک تعاقب کیا جہان وہ گھوڑے نہلا رہا تھا، مگر یہ واقعہ خلاف قیاس ہے، کہ تارسینھا ایک معمولی سردار شمال مین ماہودایہ (قنوج) پر حملہ کر کے وہان کے طاقتور راجہ کو شکست دے کر گنگا تک اس کا تعاقب کرے، یہ تمام باتین گوبند چہارم کے کتبے سے رد ہو جاتی ہین، ہم نے اپنے ایک مضمون مین ثابت کیا ہے، کہ راجہ اندر سوم (راشٹرکوٹ) کے پیشرو نے شمال مشرقی علاقہ کو تاخت تاراج کیا، اور ماہودایہ (قنوج) پر حملہ کر کے اس کے حاکم ماہی پال کو نکال دیا، تارسینھا جو اس کا ایک سردار تھا، اوس کے ساتھ شمال کی فتوحات مین گیا ہوگا، اور یہ گوبند سوم ہی ہوگا، جس نے ماہی پال کو گنگا تک بھگا دیا جہان سے وہ پال خاندان کے دھرمپال کے پاس پناہ گزین ہوا، پانپا نے یہ تمام بات تارسینھا کی طرف منسوب کر دی، کیونکہ اس وجہ سے کہ وہ اری کیسرن کے بیٹے تارسینھا کا پروردہ نعمت تھا، اسکی تعریف و توصیف کرنا

---

[1] تارسینھا، تارسینا، تارسین — مختلف صورت مین تاریخون مین لکھا ہے۔

اسپر واجب تھی، اس طرح ثابت ہوا، کہ گوبندا نے جس کو شکست دی، وہ گوجر راجہ تھا، اور راشٹر کوت کے تذکرون مین گوجرون کے تلمیحات ماہودایہ خاندان کی طرف راجع ہین، جس خاندان سے کہ ماہی پال تھا، راشٹر کوت راجہ گوبند کے وانی اور رادھا انپور کے کتبون سے ظاہر ہوتا ہے، کہ گوبند کے باپ دھروُ نے وتساراجہ[1] کو مارو کے جنگل کی طرف بھگا دیا، اور اس سے گوڑ راجہ کے دو شاہی چھتر چھین لئے، گجرات کے راشٹر کوت راجہ کرک کا بڑودہ کا فرمان بیان کرتا ہے، کہ گوبند سوم نے گوجرون کے سمراٹ کو جو گوڑ اور وانگا کے سردارون کو فتح کرکے غرور و نخوت سے اکڑا ہوا تھا، شکست دی،

وتساراجہ کی نسبت تحقیقات،

مسٹر اے ایم جیکسن کی طرح وانی، رادھان پور اور بڑودہ کے فرامین جاگیر کے مقابلہ کرنے سے ہم یقیناً اس نتیجہ پر پہنچتے ہین، کہ وتساراجہ (وتسراج) جسکو دھروُ نے شکست دی، ایک گوجر راجہ تھا، جین سین کے ہری ومسا کے کتبہ مورخہ ۷۸۳ء و ۷۸۴ء سے ظاہر ہوتا ہے، کہ وتسراج علاقہ مغرب اور سری ولبھ علاقہ جنوب مین حکمران تھے، ہم خواہ ڈاکٹر بھنڈارکر اور پروفیسر ہانک کی تقلید مین سری ولبھ گوبند دوم کا دوسرا نام سمجھین، یا ڈاکٹر فلیٹ کے اتباع مین گوبند دوم کے بھائی دھروُ کو فرض کرین، دونون صورتون مین جین ہری وامسا کا وتساراجہ گرجر وہی وتساراجہ ثابت ہوتا ہے جس نے دھروُ سے شکست کھائی، اسطرح ہمین گرجر مہاراج وتسراج کی صحیح طور پر تاریخ ۷۸۳ء اور ۸۰۰ء حاصل ہوتی ہے، اس رسالہ کے ایک مضمون مین ہم نے دلائل سے ثابت کیا ہے، کہ راجگان رام بھدر اور مہاراج بھوج، اور مہندر پال، اور سیادونی کے ماہی پال یہ سب ایک ہین،

پہوا وغیرہ کے کتبے،

پہوا، آسنی، اور گوالیار کے پتھر کے کتبے، اور دولت پور کا کتبہ اور بنگال ایشیاٹک سوسائٹی کے تانبے کے کتبے ایک ہی ہین، کیونکہ راجہ بھوج کا شجرہ نسب جو دولت پور کے کتبہ مین درج ہے، وہ بالکل مطابق ہے، اوس نسب نامہ کے جو گوالیار اور سیادونی کے کتبون مین درج ہے، پس ان کے ایک ہونے مین کوئی شک نہین ہے، اسی مضمون مین ہم نے یہ بھی ثابت کیا ہے، کہ کتبون[2] کی تاریخین ۹۰۰ء و ۹۵۵ء و ۹۸۸ء ہین، نہ کہ ۱۰۰ء و ۱۵۵ء و ۱۸۸ء، جیسا کہ ڈاکٹر فلیٹ اور کلہارن نے سمجھا ہے، یعنی ہندسہ ۹ کو فلیٹ و کلہارن نے ایک سمجھا، اسلئے یہ تفاوت پیدا ہوا، اور یہ تاریخین بکرمی سمت کے مطابق ہین،

---

[1] تمام تاریخون مین وتساماجہ لکھا ہوا ہی، ہم نے بھی وتساراجہ لکھا ہے، اصل وَتسَراج ہی، واو تا مین را مفتوح اور جیم بھی مفتوح یہ تلفظ صحیح ہی، مؤلف۔

[2] اسی انکشاف نے گوجرون کی تاریخ کو اوج عزت پر پہنچایا، عرصہ دراز تک ان کی تاریخ تاریکی مین تھی، اور اسی انکشاف سے ان کے مفتوحات کے متعلق معلومات حاصل ہوئین،

Collection Of Advocate Showkat

اسوجہ سے دولت پور کے کتبے سے بھوج کی تاریخ سمت ۹۰۰ بکرمی یعنی سنہ ۸۴۳ء مطابق ہوتی ہے اوس کے ابتدائی عہد حکومت کی تاریخ ہے کیونکہ بھوج کے شجرۂ نسب میں وتسا راجہ کا نام تین پشت کے مابعد آتا ہے بھوج کی ابتدائی تاریخ سنہ ۸۴۳ء ہے، اگر ہر ایک پشت کے لئے ۲۵ سال فرض کئے جائیں، تو وتسا راجہ کی حکومت کا زمانہ سنہ ۷۶۹ء سے سنہ ۷۹۴ء تک سمجھا جاسکتا ہے، راجہ وتسا کے واقعات حکومت سے ثابت ہے، کہ وہ سنہ ۷۸۳ء میں موجود تھا، اور یہی تاریخ جین ہری وامسا کے کتبے کی ہے، اس طریق سے نہ صرف یہ ثابت ہوجاتا ہے کہ وتسا راجہ راجہ بھوج کی نسل سے تھا، جو ماہودایہ خاندان سے تعلق رکھتا ہے، بلکہ وتسا راجہ کا زمانہ بھی معلوم ہوسکتا ہے۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا، کہ ماہودایہ کا خاندان جس سے وتسا راجہ اور ماہی پال تھے، گوجر خاندان تھا، اور راشٹر کوتوں کی تاریخوں میں جو گوجر راجاؤں کا ضمناً ذکر آتا ہے، وہ اسی خاندان کے افراد کا ذکر ہے، چونکہ اس خاندان کا دارالسلطنت ماہودایہ (قنوج) تھا، اسلئے قنوج پر گوجروں کا شاہانہ اقتدار ثابت ہوتا ہے، اور اس نتیجہ کی ایک اور امر سے بھی تائید ہوتی ہے، کہ سنہ ۹۱۶ء کے قریب ابوزید جو سلیمان عربی تاجر کا منشی یا سکریٹری تھا، قنوج کو گوجروں کی وسیع سلطنت کا دارالخلافہ ظاہر کرتا ہے، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ گوجر ایک وسیع سلطنت پر حکمران تھے،

عرب سیاحوں کی روایات

قنوج کے بادشاہ چودھویں صدی میں گذرے ہیں، ابوزید کی روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ ماہودایہ خاندان کے گوجر تھے، اور یہی بات اور ذرائع سے ثابت کیگئی ہے، مزید براں عرب سیاح مسعود نامی جو سنہ ۹۴۳ء میں آیا ہے، لکھتا تھا، کہ بلہاروں (راشٹر کوتوں کا ملک جنوب یا جنوب مغرب میں کنکر (کوکن) سے شمال کی طرف بادشاہ جرز کی حدود تک پھیلا ہوا تھا) گوجر بادشاہ کے پاس بہت بڑا لشکر اور اونٹوں کا رسالہ تھا،

دوسری جگہ مسعود لکھتا ہے، کہ شاہ قنوج کا ملک قریباً یکسو بیس مربع فرسنگ سندھی تھا (ایک فرسنگ سندھی برابر ہے، آٹھ میل کے) اس بادشاہ کی فوج کے چار حصے تھے، ایک حصہ جنوب کی طرف بلہارا بادشاہ منکیر[۵۱] (مانیا کھیت) سے برسر پیکار رہتا تھا، اس سے یہ نتیجہ پیدا کیا جاسکتا ہے، کہ راشٹر کوتوں کی

---

[۵۱] ناموں کو نقل در نقل میں بہت کچھ تغیر و تبدل ہوجاتا ہے، دراصل نام مانیا کھیت تھا، عرب مورخین نے جب اوسکو لکھا تو یقیناً مانیا کھیت لکھا ہوگا، پھر نقل در نقل میں ت کی ر ہوگئی، اور ہندی ک اڑگئی، اسی طرح جو نام عربوں نے لکھے وہ کچھ کا کچھ ہوگیا، آجکل یہ شہر مالکھیر کے نام سے مشہور ہے۔ جو نواب نظام الملک کی قلمرو میں موجود ہے، یا عرب مورخ نے اسکو مالکھیر لکھا ہو، لام کا نون بن گیا، اور ک ہندی حذف ہوگئی، مانکیر ہوگیا، یہ اس امر کی دلیل ہے کہ ناموں میں کسقدر تغیر و تبدل ہوتا ہے،

سلطنت، قنوج کی سلطنت کے جنوب میں واقع تھی، مسعود نے ایک جگہ تصریح کی ہے، کہ کونکن مقبوضہ راجگان راشٹرکوٹ گوجر کی سلطنت کے جنوب میں تھا، جس کا مفہوم یہ ہے، کہ سلطنت قنوج اور جزر (گوجر) سے مسعود کی مراد ایک ہی چیز ہے، قنوج کا گوجروں کا دارالسلطنت ہونا بہر نوع ثابت ہے، پس اس میں اب کسی قسم کا شک و شبہہ نہیں ہے، کہ گوجروں اور راشٹرکوتوں کی سلطنتیں باہم متصل تھیں، اور یہ باہم جنگ و جدل کرتے رہتے تھے، لاٹ کا ملک گووند سوم کے عہد میں راشٹرکوتوں کے پاس تھا، اور ان کے وقت میں لاٹ کی حدود جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے، شمالاً و ذنگر تک پھیلی ہوئی تھیں، یہ بھی مذکور ہو چکا ہے، کہ راجپوتانہ گوجروں کا ملک تھا، اور ماہی پال کے زمانہ میں کاٹھیاواڑ پر بھی گوجروں کا سکہ جاری تھا، جیسا کہ ہڈال کی جاگیر کے فرمان سے منکشف ہوتا ہے، کہ چاپ حاکم ردھان پور شہزادہ ماہی پال کو اپنا سردار مانتا ہے، پس اس میں کوئی شک و شبہہ نہیں رہتا، کہ گوجر اور راشٹرکوٹ ہمسایے تھے، اور یہ بالکل معمولی بات ہے، جیسا کہ مسعود کہتا ہے، کہ وہ ہمیشہ ایک دوسرے سے برسرپیکار رہتے تھے، راشٹرکوتوں کی تاریخ سے ثابت ہے، کہ گووند سوم اور دھروش اول کرشنا دوم اور کرشنا سوم نے اپنے اپنے عہد میں شاہان گرجر کو شکست دی، اور نیز وتسا راجہ اور ماہی پال جن کو دھرو اور اندر سوم نے شکست دی، وہ بھی گوجر تھے، پس تمام شہادتوں سے یہی نتیجہ نکلتا ہے، کہ راشٹرکوتوں کے تلمیحات اسی خاندان کے متعلق ہیں، جسکے افراد وتسا راجہ اور ماہی پال تھے، ان قیاسات سے اب کیا شک باقی رہا، کہ بھوج کے زمانہ سے اس خاندان کا دارالحکومت ماہودایہ یعنی قنوج تھا، لیکن یہ امر کہ وتسا راجہ کے عہد میں بھی دارالحکومت قنوج تھا، یقینی طور پر ثابت نہیں، لیکن رادھانی اور روانی کے کتبے میں وتسا راجہ کا جو ذکر بدیں الفاظ ہے، وتسا راجہ اس وجہ سے کہ گادھ[1] راجہ کی شاہی جائداد کو اس سے بہت آسانی سے چھین لیا، غرور و تکبر کی مستی میں سرگران تھا، اس سے اگر یہی سمجھا جائے، کہ وتسراج کی حکومت راجپوتانہ تک ہی محدود تھی؛ تو یہ کس طرح ممکن ہے، کہ وہ راجہ گادھ کے دور دراز علاقہ کو چھین لیتا، اگر یہ مان لیا جائے کہ اس کا بھوج مہندرپال وغیرہ کے مقبوضہ ممالک پر اثر تھا، تو یہ قرین قیاس ہو سکتا ہے، کہ اوس نے گادھ کو فتح کر لیا ہو، اگر ہم بعض روایات کے رو سے تسلیم کریں، کہ اس گوجر خاندان کا بھوج سے پہلے ۸۴۴ء سے ۸۹۲ء تک دارالحکومت قنوج تھا، تو پھر سال کا وہ حصہ جو اس بادشاہ اور یاسوورما[2]، بھاگوبھوتی، واکپتی کے مربی (جنکو ہم بالیقین جانتے ہیں، کہ ۸۴۴ء میں قنوج پر حکمران تھے،) کے درمیان تھا، مدغم ہو جاتا ہے، کیونکہ

---

[1] کہیں گادھ ہے کہیں گودھ ہے، دونوں درست ہیں، مؤلف، [2] بعض تاریخوں میں باسو بائے موحدہ سے اور بعض میں یائے تحتانی مثناۃ یاسو لکھا ہے، یاسو یائے تحتانی مثناۃ سے درست ہے، مؤلف

دیوسکتی اس خاندان کا پہلا راجہ اور وتسا راجہ کا باپ ۷۶۹ء سے ۷۹۴ء تک حکمران رہے جب کہ یاسوورمن زندہ تھا، کافی وجوہات کی بنا پر ہم کہہ سکتے ہیں، کہ شروع سے اس خاندان کا دار الحکومت قنوج رہا ہے،

گوجر، جاٹ، اہیر کا ایک نسب سے ہونا

بہت سے ماہرین اقوام کی رائے ہے، کہ اہیر گوجر اور جاٹ تمام ایک ہی نسل سے ہیں، اور جو فرق ان میں پایا جاتا ہے، اسکی وجہ یہ ہے، کہ وہ ہند میں مختلف وقتوں میں داخل ہوئے، اور مختلف جگہوں میں آباد ہوئے، ان میں سے اہیر سب سے پہلے آنے والے معلوم ہوتے ہیں، سمندر گپت کا ستون کتبہ اہیروں کو ایک قوم سے تعبیر کرتا ہے، تیسری صدی کے ایک غار کے ناسک کتبہ میں ایک اہیر شہزادہ کا بھی ذکر کیا گیا ہے، ایک تیسرا کتبہ مورخہ ۱۸۱ء کشترپ رائے سینا کے عہد کا جو گونڈا میں پایا گیا، اسکے جرنیل رودربھوتی کا ذکر کرتے ہوئے اسکو اہیر کہتا ہے، پس اہیر دوسری صدی عیسوی کے شروع میں آباد ہوچکے تھے، ان کی تاریخ قدیمہ میں گوجروں کا ذکر نہیں پایا جاتا، اور یہ ذکر ہوچکا ہے کہ ہیون سانگ نے ۶۴۰ء میں گرجروں کی سلطنت کا ذکر کیا ہے، اور آئہولا کے کتبے مورخہ (۶۳۴ء) میں چالکیا شہزادہ پلکیسن ثانی نے گوجروں کو شکست دی، اور بان نے اپنی کتاب ہرشا چترا میں لکھا ہے، کہ وردھن نے پرابھاکر کو (۵۸۵ء) میں شکست دی، (۵۸۵ء) سے پہلے کا کوئی حوالہ گوجروں کا نہیں ملتا، پس یہ خیال کیا جاتا ہے، کہ چھٹی[1] صدی کے شروع میں وہ داخل ہوئے، ہماری رائے میں جاٹ سب سے اخیر میں داخل ہوئے کیونکہ نہ تو انکا کسی کتبہ[2] میں ذکر ہے، اور نہ وہ کہیں طاقتور رہے، جیسا کہ گوجر اور اہیر اسلامی فتوحات سے پہلے طاقتور تھے، ان اقوام کے متعلق قابل ذکر بات یہ ہے، کہ یہ پنجاب میں شمال مغربی طرف سے داخل ہوئے اور مشرق وجنوب کی طرف بڑھتے ہوئے ان مقامات پر آباد ہوئے، جو ان کے نام سے مشہور ہیں،

اہیر خاندان

اہیر مشرق میں بنگال تک کثرت سے آباد ہیں، اور شمالی مغربی صوبوں میں ضلع مرزاپور میں اہیروں کا ایک علاقہ ان کے نام پر ہے، جنوب میں یہ دکن تک پھیلے ہوئے ہیں، اور چونکہ ناسک کے کتبہ میں بھی ان کا ذکر آیا ہے، اسلئے معلوم ہوتا ہے، کہ مہاراشٹر پر بھی وہ حکمران رہے ہیں، علاوہ ازیں جھانسی کے جنوب میں اہیر وارہ نامی صوبہ کا ہونا ظاہر کرتا ہے، کہ وہ وسط ہند میں بھی صاحب اقتدار تھے، اگرچہ دہلی اور گورگاؤں کے علاوہ دیگر اضلاع پنجاب میں اہیر بہت کم پائے جاتے ہیں لیکن

---

[1] یہ کیا منطق ہے، کہ جو قوم کسی زمانہ میں برسر حکومت ہو، اوس کے متعلق یہ نظریہ قائم کیا جائے کہ وہ ہندوستان میں اسی زمانہ میں آئے، کیونکہ یہ امکان ہے کہ پہلے زمانہ میں گوجر کمزور ہوں اور رفتہ رفتہ راجے ہوگئے ہوں (مولف)

[2] یہ غلط ہے جاٹوں کے متعدد کتبے ہیں، اور بلاشک وشبہ وہ حکمران رہے ہیں، **مولف**

مہابھارت کے سوسالہ پروا مین لکھا ہے، کہ جب ارجن، کرشن اور بلارام کی نعش جلا کر، یادیو کی بیوگان اور خزانہ کے صندوق دوارکا سے متھرا جا رہے تھے، تو اہیرون نے پنچاناد دیسا (پنجاب دیس) مین اس پر ڈاکہ مارا، اس سے ظاہر ہوتا ہے، کہ شروع سن عیسوی مین اہیر موجود تھے،

گجرات اور راجپوتانہ کے نام

اس خیال کو کبھی دل مین نہ لانا چاہیے کہ جب چلکیا کے عہد مین گجرات کا شمالی حصہ گرجرون کے نام سے مشہور ہوا، تو راجپوتانہ جس کو گوجردیس کہتے تھے، اس کا نام کچھ اور ہو گیا تھا، بلکہ جیسا کہ گجرات کا شمالی گجرات یعنی گوجردیس نام تھا، ایسے ہی راجپوتانہ گوجردیس کہلاتا تھا کتبہ آبو مورخہ ۱۳۴۲ بکرمی مین سمار اسیمہا کو جسکی حکومت کا یہ کتبہ ہے، گوجرماہی کو جو بحر عمیق مین غرق تھا منجدھار سے نکالنے کا ذکر کرتا ہے، یہان گوجرماہی سے مراد میدپات (میوار) ہے، جس پر سمار سیمہا حکمران تھا اس طرح البیرونی (۹۷۰، ۱۰۳۱) کے فیما بین زمانہ کا حال لکھتا ہے، کہ قنوج کے جنوب مشرق مین گجرات تھا جس کا دارالسلطنت ناران (نارائن) تھا، جو کہ جے پور کے قریب تھا، اس سے ظاہر ہوتا ہے، کہ البیرونی سے لیکر سمار سیمہا کے وقت تک راجپوتانہ کا ایک حصہ گرجرون کے نام سے مشہور تھا اب اگرچہ الفاظ مین گرجرون کی نسل کی نسبت بحث کی جائے، تو یہ تذکرہ بے محل نہ ہوگا،

گوجرون کا حسب و نسب

جنرل کننگھم اُن کو توچری یعنی یوچی یا کشان بتاتا ہے، اس بارہ مین اوس کی دلیل یہ ہے۔ جاٹ جسکو وہ ستھرابو کے زانتھی، اور پلینی اور ٹولیمی کے لیاتی ظاہر کرتا ہے، ان کے علاوہ پنجاب اور شمال مغربی صوبون کے بے شمار مہاجرین سے صرف گوجرون کی ایک نسل ہے، جو سن عیسوی کی ابتدائی عہدیون مین طاقتور رہی ہے تاہم یہ امر کہ سرکبال کے برہمن اور راجپوتانہ کے بہت سے سردار آجتک اپنے آپ کو کنک یا کنک سین (جسے عام طور پر کانشکا (کنشک) کہتے ہین،) کی اصل سے بتاتے ہین، اس کے خیال کی تائید کرتا ہے، مگر ہمین کنک سین کی کہانیون کو زیادہ وقعت نہین دینی چاہیے، کیونکہ کابل کے ترک[1] جو یقیناً چھٹی صدی کے آخیر حصہ سے زیادہ عمر نہ رکھتے تھے، اس عہد مین کنشک کو اپنا جد مانتے تھے، مسٹر جے ایس نیفیلڈ ایک اور نظریہ پیش کرتا ہے، یعنی یہ کہ چرواہی اقوام مثلاً اہیر، گوجر، جاٹ، ٹھکاری، ۔۔ عی مدارج تمدن کے درمیان ایک کڑی ہین، اور یہ کہ لفظ گوجر خاص کر سنسکرت کا لفظ گوچرا ہے، اسواسطے وہ کسی اور شاخ سے نہین ملتے، اس پر یہ اعتراض ہے کہ اول لفظ گوچرا سنسکرت مین چرواہے کو نہین کہتے، دوسرے یہ کہ غیر ملکی جو ہندوستان کے شاہی خاندانون مین شامل ہو گئے تھے اور اپنے نامون کو

---

[1] طبقات الامم مین جنز یعنی ترک کا ایک قبیلہ قرار دیا گیا ہے، اور ترکون کو جتین بھی کہہ سکتے ہین۔

اپنے کارنامون پر رکھتے تھے، اور یہ عادت اس قدر مشہور ہے، کہ ثبوت کی ضرورت نہین، یہ مسلم ہے کہ کہ خالص آرین گوالے یعنی چرواہے ہین، جیساکہ مہابھارت سے معلوم ہوتا ہے، کہ وہ مستقل عادات کے لوگ تھے، چرواہہ اقوام مثلاً اہیر گوجر اور جاٹ نے اب تک بہت حد تک اپنی خانہ بدوشانہ عادات کو قائم رکھا ہے، اس سے وہ آرین نسل کے سیتھین معلوم ہوتے ہین،

خاندان اگنی کل

چلکیا (سولنکی) کے ساتھ پرمرا (پرمار) چاہمان (چوہان) اور پرتیہار (پرہیار) کا بھی ذکر کیا جاتا ہے، کیونکہ یہ تمام اگنی کل ہین کرنل ٹاڈان کی اصل کے متعلق اگنی کل ہونے کی ایک روایت بیان کرتا ہے، کوہ آبو پر جب برہمن عبادت مین مشغول ہوتے، تو بھوت (مقامی باشندے) ان کو طرح طرح کی تکلیف دیتے تھے، اور تنگ کرتے تھے، کبھی ان کی عبادتگاہ مین ناپاک چیزین ڈالتے، کبھی ان کی توجہ کو عبادت سے ہٹا دیتے، پس اونھون نے اگنی کنڈ پر زیر صدارت وسشٹھا اکٹھے ہو کر مہادیو سے دعا کی، اس قربانی کی آگ کے گڑھے سے ایک شخص نمودار ہوا، جسکو برہمنون نے دروازہ کا محافظ بنایا، اور اسی وجہ سے اس کا نام پرتھی ہارا جس کا مخفف پرہیار ہو رکھا، پھر ایک دوسرا شخص نمودار ہوا، اور ہاتھ کی ہتھیلی (چلکا) کی طرح ہونے کے سبب چلکیا پکارا گیا، پھر تیسرا نمودار ہوا، اور اس کا نام پرمرا ہوا، پھر چوتھا ظاہر ہوا، جسکے چار بازو تھے، اسی وجہ سے اوسکو چاہمان کہا گیا، چونکہ ان کی اصل اگنی کنڈ تھی، اسلئے وہ تمام ایک ہی نسل کے ہین، اور چونکہ چلکیا گرجر ہین، اسلئے مناسب ہے. کہ باقی تمام کو بھی گرجر نسل سے کہا جائے، کم از کم پرتھی ہارون کے بارہ مین تو کوئی شک نہین ہے، ہم دیکھ چکے ہین، کہ راجور کے پتھر کے کتبے مین متھان دیو کو گرجر پرہیار کہا گیا ہے، پس بلاشک وشبہ پرہیار گرجر نسل سے ہین؛

پرمار تین وجوہ سے گرجر ہین، اوّل یہ کہ فیروزپور کے گرجرون کی روایت ہے کہ وہ جنوب سے دھار نگر سے آئے تھے. چونکہ دھار نگر شروع سے پرامرون کی جگہ رہی ہے، اسلئے یہ بھی پرامرون کے گرجر ہونے کی دلیل ہوسکتی ہے، دوسری دلیل یہ ہے کہ چودے گرجر پرامرون کی ایک شاخ ہین، تیسری یہ کہ گرجرون کا ایک گوت پرمرا ہے،

اس ملک کا نام کب گجرات ہوا

ہم دیکھتے ہین، کہ گجرات گرجراتر کی بدل ہوئی، موجودہ صورت ہے، اور یہ کہ اس ملک کا نام گجرات چلکیا کے عہد حکومت سے مشہور ہوا ہے، لیکن یہ تو ہم ابتدا مین ثابت کر چکے ہین، کہ صرف شمالی حصہ موجودہ گجرات کا گرجرادیس یا گرجراترا کہلاتا ہے، نہ کہ جنوبی اور شمالی حصہ پر بالاشتمال گجرات

لہ زمانہ گذر گیا، عادات بدل گئین، ابھی تک تاریخ کی بنیاد عادات پر رکھی جاتی ہے. مولف

کے نام کا اطلاق ہوتا تھا، بلکہ چلکیا کے زمانہ مین جنوبی حصہ کو لاٹ کہتے تھے، لیکن پیشتر اس کے یہ ماہودایہ، (قنوج) کا خاندان طاقتور ہوا، اور بھی گرجر راجے اور مہاراجے تھے، ہم بیان کر چکے ہین، کہ ہیون سانگ وسط راجپوتانہ کے شمالی حصون کو گرجرون کی سلطنت ظاہر کرتا ہے، جسکا دار الملک بیلو مولو تھا؛ آٹھول کا کتبہ سنہ ۶۳۴ بیان کرتا ہے، کہ چلکیا بادشاہ پلکیسن نے گوجرون کو شکست دی، ہرشا چرتا مین بیان کیا گیا ہے، کہ پربھاکر وردہن گوجر بادشاہ تھا، اور گوجر راجپوتانہ کے بہت سے حصہ مین آباد اور حکمران تھے، البتہ اس امر مین اختلاف ہے کہ ان کا دار الخلافہ بقول ہیون سانگ بیلو مولو یا کوئی اور مقام تھا، اس کے متعلق کوئی ناطق شہادت یا مستند دلیل اب تک نہین ملی، کیونکہ کوئی مکمل تاریخ خاندان گوجر کی نہین لکھی گئی، اس مین کسی قسم کا شک نہین ہو کہ موجودہ صوبہ گجرات گرجرون کے نام پر بلفظ گجرات مشہور ہوا ہے، اس امر سے ہم بے خبر نہین ہین، کہ راشٹر کوٹ بادشاہ گووند سوم کے زمانہ تک یہ ملک بلفظ لاٹ مشہور تھا، گووند چہارم کے تھوڑے عرصہ کے بعد جب راشٹر کوٹون کی حکومت لاٹ پر چلکیا خاندان قابض ہو گیا، تو لفظ لاٹ متروک ہو کر گجرات مشہور ہو گیا، سنہ ۱۱۴۰ء کادوباد کا کتبہ چلکیا بادشاہ جایاسمہا کو حاکم گرجرا منڈل کہتا ہے، سومنات پٹن؛ پاراسیستی کا کتبہ سنہ ۱۱۶۸ء چلکیا کے بادشاہ کمارپال کو گوجر منڈل لکھتا ہے، علاوہ ازین چلکیا تاریخون مین کئی جگہ گجرات کو گوجرون کے نام سے منسوب کیا گیا ہے، اور وسیاپال اور تیج پال کے گرنار کے کتبون مین گرجر منڈل مین دھاوالکا اور دوسرے قصبے بھی شامل کئے گئے ہین، جین مت کی ایک کتاب مین بھی اس صوبہ کو گرجر دیس لکھا ہی، اور اس مین گیتا دوانجی بھی شامل کیا گیا ہی،

ایک اور امر قابل ذکر ہے، کہ اہیر اور گوجر کس طرح دوسری ہندو قومون مین کھپتے جا رہے ہین؛ جس طرح ملک خاندیس مین اہیر متعدد جماعتون مین تقسیم ہو گئے ہین، مثلاً خاص اہیر، اہیر سنار، اہیر برہمن، اہیر جولاہے، اہیر پوجاری (مندر کے خادم) اہیر کولی، اہیر ماہی گیر،

اسی طرح گجرات مین گوجر کئی شعبون مین تقسیم ہو گئے ہین، گوجر کنبئے (کاشتکار) گوجر بانئے (تاجر) گوجر سنار، گوجر معمار، گوجر بڑھئے وغیرہ وغیرہ،

جب کوئی نئی قوم آباد ہوتی ہے، تو اس کے افراد مختلف پیشے شروع کر دیتے ہین، اور انہی کے نام پر پکارے جاتے ہین، پھر جیسا کہ قانون قدرت ہے، وہ اپنی اصل بھی اپنے ہم پیشون سے ملا لیتے ہین، اور اصل قومی نام ان کے پیشہ کے سامنے بے فروغ ہو جاتا ہے، اور اصل قوم دوسری پیشہ ور قوم مین ملجاتی ہے، نتیجہ یہ ہے کہ گجرات سے جب گوجرون کی حکومت جاتی رہی، تو شاہی خاندان کے ارکان راجپوتون مین شامل ہو گئے اور دستکار لوگون کو حسب و نسب

بدلنے کی ضرورت نہ تھی، اون کا پیشہ اون کی ذات ہو گیا، یہی وجہ ہے، کہ گجرات مین گوجرون کی تعداد نسبتاً بہت کم ہے، صرف بعض بعض دستکار جماعتین گوجر کہلاتی ہین،

مؤلف: پنجاب مین بھی ایسا ہی ہے، کہ گوجر وغیرہ دستکار اپنے پیشہ کے رو سے مشہور ہین، اور اون کے گوت گوجرون کے گوت ہین، مغل، جاٹ، گوجر ہر ایک قوم مین دستکار ہین، جب ان کی قومیت دریافت کی جائے، تو وہ اپنی قوم مغل، جاٹ، گوجر بتلاتے ہین، ایسا ہی خانہ بدوش لوگ اچھی اچھی قوم کے افراد ہین،،

* * *

ماخوذ

از گزیٹیر ضلع گجرات پنجاب سنہ ۱۸۹۳-۹۲ء دوسرا اڈیشن صـ ۶۹

تیسری فصل

اقوام ضلع گجرات

گوجر مردم شماری ضلع گجرات سنہ ۱۸۹۱ء کے روسے کل آبادی کا تقریباً ۱/۴ حصہ ہین، یہ تمام مسلمان اور اون کے ۲۹۴ دیہات ہین، جو تحصیلہائے گجرات اور کھاریان مین واقع ہین،

مؤلف، "کچھ گاؤن گوجرون کے تحصیل پھالیہ مین بھی ہین"

ان کی آبادی بالعموم پبی پہاڑ کے ساتھ ساتھ جنوب کی طرف کچھ دور تک چلی گئی ہے، جسکی حد جاٹون کی بستیون سے ملجاتی ہے، یہ قوم قریباً تمام زراعت پیشہ ہے، اور ضلع کے جاٹون کی صورت و سیرت سے بہت کچھ مشابہ ہے، اس کے افراد فضول خرچ اور اچھے کپڑے پہننے کے بہت شائق ہین، اور جاٹون کی طرح مواشی اور گھوڑون کی جائداد کو باعث فخر خیال کرتے ہین، اگر حالات ان کے موافق ہون تو نہری کاشت پر بارانی کاشت کو ترجیح دیتے ہین،

ضلع گجرات کے گوجر پنجاب کی تمام قوم گوجر کے قافلہ سالار ہین، کیونکہ تمام پنجاب کے گوجر اسی ضلع کو اپنا اصلی وطن بتاتے ہین، گوجرون کی بہت سی شاخین ہین، ہر ایک کا نام اس کے بزرگ کے نام پر ہے جو اپنے زمانہ مین اتنا طاقتور تھا، کہ بعد مین آنے والی نسلون کے واسطے اپنا نام چھوڑ گیا، معلوم ہوتا ہے، کہ گذشتہ ۱۵۰ سال مین ان کی کوئی نئی شاخ پیدا نہین ہوئی، جسکی وجہ یہ ہے کہ اس عرصہ مین کوئی طاقتور بزرگ برسرکار نہین آیا، اور لوگ اسوقت تک پہلے ہی بزرگ کو عزت و تکریم کی نظرون سے دیکھتے ہین، اور اسی کے

نام پر اپنے نام کو قائم رکھا ہے، یہ بھی اغلب ہے، کہ مسلمانون کے عہد کے بعد کوئی مسلمان زمیندار اتنا زور نہ پکڑ سکا کہ وہ اپنے آپ کو قبیلہ کا بانی بنا سکے، ضلع ہذا مین گوجرون کی مفصلہ ذیل شاخین ہین، اور ان کی آبادی ہر ایک شاخ کے محاذ مین دکھلائی گئی ہے،

نمبر	گوت یا شاخ	آبادی[1]	نمبر	گوت یا شاخ	آبادی
۱	کھٹانے،	۲۱۴۴۹	۲	کسانے،	۳۰۴۱
۳	کالس،	۴۵۶۰	۴	گورسی،	۴۳۱۲
۵	چیچی،	۸۰۹۲	۶	دھدڑ،	۱۹۲۱
۷	بیسوال،	۴۴۹۱	۸	بجاڑ،	۲۵۹۲
۹	ٹھیکریہ،	۳۵۲۴	۱۰	چوہان،	۶۹۸۵
۱۱	بباتی،	۲۱۸۹			

ان مین سے باعتبار مردم شماری و وسعت ملکیت زمین کھٹانے زیادہ طاقتور ہین، ان کے ۴۲ دیہات ہین، اس قوم کے بھانڈ (مراسی) کہتے ہین، کہ کھٹانے راجہ جے پال اور پانڈو کی اولاد ہین، راجہ جے پال کی سلطنت تھانیسر سے لیکر اس ضلع (گجرات) تک پھیلی ہوئی تھی، اور جب سلطان محمود سبکتگین سنہ ۱۰۲۴ مین ہند پر حملہ آور ہوا، تو جیپال نے اٹک کے مقام پر اس کا مقابلہ کیا، اس کا لڑکا انند پال یا اننگ پال دو سال تک لاہور مین حکمران رہا، اور بعد ازان ہندوستان (دکن) کی طرف چلا گیا، انند پال کے دو لڑکے تھے، اول کھٹانہ، دوم جیدیس، راجہ کھٹانہ واپس آکر لاہور مین حکومت کرتا رہا، اور مسلمان ہو گیا، ضلع ہذا کے دوسرے گوجر راجہ کھٹانہ کے باقی دو لڑکون کی اولاد ہین، سلطان محمود بادشاہ نے کھٹانہ گوجرون کو اس ضلع مین بمقام شاہ پور جو اس وقت چک دنیا کے قرب و جوار مین مٹی کا تودہ نظر آتا ہے، جاگیر مین دین، کھٹانے وہان سات پشتون تک آباد رہے، اکبر کے زمانہ مین گوجرون نے ایک لاکھ پچیس ہزار روپیہ اس مطلب کے واسطے ادا کئے تھے، کہ ان کو گجرات از سر نو آباد کرنے کی اجازت حاصل ہو جائے، اس کے چار مختلف تپے بنائے گئے جنکی تفصیل ذیل مین ہے،

نام تپہ	تعداد دیہات	نام تپہ	تعداد دیہات
آکیا،	۴۸۴	کندو،	۸۴
ہانڈو،	۸۴	بالا،	۱۸۴

---

[1] معلوم نہین کہ یہ کس سال کی مردم شماری ہے، اب تو ان کی تعداد بہت زیادہ ہے، **مؤلف**

ان دیہات مین بالعموم گھٹانے رہتے ہین، گھٹانون کے بعد چھچی اور چوہان اقوام کا درجہ ہے، چھچیون کے ۲۹ اور چوہانون کے ۲۵ گاؤن ہین،

چھچی اپنے آپ کو راجپوت کہتے ہین، اور گھٹانون سے تعلق رکھتے ہین، چھچی ان کے بزرگ کا نام ہے، جو جگدیو کا لڑکا تھا، پہلے پہل سلطان محمود کے لشکر مین ملازم ہوا، اور مسلمان ہو کر چھچیان گاؤن کا بانی بنا، چوہان بھی اپنے آپ کو دہلی کے راے پتھورا کی اولاد بتاتے ہین، گھٹانون کے بعض بڑے بڑے گھرانے برادری کی حدود سے باہر شادی نہین کرتے، ان کے علاوہ باقی تمام گوجر ایک دوسرے سے شادی کرتے ہین،

کپتان وائرفیلڈ گوجرون کی بابت لکھتا ہے، کہ "وہ میانہ قد اور امن دوست ہین، پہلے وہ مواشی کی چوری کرتے تھے، لیکن اب دیانت دار ہو گئے ہین، اور کاشتکاری کے کام مین مصروف رہتے ہین"

کپتان میکنزی جاٹون اور گوجرون کا مقابلہ کرتے ہوئے لکھتا ہے، کہ اب دونون ایک ہی مذاق و عادات کے ہو گئے ہین، لیکن جاٹ اپنے آپ کو ایک بھاری زمیندار تصور کرتا ہے، اور گوجر مواشی چراتے ہین، اور پیداوار کو فروخت کر کے اپنا پیٹ پالتے ہین، اور زراعت کی طرف زیادہ مصروف رہتے ہین، ان دونون مین اسقدر اختلاف نہین ہے، جو ہندوستان کے جاٹ اور گوجر مین پایا جاتا ہے، جاٹون مین چوہدری عزت کا خطاب سمجھا جاتا ہے، مگر گوجر مہر کے لقب سے زیادہ خوش ہوتا ہے،

مؤلف:- یہ بیان ناتمام ہے، تفصیل کے لئے دیکھو گجرات پنجاب کے واقعات تاریخی جو اس تاریخ کا جزو ہے، اس بیان مین چار تپے، آکیا، مالاکندو، ہانڈو، ظاہر کئے گئے ہین، اسمین چھچی اور چوہان وغیرہ کا تپہ ظاہر نہین کیا گیا، وجہ اسکی معلوم نہین ہوتی، شاید ان کا ذکر اس لئے نہ کیا گیا ہو، کہ وہ دوسری شاخ کے ہین، اور نیز ایک اور تپہ عالمگیر گوجرون کا بھی ذکر نہین کیا گیا، دراصل چھ تپے مقرر تھے، چوہان چھچی کا ایک تپہ مشترکہ تھا چنانچہ نقشہ قدیم مین جو مرزا اعظم بیگ کی تاریخ کا ایک جزو ہے، چھچی اور چوہان کا تپہ مشترکہ دکھلایا گیا ہے، ملاحظہ ہو تاریخ گجرات مولفہ مرزا اعظم بیگ،

یہ بھی غلط ہے کہ گھٹانے دوسری شاخ مین رشتہ نہین کرتے، یہ واقعات محقق ہین، کہ گھٹانہ شاخ کی بالعموم تمام گوتون کے ساتھ رشتہ داری ہے، یعنی دوسری شاخون مین رشتہ دیتے بھی ہین، اور رشتہ لیتے بھی ہین، گجرات مین کوئی ایسی شاخ نہین ہے، جس نے گھٹانون سے بلا واسطہ یا بالواسطہ رشتہ نہ لیا ہو، الغرض گوجرون کی کوئی ایسی شاخ نہین ہے، جو دوسری شاخ مین رشتہ نہ دیتی ہو، یہ الگ بات ہے، کہ جس شخص کی حیثیت کچھ دن اچھی ہو گئی، اس نے مفلس کو رشتہ نہ دیا، اور جس مفلس کی حالت اچھی ہو گئی، اس نے دولتمندون سے

رشتہ لے لیا، ہمارے خیال مین ایسا ہر قوم مین ہوتا ہے، اس ضلع مین بحیثیت مجموعی گوجرون اور جاٹون کی اخلاقی، مالی، تمدنی، زرعی، تعلیمی حالت یکسان ہے، اور جاٹون اور گوجرون کو زیادہ تر چوہدری کے لقب سے پکارا جاتا ہی، اس خطاب مین سب یکسان ہین، اور مہر تو اس زمانہ مین بالکل نمبردار کے معنی مین استعمال ہوتا ہی، جاٹ بھی مہر کہلاتے ہین،

یہ بھی غلط ہی کہ تمام پنجاب کے گوجر اپنا اصلی وطن گجرات پنجاب ظاہر کرتے ہین، اس تاریخ نے اکثر ضلعون کے گوجرون کے ابتدائی وطن کی تشریح کر دی ہے،

یہ بھی غلط ہی کہ چیچی، کھٹانون سے تعلق رکھتے ہین، بلکہ چیچی ایک الگ مشہور قدیم شاخ ہے، مورخین نے چیچی کو چیچی، رنچھو (بہ) بھی لکھا ہی، چیچی قوم کی کسی زمانہ مین بہت وسیع سلطنت تھی، جیسا کہ ہم نے کسی اور جگہ لکھا ہے، چیچی قدیم حکمران ہین، اور اس علاقہ کے حاکم رہے ہین، جو بیروت کے محاذی سمندر کے اس طرف تھا، کھٹانہ اور چوہان ان کے بعد حکمران ہوئے،

یہ بھی غلط ہے کہ جو مواضع ہر ایک سپے دار کے محاذ مین دئے گئے ہین، اون کے مالک کھٹانے ہین، ان مین سے بعض ایسے مواضع ہین، کہ ان مین ایک بھی کھٹانہ نہین ہے، اس ضلع مین گوجر اور جاٹ دونون مواشی رکھتے ہین، اگر مواشی نہ رکھین تو صرف زمینداری پر ان کا گذارہ نہین ہو سکتا، نہ صرف گوجر ہی بارانی کاشت کو ترجیح دیتے ہین، بلکہ جاٹ اور دوسری قومین بھی، کیونکہ نہر کی آب پاشی مین کئی طرح کی تکلیف ہی، اور اب تو یہ بالکل ثابت ہو گیا ہے، کہ نہر کی آب پاشی تکلیف دہ ہے، جس سے حکام واقف ہین،

یہ بھی غلط ہی کہ دیگر گوجر، کھٹانہ کے دوسرے بھائی کی اولاد سے ہین، بلکہ بالعموم علحدہ علحدہ خاندان سے ہین، اگرچہ اوپر جا کر ملجاتے ہین،

یہ بھی غلط ہے کہ کھٹانے راجہ کھٹانہ کی اولاد ہین، اسکی تشریح ہم نے کسی اور جگہ کی ہے،

Complimentary Copy
Not For Sale (G.D.C.T.)

ماخوذ

از

تاریخ ہند مُصنّفہ ونسنٹ اے سمتھ اڈیشن ۱۹۱۴ء صفحہ ۲۲

تیسری صدی مین اہل فارس نے ہند پر حملہ کیا، بعدازان پانچوین اور چھٹی صدی مین تند خو اقوام کے بیشمار گروہ ایشیا کے شمالی میدانون سے ہند مین داخل ہوئے، باشندگان ہند نے اُن کو ہُن کے نام سے موسوم کیا اقوام ساکا کے مانند ہم وثوق سے نہین کہہ سکتے، کہ ہن خوبصورت آریا اور ترکی لوگ تھے، یا کہ زرد منگولین کی اولاد تھے، لیکن یہ امر پایۂ ثبوت کو پہنچ چکا ہے، اور اس مین کسی شک وشبہہ کی گنجایش نہین کہ موجودہ راجپوت اقوام، مثل گوجر جاٹ اور کاٹھی وغیرہ یا تو ہن اور گرجرا کی اولاد ہین، یا دیگر اقوام کی، جو ان کے بعد ہند مین داخل ہوئین، راجپوت جاٹ اور گوجرون کی شکل وشباہت ظاہر کرتی ہے، کہ ان کے بیرونی آبا واجداد خوبصورت اور دراز قد آرین تھے، نہ کہ زرد رنگ اور کوتاہ قد منگولین،

مؤلف ہم نے کسی اور جگہ بھی ایسا محاکمہ کیا ہے، ہُن سنسکرت کا لفظ ہے، اسکے معنی باہر سے آنے والا ہے، جیسا کہ ہم پٹھانون کو ولایتی کہتے ہین، ہن کوئی خاص ذات نہین ہے، تاریخون سے ثابت ہے کہ جن کو ہندوؤن نے ہُن کہا، وہ ترک ہین، اور گوجر اور جاٹ بھی ترک ہین، کئی راجپوت ایسے ہین، جو ترک کی اولاد نہین ہین. بلکہ وہ اور ہی نسل سے ہین، قدیم باشندون اور برہمنون، اور شودر (ادنی قوم) سے بھی راجے ہوئے ہین، راجپوت کا لفظ تو ایک عام لفظ ہے، کوئی شخص جو کسی راجہ کی اولاد سے ہو، اس کو راجپوت کہتے ہین، جیسا کہ مسلمانون مین جو شخص کسی بادشاہ کی اولاد سے ہو، اس کو شہزادہ کہا جاتا ہے، پیر و مرشد خواہ کسی قوم کے ہون، ان کی اولاد کو پیرزادہ کہا جاتا ہے، ایسا ہی شیخ زادہ، نواب زادہ، نائی کے لڑکے کو نائی بچہ اور مراسی کو مراسی بچہ کہا جاتا ہے، یہ کلیہ قاعدہ نہین ہے، کہ ہر ایک راجپوت اعلیٰ قوم رکھتا ہو، بلکہ راجپوت ادنیٰ قوم سے بھی ہین، یہ لفظ قوم پر منحصر نہین ہے، حکومت پر مبنی ہے، مہاجرین کی جماعت جب

Collection Of Advocate Showkat

کسی نمک مین آتی ہے، تو چند پشتون تک خون کا اثر بحال رہتا ہے، بعد مین رفتہ رفتہ متغیر ہونا شروع ہوجاتا ہے، مین نے گورکھا قوم کے لوگون کو جو تین چار پشت سے سرحد مین مقیم ہین، دیکھا ہے، ان کی شکل و شباہت تبدیل ہوگئی ہے، ناک بلند اور چہرہ خوبصورت ہوگیا ہے، پٹھانون اور کشمیریون کی جو چند پشت سے پنجاب مین رہتے ہین، صورت و شکل مین بہت کچھ تبدیلی واقع ہوگئی ہے، کاغان کے گوجر ایسے معلوم ہوتے ہین، جیسے پٹھان، جنوبی ہند کے گوجر مصداق ؏۔

ع:۔ "ہر چہ در کان نمک رفت نمک شد"

رنگ اور روپ مین قدیم باشندون کے مشابہ ہوگئے ہین، یہ فطرت کے خلاف ہے، کہ آب و ہوا کا اثر نہ ہو، اجناس غلہ و خربوزہ و تربوز کو دیکھو کہ وہ دو سال تک اپنے اصلی وطن کا رنگ و ذائقہ دیتے ہین، آخر مین تبدیل ہوجاتے ہین، خوراک وغیرہ کا بھی بہت کچھ اثر ہوتا ہے، یہ امر صحیح ہے کہ جاٹ، گوجر مقابلۃً دوسری قومون کے بالعموم زیادہ تر خوبصورت اور طاقتور ہوتے ہین، اسکا یہی سبب ہے کہ وہ دودھ اور دہی کا زیادہ استعمال کرتے ہین، یہ وہی دودھ ہے جسکی وجہ سے گوجر کو ادنیٰ سمجھا جاتا ہے، نتیجہ ظاہر ہے کہ جن مہاجرین کا رنگ و شکل یہان آکر تبدیل ہوگیا ہے، ان کو قوم سے نکال نہین دینا چاہیئے، بیشک قیافہ بھی قرابت و یگانگت کی ایک دلیل ہوسکتی ہے، مگر کلیتہً نہین ہے، البتہ ابتداءً، قیافہ ایک قوی دلیل ہوتی ہے، جیسا کہ اگنی کل کے نوجوانون کی شکل و شباہت سے ثابت کیا گیا ہے، کہ سب ایک ہی قوم سے تعلق رکھتے ہین،

گوجر اور ہن تو ایک ہین، کتبون مین دونون کا یکجا ذکر آیا ہے، ہم بالوثوق کہہ سکتے ہین، کہ آریا ترک ہین ہن اور آریا ایک ہی نسل سے ہین، یہ زرد منگولین نہین ہین۔

* * *

انتخاب

از

کاسٹ اینڈ ٹرائبس آف دی پنجاب

گجرات کے ضلع کا نام شہر گجرات پر ہے، موجودہ قصبہ زمانہ مابعد کا تعمیر شدہ ہے، جو اودی نگری کے ٹیلے پر آباد کیا گیا ہے، عام روایت یہ ہے کہ اس شہر کو راجہ بچن پال نے آباد کیا تھا، جو سورج بنسی راجپوت گنگا کے دوآبہ سے اس ملک مین آیا تھا، اور اس کو علی خان نے مغلوب کیا تھا، جو بلاشک تاریخی الکھان گوجرا راج ہے، جس نے ۸۸۳ء اور ۹۰۱ء مین سنکارا ورما شنکر ورمن) سے شکست کھائی تھی،

ایک اور روایت بھی بیان کیجاتی ہے، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ گجرات کو رانی گوران یا گوجران نے جو راجہ بدرسین بن راجہ رسالو والئی سیالکوٹ کی رانی تھی، سمت ۱۰۷۵ مطابق ۱۰۱۸ء مین دوبارہ تعمیر کیا، یہ دونون بیان اکبر کے زمانہ مین موجودہ شہر کی دوبارہ تعمیر کے متعلق متفق ہین، مسٹر سٹین کی رائے ہے، کہ کشمیر کے سنکاما ورما نے ۸۸۳ء مین اپنی تخت نشینی کے بعد جنوب مغرب کو ایک مہم بھیجی تھی، اور سب سے پہلے گوجر دیس (جسکو ٹک دیس بھی کہتے ہین،) پر حملہ کیا، جو یقیناً موجودہ ضلع گجرات واقع مابین چناب اور جہلم ہے، شروع زمانہ مین چھٹی صدی کے پچھلے حصہ مین تھانیسر کے راجہ پربکر وردھنا نے گوجرا قوام اور شمال مغرب مین ہنون کی آبادیون پر کامیاب حملہ کیا، پس ظاہر ہوا کہ گوجر نسل کی ایک شاخ موجودہ گجرات مین ۶۰۰ء سے قبل نہایت مضبوطی کے ساتھ آباد تھی، موجودہ گجرات مین میرات جاٹ، اور گوجر وغیرہ پرگنے شامل ہین، یہ پرگنے تپون مین اور تپے توپون مین تقسیم تھے، ہر ایک توپ یعنی علاقہ ایک چوہدری کے ماتحت تھا،

مظفر گڑھ کے موجودہ ضلع مین دریائے سندھ پر بھی ایک گجرات ہے، یہ ڈیرہ اسمٰعیل خان کے متوازی ایک وادی مین واقع ہے،

مؤلف: ٹمک دیس مختصر سلطنت نہ تھی، بلکہ اسکی وسعت جنوب مین دور تک تھی، ضلع جالندھر، ہوشیارپور، سیالکوٹ، گوجرانوالہ، کانگرا اور لاہور وغیرہ اسمین شامل تھے، یہ وسیع سلطنت تانک گوجر بادشاہون کی تھی، اسکو عربی مورخین نے طانق لکھا ہے، اس وقت ہم اس کے حدود یقینی طور پر قائم نہین کر سکتے ، مگر تکشلا کا نام ہمارے پاس یقینی شہادت ہے، کہ یہ بھی تک قوم کا آباد کردہ ہے، اس خیال سے راولپنڈی اور جہلم کا تمام علاقہ اس سلطنت کا جزو تھا، تک تانک تکشش تا اس ایک ہی لفظ ہین، ضلع مظفر گڈھ مین کوئی گجرات نہین ہے، وہ گزرات زا سے ہے، اس کے معنی وہ جگہ ہے، جہان دریا کے عبور کے لئے کشتیان کھڑی رکھتے ہین، چونکہ اس جگہ تین مختلف گذرگاہ تھے، لہذا اسکو گزرات کہتے تھے، ورنہ گجرات یہان نہ کوئی قصبہ ہے، نہ گاؤن، یہ سب غلط ہے جسکو اکثر مورخین نے لکھا ہے، کہ ضلع مظفر گڈھ مین بھی گجرات ہے،"

سرالگزنڈر کی تشریحات

سوات مین گوجرون کی ایک ہی زبان ہندی ہے، جو مروجہ پشتو اور پنجابی سے بالکل مختلف ہے، یہان وہ بالکل چرواہون کی زندگی بسر کرتے ہین، اور قریبًا خانہ بدوش ہین، گرمیون مین وہ اوپر چلے جاتے ہین، اور سردیون مین اپنے ریوڑ لیکر نیچے آجاتے ہین، اور یہ کہا جاسکتا ہے، کہ گوجر صرف میدانون مین کاشتکار ہین، اور وہان بھی وہ زیادہ تر مواشی پالتے ہین، اور اچھے کاشتکار نہین،

مؤلف: سرالگزنڈر کو شاید یہ معلوم نہین ہے، کہ سوات کے پہاڑون مین کاشت کیلئے زمین کم ہے، اور اگر کہین کہین ڈھلوانون مین کوئی قطعہ ہے، تو اس کی آبادی کے لئے بہت محنت درکار ہے، اور چونکہ سردی شدید پڑتی ہے، یہ پہاڑ صرف مواشی کیلئے موسم گرما مین کارآمد ہوسکتا ہے، وہان مستقل رہایش کے لئے مکان بنانے مشکل ہین، گوجر وادی شیشی گوہ اور شغال وادی مین بہ کثرت ہین، اور یہ پنجاب گوجرون کی طرح شکل و شباہت رکھتے ہین،

مختلف روایات سے ثابت ہوتا ہے، کہ سرحد کے تمام گوجر قحط کے زمانہ مین پنجاب اور راجپوتانہ سے ہجرت کرکے پہاڑی علاقون مین چلے گئے تھے، لیکن صحیح طور پر گوجرون کے

ان اضلاع مین آباد ہونے کی تاریخ مقرر کرنا مشکل ہے، البتہ تاریخ گجرات اور راجپوتانہ کی تاریخون مین قحط اور قتل عام کا زمانہ اون کی ہجرت کی تاریخ فرض کیا جا سکتا ہے، جس کی نسبت ہم نے کسی اور جگہ اشارہ کیا ہے، چنانچہ گجرات کاٹھیاوار مین شتاسیہ کا قحط مشہور ہے"

جمنا اور ہوشیار پور کے تمام گوجر مسلمان ہین، جالندھر کے گوجر اپنے مسلمان ہونے کا وقت اورنگ زیب کا زمانہ بتاتے ہین، جو ٹھیک معلوم ہوتا ہے،

مولف "یہ غلط ہے، اور ہندؤن کے خیال پر مبنی ہے، کہ اورنگ زیب نے ان کو مسلمان کیا، بلکہ زیادہ تر اکبر اور اس کے ماقبل بادشاہون کے وقت مسلمان ہوئے"

فیروزپور کے گوجر کہتے ہین، کہ وہ دارانگر واقع جنوبی ہندوستان سے رانیہ واقعہ علاقہ سرسہ مین آئے، اور وہان سے فیروزپور مین سکونت پذیر ہوئے، صوبہ کے مشرقی نصف کے تمام مسلمان گوجر اب تک بہ نسبت دوسرے ہمسایون کے ہندی رسومات رکھتے ہین، ان کی عورتین اب تک کرتے کی جگہ چولی اور نیلے کپڑے کی جگہ سرخ کپڑا پہنتی ہین، جالندھر مین گوجرون کی جوتی خاص شکل کی ہوتی ہے، اوپر کا چمڑا پاؤن کے بہت کم حصہ کو ڈھانپتا ہے،

مولف "جوتی کی وضع قطع عرصہ سے تبدیل ہو چکی ہے، جاٹون اور گوجرون کے جوتون کی شکل پنجاب کے شمالی اضلاع مین بھی پہلے ایسی ہی تھی"

یہ صاف ظاہر ہے کہ گجرات کو گوجرون سے وہی نسبت ہے، جو بھٹنیر اور بھٹیانہ کو بھٹیون سے ہے، گوجر ایک طاقتور، خوش وضع جوان ہوتا ہے، جو جاٹ سے بہت ملتا جلتا ہے، اسکی جسمانی بناوٹ سے یہ ثابت ہوتا ہے، کہ وہ خویشاوندی اور برادری کے لحاظ سے جاٹ کی مانند ہے، اور عام طور پر ایک دوسرے کے ساتھ بے کھاتے پیتے ہین، ایک مثل ہے کہ جاٹ، گوجر، اہیر، گولا، چارون ایک ہی ہین، گوجر کسی حد تک سست ہے اور اچھا کاشتکار نہین ہے،

مولف "جاٹون نے عرصہ دراز سے کاشتکاری شروع کی، اور گوجر بعد مین متمدن ہوئے اب زرعی حیثیت مین دونون برابر ہین"

ان کی عورتین کھیتون کا معمولی کام کرتی ہین، مواشی کا شوق اُن کو بہت زیادہ ہے، مسٹر میکنزی کہتا ہے کہ گوجرون مین اگرچہ پہاڑ کے باشندون کے دو وصف ہین، اوّل یہ کہ وہ اپنے وطن (پہاڑ) مین رہنے کے آرزومند ہین، دوم وہ لوگون کے مواشی پر متصرف ہونے کے خواہشمند رہتے ہین، لیکن یہ دوسری

پہاڑی قومون کی طرح پرجوش جنگجو اور آزادی کے خواہشمند نہین ہین جس سے وُہ دوسری قومون مین ممتاز ہون، بلکہ اس کے برخلاف وہ بزدل چڑچڑے ہوتے ہین؛

مؤلف بعض انگریز لکھتے ہین، کہ گوجر بہادر ہین، جو بادشاہون کا مقابلہ اور آزادی پر جان قربان کرتے ہین، مگر یہان اوسکی نسبت مخالف رائے ظاہر کی گئی ہے؛ ع

از ما بپرس حال درونم کہ گفتیم

وہ تہذیب کے ساتھ ساتھ ترقی نہین کرتا، مگر عام طور پر وہ لوگ جنہون نے دیانت داری کے فوائد کو سمجھ کر اپنی نسلی روایات کو بھلا دیا ہے، مستثنیٰ ہین، جہلم کے اضلاع کا گوجر اسی قسم کا ہے، لیکن مغرب مین اوسکے اخلاق و اوصاف پسندیدہ ہین،

نیہر وسن ان کی نسبت یہ رائے پیش کرتا ہے، سادے، صابر، قانع، اور محنتی ہین، جن کی اسکے سوا اور کوئی خواہش نہین، کہ ان کو ان کے مواشی کے ساتھ امن مین رہنے دیا جاوئے اور بہت سے ان مین سے ہر طرح سے خوبی اخلاق سے متصف ہین،

تھامس کہتا ہے کہ جہلم کے ضلع کے گوجر سب سے اچھے زمیندار ہین؛

یہ تعریف اس ضلع مین جہان گکھڑ، اوان، اور راجپوت رہتے ہین، کچھ زیادہ نہین ہے، مگر ارائین ان سب سے اچھے کاشتکار ہین، مزید برآن گوجر خاموش، محنتی اور سلسلۂ کوہائے نمک کے جاٹون سے زیادہ پسندیدہ ہین؛

مؤلف یہ بندوبستون کی رپورٹون کے ریمارک ہین جیسی زمینون کی حالت دیکھی اس پر اقوام کے اخلاق کا خاکہ کھینچ دیا، اس زمانہ مین ہر ایک علاقہ کے گوجر نہایت محنتی کاشتکار ہین، اور زراعت کی ترقی مین وہ دوسری قومون سے کم نہین ہین، اب نو آبادیون مین زیادہ تر ان کی تعداد ہے،

* * *

گوجرون کی نسبت میجر اے ایچ بنگلے کی رائے

مولف میجر بنگلے سپاہیانہ نقطۂ نگاہ سے اولاً گوجرون کی مختصر تاریخ وحالات لکھتا ہے، اسکے بعد ان کے اخلاق وعادات اور سپاہیانہ قابلیت کا ذکر کرتا ہے، کہ

جس زمانہ مین بدھ مذہب کا عروج وزوال ہوا یعنی سنہ ۲۴۲ قبل مسیح سے سنہ ۵۰۰ء سال مسیح تک ہندوستان لگاتار بیرونی حملون کا دنگل بنا رہا، باختر کے یونانیون کو سیتھین قوم کی جماعتون نے نکالدیا، سیتھین قوم کی آمد ہندوستان مین اسطرح ہوئی، کہ اس کے شمشیر کش بہادر آہستہ آہستہ جیحون کے کنارون سے چلکر جنوبی افغانستان مین وارد ہوئے، جو ان کے مقابلہ مین آیا، اوسکو دھکیلتے ہوئے درہ بولان اور کوہ سلیمان سے گذر گئے، پہلی صدی کے شروع مین تو پنجاب پر قدم جمائے، اور پھر بڑھتے بڑھتے اوڑیسہ تک پہنچ گئے، سیتھین قوم کی مشہور ایک شاخ قوم یوچی ہے، جس کی نسل موجودہ زمانہ کے گوجر اور جاٹ ہین، یہ قوم کابل، کشمیر اور شمالی پنجاب پر مسلط ہوگئی، جہان اب ان کے شہر گوجرانوالہ، گجرات پائے جاتے ہین، تیسری صدی کے اخیر تک یوچی قوم کے جانباز بہادرون نے جنوب کی طرف بڑھنا شروع کیا، اور تھوڑے ہی عرصہ کے بعد اپنے شمالی بھائیون سے جاٹون کی مزاحمت کی وجہ سے جدا ہوگئے، گوجر دریائے سندھ کی وادی مین کچھ عرصہ تک رہے، پھر سوراشٹر یعنی گجرات کاٹھیاواڑ مین جا نکلے، اور وہان کے اصلی باشندون (اہیرون) کو اپنا مطیع ومنقاد کرلیا، اور ان کے ساتھ تعلقات رشتہ داری بھی قائم کئے، اس طرح قوم سیتھین کے تیغ زن بہادرون نے سندھ کے کنارون سے لیکر ساحل سمندر تک اپنے قدم جمالئے اور ہر طرف پھیلنے کی صورت مین شمالاً کوہستان نمک سے لے کر جنوب مین اراولی پربت اور چنبل تک اور مشرق مین دریائے جمنا تک پھیل گئے، اور پنجاب اور شمالی راجپوتانہ اور دوآبہ گنگا کا نصف مغربی علاقہ آباد کرلیا، ان ملکون کے باشندے یقیناً زیادہ تر سیتھین نسل سے ہین، ان کے بعد تھوڑے عرصے مین تورانی اور سیتھین قومین جو سانپ کی پرستش کرتی تھین، ہندوستان مین آکر بدھ مذہب کی پیرو ہوگئین، دسوین صدی مین اونھون نے برہمن مذہب کی

تقلید کرتے ہوئے قومی حلقے میں داخل ہونے کا فخر حاصل کیا، حقیقت یہ ہے کہ جاٹ گوجر اور راجپوت میں کوئی قومی امتیاز نہیں ہے یعنی وہ ایک ہی قوم کے افراد ہیں، البتہ دنیاوی اقتدار کی وجہ سے وہ درجہ میں کم و بیش ہیں، جو گھرانے خوش قسمتی سے ملکی اقتدار سے متمتع رہو گئے، وہ راجپوت کہلانے لگے، اور دوسرے اُن سے درجہ میں کم ہو گئے، جو لوگ برسر اقتدار ہوئے، اونھوں نے اپنے دوسرے بھائیوں میں شادی کرنے سے پہلوتہی کی، جو راجہ ہو گئے، اونھوں نے اپنے کچھ اور ہی اصول مقرر کئے،

اوّل:۔ اپنے خاندان کی بیوگان کی شادی نہ کی جائے،

دوئم:۔ خدمتگاری کے پیشوں سے اجتناب کیا جائے، ان دو اصولوں کی جس خاندان نے پیروی کی، وہ عالی نسب سمجھا گیا، اور جس خاندان نے ان اصولوں کو توڑ دیا، وہ اپنی حیثیت سے گر گیا، اور گوجر اور جاٹ کہلایا،

(انتخاب از کتاب "گوجر، جاٹ، اہیر" مولفہ مسٹر مینگسے)

مؤلف

ہندوستان میں راجپوت، جاٹ اور گوجر کے روایات مقابلۃً مختلف ہیں، راجپوت کہتے ہیں، کہ جس راجپوت نے گوجر اور جاٹ قوم کی لڑکی سے شادی کی، اوسکی اولاد گوجر اور جاٹ سمجھی گئی اور جاٹ اور گوجر کہتے ہیں، کہ جس گوجر اور جاٹ نے راجپوت لڑکی سے شادی کی، اوس کی اولاد اوس راجپوت کے خاندان کی شاخ میں داخل اور اپنے خاندان سے الگ ہو گئی، یہ دونوں خیال بجا بلا نہیں ہیں، جب گوجر جاٹ راجپوت بعض صورتوں میں ایک ہی نسل کی شاخیں ہیں، یا باہمی سیاسی و تمدنی تعلقات رکھتے ہیں، تو پھر ایک اصطلاحی [illegible] سے ان کا خاندان الگ نہیں سمجھا جا سکتا، اس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا، کہ راجپوت [illegible] اور گوجروں کے مابین اگر کلیۃً نہیں، تو بعض بعض صورتوں میں رشتہ ازدواج عمل میں آیا ہے، یہ کلیہ قائم کرنا بہت مشکل ہے، کہ ایسی صورت میں نسب کی نسبت کس کی طرف ہونی چاہیے، یعنی ماں کی طرف یا باپ کی طرف جب کہ دونوں نسباً (خواہ ان میں کتنی ہی دور کی پشتیں حائل ہوں،) ایک شخص پر مل جاتے ہیں، یا ان کو دیگر اغراض مجتمع کرتی ہیں، مورخین [illegible] راجپوت اور جاٹ اور گوجروں کی ان ہی روایات کے تتبع سے مختلف طور پر اپنی رائے پیش کرتے ہیں، کوئی مورخ چوہان راجپوت اور چوہان گوجر میں یہ فرق بیان کرتا ہے، کہ چوہان راجپوت بیوہ کی شادی نہیں کرتے، اور چوہان گوجر بیوہ کی شادی کرتے ہیں، ہم اس کا فیصلہ ناظرین پر چھوڑتے ہیں، کہ یہ روایت کہاں تک معقول ہے، ہمارے خیال میں عارضی امور

کسی خاندان کو نسبت کرتے ہین، نہ بلند، اس قسم کے امتیازی تفتے محض فضول ہین،

میجر بنگلے نے اپنی تاریخ مین ایک دوسرا قیاس مرتب کیا ہے، وہ لکھتا ہے، کہ اس مین کچھ شک نہین ہے، کہ بعض جاٹ اور گوجر قومون کے گوت اس امر پر صریحاً دلالت کرتے ہین، کہ وہ راجپوت نسل سے ہین، جیسے دھمال، باگڑی، بنوار، دلیا، چوہان، تنور، وغیرہ وغیرہ جس سے وہ یہ نتیجہ نکالتا ہے، کہ ان قومون کی اصطلاحی امتیاز و تفریق اس وجہ سے ہے، کہ ان کے دماغ نے اپنا شجرہ نسب جو ان کے لئے باعث افتخار تھا، فراموش کر دیا، ان کو یاد رکھنا چاہئے، کہ یہ سب سیتھین قوم کے قبائل ہین، جو شمال مغربی درون سے بڑی شان و شوکت سے وارد ہندوستان ہوئے حقیقۃً یہ سب ایک ہی نسل ہین، اور اسی اصطلاحی فرق سے وہ جدا جدا خاندان ہو گئے، میجر بنگلے اہیرون کو گوجر اور جاٹ مین ایک عارضی فرق ظاہر کرتا ہے، کہ اہیرون کا اصلی وطن کاٹھیاواڑ ہے، اور گوجروان اور کاٹھی راجپوتون کی نسبت لکھتا ہے، کہ اونھون نے پانچوین اور آٹھوین صدی مین اہیرون کی زمینون کو دبا لیا، اور اس ضمن مین وہ گوجرون اور جاٹون کی آویزش کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے، کہ اٹھارہوین صدی کے وسط مین چنبل گوجرون کی خود مختار ریاست تھی، وہ ہر ایک سے لڑتے تھے، اور جیسا کہ وہ ہر ایک کو دق کرتے تھے، ایسا ہی لوگ ان کو دق کرتے تھے، آخر بھرت پور کے جاٹون نے گجرات کے دیہات پر حملہ کر کے گوجرون کی ایک جماعت کو دست و پا بستہ آگ کے گڑھے مین ڈال دیا،

نتیجہ ان واقعات کا یہ ہے، کہ جب قوم یا قومین اپنی اصل بھول جاتی ہین، اور وہ اصطلاحی اختلاف مین پڑ کر اپنی تنظیم کا شیرازہ درہم برہم کر دیتی ہین، وہ غلامی کی زنجیرون مین جکڑی جاتی ہین، اور ان کے سر سے حکومت کا تاج چھین لیا جاتا ہے،

یہ حقیقت بالکل عیان ہے، کہ گوجر ایک مستقل قوم ہے، عارضی حشمت و شوکت قومیت و ذات کو تبدیل نہین کر سکتی، اگر ایک خاندان گوجر راجہ ہو جائے، اور دوسرا کاشتکار تو ذات و قومیت مین دونون برابر ہون گے، اسلئے یہ نظریہ غلط ہے، کہ دنیاوی اقتدار سے ذات مین فرق آجاتا ہے اس زمانہ مین بھی بعض راجے مہاراجے اپنے غریب کاشتکار بھائیون کو بھائی کہتے ہین، اور نسب کے لحاظ سے ان کی تعظیم کرتے ہین،

Collection Of Advocate Showkat

خلاصہ

تاریخ اقوام پنجاب مصنفہ سر ڈینزل اِبٹسن

از صفحہ ۱۰۲ تا ۱۰۸، گوجر قوم نمبر ۹

پنجاب کے اعلیٰ اقوام سے گوجر آٹھوین درجے پر ہین، حکمران اقوام سے جاٹ، راجپوت اور پٹھان اور باقی اقوام سے ارائین، برہمن، چمار، تعداد مین ان سے زیادہ ہین، جنرل کننگھم کی رائے ہے کہ وہ مشرقی تاتار کے کوشن (کشان)، یوچی یا ٹوچاری لوگ تھے جن کے سردار نے اول صدی قبل مسیح مین کابل اور علاقہ پشاور فتح کیا، اور اس کے لڑکے کڈفانسس نے جو پنجاب کے طبقہ نسّاب (لوگون کا شجرۂ نسب رکھنے والے مثلاً مراسی یا بھاٹ) مین مشہور و معروف ہے، دریائے چناب سے دریائے جمنا کے کنارے متھرا تک اپنی حکومت کا سکہ جمایا، وندصیاس اور اس کے جانشین کنشک نے جو بدھ مذہب کا پہلا سیتھین راجہ ہے، کشمیر کو سلطنت ٹچاری سے ملحق کیا، یہ ٹوچاری یا کشان وہی کیس پیرائین جن کے اسو پپارہ یا ملتان مشہور قصبات ہین،

غالباً تیسری صدی کے شروع مین سفید ہن کے حملہ کی وجہ سے متحدہ یوچی قبیلے کے آخری بادشاہ کو مغرب کی طرف واپس آنا پڑا، جہان وہ اپنے لڑکے کو خود مختار صوبے کا حاکم بنا کر چھوڑ گیا، اس زمانہ سے لیکر آجتک کابل کے یوچی، یوچی بزرگ کے نام سے مشہور ہین، تیسری صدی کے اخیر مین گوجرون کا ایک حصہ سندھ سے نیچے جنوب مغرب کی طرف بڑھنے لگا، مگر بہت جلد شمالی حملہ آورون اندو سیتھین نے اسکو اپنے شمالی بھائیون سے جدا کر دیا، پانچوین صدی کے وسط مین جنوب مغربی راجپوتانہ مین گوجرون کی ایک سلطنت تھی، وہان سے بالا لوگون نے انکو احاطہ بمبئی کے علاقہ گجرات کی طرف بھگا دیا، اور نوین صدی کے آخر مین الله[1] خان بادشاہ جمون نے

---

[1] مؤلف ہم نے ایک سے زیادہ مرتبہ اس کتاب مین اس مضمون کو دہرایا ہے، کہ الله خان چونکہ کوئی نام نہیں ہو سکتا تھا، اسلئے

موجودہ گوجردیس یعنی ضلع گجرات کو بادشاہ کشمیر کے سپرد کردیا، کہتے ہین، کہ شہر گجرات اکبر کے زمانہ مین علی خان گوجر نے بسایا، آثار قدیمہ کی رپورٹ جلد دوم صفحات ۹۸-۱۱ مین جنرل کننگھم نے اس یگانگت اور مشابہت کے وجوہ با تشریح و توضیح بیان کئے ہین،

ایضاً فقرہ نمبر ۲۴۹ صفحہ نمبر ۱۶،

ایک ہی ذات کے لوگون کے بہت سے گوت ہین، اور ہمارے خیال مین اصل ذات کی نسبت گوت زیادہ تر مستقل وغیر مبدل ہوتا ہے، ہم پہلے بیان کر آئے ہین، کہ مغربی پنجاب مین ذات کا امتیاز محض ایک کہانی ہے اور صرف ذات سے تمدن کی نشانی سمجھنا چاہیئے، اس کے مقابلہ مین گوت ایک خاص امتیازی چیز ہے ہم خیال کرتے ہین، کہ کوئی خاندان یا کسی بڑی قوم کی شاخ جب بلند یا پست ہوتی ہے، تو اس کے ساتھ اس کی ذات بھی تبدیل ہو جاتی ہے، مگر گوت قائم رہتا ہے، اور عام طور پر ایسا بھی ہوتا ہے، کہ یہ جدید امتیاز اس نئی ذات کا نام ہو جاتا ہے، اور اسی نام سے وہ خاندان شہرت پاتا ہے، اس بنا پر دہلی کے، وہ چوہان راجپوت جو بیوہ کی شادی کر لیتے تھے، راجپوت کہلانے کی بجائے چوہان کہلاتے ہین، حالانکہ ان کے ضلع کرنال کے بھائی بند جنھون نے قوم کی رسوم کو نہین توڑا، اول درجہ کے راجپوت کہلائے، چوہان اور راجپوتون کا امتیاز ایسی ہی مثالون پر مبنی ہے، جو عملی طور پر دیکھنے مین آتی ہین، جس سے لوگون نے قدیم ذات کو بدل کر نیا نام اختیار کیا، مثلاً چوہان گوجر کہتے ہین، کہ ان کا مورث اعلیٰ چوہان راجپوت تھا، جس نے ایک گوجر عورت کے ساتھ شادی کی تھی، اور اس کی اولاد نے گوجر نام اختیار کر لیا، ذات کی رسم وعادت بدلنے کی وجہ سے راجپوتون سے نیچے درجہ مین چلے گئے، یقیناً یہ ایسا

(بقیہ حاشیہ ص ۵۰۰) بعض نے علی خان فرض کیا، یہ دونون درست نہین ہین، بہت تحقیق کے بعد ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہین کہ یہ ہندو راجہ الکھان گوجر تھا، جو بہت بڑا مقتدر راجہ تھا، علی خان نامی کا اس علاقہ پر فرمانروا ہونا ثابت نہین ہوا، البتہ الکھان گوجر راجہ نے قدیم زمانہ مین گجرات کو آباد کیا، اور اس پر حکمران رہا، اور اسی وجہ سے مابعد مین بھی موجودہ شہر گجرات نے اپنا پہلا نام تازہ کیا، ہان یہ مثل مشہور ہے، کہ جب دو آدمی آپس مین جھگڑتے ہین، تو ایک اپنے مد مقابل کو کہتا ہے کہ کیا تو علی خان ہے کہ مجھکو مار ڈالے گا، یہ علی خان کوئی اور مقتدر شخص ہے، جیسا کہ رالی خان کا سالا کہا جاتا ہے،

مشاہدہ ہے، جو ہماری آنکھون کے سامنے ہے، ہم نے پہلے ہی اس امر کو ظاہر کیا ہے، کہ یک خاندان جہان اسکی تعداد زیادہ ہے، راجپوت کہلاتا ہے، اور وہی خاندان جہان اوسکی ہستی کم ہے جاٹ کہلاتا ہے لیکن یہ علیحدہ قوم کا نام ان دونون کے ساتھ لگا رہتا ہے،

له **مؤلف** بالکل نہین، مشاہدہ اس کے برخلاف ہے، ہم نے کسی اور جگہ مفصل لکھا ہی کہ عروج و زوال سے ذات تبدیل نہین ہوتی، اور نہ عارضی امور سے ذات مین فرق آتا ہے، نہ کسی قوم کی کثرت کی وجہ سے ذات بدل سکتی ہے، جو لوگ بڑے عہدون پر فائز ہوتے ہین، یا بادشاہ بن جاتے ہین، ان کو لوگ اوسی ذات سے پکارتے ہین، جو اصلی ذات کی فی الحقیقت ان کی ہے، کمینہ ذات کے لوگ جو راجے ہوئے ان کو اب تک لوگ کمینہ کہتے ہین، یہ کیسی نامعقول بات ہی کہ بیوہ کی شادی کرنے اور ہل چلانے سے کوئی قوم اپنی قومیت سے گر جاتی ہے، جاٹون اور مغلون کے علاقہ مین اگر گوجرون کا ایک گھر ہے، تو وہ بھی گوجر کہلائے گا، ہان اس مین شک نہین کہ جب سے راجپوت کا لفظ ایجاد ہوا ہی اسکی طرف لوگ دوڑنے لگے ہین، کیونکہ اس لفظ مین لوگ اپنی عظمت کا اظہار سمجھتے ہین، مورخ کیلئے یہ ایک سوال ہی کہ وہ لوگون کی ذاتون کو ان کے مدارج دنیاوی پر مبنی کرے، یا نسب پر چوہان چوہان ہے، خواہ وہ بیوہ کی شادی کرے یا ہل چلائے، یا مزدوری کرے، ہر ایک دانشمند کا فرض ہے، کہ ایسی روایتون کو رد کر دیا کرے،

فافہم فتدبر

انتخاب

از

جرنل آف دی رائل ایشیاٹک سوسائٹی اکتوبر سنہ ۱۹۰۵ء لندن صفحہ ۹۵۱

گوجرون کے حالات

پنجاب اور صوبجات متحدہ مین گوجرون کی کئی جماعتین تھین، اور ان کی بڑی تعداد تھی، کسی زمانہ مین وہ بڑے طاقتور تھے، مگر اب کمزور ہوگئے ہین، صوبجات متحدہ اور مشرقی پنجاب مین ریواڑی کا ایک مشہور طاقتور راجہ گوجر تھا، پہلے پہل ان مین دختر کشی کی عام رسم تھی، اور عورتون کی کمی دوسری ذاتون سے پوری کرتے تھے، باوجودیکہ ان مین بیرونی خون کی آمیزش ہوگئی تھی تاہم ان کی جسمانی حالت پنجاب اور صوبجات متحدہ مین قائم رہی، مگر احاطہ بمبئی مین وہ صورت بدل گئی، ہر ڈاکٹر ابیٹس لکھتا ہے، کہ پنجاب کے گوجر جاٹون کی مانند نہایت بہادر، عمدہ خوبصورت و تنومند آدمی ہین، اور جسمانی حالت عمدہ رکھتے ہین، کشمیر کے گوجر بلند قامت اور صوبجات متحدہ کے گوجر میانہ قد ہوتے ہین، گوجر وسیع علاقہ مین پائے جاتے ہین، سندھ سے متھرا تک، ہزارہ، سوات، کشمیر، گلگت مین پھیلے ہوئے ہین، اور ضلع گجرات (پنجاب) مین تہائی آبادی ۱/۳ حصہ ہے، سہارنپور، مظفر نگر، میرٹھ اور بلند شہر مین کثرت سے گوجر آباد ہین، اور شہر متھرا گوجرون کی بستیون کی حد ہے جنوب مین نربدا کی وادی اور اضلاع ناگپور ان کا مسکن ہے، جہان وہ دسوین صدی مین آئے تھے، ضلع گوجرانوالہ اور چار گجرات ان کے نام سے موسوم ہین، آٹھوین صدی تک سہارنپور کا کچھ حصہ گجرات کہلاتا تھا، اور اب بھی گوالیار کے شمال مین ایک علاقہ گجرات ہے، گوجر اضلاع پنجاب اور سہارنپور اور مظفر نگر وغیرہ کے راجپوتون سے ملتے جلتے ہین، اور بلند شہر کے بڈگوجر راجپوت نسل سے بتائے جاتے ہین، ان سب کے ماسوا گوجر شمال مغربی ہندوستان کی سب سے برگزیدہ قوم ہے، پنجاب کے گوجر دیس کے [illegible] اور گوجرون کی سلطنتین چھٹی صدی مین تھین یعنی بھنمال کی سلطنت عظمیٰ اور بڑوچ کی سلطنت

Collection Of Advocate Showkat

صغری جو تھوڑے ہی عرصہ تک رہی بھینمال کی گرجر سلطنت چھٹی صدی کے نصف مین قائم ہوئی ۶۲۸ء مین ہندوستان کے ماہر علم نجوم برہماگپتا نے اپنی کتاب سدھانتا بھینمال کے گوجر بادشاہ کے دربار مین لکھی بھینمال اور بھروچ کے گرجارے جلدی ہندو ہو گئے وہ پہلے پہل ہن کی طرح سورج کی پوجا کرتے تھے، اور سورج نامی مندر کے کھنڈر ہری مال کی گذشتہ عظمت کا بین ثبوت ہین، لیکن ہم دیکھتے ہین کہ بھینمال کا بادشاہ بدھ مذہب کا پیرو تھا، اور ہیون سانگ کے زمانہ سیاحت تک چھتری کہاتا تھا بھروچ کے بادشاہ نے بھی اس سردار کی تقلید کی

مؤلف بعض مورخین نے اس متن پر حسب ذیل حاشیہ آرائی کی ہے

اولاً گورجارون نے سب سے پہلے پنجاب کے ضمن شمال مغرب مین بستیان قائم کین، ان کی شکل و شباہت، روایات اور مروجہ اصول تقسیم جائداد اس امر کا ثبوت ہین، کہ جنوب کے گورجارے راجپوتانہ سے آئے۔

ثانیاً گورجارے چھٹی صدی کے وسط مین ایک طاقتور قوم کی حیثیت سے نمودار ہوئے تھے، اور وہ ایک وسیع علاقہ مین قدم جمائے ہوئے تھے، اور انھون نے بڑی بڑی ریاستون کی بنیاد ڈالی، یونانی مورخین اور مہابھارت اور دیگر مصنفین ہم کو شمال مغربی پنجاب کے قبیلون کی پوری اطلاع پہنچاتے ہین، ہان گوجر جیسی زبردست قوم کا فوراً نمودار ہو جانا ظاہر کرتا ہے، کہ وہ علاقہ غیر سے آئے تھے، چونکہ یہ گورجارے شیو کی پوجا نہین کرتے تھے، اور نہ ہی بدھ مذہب رکھتے تھے، اس لئے ضروری ہے کہ وہ ہندوستان مین پیدا نہین ہوئے تھے، یہ تو ہر طرح سے ثابت ہے، کہ وہ سورج کی پوجا کرتے تھے، اور گاڑی مین سوار ہوتے تھے، اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ وسط ایشیا سے آئے،

ثالثاً چونکہ گورجارون کی نہایت مشہور ریاستین چھٹی صدی کے وسط سے شروع ہوئین، اسلئے معلوم ہوتا ہے، کہ زیر بحث گورجارے ان سے پہلے ہند مین داخل ہوئے تھے، یا بالفاظ دیگر وہ قبیلہ ہن کے ہمراہ آئے تھے، انکی مانند وہ سورج کی پرستش کرتے تھے، جن بادشاہون نے ہُن کا مقابلہ کیا، وہ گورجارون کے دشمن تھے، لہذا یہ محض ایک خیال ہی نہین، بلکہ امر واقعی ہے کہ شمالی خانہ بدوش جنھون نے براج کی صحرا نوردی کی، وہ اپنے ہمراہ ایک خورد سال دیوتا لائے، غالباً جو خانہ بدوش متھرا مین ایک جدید دیوتا لائے وہ عیسائیت سے زیادہ آشنا نہ تھے، صرف اس کے ابتدائی اصولون سے واقف تھے، جس وقت یہ آئے، اس وقت متھرا مین بدھ مذہب رائج تھا، اور وہان ان کو کامیابی بھی حاصل ہو سکتی تھی، لیکن چھٹی صدی کے شروع مین بدھ مذہب کو زوال آنا شروع ہو گیا تھا، اور ہندو مذہب کو ترقی ہونے لگی، جدید دیوتے کا نام ہندوؤن کے کانون مین کرشن کلان کی طرح گونجنے لگا، اس لئے نیا دیوتا پہلے دیوتے کی طرح خدا کا اوتار سمجھا گیا، بہت جلد اس نوجوان کرشن کا مذہب کثرت معتقدین و اشاعت کی وجہ سے دوسرے مذاہب

Collection Of Advocate Showkat

پر سبقت لے گیا،

بعض مورخین یہ بھی کہتے ہین، کہ گوجر بہت قدیم زمانہ سے ہندوستان مین مقیم تھے، بظاہر یہ مشکل ہے کہ وہ پانچوین چھٹوین صدی مین آکر جلدی سے سلطنتین قائم کر لیتے، بلکہ قرین قیاس یہ نظریہ ہے، کہ قدیم باشندون مین سے ایک قوم طاقتور ہو گئی، اور انھون نے اپنا قدیمی نام گوجر مشہور کیا،

بعض کا خیال ہے، کہ گوجر آریہ خاندان کا ایک عنصر ہے، اور راجپوت اور گوجر ایک ہین،

بہر حال ان تمام انکشافات سے کہ گوجر آریہ ہون، یا بعد مین آئے ہون، یا ہنون کے بھائی بند ہون گوجرون کی ہر طرح سے شان و عظمت ثابت ہوتی ہے، یورپ کے سب مورخ بالاتفاق کہتے ہین، راجپوت فی الجملہ ان کی اولاد ہین،

Collection Of Advocate Showkat

ماخوذ

از

از تاریخ من موہن چکرورتی

ہندوؤن کی سلطنتیں عہد اسلام تک

سنہ ۶۵۰ء سے سنہ ۱۳۰۰ء تک

اس زمانہ مین گوجرون کی ایک بہت وسیع اور زبردست سلطنت تھی جس کا سکہ دور دور کے علاقون پر بیٹھا ہوا تھا، تاریخون کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ زبردست قوم ساک اور ہُن کے حملون کے وقت ہندوستان مین آئی، اور شمال مغربی علاقون پر سیلاب کی طرح پھیل گئی،

ان کے عروج و اقبال کے نشان اب تک درخشان و تابان ہین، پنجاب مین ضلع گجرات جس کا نام قدیم زمانہ مین گرجراترا تھا، ان کے نام پر مشہور ہے۔ جنوب مین ان کی سلطنتین بھروچ اور بھنمال تھین۔ (جن کا ذکر بارہا صفحہ تاریخ پر چکا ہے،) سنہ ۷۴۶ء مین چوڑا خاندان کا ستارۂ اقبال چمکا، انھون نے انہلواڑہ (موجودہ شہر پٹنہ) پر پرچم شوکت و حشمت کو لہرایا،

مولراج سولنگی نے اس خاندان کا استیصال کر کے سلطنت سولنگی کی بنیاد رکھی، سولنگی خاندان کی نسبت بیان کیا جاتا ہے، کہ یہ بھی گوجر خاندان کی ایک شاخ ہے، اس خاندان نے انہلواڑہ کو بہت ترقی دی، یہان تک کہ انہلواڑہ نہ صرف ہندوستان کا بلکہ دوسرے ملکون کا بھی مشہور تجارت گاہ ہو گیا،

سولنگی خاندان نے تیرہوین صدی تک نہایت کروفر سے حکمرانی کی، آخر علاؤالدین نے متواتر حملے کر کے انکی سلطنت کی جڑ کھوکھلی کر دی اور کچھ زمانہ تک سردارون کی حیثیت مین رہ کر نیست و نابود ہو گئے۔

زمانہ حال کی تحقیقات سے ثابت ہوا ہے، کہ گوجرون نے ہند مین بمقابلہ جنوب کے شمالی علاقہ کی تاریخ مین زیادہ حصہ لیا ہے، ایک زبردست گوجر راجہ ادھیراج، وتسا راجہ (وتسراج) سنہ ۷۸۳ء مین اجین

دارالسلطنت مالوہ) پر فرمان روا تھا، اس کے پوتے بھوجراج نے جو ایک ممتاز جانباز بہادر تھا، دریائے گنگا کو عبور کر کے سنہ ۸۴۰ء میں قنوج کو فتح کیا، اور اسکو دارالسلطنت بنایا، راجہ بھوج بھی اپنے دادا وتسا راجہ کیطرح ادھیراج کے خطاب سے ممتاز تھا، جب سلطنت قنوج کو زوال آیا، تو اس کے اجزاء پراگندہ ہو گئے، اور طوائف الملوکی کی صورت میں جدا جدا مستقل ریاستیں قائم ہو گئیں، مالوہ میں پرمرے، اجمیر میں چوہان، بندھیل کھنڈ میں چندیل اس تفرقہ و تشتت سے گہڑوار خاندان کو موقع مل گیا، انھوں نے آسانی سے قنوج پر قبضہ کر لیا، اور حکمران گوجر کو نکال دیا،

گرھوار خاندان سنہ ۱۱۹۴ء تک قنوج پر مُسلط رہا، آخر کار محمد غوری نے راجہ جے چند کو چندواڑہ کے مقام پر شکست فاش دی، اور تعاقب کر کے اس کا سر قلم کیا، اس شکست سے گرھوار کا ایک گروہ جنوب کے ریگستان میں چلا آیا، جس نے جودھپور کی ریاست کی بنیاد رکھی، اور راٹھور کے نام سے مشہور ہوا،

مؤلف اس مضمون سے مندرجۂ ذیل نتائج پیدا ہوتے ہیں،

۱۔ ہندوستان کے شمالی و جنوبی علاقوں پر گوجروں کا حکمران ہونا،

۲۔ چہوا خاندان بھی گوجروں کی شاخ ہے،

۳۔ سولنگی بھی گوجر تھے،

۴۔ اقوام ساک اور ہن کے ساتھ گوجروں کا حملہ آور ہونا تو کیا، ہُن اور ساک گوجروں کے قریبی اور بھائی بند نہیں ہیں،

ماخوذ

از

تاریخ ہند ٹی ڈبلیو ٹامسن صاحب ایم اے اڈیشن پنجم مطبوعہ ۱۹۱۲ء صفحہ ۵۶ و ۵۷

یہ صاف طور سے واضح نہیں، کہ راجپوت قومیں کہاں سے پیدا ہوئیں، ان میں سے بعض آریہ اقوام سے ہیں۔ جیسے کھتری اور دیگر راجپوت اقوام اغلباً سیتھین جیسے ہیں، اور دراوڑ نسل سے ہیں، گو بہت جلد ہی وہ برہمن تہذیب کے پیرو ہوگئے تھے۔ گوجران ہی، طاقتور اور کثیر التعداد اقوام کے افراد سے ہیں، معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہندوستان میں ساکا، اور ہُن کے حملوں کے وقت داخل ہوئے، اور شمال اور جنوب میں ملک پر قابض ہوگئے، ان کی طاقت کے نشانات پنجاب میں باقی ہیں، اور ایک پورا ضلع گجرات یعنی گوجر ترا آج تک انکے نام سے نامزد ہے۔ جنوب مغرب میں ان کے دارالملک بھین مال اور بھروچ تھے، اور بعد ازاں ۹۶۱ء میں مولراج نے سولنگی یا چلوکیا خاندان کی بنیاد ڈالی، اور راجپوت کتہ یا چوڑا خاندان کو جو پٹن میں حکومت کرتا تھا نکال دیا۔ سولنگی خاندان بیان کیا جاتا ہے، کہ گوجروں کی ایک شاخ ہے، پٹن یعنی انہلواڑ مغربی تجارت کا ایک بڑا مرکز تھا، اور تیرہویں صدی کے آخیر تک بڑی ترقی کرتا رہا۔ یہاں تک کہ علاء الدین خلجی نے تیرہویں صدی کے اخیر میں اس کو لوٹ کر بالکل تباہ کر دیا، موجودہ تحقیق سے معلوم ہوا ہے کہ گوجروں نے اس سے بھی زیادہ شمال کی طرف اپنی فتوحات کو بڑھایا، بعض مورخ اس بات کی تصدیق کرتے ہیں، کہ ایک زبردست گوجر راجہ وتسا مالوہ اوجین پر تقریباً ۷۸۳ء میں حکومت کرتا تھا، اور اس کے پوتے بھوج نے دریائے گنگا کو عبور کیا، اور تقریباً ۸۴۰ء میں قنوج کو اپنا دار الحکومت بنایا، بعد ازاں شمال کا مہاراجہ ادھیراج بن گیا، مگر بعد ازاں جب کئی راجپوت خاندان مغرب اور جنوب میں، جیسے پرمار مالوہ میں، چوہان اجمیر میں اور چندیل بندیل کھنڈ میں عروج پر ہوئے، تب قنوج کی سلطنت زوال پذیر ہوئی، اور آخر کار برسر حکومت خاندان کو گہر وار خاندان کے ایک سردار نے شکست دیکر تباہ کر دیا، گہر وار خاندان نے قنوج پر ۱۱۹۴ء تک حکومت کی، اور پھر اونکے

آخری بادشاہ جے چند کو مسلمان بادشاہ محمد غوری نے شکست دیکر قتل کر دیا، بعض گہروار مغرب کے ریتیلے میدانون مین چلے گئے، جہان اونھون نے جودھپور ریاست کی نیا د ڈالی، اور پھر اُن کا نام راٹھور مشہور ہو گیا،

دہلی کے قلعے لال کوٹ کو پہلے پہل سنہ ۱۰۴۰ء مین ایک رئیس اننگ پال نے تعمیر کیا تھا، جو قنوج کی طرف سے آیا تھا، اور قنوج سے نکالے ہوئے گوجر خاندان سے تھا، اسکی اولاد تنور کہلاتی تھی، یہ خاندان دہلی پر ایک صدی سے زیادہ مدت تک حکومت کرتا رہا، پھر قریبًا سنہ ۱۱۶۷ء مین چونکہ دہلی کے بادشاہ کی اولاد نرینہ نہ تھی، اسلئے اوس کی سلطنت اجمیر کے ساتھ شامل ہو گئی، اننگ پال جو دہلی کا آخری تنور راجہ تھا، اوس نے اپنی لڑکی کی شادی اجمیر کے چوہان راجہ سے کر دی، اس شادی سے مشہور و معروف پرتھوی راج پیدا ہوا تھا، جسکی وجہ سے ان دو خاندانون اور دو سلطنتون کا الحاق ہو گیا،

مؤلف بعض کتبون مین ہُن اور گوجرون کا نام اکٹھا آتا ہے، چوڑا خاندان وہی چاپ خاندان ہے، جو گوجرون کی ایک شاخ ہے، اور متواتر روایت ہے، کہ دہلی کا قلعہ گوجر شاہزادون کے ہاتھ سے تعمیر ہوا، اب تو واضح طور پر ثابت ہو چکا ہے، کہ راجپوت گوجر وغیرہ بیرونی طاقتور قومون کی یادگار ہین، ہم نے ایک سے زیادہ مرتبہ اس کو بیان کیا ہے، کہ راجپوت کوئی قوم نہین ہے، یہ ایک وصفی نام ہے، جو افراد کسی راجہ کی اولاد ہوئے، وہ راجپوت کہلائے، یہ اصطلاح ہندوستان تک محدود نہین ہے، بلکہ دوسرے ملکون مین بھی اس اصطلاح کا رواج ہے، ملک زادہ شاہزادہ ابن الملوک، نواب زادہ عام طور پر بولا جاتا ہے، اور پھر راجپوت کا لفظ ایسا وسیع ہے، کہ گوجر جاٹ، اہیر، وغیرہ جن کے بزرگ خوش قسمتی سے راجہ ہو گئے، وہ راجپوت کہلائے، یہ ایسا بدیہی مسئلہ ہے، کہ اس کا انکار نہین ہو سکتا، یہ عجیب منطق ہے، کہ اور قومون کے راجاؤن کی اولاد راجپوت کہلائے، اور گوجر اور جاٹ، راجاؤن کی اولاد راجپوت نہ ہو،

Collection Of Advocate Showkat

موسہلینیا دارالسلطنتِ گوجران

راجگانِ گوجر اور چندیل کے مابین سنہ ۹۳۱ء مین جنگ ہوئی، مسٹر اے سمتھ بحوالہ جے، اے، ایس، بی سنہ ۱۸۸۱ء حصہ اول صفحہ ۶ لکھتا ہے، کہ آنند چندیل ایک پرہار گوجر کے راجہ کو مغلوب کر کے ججا بھکتی، (جس کو آج کل بندیل کھنڈ کہتے ہین،) کے جنوبی حصّہ کا مالک ہو گیا، یہ پرہار گروہ (جس کے راجہ کو آنند چندیل نے مغلوب کیا تھا،) یقیناً گوجر قوم سے تھا، جو چھٹی صدی عیسوی مین ہندوستان مین داخل ہوئی تھی، قبیلہ پرہار کا دارالحکومت نوگاؤن اور چھتر پور کے درمیان موسہانیا کے مقام پر تھا، پرہار کا پیشرو گرجر وار قبیلہ تھا، جن کے بعض راجاؤن نے قنوج مین راجدھانی کی بنیاد ڈالی،

مؤلف اس سے بھی بلا شک وشبہ گوجرون کی وسیع حکومت کا پتہ چلتا ہے، بعض کہتے ہین، کہ چندیل بھی گوجر ہین، گوجرون کے قبائل آپس ہی مین لڑ بھڑ کر تباہ ہو گئے،

* * *

Collection Of Advocate Showkat

ماخوذ

از

تاریخ چھتری بنس پردیپکا،

ویسے تو گوجر ہندوستان مین ہر جگہ پائے جاتے ہین، مگر جمنا کے کنارے کنارے اور گجرات پنجاب مین اونکی آبادی بہت زیادہ ہے پہلے جمنا کے اوپر کا حصہ اور اضلاع سہارنپور، وغیرہ بھی گجرات (گوجرون کا ملک) کہلاتا تھا،

آج کل بھی اون کی ریاستین سہارنپور، لنڈھورا، بندھیل کھنڈ، ہمتھر مین قائم ہین، اور اچھے اچھے رئیس ٹٹلی، گوجر گڑھ، گوالیار، کرولی، منڈلانہ، ہیسوڑہ، کاندلہ، گنگیس (اجامون) پھپھوندہ، یلوہ، میرٹھ، گجرات پنجاب مین پائے جاتے ہین، مسیح سے قریب دو صدی پیشتر ان کا راجہ ہیمون قریباً تمام ہندوستان پنجاب پر حکمران تھا، یہ بھی تاریخون سے ثابت ہے، کہ گوجر چوتھی صدی مسیح مین شمالی ہندوستان، ہزارہ، گجرات وغیرہ، علاقون پر قابض تھے، اور ان کے آباد کردہ شہر گجرات، گوجرانوالہ وغیرہ اب تک موجود ہین،

یوپی کے ۴۶ ضلعون مین گوجرون کی آبادی پائی جاتی ہے، جس ضلع مین اون کی آبادی ایک سو سے کم ہو وہ چھوڑ دیا گیا ہے، جنکی تفصیل یہ ہے، ڈیرہ دون، مظفر نگر، سہارنپور، میرٹھ، بلند شہر، علی گڈھ، متھرا، آگرہ، فرخ آباد، مین پوری، اٹاوہ، ایٹہ، بریلی، بجنور، بدایون، مراد آباد، شاہجہان پور، پیلی بھیت، کانپور، باندہ، جھانسی، جالون، للت پور، مرزاپور، گورکھپور، بستی، اعظم گڈھ، گڑھوال، ترائی، لکھنؤ، رائے بریلی، فیض آباد، بہرائچ، سلطانپور، پرتاب گڑھ، بارہ بنکی، ان اضلاع مین گوجر قوم کی آبادی سب ملا کر تقریباً چھ لاکھ ہے،

مؤلف کشمیر، پونچھ، سوات، نیبر، گلگت وغیرہ شمالی علاقون مین بمقابلہ جنوبی اضلاع ہند کے بہت زیادہ ہے، اگر گوجر دوسری قومون مین نہ مل جاتے، تو اون کی مردم شماری حیرت انگیز ہوتی، بعض تو اور پیشہ ور قومون مین اونکے لاکھون خاندان مدغم ہو گئے ہین،

Collection Of Adevcate Showkat

ماخوذ

از

تاریخ ہند مصنفہ وی اے سمتھ ایڈیشن سنہ ۱۹۱۶ء

از صفحہ ۲۹

بعض تلمیحات سے یہ خیال پیدا ہوتا ہے، کہ ہندوستان پر ایرانیون نے تیسری صدی عیسوی مین حملہ کیا ہوگا، لیکن یہ ثابت ہے کہ اس کے بعد کا حملہ پانچوین اور چھٹی صدی مین ہوا جب ایشیا کے جنگلون سے تندخو وحشیون کے گروہ ایران و ہندوستان پر حملہ آور ہوئے، یہ تمام اپنے آپ کو ہن کہلاتے تھے، یہ ایک ایسی اصطلاح ہے، جو ساکہ کی طرح عام طور پر استعمال ہوتی ہے، اور بلاشبہ اس مین کئی گروہ اور قومین شامل تھین، یورپین مصنف ہندوستانی ہنون کو جنکو وہ سفید ہن کہتے ہین ہو دوسرے ہنون سے جنہون نے یورپ پر حملہ کیا تمیز کرتے ہین، یہ ساکہ کی طرح ہم وثوق سے یہ نہین کہہ سکتے، کہ سفید ہن خوبصورت لمبے آریاؤن اور ترکون سے متعلق تھے، یا چھوٹے زرد رنگ منگولون سے لیکن اب یہ معلوم ہو چکا ہے، کہ بہت سی موجودہ راجپوت نسلین اور دوسری ذاتین جیسے گوجر جاٹ، کاٹھی وغیرہ وغیرہ یا تو ہنون کی نسل سے ہین، یا گوجر کی نسل سے یا اسی طرح کے اور گروہون کی نسل سے جو اُن کے بعد ہندوستان مین داخل ہوئے، راجپوتون جاٹون، گوجرون کی شکل وشباہت اس بات کو واضح کرتی ہے، کہ ان کے اجنبی آباؤ اجداد خوبصورت لمبے قد کے انسان تھے، نہ کہ زرد رنگ چھوٹی آنکھون والے منگول نسل کے،

از صفحہ ۹۰

اکثر موجودہ راجپوت قومین اپنا شجرۂ نسب آٹھوین یا نوین صدی تک بتاتی ہین، اس کے آگے نہین، اور وجہ یہ معلوم ہوتی ہے، کہ اون کے برسر حکومت خاندان اس زمانہ کے قریب قریب ہندو ہوئے ہون گے، اجنبی آباد کارون کے گروہ جیسے ہین، گوجر وغیرہ جنہون نے اپنی سکونت پانچوین چھٹی صدی مین پنجاب اور راجپوتانہ مین اختیار کرلی تھی، وہ یا تو انہی نسلون مین ہندو ہوگئے، اور ہندو اقوام مین شما

ہونے لگے جنگ، اور سلطنت چھتریون کا کام تھا جو اون کے سردار اور نزدیکی تھے جب اونھون نے ہندو دھرم قبول کیا تو چھتری کہلانے لگے، اور دوسرے ان سے کم درجہ شمار ہونے لگے۔ اتنی صدیان گذرنے کے باوجود بھی اعلٰی راجپوت اقوام مین بہتیرین رسم و رواج پر عملدرآمد دیکھنے مین آتا ہے، یہ ثابت ہوچکا ہے، کہ موجودہ زمانیکے پرتی ہار (پریہار) راجپوت گورجر کی نسل سے ہین، جو ہندوستان مین اجنبیون کی طرح آئے، اور یہ صاف طور پر عیاں ہے، کہ گوجر اور گورجر ایک ہین، لیکن پرتی ہار چھتریون اور راجپوتون مین شمار ہوتے ہین، کیونکہ وہ گذشتہ زمانے مین برسر حکومت قوم تھی، حالانکہ موجودہ گورجر جو قدیم گورجر کی اولاد ہین، اب ایک متوسط درجے کی ذات بتاتے ہین، جو درجے مین راجپوتون سے کم خیال کئے جاتے ہین، یہ بات یقین کرنے کے قابل ہے کہ اور بہت سی راجپوت قومین اجنبی اقوام کے برسر حکومت خاندانون مین سے ہین، ۸۰۰ء مین شمالی ہندوستان مین ایک نہایت طاقتور سلطنت پنجالہ یا قنوج کی تھی، جس پر راجہ بھوج پرتی ہار حکومت کرتا تھا، جس کے گوجر آبا و اجداد راجپوتانہ مین ایک بڑی سلطنت کے مالک تھے، نوین صدی کے شروع مین اُن شہزادون مین سے ایک نے قنوج پر قبضہ کرلیا، اور اوسے اپنے خاندانون کا دارالسلطنت قرار دیا، نوین صدی کے وسط کے پچاس ساٹھ سال بعد قنوج کے بادشاہ اس قدر وسیع ملک پر حکمران تھے جسقدر کہ راجہ ہرش کے ماتحت تھا، اس مین کاٹھیاواڑ (سُراشٹر) شامل تھا، اور ان کی سلطنت کا دائرہ مگدھ یعنی جنوبی بہار کے حدود سے لے کر ستلج تک پھیلا ہوا تھا،

مؤلف گوجرون کے گوتون مین ایک گوت ہون ہے، جو دراصل ہُن ہے، سوال نسب کا ہے، حکومت یا دولت سے نسب مین کوئی تغیر نہین آتا، باقی رہا حکومت و دولت کا اثر یہ تو ہر زمانے اور قوم مین پایا جاتا ہے، کہ دولتمند مفلسون کو اپنے سے حقیر و کم درجہ خیال کرتے ہین، مگر ان کے نسب سے انکار نہیں کر سکتے،

خاکستر اگر بر آسمان رود ہمانا خاکستر است، گوہر اگر در خلاب افتد ہمانا گوہر است،

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ راجپوت گوجرون سے الگ نہین ہین، اور نیز اس اقتباس سے ثابت ہوتا ہے، کہ گوجرون کی سلطنت راجہ ہرش کی سلطنت سے کم نہ تھی، اور راجہ ہرش کی سلطنت کی وسعت بہت بڑی تھی جس کی وسعت کے حالات تاریخہاے قدیم سے معلوم ہو سکتے ہین"

سلسلۃ التواریخ

مطبوعۃ فی پاریس بدار الطباعۃ السلطانیۃ

سنہ ۱۸۱۱ من صفحۃ ۲۶ الی ۳۰

اخبار بلاد الھند والصین وملوکھا

سلسلۃ التواریخ مطبوعہ مطبع سرکاری پریس ۱۸۱۱ء صفحہ ۲۶ سے ۳۰ تک ہند اور چین کے شہرون اور اون کے بادشاہون کے حالات :

أَهْلُ الهِنْدِ وَالصِّين مجمعُونَ علیٰ انَّ
مُلُوكَ الدّنیا المعدودین اربعة
فاوّل من یَعُدّون من الاربعة
ملك العرب وَهُوَ عِنْد هم اجماع
لَا اختلاف بینهُم فیه انّه ملك
اعظم الملوك واكثرهم مالاً وابهاهم
جمالاً وانّه ملك الدّین الكبیر الذی
لیس فوقه شیٔ ثمّ یعدّ ملك الصین
نفسه بعد ملك العرب ثم ملك الروم
ثمّ بلهرا ملك المخرمی الآذان فانّا

اہل ہند وچین اس پر متفق ہین، کہ دنیا کے بادشاہ
جو شمار کیے جاتے ہین، (یعنی اولوالعزم بادشاہ)
چار ہین؛ اور اون چار مین سے ایک بادشاہ
عرب ہے، اوس مین بھی اون کا کلیۃً اتفاق
ہے (کسی قسم کا) ان مین اختلاف نہین ہے کہ
بادشاہِ عرب سب بادشاہون سے بڑا ہے،
اور دولت وحسن مین سب سے بڑھکر ہے، اور
وہ سب سے بڑے مذہب (اسلام) کا جس سے
اور کوئی چیز فائق نہین، بادشاہ ہے، پھر
شاہِ عرب کے بعد شاہ چین اپنا درجہ شمار کرتا ہے؛

Collection Of Advocate Showkat

بلهرا هٰذا فانه اشرف الهند وهم له مقرون بالشرف وكل ملك من ملوك الهند متفرد بمملكه غير انهم مقرون لهذا فاذا وردت رسله على سائر الملوك صلوا لرسله تعظيما له هو ملك يعطي العطاء كما تعطي العرب وله الخيل والفيلة الكثيرة والمال الكثير وماله دراهم تدعى الطاطرية وزن كل درهم درهم ونصف سكة الملك وتاريخه ليس في سنة من مملكة من كان قبله كسنة العرب من عصر النبي عليه السلام بل تاريخهم بالملوك وملوكهم يعمرون ربما ملك احدهم خمسين سنة وتزعم اهل مملكة بلهرا انما يطول مدة ملكهم واعمارهم في الملك لمحبتهم للعرب وليس في الملوك اشد حبا للعرب منه وكذلك اهل مملكته وبلهرا[1] اسم لكل ملك منهم ككسرى ونحوه وليس باسم لازم

زان بعد شاہ روم اس کے بعد بلہارا چھیدے ہوئے کانون والون کا بادشاہ (یعنی اوسکے ملک مین اکثر لوگون کے کان چھیدے ہوئے ہوتے ہین) لیکن یہ بلہارا جو اسوقت حکمران ہے، شاہان ہند سے بڑا ہے، وہ سب اسکی برتری کو تسلیم کرتے ہین، ہندوستان کا ہر ایک بادشاہ اپنی اپنی سلطنت مین بلا شرکت غیرے خود مختار ہے، (کسی دوسرے کے ماتحت نہین) مگر وہ سب بلہارا کی عظمت کا اقرار کرتے ہین جب اوس کے سفیر دوسرے بادشاہون کے دربار مین جاتے ہین، تو وہ اسکی عظمت شان کی وجہ سے ان سفیرون کو کورنش بجالاتے ہین، یہ ایک بادشاہ ہے، جو عرب بادشاہ کی طرح (بہت کچھ) داد و دہش کرتا ہے، اوسکے پاس بکثرت گھوڑے اور ہاتھی ہین، اور بہت کچھ دولت ہی، اور اوسکی دولت وہ درہم ہین، جنکو تاتری کہا جاتا ہی، ہر ایک تاتری کا وزن درہم مروجہ سے یک نیم چند ہے، بادشاہ کا سکہ اور اوس کا سن تاریخ شاہان پیشینا کی حکومت سے شروع نہین ہوتا جیسا کہ عرب کا سن عہد حضور علیہ السلام کے زمانہ ہجرت

---

[1] ولبھی بادشاہون کا لقب ہی، بلہارا کے معنی ادھیراج ہے، انہی کو راشٹرکوٹ کہتے ہین، عربی مورخ نے ضرور بلہارا کے معنی دریافت کئے ہون گے، اسی واسطے اس نے اوس کے معنی ملک الملوک لکھے ہین، مسٹر بھنڈارکر کے خیال مین یہ لفظ مرکب ہے بھلا اور راے سے، را بمعنی راجہ اور بھلا بمعنی معظم و مکرم، ہمارے خیال مین ولبھی راے سے بلہارا نکلا ہے، اور یہ معقول ہے،"

وملك بلهرا وارضه اولها
ساحل البحر وهي بلاد تدعى
الكمكم متصلة على الارض.
الى الصين. وحوله ملوك
كثيرة يقاتلونه غير انه يظهر
عليهم منهم ملك الجزر وهو
كثير الجيش ليس احد من
الهند: عدى الاسلام منه
وهو على لسان من الارض و
اموالهم كثيرة وابلهم و
مواشيهم كثيرة ويتبايعون
بالفضة التبر ويقال ان لهم
معادن وليس في بلاد الهند
امن من السرق منها والى
جانبه ملك الطافن وهو
قليل المملكة ونساءهم بيض
اجمل نساء الهند وهو ملك
موادع لمن حوله لقلة
جيشه وهو يحب العرب
كحب بلهرا ويلي
هؤلاء ملك يقال له
رهمی[1] يقاتله ملك الجزر

سے شروع ہوتا ہے، بلکہ اوسکی تاریخ الگ الگ
ان کے بادشاہون کے سن جلوس سے شروع ہوتی
ہے، ان کے بادشاہ بڑی بڑی عمرین پاتے ہین،
انکے اکثر بادشاہون نے پچیس سال تک حکومت کی
ہے، اور بلہارا کی مملکت کے لوگ خیال کرتے ہین،
کہ عربون کی محبت کی وجہ سے ان کے بادشاہون کی
عمر اور زمانۂ سلطنت طویل ہوتا ہی (یعنی عرب کے لوگ
نیک ہین، یہ بادشاہ چونکہ انکی تواضع و مدارات
کرتے ہین، اسلئے اونکی عمر اور زمانۂ حکومت مین برکت
ہوتی ہی،) اور اس بادشاہ (بلہارا) کے برابر کوئی دوسرا
بادشاہ عربون سے زیادہ محبت رکھنے والا نہین ہی، اور
ایسا ہی (اسکی طرح) اسکی رعایا بھی عربون سی محبت
رکھتی ہے، اور ان مین سی ہر ایک بادشاہ کا لقب بلہارا
ہوتا ہی، جیسا کہ کسریٰ وغیرہ (کسریٰ بادشاہ عراق کا
لقب ہے) اور یہ ذاتی نام نہین ہی (یعنی نام ہر ایک بادشاہ
کا الگ الگ ہی) اور بلہارا اوس کا لقب ہے، اور
اسکے ملک اور ولایت کی حد سمندر کے کنارہ سے شروع
ہوتی ہی اور یہ ولایت ہی جسکو کمکم (کوکن) کہتے ہین،
یہ خشکی مین مسلسل چین تک چلی جاتی ہے، (یعنی سمندر
کے کنارے کنارے چین تک اوسکی ولایت ہی،) اسکے
گرداگرد بہت سے بادشاہ ہین، جو اس سی لڑتے رہتے
ہین، مگر یہ ان پر غالب آتا ہی، منجملہ ان کے ایک گوجر

---

[1] جہان تک تاریخون پر ہمارا عبور ہے رہمی کے لفظ سے ہمین عربی تاریخون نے واقف کیا ہے، ہمین غور کرنا چاہیے کہ اتنا بڑا بادشاہ جس کے لشکر مین بقول مورخین عرب پچاس ہزار ہاتھی ہوتے تھے اسکا ذکر ہندوستان کی تاریخون مین نہ ہو

وَلیسَ لہٗ شرفٌ فی الملك وھُو
ایضًا یقاتل بلھرا کما یقاتل
ملك الجزر ودھمی ھذا اکثر
جیشا من ملك بلھرا ومن
الطافن یقال انه اذا خرج الی
القتال یخرج فی نحو من خمسین
الف فیل ولا یخرج الا فی
الشتاء لان الفیلة لا تصبر
علی العطش فلیس یسعه الا
الخروج فی الشتاء ویُقال
انّ قصّاریٰ عسکرہ
نحو من عشرۃ الف الیٰ
خمس عشرۃ الفا وفی بلادہ
الثیاب التی لیس لاحد مثلھا

بادشاہ ہی جسکے بہت لشکر ہین، ہندوستان مین کوئی
اس سے بڑھ کر اسلام کا دشمن نہین ہی وہ (اس ملک
کی) خاکنانے پر رہتا ہے، اسکے پاس مال و دولت بہت
ہی اور اس کے اونٹ اور مواشی کثرت سے ہین، (اسکے
ملک کے لوگ) چاندی کے بدلے سونا خریدتے ہین، کہا
جاتا ہی کہ انکی نئی کانین ہین، اور ہندوستان کے شہرون
سے کوئی شہر اس سے زیادہ چوری سے محفوظ نہین ہی
اسکی ایک طرف شاہ تانک ہی اسکی سلطنت چھوٹی ہی،
انکی عورتین گورے رنگ کی ہین، جو ہندوستان کی عورتون
مین بہت زیادہ خوبصورت ہین، بوجہ کمی لشکر کے یہ
بادشاہ اردگرد کے بادشاہون کے ساتھ صلح کرتا ہی
اور یہ بلہارا کی طرح عربون کا دوست ہی اور ان بادشاہون
کے ملک کے ساتھ بادشاہ برہما کی حد ملتی ہی، اس سے گوجر
بادشاہ لڑتا ہی اور اپنے ملک مین برہما بادشاہ کی کوئی

(بقیہ حاشیہ ص ۵۱۷) ہمارے خیال مین یہ لفظ برھما ہی، عرب مورخین نے الف کو بصورت ی لکھا برھما کا برھمی ہوگیا اور ب کا شعشہ نقل در نقل مین اڑگیا، رھمی رہ گیا، اس پر ہمارے یہ دلائل ہین،

رہمی بادشاہون کا ایک عام لقب ہی، نام ان کے جدا جدا ہین، یہ برہما پر بھی صادق آتا ہے، کہ برہما کے ہر ایک بادشاہ کو شاہ برہما کہتے ہین، اور نام ان کے علیحدہ علیحدہ ہین، ملک رہمی کا پچاس ہزار ہاتھیون کو لیکر نکلنا دلالت کرتا ہی کہ یہ شاہ برہما تھا کیونکہ قدیم زمانہ مین ملک برہما مین کثرت سے ہاتھی ہوتے تھے، جیسا کہ ہندوستان مین گائین اور بھینسین بکثرت ہوتی ہین،

المسعودی نے اپنی تاریخ مین لکھا ہی ورھمی فی مُلکه بر و بحر و یلی ملکه ملك لا بحر له یقال له ملك کامن. ملک کامن کامروپ (سیام) ہی پس اس سے برہما کا ملک ثابت ہوتا ہے، ہمین کسی قسم کا شک نہین ہے، کہ ملک رہمی ملک برہما ہے، عربی تاریخون مین کئی نامون کی صورت تبدیل ہو گئی ہے، اس کو ہر ایک شخص تسلیم کرتا ہے، کہ دوسری زبان کے لفظ جب دوسرے ملک کا مورخ لکھتا ہے، تو بہت کچھ ردّ و بدل ہو جاتا ہے، انگریزی تاریخون کا بھی یہی حال ہے، ۱۲ "مولف"

Collection Of Advocate Showkat

يدخل الثوب منها في حلقة خاتم رقة وحسنا وهو من قطن وقد رأينا بعضها و الذي ينفق في بلاده الودع وهو عين البلاد يعني مالها وفي بلاده الذهب و الفضة والعود.

برتری نہیں ہے! کیونکہ لوگ شاہ برہما کو ادنی ذات کا خیال کرتے ہیں، یہ بھی گوجر بادشاہ کی طرح بلہارا سے لڑتا ہے، اور موجودہ بادشاہ برہما بلہارا اور تانک سے زیادہ لشکر رکھتا ہے، کہا جاتا ہے کہ جب وہ جنگ کیلئے نکلتا ہے، تو پچاس ہزار ہاتھی کے قریب لیکر نکلتا ہے، اور وہ سوائے موسم سرما کے نہیں نکلتا، کیونکہ ہاتھی زیادہ پیاس کو برداشت نہیں کر سکتے، پس اُسے سوائے موسم سرما کے جنگ کیلئے کوچ کرنے کا موقع نہیں تھا، کہا جاتا ہے کہ اس کے لشکر کے کپڑے دھونیوالوں (دھوبیوں) کی تعداد دس ہزار اور پندرہ ہزار کے درمیان ہے، اور اسکے ملک میں ایسے باریک اور خوبصورت کپڑے ہوتے ہیں، جو دوسرے کسی ملک میں نہیں پائے جاتے، روئی کے کئی نفیس کپڑے ایسے ہیں جو انگشتری کے حلقہ میں بوجہ باریکی اور صفائی حسن داخل کئے جا سکتے ہیں، ہم نے بچشم خود بعض کپڑوں کو دیکھا ہے! اور جس چیز کی ان شہروں میں (بطور سکہ) چلت ہوتی ہے اور وہ کوڑی ہے، اور وہی اس ملک کا مال ہے، (یعنی سرمایہ دولت ہے،) اور اوس کے شہروں میں سونا چاندی اور عود ہوتا ہے،

ایضاً سلسلۃ التواریخ المذکورۃ

۱۲۷

صـ

(سلسلۃ تواریخ مذکورہ صفحہ ۱۲۷)

وللهند عباد واهل العلم يعرفون بالبراهمة وشعراء يغشون الملوك ومنجمون وفلاسفة

ہندوستان میں تپسیا کرنے والے گیانی عابد عالم ہیں جنکو برہمن کہتے ہیں، اور شاعر ہیں، جو بادشاہوں کے درباروں کو ڈھانپتے رہتے ہیں، (یعنی بادشاہوں

وَكهّان واهل زجر للغربان
وغيرها وبها سحرة و قوم
يظهرون تخائيل ويبدعون
فيها وذالك بقنوج خاصة

کے گردون کا جمگھٹا رہتا ہے) اور نجومی اور فال سفر
اور کاہن (غیب کی خبرین دینے والے) اور کوّون وغیرہ
پرندون کو اڑا کر فال لینے والے اور جادوگر ہین،
اور ایک گروہ ہے، جو لوگون کے افی الضمیر خیالات کو
ظاہر کرتا ہے، اور اسمین نئی نئی

لہ تاریخون مین جابجا قنوج کا ذکر آتا ہے، اوراس کا ذکر اس جگہ ضروری ہے، کہ عرصہ دراز تک یہ گوجر بادشاہون کا دارالسلطنت رہا ہے، یہ بہت قدیم شہر ہے، جس کے ذکر سے مہابھارت کو بھی فخر ہے، اوراس کی ابتدا معلوم نہین ہے، اس کے حوالی مین جو کھنڈر، پتھر اور اینٹون کے ٹکڑے ہین، وہ کچھ نہ کچھ اسکی قدامت کی ناتمام شرحین ہین، پتنجلی نے دوسری صدی قبل مسیح مین اس کو مشہور اور وسیع بارونق شہرون کی فہرست مین ظاہر کیا ہے، اس کے بعد حکیم بطلیموس نے اس کا نام بتایا، اس کے جغرافیہ کے شارحین کا یہ خیال معقول معلوم ہوتا ہے، کہ قنوج گنگورا اور کنوزگا کے نامون کی یاد دلاتا ہے، جو بہت قدیم زمانہ کے مشہور بارونق شہر تھے، اوراب وہ بدلتے بدلتے قنوج کی صورت کذائی مین نظر آتے ہین، اوسکو ماہودایہ بھی کہتے تھے، اوراس کے متعدد نام اور بھی ہین جو توصیفی ہین، فاہیان چینی جاتری نے بھی سنہ ۵ کو اس شہر مین اوس کی قدامت کی وجہ سے جانے کی تکلیف اوٹھائی، مگر اس وقت یہ اپنی قدیم وسعت اور رونق کو کھو چکا تھا، جاتری بیان کرتا ہے کہ فرقہ فاہیان بدھ مذہب کی یہان صرف دو خانقاہین، اور ایک ستوپ ہے،

چونکہ یہ ایک مذہبی شہر تھا، شاہان گپت اوس کی خانقاہون کی خاک سے اپنی پیشانی کو منور کرتے تھے، اور اعتقاد رکھتے تھے کہ اس کی خاکستر کے یمن و برکت سے ان کا آفتاب دولت نصف النہار پر پہنچ گیا، اس متبرک شہر سے جو ان کو اعتقاد تھا، اس نے کشان کشان ان کو یہان آباد کر دیا، اور قنوج اون کا دارالخلافہ ہو گیا، پھر کیا تھا، یہ چارون طرف بڑھنے لگا، اور دور دور سے لوگ یہان آکر آباد ہو گئے، وزرا اور افسرون کے مکان فلک نما بن گئے، تجارت کا مرکز ہو گیا، مگر ہنوز دہلی دور، اس کے قدیم کھنڈرون کو جدید ترقی اپنے دامن مین نہ لے سکی، تاہم اسکا قطر چند میلون تک تھا، پہلے جاتری فاہیان کے بعد جب دوسرا جاتری ہیون سانگ دو سو سال کے بعد آیا، تو قنوج ایک اچھا خاصہ شہر ہو گیا تھا، وہ اپنے سفرنامہ مین لکھتا ہے، کہ اس مین سو کے قریب بدھ مذہب کی خانقاہین، ہین جنمین دس ہزار سے زیادہ بھکشو رہتے تھے، لیکن بدھ مذہب کے پہلو بہ پہلو ہندو مذہب بھی ترقی کر رہا تھا، ان کے دو سو سے زیادہ مندر اور ہزارون پجاری تھے، علم و فضل کا یہ حال تھا کہ متعدد اسکول اور دو تین کالج تھے جنمین فلسفہ اور اصول مذہب کی تعلیم دی جاتی تھی، بڑی بڑی جاگیرین تعلیم کے لئے وقف تھیں،

وَهُوَ بلدٌ عظیمٌ من
مملكة الجزر.

ترجمہ

باتین اختراع کرتے ہین، (یعنی بکمال کرتے ہین،)
اور یہ (تمام گردہ) بالخصوص قنوج مین پائے
جاتے ہین، جو گوجر بادشاہ کی سلطنت مین ایک

(بقیہ حاشیہ ص ۵۱۹) بیرونی ممالک کے جوق جوق طلبہ یہان تعلیم کے لئے دوڑے آتے تھے، دنیا کے فاضلون کا یہ شہر مرکز تھا، علوم وفنون کے چشمے اس سرزمین سے جابجا دنیا کو سیراب کرتے تھے، اور اس کی شہرپناہ نہایت مضبوط تھی، اور متعدد قلعے تھے، جو حملہ آورون کی مدافعت کے لئے تعمیر کئے گئے تھے، اور پھر اس شہر کا منظر نہایت ہی دلکش تھا، قنوج دریائے گنگا کے مشرقی کنارے پر تھا، اور چارون طرف خوشنما باغات اور صاف وشفاف پانی کے تالابون نے اوس کی رونق کو دوبالا کر دیا تھا، یہان بڑے وسیع تالاب تھے، رات کو ستارون کے عکس سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ زمین کے اندر ایک اور آسمان ہے، چونکہ قنوج مرکز تجارت تھا، اس لئے یہان کے لوگ بہت مالدار تھے، ہر قسم کی صنعت وحرفت کا یہ شہر نمائش گاہ تھا، اور پھر جب مہر بھوج اور راجہ مہندرپال گوجر راجاؤن کا یہ شہر دارالملک تھا، تو اس وقت قنوج فی الحقیقت اوج کا ہم معنی ہوگیا تھا، نوین دسوین کے حملون نے اگرچہ اس کو بہت کچھ پامال کیا، مگر یہ سبزہ زار کوہستان کی طرح دنون مین پھر اپنی پہلی حالت پر آجاتا تھا، گیارھوین صدی عیسوی کے ابتدا مین جب سلطان محمود غزنوی نے اس پر فوج کشی کی، تو اس وقت یہ ایک عالیشان شہر تھا، اور رات کے وقت دریائے گنگا کی نہرین چار میل تک اس کے چراغان سے ہفت آسمان کی طرح روشن تھین، گھنٹی بجتی تھی، تو ایک شور محشر بپا ہو جاتا تھا، سلطان محمود کی بت شکن نظر سے یہ کب بچ سکتا، عذاب ناگہانی کی طرح اس پر نازل ہوا، اور اوس کے مندرون کو ایک آن مین منہدم کر دیا، مگر شہر کی خوبصورتی اور رونق بازار نے اس کے ہاتھ کو روک دیا، اور اوس نے شہر کو اپنی حالت پر چھوڑ دیا،

اس کے حکمرانون نے اس وجہ سے کہ اس شہر مین آئے دن خون وکشت کا بازار گرم رہتا ہی منحوس سمجھکر اپنا دارالسلطنت باری کی طرف منتقل کر دیا، دارالسلطنت کی تبدیلی سے اسکی بیرونقی بڑھنے لگی، مگر گھرواڑ کے راجاؤن نے جب اس کو مسخر کیا، اور اس کو اپنا دارالسلطنت بنایا، تو اسکی پہلی رونق پھر تازہ ہوگئی،

سنہ ۱۱۹۴ء مین شہاب الدین نے اس پر حملہ کیا، اور راجہ جے چند کو مغلوب کیا تو اسکی عظمت ہمیشہ کیلئے جاتی رہی، اگر کچھ باقی تھی، تو شیر شاہ نے اس کا خاتمہ کر دیا، شیر شاہ سوری نے ہمایون پر فتح پانے کی یادگار مین اس کے پہلو مین شیر سور کی بنیاد ڈالی، مگر وہ بھی آباد نہ ہوا، اب قنوج کیا ہی؟ صوبجات متحدہ کے ضلع فرخ آباد مین مسلمانون کی ایک بستی ہی جو چند گھرون پر مشتمل ہے۔ (منتخبات تواریخ ہند) - ۱۲ مولف

فتوح البلدان للبلاذری

(فتوح البلدان مصنفہ بلاذری)

مات الحجاج فاتت محمدؒ اوفاتہ
فرجع عن الملتان الی الروڑ[۱]
والبغرور وکان قد فتحھا
فاعطی الناس و وجہ الی
البیلمان[۲] جیشا فلم یقاتلوا و
عطو الطاعۃ وسالمہ سرست[۳]
وھی مغزی اھل البصرۃ
الیوم واھلھا المید الذین
یقطعون فی البحر۔

حجاج مرگیا، اور محمد بن قاسم کو اس کی وفات کی اطلاع پہنچی، پس وہ ملتان سے روڑ اور بغرور کی طرف لوٹا، جنکو وہ فتح کرچکا تھا، پھر لوگون کو عطیہ دیا، اور اوس نے بھنمال (دار السلطنت گوجر) کیطرف لشکر بھیجا، اونھون نے جنگ نہیں کی اور اوسکی اطاعت قبول کی، اور باشندگان سرست (سورت بندرگاہ یا شہر اشتر کاٹھیاواڑ) نے جو آج کل اہل بصرہ کی رزمگاہ ہے اسکے ساتھ مصالحت کرلی اوس کے باشندے قوم میڈ ہین، جو سمندر مین ڈاکے ڈالتے ہین،

ایضاً فتوح البلدان ص ۴۴۶

(فتوح البلدان ص ۴۴۶)

و وجہ الجنید جیشا الی

اور جنید نے اجین کی طرف لشکر بھیجا، اور جبین

سلہ ہیونگ سانگ کی سیاحت کے وقت یہ شہر موجود تھا، یہ گم شدہ دریاے ہکڑہ کے غربی کنارہ پر قلعہ بند وسیع شہر تھا، جس کے کھنڈرات ابھی تک ضلع سکھر مین روڑی کے مقام سے پانچ چھ میل جنوب مشرق (شمالی عرض بلد ۲۷،۴۱ مشرقی طول بلد ۵۹،۰۸) پائے جاتے ہین، اسکو ۸۰۰ء مین، سیف الملک نامی ایک تاجر نے ایک خوبصورت لڑکی کو عیاش راجہ کے پنجے سے چھڑانے کیلئے دریا کا رُخ بدلدیا، ہمارے خیال مین موجودہ شہر روڑی اس شہر کی یاد دلاتا ہے بغرور کا قائم مقام سکھر ہے

سلہ بیلمان بھنمال ہے، جو گوجرون کی مشہور سلطنت کوہ آبو کے نواح مین تھی، سلہ سرست بندر سورت معلوم ہوتا ہے، کیونکہ یہ بندر قوم میڈ کا مسکن تھا جو سمندر مین چھاپہ مارتے تھے، اور تجارتی کشتیون کو لوٹتے تھے۔ اہل بصرہ اور قوم میڈ مین آپسمین جنگ ہوتی تھی، اور یہ جنگ کشتیون کی سمندر مین برپا ہوتی تھی تمار تاریخ مراۃ محمدی مین کاٹھیاوار کو سوراسٹ لکھا ہے جو سرست کے مطابق ہے

أُزين ووجه حبيب ابن مرة
في جيش الى ارض المالبة
فاغاروا على ازين وغزوا بهرمه
فحرقوا ربضها وفتح الجنيد
البيلمان[1] والجزر.

مرہ کو لشکر دیکر مالوہ کی طرف روانہ کیا، انھون نے
اجین پر چھاپا مارا، اور بہرمہ سے جنگ کی اور ان
کی شہر پناہ کو جلا دیا، (مراد ان مکانون سے ہے جو
دیوار شہر پناہ کے ارد گرد تھے) جنید نے بھنمال اور
ملک گوجر کو فتح کیا، بہرمہ اصل کتاب مین یہی
شکل لکھی ہوئی ہے کوئی نقطہ نہین ہے، ہمارے
خیال مین کسی راجہ کا نام ہے، جو لکھنے مین مسخ ہو گیا
ہے، مسٹر الیٹ اسکو بھنمال سمجھتا ہے، مگر بھنمال
جسکا ذکر تو آگے ہے،

کتاب الاعلاق النفیسۃ الجلد السابع

ص ۱۳۴ الی ص ۱۳۵

(کتاب الاعلاق النفیسہ جلد، ص ۱۳۴ تا ۱۳۵)

وبعده ملك من ملوك
الهند يقال له بلهرا انه ملك
ملوك الهند وهو في بلاد
يقال له الكمكر[2] (لفظ هندی)
بلاده بلاد الساج ومنها
يُجلَبُ وهو ملك واسعة
المملكة كثير الجيش ومن
حوله من الملوك يُصلّون
له ومن ورد من رسله

اور اس کے بعد ہندوستان کے بادشاہون
مین سے ایک بادشاہ بلہارا ہے، بلاشک وشبہ
وہ ہندوستان کا شاہنشاہ ہے، وہ ان شہرون
مین رہتا ہے جنکو کمکر کہا جاتا ہے، (یہ ایک
ہندی نام ہے) اسکی ولایت ساگوان (لکڑی)
کی ولایت ہے، اور وہان سے (دوسرے
ملکون مین) لے جایا جاتا ہے، اور یہ وسیع
سلطنت اور کثیر التعداد لشکر کا مالک ہے، جو
بادشاہ اوس کے ارد گرد ہین، وہ اسکی کورنش

---

[1] البیلمان والجزر: بیلمان نون سے دراصل بھنمال ہے اور جزر کا لفظ یا تو تخصیص بعد تعمیم ہے، یا بطور بیان ۱۲

[2] بعض مورخین نے اسکو کاکن لکھا ہے، بعض مین کا نم یا کرگن یا لکمکر یہ سب الفاظ کم کم کی آواز دیتے ہین ۱۲

علی هؤلاء الملوك الذین حوله
صلوا له اعظاما لصاحبه ویلي
هذا الملك ملوك احدهم
یقال له ملك الطانق وهو
قلیل المملكة كثیر المال عامر
البلاد و اهل مملكته سمر و
فیهم بیاض وجمال مستفیض
وفي دقیق بلادهم جمال لیس
یشاركه في ذالك احد من
الملوك ممن یلیه وبعده ملك
یقال له نجابه وهو شریف
فیهم ویلبهم الملك یتزوج
فیهم وهم السلوقیون و
لا یتزوجون الا فیهم
لشرفهم وهذه الكلاب
السلوقیة انما وقعت من
بلادهم ولهم الصندل
الاحمر في بلادهم و
غیاضهم ویلي هؤلاء ملك
یقال له الجزر العدل في
مملكته مستفیض لو طرح
الذهب في وسط الطریق
ما خافوا علیه احدا یاخذ
من عدلهم وبلاده واسعة
والعرب یرحلون الیه في

بجالاتے ہین یہان تک کہ اگر اس کا سفیر بھی انکے
دربار مین جاتا ہے تو اس بادشاہ کی عظمت کی
خاطر سے اس کا مجرا بجالاتے (ادب کرتے) ہین
اور اس بادشاہ کے ملحق احدود اور بھی بادشاہ
ہین اون مین سے ایک جسکو ملک تاتک کہا
جاتا ہے، اسکی سلطنت مختصر سی ہے، اور یہ بہت
مالدار آباد ولایت کا بادشاہ ہے، اور اسکی مملکت
کے باشندے (اکثر) گندم گون ہین، اور انہین
سے بعض کا گورا رنگ اور خوبصورتی مشہور ہے
ولایت کے اس حصہ مین جسکی زمین نرم ہے اونٹ
پائے جاتے ہین، یہ ایسی خصوصیت ہے کہ ملحق
احدود بادشاہون مین کسی کو حاصل نہین ہے،
اس کے بعد ایک اور بادشاہ ہے جسکو نجابہ
کہا جاتا ہے، یہ انہین (بوجہ عالی نسبی کے) شریف
ہے، اور بادشاہ بلہارا اسی خاندان مین شادی
کرتا ہے، اور یہ سلوقی خاندان سے ہین، (سلوق
یمن مین ایک شہر ہے،) شاہان بلہارا بوجہ ان
کی شرافت ذاتی کے انہی مین شادی کرتے
ہین، اور یہ تازی کتے (جو اس ملک مین ہین،)
انہی کی ولایت سے آئے ہین، ان کے شہرون اور
جنگلون مین صندل سرخ (پیدا ہوتا ہے) اسکے
ملحق احدود ایک اور بادشاہ ہے، جسکو جر بادشاہ
کہا جاتا ہے، اسکے ملک مین عدل اسقدر عام ہے کہ اگر
سونا راستہ مین ڈالا جائے تو ان کے عدل کی وجہ سے
لوگون کو یہ اندیشہ نہین ہوتا کہ کوئی اس (سونے)

تجارتهم فيبرّهم و يشتري منهم
ومعاملاتهم لهم بالذهب القطع
والدراهم التي يقال لها الطاطري
عليها تمثال صورة الملك و
وزنهم مثقال فاذا باعوهم
قالو الملك ابعث معنا من
يخرجنا من بلادك و يحفظ متاعنا
فيقول ليس في بلادي لص
اخرجوا ان حدث باموالكم
حدث فخذوه مني وانا الضامن لكم
وهو ملك له جسم كبير وليس
حوله ملك اشجع منه في الحرب
كثير المكيدة وهو يقاتل بلهرا
وملك الطانق ونجابه[1].

کو اٹھائیگا، اسکی ولایت بہت وسیع ہی، عرب تجارت کیلئے اسکے پاس جاتے ہین، وہ ان پر احسان کرتا ہی، اور ان سے مال خریدتا ہی، اسکی رعایا اور عرب آپس مین سونے کے ٹکڑون اور دراہم سے (جنکو طاطری کہا جاتا ہی اور ان پر بادشاہ کی تصویر ہوتی ہی) لین دین کرتے ہین، انکا وزن مثقال ہے، جب عرب ان سے خرید و فروخت کر چکتے ہین، تو بادشاہ سے التجا کرتے ہین، کہ ہمارے ساتھ کوئی بدرقہ بھیجین، جو آپ کی سرحد تک پہنچادے اور ہمارے مال کی حفاظت کرے، بادشاہ کہتا ہی، میرے ملک مین کوئی چور نہین ہی، آپ چلے جائین، اگر آپ کے مال و متاع کو کوئی حادثہ پہنچے تو یہ مجھ سے لین مین آپ کا ضامن ہون، وہ (بادشاہ) بڑے تن و توش والا ہے، اسکے ملحق الحدود بادشاہون مین سے اس سے زیادہ کوئی بہادر نہین ہی، وہ فنون حرب

مہ مین بڑا مدبر پالیٹیشن ہی، یہ (گوجر بادشاہ) بلھارا اور بادشاہ تانک اور نجابہ سے لڑتا رہتا ہے،

مؤلف نجابہ جنکو مورخ نے طلوقی لکھا ہے، معلوم نہین یہ یمن سے کب آئے، بعض نسخون مین جابہ ہی، جابہ تو چاپ ہین، جو گوجرون کا ایک گروہ ہے، غابہ، گابہ، قوم ہے، جواب بھی ہندوستان مین موجود ہے،

البیرونی مطبوعہ لندن سنہ ۱۸۸۷

ص ۹۸ و ص ۹۹

(البیرونی مطبوعہ لندن ۱۸۸۷ء ص ۹۸، ۹۹)

ہندوستان کے حالات	کتاب الہند
یہ تبت کی اولین حد ہے، اسی مقام سے زبان ابا	اول حد التبت وفیہ یتغیر اللغة

---

[1] بعض نسخون مین جابہ ہے،

والزي والصوت ومنه الى راس العقبة العظمى عشرون فرسخا ومن قلتها ترى ارض الهند سوداء تحت ضباب والجبال التى دون العقبة كالتلال الصغيرة وارض التبت والصين حمرا والنزول اليها يقصر عن الفرسخ ومن قنوج ايضا فيما بين المشرق والجنوب على غرب گنگ الى مملكة ججاهوتى ثلثون فرسخا وقصبتها كجوراه وفيما بينهما قلعتا گواليرو كالنجر من القلاع المذكورة والى دهال.

اور لہجہ تبدیل ہوتے ہیں، اس سے بڑے پہاڑ (کوہ ہمالہ) کی چوٹی تک بیس فرسنگ ہیں (یعنی ۶۰ میل کی مسافت ہے) اسکی چوٹی سے ہند کی زمین کہر کے نیچے سیاہ نظر آتی ہے، اور جو پہاڑ کوہ ہمالیہ کے دامن میں ہیں، مٹی کے چھوٹے چھوٹے تودوں کی طرح معلوم ہوتے ہیں، اور تبت اور چین کی زمین سُرخ ہے، اور پہاڑ سے زمین تک اترائی (ڈھلوان) ایک میل سے کچھ کم ہے، اور قنوج سے (دریائے گنگا کے غربی کنارے بسمت شرق و جنوب) ججاہوتی واقع بندیل کھنڈ تک تیس فرسنگ (۹۰ میل) ہیں، اور اس علاقہ کا مشہور شہر کجھوراہو[۱] ہے، اور ان (یعنی قنوج اور ججاہوتی) کے درمیان میں دو قلعے گوالیر و کالنجر ہیں، اور یہ ملک مالوہ کی سلطنت دھال (دھار) کے ان قلعوں سے ہیں، جن کا ذکر ہو

المسالك والممالك عن ابن خردادبه ص ۱۶

(منقول از المسالک والممالک مصنفہ ابن خردادبہ صفحہ ۱۶)

ملك العراق الذى تسميه العامة كسرى وهو شاهنشاه وملك الروم الذى تسميه العامة

عراق کا بادشاہ جسکو عام لوگ کسریٰ کہتے ہیں (وہ شہنشاہ ہے) اور روم کا بادشاہ جس کو عام لوگ قیصر کہتے ہیں، (وہ بہادر ہے)

---

[۱] کجھوراہو وہ مقام جہاں راجہ بسیودرمن چندیل نے ایک عالی شان مندر تعمیر کیا اور راجہ دیوپال گوجر سے وشنو کی ایک قیمتی مورتی چھین کر نصب کی، یہ مقام زمانہ دراز تک گوجر راجاؤں کی پرستشگاہ رہا ہے،

قیصر هو باسل وملوك
الترك والتبت الخزر[1] كلهم
خاقان سواء ملك الخزلخ
فانهم یسمونهم جبغویه
ملك الصین بغبور فهؤلاء
ولد افریدون ملك الهند
الاكبر بلهرا۔ ای ملك
الملوك ومن ملوك الهند
جابه وملك الطانق[2] وملك
الجزر وغابه ورهمی وملك قارون[3]

اور بادشاہان ترک وتبت اور گوجر تمام (کا لقب) خاقان ہے، باستثناے بادشاہ خرلخ کے، کیونکہ خرلخ کے بادشاہون کو جبغویہ سے نامزد کرتے ہین، اور بادشاہ چین جس کا لقب بغبور (فغفور) ہے، یہ سب فریدون کی اولاد ہین، ہند کا بڑا بادشاہ یعنی شہنشاہ بلہارا ہے اور ہند کے بادشاہون مین اور بھی بادشاہ ہین (مثلاً) بادشاہ چاپ اور بادشاہ تانک اور بادشاہ گوجر، اور گابہ اور برہما، اور بادشاہ کامروپ (ملک آسام کا بادشاہ)

ایضاً ٦٦

واعظم ملوك الهند بلهرا
وتفسیره ملك الملوك و
نقش خاتمه من ودّ لك
لامر ولّی مع انقطاعه ونیزا

ہندوستان کے بادشاہون سے سب سے بڑا بلہارا ہے، اور اس کے معنی شہنشاہ ہین اسکی انگشتری مین کندہ تھا جو شخص کسی غرض یا امید سے تیرے ساتھ دوستی رکھتا ہے جب اوسکی

---

[1] خزر، جزر گوجر ایک ہین، [2] عربی تاریخون مین طافق کے لفظ مین تصحیف ہے، دراصل یہ لفظ تانک ہے، ت کو ط سے اور ک کو ق سے لکھا گیا ہے، اور چونکہ فا اور نون کے شوشے ملتے جلتے ہین، اور دونون پر نقطے ہوتے ہین، نقل مین ن کا ف لکھا گیا، تانک گوجر قوم کا گوت ہے جسکو تانخ اور تاس بھی کہتے ہین، ریاست جمون میں اب بھی اس گوت کے لوگ موجود ہین، اور تانک کے لفظ کو بعض مورخین نے تفک اور تغن اور طافق لکھا ہے، جس سے بالکل اصل لفظ کی صورت بگڑ گئی ہے، مسٹر الیٹ نے لکھا ہے، کہ اس سے مراد کوہ نمک کا علاقہ ہے، یہ خیال درست ہے کیونکہ کسی زمانہ مین اس علاقہ پر شاہان تانک کی حکومت تھی، [3] تانک قارون، مراد کامروپ جسکو اب آسام کہتے ہین مولف

الے عمکم بلاد الساج وبعدہ
ملک الطانق وبعدہ جابه
وبعدہ ملک الجزر وله
الدراهم الطاطرية.

ترجمہ

غرض پوری نہ ہوگی، وہ تجھ سے فوراً پیٹھ پھیر
لیگا، اور وہ ساگوان کے مثل کمکم میں رہتا
ہے۔ اس کے بعد بادشاہ تانک اور اس
کے بعد جاپ، اور اس کے بعد بادشاہ
گوجر ہے، جس کے درہم یعنی سکہ ۲

مؤلف طاطری معرب تاتری ہے، یہ ہندی لفظ ہے، اس سے مراد تاتاری سکہ لینا، درست نہیں ہے، جیساکہ بعض کا خیال ہے،

مروج الذہب للمسعودی الجزء الاول

ص۳۸۳ وص۳۸۴

(مروج الذہب مصنفہ مسعودی جلد اول صفحہ ۳۸۳، ۳۸۴)

ثم يلي هذا الملك مملكة
رهمی وهذه سمة لملوكهم
والاعم من اسمائهم ويقاتله
الجزر وملكه متلاحم لمملكته
ورهمی يحارب البلهرا ايضاً
من احد جهات مملكته وهو
اكثر جيوشا وفيلة وخيولا
من البلهری ومن ملك الجزر
ومن ملك الطانق. واذا خرج
فی حربه فرسمه ان يكون فی
خمسين الف فيل ولا يكون خروجه
الا فی الشتاء لقلة صبر الفيل
على العطش وقلة لبثها والملكثار

پھر اس ملک سے برہمی سلطنت کی حد ملتی ہے،
اور یہ اس ملک کے بادشاہوں کا لقب ہے
جو ان کے ناموں کی نسبت عام ہے، (یعنی
نام ہر ایک بادشاہ کا الگ الگ ہے اور برہما
سب کا لقب ہے) اور اس سے بھی گوجر بادشاہ جنگ کرتا
رہتا ہے اور اسکا ملک اسکے ملک سے ملحق (پیوستہ) ہے
اور برہما کبھی بھی اپنے ملک کے حدود سے ایک
حد پر اس سے لڑتا رہتا ہے، اور بادشاہ
برہما کے پاس بلہرا اور گوجر بادشاہ اور بادشاہ
تانک سے لشکر ہاتھی اور گھوڑے زیادہ ہیں،
اس کا دستور ہے کہ جب وہ جنگ کیلئے نکلتا ہے
تو وہ پچاس ہزار ہاتھی ساتھ لیکر نکلتا ہے، اور وہ موسم
سرما ہی میں (جنگ کیلئے) نکل سکتا ہے، کیونکہ ہاتھی

Collection Of Advocate Showkat

مِنَ النَّاس يغلون في القول في كثرة جنوده فيزعمون انَّ عددَ القصّارين والغسّالين في عسكره من عشرة الالف الى خمسة عشر الفا.

پیاس کی شدت بہت کم برداشت کرسکتا ہے، اور تھوڑی ہی دیر تک ٹھہر سکتا ہو مبالغہ کرنیوالے لوگ اس لشکر کی کثرت کی نسبت حد سے زیادہ مبالغہ کرتے ہین، اور خیال کرتے ہین، کہ اسکے لشکر مین کپڑے دھونے والون کی تعداد دس ہزار اور ۲

۲ پندرہ ہزار کے درمیان ہے،

ایضاً من مروج الذہب

(المسعودی مروج الذہب مین دوسری جگہ لکھتا ہے،)

وتصف سكته بدء تاريخ مملكتهم وفيلة الحربية لا تحصى كثرة وتدعى بلاده ايضا بلاد الككم ويحاربهم ملك الجزر من احدى جهات مملكته وهو ملك كثير الخيول والاباال والجنود.

اوس کا سکہ ان کی ابتدائے قائمی سلطنت کی تاریخ کو ظاہر کرتا ہے، اور بوجہ کثرت اسکے جنگی ہاتھی شمار نہین کئے جاسکتے، اسکی ولایت کو بھی ککم کہتے ہین، بادشاہ گوجران سے اپنی سلطنت کے حدود مین سے ایک حد پر اس سے جنگ کرتا ہے، اور بادشاہ گوجر کے پاس گھوڑے اور اونٹ اور ۲ اوس سے گھوڑون اور اونٹون کے رسالے ہین)

۲ اور لشکر کثرت سے ہین،

مؤلف ان اقتباسات سے ثابت ہوتا ہے، کہ عرب سیاحون کے وقت گوجر بادشاہون کی وسیع سلطنت تھی، اور وہ طاقتور بادشاہون مین شمار ہوتے تھے بھنمال اور قنوج وغیرہ ان کے صدر مقام تھے، پیادہ فوج اور رسالون کی تعداد مین وہ اپنے ہم عصر بادشاہون سے کم نہ تھے، اور ہر قسم کی علمی ترقی اور اہل فن کی قدر دانی مین سب سے بڑھ کر تھے، ایسی ناطق شہادتون کے ہوتے ہوئے، گوجرون کی شوکت و شان کا انکار کرنا، روز روشن مین آفتاب کا انکار ہے،

آفتاب آمد دلیل آفتاب

Collection Of Adevocate Showkat

انتخاب

از

رپورٹ مردم شماری سنہ ۱۹۳۱ء

صوبہ پنجاب کے علاقہ انگریزی کی گوجر آبادی

قسمت انبالہ

نمبر شمار	نام ضلع	میزان کل گوجر	سکھ گوجر	ہندو گوجر	میزان مسلم گوجر	مرد مسلم گوجر	مسلم گوجر عورتین
۱	حصار،	۱۲۶۶۳	×	۸۲۸۵	۴۳۷۸	۲۳۰۳	۲۰۷۵
۲	رُہتک،	۷۸۷۳	×	۵۰۳۲	۲۸۴۱	۱۵۶۷	۱۲۷۴
۳	گڑگاوں،	۳۷۵۷۲	×	۳۷۰۱۵	۵۵۷	۳۰۲	۲۵۵
۴	کرنال،	۳۱۰۶۶	۴	۲۳۰۱۹	۸۲۴۳	۴۷۲۸	۳۵۰۵
۵	انبالہ،	۴۰۱۶۲	۱۵۶۱	۲۱۱۴۱	۲۵۴۶۰	۱۳۷۹۸	۱۱۶۶۲
۶	شملہ،	۱۶۳	×	۱۱	۱۵۲	۱۴۹	۳
	میزان	۱۳۷۶۹۹	۱۵۶۵	۹۴۵۰۳	۴۱۶۳۱	۲۲۸۵۷	۱۸۷۷۴

قسمت جالندھر

۷	کانگڑہ	۱۰۳۷۵	×	۱۲۵۹	۹۱۱۶	۴۹۶۰	۴۱۵۶
۸	ہوشیارپور	۹۴۵۲۶	۱۴۴۲	۲۶۹۵۶	۶۶۱۲۸	۳۴۸۶۵	۳۱۲۶۳

نمبر شمار	نام ضلع	میزان کل گوجر	سکھ گوجر	ہندو گوجر	میزان مسلم گوجر	مرد مسلم گوجر	مسلم گوجر عورتیں
۹	جالندھر،	۱۹۶۶۲	۲	۲۷۵	۱۹۳۸۵	۱۰۶۴۴	۸۷۴۱
۱۰	لدھیانہ،	۳۵۰۶۳	۶۰	۴۰۸	۳۴۵۹۵	۱۸۱۶۹	۱۶۴۲۶
۱۱	فیروزپور،	۱۲۸۰۸	۲	۷۳۰	۱۲۰۷۶	۶۷۴۰	۵۳۳۶
میزان		۱۷۲۴۴۴	۱۵۰۶	۲۹۷۲۸	۱۴۱۳۱۰	۷۵۳۶۸	۶۵۹۴۲

قسمت لاہور

نمبر شمار	نام ضلع	میزان کل گوجر	سکھ گوجر	ہندو گوجر	میزان مسلم گوجر	مرد مسلم گوجر	مسلم گوجر عورتیں
۱۲	لاہور،	۱۱۴۷۹	۴۵	۱۷۰۹	۹۷۲۵	۶۱۳۳	۳۵۹۲
۱۳	امرتسر،	۶۹۷۰	×	۱۸۲	۶۷۸۸	۳۹۶۵	۲۸۲۳
۱۴	سیالکوٹ،	۷۷۸۷	۲	۱۲۴	۷۶۶۱	۴۵۰۱	۳۱۶۰
۱۵	گورداسپور،	۵۸۸۳۰	×	۵۱	۵۸۷۷۹	۳۱۶۰۷	۲۷۱۷۲
۱۶	گوجرانوالہ،	۳۳۹۲	۷	۱۳۷	۳۲۴۸	۱۹۹۸	۱۲۵۰
۱۷	شیخوپورہ،	۳۳۲۹	۱۳	۷۱۱	۲۶۰۵	۱۵۵۶	۱۰۴۹
میزان		۹۱۷۸۷	۶۷	۲۹۱۴	۸۸۸۰۶	۴۹۷۶۰	۳۹۰۴۶

قسمت راولپنڈی

نمبر شمار	نام ضلع	میزان کل گوجر	سکھ گوجر	ہندو گوجر	میزان مسلم گوجر	مرد مسلم گوجر	مسلم گوجر عورتیں
۱۸	گجرات۔	۱۱۸۹۳۸	۵	۳۴۹	۱۱۸۵۸۴	۶۳۶۵۲	۵۴۹۳۲
۱۹	شاہپور،	۳۰۷۹	۲۹	۲۴۰	۲۸۱۰	۱۶۶۴	۱۱۴۶
۲۰	جہلم:	۲۰۵۲۶	×	۳۳	۲۰۴۹۳	۱۱۲۵۶	۹۲۳۷
۲۱	راولپنڈی،	۲۷۴۸۵	۶۶	۱۵۸	۲۷۲۶۱	۱۴۷۱۹	۱۲۵۴۲
۲۲	اٹک،	۱۳۲۴۶	×	۴	۱۳۲۴۲	۷۰۹۵	۶۱۴۷
۲۳	میانوالی،	۵۲	×	۱۱	۴۱	۲۴	۱۷
میزان		۱۸۳۳۲۶	۱۰۰	۷۹۵	۱۸۲۴۳۱	۹۸۴۱۰	۸۴۰۲۱

قسمت ملتان

نمبر شمار	نام ضلع	میزان کل گوجر	سکھ گوجر	ہندو گوجر	میزان مسلم گوجر	مرد مسلم گوجر	عورت مسلم گوجر
۲۴	منٹگمری	۴۶۶۵	۴۴	۷۲۶	۳۸۹۵	۲۲۰۰	۱۶۹۵
۲۵	لائل پور	۱۴۲۳۸	۲۵	۹۵۸	۱۳۲۴۵	۷۲۶۵	۵۹۸۰
۲۶	جھنگ،	۹۱۲	۱	۵	۹۰۶	۵۸۲	۳۲۴
۲۷	ملتان،	۲۵۶۶	۳۱	۵۶۳	۱۹۷۵	۱۲۰۳	۷۷۲
۲۸	مظفرگڑھ	۴۹	×	۶	۴۳	۳۱	۱۲
۲۹	ڈیرہ غازیخان	۴	×	×	۴	۴	×
	میزان	۲۲۴۳۷	۱۱۱	۲۲۵۸	۲۰۰۶۸	۱۱۲۸۵	۸۷۸۳

Collection Of Advocate Showkat

انتخاب

از

رپورٹ مردم شماری سنہ ۱۹۳۱ء

ریاستہائے صوبہ پنجاب کی قوم گوجر کی آبادی،

نمبر شمار	نام ریاست	میزان سب تعداد گوجر	سکھ گوجر	ہندو گوجر	مسلم گوجر	مسلم گوجر مرد	مسلم گوجر عورت
۱	دوجانہ،	۶۱	×	۶۱	×	×	×
۲	پٹودی،	۶	×	۶	×	×	×
۳	کلسیہ،	۶۵۳۸	۷	۲۶۸۳	۳۸۴۸	۲۰۷۴	۱۷۷۴
۴	شملہ ہل مع بوشہر	۱۱۶	×	×	۱۱۶	۵۵	۶۱
۵	نالہ گڑھ،	۹۳۳۹	۵۸۲	۵۲۲۲	۳۵۳۴	۱۹۴۸	۱۵۸۶
۶	کنتھل،	۵۴	×	۲۶	۲۸	۲۵	۳
۷	بجاگل،	۵۷	×	۱۲	۴۵	۳۰	۱۵
۸	جبل،	۱۶۰	×	×	۱۶۰	۸۷	۸۳
۹	دیگر شملہ ہل ریاستہائے	۸۱۷	×	۷۶۲	۵۵	۳۰	۲۵
۱۰	لوہارو،	۸۵	×	۸۳	۲	۱	۱
۱۱	سرموڑ (ناہن)	۲۵۴۰	×	۱۱۸۶	۱۳۵۴	۷۶۱	۵۹۳
۱۲	بلاس پورا	۳۱۹۳	×	۳۱۰۴	۸۹	۵۴	۳۵
۱۳	منڈی،	۲۶۹۱	×	۱۵۴۸	۱۱۴۳	۶۳۱	۵۱۲

نمبر شمار	نام ریاست	جمعیت برادری مجموعی	سکھ گوجر	ہندو گوجر	مسلم گوجر	مسلم گوجر مرد	مسلم گوجر عورت
۱۴	سکیت،	۲۷۲	×	۱۶۲	۱۱۰	۶۰	۵۰
۱۵	کپورتھلہ،	۷۱۹۷	۱۱۹	۱۷۵	۶۹۰۳	۳۸۲۸	۳۰۷۵
۱۶	مالیرکوٹلہ،	۲۵۹۴	۱	۱۵۰	۲۴۴۳	۱۳۱۱	۱۱۳۲
۱۷	فریدکوٹ،	۱۰۸۵	۱	۹۴	۹۹۰	۵۳۸	۴۵۲
۱۸	چینبہ،	۲۶۱۷	×	×	۲۶۱۷	۱۳۴۰	۱۲۷۷
۱۹	پٹیالہ،	۳۸۱۳۵	۵۰۱	۱۹۳۶۵	۱۸۲۶۹	۱۰۳۰۵۰	۷۹۱۴
۲۰	جنید،	۲۱۷۴	۱۴	۱۶۱۳	۵۴۷	۳۱۰	۲۳۷
۲۱	نابھہ،	۷۶۴۵	۶۷	۴۰۱۷	۳۵۶۱	۱۹۶۸	۱۵۹۳
۲۲	بہاولپور،	۹۷۹	×	۷۲	۹۰۷	۵۲۹	۳۷۸
	میزان	۸۸۳۶۵	۱۴۹۳	۴۰۳۴۱	۴۶۷۳۱	۲۵۸۸۵	۲۰۸۴۶

انتخاب

از

رپورٹ مردم شماری سنہ ۱۹۳۱ء

قلمرو جموں و کشمیر میں مسلم گوجروں کی صوبہ وار و ضلع وار آبادی"

نمبر شمار	نام ضلع یا علاقہ	میزان کل گوجر آبادی	مرد	عورت	میزان کل بکروال آبادی	مرد	عورت
۱	جموں	۶۲۴۳۹	۳۳۵۵۸	۲۸۸۸۱	۳۶۲	۲۱۶	۱۴۶
۲	کٹھوعہ	۱۷۹۳۶	۹۴۶۳	۸۴۷۳	۱۰۹	۷۱	۳۸
۳	اُدہمپور مع بہدرواہ	۲۴۸۷۱	۱۳۰۵۷	۱۱۸۱۴	۹۱۸	۴۸۳	۴۳۵
۴	ریاسی	۷۱۷۲۵	۳۸۲۳۲	۳۳۴۹۳	۲۳۶۸	۱۲۸۰	۱۰۸۸
۵	میرپور	۲۶۴۱۴	۱۴۰۲۸	۱۲۳۸۶	۲۹	۲۰	۹
۶	پونچھ	۷۶۶۴۷	۴۱۰۳۱	۳۵۶۱۶	۱۲	۸	۴
۷	جاگیر چنینی	۵۶۸	۲۶۸	۳۰۰	×	×	×
۸	سری نگر	۲۹۷۴۲	۱۵۶۰۵	۱۴۱۳۷	۱۵۲۳	۷۹۷	۷۲۶
۹	بارہ مولا	۳۳۹۸۲	۱۸۰۴۸	۱۵۹۳۴	۲۷	۱۲	۱۵
۱۰	مظفرآباد	۵۵۳۴۹	۳۱۹۰۱	۲۳۴۴۸	۱	۱	×
۱۱	لداخ	×	×	×	×	×	×

نمبر شمار	نام ضلع یا علاقہ	میزان کل گوجر آبادی	مرد	عورت	میزان کل بکروال آبادی	مرد	عورت
۱۲	گلگت	۶۴۴	۳۵۹	۲۰۵	×	×	×
۱۳	سرحدی علاقہ	۲۴۵۴	۱۳۹۹	۱۰۵۵	×	×	×
	میزان کل	۴۰۲۷۸۱	۲۱۶۹۵۸	۱۸۵۸۲۳	۵۳۴۹	۲۸۸۸	۲۴۶۱

نوٹ:۔ پونچھ میں اکثر گوجر مردم شماری میں اپنی ذات راٹھور لکھاتے ہیں، ورنہ گوجروں کی تعداد پونچھ میں بہت زیادہ ہے،

(۲) بکروال بالعموم گوجر ہیں، انکو گوجروں میں شمار کرنا چاہیے،

(۳) اس تاریخ کے صفحہ ۱۷۰ میں کشمیر کی مردم شماری ۱۲۵۹۵۰۰، اور (۱۵۱۸۰۰) جملہ (۲۷۷۴۵۰) درج ہے، وہ سنہ ۱۹۰۱ء کی ہے (جسمیں بعض علاقے شامل نہیں ہیں) اس سے ثابت ہے، کہ بمقابلہ سنہ ۱۹۰۱ء کے سنہ ۱۹۲۱ء میں ان کی تعداد میں بہت ترقی ہوئی ہے، کیونکہ اب ان کی تعداد (۴۰۲۷۸۱) ہے، جیساکہ نقشۂ ہذا سے ظاہر ہے، اور اگر بکروال کی تعداد کو شامل کیا جائے تو ان کی تعداد (۴۰۸۱۳۰) ہے،

(۴) لداخ میں یقیناً گوجر موجود ہیں، مگر اس نقشہ میں ان کی تعداد درج نہیں ہے، ممکن ہے وہ کسی اور قوم میں مدغم ہوگئے ہوں،

(۵) گوجر کی آبادی کشمیر و جموں میں بہ نسبت کل آبادی ۱/۸ حصہ ہے، اسلئے ان کو موجب ان کی تعداد کے ہر ایک شعبہ میں حقوق ملنے چاہئیں، ادھر پنجاب کے گوجروں کو ان کے ساتھ تعلقات قرابت و موالات قائم کرنے چاہئیں، جس سے دونوں کو سیاسی و مالی فائدے ہوں گے، (مؤلف)

انتخاب

از

مردم شماری سنہ ۱۹۳۱ء

نقشہ کلیہ مردم شماری بہ تفصیل قسمت ہائے و ریاست ہائے پنجاب و جموں و کشمیر

نمبر شمار	نام قسمت	میزان کل گوجر	سکھ گوجر	ہندو گوجر	میزان مسلم گوجر	مرد مسلم گوجر	عورت مسلم گوجر
۱	قسمت انبالہ،	۱۳۷۶۹۹	۱۵۶۵	۹۴۵۰۳	۴۱۶۳۱	۲۲۸۵۷	۱۸۷۷۴
۲	قسمت جالندھر	۱۷۲۴۴۴	۱۵۰۶	۲۹۶۲۸	۱۴۱۳۱۰	۷۵۳۷۸	۶۵۹۳۲
۳	قسمت لاہور،	۹۱۷۸۷	۶۷	۲۹۱۴	۸۸۸۰۶	۴۹۷۶۰	۳۹۰۴۶
۴	قسمت راولپنڈی،	۱۸۳۲۹۶	۱۰۰	۷۶۵	۱۸۲۴۳۱	۹۸۴۱۰	۸۴۰۲۱
۵	قسمت ملتان،	۲۲۴۳۷	۱۱۱	۲۲۵۸	۲۰۰۶۸	۱۱۲۸۵	۸۷۸۳
	میزان قسمت ہائے پنجاب	۶۰۷۶۶۳	۳۳۴۹	۱۳۰۰۶۸	۴۷۴۲۴۶	۲۵۷۶۹۰	۲۱۶۵۵۶
	میزان ریاستہائے پنجاب	۸۸۳۹۵	۱۲۹۳	۴۰۳۷۱	۴۶۷۳۱	۲۵۸۸۵	۲۰۸۴۶
	میزان قسمت ہای و ریاستہائے	۶۹۶۰۵۸	۴۶۴۲	۱۷۰۴۳۹	۵۲۰۹۷۷	۲۸۳۵۷۵	۲۳۷۴۰۲
	تعداد گوجر آبادی جموں و کشمیر مع علاقہ‌ہا	۴۰۲۷۸۱					
	تعداد گوجر بکروال ریاست جموں و کشمیر	۵۳۴۹					
	کل میزان گوجر آبادی پنجاب مع ریاست کشمیر و جموں،	۱۱۰۴۱۸۸					

Collection Of Advocate Showkat

خاتمہ

خدا کا شکر ہے کہ اکابرِ قوم نے اپنے حسنِ ظن سے جو بوجھ میرے کمزور کاندھون پر رکھا تھا، آخر مین نے اسکو افتان خیزان منزل مقصود تک پہنچا دیا، اور فرض قومی بجا لایا،

میری ذاتی مشاغل علمی و دنیاوی اسقدر تھے کہ مجھے اون سے کم فرصت ملتی تھی، تاہم جسقدر فرصت ملتی تھی کم و بیش اس کام کی تکمیل مین صرف کرتا تھا، میرا راستہ بہت تنگ و تاریک تھا، اور جا بجا میرے پاؤن پھسلتے تھے، ہر زبان کی کتابون کا جمع کرنا، اور اون کا مطالعہ اور اون سے موضوع تاریخ کے متعلقات کا جمع کرنا بہت اہم کام تھا، اور پھر اون پر تنقید کرنا، اور روایات کا جانچنا، مشکل پر مشکل تھی،

تاریخون مین بعض واقعات کی نسبت اختلاف تھا، اور میری یہ کوشش تھی، کہ مستند روایات کو درج کرون، کیونکہ جب مین کسی روایت کو درج کرون گا، تو اوسکی صحت کی ذمہ داری مجھ پر عائد ہوگی.

نگفتہ نہ دارد کسے با تو کار،
ولیکن چو گفتی دلیلش بیار،

مین یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ اس مین نکتہ چینی کی گنجایش نہین، البتہ یہ دعویٰ ہے، کہ بلا سند کوئی بات نہیں لکھی

مجھے یہ اعتراف ہے، کہ بعض امور اور تشریحات جنکو مین نے درج کیا ہے، موضوع تاریخ سے خارج ہین، لیکن اُن کا اندراج بعض وجوہ سے میری رائے مین مناسب تھا، اور اُنکی نسبت مین نے بعض مقامات پر معذرت بھی کی ہے،

الغرض میری تحقیقات دنیا کے علماء و فضلاء کے پیش نظر ہے، مین یہ نہین کہتا، یہ آخری اور مکمل صورت تاریخ کی ہے، اس پر بہت کچھ اضافے ہو سکتے ہین، اور یہ تاریخی امور جدید ترتیب مین لائے جا سکتے ہین، کچھ ہو، مین نے قوم کی تاریخ کی مستحکم اور سیدھی بنیاد قائم کر دی ہے، جس پر میری قوم کے نوجوان او خصوصاً میرے اپنے خاندان کے فاضل جو چشم بد دور مختلف علوم اور زبانون مین مہارت کلی رکھتے ہین، خوشنما اور دلکش عمارتین تعمیر کر سکتے ہین، اور بہترین اضافون سے اسکی زینت بڑھا سکتے ہین:

اس کے بعد عنقریب انشا، اللہ تعالی دوسری جلد طبع ہوگی، جسمین موجودہ زمانہ کے معززین اور اُن کے بزرگون کے حالات ہین،

آخر مین اپنی قوم کے نوجوانون کو مخاطب کرتا ہون، امید ہے کہ وہ میری نظم کو نہایت شوق اور محبت سے پڑھین گے، اور اوس پر عمل کرین گے، یہی میری دلی آرزو ہے، اور یہی اس تاریخ کی تالیف کی غرض ہے،

Complimentary Copy
Not For Sale (G.D.C.T.)

Collection Of Advocate Showkat

نظم از مؤلف

جوانانِ سعادت مند! اسکو غور سے پڑھنا
لکھا ہے مین نے عبرت کا سبق آموز افسانا

مرتب کر دیا مین نے سلف کے کارنامونکو
پراگندہ پڑے تھے طاقِ نسیاں پر یہ چند اجزا

غرض اس سے تمہارے بختِ خفتہ کو جگانا ہے
تمہاری قسمت و طالع کا ہے گردش میں پیدا

خدا کے واسطے دیکھو اور آنکھین کھولکر دیکھو
کہ تم کیا تھے اور اب کیا ہوئے یہ ہے حسرت کا نظارا

سند ہر بات پر دی ہے صحیفوں اور سکوں سے
جو دیکھا لکھدیا اپنی طرف سے کچھ نہیں لکھا

تم اُن اسلاف کے فرزند ہو جنکی شجاعت نے
ہزاروں سرکشوں کی گردنونکو تھا کچل ڈالا

ہمارے یکہ تازوں نے زمین کو روند ڈالا تھا
ہماری حشمت و سطوت کا درباروں مین تھا چرچا

ہمالہ سے سمندر تک ہمارے شہسواروں نے
کیا دشت و جبل کو چند روزوں میں تہ و بالا

ہماری شوکت و اقبال پر گجرات شاہد ہے
ہماری فتح و نصرت پر گواہ ہے راجپوتانا

ہمارے قافلہ کا رہنما عزمِ مصمم تھا،
نہ اٹکا وہ پہاڑوں سے نہ دریاؤں سے وہ جھجکا

زمانے تک رہا قنوج کے دار الحکومت پر
ہمارا پرچمِ اجلال صبح و شام لہرایا

زمانہ سُن چکا بھنال کے سنگین حصاروں پر
ہمارے بخت اور اقبال کا بجتا تھا نقارا

ضعیفوں کے تھے ہم یاور غریبوں کے تھے ہم ماوا
ہماری آستان تھی اہلِ دنیا کے لئے ملجا

ہمارا بچہ بچہ، تیغ کے سایہ مین پلتا تھا
اور انکا عرصۂ جنگ و جدل ہوتا تھا گہوارا

کبھی وہ شان و شوکت تھی اور اب یہ حال ہے اپنا
نہ ہمت ہے، نہ ثروت ہے، نہ زر ہے اور نہ کاشانا

ہماری ہمتِ مردانہ سی دنیا کو حیرت تھی
وہی پہلی سی ہمت دے ہمیں یا ربنا الاعلیٰ
فلک پرواز تھا اپنا عقابِ رایتِ دولت
زمانہ کے حوادث نے زمین پر اُسکو دے مارا
غضب ہی جنکے حملوں نے کیا تھا سر زمانہ کو
فنونِ جنگ سی کہتے ہیں اونکو لوگ بیگانا
اگر افلاس و ذلت کی یہی حالت رہی اپنی
تو ایسی زندگانی سی کہیں بہتر ہے مرجانا
اگر کرنا ہے کچھ تو وقت ہے یہ کام کرنے کا
نہ کچھ پھر فائدہ دیگا تمھیں آخر میں پچھتانا
تمھاری باپ دادا جنگ آور تھے بہادر تھے
علم کش تھے، عدو کش تھے شہنشہ تھے جہاں آرا
زمانہ کہہ رہا ہی تمکو، میرے ساتھ ساتھ آؤ
جو رہ جائیگا پیچھے مجھ سے، میں اسکو مٹا دونگا
سنو! اِس سی زیادہ بدنصیبی ہو نہیں سکتی
اگر تم نے زمانہ کی نصیحت کو نہیں مانا
تمھیں سی قومِ درماندہ کی وابستہ ہیں امیدیں
تمھارا دستِ ہمت ہے کلیدِ حلِّ مشکلہا
بڑھی جاتی ہین قومین تمسے میدانِ ترقی مین
اگر تم ہو کہ غفلت سی پڑے سوتے ہو بے پروا
درِ اغیار پر جاکر، نہ اپنا ہاتھ پھیلاؤ
گدائی سے کہین ملتا ہی؟ جاہ و منصبِ بالا
تم اپنی ہمت و عزمِ مصمم سے بڑھو آگے
کفیلِ جاہ و منصب ہی تمھاری ہمتِ والا
زر و عزت تو کھو بیٹھے ہو تم آپس کے جھگڑو نسے
گلے ملجاؤ آپس میں بجز اسکے نہین چارا
تنزل کی بھی کچھ حد ہی کہ ہستی مٹ گئی اپنی
عزیزون کی حمیت ہی، نہ پاسِ عزتِ آبا
قیامت ہی کہ جن ہاتھونمیں تلواریں چمکتی تھیں
چمکتا ہی اب ان ہاتھوں میں کجکولِ گدا لیا
نہایت کد و کاوش سی تمھارا مہرباں مالک
یہ نسخہ کیمیا کا اک تمھارے واسطے لایا
بزرگوں کی نصیحت پر عمل کرنا سعادت ہے
زمانہ کے کسی دانا نے فرمایا ہی، کیا اچھا

نصیحت گوش کن جاناں کہ از جاں دوست تر دارند
جوانانِ سعادت مند، پندِ پیرِ دانا را

Complimentary Copy
Not For Sale (G.D.S.T.)
Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

ہماری مطبوعات

لہو لکیر	(شعری مجموعہ)	اردو	محمد یٰسین بیگ	200/=
غزل سلونی	(منتخب گوجری شاعری)	گوجری	ڈاکٹر رفیق انجم	200/=
سوچ سمندر	(جدید گوجری شاعری)	گوجری	ڈاکٹر رفیق انجم	350/=
گوجری لوک گیت	(لوک گیت)	گوجری	جاوید راہی	
لوک ورثو	(گوجری ادب کی وراثت)	گوجری	جاوید راہی	700/=
گوجر شناخت کا سفر	(منتخب مضامین)	اردو	جاوید راہی	700/=
شاہان گوجر	(گوجروں کی معتبر تاریخ)	اردو	مولوی عبدالمالک خاں	400/=

انگریزی میں

گوجری۔ دی لینگویج آف گوجرس	انگریزی	جی۔ اے۔ گیرسن	600/=
اے شارٹ ہسٹری آف دی گوجرس	انگریزی	رانا علی حسن چوہان	425/=

ناشر

گرجر دیش چیری ٹیبل ٹرسٹ گرجر کالونی، بائی پاس جموں

Gurjar Desh Charitable Trust

Gurjar Colony Bye - Pass Jammu

Ph: 462049 - 463793

E.Mail: gurjarct@jla.vsnl.net.in

دہلی میں ملنے کا پتہ :

عاکف بک ڈپو ۴۳۷۔ ٹیا محل دہلی۔ ۶

Phone + Fax :011- 3257189

E.Mail: aakif@del3.vsnl.net.in